اوج

نعت نمبر ۲



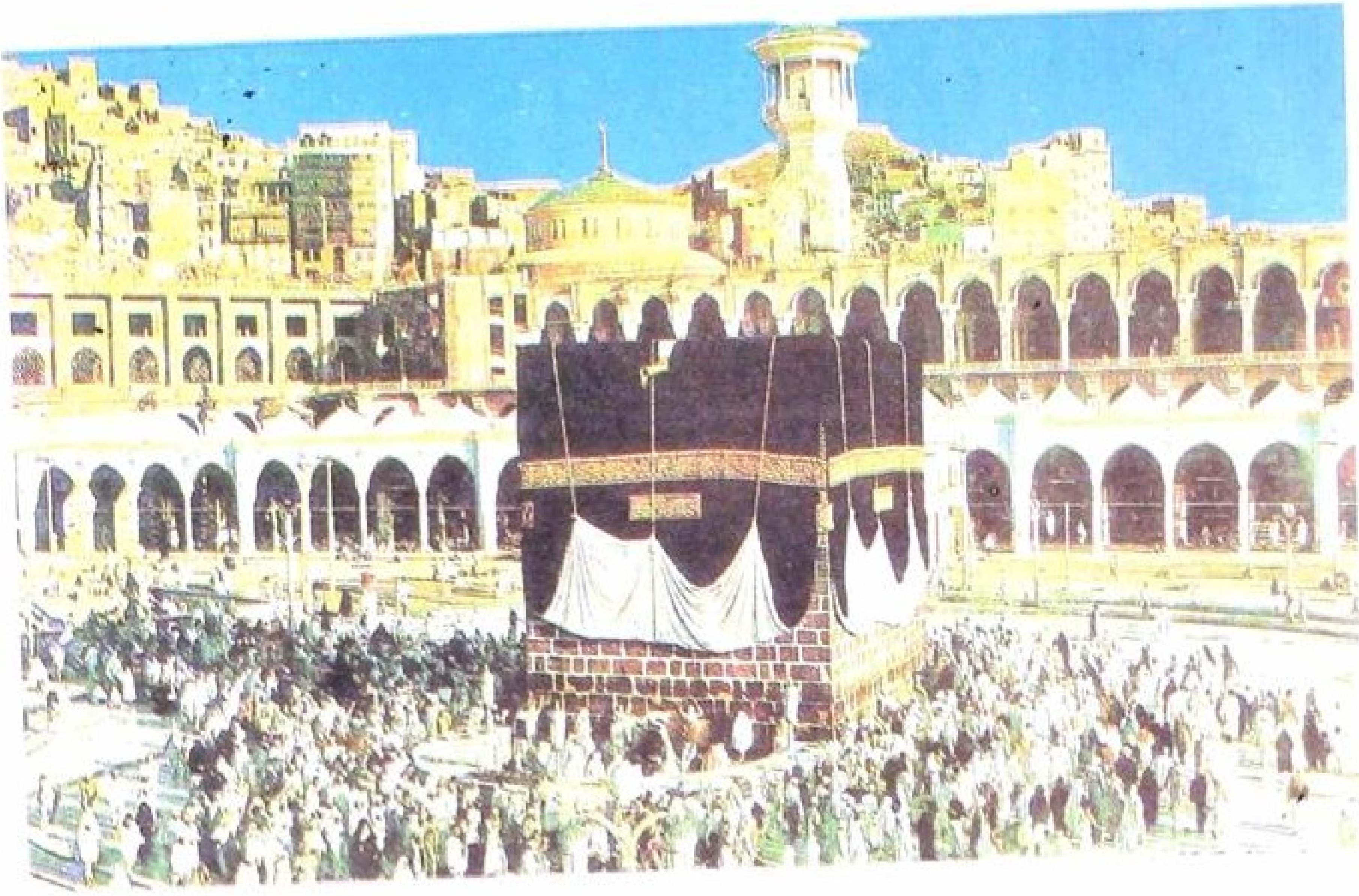
گورنمنٹ کالج شاہدرہ لاہور

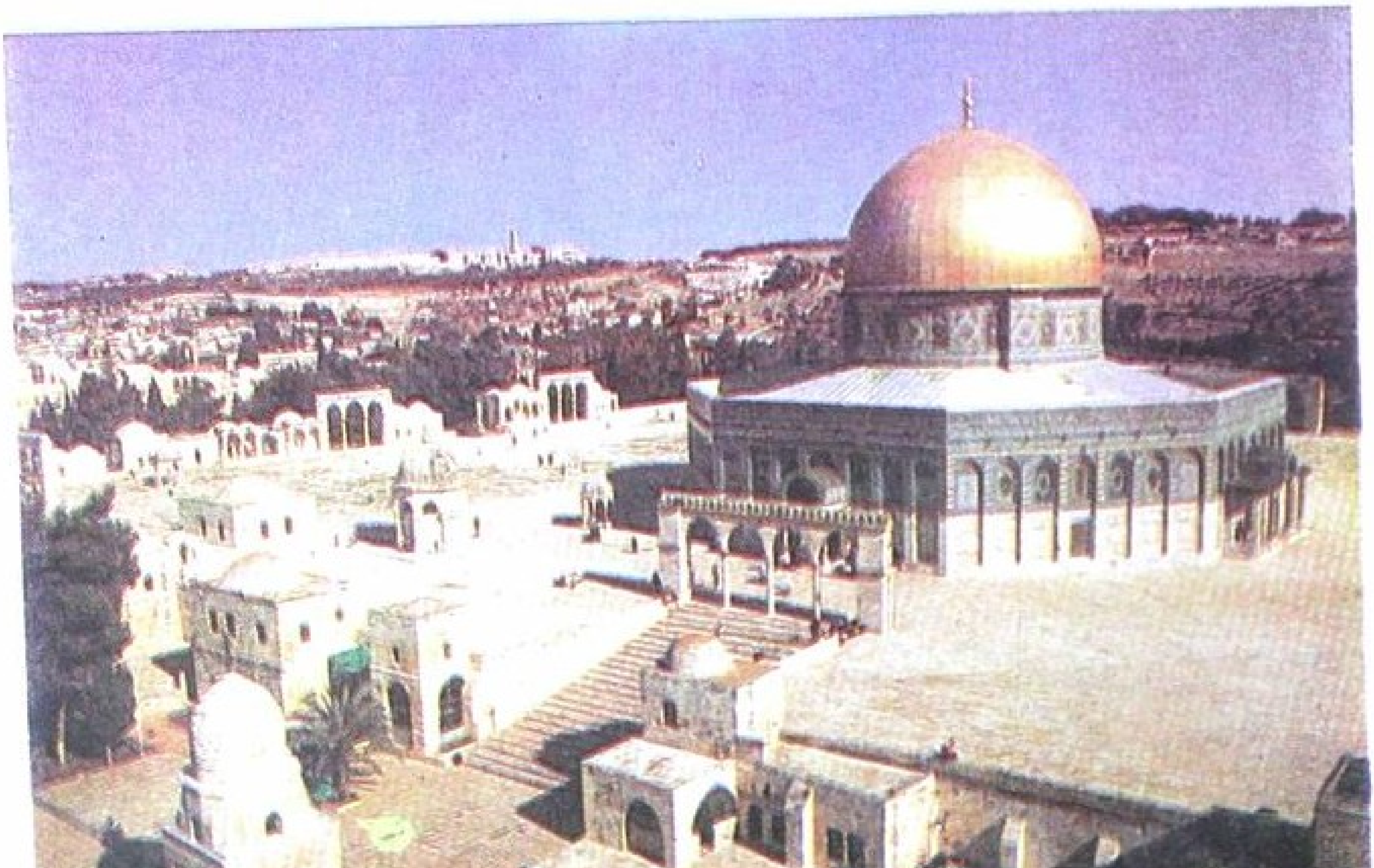
بسم الله الرحمن الرحيم

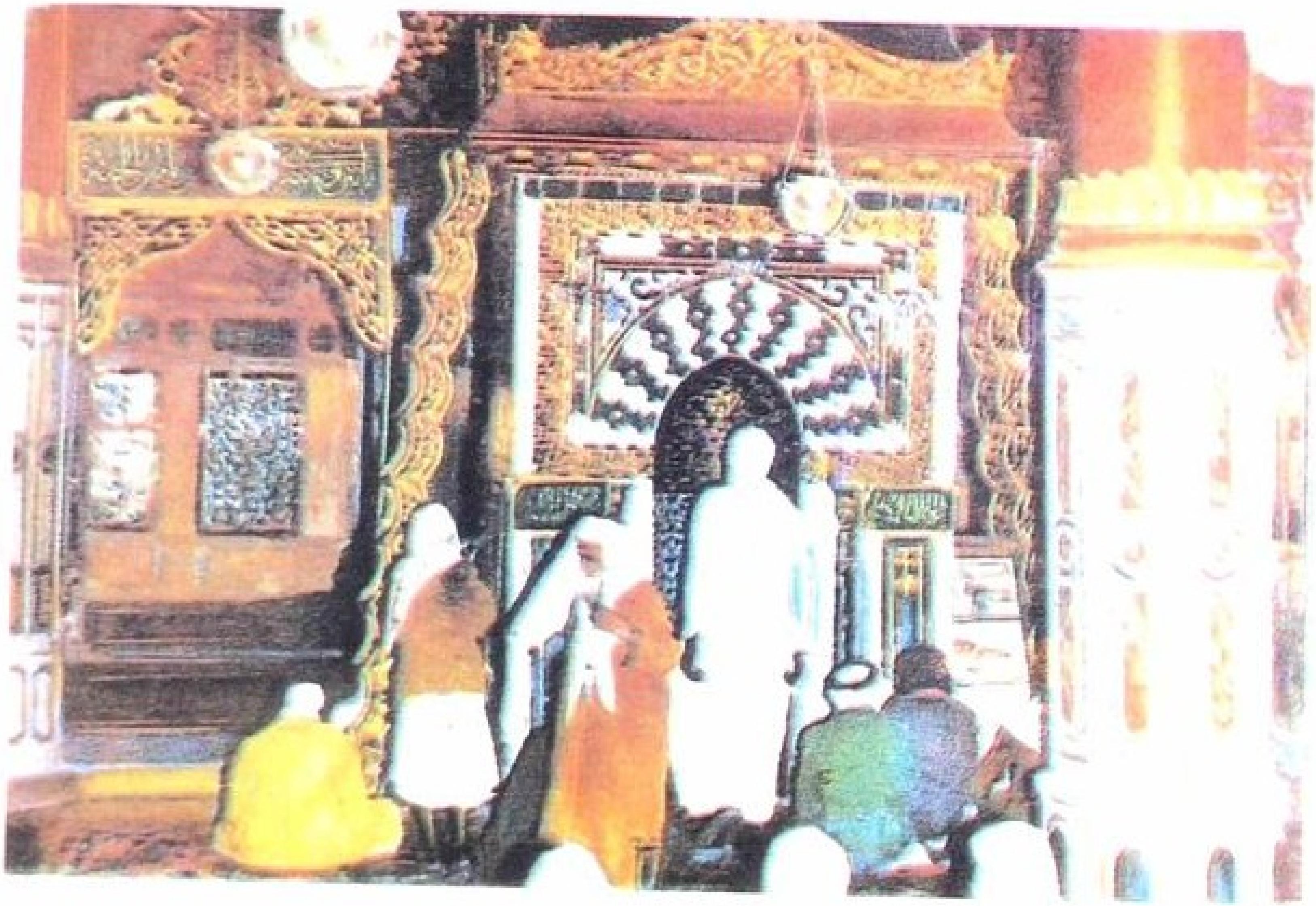
بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی سیدنا و مولینا
محمد و علی آل سیدنا و مولینا
محمد کما صلیت علی ابراھیم
و علی آل ابراھیم انک حمید مجید
اللھم بارک علی سیدنا و مولینا
محمد و علی آل سیدنا و مولینا
محمد کما بارکت علی ابراھیم
و علی آل ابراھیم انک حمید مجید
السلام علیک ایھا النبی
و رحمۃ اللہ و برکاتہ

جمیل قریشی







مسجد نبوی میں محراب النبی (یہاں حضورؐ نماز پڑھا کرتے تھے)



مسجد نبوی ----- بیرونی منظر

اوج

علمی و ادبی مجلّہ

نعت نمبر

جلد دوم

۱۹۹۲-۹۳ء

سرپرست

پروفیسر میاں مقبول احمد (پرنسپل)

ترتیب و تدوین

ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی (مدیر اعلیٰ)

معاونین

محمد ریاض (مدیر) علی احمد (نائب مدیر)

گورنمنٹ کالج شاہدرہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم





اِنَّ اللہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔
(سورۃ الاحزاب آیت: ۵۶)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود بھیجتے ہیں

اے ایمان والو تم (بھی) اُن پر درود بھیجو اور سلام بھیجو جیسا کہ سلام بھیجنے کا حق ہے۔

تشکر

گورنمنٹ کالج شاہدرہ لاہور کے علمی و ادبی پرچے "اوج" کا دو جلدوں پر مشتمل نعت نمبر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں ایک تعلیمی ادارے کی طرف سے عقیدت و محبت کا نذرانہ ہے۔ مجلس ادارت اس دینی، ملی اور قومی نوعیت کے کام کے سلسلے میں جملہ اہل علم و دانش، افراد اور اداروں جن کے رشحات خامہ، تصاویر، خطاطی کے نمونوں اور دیگر لوازمات سے اسے مزین کیا گیا ہے، کو عقیدت و محبت کے اس نذرانے میں شریک خیال کرتے ہوئے بطور خاص شکر گزار ہے۔ اللہ کرے کہ یہ نذرانہ ہم سب کی طرف سے بارگاہ رسالتماب (صلی اللہ علیہ وسلم) میں شرف قبولیت حاصل کرے۔ (آمین)

پرنسپل گورنمنٹ کالج شاہدرہ لاہور نے میسرز حامد جمیل پرنٹرز ریٹی گن روڈ لاہور سے چھپوا کر گورنمنٹ کالج شاہدرہ لاہور سے شائع کیا۔

مشمولات

اداریات

حمد باری تعالیٰ

مدحت خیر البشر

نعت...... چند موضوعات

مطالعہ اردو نعت

اردو نعت (انتخاب)

عربی نعت گوئی (مضامین)

پنجابی نعت (مطالعہ و انتخاب)

نعتیہ شاعری

نعتیہ نظمیں

نعت ------ تحقیق و محققین

نعت ----- کتابیات

نعت خوانوں سے قلمی مذاکرہ

ثنائے خواجہ (اردو نعت)

نعتیہ نظمیں

مختلف زبانوں میں نعت

نعت ہی نعت (مختلف زبانوں میں نعت کا انتخاب)

جرمن

فرانسیسی

انگلش

عربی

بہاری

کردی

گجراتی

مارواڑی

گوجری

بلوچی

براہوی

میواتی

ہندی

سرائیکی

کشمیری

ہندکو

بنگالی

پشتو

سندھی

نعت خوانی

ثنا خوان تیرے اغیار بھی ہیں (غیر مسلم شعراء کا نعتیہ کلام)

مطالعات نعت

(اداریہ)

گر قبول افتد ------

پروفیسر میاں مقبول احمد (پرنسپل)

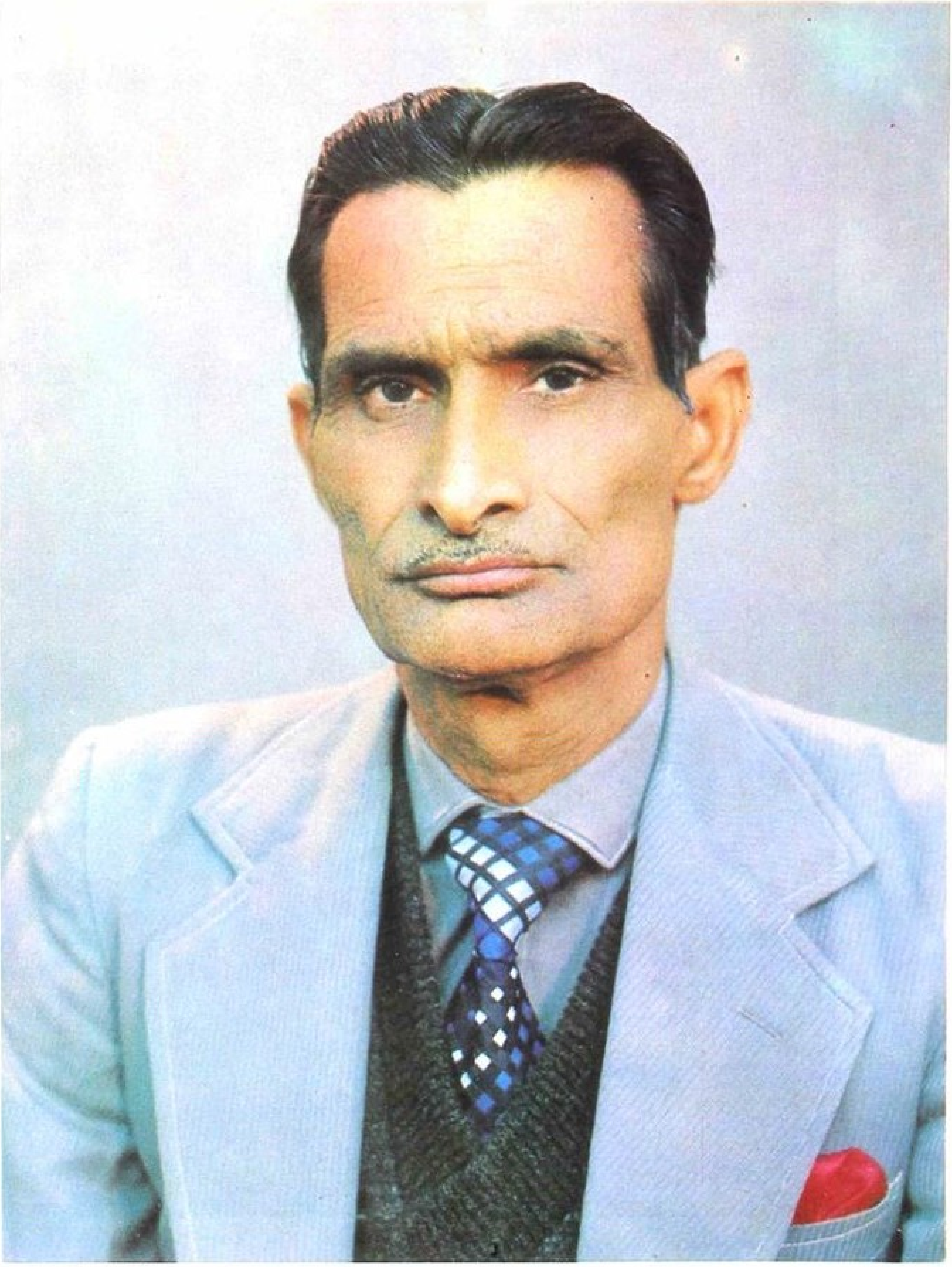
پچھلے سال (۱۹۹۲ء) گورنمنٹ کالج شاہدرہ لاہور نے نعت نمبر کی اشاعت کا خواب دیکھا تھا --- یہ خواب ایسا ہے کہ جس کے دیکھنے کی تمنا کس مسلمان کو نہیں ہوتی --- یہ خواب ذکر رسول کی ایک تو مند علمی و ادبی روایت---- نعت نمبر--- کا خواب تھا --- پہلی جلد آپ دیکھ چکے --- دوسری جلد حاضر ہے --- ہم سے جو بن پڑا---- ایک ڈیڑھ سال کے عرصے میں جو کچھ ہو سکا --- جیسے ہو سکا --- کر دیا۔ ہماری یہ کاوش آپ کے ہاتھوں میں ہے --- ہم کہاں تک کامیاب ہوئے --- نعت نمبر میں کیا کچھ ہونا چاہئے تھا؟ --- کیا کچھ نہیں ہے؟ ایسے سوال ہیں جن پر گفتگو ہو سکتی ہے اور ہو گی بھی --- لیکن میرا' میرے ادارے' اساتذہ' طلبا اور اس نمبر کے روح رواں میرے رفیق کار ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی جنہوں نے ۲۲ زبانوں کی نعتیہ شاعری کے نمونوں اور ۱۴ زبانوں میں نعت کے تحقیقی و تنقیدی جائزوں پر مشتمل تقریباً" پندرہ سو صفحات (تصاویر کے چالیس صفحات سمیت) کے ایک ایک حرف کو کئی کئی بار --- دن کی روشنی میں اور رات کی تنہائیوں میں بھی---- پڑھا' مسودوں کی صورت میں بھی اور پروف ریڈنگ کے مرحلوں میں بھی --- انہوں نے اس اشاعت خاص کے لئے اپنے علم' عقل' فہم اور فراست سے حق ادا کر دیا ہے اور ایسا نمبر لے کے آئے جو بلاشبہ پاکستان بھر کے تعلیمی اداروں کے مجلوں کے خاص نمبروں میں ہی نہیں بلکہ ہماری صحافتی اور ادبی تاریخ کے شاندار ماضی اور حال میں بھی سب سے الگ اور منفرد ہے --- لیکن یہ تو محض ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی کی خدمات کا اعتراف ہے --- وگرنہ چودہ سو سال کے طویل عرصے پر محیط رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عقیدت و محبت کے اس وجدانی سفر کی داستان بھلا کیسے بیان ہو سکتی ہے۔ جذبوں کی وہ داستان جہاں دل دھڑکتے' احساس مچلتے اور روح بالیدگی اختیار کرتی ہے۔

مجھے احساس ہے کہ ہمارے قارئین اور اہل علم و دانش جہاں ہماری کوتاہیوں کا ذکر کریں گے وہاں ہماری اس کاوش کو احساس کی آنکھوں سے بھی لگائیں گے --- ہمیں شاباش بھی دیں گے اور ہمارے اس مجلے کو پاکستان بھر کے تعلیمی' ادبی اور صحافتی اداروں کے لئے مشعل راہ بھی قرار دیں گے --- لیکن میں ان تمام تر سچائیوں کے باوجود نہایت ہی صدق دل سے اپنے آقا و مولیٰ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں نعت نمبر کا یہ ادنیٰ سا نذرانہ پیش کرتے ہوئے انتہائی ندامت کے ساتھ اور کچھ بھی نہ کر سکنے کی حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے اپنی' اپنے ساتھیوں طلباء و اساتذہ کی طرف سے بارگاہ رسالت مآب (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) میں ندامت سے جھکی ہوئی نگاہوں' احساس کی بھیگی ہوئی پلکوں کے ساتھ اور زبان سے --- ۔

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا ؎

کا اقرار کرتے ہوئے صرف یہی عرض کروں گا --- ۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف



پروفیسر میاں مقبول احمد (پرنسپل)



پروفیسر ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی (مدیر اعلیٰ)

(اداریہ) جتنا دیا سرکارؐ نے مجھ کو ------

ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی (مدیر اعلیٰ)

حضور سرور کون و مکاں راحت انس و جان سید المرسلین خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ التحیتہ و اثناء کی ذات اقدس جہاں باعث تخلیق کون و مکاں ہے' وہاں صدیوں کے انسانی سفر کی رہبر و رہنما بھی ہے--- دنیا کا کون سا خطہ ہے----؟ جہاں آقا حضور کا ذکر بلند نہ ہوتا ہو --- انسانی تاریخ کا وہ کونسا عہد ہے----؟ جس میں مکی مدنی ماہیؐ کی نعت کے نذرانے پیش نہ کئے گئے ہوں۔ چنانچہ یہ ایک حقیت ہے کہ الہامی کتابوں کے ساتھ ساتھ غیر الہامی کتابوں میں بھی آپ کا ذکر خیر کسی نہ کسی معتبر حوالے سے ضرور ملتا ہے --- گویا انسانیت کا ہزاروں سالوں پر محیط---- یہ سفر---- ذکر رسالتماب سے کبھی بھی خالی نہیں رہا --- آج بھی دنیا کے ہر خطے میں آپ کے لئے کلمات تحسین بلند ہو رہے ہیں اور انشاء اللہ العزیز آئندہ بھی انسانیت آپ کے ذکر خیر سے رنگ' نور اور روشنی حاصل کرتی رہے گی۔

ہم نے بھی اسی ذکر خیر سے اوج کی یہ محفل سجائی ہے۔ تقریباً" پندرہ سو صفحات پر مشتمل ان دو جلدوں میں عقیدت کے اس سفر کو سمونے کی کوشش کی ہے لیکن کاغذ کے یہ چند ٹکڑے صدیوں کے روحانی اور وجدانی سفر کو اپنے اندر کیسے جذب کرسکتے تھے--- بہرحال--- ہم نے---- جو بس میں تھا--- کیا---

چنانچہ---- اوج کے نعت نمبر کی یہ دوسری جلد پیش خدمت ہے۔ پہلی جلد میں اکابرین کے پیغامات کے بعد عربی اور فارسی نعت کا انتخاب دیا گیا تھا جب کہ اردو نعت کے عہد بہ عہد انتخاب کی پہلی قسط بھی شامل اشاعت تھی۔ موجودہ شمارے کے مزید دو حصوں "اردو نعت" اور "ثنائے خواجہ" میں عصر حاضر تک کی اردو نعت کا انتخاب شامل ہے۔ پہلی جلد میں نعت کے فکر و فن کے حوالے سے مضامین کے ساتھ ساتھ پاکستان کے مختلف صوبوں اور شہروں میں نعت گوئی کے صدیوں پر محیط سفر کی روداد بیان ہوئی تھی جب کہ موجودہ شمارے میں تیرہ پاکستانی اور بین الاقوامی زبانوں اور بولیوں میں عقیدت کے سفر کی کہانی حاضر ہے۔ بائیس پاکستانی اور بین الاقوامی زبانوں اور بولیوں میں نعت کے نمونے الگ سے پیش کئے جا رہے ہیں۔ جن میں جرمن' فرانسیسی اور انگریزی نعت بھی شامل ہے۔

اس جلد میں نعت کے متنوع موضوعات اور ہیتی تجربوں سے متعلق مقالات بھی ہیں۔ پہلی جلد میں نعت گو شعراء سے قلمی مذاکرہ شامل اشاعت تھا تو اس جلد میں نعت خواں حضرات سے ایسی ہی گفتگو طبع ہوئی ہے۔

اردو اور پنجابی نعت کے انتخاب کے علاوہ اس جلد میں ان دو زبانوں میں نعت کے ذکر کے لئے جہاں مطالعات نعت کے حوالے سے مضامین شامل اشاعت ہیں وہاں ان دو اہم ترین زبانوں کے ساتھ ساتھ وطن عزیز کی سندھی زبان میں کتب نعت پر مشتمل کتابیات بھی حاضر ہے تاکہ تحقیق مزید کے لئے نئے در وا ہو سکیں۔

نعت خوانی فروغ نعت کا اہم ترین مجلسی وسیلہ ہے۔ اگرچہ اس حوالے سے کوئی بڑا اہم کام تو نہیں ہو سکا لیکن اس موضوع پر کام کرنے کے لئے ایک حصہ اس جلد میں طبع ہوا ہے۔ جب کہ نعت کے مستقبل کو جاننے اور نعت کے ماضی سے

رشتے کو استوار کرنے کے لئے نعت تحقیق و محققین اور مطالعات نعت کے حوالے سے بھی سیکشن بنائے گئے ہیں تاکہ ان تمام افراد اور اداروں کا ذکر بھی ہو سکے جنھوں نے کسی نہ کسی صورت میں نعت کو موضوع تحقیق و اشاعت بنایا ہے جب کہ اس سلسلے میں محض افراد کی نشاندہی ہی نہیں کی گئی بلکہ افراد اور اداروں کے کام کے حوالے سے بھی ان کے کام کو نقد و نظر کے ترازو میں جانچنے کی کوشش بھی موجود ہے۔

نعت کے اس سفر میں آپ کو مسلم شاعروں کے شانہ بشانہ غیر مسلم شعراء بھی نظر آئیں گے تاکہ محبتوں کا یہ سفر اپنی پوری صداقتوں کے ساتھ طے ہو سکے۔

یہ تو تھا نعت نمبر کا مختصر سا احوال نامہ---- لیکن اب جی چاہتا ہے کہ وہ کچھ بھی بیان کروں --- جو اس نمبر میں حاضر نہیں کر سکا --- اس سلسلے میں وقت اور وسائل کی کمی کا ذکر تو سعی لاحاصل ہے کیونکہ یہ تو سب کرتے ہی رہتے ہیں۔ یہاں بس یہی عرض کر سکتا ہوں کہ ہمیں عطا کرنے والے نے بس اتنی توفیق بخشی تھی---- جس کے ساتھ حاضر ہوں۔ ممکن ہے --- کرم فرمائی ہو اور نعت نمبر کی تیسری جلد --- اور پھر اس کے بعد کی کئی جلدیں شائع کرنے کا مجھے اور میرے ادارے کو موقع ملے جس میں وہ سب کچھ لے کر حاضر ہو جاؤں --- جو ان دو جلدوں میں اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر ہی نہیں بلکہ جبر کر کے روکنے پر مجبور ہوا ہوں۔ ان میں گرانقدر مقالے بھی ہیں اور نعت کے مختلف شاعروں پر مخصی مضامین بھی --- نعت گو شعراء کے منظوم تذکرے بھی ہیں تو عربی فارسی اور دیگر زبانوں میں نعتیہ شاعری بھی --- لیکن یہ سب کچھ پھر بھی سہی --- زندگی اور حالات نے وفا کی تو الحمدللہ پہلے بھی عمر عزیز کا ایک بڑا حصہ نعت کے سائے میں ہی بسر ہوا ہے۔ ۱۹۹۲ء اور ۱۹۹۳ء بھی اسی بابرکت ذکر میں بسر ہونے کو ہے --- اس طرح آپ بھی دعا فرمائیں کہ اللہ رب العزت اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں خدمت نعت کے اس بابرکت سفر کو جاری و ساری رکھے۔

اس موقع پر فی الحال میں ان تمام دوستوں سے معذرت خواہ ہوں جن کی نگارشات ان دو جلدوں میں وقت اور وسائل کی کمی کی بنا پر پیش نہیں ہو سکیں --- امید ہے یہ عاشقان رسول میری تنگی داماں کو محسوس کرتے ہوئے اپنی روایتی فراخ دلی سے مجھے معاف کر دیں گے۔

نعت نمبر کے اس گلدستے کو سجانے کے لئے جہاں شاعروں' ادیبوں' نعت خوانوں' خطاطوں اور شعبہ تصویر سے متعلق افراد اور اداروں کا مجھے شکریہ ادا کرنا ہے وہاں پرچے کو کمپوز کرنے والے عزیزوں محمد نوید بٹ اور محمد یونس کا بھی شکرگزار ہوں --- بٹ صاحب کا خاص طور پر کہ انھوں نے سینکڑوں افراد کی تحریروں کو پوری کانٹ چھانٹ کے ہمراہ پڑھا اور کمپوز کیا --- اس سلسلے میں شیخ جمال دین صاحب جو جمال آرٹسٹ کے حوالے سے زیادہ پہچانے جاتے ہیں بھی ہمارے شکریے کے مستحق ہیں جن کے جمال کمپوزنگ سنٹر میں نعت نمبر کی دونوں جلدیں کمپوز ہوئیں۔ کمپیوٹر کمپوزنگ کی سرعت رفتاری اپنی جگہ مفید ہے لیکن عربی زبان کے سلسلے میں کمپیوٹر کے "معاندانہ رویے" سے کون آگاہ نہیں --- چنانچہ کمپیوٹر کمپوزنگ کے جملہ محاسن اور معائب بھی اس نمبر سے محروم نہیں رہے --- اس لئے آپ کو عربی اور اردو کے ایسے الفاظ جہاں اعراب وغیرہ کی

شدید ضرورت تھی کی کمی ضرور محسوس ہو گی۔ اس سلسلے میں معذرت کے علاوہ اور کیا عرض کر سکتا ہوں۔ یہاں شعرائے کرام سے معذرت بھی ضروری ہے کہ میں ان کے حفظ مراتب کا عام طور پر خیال نہیں رکھ سکا۔

نعت نمبر کی کاپی پیسٹنگ سے لے کر مواد کی طباعت تک کے مختلف مراحل میں حاجی عبدالستار (حامد جمیل پرنٹرز) اور ان کے ادارے کے تمام افراد بھی خصوصی شکریے کے مستحق ہیں' جن کی شبانہ روز محنت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ میں ایسے افراد اور اداروں کا بھی ممنون ہوں جنھوں نے اس نمبر کے لئے ہمیں مالی تعاون سے نوازا۔

کالج کے پرنسپل پروفیسر میاں مقبول احمد' کالج کونسل' مجلس ادارت کے دیگر ارکان کے ساتھ ساتھ اس کار نیک کے لئے جس جس فرد نے جو جو مشورہ دیا --- میں اس کے لئے بھی تہہ دل سے ممنون ہوں کیونکہ ان سب مشوروں اور کاوشوں ہی نے اس نعت نمبر کا روپ دھارا ہے --- اس حوالے سے استاد گرامی پروفیسر سید خورشید حسین بخاری پرنسپل گورنمنٹ اسلامیہ کالج سانگلہ ہل کا خاص طور پر ممنون ہوں جن کی خصوصی مہربانیوں کا پہلی جلد کے اداریے میں ذکر کر چکا ہوں۔ لیکن ان تمام تر محسنوں کے احسانات کے ساتھ ساتھ میں اللہ رب العزت اور اس کے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقتوں اور عنایتوں کا بالخصوص شکر گزار ہوں کیونکہ نعت نمبر کی ترتیب و تدوین اور ادارت کے لئے جو حالات' صلاحیتیں اور صحت و تندرستی کی لازوال دولت میسر آئی وہ بس ان کا کرم ہے اور بقول "کوثر القادری"۔ مجھے بھی یہ تسلیم کرنے میں قطعاً" عار نہیں ہے۔ ۔

جتنا دیا سرکار نے مجھ کو اتنی میری اوقات نہیں
یہ تو کرم ہے ان کا ورنہ مجھ میں تو ایسی بات نہیں

آخر میں اللہ رب العزت کے حضور عرض ہے اور آپ سے بھی دعا کی استدعا ہے کہ وہ نعت نمبر کی ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے اور مجھے' میرے ادارے' معاونین اور نعت نمبر سے مستفید ہونے والوں بلکہ تمام ملت اسلامیہ کو اپنے محبوب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرنے اور ان کی سیرت طیبہ پر انفرادی اور اجتماعی سطح پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے --- آمین --- ثم آمین

حمد رب جلیل

پروفیسر حفیظ تائب (لاہور)

جو اسم ذات ہویدا ہوا سر قرطاس
ہوا خیال منور، مہک گیا احساس

اسی کے فکر میں گم سم ہے کائنات وجود
اسی کے ذکر کی صورت ہے نغمہ انفاس

اسی کے اذن سے ہے کاروان زیست رواں
اسی کے حکم پہ غیب و شہود کی ہے اساس

اگر ہیں نعمتیں اس کی شمار سے باہر
تو حکمتیں بھی ہیں اس کی ورائے عقل و قیاس

ہے ارتباط عناصر اسی کی قدرت سے
اسی کے لطف سے قائم ہے اعتدال حواس

کیے خلا میں معلق ثوابت و سیار
بغیر چوب کیا خیمہ فلک کو راس

بسا ہوا وہ رگ و پے میں کائنات کے ہے
کچھ اس طرح سے گلوں میں نہاں ہو جیسے باس

ہر ایک مومن و منکر کا ہے وہ رزق رساں
ہر ایک بیکس و درماندہ کا ہے قدر شناس

بڑھائی اس نے زن و آدمی کی یوں توقیر
انہیں بنایا گیا ایک دوسرے کا لباس

مجھے شریک کرے کاش ایسے بندوں میں
جنہیں نہ خوف و خطر ہے نہ کوئی رنج و ہراس

اٹھا کے ہاتھ اسی کو پکارتا ہوں میں
مقام جس کا ہے میری رگ حیات کے پاس

کیا یہ خاص کرم اس نے نوع انساں پہ
بنا دیا جو حبیبؐ اپنا غمگسار اناس

حبیبؐ وہ جو بنا کائنات کا نوشاہ
رسولؐ وہ جو ہوا اس کی شان کا عکاس

حبیبؐ وہ جو محمدؐ بھی ہے تو احمدؐ بھی
سکھا گیا جو خدائی کو حمد و شکر و سپاس

نبیؐ وہ جس کے لئے محمل زمانہ کار
نبیؐ وہ جس نے کیا لامکاں میں اجلاس

کتاب اس پہ اتاری تو وہ کتاب مبیں
جو نور رشد و ہدایت ہے، قاطع وسواس

اسی نے مدح رسالت مآبؐ کی خاطر
دیا گداز لب و لہجہ کو، زباں کو مٹھاس

کرم ہو شامل حال اس کا تو ہے اک نعمت
وگرنہ کرب مسلسل، طبیعت حساس

کوئی قریب سے کہتا ہے میں ہوں تیرے ساتھ
ہجوم غم میں کسی وقت بھی جو دل ہو اداس

تسلیاں مجھے ہر آن کوئی دیتا ہے
نہ کر سکیں گے ہراساں مجھے کبھی غم و یاس

عجیب ذکر الٰہی میں ہے اثر "تائب"
مٹائے زیست کی تلخی، بجھائے روح کی پیاس

حمد باری تعالیٰ

جمیل نقوی (کراچی)

بندے سے تیری حمد خدایا محال ہے — کچھ کہہ سکوں زباں سے مری کیا مجال ہے
واحد ہے لم یلد ہے خود اپنی مثال ہے — جس کا جواب ہو نہ سکے وہ سوال ہے
روح عظیم خالق ارض و سما ہے تو
یہ بات طے شدہ ہے کہ بیشک خدا ہے تو

ہے تیری ذات مخزن اسرار کائنات — کس کا یہ منہ بھلا کہ گنائے تری صفات
اعراض عارضی ہیں تو جوہر ہیں بے ثبات — فانی ہر ایک چیز ہے باقی ہے تیری ذات
مرگ و زوال خلق خود اس کا ثبوت ہے
جو خالق حیات ہے وہ لا یموت ہے

تو ہے وہ کاف و نون کہ جس سے ہے کائنات — حی و قدیر خالق کل جاوداں حیات
مجموعہ محاسن و مستجمع صفات — بے انتہا صفات مگر سب ہیں عین ذات
وہ کل ہے جس کا جزو نہیں تجزیہ نہیں
ایسا اگر نہ ہو تو خودی ہے خدا نہیں

کرسی و عرش، انجم و افلاک و ماہتاب — ایک ایک ہے ترے ید قدرت سے فیضیاب
روشن ترے جمال سے ہے قرص آفتاب — ہیبت سے تیری سینہ گیتی میں اضطراب
ظاہر ہے صاف رعب ترا ماہ و سال سے
گردش میں کل نظام ہے خوف جلال سے

قبضہ میں تیرے ہے یہ معمائے ہست و بود — تیری گرفت میں ہیں ہر اک شے کے تار و پود
تیرے لئے نہ کوئی زیاں ہے نہ کوئی سود — ظاہر ہر ایک شے ہے اس پہ بھی بے نمود
ہر ذرہ اپنی اپنی جگہ کوہ طور ہے
عالم تمام عالم نور و ظہور ہے

یہ زندگی یہ موت یہ دنیائے آب و رنگ — یہ آسماں یہ چاند یہ تارے یہ کوہ و سنگ
دریا میں موج موج میں خوابیدہ جل ترنگ — سینہ میں قلب قلب میں یہ جوش یہ امنگ
نقش و نگار دامن لیل و نہار ہیں
خلاقیت کا تیرے عجب شاہکار ہیں

بالا و پست میں ہے نہ خورشید و ماہ میں — تو ہے اگر کہیں تو دل حق پناہ میں
مخفی نظر سے فکر و نظر کی نگاہ میں — رحمت کے اعتماد پہ چشم گناہ میں
آنکھوں سے دید کا جو کسی کو خیال ہے
احمدؐ کی ذات آئینہ ذوالجلال ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ علٰی سَیِّدِنَا **مُحَمَّدِ** النَّبِیِّ
الاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا.

یا اللہ! ہمارے آقا حضرت **محمدؐ** (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)
پرجو نبی اُمّی ہیں اور آپؐ کی آل پر دُرود وسلام بھیج۔

مدحتِ خیرُ البشرؐ

صوفی محمد افضل "فقیر"

اَلْفَائِیَتُہ الْمُصْطَفَوِیَّتُہ

فائیہ مصطفویہ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

پہلی فصل

فِیْ ذِکْرِ نِعَمآ الْمَعْبُوْدِ عَلَی الْعِبَادِ وَطَلَبِ الْاَخْلَاصِ فِی الْعَمَلِ

بندوں پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے ذکر اور اخلاص عمل کی طلب کے بارے میں

نَجَوْنَا بِذِکْرِ الْحَقِّ مِنْ کُلِّ زُخْرُفٖ

ہم نے ذکر الٰہی کی بدولت (زندگی کے) ہر طلسم سے نجات پائی

عَلٰی مَا فَقَدْنَا الدَّھْرَ لَمْ نَتَاَسَّفٖ

ہم زمانے میں جو حاصل نہ کر پائے، اس پر ہمیں کبھی افسوس نہیں ہوا

فَطُوْبٰی لِمَنْ بَعْدَ الْھِدَایَتِہ زَادَھَا

پس اسے مبارک ہو، جس نے ہدایت کے بعد اس میں اضافہ کیا

وَ اَخْلَصَ دِیْنَہٗ وَ لَمْ یَتَعَجْرَفٖ

اس نے اپنے دین کو خالص کیا اور سرکشی اختیار نہ کی

وَعَاجِلَتِہ تَرْضٰی بِھَا النَّفْسُ فِتْنَتُہ

اور جلد میسر آجانے والی (دنیا) جس سے نفس راضی ہے، ایک فتنہ ہے

اِذَا لَا تَقِیْھَا الْمُھْلِکَاتِ وَمَا تَفِیْ

کیونکہ وہ اسے نہ تو مہلکات سے بچا سکے گی اور نہ ہی وفا کرے گی

وَ عِنْدَ الْبَلَایَا اِذْ تَطَاوَلَ بَاْسُھَا

اور مصیبتوں کے وقت جب ان کا خوف بڑھ جائے

اِلَی اللہِ یَاْوِیْ دَائِماً کُلَّ اَعْجَفٖ

ہر معذور ہمیشہ اللہ رب العزت ہی کی پناہ چاہتا ہے

وَیَسْئَلُہٗ کُلُّ الْعِبَادِ فَاِنَّنَا

اور ہر نوع خلق اس سے مانگتی ہے۔ پس بے شک ہم بھی

بِغُفْرَانِہٖ ۔ یَوْمَ الْقِیَامَتِہ نَکْتَفِیْ

روز قیامت اس کی بخشش ہی پر اکتفا کرتے ہیں

وَمَا زَالَ فِکْرِیْ فِیْ اتِّبَاعِ الْاَوَامِرِ

میں اوامر کی اتباع کے بارے میں ہمیشہ فکر مند رہا

وَقَدْ غَلَبَتْ قَلْبِیْ مَخَافَتُہ مُتْلَفٖ

اور میرے دل پر تباہی کا خوف طاری ہوگیا

وَکُنْتُ لِاِخْلَاصِ الْعِبَادَۃِ سَاعِیاً

میں اخلاص عبادت کے حصول میں کوشاں رہا

لِیُخْرِجَنِیْ مِنْ حَسْرَۃِ الْمُتَلَھِّفٖ

تاکہ وہ مجھے ایک اندوہ گیں انسان کی حسرت سے نکال دے۔

اَلَمَّ عَلَیَّ الْهَمَّ فَانْکَشَفَ الدُّجیٰ ۔۔۔ سَمِعْتُ نِدَاءَ الْمُلْهِمِ الْمُتَلَطِّفِ

مجھ پر غم و حزن طاری ہوا اور بالآخر تاریکیاں چھٹ گئیں ۔۔۔ میں نے ایک مہربان ہاتف غیب کی آواز سنی

سَبِیْلَ النَّبِیِّ الْهَاشِمِیِّ لِتَسْلُکَ ۔۔۔ وُصُوْلُ اِلَیْنَا فِی الْوَسِیْلَةِ یَخْتَفِیْ

ہاتف نے پکارا کہا: تجھ پر نبی ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ اختیار کرنا فرض ہے ۔۔۔ ہم تک رسائی آپ کے وسیلہ میں مضمر ہے

سَتُبْعَثُ مَقْبُوْلاً رَضِیًّا بِنَعْتِهٖ ۔۔۔ وَاِنْ تَاْتِ مِنْ اَقْصَی الْبِلَادِ تُشَرَّفِ

تو حضور علیہ السلام کی نعت کے باعث مقبول و پسندیدہ محشور ہوگا ۔۔۔ اور اگر تو کسی دور دراز شہر سے بھی آیا ہے تو پھر بھی مشرف ہوگا

وَاَحْسَنُ زَادٍ لِلْفَقِیْرِ مَدِیْحُهٗ ۔۔۔ اِذَا هُوَ فِی الْبَلْوٰی کَحِرْزٍ مُکَیَّفِ

اور فقیر کے لئے آپ کی ثنا بہترین زاد راہ ہے ۔۔۔ کیونکہ وہ مصیبت میں ایک مضبوط پناہ گاہ ہے

مِنَ الْمَلَاِ الْاَعْلیٰ یُجِیْزُ حِبَاءَهَا ۔۔۔ اِلٰی مَدْحِنَا اشْتَاقَ رُوْحُ الْمُوْصِفِ

اسے عالم بالا سے توفیق نصیب ہوتی ہے ۔۔۔ جب مداح کی روح آپ کی جامع کمالات ہستی کی مشتاق ہوتی ہے

وَمَا اَنْشَدَ الْحَسَّانُ رضی وَ الْکَعْبُ رضی اَعْظَمُ ۔۔۔ وَعِنْدِیْ عَزِیْمَتُهٗ وَ عِجْزُ الْمُصَنِّفِ

اور جو نعتیہ کلام حضرت حسانؓ اور حضرت کعبؓ نے کہا سب سے بڑھ کر ہے ۔۔۔ اور میرے پاس تو ارادہ مدح اور عجز مصنف ہے

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

فِیْ ثَنَا سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْهِ التَّحِیَّةُ وَالتَّسْلِیْمُ وَبَیَانِ اِسْرَا

حضور علیہ الصلوۃ کی ثنا اور آپ کی معراج کے بیان میں

حَبِیْبُ اِمَامُ الْخَافِقَیْنِ مُحَمَّدُ ۔۔۔ مُقَدَّمُ جَیْشِ الْمُرْسَلِیْنَ وَمُقْتَفٖ

جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے محبوب اور امام کائنات ہیں ۔۔۔ آپ جیش مرسلین کے سردار، باعتبار تخلیق مقدم در باعتبار بعثت موخر ہیں

شَرِيعَتُهٗ لِلْخَلْقِ تَبْشِيرُ رَحْمَتِهٖ
شرع نبوی خلق کے لئے بشارت رحمت ہے

يُحَافِظُهَا الرَّحْمٰنُ مِنْ كُلِّ مُعْصِفٍ
اللہ تعالیٰ ہر گرد باد تند سے اس کی حفاظت فرماتا رہے گا

حَوَىٰ كُلَّ تَعْظِيمِ الْعِظَامِ صُعُودُهٗ
آپ کی معراج اہل عظمت کی ساری شان و شوکت کو محیط ہے

تَعَزَّزَ جِبْرِيلُ الْاَمِيْنُ بِمُرْدِفٍ
روح الامینؑ آپ کی ہم رکابی سے مشرف ہوئے

يُرَافِقُهٗ صِدْقًا فَاَلْقٰى بِسِدْرَةٍ
وہ صدق دل سے آپؐ کی رفاقت کر رہے تھے پھر انہوں نے سدرۃ المنتہیٰ پر پیش کی

اِلَيْهِ اعْتِذَارَ الْبَائِسِ الْمُتَخَلِّفِ
آپ کے سامنے ایک پیچھے رہ جانے والے، ڈرنے والے فرد کی معذرت

لَقَدْ كَرَّمَ اللّٰهُ الْبَرَايَا اِذًا لَّهَا
یقیناً اللہ تعالیٰ نے مخلوقات پر کرم فرمایا، جب اس کے لئے

قَسِيمُ الْعَطَايَا لِلْهِدَايَةِ يَصْطَفِي
ہدایت کی خاطر عنایات کے قسیم کو مصطفیٰ بنایا

بِلَيْلَتِهٖ فَوْزٌ بِالنِّهَايَاتِ سَرَّهٗ
جس رات آپؐ مقامات عالیہ پر فائز ہوئے، اس میں آپؐ کو مسرور کیا

خِطَابُ الْوِصَالِ قَبْلَهٗ لَمْ يُشَنَّفِ
اس خطاب دیدار نے جو آپؐ سے پہلے کسی کے گوش گزار نہ کیا گیا تھا

مُفَتِّحَةُ الْاَبْوَابِ مِنْ مَكْرُمَاتِهَا
وہ رات اپنی عنایات کے دروازوں کو کھولنے والی تھی

لِكُلِّ اَثِيمٍ مُفْرِطِ النَّفْسِ مُجْنِفٍ
ہر گنہگار، نفس پر زیادتی کرنے والے اور معصیت کوش پر

مُنَزِّلَةُ الْاَنْوَارِ فِيمَا تَبَارَكَتْ
وہ بابرکت رات انوار کو نازل کرنے والی تھی

بِصُبْحٍ لِّمِعْرَاجِ الرَّسُوْلِ مُعَرِّفٍ
جس میں معراج رسولؐ کی نشاندہی کرنے والی صبح بھی شامل تھی

بِبَاصِرَةٍ رَاٰى جَلَالَةَ رَبِّهٖ
آپؐ نے اپنے رب کی جلالت کو آنکھوں سے دیکھا

وَفِي قَلْبِهٖ مَسْرُوْرَةُ الْمُتَكَيِّفِ
اور آپ کے دل میں کیف اندوز ہونے والے فرد کی مسرت تھی

عَلِيمٌ بِاَسْرَارِ الشُّهُوْدِ رَسُوْلُنَا
ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اسرار شہود کے محرم ہیں

يَدُلُّ عَلَيْهَا مَا بِسَبْعَةِ اَحْرُفٍ
اس پر جو سات قراتوں (قرآن کریم) میں ہے، دال ہے

يَزِيدُ سَكِينَةَ الْقُلُوْبِ انْجِلَاؤُهَا
ان اسرار کی روشنی سکون قلب کے اضافے کا موجب ہے

فَمَنْ يُلْقِ نَفْسَهٗ لَدَى الرَّيْبِ يُجْرَفِ
جو شخص اپنے نفس کے ساتھ شک کرے گا وہ تباہ ہو جائے گا

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

فِيمَا قَاسَى الشَّدَائِدَ عَنِ الْخَلْقِ فِي تَبْلِيغِ التَّوْحِيدِ

بہ سلسلہ تبلیغ توحید، خلق سے ۔ مصائب اٹھانے کے بارے میں

وَيَكْفِيكَ مِنْ عَفْوِ الرَّسُوْلِ اِذَا دَعَا
بِوَادِ لِقَوْمِهٖ مُجَرَّحَتُهٗ مُقَذَّفُ

اور تیرے لئے حضورؐ کی شان عفو کے سلسلہ میں یہی کافی ہے، جب آپ نے دعا کی
وادی طائف میں اپنی قوم کے لئے درآں حالیکہ آپؐ مجروح افتادہ تھے

يُلَاطِفُ اَبْصَارَ الْحَزِيْنِ خُضُوْرَةً
لِيَانِعِهٖ تَنْوِيْرُ وَجْهِ الْمُضَيِّفِ

اس کی شادابی ایک غم زدہ انسان کی آنکھوں کو تسکین بخشتی ہے
اس کے ثمرات میں ایک مہمان نواز کے چہرے کی چمک ہے

فَبِا الْخُلُقِ الْعَظِيْمِ فِي مَعْرِضِ الْهُدٰى
يُقَاسِيْ رَزَايَا النَّاسِ كَالْمُتَعَطِّفِ

آپ خلق عظیم کے ساتھ ہدایت کو پیش کرتے وقت
ایک مہربان انسان کی طرح لوگوں کی ایذا کو برداشت کرتے تھے

فَيَا حَسْرَتٰى عَلٰى تَقَوُّلِ بَعْضِهِمْ
لِمَنْ يَّتْبَعْهُ مِنْكُمْ يُتَخَطَّفُ

ان میں سے بعض کا اس قسم کی باتیں بنانا افسوسناک ہے
کہ تم میں سے جو بھی حضورؐ کی پیروی کرے گا، اسے اچک لیا جائے گا

وَكَذَّبَتِ الْيَهُوْدُ مِنْ اِفْكِهِمْ بِهٖ
وَمَا صَدَّقُوا الرَّسُوْلَ مِصْدَاقَ مُصْحَفِ

اور یہود نے اپنی بہتان طرازی سے آپؐ کی تکذیب کی
اور اس رسولؐ کی تصدیق نہ کی جو قرآن حکیم کے مصداق تھے

فَوَيْلٌ لِّمَنْ بِالْمُبْصِرَاتِ يُخَاصِمُ
مَتٰى يَأْتِهٖ نُوْرُ الْهِدَايَةِ يَصْدِفُ

پس اس کے لئے ہلاکت ہے جو واضح نشانیوں سے مخاصمت کرے
جب بھی اس کے پاس نور ہدایت آئے، وہ اس سے اعراض کرے

وَقَدْ قَتَلُوا الْهُدَاةَ مِنْ قَبْلُ بِالْهَوٰى
وَمَا اتَّبَعُوا الْاَحْكَامَ غَيْرَ التَّحَرُّفِ

اور انہوں نے اس سے پہلے بھی ہوائے نفسانی کے تحت انبیاء کو قتل کیا تھا
اور تحریف کے سوا احکام الٰہی کی کوئی پیروی نہ کی

عَصَوْا صَادِقَ الْوَعْدِ الْاَمِيْنَ فَاُهْلِكُوْا
فَهَلْ عِنْدَهُمْ اِذْ عُذِّبُوْا مِنْ مُخَفِّفِ

انہوں نے صادق الوعد الامین کی نافرمانی کی پس انہیں تباہ کر دیا گیا
پھر جب ان پر عذاب آیا تو کیا ان کے پاس عذاب میں تخفیف کرنے والا کوئی فرد تھا؟

اَدَامَ اِلٰهُ الْعٰلَمِيْنَ عِقَابَهُمْ
بِقَوْمٍ يُعَفِّرُ الْجُلُوْدَ مُقَرِّفُ

رب العالمین نے بھی ان کی سزا ہمیشہ جاری رکھا ہے
ایک ایسی قوم کے ذریعے جو اجساد کو خاک آلود کرنے والی اور کاٹنے والی ہو

اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ

چوتھی فصل

فِی عِرْفَانِ الْحَقِّ وَمَنَاقِبِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وَسلم

حق تعالیٰ کی معرفت اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کے مناقب میں

وَمَعْرِفَۃُ الْاِلٰہِ مِنْ مُعْجِزَاتِہٖ
اِذَا نْفَجَرَتْ مِنْہَا عُیُوْنُ التَّصَوُّفِ

معرفت الٰہی حضور علیہ السلام کے معجزات میں سے ہے
جبھی تو اس سے تصوف کے چشمے پھوٹے

یُرَوِّیْ عُرُوْقَ السَّالِکِیْنَ عُذَیْبُہَا
یُدَاوِیْ بِفَیْضِہَا کُشَاحَۃَ مُدْنَفِ

ان چشموں کا میٹھا پانی رگہائے سالکین کو سیراب کرتا ہے
وہ اپنے فیض سے مریض کی تکلیف کو دور کرتا ہے

بِیُمْنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِی الذِّکْرِ تُثْبَتُ
اُلُوْہِیَّۃُ الْمَذْکُوْرِ وَالْغَیْرُ یَنْتَفِیْ

حضور علیہ السلام کی برکت سے دوران ذکر اثبات کیا جاتا ہے
مذکور کی الوہیت کا اور ماسوا کی نفی میسر آتی ہے

فَیَا سَاعَۃً فِیْہَا النَّبِیُّ وَصَحْبُہٗ
بِاَکْرَمِہِمْ یَحْیَوْنَ قُرْباً وَ اَرْاَفِ

وہ دور کیا حسین و جمیل تھا، جس میں آپؐ اور آپ کے صحابہ کرامؓ تھے
وہ سب سے زیادہ کریم اور سب سے زیادہ مہربان ہستی کے قرب میں زندگی گزارتے تھے

بِخُلَّتِہٖ الصِّدِّیْقُ یُحْمَدُ سَرْمَداً
وَحَازَ بِہِ الْفَارُوْقُ سَطْوَۃَ مُنْصِفِ

آپ کی خلت کے باعث صدیق اکبرؓ کی ہمیشہ تعریف کی جائے گی
اور آپؐ کے طفیل فاروق اعظمؓ نے منصفانہ سطوت حاصل کی

وَقَدْ کَانَ لِلْفُرْقَانِ عُثْمَانُ جَامِعاً
عَلٰی شَجِیْعٌ فِی الْقِتَالِ بِمُرْہَفِ

حضرت عثمانؓ غنی جامع قرآن تھے
حضرت علیؓ تیز دھار تلوار (ذوالفقار) سے میدان جنگ میں داد شجاعت دیتے تھے

وَاَشْجَعُہُمْ یَوْمَ الضِّرَابِ رَسُوْلُہُمْ
وَاَغْلَبُہُمْ عَزْماً عَلٰی کُلِّ مُجْحِفِ

اور ان میں سب سے زیادہ شجاع میدان کارزار میں خود رسول پاکؐ تھے
اور اپنے عزم کے اعتبار سے ہر مصیبت پر سب سے زیادہ غالب

وَاَعْظَمُہُمْ رُعْباً وَ شَوْکَتُہٗ عَسْکَرٍ
وَاَجْوَدُہُمْ بَذْلاً وَ ثَرْوَۃُ مُعْتَفِ

آپ رعب میں سب سے بڑھ کر اور لشکر کے لئے شان و شوکت تھے
انفاق مال میں سب سے زیادہ سخی اور سائل کا سرمایہ تھے

وَهُم كُرَمَاءُ اللهِ فِى النَّاسِ اَمسِكُوا
اور وہ صحابہ کرام لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے مکرم بندے ہیں، ان سے (دست و زبان کو) روکو

مُعِدُّ الْجِنَانِ وَعَدَهٗ غَيْرَ مُخلِف
جنتوں کو تیار کرنے والی ذات اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرے گی

هُمُ طَرَدُوا عَنهُ السِّهَامَ تَجَمُّلاً
وہی تو ہیں جنہوں نے (جنگ احد میں) حضور علیہ السلام سے تیروں کو صبر کے ساتھ روکا

اِذَا نَبَّلَ السَّعْدَ النَّبِيلُ كَمُسْعِف
جب ایک جلیل القدر ہستی نے بطور معاون حضرت سعدؓ کو تیر عطا کیے

جَوَارِحُهُم خَتْمَ النَّبِيِّينَ دَرَّعَتْ
ان کے اعضا نے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو گویا زرہ پہنا دی تھی

مُحَافَظَتَه لَهٗ بِحَوْلِ الْمُكَفْكِفْ
ایک روکنے والے انسان کی قوت سے آپ کی حفاظت کرتے ہوئے

فَدَيْتُ شَهِيدَ ن الَّذِى صَامَ فِى الْوَغٰى
میں اس شہید (حضرت حمزہؓ) پر نثار، جس نے جنگ میں روزہ رکھا

مُصَاباً بِنَصْلِ السَّمْهَرِيِّ الْمُثَقَّف
جو ایک تیز و درست نیزے کی ضرب سے واصل بحق ہوئے

وَرَكَلَتِ الْفُرْسَ ازْدِحَافاً جِيَادُهُم
صحابہ کرامؓ کے گھوڑوں نے شدت حملہ سے فارس کو روند ڈالا

وَاَبْطَلَ ضَرْبُهُم اَقَانِيمَ اُسْقُف
اور ان کی ضرب کاری نے پاپائے روم کے اقانیم کو باطل کر دیا

وَمَا كَتَبَتْ اَسْيَافُهُم فِى الْكَتَائِبِ
ان کی تلواروں نے معرکوں میں جو کچھ لکھا

عَلٰى وَجِنَاتِ الدَّهْرِ لَمْ يَتَجَفَّف
زمانے کے رخساروں پر، وہ کبھی خشک نہیں ہوگا

اَشَاعُوا الْهُدٰى جُهْداً عَلَى الْاَرْضِ بَعْدَمَا
انہوں نے ہمت سے زمین میں اشاعت ہدایت کی جبکہ

تَطَهَّرَتِ الْاَقْطَارُ مِنْ كُلِّ مُسْرِف
گوشہ ہائے ارض ظالموں سے پاک ہو گئے

بِوُدٍّ اِلَى الْاِخْلَاصِ وَالْخَيْرِ يُوْصِلُ
ایک ایسی مودت کے ساتھ جو اخلاص و خیر کی طرف رہنما ہے

وَصِدْقٍ يَكُوْنُ اَصْلَ فَضْلٍ وَّ نَيِّف
اور ایسے صدق کے ساتھ جو فضل و رفعت کی اصل ہے

اَلْفَصْلُ الْخَامِسُ

پانچویں فصل

فِى بَعْضِ مُعْجِزَاتِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْتِمَاسِ النَّاظِمِ
بعض معجزات نبوی اور التجائے شاعر کے بارے میں

مُيَسِّرُ دِيْنِ اللهِ عَنْ مُتَعَسِّرٍ
آپؐ دین کی دشواریوں کو آسان فرمانے والے ہیں

يُزَكِّى النُّفُوْسَ مِنْ زُيُوْغِ التَّكَلُّف
آپ تکلف کے ہر زنگ سے نفوس کا تزکیہ فرماتے ہیں

يَرٰى رَحْمَتَہ لِلْعٰلَمِيْنَ مَلَاذَہٗ
لَدٰى صَعْبِ الدَّارَيْنِ كُلُّ مُعَنَّفٍ

جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو ملجا و ماوی دیکھے گا
ہر زحمت خوردہ انسان دارین کی سختیوں میں

بَشَارَتُہٗ تُحْيِي الْعَوَالِمَ كُلَّهَا
كَمَا الْوَابِلِ اخْضَرَّتْ حَذَافِيْرُ صَفْصَفٍ

آپؐ کی بشارت تمام عالموں
جس طرح موسلا دھار بارش سے چٹیل میدان

کو زندہ کرتی ہے
کی اطراف سرسبز ہوجاتی ہیں

وَكُلُّ نَبِيٍّ فِي الدُّعَاءِ تَعَجَّلَا
بِہٖ كَانَ مِنْ مَوْلَاهُ كَالْمُتَصَرِّفِ

اور ہر نبی نے اپنی اس دعا میں جلدی کی
جس کے لئے اسے اپنے مولا کی طرف سے اختیار حاصل تھا

لِأُمَّتِہٖ أَوْعَى الْحَبِيْبُ دُعَاءَہٗ
لِيَشْفَعَهَا فِي عُسْرِ يَوْمٍ مُخَوِّفٍ

حضور علیہ السلام نے اپنی خصوصی دعا کو
تاکہ ایک مہیب روز (قیامت) کی تکلیف

امت کے لئے محفوظ رکھا ہے
میں امت کی شفاعت فرمائیں

وَمِنْ رَفْعِ رَاحَتَيْہِ فِي أَفْقِہ الْوَرٰى
تَرٰى غَامِرًا تَغْشَاهُ بَهْجَتُہٗ رَيِّفٍ

اہل جہاں کی تنگدستی میں آپؐ کے دست مبارک کے اٹھنے سے
تو بنجر زمین کو دیکھے گا کہ اس پر سبزہ زار کی شادابی چھا گئی ہے

وَكَانَ جَزَاءُ الْخَيْرِ مِنْ قَبْلُ مِثْلَہٗ
لِعَامِلِہٖ فِيْنَا بَشَارَاتُ مُضْعِفٍ

پچھلی امتوں میں ہر خیر کی جزا اس کے برابر تھی
ہم میں ایک عامل خیر کے لئے کئی گنا کرنے والے کی بشارتیں ہیں

تَحَرَّزْتُ عِشْقَ الْمُصْطَفٰى بِمُهْجَتِي
فَذَاكَ ثَبَاتِي فِي الْحَيٰوةِ وَ مَوْقِفِي

میں نے روح کی گہرائی میں حضور علیہ السلام
پس زندگی میں یہی میرا ثبات

کے عشق کی حفاظت کی
اور یہی موقف ہے

غَدَوْتُ لِأَسْرَارِ الْمَحَبَّةِ نَاشِدًا
وَلَسْتُ لِمَا انْتَهَزْتُهَا بِمُسَوِّفٍ

میں اسرار محبت سے نغمہ پیدا ہوگیا
اور جس کام کے لئے مجھے فرصت ملی میں نے اس میں تاخیر نہ کی

بِنَفْسِي حَنِيْنُ الْجِذْعِ مِنْ كُرْبِ النَّوٰى
لِأَنَّ الصُّدُوْرَ بِالْحُضُوْرِ لَتَشْتَفِي

مجھے اپنی جان کی قسم! ایک لکڑی کا رونا درد و غم ہجر کے باعث ہے
کیونکہ فی الحقیقت سینے صرف حضوری ہی سے شفا پاتے ہیں

وَقُرَّةُ عَيْنٍ تُرْبُ أَقْدَامِ آلِہٖ
لِمُكْتَحِلٍ وَالْعَيْنُ لِلْمُتَرَشِّفِ

اور آپؐ کی آل کے اقدام کی خاک آنکھوں کی ٹھنڈک ہے
سرمہ لگانے والے کیلئے اور وہ پینے والے کیلئے ایک چشمہ ہے

تَقَبَّلْ إِمَامَ الْمُرْسَلِيْنَ هَدِيَّتِي
بِلُطْفٍ إِلٰى بَابِ الْعِنَايَاتِ مُزْلِفٍ

اے امام المرسلین! میرے ہدیے کو قبول فرمائیں
ایک ایسے لطف کے ساتھ جو باب عنایات کے قریب کرتا ہے

مُرافَقَتہٗ لِذَاتِکَ الدَّھرَ مُنیَتِی ۔ وَفِی مَحشَرِ وَحِینَ فِی القَبرِ اَعتَفِی

میری آرزو آپ کی ذات پاک سے تا زیست مرافقت ہے ۔ جو روز حشر بھی نصیب رہے اور جب میں قبر میں آرام کروں

اَکُونَ وَجِیھاً مِنَ لِقَائِکَ بِالعُلٰی ۔ مَزِیداً عَلَی الحُسنٰی وَمُکنَتِہٖ رَفرَف

تاکہ میں بہشت بریں میں آپؐ کے دیدار سے سرخرو ہو جاؤں ۔ جو معاوضہ خیر اور رفرف کی تمکنت پر اضافے کی حیثیت سے ہو



سید محمد امین علی نقوی

سواطع الالہام

(غیر منقوط)

محمدٌ هو محمدٌ

اَلحمدُ للعلیِ والسلامُ علی الولیِ وآلِهٖ اِلی الملیِ

اوّلُ الاسماءِ اسمُ اللّٰهِ اَهوی الاهواءِ اسمُ محمدٍ

صلّی اللّٰهُ علی روحِهٖ وآلِهٖ وسلّمَ

اِمامُ الوریٰ محمدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ | صدرُ العُلی محمدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

دارُ الهدیٰ محمدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ | صُلحُ العدیٰ محمدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

مَراحُ الارواحِ محمدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ | مَصادُ الاصلاحِ محمدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

مُرادُ الاسلامِ محمدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ | عِمادُ الاکرامِ محمدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

مُکرّمُ المسائلِ محمدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ | مُسلّمُ الدّلائلِ محمدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

هُمامُ العوالمِ محمدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ | اِمامُ المکارمِ محمدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

سائدُ الامصارِ والمحاکمِ محمدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

حُسامُ العساکرِ والملاحمِ محمدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

حِماءُ الاراملِ والاساریٰ محمدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

دُعاءُ المصاریٰ والصحاریٰ محمدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

سِلمُ الودادِ محمدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ | سَلمُ الاعادِ محمدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

مُرادُ العلومِ محمدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ | ماحی الرّسومِ محمدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

عهدُ العهودِ محمدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ | عمدُ العمودِ محمدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

واحدُ العُدولِ محمدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ | راکدُ الاصولِ محمدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

اَوَّلُ الاَوائِلِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ	مُوئِلُ المَوائِلِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ
مِرصادُ الوَسائِلِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ	مِصعادُ السَّلاسِلِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ
حَضورُ الدُّهُومِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ	سُرورُ الهُمُومِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ
اَكمَلُ الكَوامِلِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ	حَلُّ المَسائِلِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ
سَرِيُّ السَّرىٰ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ	عَلِيُّ العُلىٰ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ
اَسَدُ الاُسُودِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ	وَعدُ الوُعُودِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ
اِسمُ الاَسامِيِّ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ	سامِي السَّوامِيِّ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ
راسِي الرَّواسِيِّ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ	حامِي الحَوامِيِّ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ
دارُ المَحامِدِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ	رَأسُ الحَمائِدِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ
دَهرُ الدُّهُورِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ	حَلُّ الاُمُورِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ
اَطهَرُ الاَطهارِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ	اَكرَمُ الاَعصارِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ
هادِي الاِسلامِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ	والِي الاِكرامِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ
مَصدَرُ الاِلهامِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ	مِحوَرُ الاَحكامِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ
مالِكُ الحَرَمِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ	مُصلِحُ الاُمَمِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ
صالِحُ الاَعمالِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ	عالِمُ الاَحوالِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

اَساسُ العِلمِ وَالعَمَلِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

مُرادُ السُّؤالِ وَالآمالِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

مُمِدُّ العَصرِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ	مُسِدُّ الاَمرِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ
مِكرامُ العِمادِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ	مِطعامُ الاَعادِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ
مَولَى المَوالِي مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ	اَولَى الاَوالِي مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ
اَعلَى الاَعالِي مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ	اَحلَى الاَهالِي مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ
حامِلُ المَعالِي مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ	عاصِمُ المَوالِي مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

كَرَمُ الكَرَمِ مُحَمَّدٌ ﷺ — حَرَمُ الحَرَمِ مُحَمَّدٌ ﷺ

حَامِلُ لَوْلَاكَ مُحَمَّدٌ ﷺ — مَالِكُ الأَمْلَاكِ مُحَمَّدٌ ﷺ

لِلْكُلِّ مُحَمَّدٌ ﷺ — عَلَى الْكُلِّ مُحَمَّدٌ ﷺ

إِلَى الْكُلِّ مُحَمَّدٌ ﷺ — مَعَ الْكُلِّ مُحَمَّدٌ ﷺ

لَدَى الْكُلِّ مُحَمَّدٌ ﷺ — هُدَى الْكُلِّ مُحَمَّدٌ ﷺ

كَرَمُ الْوَرَى مُحَمَّدٌ ﷺ — حَكَمُ الْعُلَى مُحَمَّدٌ ﷺ

عَلَمُ الْهُدَى مُحَمَّدٌ ﷺ — مَاحِي الْهَوَى مُحَمَّدٌ ﷺ

أَحْكَمُ الْحُكَمَاءِ مُحَمَّدٌ ﷺ — أَعْلَمُ الْعُلَمَاءِ مُحَمَّدٌ ﷺ

أَرْحَمُ الرُّحَمَاءِ مُحَمَّدٌ ﷺ — أَكْرَمُ الْكُرَمَاءِ مُحَمَّدٌ ﷺ

أَسْعَدُ السُّعَدَاءِ مُحَمَّدٌ ﷺ — أَصْلَحُ الصُّلَحَاءِ مُحَمَّدٌ ﷺ

مُعَلِّمُ الْعُلُومِ وَالْحِكَمِ مُحَمَّدٌ ﷺ

مُسَلِّمُ الرَّحِمِ وَالْكَرَمِ مُحَمَّدٌ ﷺ

مُكَرَّمُ الْمُلْكِ وَالْعَلَمِ مُحَمَّدٌ ﷺ

مَحَّاءُ السَّدَمِ وَالْأَلَمِ مُحَمَّدٌ ﷺ

حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ مُحَمَّدٌ ﷺ

رَاحِمُ أَهْلِ الطَّرْدِ مُحَمَّدٌ ﷺ

مِعْمَارُ الْأُمَمِ مُحَمَّدٌ ﷺ — مَدَارُ الْهِمَمِ مُحَمَّدٌ ﷺ

أَهْدَى الْوَرَى مُحَمَّدٌ ﷺ — أَعْلَى الْعُلَى مُحَمَّدٌ ﷺ

رَأْسُ الْهُدَى مُحَمَّدٌ ﷺ — عَدْلُ السُّرَى مُحَمَّدٌ ﷺ

دَامَاءُ الْعِلْمِ مُحَمَّدٌ ﷺ — دَسْرَاءُ الْحِلْمِ مُحَمَّدٌ ﷺ

مُدْرِكُ الْأَسْمَاءِ مُحَمَّدٌ ﷺ — مُمْسِكُ الْأَهْوَاءِ مُحَمَّدٌ ﷺ

دَوَاءُ الْعِلَلِ مُحَمَّدٌ ﷺ — عَطَاءُ الْعَمَلِ مُحَمَّدٌ ﷺ

حاکم الاسلام محمد ﷺ　　دائم الاکرام محمد ﷺ

دَرّاک المسمّٰی محمد ﷺ　　حلّال المعمّٰی محمد ﷺ

اکرم الطول محمد ﷺ　　احکم الحول محمد ﷺ

مدار المهام محمد ﷺ　　همام الهمام محمد ﷺ

مولی الوریٰ محمد ﷺ　　مولی الهدیٰ محمد ﷺ

مرام السماح محمد ﷺ　　امام الصلاح محمد ﷺ

لمّاح الدلائل محمد ﷺ　　سمّاح الوسائل محمد ﷺ

لواء التساوی محمد ﷺ　　سماء الدعاوی محمد ﷺ

ماحی المکاره والملاهی محمد ﷺ

مسئول وحی الٰهی محمد ﷺ

والی الحرم محمد ﷺ　　علم العلم محمد ﷺ

دار العلوم محمد ﷺ　　داری الدهوم محمد ﷺ

علم العلم محمد ﷺ　　حلم الحلم محمد ﷺ

رسول الرسل محمد ﷺ　　ماحی الملل محمد ﷺ

مطاع الامم محمد ﷺ　　حصار الکرم محمد ﷺ

عروس العالم محمد ﷺ　　محمود آدم محمد ﷺ

ورد العصر محمد ﷺ　　والی الامر محمد ﷺ

سرّ الاسرار محمد ﷺ　　حرّ الاحرار محمد ﷺ

حلّ الامور محمد ﷺ　　صدر الصدور محمد ﷺ

روح العصور محمد ﷺ　　روح الدهور محمد ﷺ

وَرد الوَرد محمد ﷺ　　وِرد الوِرد محمد ﷺ

اصل الاصول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | سر الملول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

المکی الہلال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | الامی الکمال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الکامل المکرم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | العادل المسلم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

العامل المعمول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | الواصل الموصول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الہادی المہدی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | الوالی المہدی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الراحم المرحوم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | العاصم المعصوم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

المودود المعہود محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | المحمود الموعود محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

السالک الاعلی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | المالک المولی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

المکی الولی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | الامی العلی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

المصلح الصالح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | لمولاہ المادح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

المومل الاعلی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | المولی الاولی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الحاکم الدائم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | الراحم العاصم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

العالم الصارم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | الصائم السالم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الوالی العالی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | در اللآلی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

المالک الاول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | الحاکم الاکمل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الممہد للہدی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | المسدد للوری محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حامل الہمم والعصم والحکم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سائد الملوک والرسل والامم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مراد الممالک والمسالک والمعارک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ممدوح العصور والحور والملائک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دائم الوصال مع الکمال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مسہل الامر المحال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مُعَلِّمُ الْحَرَامِ وَالْحَلَالِ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله وسلم

وِرْدُ السَّحُوْرِ وَالْأَصَالِ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله وسلم

اَلسَّائِدُ الْحَامِدُ الْوَاحِدُ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله وسلم

اَلْمَحْمُوْدُ الْمَوْدُوْدُ الْمَوْعُوْدُ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله وسلم

اَلْوَاصِلُ الْمَوْصُوْلُ الْمَرْسُوْلُ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله وسلم

اَلْمَعْصُوْمُ الْمَرْحُوْمُ الْمَعْلُوْمُ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله وسلم

اَلْمُكَرَّمُ الْمُحْتَرَمُ الْمُسَلَّمُ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله وسلم

اَلْكَامِلُ الْأَكْمَلُ الْمُكَمَّلُ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله وسلم

اَلطَّاهِرُ الْأَطْهَرُ الْمُطَهَّرُ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله وسلم

اَلْإِمَامُ الْهُمَامُ الْحُسَامُ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله وسلم

اَلْعَادِلُ الْكَامِلُ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله وسلم

اَلدَّاعِي الْمَدْعُوُّ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله وسلم

وُصُوْلُ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله وسلم

صِرَاطُ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله وسلم

مَحْمُوْدُ وُلْدِ آدَمَ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله وسلم

إِعْلَامُ كُلِّ إِعْلَامٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله وسلم

اَلْمَاسُ كُلِّ الْمَاسِ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله وسلم

إِدْرَاكُ كُلِّ إِدْرَاكٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله وسلم

عَمَلُ كُلِّ أَعْمَالٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله وسلم

إِمَامُ كُلِّ إِمَامٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله وسلم

هُمَامُ كُلِّ هُمَامٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله وسلم

اَلْآمِرُ الْمَأْمُوْرُ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله وسلم

رَسُوْلُ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله وسلم

مَمْدُوْحُ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله وسلم

وِرْدُ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله وسلم

مَمْدُوْدُ كُلِّ عَالَمٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله وسلم

إِحْكَامُ كُلِّ إِحْكَامٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله وسلم

إِحْسَاسُ كُلِّ إِحْسَاسٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله وسلم

مُلْكُ كُلِّ أَمْلَاكٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله وسلم

حَالُ كُلِّ أَحْوَالٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله وسلم

كَلَامُ كُلِّ كَلَامٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله وسلم

حُسَامُ كُلِّ حُسَامٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله وسلم

مِكرامُ كُلِّ مِكرامٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

صَمصامُ كُلِّ صَمصامٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

حطّامُ كُلِّ حطّامٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

كرّامُ كُلِّ كرّامٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

أكرمُ كُلِّ أكرمٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

لِواءُ كُلِّ لِواءٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

كِساءُ كُلِّ كِساءٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

دَواءُ كُلِّ دَواءٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

دائمُ كُلِّ دائمٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

مُرسِلُ كُلِّ مُرسَلٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

سِلمُ كُلِّ سِلمٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

سُلوكُ كُلِّ سُلوكٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

طِمارُ كُلِّ طِمارٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

إصلاحُ كُلِّ إصلاحٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

صَلاحُ كُلِّ صَلاحٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

وُصولُ كُلِّ وُصولٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

واصِلُ كُلِّ مَوصولٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

رُوحُ كُلِّ رُوحٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

عاصِمُ كُلِّ مَعصومٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

وَعدُ كُلِّ وَعدٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

مُكرِمُ كُلِّ إكرامٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

مُطهِّرُ كُلِّ مُطهَّرٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

مِطعامُ كُلِّ مِطعامٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

دِلهامُ كُلِّ دِلهامٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

رَسّامُ كُلِّ رَسّامٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

عَلّامُ كُلِّ عَلّامٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

أسلَمُ كُلِّ أسلَمٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

رِداءُ كُلِّ رِداءٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

عَطاءُ كُلِّ عَطاءٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

عَلاءُ كُلِّ عَلاءٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

صائمُ كُلِّ صائمٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

مُكمِلُ كُلِّ مُكمَلٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

حِلمُ كُلِّ حِلمٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

دُلوكُ كُلِّ دُلوكٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

غَرارُ كُلِّ غَرارٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

مَراحُ كُلِّ مَراحٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

سَماحُ كُلِّ سَماحٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

حُصولُ كُلِّ حُصولٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

كامِلُ كُلِّ مَرسولٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

رَوحُ كُلِّ رَوحٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

عالِمُ كُلِّ مَعلومٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

سَعدُ كُلِّ سَعدٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

مُلهِمُ كُلِّ إلهامٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

مُطهِّرُ كُلِّ مُطهَّرٍ محمدٌ صلى الله عليه وآله

مَرْهَمُ كُلِّ مَرْهَمٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
مُحَرِّكُ كُلِّ مُحَرِّكٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
مُمِلُّ كُلِّ مُمِلٍّ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
صَادُ كُلِّ صَادٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
مُمْسِكُ كُلِّ مُمْسِكٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
مُكْرِمُ كُلِّ مُكْرِمٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
حُضُورُ كُلِّ حُضُورٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
صَارِمُ كُلِّ صَارِمٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
دَامَاءُ كُلِّ دَامَاءٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
مُمْدِحُ كُلِّ مُمْدِحٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
سِلَاحُ كُلِّ سِلَاحٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
وَدَادُ كُلِّ وَدَادٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
كَمَالُ كُلِّ كَمَالٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
أَصْلُ كُلِّ أَصْلٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
أَهْلُ كُلِّ أَهْلٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
صَدْرُ كُلِّ صَدْرٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
عِمَادُ كُلِّ عِمَادٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
سِرُّ كُلِّ سِرٍّ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
دُرُّ كُلِّ دُرٍّ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
حَاكِمُ كُلِّ حَاكِمٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
عَالِمُ كُلِّ عَالِمٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
مُكَمِّلُ كُلِّ مُكَمِّلٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله

مُعَلِّمُ كُلِّ مُعَلِّمٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
مُمَلِّكُ كُلِّ مُمَلِّكٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
مُدِلُّ كُلِّ مُدِلٍّ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
حَوْمَلُ كُلِّ صَادٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
مُهْلِكُ كُلِّ مُهْلِكٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
مُطْعِمُ كُلِّ مُطْعِمٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
سُرُورُ كُلِّ سُرُورٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
سَالِمُ كُلِّ سَالِمٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
دِسْرَاءُ كُلِّ دِسْرَاءٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
مَصْرُفِحُ كُلِّ مَصْرُفِحٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
صُرَاحُ كُلِّ صُرَاحٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
سَدَادُ كُلِّ سَدَادٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
وِصَالُ كُلِّ وِصَالٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
وَصْلُ كُلِّ وَصْلٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
سَهْلُ كُلِّ سَهْلٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
أَمْرُ كُلِّ أَمْرٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
مُرَادُ كُلِّ مُرَادٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
سَرُّ كُلِّ سَرٍّ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
دَرُّ كُلِّ دَرٍّ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
رَاحِمُ كُلِّ رَاحِمٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
عَاصِمُ كُلِّ عَاصِمٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله
مُدَلِّلُ كُلِّ مُدَلِّلٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله

وَاصِلُ کُلِّ وَاصِلٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سَاحِلُ کُلِّ سَاحِلٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سَامِعُ کُلِّ مُسْلِمٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مُصْلِحُ کُلِّ مُصْلِحٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حِصَارُ کُلِّ حِصَارٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حَرَارُ کُلِّ حَرَارٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مُمِدُّ کُلِّ مُمِدٍّ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اِمْدَادُ کُلِّ اِمْدَادٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اِحْمَادُ کُلِّ اِحْمَادٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مِدْرَارُ کُلِّ مِدْرَارٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عُصْرُ کُلِّ عُصْرٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَمَّارُ کُلِّ عَمَّارٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حَمُوْدُ کُلِّ حَمُوْدٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَامِرُ کُلِّ مَعْمُوْرٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَکْمَلُ کُلِّ اَکْمَلَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مُکَرِّمُ آدَمَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مَحْمُوْدُ کُلِّ مَحْمُوْدٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سُوْلُ کُلِّ سُوْلٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مُوَحِّدُ کُلِّ مُوَحِّدٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مُحِلُّ کُلِّ حَلَالٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خَرُّ کُلِّ خَرٍّ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مَرَامُ کُلِّ مُعَلِّمٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حَاصِلُ کُلِّ حَاصِلٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کَامِلُ کُلِّ کَامِلٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مُحَرِّمُ کُلِّ مُحَرَّمٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مُکَرِّمُ کُلِّ مُکَرَّمٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دَسَارُ کُلِّ دَسَارٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

طَوَارُ کُلِّ طَوَارٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مُسِدُّ کُلِّ مُسِدٍّ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اِسْدَادُ کُلِّ اِسْدَادٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اِسْعَادُ کُلِّ اِسْعَادٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مِعْمَارُ کُلِّ مِعْمَارٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حَلُّ کُلِّ عُسْرٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کَرَّارُ کُلِّ کَرَّارٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سَعُوْدُ کُلِّ سَعُوْدٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سُرُوْرُ کُلِّ مَسْرُوْرٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَعْدَلُ کُلِّ اَعْدَلَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مُعَلِّمُ کُلِّ عَالِمٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مُسْعِدُ کُلِّ مَسْعُوْدٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مَوْدُوْدُ کُلِّ مَوْدُوْدٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مُوَکِّدُ کُلِّ مُوَکَّدٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مُحَرِّمُ کُلِّ حَرَامٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

طَرُّ کُلِّ طَرٍّ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کَلَامُ کُلِّ مُکَلِّمٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وِرْدُ كُلِّ مَسَالِكَ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله   وَرْدُ كُلِّ مَمَالِكَ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله

مُسْمِعُ كُلِّ سَامِعٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله   مُلْمِعُ كُلِّ لَامِعٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله

أَسَدُ كُلِّ أَسَدٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله   أَوَدُّ كُلِّ أَوَدٍّ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله

سَدَدُ كُلِّ سَدَدٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله   مَدَدُ كُلِّ مَدَدٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله

حَوَارِيُّ كُلِّ حَوَارِيٍّ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله   صَارِيُّ كُلِّ صَارِيٍّ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله

عَلَامِيُّ كُلِّ عَلَامِيٍّ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله   حُسَامِيُّ كُلِّ حُسَامِيٍّ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله

عَكَّارُ كُلِّ عَكَّارٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله   مَاحٍ لِمَكْرِ الْمَكَّارِ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله

أَدَمُ كُلِّ أَدَمٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله   أَهَمُّ كُلِّ أَهَمٍّ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله

حَلِيُّ كُلِّ حَلِيٍّ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله   سَوِيُّ كُلِّ سَوِيٍّ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله

عَلِيُّ كُلِّ عَلِيٍّ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله   وَلِيُّ كُلِّ وَلِيٍّ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله

وَصِيُّ كُلِّ وَصِيٍّ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله   رَسِيُّ كُلِّ رَسِيٍّ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله

مَرَامُ كُلِّ مَرَامٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله   دَوَامُ كُلِّ دَوَامٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله

مُحْكَمُ كُلِّ مُحْكَمٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله   مُكْرِمُ كُلِّ مُكْرِمٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله

مُلْهِمُ كُلِّ مُلْهِمٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله   مُسْلِمُ كُلِّ مُسْلِمٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله

طَاهِرُ كُلِّ طَاهِرٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله   عَامِرُ كُلِّ عَامِرٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله

سَاطِعُ كُلِّ سَاطِعٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله   وَاسِعُ كُلِّ وَاسِعٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله

سَلَامُ كُلِّ سَلَامٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله   مُدَامُ كُلِّ مُدَامٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله

حَسَّاسُ كُلِّ حَسَّاسٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله   دَوَّاسُ كُلِّ دَوَّاسٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله

حُمُولُ كُلِّ حُمُولٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله   رَسُولُ كُلِّ رَسُولٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله

صَاعِدُ كُلِّ صَاعِدٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله   صَادِعُ كُلِّ صَادِعٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله

سَامِحُ كُلِّ سَامِحٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله   صَادِحُ كُلِّ صَادِحٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله

حَامِسُ كُلِّ حَامِسٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله   حَارِسُ كُلِّ حَارِسٍ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله

مُكْرِمُ كُلِّ مُكْرِمٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

إِكْرَامُ كُلِّ إِكْرَامٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

كَاسِرُ كُلِّ كَاسِرٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

صَالِحُ كُلِّ صَالِحٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

هَادِيُ كُلِّ مَهْدِيٍّ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

مُحَمِّدُ كُلِّ مُحَمِّدٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

مُوَطِّدُ كُلِّ مَرْصُوصٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

مُوَاصِلُ كُلِّ مُوَاصِلٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

مُوَنِّسُ كُلِّ مُونِسٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

مُهْدِيُ كُلِّ مُهْدِيٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

مُدَرِّسُ كُلِّ مُدَرِّسٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

حَوَاطُ كُلِّ حَوَارِيٍّ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

حَمَّادُ كُلِّ حَمَّادٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

أَسَرُّ كُلِّ أَسَرَّ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

مُحْيٍ لِكُلِّ مُحْيٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

مُوَالٍ لِكُلِّ مُوَالٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

مُعْطٍ لِكُلِّ مُعْطٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

وَالٍ لِكُلِّ وَالٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

هَادٍ لِكُلِّ هَادٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

سَلَمٌ لِكُلِّ سَلَمٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

أَهْدَى لِكُلِّ أَهْدَى مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

سَاعٍ لِكُلِّ سَاعٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

مُعَلِّمُ كُلِّ مُعَلِّمٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

إِسْلَامُ رُوحِ إِسْلَامٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

سِرَاطُ كُلِّ صِرَاطٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

مُصْلِحُ كُلِّ مُصْلِحٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

مَدْعُوُّ كُلِّ مَدْعُوٍّ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

مُكَمِّلُ كُلِّ مَوْعِدٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

مُصَرِّحُ كُلِّ مُصَرِّحٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

مُدَاوِمُ كُلِّ مُدَاوِمٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

صَادُّ كُلِّ مَكْرُوهٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

دُرِّيُّ كُلِّ الدَّرَارِيِّ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

دَرَّاكُ كُلِّ دَرَّاكٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

صِرَاطُ كُلِّ صِرَاطٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

حَوَّاطُ كُلِّ حَوَّاطٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

مَاحٍ لِكُلِّ مَاحٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

مُعْلٍ لِكُلِّ مُعْلٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

مُعَادٍ لِكُلِّ مُعَادٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

مُحْصٍ لِكُلِّ مُحْصٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

عَالٍ لِكُلِّ عَالٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

وَدُودٌ لِكُلِّ عَادٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

عَلَمٌ لِكُلِّ عَلَمٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

أَهْوَى لِكُلِّ أَهْوَى مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

دَاعٍ لِكُلِّ دَاعٍ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ

الإسراء وصاله — الإصلاح كماله

العدل له الكرسي والمهاد — كل علم وحلم له العماد

الوحي كلامه — السلام مرامه

له الموالي ملوك — كل عدوه هلوك

حكمه السد الأسد — اسمه محمد أحمد

ما محمد إلا رسول — لولا محمد لما صار العوالم

والله ما هو ساحر — صل على محمد سلم على محمد

أصلي وأسلم على محمد وآله — سلام الله على زوجه وآله

كرم الله لأسمائه — دمر الله على أعدائه

الله أعلم ورسوله

اللهم صل وسلم على محمد مولى الهمام

على آله الكرام والموالي مع الدوام ما دعى

لك العوام وما هم الركام وما دام الهوام

وما حرر الكلام وما دعي السلام

الہام کی بلندی (ترجمہ سواطع الالہام) محمد ہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مترجم سید محمد امین نقوی

ہر حمد اعلیٰ مقام والے کے لئے ہے اور ہمارے مددگار اور آپ کی آل پاک پر سلام ہو۔
ہمارے لئے سب سے پہلا اسم، اسم الٰہی ہے اور ہماری پسندیدہ خواہش اسم محمد ہے۔
اللہ تعالیٰ آپ کی روح پر فتوح اور آپ کی آل پاک پر رحمتیں نازل فرمائے۔

کائنات کے پیشوا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر بلندی کے صدر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ برکت کے گھر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ دشمنوں سے صلح کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر روح کے سکون محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اصلاح کی چوٹی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اسلام کی مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ بخشش کے گھر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تمام مسائل میں تعظیم کئے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ دلائل میں مانے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ جہانوں کے بادشاہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ خوبیوں کے امام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر شہر اور محکمہ کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تمام فوجوں اور جنگوں کی شمشیر تابدار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ بیوہ عورتوں اور قیدیوں کے محافظ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ شہروں اور جنگلوں کی پکار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ محبت کی سیڑھی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ دشمنوں سے صلح کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر علم کی مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کفر کے رسم و رواج کو مٹانے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر عہد کے عہد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر ستون کے ستون محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ انصاف کرنے والوں میں ایک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اصول کے پکے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر اول سے اول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ وسائل کی راہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر سلسلے کی رسی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ مخلوق میں پاکیزہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر غم کے سرور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کاملوں سے کامل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ مسائل کا حل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سرداروں کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تمام بلندیوں سے بلند محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ خدا کے شیروں کے شیر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تمام ناموں کے نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تمام اونچوں سے اونچے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حق و صداقت کے پہاڑوں کے پہاڑ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تعریفوں کے گھر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوبیوں کے سر محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہر زمانے کے زمانہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر کام کے حل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ پاکیزہ لوگوں سے پاکیزہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر زمانے کے بزرگ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اسلام کے رہنما محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ بخشش کے مالک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ الہام کے مصدر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ مضبوطی کے محور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ مدینہ منورہ کے مالک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ امتوں کی اصلاح کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر عمل میں نیک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر حال کے جاننے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ علم و عمل کی بنیاد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سوال و امید کی مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ زمانے کے مددگار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر حکم میں سچے سچے

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر گھر پہ احسان کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ دشمنوں کے میزبان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر حاکم کے حاکم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر بہتر سے بہتر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تمام دنیا سے میٹھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تمام بلندیوں کے اٹھانے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تمام غلاموں کے محافظ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کعبے کا کعبہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ لولاک کے حامل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ملکوں کے مالک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سب کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سب کے اوپر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سب کی طرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سب کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سب کے پاس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سب کے رہنما محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ مخلوق کی بخشش محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ بلندیوں کے حاکم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہدایت کے پرچم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ خواہشات کو مٹانے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تمام دانشوروں کے حاکم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تمام علم والوں میں سے بڑھ کر علم والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تمام رحم کرنے والوں پہ رحم کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تمام سخیوں سے سخی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تمام نیکوں سے نیک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تمام نیک لوگوں سے زیادہ صلاحیت والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر علم و حکمت کے استاد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ رحم و بخشش میں مانے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر ملک کے قابل تعظیم اور پرچم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر پریشانی اور ہر دکھ کے مٹانے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حمد کے پرچم کو اٹھانے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ دور ہونے والوں پہ رحم فرمانے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ امتوں کی تعمیر کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تمام ہمتوں کی بارش محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تمام کائنات سے بڑھ کر ہدایت والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر بلندی میں اعلیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہدایت کے سر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سرداروں کے انصاف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ علم کے سمندر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حلم کی کشتی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر نام کو جاننے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ خواہشات کو روکنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر بیماری کی دوا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر علم کی بخشش محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اسلام کے حاکم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہمیشہ بخشش والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر مسمی کو جاننے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر معمہ کو حل کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر قدرت میں بزرگ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر طاقت کے بڑے حاکم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کائنات کے دارومدار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ شہنشاہوں کے شہنشاہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سخاوت کے مقصود محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نیکی کے امام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ دلائل میں روشن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ وسائل کی سخاوت کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر آسمان کے پرچم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر دعویٰ کے آسمان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تمام برائیوں اور کھیل کود کی چیزوں کو مٹانے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ وحی خدا کے سوال کئے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حرم شریف کے وارث محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر علم کے گھر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ مخلوقات کو جاننے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر علم کے علم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر حلم کے حلم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ رسولوں کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ مذاہب باطلہ کو مٹانے والے محمد

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ امتوں کے اطاعت کئے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ بخشش کے قلعہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کائنات کے دولہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ بابا آدم (علیہ السلام) کے تعریف کئے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر دور کے وظیفہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر حکم کے مالک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر کام کے حل کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر دور کے سکون محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر زمانے کی جان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ گلاب کے ہر پھول کے پھول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر وظیفہ کے وظیفہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر بنیاد کی بنیاد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر پریشان حال کو خوش کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ مکہ شریف کے چاند محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ بے پڑھے لکھے کمال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تعظیم کئے ہوئے کامل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ مانے ہوئے عادل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ عمل کرنے والے عمل کئے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ خدا سے ملنے والے ملے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہدایت یافتہ راہنما محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ وارث رہنما محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ رحم کرنے والے رحم کیے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ بچانے والے بچائے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ دوست رکھے ہوئے، عہد کئے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تعریف کئے ہوئے وعدہ کئے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سب سے اونچے فقیر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ مالک و حاکم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ مکہ مکرمہ والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر چیز کی اصل والے، بلند مرتبہ والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اصلاح کرنے والے، نیک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ خدا تعالیٰ کے ثناء خوان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ رحمت ایزدی کے اعلیٰ امیدوار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ بہتر مددگار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہمیشہ رہنے والے حاکم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ رحم کرنے والے، بچانے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ علم والے بہادر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ روزہ دار سلامتی والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اونچے درجے کے وارث محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سب سے پہلے مالک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سب سے بڑے کامل حاکم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہدایت کو پھیلانے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کائنات میں سچے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہمتوں، عصمتوں اور حکمتوں کے اٹھانے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ بادشاہوں، رسولوں اور امتوں کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ملکوں، مذہبوں اور جنگوں کی مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حوروں اور فرشتوں کے تعریف کئے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ امر محال کو آسان کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہمیشہ کمال وصال والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حرام و حلال کی خبر دینے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر صبح، شام کا وظیفہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سردار تعریف کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تعریف کئے ہوئے، دوست رکھے ہوئے، وعدہ کئے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ خدا تعالیٰ سے ملنے والے، ملے ہوئے، بھیجے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر گناہ سے پاکیزہ، رحم کئے ہوئے، جانے پہچانے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تکریم کئے ہوئے، عزت دیئے ہوئے، مانے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کامل اکمل مکمل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ طاہر، اطہر، مطہر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ پیشوا، بادشاہ، شمشیر تابدار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ عادل کامل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حکم کرنے والے، حکم کئے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ لوگوں کو بلانے والے، خدا کے بلائے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اللہ کے

رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ خدا تعالیٰ سے ملنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ خدا تعالیٰ کی راہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ خدا کا وظیفہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اولاد آدم کے تعریف کئے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر جہان پر چھائے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر خبر کی خبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر مضبوطی کی مضبوطی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر ہیرے سے خوبصورت ہیرا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر احساس کا احساس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر ادراک کا ادراک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر ملک کے ملک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر عمل کے عمل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر حال کے حال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر امام کے امام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر کلام کے کلام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر بادشاہ کے بادشاہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر تلوار کی تلوار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر احسان کرنے والے پر احسان کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر شیر کے شیر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر مصور کے مصور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر علم والے سے علم والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر بزرگ سے بزرگ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر سلامتی والے سے سلامتی والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر پرچم کے پرچم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر چادر رحمت کی چادر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر بخش کی بخشش محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر دوا کی دوا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر ہیشگی والے سے ہیشگی والا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر روزے دار سے روزہ دار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر صلح کرنے والے سے صلح کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر حوصلہ کے حوصلہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر سلوک کے سلوک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر خوشبو کی خوشبو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر بلند مرتبہ سے بلند مرتبہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر اصلاح کی اصلاح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر سکون کا سکون محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر سخاوت کی سخاوت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر حصول کے حصول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حق سے ملے ہوئے کو ملنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر رسول سے کامل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر جان کی جان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر راحت کی راحت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر محفوظ کی حفاظت کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر جانے پہچانے کو جاننے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر وعدے کے وعدہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر برکت کی برکت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر بخشش کی بخشش کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر الہام کے الہام کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر پاک کرنے والے کو پاک کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر مرہم کا مرہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر نشان کا نشان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر محرک کے محرک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر مالک بنانے والے کو مالک بنانے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر رنجیدہ کرنے والے کو رنجیدہ کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر ناز والے سے ناز والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر روکنے والے کو روکنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر پیاسے کے لئے چشمہ شیریں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر مضبوط تھامنے والے کو مضبوط تھامنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر ہلاک کرنے والے کو ہلاک کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر عزت کرنے والے کی عزت کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر میزبان کے میزبان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر پاکیزہ سے پاکیزہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر سرور کے سرور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر بہادر سے بہادر محمد صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم۔ ہر سمندر کے سمندر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر کشتی کی کشتی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر روشن سے روشن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر ہتھیار کے ہتھیار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر خالص چیز سے خالص محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر محبت کی محبت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر کمال کا کمال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر ملاپ کا ملاپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر اصل کی اصل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر وصل کا وصل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر مہذب سے مہذب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نرم سے نرم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر صدر کے صدر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر حکم کے حکم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر گھر کے گھر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر راز کے راز محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر در نایاب سے در نایاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر خوبی کی خوبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر حاکم کے حاکم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر رحم کرنے والے پہ رحم کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر بچانے والے کو بچانے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر مکمل کو کامل کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر رہنما کے رہنما محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر ملنے والے سے ملنے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہر حاصل کے حاصل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر کنارے کا کنارہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر کامل سے کامل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر بھیجے ہوئے سلام کو سننے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر اصلاح کرنے والے کی اصلاح کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر قابل عزت سے قابل عزت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر قلعے کا قلعہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر میخ کی میخ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر جواں مرد سے جواں مرد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر انتہا کی انتہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر سچے سے سچے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر امداد کی امداد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر تعریف کی تعریف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر نیکی کی نیکی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر بارش کی بارش محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر تعمیر کرنے والے کی تعمیر کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر جائے پناہ کی جائے پناہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہمارے مشکل کشا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر صاحب علم و وقار سے صاحب علم و وقار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر بار حملہ کرنے والے پہ حملہ کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر آباد کرنے والے کو آباد کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر مسرور کے سرور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر اکمل سے اکمل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر منصف سے منصف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حضرت آدم علیہ السلام کی روح پہ بخشش کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر جہان کی خبر دینے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر تعریف کئے ہوئے کے تعریف کئے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر نیک کو نیک کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر مطلوب کے مطلوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر محبوب کے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر توحید والے سے توحید والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر مضبوط کو مضبوط کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر حلال کو حلال کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر حرام کو حرام کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر شریف سے شریف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سب کے سب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر استاد کے مقصود محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر متکلم کے کلام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر مذہب کے وظیفہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر ملک کے پھول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر سننے والے کو سنانے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم۔ ہر درست سے درست محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر محبت والے سے محبت والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر سچائی کی سچائی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر مدد کی مدد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر ناخدا کے ناخدا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر دانشور سے دانشور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ خدا کے ہر سپاہی سے بڑے سپاہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر حملہ کرنے والے پہ حملہ کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر مکار کے مکر کو مٹانے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر کچلنے والے کو کچلنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر اہم سے اہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر شیریں سے شیریں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر کامل الخلقت سے کامل الخلقت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر اونچے سے اونچا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر مددگار کے مددگار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر نصیحت کرنے والے کو نصیحت کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر مستقل سے مستقل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر مقصد کے مقصد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر ہمیشگی کی ہمیشگی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر معزز سے معزز محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر الہام کرنے والے کو الہام کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر مسلمان کے مسلمان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر آباد کرنے والے کو آباد کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر چمکنے والے کو چمکانے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر وسعت والے سے وسعت والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر بے عیب سے بے عیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر حساس سے حساس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر بردبار سے بربار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر رسول کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آسمانوں پر ہر اوپر چڑھنے والے سے اوپر چڑھنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر روشن صبح کی روشن صبح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر سخی سے سخی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر دلیر سے دلیر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر محافظ کے محافظ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر بزرگی کی بزرگی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر بخشش کی بخشش محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اسلام کی روح کے اسلام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر حکم الٰہی کے توڑنے والے کو توڑنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر راہ کی راہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر نیک سے نیک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر ہدایت یافتہ کے ہدایت دینے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر پکارے ہوئے کے پکارے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر وعدہ کو پورا کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر ظاہر کرنے والے کو ظاہر کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر بنیاد رکھنے والے کی بنیاد رکھنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر برائی سے روکنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر روشن ستارے سے روشن ستارے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر تحفہ دینے والے کے تحفہ دینے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر مدرس کے مدرس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر حقیقت حال تک پہنچنے والے سے پہنچنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر مددگار کے نگہبان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر حمد کرنے والے سے حمد کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر نگہبان کے نگہبان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر خوش کرنے والے کو خوش کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر مٹانے والے کو مٹانے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر زندہ کرنے والے کو زندہ کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر بلند کرنے والے کو بلند کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر دوست رکھنے والے کو دوست رکھنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر دشمن رکھنے والے کو دشمن رکھنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر بخشش کرنے والے پہ

بخشش کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر شمار کرنے والے سے شمار کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر وارث کے وارث محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر رہنما کے رہنما محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر دشمن دوست رکھنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر صلح کرنے والے سے صلح کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر ہدایت والے سے ہدایت والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر پسندیدہ سے زیادہ پسندیدہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر کوشش کرنے والے سے کوشش کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر دعوت دینے والے کو دعوت دینے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

شب اسریٰ آپ کا وصال و ملاپ ہے' اصلاح آپ کا کمال ہے' عدل آپ کی کرسی ہے اور بستر ہے۔ ہر علم و حلم آپ کا گھر ہے۔ وحی آپ کا کلام ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کا مقصود ہے۔ آپ کے آستانہ عالیہ کے غلام زمانے کے بادشاہ ہیں۔ آپ کا ہر دشمن تباہ و برباد ہے۔ آپ کا ہر حکم سچا اور نہایت سچا ہے۔ آپ کا اسم گرامی محمد اور احمد ہے۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ہیں۔ اگر آپ نہ ہوتے' تو کائنات نہ ہوتی۔ خدا تعالیٰ کی قسم آپ جادوگر نہیں ہیں۔ آپ پر درود و سلام پڑھو۔ میں آپ پر اور آپ کی آل پاک پر درود و سلام بھیجتا ہوں ---- اور آپ کی روح پر فتوح پر اور آپ کی آل پاک پر اللہ تعالیٰ کا سلام ہو۔

اللہ تعالیٰ آپ کے اسمائے طیبہ کو عزت بخشے اور آپ کے دشمنوں کو نیست و نابود کرے۔ خدا تعالیٰ اور خدا تعالیٰ کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

اے اللہ! درود و سلام بھیج حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر جو بادشاہوں کے مولا ہیں اور آپ کی آل پاک پر اور آپ کے تمام غلاموں پر' جب تک عام لوگ تجھے پکارتے رہیں۔ جب تک بادل برستے رہیں' جب تک محبت ہمیشہ رہے' جب تک کلام لکھے جائیں' جب تک آپس میں سلام مسنون پکارا جائے۔

ان کی دھن ان کی لگن ان کی تمنا ان کی یاد
مختصر سا ہے مگر کافی ہے سامانِ حیات

(علامہ اختر الحامدی)

نعت

چند موضوعات

نعت میں شمائل و فضائل کا بیان

ڈاکٹر صدیقہ ارمان

عربی، فارسی، اردو اور کئی مشرقی زبانوں کو بالخصوص یہ فوقیت حاصل ہے کہ ان میں عشق و محبت کی حامل شاعری کو دو حصوں میں نہایت واضح طور پر تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ عشق حقیقی اور عشق مجازی۔

عشق حقیقی پر مشتمل شاعری کے مختلف عنوانات ہیں۔ حمد، نعت، سلام اور منقبت وغیرہ۔ ان سب کو عشق حقیقی کے زمرے میں اس لئے رکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنی اطاعت کے ساتھ مربوط فرمایا ہے، وہاں آپؐ کے ذکر کو اپنے ذکر کے ساتھ شامل فرمایا ہے۔

قرآن حکیم کے بے شمار مقامات پر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فضائل و شرف کا بیان ہے۔ صرف یہی بنیاد اتنی دقیع، ہمہ گیر اور ارفع ہے کہ مزید کسی شہادت کی ضرورت نہیں لیکن اس کی تعبیر و تشریح کے لئے احادیث مبارکہ کے بہت سے حوالے بھی موجود ہیں۔

نعت کی وسعت، ہمہ گیری اور مقبولیت کا اندازہ صرف اس ایک نکتے سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ صنف چودہ سو سال پر محیط ہے۔ اسی حوالے سے ایک اور بات بھی سامنے آتی ہے کہ کسی بھی ایک موضوع کو چودہ سو سال تک کلام و بیان میں جاری رکھنا اور وہ بھی نہایت احسن و اکمل طریقہ سے، نت نئے اور متنوع خیالات و الفاظ کے ساتھ پیش کرنا، کسی اعجاز ہی کا کرشمہ ہو سکتا ہے اور یہ اعجاز ہے عالم امکان کے سب سے بڑے، برگزیدہ اور محترم انسان سے محبت، انسیت اور عشق اور عشق بھی وہ جو ناکامی کے لفظ سے آشنا نہیں۔

کلیتہً عشق پر مبنی اس صنف کا جائزہ لیا جائے تو بیشمار موضوعات ملتے ہیں کہ سرکار دو جہاں کی بعثت سے قبل کے عالم تیرہ کو بھی موضوع بنایا گیا ہے اور بعثت کے وقت جو غیبی تبدیلیاں وجود میں آئیں مثلاً بتوں کا سرنگوں ہونا، قیصر و کسریٰ کے کنگرے گر جانا، آتش کدہ فارس کا بجھ جانا اور رحمتوں کے نزول عام کو بھی نعت کا شاعر موضوع سخن بناتا ہے اور اعلان نبوت کے بعد جو انقلاب عظیم پیدا ہوا، اس کے مختلف نتائج (کہ عالم انسانیت یکسر تبدیل ہو گیا نیز فلاح انسانیت کے نہایت واضح آثار نمودار ہوئے جو بقائے انسانیت کے ضامن بن گئے) پر مبنی موضوعات بھی نعت کی دسترس میں رہے ہیں۔

دوسری طرف سیرت طیبہ کا ایک ایک لمحہ اور ایک ایک گوشہ موضوع نعت بنا ہے۔ شمائل و فضائل سیرۃ طیبہ ہی کے ذیل میں آتے ہیں شمائل نبویؐ اس اکملیت سے بحث کرتی ہیں جو آپؐ کے معمولات، عادات، روزمرہ لباس، وضع قطع، اٹھنے بیٹھنے، خویش و اغیار سے تعلقات وغیرہ پر مشتمل ہے۔ ذات والا کا ہر لمحہ اور ہر عمل نبوت کی عفت و پاکیزگی کا مظہر ہے۔ کمال خلق جس میں جمال کی ساری صورتیں پائی جاتی ہیں، آپ کو بخشا گیا۔ پھر وہ کمال احسان جو دلوں کو موہ لیتا ہے، آپؐ میں بدرجہ اتم موجود ہے۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ آپؐ خندہ جبیں، نرم خو، مہربان طبع تھے، سخت مزاج اور تنگ دل نہ تھے۔

شبلی لکھتے ہیں "اگر مذہب صرف خدا کے اعتراف کا نام ہے تو بحث یہیں تک رک جاتی ہے لیکن جب اقرار نبوت بھی جزو مذہب ہے تو یہ بحث پیش آتی ہے کہ جو شخص حامل وحی اور سفیر الٰہی تھا، اس کے حالات، اخلاق اور عادات کیسے تھے۔"

قرآن پاک میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حیات مبارکہ کو اسوہ حسنہ فرمایا گیا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں نے سرکار صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سیرت و شمائل کو بہ تفصیل محفوظ کر لیا ہے۔ شبلی امت مسلمہ کے اس کارنامے کو وجہ افتخار قرار دیتے ہیں۔ "مسلمانوں کے اس فخر کا قیامت تک کوئی حریف نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے اپنے پیغمبرؐ کے حالات اور واقعات کا ایک ایک حرف اس استقصا کے ساتھ محفوظ رکھا کہ کسی شخص کے حالات آج تک اس جامعیت اور احتیاط کے ساتھ قلمبند نہیں ہو سکے اور نہ آئندہ توقع کی جا سکتی ہے۔ اس سے زیادہ کیا عجیب بات ہو سکتی ہے کہ آنحضرتؐ کے افعال اور اقوال کی تحقیق کی غرض سے آپؐ کے دیکھنے والوں اور ملنے والوں میں تقریباً" تیرہ ہزار شخصیتوں کے نام اور حالات قلمبند کیے گئے اور اس وقت کیے گئے جب تصنیف و تالیف کا آغاز تھا۔"

فضائل کے باب میں تو اتنا ہی کافی ہے کہ قرآن کریم (دین و ایمان کی بنیاد) بار بار آپؐ کے فضل و شرف کا ذکر فرماتا ہے۔ آپؐ کے 'ذکر' کو بلند کرنے کی خوش خبری سناتا ہے۔ آپؐ کے اتباع کو سیدھی راہ قرار دیتا ہے۔ آپؐ کی بعثت کو احسان عظیم سے تعبیر فرماتا ہے۔ حکیم یحییٰ خان شفا لکھتے ہیں "یہ کہنا خلاف حقیقت نہیں ہو گا کہ حضرت رسولؐ خدا چونکہ کافتہ للناس' سارے عالم بشری کے لئے مامور ہوئے تھے' اس لئے آپ کی عقیدت و محبت اور تعظیم و توقیر تمام بنی نوع انسان پر واجب ہے اور آپؐ کے مناقب' محاسن' ماثر' خواطر' اوصاف' احوال' خصائص اور معجزات ہر چیز کا ذکر و بیان سارے انسانوں کی روحانی تسکین و اطمینان کا باعث بھی۔"

قرآن حکیم میں (کم از کم) ایک سو گیارہ مقامات پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت و تبلیغ کا حکم دیا گیا۔ یہ منصب جلیلہ بجائے خود فضل و شرف کا حامل ہے۔ ہادی برحق کی فضیلت سے نوازا جانا' کسے میسر رہا! وہ بھی اس طرح کہ باب نبوت آپؐ پر ختم کر دیا گیا اور دین کی تکمیل کا اعلان کر دیا گیا۔

احادیث مبارکہ سے بھی ثابت ہے کہ آپؐ نے بارہا اس فضل و شرف کا ذکر فرمایا' اگرچہ نہایت حلم اور انکساری کے ساتھ فرمایا رسول خداؐ نے کہ "جب قیامت کا دن ہو گا تو میں انبیاء کا امام اور ان کا خطیب اور شفاعت کرنے والا ہوں گا لیکن اس پر مجھے فخر نہیں"

صحیحین میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو نہیں دی گئیں۔ مجھے رعب اور دھاک کے ذریعہ سے فتح و نصرت دی گئی۔ میرے لئے تمام زمین سجدہ گاہ بنائی گئی' غنیمت کا مال میرے لئے حلال کیا گیا اور مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کے لئے حلال نہ تھا' مجھے شفاعت کا مرتبہ عطا ہوا' مجھ سے پہلے انبیاء خاص اپنی اپنی قوموں کی طرف مبعوث ہوئے تھے اور میں تمام دنیا کے لئے مبعوث ہوا۔"

فرمایا رسول خداؐ نے "قیامت میں' میں پیغمبروں کا نمائندہ' امام اور ان کی شفاعت کا پیشرو ہوں گا اور اس پر فخر نہیں' پھر فرمایا میں قیامت کے دن تمام بنی آدم کا سردار ہوں گا اور اس پر فخر نہیں اور میرے ہی ہاتھ میں لوائے حمد ہو گا اور اس پر فخر نہیں اور قیامت کے دن آدم علیہ السلام وغیرہ تمام پیغمبر میرے علم کے نیچے ہوں گے اور اس پر فخر نہیں۔"

کائنات میں جس ذات کی سب سے زیادہ تعریف و توصیف ہوئی' وہ آپؐ ہیں۔ درود و سلام خود خدا نے فرمایا' یہ اعزاز حضورؐ کے سوا کسے میسر آیا! دنیا اور عقبیٰ دونوں جہان میں جس ہستی پر سب سے زیادہ انعام و اکرام کی بارش ہوئی' وہ صرف

آپؐ ہیں۔ آپ کو خاتم الانبیاء" افضل الانبیاء" خیر البشر، سردار کونین، محبوب خدا، ہادیِ برحق، رحمت للعالمین جیسے خطابات سے نوازا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رضا جوئی کا ہمیشہ خیال رکھا۔ ابن اسحاق سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اللہ جل شانہ، راضی کرے گا۔ دنیا میں کامیابی سے اور آخرت میں ثواب سے۔

قربت و محبت کا جو انعام آپؐ کو عطا ہوا وہ بھی ممتاز اور منفرد ہے کہ آپؐ کے ہاتھ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ قرار دیا۔ محبوب خدا بننے کے لئے آپؐ کی اطاعت کو مشروط کر دیا۔ آپؐ کو معراج کی فضیلت سے نوازا گیا۔

رسول کی حیثیت سے تبلیغ و اشاعت توحید میں جس قدر کامیابی آپؐ کو حاصل ہوئی وہ بھی منفرد ہے، صحیح مسلم میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ "جس قدر میری نبوت کی سچائی کا اعتراف کیا گیا، کسی اور پیغمبر کی سچائی کا نہیں کیا گیا۔" سیرت النبی کے مصنف کہتے ہیں۔"دنیا میں لاکھوں پیغمبر آئے۔ مگر آج دنیا میں ان کی تعلیم و ہدایت کی ایک یادگار باقی نہیں .... حضرت نوح علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ایک ایک پیغمبر کا کارنامہ دیکھ جاؤ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کوششوں کی جولانگاہ صرف بنی اسرائیل کے چند ہزار نفوس تھے جو قدم قدم پر راہ حق سے ہٹ ہٹ جاتے ہیں۔"

حیات طیبہ کی یہ کلی و جزوی طہارت و عفت، بزرگی و برتری انسانی ذہن کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے۔ نعتیہ شاعری اسی چیلنج کا جواب ہے۔ نعت گو قرآن و حدیث سے روشنی حاصل کر کے فضائل و شمائل کو جب موضوع سخن بناتا ہے تو اشارے کی مدد سے عنوان قائم کرتا ہے اور پھر اپنی تمام تر ذہنی و وہبی صلاحیتوں کو ایمان و ایقان کی کسوٹی پر پرکھنے کا عمل شروع کرتا ہے۔ جہاں کہیں نعت میں افراط و تفریط کا عالم پیدا ہوا، اس کے اسباب میں سے ایک قرآن و حدیث سے شاعر کا کما حقہ، واقف نہ ہونا ہے چونکہ ہمارے معاشرے نے زندگی کی ترتیب اس طور پر کر رکھی ہے کہ قرآن و حدیث کے علم کے لئے وقت ہی نہیں رکھا گیا۔ پھر نظام زندگی میں اسلامی احکام کو بنیاد نہیں بنایا گیا۔ دیگر نظام ہائے زندگی ہم پر اس قدر حاوی ہیں کہ اصل و نقل میں فرق بہت کم رہ گیا ہے۔ اس لئے یہ علم جو ہمارے پورے نظام حیات کا محرک ہونا چاہیے تھا محدود رہا۔

ان تمام عوامل کے نتیجے میں یہ انداز فکر پیدا ہوا کہ نعت، کو روایت، کے طور پر ہر شاعر نے تبرکا" اختیار کیا، چاہے اس کا رجحان طبع اس کی اجازت نہ دیتا ہو۔ جبکہ نعت مقتضی ہے، ایک پرخلوص و باخبر دل کی، جو مقام رسالت تک رسائی کے قابل ہو، ایک پاکیزہ و عفت ماب جذبے کی جو حضرت حسان بن ثابتؓ سے اکتساب فیض کر سکے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نعت کی بنیاد ناموس رسولؐ کی حفاظت، تعلیمات رسولؐ کی تبلیغ اور اپنے خلوص و عقیدت کے اظہار پر رکھی تھی۔ آپؓ نے اپنی نعت میں منکرین رسالت کے جواب میں فضائل نبویؐ بیان کر کے قرآن کے اس حکم کی تعمیل کی کہ "جھٹلانے والے بہرے، گونگے اور اندھیروں میں ہیں۔" (۶:۳۹)

(۱) تم نے محمدؐ کی ہجو کی تو میں نے اس کا جواب دیا۔ اس کا اجر اپنے اللہ سے لوں گا۔

(۲) تم نے اس ذات کی ہجو کی، جس سے تمہاری برابری نہیں ہے، تم اشرالناس اور وہ خیر خلائق ہے، کیوں نہ تم اس پر قربان ہو جاؤ۔

(۳) کیونکہ میرا باپ میری ماں اور میری عزت ہر چیز محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عزت کے تحفظ کے لئے ڈھال ہے۔

عبداللہ بن رواحہؓ' کعب بن زہیرؓ' حضرت علیؓ اور دیگر صحابہ کرام نے بھی اصل حقائق' پر اپنی نعت کی بنیاد رکھی۔

اسی طرح تابعین میں فرزوق وغیرہ نے بھی نعتیہ کلام میں حقائق بیان کیے ہیں۔ حکیم محمد یحییٰ خاں شفا عربی نعت کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

"آپؐ اپنے درباری شعراء حسان بن ثابتؓ' عبداللہ بن رواحہؓ اور کعب بن زہیرؓ کو فحش گوئی' ابتذال' غلو' اغراق اور اسی نوع کے شعری مصائب سے بچنے کی تاکید و ہدایت فرماتے رہتے تھے۔" حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کی نعت سے اس کی شہادت ملتی ہے۔

(۱) (میری روح اس ذات پاک پر قربان جس کے اخلاق اس حقیقت کے گواہ ہیں کہ وہ نوع انسان میں سب سے افضل ہیں)

(۲) (ان کی فضیلتیں تمام انسانوں کے لئے اسی طرح عام ہیں جس طرح سورج اور چاند کا نور ساری دنیا کے لئے عام ہے)

(۳) (اگر ان کی نبوت کے لئے واضح اور روشن نشانیاں نہ بھی ہوتیں تو خود ان کی شخصیت ہی تصدیق رسالت کے لئے کافی تھی)

حضرت کعب بن زہیرؓ بھی فضائل و شمائل کا بیان کرتے ہیں۔

(بیشک رسول اللہ وہ نور ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک کھنچی ہوئی تلوار ہیں)

علامہ بوصیریؒ کا "قصیدہ" "بردہ" بھی آپؐ کی ولادت' معجزات' معراج اور جہاد کے واقعات بیان کرتا ہے یا قرآنی احکامات کا ذکر کرتا ہے۔

فارسی نعت کے حوالے سے ابوسعید ابوالخیر' فرید الدین عطار' نظامی' خاقانی' مولانا رومی' شیخ سعدی' جامی' امیر خسرو' عرفی' قدسی اور اقبال (رحمہم اللہ) کے نام آتے ہیں۔

فرید الدین عطارؒ کہتے ہیں کہ انبیاء جو خود راز دان حقیقت ہیں' وصف رسول عربیؐ پر انہیں بھی حیرت ہے۔ ۔

انبیاء در وصف او حیران شدہ   سر شناساں نیز سرگرداں شدہ

فارسی نعت میں غالب و اقبال کے صرف دو اشعار سے فضائل نبیؐ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم   کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد است

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست   اگر بہ او نرسیدی تمام بو لہبی است
(اقبال)

مہ را دو نیمہ کردہ بدست چو آفتاب   سایہ نہ بر زمینش و از ابر سایہ بان
(خاقانی) فضائل و شمائل

چوں چشم تو در خوابم چوں زلف تو روناہم   در ورطہ و غرقابم از مات سلام اللہ
(مولانا روی) شمائل

اے چشم و چراغ اہل بینش   مقصود وجود آفرینش
(سعدی شیرازی) شمائل و فضائل

اے خاک رہ تو عرش را تاج   یک پایہ ز قد تست معراج
(جامی) فضائل

اردو نعت دیگر اصناف سخن کی طرح فارسی کے وسیلے سے پیدا ہوئی' اس کے تناظر میں جزوی نعت گو کی حیثیت سے غواصی' سراج اورنگ آبادی' نصرتی' ولی دکنی' درد' سودا' نظیر اکبر آبادی' نظم طباطبائی' مومن' غالب' شبلی اور اقبال وغیرہ کے اسمائے گرامی آتے ہیں جبکہ کرامت علی شہیدی' حالی' امیر مینائی' محسن کاکوروی' ظفر علی خاں' احمد رضا خان صاحب' امجد حیدر آبادی' چوہدری دلورام کوثری' اکبر میرٹھی' ساحر صدیقی' حفیظ تائب' محشر رسول نگری اثر صہبائی' عبدالعزیز خالد' اعجاز رحمانی' بہزاد لکھنوی' احسان دانش' اقبال عظیم' راجا رشید محمود' حنیف اسعدی' منور بدایونی اور ارمان اکبر آبادی وغیرہم مستقل نعت گوئی کے علمبردار ہیں۔

اردو کے عہد آفرینش سے لیکر آج تک جس شاعر نے نعت پر قلم اٹھایا۔ اس کے پیش نظر فضائل و شمائل ہی زیادہ رہے' دیگر کوائف کم ---- چونکہ حیات طیبہ میں فضائل کا پہلو نمایاں تر ہے اور شمائل غیر معمولی ہیں' ہر دو اعتبار سے کائنات کا کوئی فرد ان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ ۔

فضائل

چاند سورج روشنی پایا تمہارے نور سے   آب کوثر کو شرف تھڈی کے پانی پور سے
(قلی قطب شاہ)

خدا کے نبیاں کا سو سلطان توں   دیو نہار ساریاں کوں ایمان توں (غواصی)

عجب آفرینش کے دریا کا در   کہ جس نور تی بحر ہستی ہے پر (نصرتی)

لامکاں پر بنا احمدؐ جو بنا بٹھلایا   تب ملائک نے وہیں صلوا علیہم گایا (ولی)

رہ شرح کا ہادی مستقیم   شریعت کے دریا کا در یتیم
(سراج اورنگ آبادی)

یسین وطہ والضحے نازل ہوئے تجھ شان میں
واللیل اور والشمس ہے تجھ زلف و مکھ کے دھیان میں (ولی)

محمدؐ عادل و کامل و عاقل محمدؐ ہے جو کچھ کہ تھا اس کے قابل (سودا)
مخبر صادق ہو تم اور حضرت خیر الورا سرور ہر دوسرا اور شافع روز جزا
ہے تمہاری ذات والا منبع لطف و عطا کیا نظیر اک اور بھی سب کی مدد کا آسرا
یاں بھی تم واں بھی تمھی ہو یا محمد مصطفےٰؐ
(نظیر اکبر آبادی)

ہے سورہ والشمس اگر روئے محمدؐ واللیل کی تفسیر ہوئی موئے محمدؐ
(کرامت علی شہیدی)

یہ تابش میں انجم کا پایہ نہیں کہ ان کے ہے ظل، اس کے سایہ نہیں
(مومن) شمائل

چمکا جمال پاک کا جلوہ جو مثل برق خرمن گناہ امت عاصی کا جل گیا (امیر مینائی)
محبوب خدا و انس و جاں کا مقصود رموز کن فکاں کا (محسن کاکوروی)
مہر توحید کی ضو اوج شرف کا مہ نو شمع ایجاد کی ہے بزم رسالت کا کنول
(محسن کاکوروی)

ذکر فضائل و شمائل جدید نعت میں بھی، اسی رغبت و انسیت کے ساتھ موجود ہے جس طرح قدیم شعراء کے ہاں نظر آتا ہے:
سو بار ترا دیکھ کے عفو اور ترحم ہر باغی و سرکش کا سر آخر کو جھکا ہے
(حالی) فضائل و شمائل
نظارہ فروزی کی عجب شان ہے پیدا یہ شکل و شمائل یہ عبائیں یہ قبائیں
(حسرت) فضائل و شمائل
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی یعنی رہے احکام شریعت ملحوظ
(مولانا احمد رضا خاں بریلوی) فضائل

وہ گل ہیں لب ہائے نازک ان کے ہزاروں جھڑتے ہیں پھول ان سے
گلاب گلشن میں دیکھے بلبل یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے
(احمد رضا خان بریلوی)

ہے حسن گلوئے مہ بطحا سے یہ روشن اب مہر نے سر ان کے گریباں سے نکالا
(مولانا حسن رضا خاں) شمائل

فراغ آفرینش ہے تو ہے تیرے ہی جلووں سے

فروغ آفرینش ہے تو ہے تیرے ہی جلووں سے   کہیں تو شمع محفل ہے کہیں تو نور کا شانہ
(سیماب اکبر آبادی) فضائل و شمائل

گر ارض و سما کی محفل میں "لولاک لما" کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں، یہ نور نہ ہو سیاروں میں
(مولانا ظفر علی خاں) فضائل و شمائل

خدا کے بعد جلال و جمال کا مظہر   اگر ملا بھی تو کوئی ترے سوا نہ ملا
(حفیظ ہوشیاری) شمائل و فضائل

ہر قول ترا حرف صداقت کا ہے ضامن   ہر فعل ترا حسن ارادت کا امیں ہے
(صوفی غلام مصطفےٰ تبسم) فضائل

جس نے دیکھا پھر نہ دیکھا اور کچھ ان کے سوا
اک نظر میں سیکڑوں حسن نظر پیدا ہوئے
(احسان دانش) فضائل

وہ راز خلقت ہستی وہ معنی کونین   وہ جان حسن ازل، وہ بہار صبح وجود
(اصغر گونڈوی) فضائل و شمائل

عظیم الشان ہے شان محمدؐ   خدا ہے مرتبہ دان محمدؐ
(چودھری دلورام کوثری) فضائل

تری رفتار میں بے شک ہے اعجاز مسیحائی   ہما بن کر فلک پر اڑ گیا سایہ ترے قد کا
(نظم طباطبائی) فضائل

انوار خدا کا بھی کہیں ہوتا ہے سایہ   ہے "نور" علی نور سراپائے محمدؐ
(اکبر میرٹھی) شمائل و فضائل

اس وقت درس امر و نہی آپ نے دیا   دنیا کو جب شعور نہ تھا خوب و زشت کا
(حنیف اسعدی) فضائل

میں تجزیہ کروں جو الف لام میم کا   قرآن بھی نبیؐ کا قصیدہ دکھائی دے
(برگ یوسفی) فضائل

کوئی سمجھے تو قرآن کی آیتیں   "بدر" سارا یہ قرآن ہی نعت ہے
(بدر ساگری) فضائل

یہ انداز تکلم صرف اعجاز نبوت ہے   رسول اللہؐ نے اخلاق سے دنیا مسخر کی
(قیصر کانپوری) شمائل

سایہ بھی اسے چھولے تو ہو جائے فروزاں وہ شکل کہ انوار کے سانچے میں ڈھلی ہے
(خاطر غزنوی) شمائل

ہمہ آیہ نور و خلق مجسم تو محبوب یزدان و نور ہدیٰ ہے
(عبدالعزیز خالد) فضائل و شمائل

اے کہ نازاں تجھ پہ حسن بندگی و سروری دوش پر کملی' نظر میں جلوہ پیغمبری
(ساغر نظامی) فضائل و شمائل

حیات اس کی کتاب سادہ صفات دیکھو تو ایسا جادہ
کہ جتنا اس کو پڑھو زیادہ کریں علوم اس سے استفادہ
کھنچے ہوئے تیر ٹوٹ جائیں کمانیں ہاتھوں سے چھوٹ جائیں
(محشر بدایونی) فضائل و شمائل

یہ عالم کہ با وصف مختاری کل یہ حلم اور یہ انکسار اللہ اللہ
(بہزاد لکھنوی) فضائل و شمائل

خلیق آیا' کریم آیا' روف آیا' رحیم آیا کہا قرآں نے جس کو صاحب خلق عظیم آیا
(جگن ناتھ آزاد) فضائل و شمائل

ہمیں یہ سرخ اجالا نہ راس آئے گا کہ ہم ضیائے رسالتمابؐ رکھتے ہیں
(اعجاز رحمانی) فضائل و شمائل

ہاں پڑھو والیل گر ہو زلف سرور دیکھنا دیکھ لو قرآں جو چاہو روئے انور دیکھنا
(ارمان اکبر آبادی) شمائل و فضائل

آخر میں یہ بات واضح ہو جانی چاہیے کہ عشق مجازی اور عشق حقیقی کے درمیان جو خط امتیاز ہے وہ یہ ہے کہ 'مجاز' کے عشق کی انتہا صرف حصول ہے یا ناکامی کی صورت میں انتقامی کیفیت' جبکہ 'حقیقت' کا عشق رموز قرب کے آداب سے بتدریج آگاہی حاصل کرتا ہے اور جتنا زیادہ آگاہی حاصل کرتا جاتا ہے' اتنا ہی طلب سے بے نیاز ہوتا جاتا ہے۔ اپنی ذات کی مکمل نفی' عشق کے اثبات' کی دلیل ہے :۔

نا محرم جمال سکوں ہے خرد ہنوز باب حریم عشق نبیؐ پر صدا کرے
(ارمان اکبر آبادی)

حواشی: (۱) جامع ترمذی (۲) شبلی' سید سلیمان ندوی' سیرۃ النبیؐ جلد سوم مطبوعہ دارالا شاعت' کراچی ص ۴۴۴ (۳) سیرۃ النبیؐ جلد اول ص ۳۱ (۴) ایضاً" (۵) یحییٰ خاں شفا' حکیم محمدؐ مقالہ "عربی زبان میں نعتیہ کلام" نقوش رسولؐ نمبر جلد ۱۰ ص ۱۳۵ (۶) ترمذی جلد دوم ص ۵۲۰ (۷) شبلی و سلیمان ندوی۔ سیرۃ النبیؐ جلد سوم ص ۴۶۴ (۸) شبلی و سلیمان ندوی' سیرۃ النبیؐ جلد سوم ص ۴۷۹ (۹) شبلی و سلیمان ندوی' سیرۃ النبیؐ جلد سوم ص ۴۶۷ (۱۰) نقوش' رسولؐ نمبر جلد دہم ص ۱۲۴

غیر منقوط نعتیہ شاعری ---------- ایک جائزہ

پروفیسر محمد یونس حسرت

شاعری الفاظ کا فن ہے اور الفاظ اپنے اندر نہ صرف تصورات و معانی کا ایک عالم رکھتے ہیں بلکہ اور بہت سے امکانات کے حامل ہیں۔ شاعری کا محرک، عنوان یا مطمع نظر خواہ کچھ بھی ہو، اس کا ذریعہ اظہار الفاظ ہی ہوتے ہیں۔ شاعری کے بہت سے روپ اور بہت سے مدارج ہیں۔ اس میں ہیئت کا تنوع بھی ہے اور مزاج و معانی کی بو قلمونی بھی۔ مگر شاعری کسی انداز، کسی رنگ اور کسی سطح کی بھی، باوقعت اور دوسروں کی توجہ اپنی طرف کھینچنے والی تبھی ہو گی جب اس میں کمال کا پہلو موجود ہو اور اپنی شاعری میں کمال کا پہلو پیدا کرنے کے لئے ہی شاعر کبھی علم بیان کا سہارا لیتے ہیں اور کبھی اسے صنائع بدائع سے آراستہ کرتے نظر آتے ہیں۔

علم بیان کا انحصار تشبیہ، استعارہ، مجاز مرسل اور کنایہ چار چیزوں پر ہے اور ان کے جاننے سے ایک ادیب یا شاعر اس قابل ہوتا ہے کہ اپنی بات کو مختلف طریقوں سے بیان کر سکے اور اس طرح کلام میں حسن، دلکشی اور ندرت پیدا کر کے اسے لوگوں کی نظروں میں توجہ کے لائق بنا سکے۔

کلام کو علم بیان کے اصولوں کے مطابق سنوارنے کے بعد اسے لفظی اور معنوی خوبیوں سے مزین کرنے کا مرحلہ آتا ہے اور صنائع بدائع کے ذریعے کلام میں اچھوتا پن پیدا کیا جاتا ہے۔ گویا علم بدیع کی حیثیت ایک خوب صورت دلہن کو مختلف زیورات سے سجانے اور زیب و زینت اور مشاطگی سے آراستہ کرنے کی سی ہے۔ یہ صفتیں دو طرح کی ہیں۔ ایک تو صنائع لفظی یعنی وہ صفتیں جن سے کلام میں لفظی حسن پیدا کیا جاتا ہے، دوسرے صنائع معنوی یعنی وہ صفتیں جن سے کلام میں معنوی حسن پیدا ہوتا ہے۔ ہر دور میں شعراء اپنے کلام میں زور، حسن اور خوبی پیدا کرنے کے لئے تشبیہہ، استعارہ، مجاز مرسل اور کنائے کے ساتھ ساتھ بقدر ہمت و توفیق لفظی اور معنوی صنعتوں سے کام لیتے آئے ہیں۔ صنائع لفظی اور صنائع معنوی دونوں کی دو چار دس نہیں، درجنوں اور بیسیوں قسمیں ہیں، پھر ہر قسم کی آگے کئی کئی ذیلی قسمیں ہیں۔ ان قسموں میں ایسی ایسی نکتہ آفرینیاں دیکھنے میں آئی ہیں اور ایسی ایسی موشگافیوں سے کام لیا گیا ہے کہ کم فہموں کے لئے وہ چیستان بن جاتی ہیں مگر سخن فہم اور سخن سنج حضرات ان پر جھوم جھوم اٹھتے ہیں۔

ان لفظی صنعتوں میں نقطوں والے حروف کی موجودگی یا عدم موجودگی بھی دلچسپ موضوع ہے۔ جب شاعر کلام میں ایسے الفاظ لائے جن کے تمام حروف نقطوں والے ہوں تو اسے صنعت منقوط کہا جاتا ہے۔ مثلاً" ؎

غضب زینت جشن شب تب بنی جب نبی بخش نے زینت تخت بخشی

اس صنعت میں مزید جودت طبع دکھانے کے لئے شاعر کلام میں بعض اوقات صرف ایسے الفاظ لاتے ہیں جن کے حروف کے اوپر نقطے ہوتے ہیں اور بعض اوقات صرف ایسے الفاظ لاتے ہیں جن کے حروف کے نیچے نقطے ہوتے ہیں۔

صنعت منقوط کے برعکس صنعت کو صنعت غیر منقوط، صنعت مہملہ یا صنعت عاطلہ کہا جاتا ہے۔ اس صنعت میں شاعر کلام میں صرف ایسے الفاظ لاتے ہیں جن کے حروف بغیر نقطوں کے ہوتے ہیں۔

جہاں تک نثر کا تعلق ہے، عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں اس کے نمونے ملتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کے دو خطبات صنعت غیر منقوط میں ہیں اور ایک خطبہ ایسا ہے جس میں حرف الف شروع سے آخر تک کہیں بھی استعمال نہیں ہوا۔ فارسی زبان میں فیضی کی تفسیر "سواطع الالہام" صنعت غیر منقوط میں ہے اور اردو زبان میں متعدد کتب سیرت ایسی موجود ہیں جو صنعت غیر منقوط میں لکھی گئی ہیں۔

جہاں تک شاعری کا تعلق ہے، یہ حقیقت اپنی جگہ ہے کہ صنعت غیر منقوط کا التزام کرتے ہوئے کلام موزوں کرنا کچھ آسان نہیں۔ نثر میں اپنے مفہوم کو ادا کرنا بہرحال نسبتاً آسان ہے کہ مترادفات کے استعمال سے مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ مثلاً دنیا کی جگہ عالم لکھ دیا، زمانہ کی جگہ دہر استعمال کر لیا، قبر کی جگہ لحد کا لفظ رکھ لیا، سبز کی جگہ ہرا اور سرخ کی جگہ لال لے آئے، خدا اور رب کی جگہ اللہ اور نبی کی جگہ رسول کا لفظ رکھ لیا۔ مگر شاعری میں جہاں قدم قدم پر فنی لوازمات اور شعر گوئی کے مسلمہ اصولوں کی پابندی کرنا پڑتی ہے، وہاں غیر منقوط شعر کہنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔

قدیم شعری روایت میں چونکہ صنائع بدائع کو جلالت سخن اور قادر الکلامی کی دلیل سمجھا جاتا تھا اور اسی قادر الکلامی کی انتہا غیر منقوط شاعری تصور ہوتی تھی کیونکہ اس صنعت میں دیگر لوازمات کے ساتھ ساتھ دماغی محنت بھی درکار ہوتی تھی۔ بنابریں گزشتہ ادوار میں شاعر اپنی استادی منوانے اور اپنی قادر الکلامی جتانے کے لئے دوسری صنعتوں کے ساتھ ساتھ صنعت غیر منقوط میں بھی شعر کہہ لیتے تھے مگر اس دور کے بڑے سے بڑے شاعر کا کوئی چھوٹا سے چھوٹا دیوان بھی صنعت غیر منقوط میں نہیں ہے۔ کسی کے دو شعر کسی کے چار شعر یا زیادہ سے زیادہ ایک غزل صنعت غیر منقوط مل جائے تو مل جائے، اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ انشاء اللہ خاں انشا نے اپنی تمام قادر الکلامی کے باوصف یہ کچھ کہا ہے:

ہو عطر سہاگ لگا کر مسرور آرام محل رکھ اسم دل کا او حور
وہ طور دکھا ہم کو کہ کل ہو معلوم موسیٰ کا عالم اور وہ لحہ طور

میرزا دبیر لکھنوی کے مرثیے کا ایک بند ملاحظہ ہو ۔

اول سرور دل کو ہو، اس دم وہ کام کر — ہر اہل دل ہو محو، وہ مدح امام کر
حاصل صلہ کلام کا دارالسلام کر — کر اس محل کو طور وہ اس دم کلام کر
کہہ آہ، آہ، سرور والا گہر کا حال — حال وداع اہل حرم اور سحر کا حال

اسی طرح میرانیس کے مرثیے کا ایک بند دیکھئے ۔

اس طرح کا والا ہمم، اس طرح کا سردار — اس طرح کا عالم کا مہ اور مددگار
وہ مصور الہام احد، محرم اسرار — وہ اصل اصول کرم داور دوار
حاصل، اگر اک مرد دل آگاہ کو مارا — مارا اگر .اس کو اسد اللہ کو مارا

انشاء اللہ خاں انشاء، میرزا دبیر اور میر انیس کی قادر الکلامی میں کسے شک ہو سکتا ہے مگر اس قادر الکلامی کی بدولت کہے

گئے جو اشعار اوپر بطور نمونہ دیئے گئے ہیں ان سے پڑھنے والا کیا اثر قبول کرتا ہے' اسے الفاظ میں بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ہر استاد نے اپنے استادی کا حق ادا کرنے کے لئے دو چار اشعار صنعت غیر منقوط میں کہے اور پھر اس بھاری پتھر کو چوم کر چھوڑتے ہوئے اپنے راہوار قادر الکلامی اور اشب قلم کا رخ کسی اور طرف موڑ لیا اور یوں یہ صنعت ایک طویل عرصے تک طاق نسیاں کی نذر ہو گئی۔

موجودہ دور نعت گوئی کا دور ہے۔ تاریخ نعت گوئی کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ شعرائے کرام نے عقیدت و ارادت کے نغمے الاپتے ہوئے اپنی ریاضت فن کی بدولت نو بہ نو انداز میں' نئے نئے طریقوں سے اور دل نواز قرینوں سے حرف و صوت کو ایک جہان نو سے آگاہ کیا ہے۔ انہوں نے ہیئت کے نئے نئے ڈھنگ اور اسلوب کے نو بہ نو پیرائے اختیار کرتے ہوئے اپنے قلم سے نکلنے والے الفاظ کو ایسے ایسے منفرد انداز میں پیش کیا ہے کہ ایک طرف اہل ذوق کی ادبی تسکین ہو اور دوسری طرف مدحت سرکار دو عالمؐ کا زیادہ سے زیادہ حق ادا ہو سکے۔ چنانچہ قصیدے سے مثنوی تک نعت لکھتے ہوئے نذرانہ ہائے خلوص و عقیدت پیش کرنے میں کمال دکھایا ہے۔ اپنے کمال کو چار چاند لگانے کے لئے انہوں نے علم بیان اور صنائع بدائع کا بھی استعمال کیا ہے اور ان کے نادر نمونوں پر اہل ذوق آج بھی عش عش کر رہے ہیں مگر صنعت غیر منقوط کا حال اور استعمال وہی رہا جس کی طرف ہم اوپر اشارہ کر چکے ہیں۔

نعت گوئی بظاہر آسان خیال کی جاتی ہے حالانکہ اس سنت کبریائی پر عمل پیرا ہونا تلوار کی تیز دھار پر چلنے کے مترادف ہے کیونکہ یہاں دلوں کا امتحان لفظوں سے نہیں' روح کی گہرائیوں سے نکلنے والی صدائے دل نشیں سے ہوتا ہے۔ نعت کہتے ہوئے ایسے الفاظ و تراکیب کا انتخاب کرنا پڑتا ہے جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب و احترام اور شان رسالت کے شایان شان ہوں۔ شاعر کو تشبیہات اور استعارات اور دیگر صنائع بدائع کا استعمال پھونک پھونک کر کرنا پڑتا ہے تا کہ نعت کہتے کہتے جادہ مستقیم سے بھٹکنے کا اندیشہ نہ رہے۔ مگر جب بات صنعت غیر منقوط کی ہو تو معاملہ اور ہو جاتا ہے۔ یہ وہ راستہ ہے جو مشکل تر ہی نہیں' مشکل ترین کی حدوں سے بھی بہت آگے ہے۔ عام شاعر حروف کو اپنے حسب منشا اور ضرورت کے تحت اپنی گرفت میں لے کر معانی کی گہرائیوں تک پہنچتا ہے مگر صنعت غیر منقوط میں شاعر کو آدھے سے زیادہ حروف تہجی کو اپنی ابجد سے باہر نکالنا پڑتا ہے۔ ایسے میں کیا یہ ذکر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک زندہ کرامت نہیں کہ ان کی مدح میں صنعت غیر منقوط میں دو چار نعتیں کہنے کی نہیں بلکہ نعتیہ مجموعہ پیش کرنے کی توفیق کسی شاعر کو ارزانی ہو جائے۔ توفیق کی یہ ارزانی واقعتاً" اللہ کی دین ہے۔ بقول حافظ صوفی محمد افضل فقیر۔

کیا فکر کی جولانی' کیا عرض ہنر مندی — توصیف پیمبر ہے توفیق خداوندی

تاہم اس میں ریاضت اور دماغی محنت کا ایسا عمل دخل ہے جس سے صرف نظر نہیں ہو سکتا مگر یہ ریاضت اور دماغی محنت عام شعراء کی طرح نہیں ہوتی بلکہ صنعت غیر منقوط کی وجہ سے شاعر فکر و ریاض کے جس سلسلہ عمل سے گزرتا ہے اس کی بدولت اس کا خاصا وقت ذکر رسولؐ کے اثر کے تحت گزرتا ہے اور پھر ایسے نقوش قلم کے توسط سے کاغذ کے سینے پر ثبت ہوتے ہیں جو ہر داغ' ہر دھبے اور ہر نقطے سے پاک ہوتے ہیں اور حقیقتاً" یہ اسی ممدوح گرامی کی ذات والا شان کا فیضان ہوتا ہے جس کے دونوں ناموں "محمدؐ" اور "احمدؐ" میں کوئی نقطہ نہیں اور اس فیضان کی بدولت لفظ و بیان کی دنیا میں ہر طرح

کہکشاں کا منظر نظر آتا ہے۔ مگر یہ توفیق ہر کسی کو ارزاں نہیں ہوتی' یہ دولت سرمد ہر کسی کو نہیں ملتی اور یہ فیضان ہر کسی کی ذات پر نہیں ہوتا ------ یہ اس کی دین ہے جسے پروردگار دے

"مدح رسول" ---- راغب مراد آبادی

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ موجودہ دور میں جن جن حضرات کو یہ توفیق ارزانی ہوئی ہے کہ فیضان سرکار دو عالم کے انوار سے فیض یاب ہو کر غیر منقوط نعتیہ مجموعہ کلام دلداد گان نعت کے مطالعہ کے لئے پیش کر سکیں' ان میں سرفہرست جناب راغب مراد آبادی کا نام آتا ہے جن کا (۱۸ × ۲۲ سائز کے ۱۷۶ صفحات پر مشتمل) صنعت غیر منقوط میں چالیس نعتوں اور تیئیس رباعیوں پر مشتمل نعتیہ مجموعہ کلام "مدح رسول" ۱۹۸۳ء میں کراچی سے شائع ہوا ہے۔ راغب مراد آبادی کے پہلے نعتیہ مجموعے "مدحت خیر البشر" میں غالب کی زمینوں میں ۶۳ نعتیں تھیں جو غالباً" رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ کے ۶۳ برسوں کی مناسبت سے تھیں۔ "مدح رسول" میں بات ۶۳ کے التزام سے آگے بڑھ گئی ہے۔ چالیس نعتیں گویا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات قبل بعثت کی طرف اشارہ کر رہی ہیں اور ۲۳ رباعیوں میں زمان نبوت کا نقش ہے۔ روایت ہے کہ یہ بات جب ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی نے راغب صاحب سے کہی تو ان کے چہرے پر حیرت کے آثار پیدا ہوئے اور وہ کہنے لگے "میں نے تو یوں سوچا بھی نہیں تھا۔" بات یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے ہر امتی کا براہ راست تعلق ہے اور یہ تعلق ہمارے شعور اور لاشعور سے ہی نہیں بلکہ ہماری ذات کی ہر جہت پر غالب ہے۔

عام شعراء صنعت غیر منقوط میں خامہ فرسائی کرتے ہوئے بالعموم مندرجہ ذیل بیس غیر منقوط حروف سے استفادہ کرتے ہیں

ا۔ ٹ۔ ح۔ د۔ ڈ۔ ر۔ ڑ۔ س۔ ص۔ ط۔ ع۔ ک۔ گ۔ ل۔ م۔ ں۔ و۔ ہ۔ ء۔ ی۔ ے

"نون غنہ" اور "ی" یا "ے" جب کسی لفظ کے آخر میں آئیں' تو بالعموم ہمارے ہاں ان پر نقطے لگانے کا رواج نہیں اور اسی بنیاد پر شعراء انہیں غیر منقوط شمار کرتے ہوئے انہیں اپنے غیر منقوط کلام میں لے آتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ محض مقام یا محل وقوع کے بدل جانے سے حرف کی اصل حیثیت نہیں بدلا کرتی۔ مثلاً" آئی' آئے' کسے اور اسے میں تو "ی" کو غیر منقوط شمار کریں اور آیا' گیا' کیسا اور ایسا میں اسی "ی" کو منقوط شمار کیا جائے۔ اسی طرح "ن" ہاں' وہاں' کہاں وغیرہ میں تو غیر منقوط ٹھہرے اور دنیا' پنہاں وغیرہ میں منقوط شمار ہو۔ بانگ اور ٹانگ میں ہے تو نون غنہ ہی مگر منقوط ہے۔ چونکہ اور کیونکہ میں بھی نون غنہ منقوط ہے مگر چوں کہ اور کیوں کہ میں بغیر نقطے کے لکھنے کے باوجود اسے غیر منقوط شمار کیا جائے تو کیوں؟

اسی امر کو پیش نظر رکھتے ہوئے جناب راغب مراد آبادی نے نون غنہ اور یائے معروف و مجہول کو اپنے کلام میں برتنے سے گریز کیا ہے اور صرف 17 مسلمہ غیر منقوط حروف تہجی کے محدود و مختصر دائرے میں رہ کر بہ توفیق ایزدی مداحی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرض ادا کیا ہے۔

جیسا کہ اوپر عرض کیا جا چکا ہے۔ نثر نگار کو پوری سہولت اور آزادی ہوتی ہے کہ ایک منقوط لفظ کی جگہ اس کا مترادف غیر منقوط لفظ لے کر اپنا مفہوم ادا کرتا چلا جائے مگر نظم میں جہاں فنی' لسانی اور عروضی پابندیوں کو مد نظر رکھنا ناگزیر ہوتا ہے' یہ سہولت اور آزادی مفقود ہوتی ہے۔ اس رکاوٹ اور دشواری کے باوصف "مدح رسول" کی نعتوں اور رباعیوں میں بہت کم

مقامات ایسے ہیں جہاں صنعت غیر منقوط عقیدت اور جذبے کے اظہار کی راہ میں رکاوٹ بنی ہو بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بیشتر مقامات پر یہ مشکل صنعت حجاب درمیاں بننے کی بجائے جذبہ و خیال کے وسیلہ انعکاس کے طور پر سامنے آتی ہے۔ مختلف نعتوں کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں ؎

ملال دور ہوا، حل معا" سوال ہوا کھلا وہ سر عدم، لا الٰہ الا اللہ

دل، محرم سرور سواد حرم ہوا اللہ الصمد، کہ مسلسل کرم ہوا
ہو گوہر اکرام عطا، احمد مرسل ہر لحہ کرم اور سوا، احمد مرسل

دو عالم کا دل اور دل آرا محمدؐ ہمارا محمدؐ ہمارا محمدؐ

حقیقت یہ ہے کہ جناب راغب مراد آبادی نے صنعت غیر منقوط کی مشکل گھاٹیاں طے کرتے ہوئے موضوع کی بالادستی اور اس کے فطری پن کو کہیں بھی داغ دار نہیں ہونے دیا۔ ان کی نعتوں کے اکثر اشعار روانی کے اعتبار سے ایسے ہیں کہ جب تک یہ نہ بتایا جائے کہ یہ اشعار غیر منقوط ہیں، پڑھنے یا سننے والے کو یہ احساس نہیں ہوتا۔ مثلاً ؎

حاصل عدام دل کو گل مدعا ہوا دائم در رسول ملا اور کھلا ہوا

محمدؐ کا کرم درکار ہوگا مرا دل محرم اسرار ہوگا

محمدؐ کو مراد و مدعا لکھ دو عالم کا سہارا، آسرا لکھ

نعتیہ شاعری کی بنیاد عشق رسولؐ ہے اور عشق کے آداب میں پہلا سبق ہی اپنی ذات کی نفی کا ہے۔ یہ سپردگی اور کامل سپردگی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک انسان اپنی انا کا انکار نہ کر دے۔ انا کے انکار ہی سے وہ اقرار پیدا ہوتا ہے جو عشق کی صورت گری کرتا ہے۔ اپنی ذات کی نفی ہی سے وہ اثبات ظہور میں آتا ہے جو عشق کو صحیح معنوں میں عشق بناتا ہے۔ یہ عشق نہ ہو تو شاعری محض ایک طلسم دروغ کے سوا کچھ نہیں رہ جاتی۔ راغب مراد آبادی اس راز سے آگاہ ہیں، اس لئے ان کی نعتوں میں فخر و ناز، طاقت لسانی اور زور خطابت کی بجائے جذبے کی تہذیب، عجز و انکسار اور عاجزی و نیاز مندی کے عناصر پائے جاتے ہیں۔ بھلا جو ہستی عظیم فخر موجودات ہو، باعث تخلیق کائنات ہو، انسانوں تو کیا انبیاء میں بھی سب سے افضل ہو، اس کے غلام کا انداز سخن تو ایسا ہی ہونا چاہیے ؎

مسکراہٹ کا اک درم مولا کاسہ، روح گدا کا ہو معمور

دل کو ملا در رسولؐ صلی علےٰ در رسولؐ
المدد، المدد، کہو وا، وہ ہوا در رسولؐ

جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے، راغب مراد آبادی کے اس غیر منقوط نعتیہ مجموعہ کلام "مدح رسول" میں تیئیس رباعیات شامل ہیں۔ رباعی کا وزن ایک طرح سے راغب مراد آبادی کے مزاج کا آہنگ بن گیا ہے اور وہ مشاعروں کی نظامت کرتے ہوئے ہر شاعر کا تعارف فی البدیہہ رباعی کی صورت میں کرانے کی غیر معمولی شہرت رکھتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ وہ بلا تامل اپنے خیال، اپنے احباب سے محبت اور کسی بھی صورت حال کو رباعی کے قالب میں ڈھال سکتے ہیں۔ اس بات کا تائید و صداقت کے لئے صرف یہ ذکر کر دینا کافی ہو گا کہ اس مجموعہ کی تیئیس رباعیات کے علاوہ جناب راغب مراد آبادی کم و بیش چھ صد آیات قرآنی و احادیث نبوی کا ترجمہ رباعیوں کی صورت میں کر چکے ہیں جن میں سے بہت سی رباعیاں روزنامہ "جسارت" میں شائع ہو کر اہل نظر اور صاحب دل قارئین سے داد پا چکی ہیں۔

زیر نظر تیئیس رباعیاں جناب راغب مراد آبادی کی فنی پختگی کا ثبوت تو ہیں ہی، ان سے راغب مراد آبادی کے فن اور عقیدہ کے ساتھ ساتھ وسعت فکر و مطالعہ کا بھی بھرپور اظہار ہوتا ہے۔ مثلاً" صفحہ ۱۱ پر ۶۳ کے عنوان سے یہ رباعی درج ہے۔

اللہ صمد، حامد و محمود رسولؐ سالار امم، احمدؐ موعود، رسولؐ
اور "مدح رسولؐ" سر معدود و عدد ۶۳، اعداد عمر، معدود رسولؐ

اس رباعی کے دوسرے مصرع میں احمدؐ کے ساتھ "موعود" کا لفظ بلا تامل ہمیں "نوید مسیحا" کی یاد دلاتا ہے جسے قرآن کریم نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت سے محفوظ کر دیا۔ وسعت فکر و مطالعہ کے اظہار کی اور بہت سی مثالیں ان رباعیات میں ملتی ہیں۔

ان رباعیات کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر رفیع اور محامد و محاسن کی مدح خوانی کے علاوہ دو لہجے اور خطاب کی دو سطحیں نظر آتی ہیں۔ ایک لہجہ اور ایک سطح تو وہ ہے جس میں شاعر اپنے آپ سے خطاب کرتا ہے۔ یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں اپنے آپ کو کھونے اور پھر اپنے آپ ہی کو یاد کرنے اور مخاطب کرنے کی عجیب کیفیت، عجیب تر منزل اور عجیب ترین مرحلہ ہے۔ اس بظاہر متضاد صورت سے ایک نئی وحدت کی تخلیق ہوتی ہے اور یہ تخلیق الفاظ کے پیکر میں ڈھل کر رباعی بن جاتی ہے۔

حلال مسائل دو عالم اللہ اللہ کا رسولؐ ہر دو عالم آگاہ
کر مدح رسول دوسرا، مرد ملول رکھ دل کو، رہ عمل کا، ہر لحہ گواہ

جناب راغب مراد کی رباعیات کا دوسرا لہجہ یا پیرایہ اظہار وہ ہے جس میں سرکار دو عالمؐ کی مدحت سرائی کرتے ہوئے وہ اہل

ایمان کو در سرکار دو عالمؐ سے وابستگی کی دعوت دیتے ہیں۔ اس طرح ان کی رباعی میں اذان کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

واللہ مطاع ہر دو عالم لکھو سالار رسل، احمدؐ مرسل کو کہو
سرکار کا آسرا سدا ہو ہم کو سرکار کا مدح کار، اللہ صمد

ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں کہ نعت کی احتیاطیں، تقاضے اور ذمہ داریاں دوسری اصناف سخن سے کہیں زیادہ ہیں۔ جناب راغب مراد آبادی کی "مدح رسولؐ" کے مندرجہ بالا جستہ جستہ اقتباسات اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ جناب راغب مراد آبادی کو نہ صرف ان تقاضوں اور ذمہ داریوں کا احساس ہے بلکہ انہوں نے "مدح رسول" میں ان تقاضوں اور ذمہ داریوں کو نہایت خوش اسلوبی سے پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ غیر منقوط الفاظ کے محدود دائرے میں رہتے ہوئے انہوں نے جس وسعت فکر و فن کا مظاہرہ کیا وہ قابل داد بھی ہے اور حیرت انگیز بھی اور اس کی مثال بالکل ایسے ہی ہے جیسے نامور خطاط چاول کے ایک دانے پر پوری سورۃ اخلاص لکھ دیا کرتے تھے۔ یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ ان کا یہ کارنامہ اردو کی نعتیہ شاعری میں غیر منقوط نعتیہ مجموعہ کلام کی حیثیت ہی سے نہیں بلکہ پختگی فکر و فن اور سچے جذبات کے بے ساختہ اور فنکارانہ اظہار کے لحاظ سے بھی اردو ادب میں منفرد مقام کا حامل رہے گا۔

البتہ یہ کہے بغیر نہیں رہا جا سکتا کہ فکر و فن کی تمام پختگی کے باوصف جناب راغب مراد آبادی ایک معاملے میں عجز بیانی کا شکار ہو گئے۔ "مدح رسولؐ" صنعت غیر منقوط میں ہے جبکہ ان کا اپنا تخلص منقوط ہے۔ اپنے تخلص کو بے نقط کرنا ان کے بس کی بات نہیں تھی اور "راغب" کو بغیر نقطوں کے "راعب" لکھنے سے مسئلہ حل ہونے کی بجائے اور الجھ جانے کا امکان تھا، اس لئے انہوں نے بہ امر مجبوری اس نعتیہ مجموعہ کی ۳۷ نعتوں اور دو رباعیوں میں انہوں نے مقطع میں "راغب" تخلص استعمال کیا ہے۔ وہ چاہتے تو ذرا سی کاوش سے اپنے تخلص کی جگہ کوئی اور غیر منقوط لفظ لا سکتے تھے۔ مثلاً"۔

آسرا دل کو رہا راغب رسول اللہ کا مصدر رحم و کرم، علم و حکم، صلح و سلام

مقطع کے مصرع ثانی کو بڑی آسانی کے ساتھ ذرا سے تصرف سے یوں کیا جا سکتا تھا۔

آسرا دل کو رہا ہر دم رسول اللہ کا

اور یوں بھی کہا جا سکتا تھا۔

آسرا دل کو رہا دائم رسول اللہ کا

اسی طرح ذیل کی رباعی ملاحظہ ہو۔

احکام رسول، اصل حصار اسلام اصلاح ہر امر دہر، کار اسلام
کر دل کو مدام کام۔ گار اسلام ہو عامل ہر حکم محمدؐ راغب

اس رباعی کے تیسرے مصرعے کو بڑی آسانی سے یوں لکھا جا سکتا تھا۔

ہو عامل ہر حکم محمدؐ مسلم !

اور کچھ ایسے ہی مناسب غیر منقوط الفاظ باقی ان جگہوں پر لائے جا سکتے تھے جہاں جناب راغب مراد آبادی نے اپنا تخلص استعمال کیا ہے بلکہ ایک لفظ "مسلم" ہی کے استعمال سے سارا مسئلہ حل ہو سکتا تھا۔ یہ بات اس مجموعہ کلام میں بری طرح کھٹکتی ہے کاش راغب ذات کے خول سے نکل کر تخلص کی قربانی دے دیتے تو مجموعہ واقعی صنعت غیر منقوط میں ہوتا۔ بہرحال مجبوری کے اس فنی سقم کے باوجود "مدح رسول" کی شاعری پر کوئی حرف نہیں آتا۔

"محمدؐ ہی محمدؐ" ----- سید امین علی شاہ نقوی

راغب مراد آبادی کا غیر منقوط نعتیہ مجموعہ کلام "مدح رسول" ۱۹۸۳ء میں اشاعت پذیر ہوا تھا۔ اس کے حرف دو سال بعد یعنی ۱۹۸۵ء میں باب اسدیٔ فیض آباد' فیصل آباد سے صاحبزادہ سید محمد امین علی شاہ نقوی کا غیر منقوط نعتیہ مجموعہ کلام "محمدؐ ہی محمدؐ" کے نام سے شائع ہوا۔ ۱۸ × ۲۲ سائز کے ۲۴۰ صفحات کے اس غیر منقوط مجموعہ کلام میں چار زبانوں یعنی عربی' فارسی' اردو اور پنجابی میں ۱۱۳ منظومات اور ۱۹ قطعات ہیں جنہیں "الاہدا" "حمد" "دعا" "مدح رسول" "آل محمد" "عسکر اسلام" "عالم اسلام سے کلام" "محمد مکی" "مے کدہ" اور "گلہائے معطر" کے ذیلی عنوانات کے تحت ترتیب دیا گیا ہے۔ حمد' نعت اور مناقب پر مشتمل ۱۱۳ نظموں کے علاوہ "گلہائے معطر" کے تحت جو ۱۹ قطعات درج ہیں وہ بھی نعتیہ قطعات ہی ہیں۔ اس طرح "محمدؐ ہی محمدؐ" نعتیہ غیر منقوط شاعری کا ایسا مجموعہ کلام بن گیا ہے جو کمیت یعنی مقدار کے لحاظ سے اپنے پیش رو یعنی جناب راغب مراد آبادی کے نعتیہ غیر منقوط مجموعہ کلام "مدح رسول" سے کم و بیش دوگنا ہے۔ رہی کیفیت یعنی معیار کی بات' سو وہ ہم آگے چل کر کریں گے۔

جناب راغب مراد آبادی نے "نون غنہ" اور "یائے" معروف و مجہول کو اپنے کلام میں برتنے سے گریز کرتے ہوئے اپنے آپ کو صرف ۱۷ مسلمہ غیر منقوط حروف تہجی کے محدود و مختصر دائرے میں رہ کر ثنا خوانی رسولؐ مقبول کا فریضہ ادا کیا تھا مگر جناب سید محمد امین نقوی نے جن غیر منقوط حروف تہجی سے اپنے کلام میں استفادہ کیا ہے ان میں نون غنہ اور یائے معروف و مجہول بھی شامل ہیں۔ اس طرح ان کو جناب راغب مراد آبادی کے مقابلے میں قدرے سہولت تو میسر آگئی ہے مگر جب ہم یہ دیکھتے ہیں جناب سید محمد امین علی نقوی کے اس غیر منقوط نعتیہ مجموعہ کلام کی تمام منظومات ۱۵ جنوری ۱۹۸۵ء تا ۱۵ فروری ۱۹۸۵ء یعنی صرف ایک ماہ کے قلیل عرصے میں کہی گئی ہیں تو جناب سید محمد امین علی نقوی کی قادر الکلامی کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ محبوب خالق کائنات کی مدح سرائی کا شرف نہ تو وسعت مطالعہ پر موقوف ہے اور نہ کثرت مشق و تجربہ پر منحصر ہے بلکہ یہ ان کی عطا ہے اور ان کا کرم اور اس کے بغیر کوئی بات نہیں بنتی۔

جناب صاحبزادہ سید محمد امین علی نقوی خطیب بھی رہے ہیں اور مناظر بھی' درس و تدریس میں بھی ممتاز ہوئے ہیں اور مذہبی سکالر بھی کہلاتے ہیں' صوفی بھی ہیں اور پیر بھی مگر ان کی یہ ساری حیثیتیں مداح رسولؐ کی حیثیت میں ضم ہو گئی ہیں۔ ان کے عشق رسالتؐ کے گداز کا اندازہ' ایک اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اپنے زمانہ طالب علمی میں جبکہ ان کی عمر صرف ۲۳ برس تھی' انہوں نے "قصیدہ امینیہ" کے عنوان سے عربی میں نعتیہ قصائد پر مشتمل ایک شعری مجموعہ تصنیف کر ڈالا تھا۔ اب ایک طویل عرصے کی خاموشی کے بعد انہوں نے "محمدؐ ہی محمدؐ" کے نام سے غیر منقوط نعتوں پر مشتمل جو مجموعہ

کلام پیش کیا ہے' وہ اگرچہ راغب مراد آبادی کے غیر منقوط نعتیہ مجموعہ کلام "مدح رسول" کے بعد غیر منقوط نعتیہ مجموعہ کلام شمار ہوتا ہے مگر اس لحاظ سے یقیناً" منفرد اور بے نظیر ہے کہ اس میں جناب سید محمد امین علی نقوی نے اردو' پنجابی' عربی اور فارسی یعنی چار زبانوں میں غیر منقوط نعتیں کہی ہیں۔ بلاشبہ یہ سعادت اسلامی تاریخ میں اور کہیں نہیں ملتی ۔

این سعادت بزور بازو نیست　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

جیسے کہ "مدح رسولؐ" کے ضمن میں بات ہو چکی ہے' نثر اور نظم زبان کے الگ الگ شعبے ہیں۔ نثر میں بات آسانی سے ادا ہو جاتی ہے لیکن جب ایک شاعر نظم میں اظہار خیال کرنا چاہے اور پھر اس کے لئے یہ التزام بھی کرے کہ اس کے کلام میں نقطوں والے حروف نہیں آئیں گے تو بات کہنا آسان نہیں رہ جاتا اور نعت گوئی کے حوالے سے تو بات اور بھی مشکل ہو جاتی ہے کیونکہ نعت گوئی بظاہر آسان نظر آتی ہے لیکن حقیقتاً" اس سنت کبریائی پر عمل پیرا ہونا تلوار کی تیز دھار پر چلنے کے مترادف ہے مگر جناب سید محمد امین علی نقوی کو عشق رسالتؐ کے طفیل یہ توفیق بھی ارزانی ہوئی ہے کہ غیر منقوط ہونے کے باوجود اشعار کے غیر منقوط ہونے کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ الفاظ و تراکیب ہیں کہ مدحت سرکارؐ کا شرف حاصل کرنے کی خاطر سر کے بل چلتے ہوئے آ رہے ہیں اور دل کی بات محبت کے رنگ میں اور عقیدت کی ترنگ میں ایسی بے ساختگی سے کہی گئی ہے کہ ایک بہتی ہوئی ندی اور نغمہ سرائی کرتی ہوئی آبشار کا گمان ہوتا ہے۔ از اول تا آخر ہم کہیں بھی دیکھیں' زبان و بیان کے عجز کا احساس تک نہیں ہوتا۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں ۔

محمدؐ سرور ہر دو سرا ہے　　محمدؐ مصدر علم و عطا ہے

محمد عالم راہ ھدیٰ ہے　　محمد حاکم اولاد آدم

اللہ ہے اور اس کا محمدؐ رسول ہے　　مسلم کے دل کا مدعا اور اس کی ہر مراد

کہ اس کی ہر ادا ہے اس کے مولیٰ کی اداؤں سے　　رہا ہے اور رہے گا اک اسی سرکار کا کلمہ

بات حقیقتاً" وہی ہے جو اس سے پہلے کہی جا چکی ہے کہ ایک مسلمان کی زندگی کا سب سے بڑا سرمایہ محبت کا وہ شدید جذبہ ہے جو اسے سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ وابستہ کرتا ہے۔ یہی جذبہ ایک طرف حضورؐ کے اسوہ حسنہ کی تقلید پر ابھارتا ہے تو دوسری طرف مدح و ثنائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں اظہار پذیر ہوتا ہے۔ جناب سید محمد امین علی شاہ کی ذات میں دونوں رنگ جمع ہو گئے ہیں۔ ایک طرف ان کی ذاتی زندگی فقر و درویشی اور قناعت و استغنا کا مرقع ہے' دوسری طرف وہ "محمدؐ ہی محمدؐ" کی صورت میں غیر منقوط نعتوں کا ایسا مرقع دلدادگان ادب کے سامنے لائے ہیں جو کئی اعتبار سے اردو ادب میں بے نظیر ہے۔ اگرچہ درست ہے کہ صنعت غیر منقوط کی وسیع

پابندیوں اور مجبوریوں میں جکڑا ہوا شاعر، شعری معنویت کا معیار برقرار نہیں رکھ سکتا اور اس کی نظر معانی سے زیادہ الفاظ پر مرکوز ہوتی ہے مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ پابندیاں اور مجبوریاں جناب سید محمد امین علی نقوی کے اشب تخئیل اور رہوار قلم کے پیروں کی زنجیریں نہیں بن سکیں۔ صنعت غیر منقوط کی بے پناہ مشکلوں اور مجبوریوں کے باوجود یہ جناب سید محمد امین علی نقوی کی قادر الکلامی کا اعجاز ہے کہ اس مجموعے میں بہت سے انتہائی خوب صورت، بلند پایہ، شگفتہ اور رواں دواں شعر پڑھنے کو ملتے ہیں۔

ہم کو ہے سارے وسائل کی کمی　　اس کی لامحدود ہے ہر اک عطا

امام ملک اماں لا الہ الا اللہ　　کلام اہل لساں لا الہ الا اللہ
اسی سے ہر دل عالم کو ہے سرور و سکوں　　مہک اٹھا ہے سماں لا الہ الا اللہ
لوائے راہ اماں لا الہ الا اللہ　　دل عدو کو گراں لا الہ الا اللہ
عطائے دہر، ولائے رسل، دعائے امم　　سوائے اس کے کہاں لا الہ الا اللہ
اسی کا اسم گرامی ہے درد دل کی دوا　　عطا کا کوہ گراں لا الہ الا اللہ

رہ اسلام کا عامل رہوں، اور　　مروں سرکار کی مہر و ولا سے
رہے دل والہ روئے محمدؐ　　سدا عاری رہوں حرص و ہوا سے

محمد طاہر، اطہر اور مطہر　　محمد کامگار ہر دعا ہے

سرور و مولائے کل، مہر رسل　　ہادی ہر دور ہے اس کا کلام

کلام محمدؐ، کلام الہ ہے　　کہو ہر درود و سلام اللہ، اللہ

کلام الہ ہے کلام محمدؐ　　حسام الہ ہے حسام محمدؐ

ہے عالم کا سرور محمدؐ محمدؐ مکارم کا مصدر محمدؐ محمدؐ

محمدؐ ہی مولیٰ کی صمصام ہے محمدؐ ہی سالار اسلام ہے

محمدؐ ہے کمال لی مع اللہ محمدؐ ہے رسولوں کا دلارا

دے کر کمال حوصلہ ہر آدمی کو اور اس کے دکھوں کے واسطے کوئی دوا کرو

جناب سید محمد امین علی نقوی کی قادر الکلامی کی ایک جھلک قارئین کو دکھانے کی غرض سے ذیل میں ان کی ایک نعت درج کی جاتی ہے ۔

رہے گی اسم احمد کی دہائی مسلم ہے اسی در کی گدائی
کرو لوگو لساں اور دل سے ہر دم اسی کے اسم اعلیٰ کی کمائی
رہو اس کے، مرو اس در کے ہو کر ملے گی سارے دردوں سے رہائی
کرم کر، اے مرے مولیٰ کرم کر! ملے ہم کو اسی در کی رسائی
الٰہی سرور عالم کے دل کو گوارا ہو "علی" کی ہر لکھائی

جیسے کہ اس نعت کے مقطع سے واضح ہے، جناب سید محمد امین علی شاہ نقوی نے اس نعتیہ مجموعہ میں اپنا تخلص نقوی نہیں بلکہ "علی" استعمال کیا ہے اور اس طرح وہ اس اوگھٹ گھاٹی سے باسانی گزر گئے ہیں جسے عبور کرنے میں جناب راغب مراد آبادی ناکام رہے تھے۔ اس طرح اگرچہ جناب راغب مراد آبادی کا غیر منقوط نعتیہ مجموعہ "مدح رسولؐ" زمانی اعتبار سے بلاشک و شبہ پہلے شائع ہوا ہے مگر اس میں ان کے منقوط تخلص کے استعمال نے اس کو صد فی صد غیر منقوط نہیں رہنے دیا۔ اس لحاظ سے صد فی صد غیر منقوط نعتیہ مجموعہ کلام ہونے کا شرف اگر کسی کے حصے میں آتا ہے یا آ سکتا ہے تو وہ جناب سید محمد امین علی شاہ نقوی کا غیر منقوط نعتیہ مجموعہ کلام "محمدؐ ہی محمدؐ" ہے جس میں اردو کے علاوہ عربی، فارسی اور پنجابی کی غیر منقوط نعتیں بھی موجود ہیں۔

محمدؐ رسول اللہ ------ سید امین علی شاہ نقوی

جناب سید محمد امین علی شاہ نقوی محض "محمدؐ ہی محمدؐ" لکھ کر نہیں بیٹھ رہے، بلکہ اس کے بعد انہوں نے "محمدؐ رسول اللہ" کی صورت میں دنیائے نعت گوئی میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے۔ ۱۶۲ صفحات کا مجموعہ کلام جو غیر منقوط اور عربی زبان

میں ہے۔ ۳۳ منظومات' ۳۱۳ اشعار' ۱۲ حمدوں اور ۲۱ نعتوں پر مشتمل ہے۔ یہ مجموعہ کلام اکتوبر ۱۹۸۹ء میں بزم باب الہدیٰ' فیصل آباد نے شائع کیا ہے۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے' "محمدؐ ہی محمدؐ" کے غیر منقوط نعتیہ کلام کو ذہن سے قرطاس پر منتقل ہونے میں صرف ایک ماہ کا عرصہ لگا تھا۔ یہ بات اپنی جگہ ادبی دنیا میں ایک ریکارڈ کی حیثیت رکھتی ہے مگر "محمد رسول اللہ" کی صورت میں عربی زبان میں غیر منقوط نعتیہ کلام کہتے ہوئے جناب سید محمد امین علی شاہ نقوی نے اپنے ہی قائم کردہ پہلے ریکارڈ کو توڑ کر اس لحاظ سے ایک نیا ریکارڈ قائم کر دیا ہے کہ "محمد رسول اللہ" کی صورت میں غیر منقوط عربی نعتیہ کلام کی یہ کاوش صرف ۲۱ روزہ کاوش ہے۔ یقیناً" یہ رب کائنات کا کرم اور محبوب رب کائنات' نبی خاتم' سید اولاد آدم' رحمت ہر دو عالم' رسول محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان ہے کہ جناب سید محمد امین علی شاہ نقوی محض ۲۱ دن میں یہ کارنامہ انجام دینے میں کامیاب ہوئے۔

اردو میں غیر منقوط حروف تہجی ---- جیسا کہ شروع میں مذکور ہوا ---- صرف ستره اور بشمار نون غنہ' یائے معروف و مجہول بیس (۲۰) ہیں مگر عربی میں یہ تعداد چودہ اور بشمول ی صرف پندرہ ہے یعنی۔ ا' ح' د' ر' س' ص' ط' ع' ک' ل' م' و' ہ' ء اور ی۔ اس لحاظ سے عربی میں غیر منقوط شاعری اور وہ بھی نعتیہ شاعری کے لئے شاعر کا دامن اور بھی تنگ ہو جاتا ہے۔ مگر یہ تنگ دامانی جناب سید محمد امین علی شاہ نقوی کے راستے کا پتھر نہیں بنی۔ شہنشاہ اکبر کے وزیر فیضی نے فارسی زبان میں "سواطع الالہام" کے نام سے جو غیر منقوط تفسیر لکھی تھی' وہ نہایت مغلق اور دقیق ہونے کی وجہ سے غیر مانوس الفاظ' اجنبی کلمات اور خلاف محاورہ عبارات سے بھری پڑی ہے مگر جناب سید محمد امین علی شاہ کی غیر منقوط عربی نعتوں کے مجموعہ "محمد رسول اللہ" کی بات ہی کچھ اور ہے ----- فیضی دربار اکبری کا وزیر تھا جبکہ جناب سید محمد امین علی شاہ نقوی دربار حیدری کے فقیر ہیں ---- چنانچہ مشکل کشاؑ کے دربار کے فقیر کے لئے کوئی مشکل' مشکل رہ ہی نہیں جاتی۔ بقول غضنفر نقوی ۔

مشکل کشا سے ہے ہمیں نسبت عظیم تر مشکل کا نام لو نہ "غضنفر" کے سامنے

"محمد رسول اللہ" پندرہ صدیوں میں پندرہ حروف تہجی پر مشتمل حمد و نعت کے حوالے سے عربی ادب کی اول اور واحد کتاب ہے جس کے کسی حرف پر کوئی نقطہ نہیں ---- اور کتاب بھی ایسی جو صرف ۲۱ روز کی کاوش فکر کے نتیجے میں منصہ شہود پر آئی ہے۔ "محمدؐ ہی محمدؐ" کی نعتوں کی طرح "محمد رسول اللہ" کی یہ عربی نعتیں بھی غیر منقوط ہونے کے باوجود ایسی سلیس اور رواں دواں ہیں کہ کہیں اشعار کے غیر منقوط ہونے کا احساس نہیں ہوتا ۔

اللہ' مودود الوریٰ ولہ الہدیٰ ولہ العلی
احد و صمد واسع حکم و ملک للعطا

الحمد اللہ الاحد مولی العوا لم و الصمد
حی وما ھو والد ولاحد عصر ما ولد

رسول الله محمود مدام ولله سلام معمار همام
رسول الله معصوم امام حصار محکم وله الدوام

یہ صرف ایک حمد اور ایک نعت سے دو دو شعر بطور نمونہ دیے گئے ہیں جو ہمارے اس تاثر کی تائید کرنے کے لئے کافی ہیں کہ سلاست اور روانی کے غیر معمولی وصف کے باعث جناب سید محمد امین علی شاہ نقوی کے غیر منقوط اشعار کو پڑھتے ہوئے ان کے غیر منقوط ہونے کا احساس تک نہیں ہوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ سید محمد امین علی شاہ نقوی کی قادر الکلامی ایک اعجاز سے کم نہیں ----- ایسا اعجاز جو اللہ کا احسان اور اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان ہے۔ ان کے ہاں تخیل کی فراوانی اور مضامین کی ارزانی ہے۔ مضامین ہیں کہ پرے کے پرے بندھے چلے آتے ہیں اور ان کے اظہار کے لئے الفاظ و تراکیب اور وہ بھی غیر منقوط، مدحت سرکار دو عالمؐ کا شرف حاصل کرنے کی خاطر ہاتھ باندھے سر کے بل چلے آرہے ہیں اور جناب سید محمد امین علی شاہ نقوی کا اشب تخیل انہیں لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہو جاتا ہے۔

دراصل جس شخص کا سینہ عشق الٰہی سے سرشار ہو اور جو فنافی الرسول ہو کر آستانہ رسالت مابؐ میں پر کھڑا مدح سرائی میں مصروف ہو، اسے الفاظ کی تلاش و جستجو کی ضرورت نہیں ہوتی۔ الفاظ بارگاہ نبوی میں حاضری کی سعادت حاصل کرنے کی خاطر خود بخود کھنچے چلے آتے ہیں اور اظہار مدعا کے لئے بے ساختہ بلکہ بصد شوق زبان قلم پر یہ کہتے ہوئے چلے آتے ہیں کہ یہ سعادت ہمیں ملنی چاہئے کہ آپ کے ماضی الضمیر کو بارگاہ رسالت مابؐ میں پیش کریں۔ ایسے الفاظ میں مسابقت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور جان دار الفاظ شاعر کے ذہن پر قبضہ جما لیتے ہیں۔

جناب سید محمد امین علی شاہ کے ہاں یہی کیفیت ہے۔ انہیں غیر منقوط الفاظ کی تلاش و جستجو نہیں کرنی پڑتی۔ ان کے ہاں غیر منقوط الفاظ کا ذخیرہ اتنا وافر معلوم ہوتا ہے کہ کہیں بھی انہیں مشکل سے دو چار ہونا نہیں پڑتا۔ ایک طرف تو ان کی نعتوں میں عقیدت کے جذبات اور ارادت و محبت کے ارمان مچلتے نظر آتے ہیں، دوسری طرف کوئی زائد، اجنبی، نامانوس یا محض بھرتی کا لفظ محسوس نہیں ہوتا بلکہ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ہر لفظ اپنے اپنے مقام پر نگینے کی طرح یوں جڑا ہے جیسے وہ اپنے مخصوص انداز کے ساتھ اسی مقصد کے لئے وضع ہوا تھا جس کے لئے اسے استعمال کیا گیا ہے۔

جناب سید محمد امین علی شاہ نقوی آل رسولؐ ہونے کے لحاظ سے عربی النسل ضرور ہیں مگر عربی ان کی مادری زبان بہرحال نہیں ہے۔ اس لحاظ سے ان کا غیر منقوط عربی نعتیہ کلام، "محمدؐ رسول اللہ" نہ صرف نعت گوئی کے حوالے سے غیر منقوط نعتیہ شاعری میں ایک اہم مقام کا حامل ہے بلکہ اس لحاظ سے بھی عربی ادب میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے کہ یہ عربی ادب کی اول اور واحد کتاب ہے جس میں کوئی نقطہ استعمال نہیں ہوا۔

"حسن محمدؐ" ----- سید محمد امین علی شاہ نقوی

جناب سید محمد امین علی شاہ نقوی نے "محمدؐ ہی محمدؐ" اور "محمد رسول اللہ" کے دو غیر منقوط نعتیہ شاعری کے مجموعوں کے بعد دلدادگان ادب کی خدمت میں "حسن محمدؐ" کے عنوان سے نعتیہ شاعری کا جو تیسرا گلدستہ پیش کیا ہے۔ اس میں انہوں نے حروف تہجی کے پہلے حرف یعنی "الف" کو اپنی کاوش کے دائرے سے باہر رکھا ہے اور اس لحاظ سے یہ نعتیہ مجموعہ اردو ادب

کی تاریخ میں پہلی کتاب ہے جس میں حرف الف کہیں استعمال نہیں ہوا۔

۱۲۸ صفحات کا یہ نادر روزگار نعتیہ مجموعہ کلام جو سید محمد امین علی شاہ نقوی کی محض ۳۰ دنوں کی کاوش کا ثمر ہے، ۱۹۹۲ء میں آستانہ عالیہ باب الھدیٰ فیصل آباد سے شائع ہوا ہے۔ اس میں ۲ حمدیں، ۳۹ نعتیں، ۱۶ مناقب، ۹ خطابیہ نعتیں، ۴۰ قطعات اور "وحدت ملت" کے عنوان سے ۱۵ بند (۳۰ شعر) کی ایک نظم شامل ہے۔ ایک صفحہ کی نذر عقیدت اور ۳ صفحات کے پیش لفظ کی نثر میں بھی جناب سید محمد امین علی شاہ نے الف کو چھوڑ کر لکھنے کا التزام قائم رکھا ہے اور انہیں داد سخن دیتے ہوئے جناب صائم چشتی نے جو تقریظ منظوم لکھی ہے، اس کے دس کے دس شعروں میں بھی کہیں الف استعمال نہیں ہوا۔ اس طرح گو یہ نعتیہ مجموعہ براہ راست غیر منقوط نعتیہ شاعری کے ضمن میں نہیں آتا لیکن حروف تہجی کے پہلے اور کثیر الاستعمال حرف الف کو چھوڑ کر نعتیہ شاعری کرنے کی کاوش ایسی منفرد کاوش ہے کہ غیر منقوط نعتیہ شاعری کا جائزہ لیتے ہوئے اس نعتیہ مجموعے سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سید محمد امین علی شاہ نقوی اپنی اس کاوش کا جواز پیش کرتے ہوئے پیش لفظ میں رقم طراز ہیں ----- "کسی شخص نے صنعت غیر منقوط و جملہ علوم کے موجد حضرت علی سلم ربہ علیہ سے عرض کی تھی کہ حضور کوئی تحریر و تقریر نہ تو نقطوں کے بغیر ہو سکتی نہ حروف تہجی کے پہلے حرف کے بغیر ممکن۔ سخن مذکور سن کر حضرت علی سلم ربہ علیہ نے منبر شریف پر جلوہ گر ہو کر تین خطبے دیئے جن میں پہلے دو خطبے تو غیر منقوط تھے، تیسرے خطبے کے جملہ کلمے حروف تہجی کے پہلے حرف سے مجرد تھے۔ پھر مجھے یہ فکر ہوئی کہ میں حضرت علیؓ کی پیروی میں ان کی علمی سنت و فکری صنعت کی مزید سے مزید ترویج و تشہیر کروں۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے دو مجموعے صنعت غیر منقوط میں تحریر کئے، پھر تیسرے مجموعے کو حروف تہجی کے پہلے حرف کے بغیر لکھنے کی سعی و کوشش کی ہے۔"

جناب سید محمد امین علی شاہ نقوی اپنی اس سعی و کوشش میں یقیناً کامیاب و کامران رہے ہیں۔ انہوں نے تو اپنے دونوں غیر منقوط مجموعوں میں سلاست اور روانی کو قائم رکھا تھا اور یہاں تو بات ہی کچھ اور ہے۔ ذرا دیکھئے تو سہی کہ الف کے بغیر بھی ان کا قلم کس طرح الف کی طرح رواں دواں ہے ۔

رب کعبہ ہر جگہ موجود ہے	بزم ہستی کے لئے معبود ہے
وہ زمین پر ہے، فلک پر ہے وہی	عرش و کرسی میں وہی مشہود ہے
حمد کرتے ہیں نجوم و مہر و مہ	سب کی وہ منزل، وہی مقصود ہے

نہیں فردوس کی مجھ کو ضرورت	مری فردوس ہے کوئے محمدؐ
ملوک دہر کی سب نعمتوں سے	ہے بڑھ کر قیمت موئے محمدؐ

محمدؐ سے محبوب رب صمد محمدؐ ہیں فضل و کرم کی سند
محمدؐ کی رحمت ہے کونین پر نہیں ہے محمدؐ کی بخشش کی حد

محمدؐ کی محبت مرد مومن کی ضرورت ہے محمدؐ کی محبت' دین و ملت کی حقیقت ہے

عشق و مستی کے سکندر حضرت صدیقؓ ہیں مرکز دین پیمبر' حضرت صدیقؓ ہیں

محمدؐ کے محبوب حضرت عمرؓ ہیں محمدؐ سے منسوب حضرت عمرؓ ہیں
مری عمر' عمر عمرؓ پر تصدق مرے دل پہ مکتوب حضرت عمرؓ ہیں

محمدؐ کے ولی حضرت غنیؓ ہیں محبت کے سخی حضرت غنیؓ ہیں
دل "نقوی" ہے جن کے دم سے روشن وہ حق کی روشنی حضرت غنیؓ ہیں

دین و ملت کے سکندر ہیں علیؓ علم و حکمت کے سمندر ہیں علیؓ
ہے یہ "نقوی" بندہ پیر نجف میرے مرشد' میرے دلبر ہیں علیؓ

چلو لوگو محمدؐ کے مدینے مدینے میں ہیں رحمت کے خزینے
نبیؐ کے شہر طیبہ سے ملیں گے رہ توحید و سنت کے نگینے

محمدؐ ہیں مقصود رب فلک رہے گی نہ ہرگز کبھی کچھ کسک

حقیقت ہے یہ کہ محمدؐ نبی نہ سنی تھے ہرگز نہ شیعہ کبھی

محمدؐ نبی کی کرو پیروی مرے دوستو' صدق دل سے سبھی

مندرجہ بالا اشعار جو جستہ جستہ نمونے کے طور پر دیے گئے ہیں' خود اپنی سلاست اور روانی کی دلیل ہیں۔ انہیں پڑھتے ہوئے نہ تو کہیں زبان اٹکتی ہے اور نہ حروف تہجی کے پہلے حرف الف کی عدم موجودگی کا احساس ہوتا ہے بلکہ روحانی غذا اور ادبی ذوق کی تسکین دونوں بیک وقت پڑھنے والے کے حصے میں آتی ہیں۔

جناب سید محمد امین علی شاہ نقوی نے حضرت علیؓ کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے دو غیر منقوط نعتیہ مجموعے اور ایک نعتیہ مجموعہ حروف تہجی کے پہلے حرف الف کو چھوڑ کر لکھا ہے' اس کے بعد اگر وہ ایک لفظ بھی نہ لکھیں تب بھی یہ تینوں نعتیہ مجموعے انہیں شہرت عام اور بقائے دوام عطا کرنے کے لئے کافی ہیں مگر جناب سید محمد امین علی شاہ نقوی نے اپنی شاعری کو شہرت کا ذریعہ نہیں' عظمت کا وسیلہ بنایا ہے۔ پھر انہوں نے اپنے لئے موضوع ہی ایسا منتخب کر رکھا ہے کہ اس میں بہت کچھ کہنے کے باوجود انسان کچھ نہیں کہہ پاتا اور کچھ نہ کہہ کر بھی بہت کچھ کہہ جاتا ہے۔

بندہ نے کہا' خواجہ نے سنا' لب تک نہ ہلے' سر تک نہ اٹھا
کیا جانیے عاشق کی باتیں' کہتا بھی ہے اور کہتا بھی نہیں
(محمد حسین آسی)

ایسے میں بہت کچھ کہا ہوا بھی تھوڑا لگتا ہے اور مزید کچھ کہنے کی خواہش اور تمنا بدستور رہتی ہے۔ یہ جناب سید محمد امین علی شاہ نقوی پر رب کائنات کا بے پایاں کرم اور محبوب رب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت خاص ہے کہ انہیں ثنائے خواجہؐ کے ایک ایسے رنگ کے لئے چن لیا گیا ہے جو سب سے جدا اور سب سے الگ ہے۔

ان الفاظ پر ہم غیر منقوط نعتیہ شاعری کے اس جائزے کو ختم کرتے ہیں۔ دیکھیں جناب راغب مراد آبادی کی "مدح رسول" اور جناب سید محمد امین علی شاہ کی "محمدؐ ہی محمدؐ" "محمد رسول اللہ" اور "حسن محمد" کے بعد اس سلسلے کو کس مداح رسولؐ کا قلم کب' کیسے اور کہاں آگے بڑھاتا ہے؟

وصفِ جس کا ہے آئینۂ حق نما
اُس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام

احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ

نعت میں ذوق آرزو

پروفیسر محمد اقبال جاوید

وہ کونسا کاشانہ ہے جہاں آرزو نے اپنا آشیانہ نہیں بنایا۔ انسان قتیل آرزو ہے اور فطرت شہید آرزو' اقبال نے کہا تھا۔ ۔

فطرت ہستی شہید آرزو رہتی نہ ہو　　　　خوب تر پیکر کی اس کو جستجو رہتی نہ ہو

خوب سے خوب تر کی یہی آرزو' عمل تخلیق کا جوہر ہے۔ اللہ نقاش ازل اور مصور حقیقی ہے' تخلیق' محبوب کی تلاش کا دوسرا نام ہے۔ مصور کی تمام صلاحیتیں اس مکمل و اکمل پیکر کے لئے وقف رہتی ہیں جس کا خاکہ اس کے ذہن میں مچل رہا ہوتا ہے۔ اللہ' احسن الخالقین ہے اس کے پیش نظر انسان کامل تھا۔ اسی کے لئے کائنات تخلیق کی گئی اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے روپ میں مصور ازل نے اپنے کمال فن کا یوں اظہار کیا کہ اس آنکھ سے سورج ضیاء مانگتا' اس نطق سے کلیاں' چٹکنا سیکھتیں اور اس قامت زیبا سے پہاڑ سربلندی پاتے ہیں' وہ اٹھتے ہیں تو ستارے' فرش بن جاتے ہیں' وہ بیٹھتے ہیں تو فرش' عرش ہو جاتا ہے' وہ پرواز کرتے ہیں تو کائنات رک جاتی' وقت کی نبضیں تھم جاتیں اور ارض و سما کے سارے فاصلے سمٹ جاتے ہیں ---- گویا یہ آرزو ہی تھی جو پختہ تر ہو کر تصور بنی اور تصور آخری تصویر ہو گیا۔

منظور تھی یہ شکل تجلی کو نور کی　　　　قسمت کھلی ترے قد و رخ سے ظہور کی

اسی قدورخ کی توصیف کائنات بھی کرتی ہے اور خالق کائنات بھی کیونکہ وہ ذات اقدس آرزوئے جاں بھی ہے اور جان آرزو بھی اور نعت' درود و سلام کے پردے میں تمناؤں اور آرزوؤں کا ایک مترنم انسانی اظہار ہے۔ نعت فی الواقع انسانی فکر و نظر کی معراج ہے' ایک ایسی نعت ہے جو تقدس کے گرد گھومتی' محبت کے ہار پروتی اور ارادت کے آویزے تیار کرتی ہے۔ نعت گو' خدا اور اس کے فرشتوں کا ہمزباں ہوتا ہے۔ یہاں ادنی سی لغزش بھی شاعر کو حدود کفر تک لے جاتی ہے۔ نعت ایک ایسی واحد صنف سخن ہے۔ جہاں جوش' ہوش کا دامن تھام کر چلتا' جنون' شعور سے راہنمائی لیتا اور عقیدت' بصیرت کی آنکھوں سے دیکھتی ہے۔ یہاں غزل کی طرح شاعر بے لگام نہیں ہو سکتا اور نہ یہاں کوئی ایسا تخیلی پیکر ہے جو بے وفائی اور بے ادائی کا مرقع ہو اور دل پھر بھی اسے پیار کرتا ہو۔ شاعر' نعت میں جس وجود ذی جود کو اپنا مدعا و مقصود بناتا ہے وہ ایک مکمل اور معیاری محبوب ہے اس کے ہاں وفا کا جواب وفا سے دیا جاتا ہے۔ وہاں عجز و نیاز ٹھکرایا نہیں جاتا' بلکہ محبت کے آنسو موتی بن کر تلتے ہیں' کیونکہ وہاں محبت کا سلسلہ یک طرفہ نہیں اگر محب سراپا آرزو ہے تو محبوب سراپا نوازش اور یہ وہ فضا ہے جہاں وفاداری' استواری کے سانچے میں ڈھل کر ایمان ہو جاتی ہے۔ گویا نعت ایک متعین' واضح اور شفاف شخصیت کو سامنے رکھ کر کہی جاتی ہے اور شخصیت بھی وہ جس کا ہر قول اور ہر فعل حسن اخلاق و کردار کی تکمیل کا ایک لافانی مظہر ہے۔ جو مجسم قرآن ہے اور جس کی نگاہوں کی جنبش' لبوں کی ہر حرکت' انگلیوں کا ہر اشارہ اور پاؤں کا ہر نقش' تاریخ نے عظمت سمجھ کر محفوظ کر لیا ہے۔

بہر تسکیں دل نے رکھ لی ہے غنیمت جان کر وہ جو وقت ناز کچھ جنبش ترے ابرو میں تھی

الغرض نعت، اسوہ رسولؐ کا ایک دلاویز عکس ہے۔ آرزوئے دل کا بے ساختہ اظہار ہے۔ ایسی توصیف ہے جو مبالغے سے دامن بچاتی اور تاریخی سچائیوں کے ساتھ ساتھ چلتی ہے، نعت ایک مرکزی نقطہ ہے جس پر دل کی ساری محبتیں، نگاہوں کی ساری عقیدتیں، روح کی ساری لرزشیں اور قلم کی ساری ادائیں، مرتکز ہو جاتی ہیں :۔

ہر راہ پہنچتی ہے تیری چاہ کے در تک ہر حرف تمنا ترے قدموں کی صدا ہے

غور کیجئے تو زندگی اسی حرف تمنا کی تفسیر ہے۔ انسان تمنا ہی کے سہارے نیش کو نوش بناتا ہے ورنہ زندگی کٹنے اور کاٹنے کی چیز نہیں ہے۔

ترے غم نے بچا لی زندگی کی آبرو برسوں جیئے جانے کی تہمت کس سے اٹھتی، کس طرح اٹھتی

اور یہ غم، انسان کو تڑپاتا بھی ہے اور بہلاتا بھی۔ یہ غم آرزو ہی ہے جو کبھی آہ بنتا ہے، کبھی آنسو، کبھی شعلہ، کبھی شبنم، کبھی سوز، کبھی ساز، کبھی نیاز اور کبھی ناز اور یوں شبستان آرزو شاداب رہتا ہے۔

ہر ذرہ مری خاک کا ہے شوق کی دنیا ہر قطرہ مرے اشک کا طوفان تمنا

نعت کے لئے ضروری ہے کہ آرزو کا سوز، جذب کی رفعتوں کو چھو رہا ہو۔ گداز دل کے بغیر نعت لکھی ہی نہیں جا سکتی۔ یہاں آب دیدہ اور خون جگر سے وضو کرنا پڑتا ہے۔ تب یہ نماز ادا ہوتی ہے۔ گویا نعت عشق کے گرد گھومتی ہے اور عشق میں وارفتگی آ ہی نہیں سکتی جب تک اس میں تمنا کا سوز شامل نہ ہو۔

حاصل آرزو ہے کیا، سوز مدام کے سوا کاہش آرزو سہی، حاصل زندگی مگر

سوز مدام کی یہ کیفیت، ارادوں کو ولولہ، جذبوں کو مستی اور عزائم کو سربلندی عطا کرتی ہے۔ یہی سوز، بیابانوں میں آبلے لیکر چلتا اور صحراؤں میں باغبانی کی بنیاد رکھتا ہے، یہاں تک کہ گریباں کے تار، بہار کا نشان بن جاتے ہیں، سوز جنوں کی یہ کیفیت، عاشق کا فخر نہیں۔ محبوب کی عطا ہوتی ہے۔

نہ میں دیوانہ ہوں اصغر نہ مجھ میں ذوق عریانی
کوئی کھینچے لئے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

محبت کی یہی وہ چاندنی ہے جس سے منزلیں نکھرتی ہیں، خیال کی یہی لو اور یاد کی یہی، ضو، دل جنوں پسند کو موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرانا سکھاتی ہے۔

مسکراتی رہی موت پر زندگی لو لگا کر ترے پیار کی جوت سے

گویا پیار کی جوت ہی عاشق کو شعلوں میں کودنے، پہاڑوں سے ٹکرانے، سمندروں میں اترنے اور سولیوں کو چومنے کا

حوصلہ عطا کرتی ہے۔ ----- جنگ احد میں ایک صحابیؓ زخمی ہو کر گر پڑے' ان کی زندگی کا شعلہ آخری لپک لے رہا تھا کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا گزر ادھر سے ہوا۔ آپؐ نے فرمایا کوئی خواہش ہو تو بتاؤ' جاں بلب صحابیؓ نے اپنا زخمی جسم گھسیٹا اور سر حضورؐ کے قدموں پر رکھ دیا اور اپنا دم توڑتے ہوئے دامن احد کی ریت پر نعت کا مقطع اپنے خون کی سرخی سے لکھ دیا۔

منم و ہمیں تمنا کہ بوقت جاں سپردن به رخ تو دیده باشم تو درون دیده باشی

عشق و محبت کی اس دنیا میں ایک ایسا وقت بھی آتا ہے جب قیصرو کسریٰ کے جلال کو حقارت کے پاؤں کی ٹھوکر سے اڑانے والے مسلمانوں کے تمام ولولے اس ذات اکمل و احسن کے نقش پاکی تمنا میں سمٹ جاتے ہیں جس کے خرام ناز سے عرب کے ریگزاروں میں ریشم کا لوچ جاگ اٹھتا تھا۔ گویا نیاز و ناز کی اس فضا میں ایک ایسا وقت بھی آتا ہے کہ اس نقش پا کے بعد کوئی اور تمنا باقی نہیں رہتی۔

شاید اسی کا نام ہے توہین جستجو منزل کی ہو تلاش ترے نقش پا کے بعد

شوق و ذوق کی دنیا میں اس نقش پا کے تمنائی' اپنی آرزوؤں میں طرح طرح سے رنگ بھرتے رہے ہیں۔ تمنا اور آرزو کے اس لامتناہی سلسلے کا آغاز' اس ساعت سعید تک جا پہنچتا ہے۔ جب مالک حقیقی نے اس کائنات کی تخلیق کا ارادہ فرمایا کیونکہ تخلیق کائنات کا مدعا و مقصود آپؐ ہیں۔ آپؐ ہی عرش کی رفعتوں' فرش کی حقیقتوں' زمان کی وسعتوں اور مکان کی رعنائیوں کے نقش مراد ہیں۔ ظفر علی خاں کے الفاظ میں سب غایتوں کی غایت اولیٰ ہیں۔ آپؐ ہی صبح ازل کی مشعل تاباں اور شام ابد کی شمع فروزاں ہیں۔ ایک ایسی روشنی جو ضمیر کائنات میں جلوہ ریز ہے اور مفہوم و معنی کی ایک ایسی بلاغت جو ہر صورت وجود میں ضوفگن ہے ----- گویا کائنات "کن فکاں" سے گزر گئی اور خالق کائنات اس لمحے کا منتظر رہا کہ کب دین تکمیل کو چھوتا ہے۔ انتظار کا یہی وہ سوز اور آرزو کا یہی وہ گداز ہے جس کی بنا پر حضورؐ کو ہر دور میں' ہر نبی نے اور ہر الہامی کتاب نے ایک "وجود منتظر" کے روپ میں پیش کیا۔

انبیاءؑ کو تھی امام انبیاء کی آرزو کارواں کو اک امیر کارواں درکار تھا

جہاں تک نعت میں ذوق آرزو کا تعلق ہے۔ ولادت نبویؐ سے بہت پہلے تبع شاہ یمن نے یثرب پر حملہ کیا اور وہ اہل یثرب کے اخلاق و مروت سے متاثر ہو کر صلح کا متمنی ہوا۔ صلح نامہ لکھتے وقت یثرب کے ایک یہودی نے اپنی الہامی کتاب کا حوالہ دیا کہ یثرب اللہ تعالیٰ نے محفوظ کر دیا ہے کیونکہ یہ ایک قریشی نبی کی فرودگاہ بننے والا ہے۔ یہ سن کر تبع نے حضورؐ کی شان میں چند عربی شعر کہے' ان میں اس تمنا کا اظہار ملتا ہے کہ "کاش میری عمر دراز ہو جائے اور میں اس عظیم و جلیل وجود کے دور کو پالوں اور اس کا مددگار' وزیر اور ابن عم بن جاؤں" میں سمجھتا ہوں کہ قدیم صحائف کی پیش گوئیوں کے بعد تبع کے یہ اشعار' نعت میں ذوق اولین کا اظہار ہیں اس کے بعد نجران کے اسقف' قس بن ساعدہ نے بھی حضورؐ کی ولادت با سعادت سے پہلے یہ تمنا کی تھی کہ "خدا کرے جب تک قافلے اللہ کے گھر کا حج کرتے رہیں' ان پر سلام بھیجا جاتا رہے" حضورؐ کی

ولادت کے بعد جناب آمنہ کے وہ الفاظ' ذوق تمنا ہی کے ضمن میں آتے ہیں جو انہوں نے اس وقت ارشاد فرمائے جب حلیمہ سعدیہ' حضورؐ کو لے کر روانہ ہوئیں' ان اشعار کا مفہوم یوں ہے :۔

"میں اپنے بچے کو خدائے ذوالجلال کی پناہ میں دیتی ہوں۔ اس شتر سے جو
پہاڑوں پر چلتا ہے یہاں تک کہ میں اسے شتر پر سوار دیکھوں اور دیکھ لوں کہ وہ
غلاموں کے ساتھ اور درماندہ لوگوں کے ساتھ سلوک و احسان کرنے والا ہے"

اس کے بعد جناب ابو طالب نے مختلف مراحل میں حضورؐ کو تسلی دی' سرپرستی کی' تنگیوں' تلخیوں اور سختیوں کے دور میں حضورؐ کی حفاظت کی اور ان کے مشن کی مکمل کامیابی کی دعا فرمائی۔ ان کے اشعار کا مفہوم یوں ہے۔

"خدا کی قسم وہ اپنی جمعیت کے ساتھ تجھ تک ہرگز نہیں پہنچ سکتے
جب تک مجھے دفن کر کے مٹی میں ٹیک لگا کر لٹا نہ دیا جائے۔ تو اپنا
کام کیے جا۔ تجھ پر کسی قسم کی تنگی نہیں اور خوش رہ اور اس کام
کے ساتھ اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیے جا"

عرب بنیادی طور پر فصیح و بلیغ تھے۔ ان کی طلاقت لسانی اور ذوق اظہار مسلم تھا۔ آغاز اسلام میں جب زبان و بیان کے میدان میں بھی حضورؐ کی مخالفت شدت اختیار کر گئی تو ایک دن آپؐ نے صحابہ کرامؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا "مخالف شعرا کی ہرزہ سرائیاں حد سے بڑھتی جا رہی ہیں۔ تم لوگوں نے تلوار سے تو میری مدد کی ہے کیا کوئی ایسا بھی ہے جو زبان سے میری مدد کرے" اس پر حسانؓ اٹھے اور خود کو اس خدمت کے لئے پیش کیا' حضورؐ نے فرمایا "ان میں کچھ لوگ میرے قبیلے قریش سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے خلاف بھلا کس انداز سے کہو گے۔" حضرت حسانؓ نے کہا "میں آپؐ کو ان میں سے یوں الگ کر لوں گا جیسے گندھے ہوئے آٹے میں سے بال کو کھینچ کر نکال لیا جاتا ہے" ----- گویا نعت کی ترغیب خود حضورؐ نے دی اور حضورؐ کے ایماء پر جس شاعری نے جنم لیا۔ وہ شعوری طور پر مخالفین کے معاندانہ اشعار کا جواب اور لاشعوری طور پر حضورؐ کے ثنا کے سانچے میں ڈھل کر نعت بنتی چلی گئی۔ چنانچہ حضورؐ کا مشن کامیاب ہوا' اسلام پھلا پھولا' دین تکمیل کو پہنچا اور حضورؐ کا آخری وقت آ گیا۔ آپؐ کی وفات پر اعزہ' احباب اور امت مسلمہ پر درد و غم کے بادل چھا گئے۔ جناب فاطمہؓ کا نوحہ' جناب علیؓ کے تاثرات اور جناب ابوبکرؓ کے حزن و غم میں ڈوبے ہوئے اشعار' نعت بھی ہیں اور مرثیہ بھی۔ جناب ابوبکرؓ نے اس اندوہناک موقع پر اپنی تمنا کا یوں اظہار فرمایا تھا۔

"کاش' موت آتی تو ہم سب کو ایک ساتھ آتی' آخر ہم سب اس
زندگی میں بھی ساتھ ہی تھے"

یار غار کی یہ وہ تمنا ہے جس پر محبت و عقیدت کی تاریخ ناز کرتی رہے گی۔

جناب علیؓ نے حضورؐ کو آخری غسل دیا اور کفن پہنانے کے بعد غم کی اتھاہ گہرائیوں میں اتر گئے اور آپؓ کی زبان سے اشعار کا آبشار بہہ نکلا اور آپؓ نے اپنے دل کی ہیجان خیز تمناؤں کو اس شعر میں سمو دیا۔۔

و فی کل وقت للصلوۃ یھیجہ بلال و یدعوا با سمہ کلما دعا

(اور ہر نماز کے وقت بلالؓ ایک نیا ہیجان پیدا کر دیتے ہیں جب کہ وہ ان کا نام لیکر پکارتے ہیں)

عالم فراق میں ذکر محبوب سے کو کیفیت کسی عاشق پر گزرتی ہے اس کا اندازہ کوئی دل درد مند ہی کر سکتا ہے۔

حضورؐ کی زندگی میں نعت گو حضورؐ کی تعریف و توصیف کے ساتھ ساتھ، کفار کی نامرادی، حضورؐ کی سلامتی اور دین اسلام کے فوز و فلاح کے آرزو مند رہے۔ گویا اس دور کی نعت کا مزاج تبلیغی اور تحریکی ہے۔ حضورؐ کی وفات پر آرزو میں سوز و تپش پیدا ہوئی اور فراق کی تڑپ نے نعت کو اضطراب کی ایک دنیا عطا کی۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا۔ یادیں گہری ہوتی چلی گئیں اور سوز، گداز کے سانچے میں ڈھل گیا۔ نتیجہ معلوم کہ شاعر صبا کے دوش پر جذبات کا خلوص، آنسوؤں کا نم، فراق کا التہاب اور دید کی تمنائیں بھیجتے رہے کہ صبا پیک دور افتادگاں کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس ضمن میں سب سے پہلے ہماری نظر امام زین العابدینؓ کی ایک ایسی نعت پر پڑتی ہے جس میں زخمی جگر کی ٹیسیں اور درد مند دل کی کیفیتیں نمایاں ہیں۔ چند اشعار دیکھئے

ان نلت یا روح الصبا یوم الی ارض الحرم بلغ سلامی روضتہ فیھا النبی المحترم

(اے باد صبا اگر تیرا گزر سرزمین حرم تک ہو تو میرا سلام اس روضہ کو پہنچا جس میں نبیؐ محترم تشریف فرما ہیں):

اکبادنا مجروحتہ من سف اھجر المصطفیؐ طوبی لاھل بلدۃ فیھا النبیؐ المحتشم

(ہمارے جگر زخمی ہیں فراق مصطفےٰ کی تلوار سے۔ خوش نصیبی اس شہر کے لوگوں کی ہے جس میں نبیؐ محتشم ہیں)۔

یا لیتنی کنت کمن یتبع نبیا عالما یوم ولیک دائما وارزق کنالی بالکرم

(کاش میں اس کی طرح ہوتا جو نبی کی پیروی علم کے ساتھ کرتا ہے، دن رات ہمیشہ (اے خدا) یہی صورت اپنے کرم سے عطا فرم)ا۔

حضورؐ رحمت عالم ہیں۔ آپؐ کی بخشش بے کراں اور فیض جاوداں ہے۔ ہمیں نعت گو شعراء کے دل میں یہ تمنا بھی جا بجا دکھائی دیتی ہے اور وہ ایک نگہ لطف کے امیدوار نظر آتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے یہ اشعار حضورؐ کے جود و کرم کے اعتراف کے ساتھ ساتھ حسن طلب کا بھی ایک بہترین انداز لئے ہوئے ہیں۔

یا اکرم الثقلین یا کنزالوری جد لی بجودک و ارضنی برضاک

(اے تمام موجودات سے بزرگ و برتر، اے حاصل کائنات! مجھے اپنی بخشش و عطا سے نوازیئے اور اپنی خوشنودی کی مسرت بخشیے)۔

انا طامع بالجود منک ولم یکن لابی حنیفتہ فی الانام سواک

(میں آپ کے جود و کرم کا دل سے طلبگار ہوں کہ اس جہان میں ابو حنیفہ کے لئے آپ کے سوا اور کوئی نہیں ہے)۔

بصیریؒ کے ہاں بھی التماس و التجا کا ایک زاویہ دیکھتے جائے۔ ـ

و کلھم من رسول اللہ ملتمس   غرفا من البحر او رشفا من الدیم

(اور سب کے سب خواہاں ہیں اللہ کے رسول مقبول سے کہ اس دریائے کرم سے ایک چلو اور اس ابر رحمت سے ایک قطرہ مل جائے)۔

فارسی نعت گو شعرا کے ہاں بھی گداز آرزو کی کسک ملتی ہے۔ چند شعر دیکھئے اور اندازہ کیجئے کہ کیسے دل تڑپتا' ٹیس ابھرتی اور درد چھلکتا ہے اور کس طرح وجود کے ذرے ذرے درود الاپتے اور روحوں کی پژمردگی' شگفتگی میں بدلتی ہے۔ ـ

چو ذرہ ذرہ شود ایں تنم بہ خاک لحد   تو بشنوی صلوت از جمیع ذراتم
(عبدالقادر جیلانیؒ)

مستغرق گناہیم' ہر چند عذر خواہیم   پژمردہ چون گیاہیم' باران ما محمدؐ
(معین الدین چشتیؒ)

یک کف خاک از در پر نور او   ہست مارا بہتر از تاج و نگیں
(بو علی شاہ قلندرؒ)

صبا بسوئے مدینہ روکن ازیں دعا گو سلام برخواں   بگرد شاہ مدینہ گرد و بصد تضرع پیام برخواں
بہ لحن داؤد ہمنوا شو بہ نالہ درد آشنا شو   بہ بزم پیغمبرؐ ایں غزل را ز عبد عاجز نظام برخواں
(خواجہ نظام الدین اولیاؒ)

یا شفیع المذنبینؐ بار گناہ آوردہ ام   بر درت ایں بار با پشت دوتا آوردہ ام
چشم رحمت برکشا' موئے سفید من نگر   گرچہ از شرمندگی روئے سیاہ آوردہ ام
(عبد الرحمان جامیؒ)

اگر خیریت دنیا و عقبیٰ آرزو داری   بدرگاہش بیا و ہرچہ می خواہی تمنا کن
جہاں تاریک شد از ظلمت ظلم سیہ کاراں   بیاد عالمے را روشن از نور تجلی کن
(شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ)

ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات   لطف فرما کہ ز حد می گزرد تشنہ لبی
چشم رحمت بکشا' سوئے من انداز نظر   اے قریشی لقبی ' ہاشمی و مطلبی
(جان محمد قدسیؒ)

محمدؐ از تو می خواہم خدا را   الٰہی از تو حب مصطفےؐ را
(مظہر جان جاناںؒ)

"گرامی" در قیامت آں نگاہ مغفرت خواہد   کہ در آغوش گیرد جرم ہائے بے حسابش را
(غلام قادر گرامیؒ)

فارسی شعراء کی التجائیں اپنے دامن میں گناہوں کا اعتراف اور رحمت کی طلب لئے ہوئے ہیں کہ اسی ذات اقدس کی رحمتہ للعالمینی ہمارے شبستان حیات کا واحد چراغ ہے۔ قدیم فارسی اور اردو شاعروں کے ہاں غم جاناں' زیادہ ہے' غم دوراں کم ہے' کیوں کہ اس دور کی زندگی میں وہ اضطراب نہیں تھا جو آج ہے کہ موجودہ دور فی الواقع فتنہ آخر زمان اور دور قمر ہے گزشتہ زمانے میں ذہن نسبتاً" مطمئن اور فکر آسودہ تھی۔ ہولے ہولے زندگی' طوفان بنتی چلی گئی مصائب کی سنگینیوں اور حوادث کی تلخیوں نے احساس کو سولی پر لٹکا دیا اور میردرد ایسا صوفی شاعر بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گیا۔

ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے

زندگی کے اس طوفان میں مسلمان کو اگر کوئی سہارا نظر آتا ہے تو وہ حضورؐ کی بارگاہ ہے۔ آپ شہیدی سے لے کر ماہر القادری تک کی نعتیہ التجاؤں پر ایک نظر ڈالئے' آپ محسوس کریں گے کہ اس دور کے شاعروں کی تمناؤں کا محور بھی وہی ذات اقدس ہے' ان کی جبین شوق وہیں سے اذان سجود چاہتی ہے۔ مگر ذوق و شوق کے اس تقدس آفرین زاویوں کے پہلو بہ پہلو غم دوراں کی جھلک بھی موجود ہے اور نعت کے ساز میں زندگی کا سوز شامل ہوتا جا رہا ہے۔ ۔

دل عشاق کا عنوان تمنا دیکھو   حسرت دید کا انداز سراپا دیکھو
دسترس ہوتی اگر ان کے قدم تک یارو   پائے اقدس سے ہٹاتے نہ کبھی آنکھوں کو
روکنے والے اگر لاکھ ہٹاتے جاتے
(عبدالکافی مراد آباد)

تمنا ہے کہ فورا جاں بحق تسلیم ہو جاؤں   نظر آئے جو مجھ کو شیفتہ روضہ محمدؐ کا
(نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ)

اڑا کے باد مری مشت خاک کو پس مرگ   کرے حضورؐ کے روضے کے آس پاس نثار
دلے یہ رتبہ کہاں مشت "قاسم" کا   کہ جائے کوچہ اطہر میں تیرے بن کے غبار
(قاسم نانوتویؒ)

ہو آستانہ آپ کا "امداد" کا جبیں   اور اس سے زیادہ کچھ نہیں درکار یارسولؐ
(امداد اللہ مہاجر مکیؒ)

جب مدینے کا مسافر کوئی پا جاتا ہوں   حسرت آتی ہے یہ پہنچا میں رہا جاتا ہوں
(امیر مینائی)

ہے تمنا نہ رہے نعت سے تیری خالی   نہ مرا شعر' نہ قطعہ' نہ قصیدہ' نہ غزل
(محسن کاکوروی)

تو جو چاہے تو ابھی میل مرے دل کے دھلیں / کہ خدا دل نہیں کرتا میلا تیرا
(احمد رضا خاںؒ)

وہ چمک درد کی ہو دل میں کہ بجلی چمکے / دامن طور ذرا آج یہ سینہ ہو جائے
(ریاض خیر آبادی)

اوروں کو دیں حضورؐ یہ پیغام زندگی / میں موت ڈھونڈتا ہوں دیار حجاز میں
(اقبالؒ)

سائل کی تمنا ہے شب و روز الٰہی / ہر دم مرے دل میں رہے سودائے مدینہ
(سائل دہلوی)

ہاتھ آئے اگر خاک ترے نقش قدم کی / سر پر کبھی رکھیں، کبھی آنکھوں سے لگائیں
(حسرت موہانی)

اس امت عاصی سے نہ منہ پھیر خدایا / نازک ہے بہت غیرت سلطان مدینہ
(جگر مراد آبادی)

چلوں میں جان حزیں کو نثار کر ڈالوں / نہ دیں، جو اہل شریعت جبیں کو اذن سجود
(اصغر گونڈوی)

میرا سینہ بہار کا نقشہ / دل پر داغ کی ضیا تم ہو
(حمید عظیم آبادی)

ہر شے رواں دواں ہے تمہارے ہی شوق میں / ہر شے کی سرنوشت کا عنوان تمی تو ہو
(سراج الدین ظفر)

اگر ام القریٰ میں خالق کونین نے "شورش" / بہ عہد احمدؐ مرسل مجھے پیدا کیا ہوتا
حرا کی خاک میں تحلیل میرے جسم و جاں ہوتے / محمدؐ کا مری لوح جبیں پر نقش پا ہوتا
(شورش کاشمیری)

میں ایک سایہ ہوں جلتی ہوئی گھٹاؤں کا / چھپا ہوا ہوں مگر دھوپ کی پناہوں میں
بس ایک نگاہ تبسم نواز مل جائے / تمام عمر میں ڈھلتا رہا ہوں آہوں میں
(شرقی بن شائق)

وہ اک آنسو جو ان کی آزور میں آنکھ سے ٹپکا / وہی آنسو ستارہ ہے مرے حسن مقدر کا
(صوفی تبسم)

غبار راہ طیبہ سرمہ چشم بصیرت ہے / یہی وہ خاک ہے جس خاک کو خاک شفا کہیے

مدینہ یاد آتا ہے تو پھر آنسو نہیں رکتے — مری آنکھوں کو "ماہر" چشمہ آب بقا کہیے
(ماہر القادری)

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ آج ہر قلم نعت کہنے کی تمنا کر رہا ہے۔ ماضی بعید کی نہیں، قریب کی بات ہے کہ ہمارے دور کے ایک معروف غزل گو نے جب پہلی نعت کہی تو ان کے حلقہ احباب میں ہلچل مچ گئی اور انہیں "رجعت پسند" قرار دیا گیا اور "ارباب ذوق" نے اپنی غزل کے دروغ بے فروغ اور مبالغہ و اطراء کو حسن ارتقاء قرار دیا۔ وہ اس وقت نہیں سمجھتے تھے کہ اگر نعت کو فروغ مل جائے۔ یا دوسرے لفظوں میں آج کے غزل گو کو نعت گوئی کی توفیق عطا ہو جائے تو یہ توفیق، ادب کی تطہیر ہی نہیں، معاشرے کی تنویر بھی بن جائے گی۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ بے سروپا تعلیوں، بے جا مبالغوں اور بے لگام جذباتیت کی جگہ ایک ایسی مقصدیت لے لے گی جسے نظریے اور تحریک دونوں کا تقدس حاصل ہو گا اور مقام شکر ہے کہ آج شعر و سخن کی دنیا اسی منزل کی طرف گامزن ہے۔

دور حاضر کی اردو نعت قدیم روایات کے ساتھ ساتھ جدید دور کے کرب کی بھی آئینہ دار ہے۔ آج کا اردو نعت گو حضورؐ کے تصور کو دل کی انگشتری کا نگینہ سمجھتا ہے۔ اس کے خیال میں حضورؐ ہی وہ ماہ تمام ہیں جس کی تابشیں، لٹی ہوئی صبحوں اور بجھی ہوئی شاموں کو منور کرتی ہیں۔ حضورؐ ہی کا نور، ظلمتوں کو اجالتا اور روحانی خرابوں کو سمن زار بناتا ہے۔ آج کا شاعر اپنے جھلملاتے آنسوؤں کا خراج، اپنے کپکپاتے ہونٹوں کا سکوت اور اپنے لرزتے قلم کا نیاز، اسی بارگاہ ناز میں پیش کرتا ہے، وہ اپنی ذات ہی کو سامنے نہیں رکھتا بلکہ ذات کے ساتھ کائنات لے کر چلتا ہے۔ اس کا دل امت مرحوم کی بربادیوں پر تڑپتا ہے۔ وہ اپنے ذاتی کرب اور غم کے ساتھ، امت کے ان زخموں کو بھی اسی بارگاہ میں لے جاتا ہے۔ جو درماندہ انسانیت کی آخری چارہ گاہ ہے اور جس دروازے کے بغیر آسودگی درد کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اب ناز و نیاز کی اس شاعرانہ فضا پر بھی ایک نظر ڈالئے۔ چند مثالوں پر اکتفا کر رہا ہوں۔ ورنہ : ؎

سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لئے

آپ کو حسن آرزو، گداز التجا، اور سوز تمنا کی ایک اجلی اور نکھری کہکشاں نظر آئے گی اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ غم کے حادثوں نے شاعر کی فکر کو کمال اور اسلوب کو حسن عطا کیا ہے اور گرد ملال، دل کے آئینے کے لئے غازہ بن گئی ہے : ؎

حفیظ جالندھری نے اس سنگ در کو اپنا واحد مقصود یوں بتایا ہے۔

تیرا در ہو، مرا سر ہو، میرا دل ہو، تیرا گھر ہو — تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی

اقبال عظیم، بینائی سے محروم ہیں اور وہ جب شعر میں اپنی اس کیفیت کا ذکر کرتے ہیں تو سوز و درد اپنی رفعتوں کو چھوتا نظر آتا ہے۔

مجھ کو بھی کاش جلوہ خضرا دکھائی دے — بے نور آنکھ سے بھی اجالا دکھائی دے
تھوڑی سی دیر کو مجھے بینائی چاہیے — بس اک جھلک حضورؐ کا روضہ دکھائی دے

حافظ مظہر الدین، ذات اور صفات کے حسن و جمال میں اس قدر کھو گئے ہیں کہ ان کی اس از خود رفتگی پر عقل و شعور کی

ہزاروں رفعتیں قربان کی جا سکتی ہیں۔

ہو سکتی ہے سیراب ابھی کشت تمنا　　بادل شہ کونین کی رحمت کا جو برسے

احمد ندیم قاسمی کے حسن طلب کی ایک جھلک دیکھئے کہ وہ حضورؐ ہی کی تمنا کے ملتجی ہیں۔

قطرہ مانگے کوئی تو اسے دریا دے دے　　مجھ کو کچھ اور نہ دے اپنی تمنا دے دے
میں تو تجھ سے فقط اک نقش کف پا چاہوں　　تو جو چاہے تو مجھے جنت ماوئی دے دے

راسخ عرفانی کے دل کی مسرتوں کا اندازہ کون کر سکتا ہے شرط یہ ہے کہ انہیں مدینے میں اذن قیام مل جائے۔

قریب روضہ جو مجھ کو مقام مل جائے　　تو بعد مرگ بھی عمر دوام مل جائے
پلک پلک پہ سجاؤں مسرتوں کے چراغ　　اگر مدینے میں اذن قیام مل جائے

عارف عبدالمتین' ذرے میں صحرا چھپا کے اور خیال حضورؐ دل میں بسا کے یوں مہکنے کی تمنا کرتے ہیں۔

نظر کا سوز' تمنا کی آنچ' غم کی جلن　　میں خود کو سرو چراغاں بنا کے لایا ہوں
جلا مجھے کہ مہک اٹھوں اے چراغ حرم　　میں اپنے جسم کو صندل بنا کے لایا ہوں

مظفر وارثی کی آرزوؤں کی بھی وہیں سے پذیرائی ملتی ہے۔

حرف دعا ہوں صوت پذیرائی دے مجھے　　دیکھوں نظر کی اوٹ میں وہ بینائی دے مجھے
یاد رسولؐ پیار کی سچائی دے مجھے　　مدح نبیؐ قرینہ گویائی دے مجھے

احسان دانش کے زخم آرزو کو بھی وہیں سے مرہم ملتا ہے۔

زرخیز سر زمین تمنا تمہی سے ہے　　دنیا تمہی سے ہے مری عقبیٰ تمہی سے ہے
ہر زخم آرزو کی دوا ہے تمہارے ہاتھ　　ہر درد زندگی کا مداوا تمہی سے ہے

طفیل ہوشیار پوری' زنجیر صبح و شام سے تنگ بھی ہیں اور ایک لمحے کے طلبگار بھی۔

تنگ آ گئی ہے قید عناصر سے زندگی　　زنجیر صبح و شام سے مجھ کو رہائی دے
صرف ایک لمحہ روضہ اقدس کو چوم لوں　　صرف ایک لمحہ کی مرے مولا خدائی دے

حفیظ تائب' برہنہ سر امت مسلمہ کو یوں بارگاہ رسالت میں پیش کر رہے ہیں۔

کب ملے گا ملت بیضا کو پھر اوج کمال　　کب شب حالات کی ہوگی سحر' خیر البشرؐ

اپنی امت کے برہنہ سر پہ رکھ شفقت کا ہاتھ — پونچھ دے انسانیت کی چشم تر، خیر البشرؐ

حافظ لدھیانوی اپنی پلکوں پر انتظار کے دیئے یوں روشن کیے ہوئے ہیں :۔

محبوس ہجر کب سے ہوں اے سید البشر — پلکوں پہ اشک غم ہے تمنا کہیں جسے

عبدالکریم ثمر عصر حاضر میں قرن اول کا جمال و جلال چاہتے ہیں :۔

قرن اول کی مواخات طلب کی میں نے — عصر حاضر میں صحابہؓ کے زمانے مانگے
بارہا عتبہ سرکار دو عالم پہ ثمر — شعر و قرطاس و قلم، فکر رسا نے مانگے

فضل حق کے ہاں دیکھئے کہ کیسے تبسم روتا، اشک مسکراتے ہیں اور سکوت، تکلم بلیغ کے سانچے میں ڈھل جاتا ہے :۔

نظر سے مانگنا، دل سے سمجھنا، لب کو سی لینا
یہ طرز آرزوئے مدعا یثرب سے آتی ہے

عبدالعزیز خالد کے حرف دعا کی تاثیر بھی دیکھئے کہ ان کی حسرتوں کو بھی بال و پر مل گئے ہیں۔

حسرت عرض تمنا کو ملا رخت بیاں — قصہ کوتاہی قسمت بنا حرف دعا

خالد شفیق اسی مرکز انوار سے روشنی طلب کرتے ہیں کہ فضائے زندگی دھواں ہو رہی ہے

تمہارے ذکر سے پائی دلوں نے تازگی آقاؐ — تمہارے نام سے قائم وقار زندگی آقاؐ
بھٹکتا پھر رہا ہوں حرص کی تاریک راہوں میں — ہدایت کی مجھے بھی ہو عطا کچھ روشنی آقاؐ

نصرت نوشاہی کے آنسو، گوہر بے بہا ہیں بشرطیکہ انہیں حضور ناز میں باریابی مل جائے

تمنا ہے الہ العالمین میری یہ مدت سے — کہ کوئے مصطفےؐ میں تیری رحمت سے گیا ہوتا
دل بیمار کی چارہ گری ہوتی نگاہوں سے — مرا ہر چاک ہستی ان کی رحمت سے سلا ہوتا

شہزاد احمد، صاحب معراج سے اپنی معراج مانگ رہے ہیں ۔

مجھ کو بھی اس زمین پہ معراج بخش دے — توفیق دے کہ خود کو ترا نقش پا کہوں

نظیر لدھیانوی بھی ایک نگہ کرم کے ملتجی ہیں۔

گر مرے حال زار پہ وہ ڈال دیں نگاہ — پھر کوئی آرزو، نہ تمنا، نہ احتیاج

سجاد باقر رضوی اپنی ویرانیوں کے لئے نکہتوں کی تمنا، اسی فضا سے کرتے ہیں، جہاں محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے

سانسوں کی مہک رچی ہوئی ہے۔

گلستان ویران' آنکھیں خشک ہیں مولائے کل پھر انہیں سرسبز کر' آنسو بنا' شبنم بنا
میری بربادی پہ اک عالم کی نظریں ہیں لگی میرے مولا' میرے خاکستر سے اک عالم بنا

راجہ رشید محمود' یاد نبیؐ میں یوں نغمہ سرا ہیں

ذکر ان کا ہے تو ہر لب کا مقدر بن جائے یاد ان کی ہے تو سینوں میں اتر کر چمکے

شیر افضل جعفری غم دوراں کی تمازتوں میں اسی سایہ رحمت کے طلبگار ہیں

تیری سرکار بڑی ہے مولاؐ تو تو رحمت کی جھڑی ہے مولاؐ
آبلہ پا ہیں ترے مستانے اور منزل بھی کڑی ہے مولا
رحم فرما کہ زمانے کے لئے یہ قیامت کی گھڑی ہے مولاؐ

راز کاشمیری کے شبستان آرزو کی بھی ایک جھلک دیکھتے جایئے ۔

جیسے فلک کے سینہ پہ روشن ہے کہکشاں یوں جگمگا رہا ہے شبستان آرزو
ہوگی مجھے ضرور زیارت حضورؐ کی کہتا ہے مجھ کو یہ مرا وجدان آرزو

عتیق خاوری' مولا کریم سے حضورؐ کے صدقے ذوق و شوق کا ایک جرعہ چاہتے ہیں

اک جرعہ ذوق و شوق کا ہے مدعا یہی رحمان تیری ذات ہے صدقے حضورؐ کے

ناصر زیدی کی فضائے دل بھی اسی حسن تمنا سے تاباں ہے ۔

میں آرزوئے دید کو سمجھا ہوں زندگی مجھ کو ترا وصال میسر سدا رہا
دل میں رہی ہے حسن تمنا سے روشنی دائم اس آئینے میں رخ مصطفےؐ رہا

غلام رسول عدیم' زمزمہ طرازی کے لئے درود سلام ہی کے متمنی ہیں :۔

سلام میری زباں کو حلاوتیں بخشے درود لب پہ مرے زمزمہ طراز رہے

احمد ادیب' زمانے کی تلخیوں سے نڈھال اور حادثات کے زخموں سے چور' وہی دیوار اور اسی دیوار کا سایہ چاہتے ہیں جس سے ہر دکھتی ہوئی پیٹھ ٹیک لگا سکتی ہے ۔

نے صبر ہے نے ہوش ہے' نے طاقت گفتار تو گنج کرم' کان سخا' بحر عطا ہے

ہر سو ہیں مصائب کے پہاڑوں کی قطاریں — ہر سمت فقط نالہ و شیون ہی بپا ہے
اس برگ خزاں دیدہ پہ کب آئے گی رونق — کب برسے گی گلشن پہ جو رحمت کی گھٹا ہے

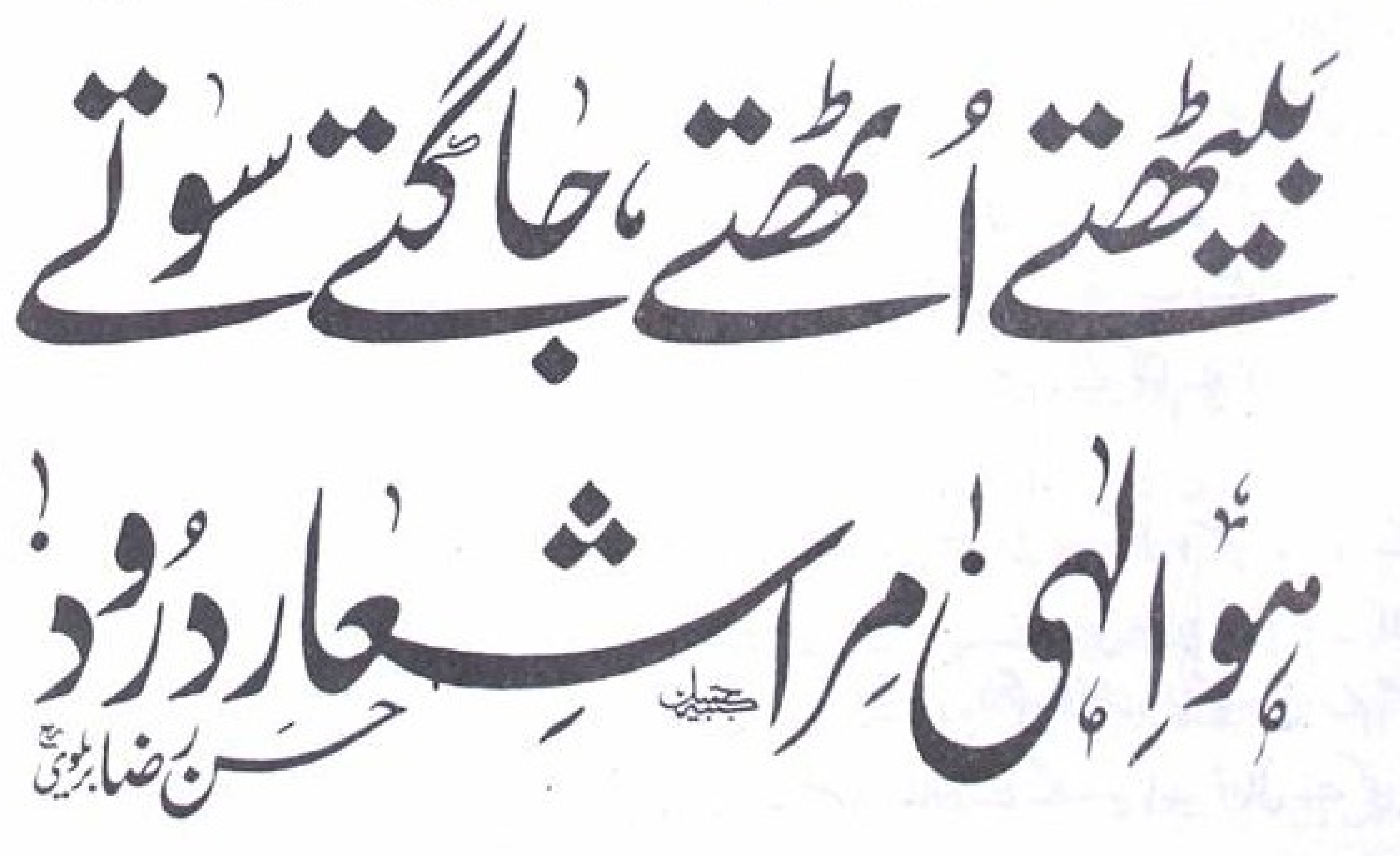
عہد حاضر کے شعرا کے ان نعتیہ اشعار پر غور کیجئے' جذب دروں اور تغزل کا بانکپن دامن کش قلب و نظر ہے۔ دل کا درد' روح کا سوز اور حرا کے ذروں میں تحلیل ہونے کی تمنا جا بجا ملتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلوب کے اعتبار سے بھی آج کی نعت ہمارے ادب کا سرمایہ وقار ہے اور اس کے ساتھ ہی ایک ایسی انجمن' جہاں انتظار ساغر ہی نہیں' شرب مدام کا کیف بھی ہے۔ دل کی بے چین کیفیات اور غم دوراں کا کرب نمایاں ہے اور گداز دل' حسن ادا کے پیرہن' میں لو دے رہا ہے۔ سچ پوچھئے تو دنیائے نعت میں جو شخص شعلہ بجاں نہ ہو وہ نغمہ بلب ہو نہیں سکتا۔ گو ہر دور کا شاعر ثنائے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سلسلے میں اپنی ہیچ مقداری اور عجز و بے بسی کا اعتراف کرتا رہا ہے اور ہر دور کا نعتیہ شعر' مدح و توصیف کا کماحقہ ترجمان نہیں رہا کیوں کہ خود خدا جس ذات گرامی قدر کا ثنا خوان ہو اس کی تعریف کا حق کون ادا کر سکتا ہے۔ "آپ کے مدح خواں تو آپ کی صفات کا صرف عکس دکھاتے ہیں' جس طرح پانی ستاروں کی جھلک دکھاتا ہے۔"

شاعری بہرنوع اور بہرکیف دلی جذبات کا اظہار ہے اور دنیائے نعت میں ہمیں ہر شاعر کی ملتمس نگاہیں' اسی بارگاہ لطف و کرم کا طواف کرتی نظر آتی ہیں' جہاں تمنا کی بے چینیوں کو آسودگی اور طمانیت ملتی ہے۔ تمنا کی یہی وہ بیقراری ہے جس کا دوسرا نام انتظار ہے اور انتظار ہی سے جوش آرزو تیز تر ہوتا رہتا ہے۔ گویا تمنا کے محور اور انتظار کی قوس کے بغیر' چاہت کا کوئی سا دائرہ بھی مکمل نہیں ہو سکتا۔ ؎

پھونکا ہے کس نے گوش محبت میں اے خدا — افسون انتظار' تمنا کہیں جسے

اور درحقیقت سوز آرزو ہی قوس حیات کو حلقہ کامل بناتا ہے۔ اسی سے احساس نمو پاتا' فکر ابھرتا' عزائم بیدار ہوتے' مقاصد نکھرتے اور کارنامہ ہائے حیات' سنگینی گردش ایام پر خندہ زن رہتے ہیں: ؎

ما ز تخلیق مقاصد زندہ ایم — از شعاع آرزو تابندہ ایم



نعتیہ رویہ

پروفیسر سمیع اللہ قریشی

نعت کے بارے میں میرا تاثر یہ ہے کہ جس زبان کو بھی نعت تک رسائی نصیب ہوئی اس کے ادب کو واقعی ما بعدالطبیعاتی اور فکری رفعت نصیب ہوئی۔ یہی نہیں بلکہ جس معاشرے میں نعت کو رواج ملا وہاں سماجی اقدار بھی اس کی معطر روح سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں۔ شاید کسی بھی دوسری صنف سخن کی کوئی حد ہوتی ہے۔ مگر نعت کے تانے بانے اور اس کی فنی حدود اور اس کی دنیاوی اور روحانی انتفاع کا کوئی اندازہ نہیں۔ نعت کو میں مسلمانوں کے تہذیبی اور ثقافتی باطن کی شاعری سمجھتا ہوں۔ اس کی جڑیں مسلمانوں کے باطنی وطن میں بہت گہراؤ سے پھوٹتی ہیں۔ جب جغرافیائی وطن اور وجود کے وطن میں سکھ اور سکون اور امن اور شانتی کم کم ہو جاتے ہیں اور بے حفاظتی اور محرومی کا احساس بڑھ جاتا ہے تو مسلمان من حیث القوم بھی اور من حیث الفرد بھی باطن کے وطن کی طرف رجوع کرتا ہے جہاں حمد اور نعت کے سرسبز درختوں کے سایوں میں اسے سکھ کا سانس بھی نصیب ہوتا ہے اور حفاظت کا احساس بھی فراواں ہوتا ہے۔ شاعری کی دنیا میں ساری محبتیں کم و بیش ہوتی رہتی ہیں مگر نعت کے روپ میں ڈھلی محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں کبھی کمی نہیں آتی' کوئی مدو جزر نہیں ہوتا۔ یہ جذبہ مسلمان کی فطرت کے سمندر کی سطح پر ایک سا بہتا ہے۔

کبھی کبھی یہ احساس بھی ہوتا ہے کہ جسے نعت کہنے والا نعت کے حوالے سے اپنے رب' اس دنیا اور اپنی ہستی کی تلاش کی سعی کر رہا ہوتا ہے۔ یہ ذہنی رویہ جب نعت کے روپ میں ڈھلتا ہے تو نعت کی باطنی موضوعیت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کا دفاع' معاشرے کی باطنی تفصیلات کی شرح' ملی تقاضوں کا اعلان' آزادی کی تڑپ اور بہت ساری دیگر اہم باتیں بھی شامل ہو جاتی ہیں۔

نعت کی شہادت مسلمانوں کے ملی شعور کی چودہ صدیاں دے رہی ہے لیکن ملی تاریخ کا معاشری مطالعہ یہ بتاتا ہے کہ وطنی اور ملی آشوب کے ایام میں نعت گوئی کے اسالیب میں فشار کی کیفیت در آتی ہے اور لہجے میں وارفتگی آ جاتی ہے۔ آڑے وقتوں میں عشق رسول کی کشش افزوں ہونے لگتی ہے اور مسلمان اپنے معروضی خلاؤں کو عشق رسول کی انتہاؤں سے پر کرنے کی شعری کوشش میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ ایسے حالات میں خاص طور پر مسلمان شاعر اپنے اجتماعی اور انفرادی دکھوں اور دردوں کی دوا نعت رسول کہہ کر آزماتے ہیں اور کامیاب رہتے ہیں۔ پر آشوب ایام میں نعت گوئی ایک طرح کی Therapy کا اثر رکھتی ہے۔ گویا نعت ہر مسلمان معاشرے میں ہر عہد میں کہی جاتی رہی ہے لیکن آڑے وقتوں میں فطری طور پر ایک تحریک کی صورت نمو کرتی ہے اور عرض داشت یا گزارش احوال واقعی کے لئے ایک وسیلے کی تلاش کی صورت قرار پاتی ہے۔ آڑے اور پر آشوب وقتوں میں نعت کے اسلوب کا ٹھہراؤ اضطراب میں بدلنے لگتا ہے اور نعتیہ معروف انداز کے لہجے اور اسالیب نئے نئے قالب بدلتے ہیں اور ترقی پاتے ہیں۔

ٹھہرے ہوئے پرسکون زمانوں میں نعت کہنے والوں نے عام طور پر محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود کے فلسفہ نور اور ذات کے جمال کے تذکرے کئے لیکن مضطرب اور پر آشوب ادوار میں آپ کے اخلاقی عروج اور پیغمبرانہ کمال کے گونا گوں زاویے پیش کئے گئے۔ یثرب اور بطحا کو علامت بنا کے دھرتی سے محبت اور وابستگی کا اظہار کیا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے حوالے سے ذہن کی فکری سطح پر روشنی کے شعری سامان کئے گئے۔ یہ بات آسانی سے کہی جا سکتی ہے

کہ ابتدائی نعتوں میں عقیدے اور عقیدتوں کے رنگ زیادہ تھے۔ قومی اور ملی زوال آمادگی کے زمانوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنی نسبت اور تعلق کے اظہارات عام ہوئے لیکن آج حضور کے ساتھ اپنی وابستگی کا بے ساختہ اور بے پناہ اظہار بھی ہے مگر ایسے بھی ہے کہ ذکر رسول گویا نعت میں ایک پناہ گاہ بھی ہے اور فکری قوت حاصل کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ بھی بن گیا ہے۔ آج کی نعت کو مسلمان شاعر کے باطن کی نعت کہنا زیادہ مناسب ہو گا۔ آج کا نعت گو اپنے جذبات اور اپنے دکھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری میں پیش کر کے جیسے سپھل ہونا محسوس کرتا ہے۔ آج نعت کہنے والوں نے اپنے خوابوں اور اپنے ظاہر اور باطن کے انقلابوں کو ہم آمیز کر دیا ہے۔ حضور کی نعت آج شاعر کے خواب اور خواہش کا مرکز قرار پاتی ہے۔ مگر ساتھ ہی ساتھ آج کی نعت اپنے موجود اور معروض سماجی حوالے کو بھی کسی طور نظر انداز نہیں کرتی۔ آج نعت سے ذہنی اور فکری انقلاب کے چشمے رواں ہوتے ہیں۔ جیسی بھرپور نعت آج کہی جا رہی ہے پہلے شاید مجموعا" ایسا نہ تھا۔ ساتھ ہی ساتھ یہ کہنا بھی غلط نہ ہو گا کہ آج شاید نعت کہنا ایک ایسا وسیلہ رہ گیا ہے جس کے حوالے سے دنیا بھر کے مسلمان فکری اور عملی اعتبار سے بھرپور اتحاد اور یکجہتی کا اظہار کر سکتے ہیں۔ مسلمان ثقافتوں میں ایک طاقت ور اشتراک پیدا کرنے کی قوت بے شبہ آج کی نعت ہی ہے۔ اس لئے کہ نعت کہنا آج کا بھرپور مسلم ثقافتی رویہ ہے۔ حضور کی ذات بابرکات نے سماج اور رواج میں جو مثبت انقلاب پیدا کیا اور آپ کے فکری اور اخلاقی انقلاب سے جو روشنی پھوٹتی ہے آج کی نعت اسے ایک وارفتگی کے ساتھ اپنے دامن میں سمیٹ رہی ہے۔ آج کی نعت کی زبان اور لہجے میں وہ قوت قدسیہ پیدا ہو جاتی ہے جو مسلمانوں کو دور دور سے گھیر کر اپنے پاس لے آنے میں کامیاب رہتی ہے۔

امت مسلمہ جب بھی اور جہاں جہاں بھی جبر اور استحصال کا شکار ہوئی ہے۔ اس کے شعراء نے بالخصوص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت ذات کے تصور کو معاشرے اور معاشرتی رویوں میں عملی اور فکری سطح پر عام کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے اور یوں پھر اس کے صلے میں سکھ کا سانس لیا ہے۔ آڑے وقتوں میں حضور کی ذات کا تصور جیسے ایک امید اور ایک آسرا بن جاتا ہے شاید اسی لئے کل اور آج کی نعتوں میں قومی ملی اور ذاتی دکھوں کی جھلک اور پرچھائیں ہمیشہ موجود رہی ہے۔ آج کی نعت میں موجود کسی بہتر صورت حال کی طرف سفر کی خواہش کا احوال بھی عام ہے اور یوں نعت دعا اور التجا یا عرض داشت بھی قرار پاتی ہے اور یوں نعت روح عصر بھی ٹھہرتی ہے۔

پوری انسانیت کے لئے جس انقلابی اور فعال رویے کی شدید ضرورت ہے اس کی گواہی آج کی نعت دے رہی ہے۔ اس حوالے سے دیکھا جائے تو نعت آج مسلمانوں کے اجتماعی بین الاقوامی اشتراک کی علامت بن جاتی ہے۔ ایک قابل ذکر بات آج کی نعت کے حوالے سے ضرور کہی جانی چاہیے کہ اس میں ہجر کی کیفیت کا اظہار تقریبا" ختم ہو چکا ہے یا کم از کم اسے نعت کے معنوں میں مرکزی حیثیت حاصل نہیں رہی ہے جبکہ ہجر کی کیفیت کا اظہار تاثیر کا ایک جداگانہ پہلو اپنے اندر ضرور رکھتی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ انسان مدینہ پہنچے اور کچھ باتیں عین حضوری میں کرے مگر یہ تو محض فضل الٰہی ہے میرے تیرے کسی کے بھی بس کی بات نہیں۔

ذکر رسول اور نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک سبق دیا ہے کہ ظاہر کی ٹوٹ پھوٹ کو دیکھتے ہوئے انسان کو اپنے باطن کو ٹوٹ پھوٹ سے بچانا چاہیے۔ انسان کا باطن مستحکم رہے تو باہر کی شکست و ریخت کے جڑنے اور اس کے استحکام کے امکانات باقی رہتے ہیں۔ نعت رسول سے قوت حاصل کرتے ہوئے اس امکان کو اپنی معاشری زندگی میں ہر حالت میں باقی رکھنا ہے۔

نعت میں اظہار عجز

شہناز کوثر

حضور فخر موجودات علیہ التحیتہ والصلوۃ خالق کائنات کے ممدوح ہیں۔ اللہ جل و علا نے قرآن پاک میں ان کی تعریف و ثنا کی، مسلمانوں کو ان کے احترام اور عزت و توقیر کی ہدایت کی، ان کی متابعت کا حکم دیا، ان کی محبت کی تلقین کی۔ سرکار (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) باعث تخلیق ہر عالم ہیں، رحمت ہر عالم ہیں۔ ہم سب کی ہستی، کائنات کی ہستی آقا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دم قدم سے ہے۔ سرکارؐ کی بارگاہ میں جنیدو بایزید نفس گم کردہ آتے ہیں، بڑے بڑے اہل تقویٰ اس حقیقت کا اظہار کرتے ہیں کہ ہزار بار دہن کو مشک وگلاب سے دھونے کے بعد بھی آپؐ کا اسم گرامی لینا بے ادبی ہے۔

جس دربار میں جبریل امین (علیہ السلام) دم بخود آتے تھے، جن کی آواز سے اونچی آواز کرنا مسلمانوں کے لئے جائز نہ رہا، جنہیں کوئی شخص اس انداز میں پکارنے کی جسارت نہیں کر سکتا تھا جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو پکارا جاتا ہے، جن کے وضو کے پانی کو صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) زمین پر نہیں گرنے دیتے تھے، جن کی بارگاہ میں بات کرتے ہوئے کسی ایسے لفظ کو ادا کرنے کی ممانعت کر دی گئی جس کو ذرا سا بگاڑ کر ایسے معنی نکل سکتے تھے جو حضورؐ کے مقام اور مرتبے سے فروتر تھے۔ **لا تقو لوا راعنا و قولوا انظرنا** --- اس عظیم ہستی کی تعریف کرنا بشر کے لئے کیسے ممکن ہے۔ اسی لئے غالب نے کہا تھا کہ جو مرتبہ دان ہو، وہی تعریف کرنے کا حق ادا کر سکتا ہے اور سرکارؐ کا مرتبہ دان ان کا خالق و مالک ہے۔ اسی لئے ثنائے خواجہؐ اسی پر چھوڑنا مناسب ہے پھر بھی سنت خداوندی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے، آقا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے احسانات پر تشکر و امتنان کا اظہار کرنے کے لئے صحابہ کرامؓ کی تقلید میں اور بزرگان دین کے تتبع میں، ہم ان کی تعریف و ثنا میں رطب اللسان ہوتے ہیں، ان کی مدحت میں تر زبان ہوتے ہیں، ان کے نام لیواؤں اور مدح سراؤں میں اپنا نام لکھوانا چاہتے ہیں۔ اس خواہش میں سرکارؐ کے ادنی امتی ان کی نعت کہتے ہیں لیکن انہیں آقا کے علو مرتبت کے شدید احساس کے ساتھ، اپنی بے بضاعتی، کم مائیگی، کم علمی اور عصیاں شعاری کا بھی خیال ہوتا ہے۔ جتنی ان کی تعریف ہے، اتنے الفاظ کس کے پاس ہیں۔ جس قدر ان کی خوبیاں ہیں، ان کو جاننے کا ادعا کون کرے۔ جو جو ان کے مقامات عالیہ ہیں، ان کا ادراک کس کو ہو سکتا ہے۔

ایسے میں سوائے اظہار عجز کے کوئی اور مضمون سہارا نہیں دیتا، --- اور کہنا پڑتا ہے:

مدحت شاہ دوسرا، مجھ سے بیاں ہو کس طرح ‏ ‏ تنگ مرے تصورات، پست مرے تخیلات
(نواب بہادر یار جنگ خلق(۱)

صفات بو قلموں لا تعد و **لاتحصی** ‏ ‏ ثنائے خواجہ سے معذور ہیں زبان و قلم
(عبدالعزیز خالد(۲)

بندہ عاجز تقفیر کج بیاں ‏ ‏ کیا کرے گا مدح ممدوح خدا
(انعام احسان فقیر(۳))

خدا تیرا معرف ہے، ملک تیرے موصف ہیں نہیں حد بشر کہنا ترے اوصاف بے حد کا
(امام بخش ناسخ (۴))

مرا منہ کیا ہے جو دعویٰ کروں اس کی محبت کا
خدا جس کا ثنا خواں ہے، خدائی جس پر قرباں ہے
(جلیل مانکپوری(۵))

اے "کیف" ان کی مدح کہاں اور تو کہاں وہ کیا بشر سے ہو جو خدا کا ہو کام خاص
(کیف ٹونکی(۶))

"غریب" کیا تو، تری زباں کیا، ضرور نعت نبیؐ کہے گا ؟
خدا کے ممدوح ہیں محمدؐ خبر ہے کچھ، ہوش کی دوا کر
(غریب سہارنپوری(۷))

کب تیری ثنا کے قابل ہے حافظ کی زباں، حافظ کا بیاں
جب آپ خدا خود کرتا ہے قرآں میں تری توصیف رقم
(حافظ لدھیانوی(۸))

میرے پیراہن الفاظ میں وہ آ نہیں سکتی خدا حامد ہو جس ہستی کا، ہو محمود جو ہستی
(راجا رشید محمود(۹))

بھلا اس کی ثنا میں سرو کیا کوئی زبان کھولے خدا خود جس کی خاطر باب قصر لامکاں کھولے
(حکیم سرو سہانپوری(۱۰)

نعت کہنے کے لئے جس اعجاز بیاں کی، جن الفاظ کی، جس اسلوب کی ضرورت ہوتی ہے، وہ شاعر کی دسترس میں نہیں ہوتا، اس لئے وہ اظہار عجز پر اپنے آپ کو مجبور پاتا ہے اور کہہ اٹھتا ہے :

حریف نعت پیمبرؐ نہیں سخن حالی کہاں سے لائیے اعجاز اس بیاں کے لئے
(الطاف حسین حالی(۱۱)

شرمندہ احساس حق نعت ہوں "انور" ہر لفظ کے ماتھے سے ٹپکتا ہے پسینہ
(انور جمال(۱۲)

کہاں سے لاؤں زبان و قلم کے پیمانے ہے بیکراں تری عظمت، مری نظر محدود
(احسان دانش (۱۳)

لب سوال ادب سے حضورؐ میں نہ کھلے زبان بول گئی، نطق سے جواب ملا!
(حافظ پیلی بھیتی(۱۴)

ارادہ جب کروں اے ہم نشیں مدح پیمبرؐ کا
قلم لے آؤں پہلے عرش سے جبریل کے پر کا
(آغا شاعر قزلباش (۱۵)

شاعر اپنے آقا و مولا علیہ التحیۃ و الثناء کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضری کے احساس سے مفتخر بھی ہوتا ہے اور نادم بھی۔ مفتخر اس لئے کہ وہ کتنی بڑی سعادت سے بہرہ مند ہونے کو ہے اور ندامت اسے اپنے آپ پر ہوتی ہے۔ اپنی معصیت کاری کا بھی اسے شعور ہوتا ہے اور یہ احساس بھی کہ وہ ایسی عالی مرتبت ہستی کی تعریف میں زمزمہ سنج ہونے کو ہے جس کی تعریف میں خود خداوند کریم بولتا ہے۔

میں کہ ہوں عجز و قصور اور سراپائے نیاز
میں کہاں اور کہاں نقش کف پا تیرا
(عرشی امرتسری (۱۶)

آیا ہے ترا اسم مبارک مرے لب پر
گرچہ یہ زباں اس کی سزا وار نہیں ہے
(صوفی تبسم (۱۷)

آج کے شاعر کو تو یہ احساس بھی ہے کہ جنہوں نے آقا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مبارک آنکھیں دیکھی تھیں یا انہیں سرکارؐ کی ردائے پاک عطا ہوئی تھی ----- وہ جو ان انعامات سے نوازے گئے تھے' انہیں تو حق ہے کہ وہ نعت کہیں' ہم ایسے گئے گزرے لوگ تو اظہار عجز ہی میں تقویت پا سکتے ہیں۔

کہاں بوصیریؒ و حسانؓ بن ثابت' کہاں "خالد"
نگاہے' برمن تنگ نیاگاں یا رسول اللہؐ
(عبدالعزیز خالد (۱۸)

حواشی:۔

(۱) راجا رشید محمود (مرتب) نعت خاتم المرسلینؐ' ص ۸۴ (۲) ضیا محمد و طاہر شادانی (مرتبین) گلدستہ نعت' ص ۷۷ (۳) شفیق بریلوی (مرتب) ارمغان نعت' ص ۲۹۳ (۴) ارمغان نعت' ص ۱۱۸ (۵) ارمغان نعت' ص ۱۹۱ (۶) گلدستہ نعت' ص ۱۰۴ (۷) غریب سہارنپوری۔ خزینہ نعت' ص ۶۰ (۸) حافظ لدھیانوی۔ ثنائے خواجہ' ص ۴۵ (۹) راجا رشید محمود۔ ورفعنالک ذکرک' ص ۶۶ (۱۰) نعت خاتم المرسلینؐ' ص ۱۰۴ (۱۱) ایضاً' ص ۶۹ (۱۲) ایضاً' ۴۷ (۱۳) گلدستہ نعت' ص ۱۵۰ (۱۴) راجا رشید محمود (مرتب) نعت حافظ' ص ۹۴ (۱۵) ارمغان نعت' ص ۱۷۹ (۱۶) نعت خاتم المرسلینؐ' ص ۱۳۲ (۱۷) ارمغان نعت' ص ۲۷۳ (۱۸) نعت خاتم المرسلینؐ' ص ۷۹

نعت میں افتخار کے پہلو

راجا غلام محمد

حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و ثناء' سرکارؐ کے فضائل و شمائل کا بیان' سرکارؐ کی محبت کا ذکر' سرکارؐ کے معجزات کا حوالہ' سرکارؐ کے اسوہ حسنہ کی باتیں' ----- نعت کے موضوعات ہیں۔ سب سے پہلے آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خالق و مالک نے ان کی تعریف کی' قرآن پاک میں اہل اسلام کی رہنمائی کر دی کہ کن کن پہلوؤں سے حضور رسول انام علیہ الصلواۃ والسلام کی توصیف میں رطب اللساں ہونا چاہیے۔

اور یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ جو کام خود خداوند عظیم جل شانہ نے کیا' مسلمانوں کو (اور بعض غیر مسلموں کو بھی) یہ توفیق دی کہ وہ اس میں مشغول ہوں یا رہیں۔ خود نعت کتنا باعث افتخار ہے کہ یہ سنت خداوندی بھی ہے اور حکم خداوندی کی تعمیل بھی۔ جس شخص نے اپنے آقا و مولا علیہ التحیتہ والثنا کی مدحت کو اختیار کیا' ان کی تعریف و توصیف میں تر زبان ہوا' ان کی بارگاہ بے کس پناہ میں استغاثہ کناں۔ ہوا' اپنی بہتری کے لئے ان سے فریاد کی' ملت کی سرفرازی اور ملک کی سالمیت و استحکام کے لئے ان سے مناجات کی' ----- اس کو یہ افتخار حاصل ہو گیا کہ اس کی زبان اور اس کے قلم پر ثنائے سرکارؐ جاری ہوئی اور اسے اپنے آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف عرض نیاز مل گیا۔

وہ اپنی اس خوش بختی پر جس قدر فخر و ناز کرے' بجا ہے۔ پھر نعت کے مضامین سامنے آگئے۔ کسی نے محبت رسول کریم علیہ التحیتہ والتسلیم کی چاہت کی اور عشق سرکار پر فخر و ابتہاج کا اظہار کیا۔ کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کو شہنشاہیوں اور کج کلاہیوں پر فوقیت دیتے ہوئے اس طوق کو اپنے گلے کا ہار بنایا اور اپنے مقدر کی عظمت پر افتخار کا اظہار کیا۔ کسی نے ان کی نسبت پر فخر کیا' کسی نے ان کے کرم کو اپنا حاصل حیات بنا لیا اور اس احساس کو اپنا حاصل ایمان بنا لیا۔ حضور سید کائنات علیہ السلام والصلوۃ نے فقر پر فخر کیا' ان کے جن نام لیواؤں نے یہ راہ اختیار کی' ان کے سر بھی فخر نے اونچے کر دیئے اور ان کے دلوں کو انبساط و مسرت کی کیفیتوں سے بھر دیا۔ عاصیوں کو "الطالح لی" کے مژدے نے زندگی بخش دی اور سرکارؐ کی شفیع المذنبین نے میزان قیامت سے بچنے کی راہ دکھا دی۔ آقا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مدینہ طیبہ کو اپنا مسکن بنا لیا تو ان کے غلاموں کو مدینہ پاک کی باتوں میں مسرت ملی' انہوں نے اس ارض پاک کی مٹی سے نسبت پر افتخار کا اظہار کیا کہ یہ بہت بڑی سعادت ہے۔

یوں نعت میں افتخار کی کئی صورتیں پیدا ہوئیں اور اہل محبت نے ان صورتوں میں اپنے لئے تسکین دل اور طمانیت روح و جان کی کیفیتیں پائیں۔ ملاحظہ کیجئے اردو کے شعراء نے باعث کون و مکاں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت پر کس طرح افتخار کیا ہے:

تجھ عشق نے یہ پھر سر نو سے جواں کیا　　　حاتم کا دل ہوا تھا سراپا اگر ضعیف

(شاہ حاتم دہلوی)

حافظ تمام عمر رہی دل میں روشنی عشق نبیؐ کا داغ نہ تھا' آفتاب تھا
(حافظ پیلی بھیتی)

محبت شرط ہے الطاف' جو مانگو وہ ملتا ہے وہ سنتے ہیں' انہیں جب حال ہم اپنا سناتے ہیں
(الطاف احسانی)

بولے اثر کو دیکھ کر محشر میں سب ملک وہ آ رہا ہے چاہنے والا حضورؐ کا
(اثر گوالیاری)

متاع بے بہا ستار ہے عشق شہ والا مرا سرمایہ عزو شرف مدحت محمدؐ کی
(ستار وارثی)

حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی غلامی بہت بڑا شرف ہے۔ جس شخص کو' اس کی محبت و اطاعت کو دیکھ پرکھ کر خود سرکارؐ اپنی غلامی کا اعزاز بخش دیں' اس کے عزو افتخار کا کیا کہنا۔ یہ خواہش تو سرکارؐ کے ہر امتی کے دل و دماغ میں ضوفگن رہتی ہے۔ شعرا نے اس تمنا کو یوں زبان بخشی :۔

یہی بس ہے مائل ہمیں روز محشر وہ کہہ دیں' ہمارا غلام آ گیا ہے
(مائل خیر آبادی)

بھرم رہ جائے اے کامل حضور داور محشر کوئی کہہ دے غلام مصطفیؐ ہے' بات جب کچھ ہے
(وارث کامل)

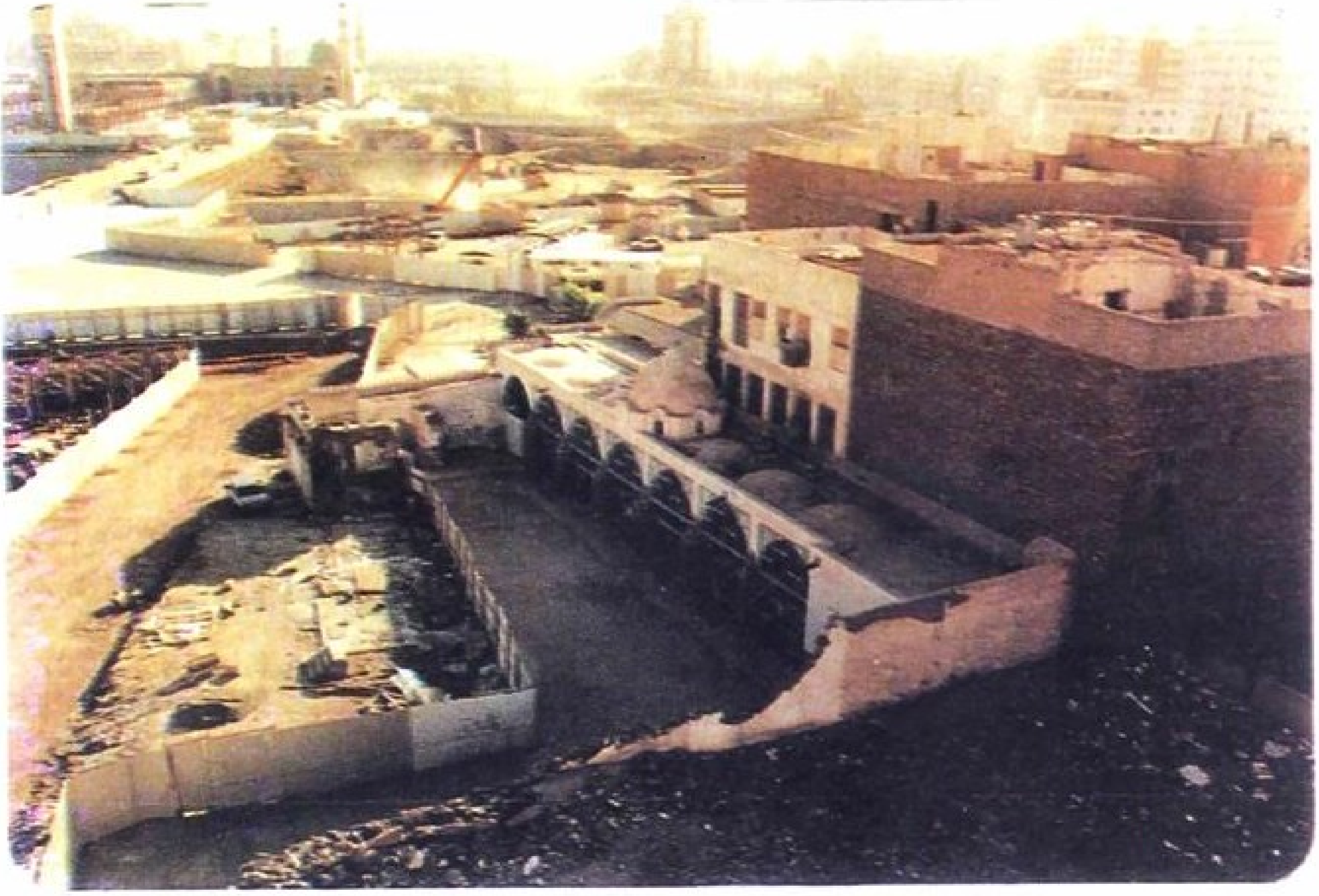
ہے یہ بھی بندہ نا چیز سرور کونین برائے فیض یہی اک خطاب کافی ہے
(صاحبزادہ فیض الحسن)

یہ خواہش اس لئے ہے کہ غلامی سرکارؐ شاہی عالم سے بہتر ہے۔ جو آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقہ غلامی میں آ گیا' اس پر سرکارؐ کی رحمت سایہ فگن ہو گئی :۔

غلام مصطفیؐ بن جائے' اتنی شرط ہے صابر نبیؐ کا ذمہ ہے پھر بخشنے کا' بخشوانے کا
(صابر القادری بریلوی)

اسی لئے حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت رکھنے والا ہر آدمی چشم تصور میں یہ ایمان افروز منظر دیکھتا ہے کہ سرکارؐ نے اسے غلاموں کی جماعت میں شامل کر لیا ہے۔ اس پر فخر کرتا ہے اور کہتا ہے :

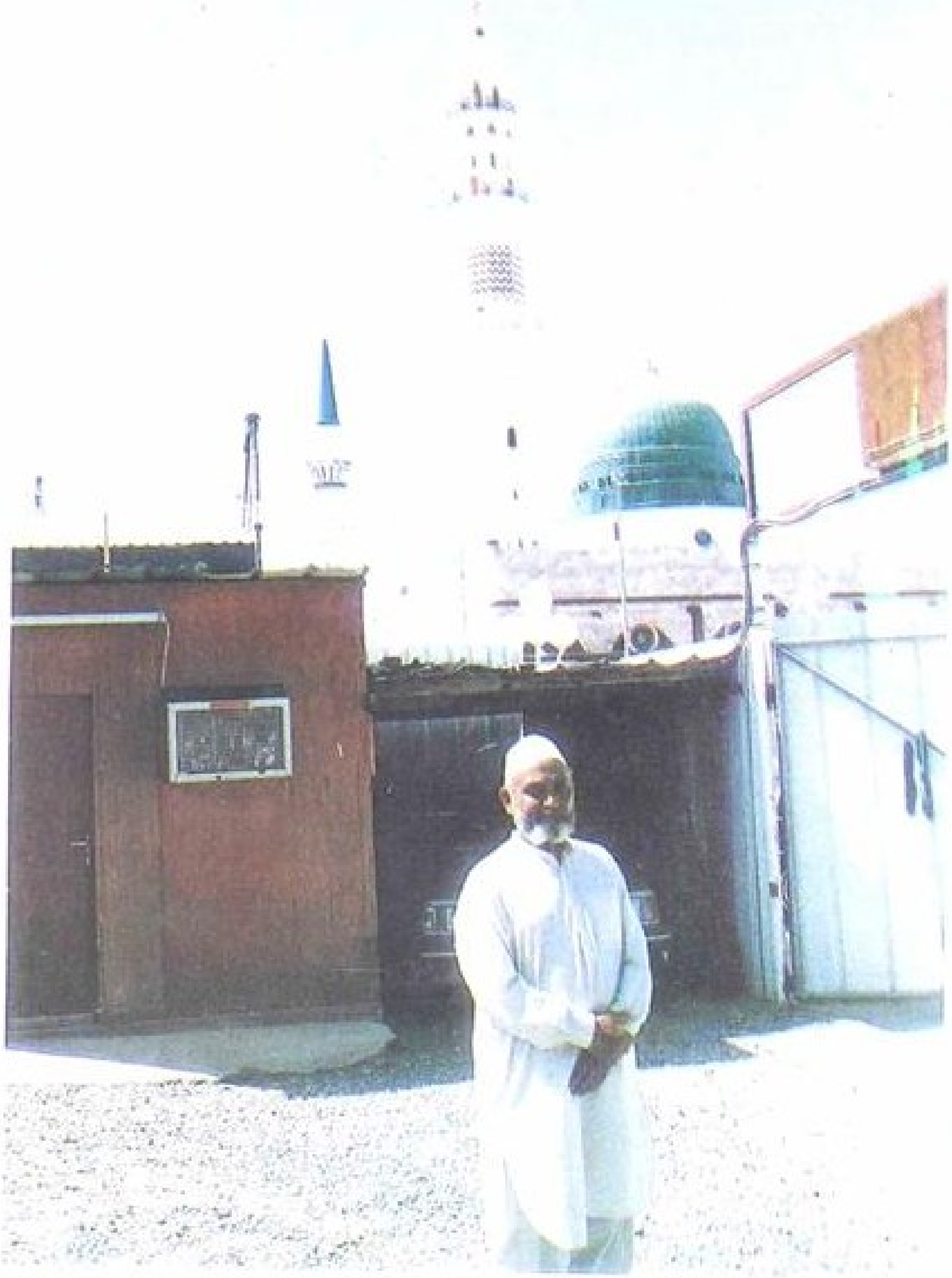
نہ مجھ کو خواہش جنت' نہ سیم و زر کی ہوس یہ افتخار بہت ہے کہ ہوں غلام رسولؐ
(راجا رشید محمود)



مسجد حضرت علی (مدینہ منورہ)

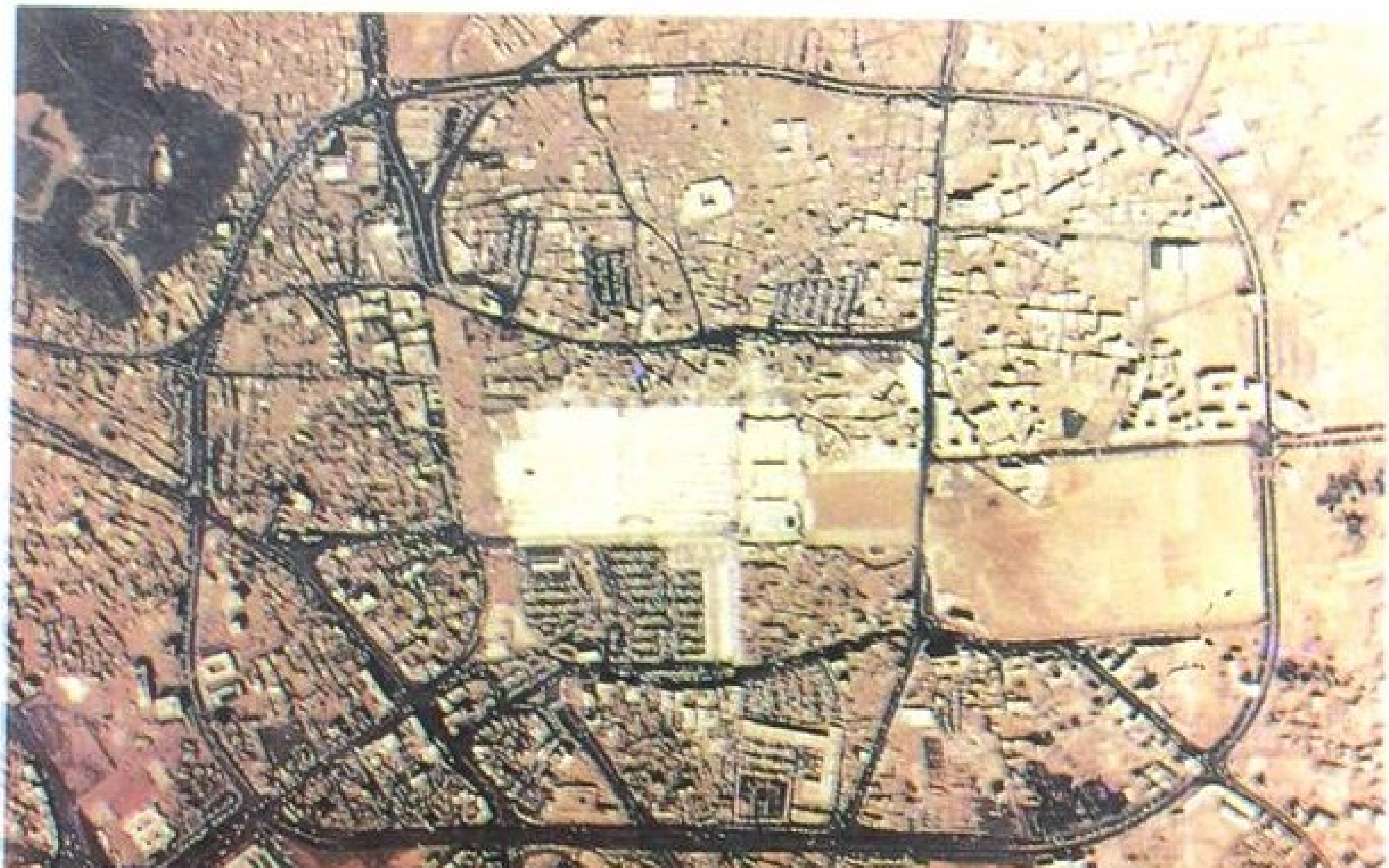


مسجد غمامہ (مدینہ منورہ)



حفیظ تائب----

گنبد خضریٰ کے سائے میں



مدینہ منورہ کا فضائی عکس

ترا سعید ہوں میں تجھ پہ ناز کرتا ہوں　　گناہ کیا ہے، اگر خود کو پارسا کہہ دوں

(سعید وارثی)

باقر تمہارے در کے غلاموں کا ہے غلام　　شاہوں سے ہمسری کا یہ رتبہ تمہی سے ہے

(سجاد باقر رضوی)

میں بندہ مصطفیٰ ہوں، شاہوں سے کہو　　اس درکا گدا ہوں، کجکلا ہوں سے کہو

کافی ہے مجھے اسی کے دامن میں پناہ　　جاؤ، جا کر جہاں پناہوں سے کہو

(عمر فیضی)

ریاض ان کی غلامی قبول کر دل سے　　بغیر اس کے ہوا کوئی سرفراز نہیں

(ریاض الدین سہروردی)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی غلامی تو بہت بڑی سعادت ہے، ان سے اور ان کے در سے نسبت بھی بڑی چیز ہے اور اس نسبت کی خواہش میں یا اس نسبت کے حصول پر جو احساس تفاخر انسان میں پیدا ہوتا ہے، اس کا اظہار بھی نعت گووں نے کیا ہے:

خالد احمد تری نسبت سے ہے خالد احمد　　تو نے پاتال کی قسمت میں بھی رفعت لکھی

(خالد احمد)

اور کیا درکار ہے عاصم کو بخشش کے لئے　　نسبت شاہ مدینہ ہے گراں مایہ بہت

(سید عاصم گیلانی)

سرکارؐ کے کرم کی بدولت جو رفعتیں انسان کو نصیب ہوتی ہیں، اگر وہ دل زندہ اور نگاہ حقیقت آشنا رکھتا ہو تو حدیث نعمت کے طور پر ہمیشہ الطاف و عنایات کا ذکر کرتا ہے اور اپنی حیثیت پر مفتخر ہوتا ہے:

جمال روئے محمدؐ کی تابشوں سے ظفر　　دماغ رند ہوا عرش کبریا کی طرح

(سراج الدین ظفر)

میں بے بساط سا شاعر ہوں، پر کرم تیرا　　کہ با شرف ہوں قبا و کلاہ والوں سے

(احمد فراز)

کرم فرمائیں وہ ستار تو مجھ کو کمی کیا ہے　　زہے قسمت میں سائل ہوں رسولؐ پاک کے در کا

(ستار وارثی)

مجھ پہ ہے محمود سرکار دو عالمؐ کا کرم　　نعت گو ہوں آپ کی چشم عنایت کے سبب

(راجا رشید محمود)

اور فقیران در مصطفیٰ (علیہ الصلوۃ والثنا) کے اظہار افتخار کے انداز دیکھئے:

ہے مظہر شان شاہ شہاں، فقر بوذرؓ، فقر سلمانؓ　　اس در کے فقیروں سا کوئی محبوب و مکرم کیا ہو گا
(حافظ مظہر الدین)

کروں مدح اہل دول رضا، پڑے اس بلا میں مری بلا　　میں گدا ہوں اپنے کریم کا، مرا دین پارہ ناں نہیں
(اعلحضرت احمد رضا بریلوی)

ناز کوکب کو ہے فقیری پر　　فقر والوں کا افتخار ہیں آپ
(قاضی عبدالنبی کوکب)

نعت گوؤں نے سید کائنات علیہ التحیتہ والصلوۃ کی شفیع المذنبینی کے حوالے سے بھی اپنی نعتوں میں افتخار کا اظہار کیا ہے:

شفیع عاصیاں محشر میں مجھ کو　　ترے ہوتے ہوئے کچھ غم نہیں ہے
(ہلال جعفری)

عاصیوں کی مغفرت ان کی شفاعت ہے قمر　　عرصہ محشر بھی کیا ہے، ایک میدان رسولؐ
(قمر میرٹھی)

مجھ کو۔ حساب دفتر اعمال کا قمر　　کچھ غم نہیں کہ شافع روز جزا ہیں آپ
(قمر یزدانی)

ہم نے مانا کہ گناہوں کی نہیں حد لیکن　　تو ہے ان کا تو حسن تیری ہے جنت تیری
(حسن رضا بریلوی)

مدینہ منورہ تک رسائی، روضہ سرکارؐ پر حاضری اور گنبد خضرا کی زیارت ہر مسلمان کی دلی تمنا ہے۔ مدینہ طیبہ سے اس دلی تعلق پر ہر اہل محبت ابتہاج و افتخار محسوس کرتا ہے اور شاعر جو قوم کا ترجمان ہوتا ہے اور اپنے محسوسات کو متاثر کن انداز میں پیش کر سکتا ہے ----- دل کی زبان میں یوں بولتا ہے:

کیوں نہ خوش بختی پہ اپنی ناز ہو عاصم انہیں　　جن کی قسمت میں ہو دربار پیمبر دیکھنا
(سید عاصم گیلانی)

شاعر زہے سر مستی صہبائے مدینہ.　　پی پی کے مری طبع رسا جھوم رہی ہے
(شاعر لکھنوی)

محمود گر رسائی ہوئی ارض پاک تک　　دیکھیں گے لوگ ذوق تماشا کی عظمتیں
(راجا رشید محمود)

در حضورؐ اور دہلیز سرکارؐ سے تعلق پر افتخار ہر لحاظ سے بجا ہے اور بیشتر شعراء کرام نے اس مضمون کو اپنی نعتوں میں برتا ہے:

حضور احمدؐ مختار سر نہادہ ہے ۔۔۔ وقار اختر گردوں وقار کیا کہنا
(اختر الحامدی)

لائے گا کیا شان جہاں کو نگاہ میں ۔۔۔ مظہر کہ ان کے حلقہ بگو شان در میں ہے
(حافظ مظہر الدین)

کس بلندی پہ اقبال پہنچیں گے ہم ۔۔۔ ان کے در تک رسائی اگر ہو گئی
(اقبال صفی پوری)

میں ہوں سرکارؐ کے قدموں میں حافظ ۔۔۔ مجھے حاصل ہے معراج زمانی
(حافظ لدھیانوی)

نعت محبوب خالق و مطلوب (صلی اللہ علیہ وسلم) سنت خداوندی ہے :

خدا ان کی تعریف خود کر رہا ہے ۔۔۔ نہیں نعت کہنے میں محمود تنہا
(راجا رشید محمود)

اس لئے صرف اس سعادت پر فخر و ناز بھی لابدی ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں :

مجھے محمود احساس تفاخر کیوں نہ ہو دل میں ۔۔۔ کہ آئی میرے حصے میں محمدؐ کی ثنا خوانی
(راجا رشید محمود)

نذر کے واسطے کچھ پاس نہیں حشمت کے ۔۔۔ بندہ پرور کے ثنا خوانوں میں نام آتا ہے
(حشمت یوسفی)

ترے ذکر کی بدولت مرے فکر میں ہے ندرت ۔۔۔ تری نعت سے ملے گی مجھے عمر جاودانی
(گوہر ملسیانی)

مری زبان ترے ذکر سے نہیں تھکتی ۔۔۔ کہ اس وظیفے سے حاصل ہے افتخار مجھے
(عارف عبدالمتین)

حافظ تجھے کون جانتا تھا ۔۔۔ تو نعت سے اس کے محترم ہے
(حافظ لدھیانوی)

کام آیا نالہ نیم شبی، تائب ٹھہرا مداح نبیؐ ۔۔۔ کیا خوب اس بے تدبیر کی بھی تقدیر بنی، اللہ غنی
(حفیظ تائب)

کھلی ہے اہل جہاں پر حقیقت ناظم ۔۔۔ خزف تھا، نعت نبیؐ سے بنا ہے در ثمیں
(بشیر حسین ناظم)

مطالعۂ اُردو نعت

اردو نعت پر قرآنی اثرات

پروفیسر حفیظ تائب

گزشتہ تیرہ صدیوں میں دنیا بھر کے علوم و فنون نے' قرآن پاک سے بہت استفادہ کیا ہے۔ بالخصوص ادبیات عالم پر اس کتاب مبین نے گہرے اثرات مرتسم کئے ہیں۔ علامہ سعد الدین تفتازانی نے اپنی مشہور کتاب "مختصر المعانی" میں علم معانی اور علم بیان کی تمام مثالیں قرآن حکیم ہی سے اخذ کی ہیں۔ دراصل قرآن مجید کے نزول کے بعد فصاحت و بلاغت کے نئے معیار سامنے آئے اور یہی کتاب منور صنائع بدائع کا اعتبار ٹھہری۔

اس فصاحت کا نہیں عالم امکاں میں وجود　　　جس کو حاصل نہ ہو تائید کتاب محکم

(حافظ محمد افضل فقیر)

قرآن پاک کی فصاحت کے سامنے' کچھ لوگ تو گنگ ہو گئے' جیسے بسیر بن ربیعہ عامریؓ انہوں نے قبول اسلام کے بعد شاعری ترک کر دی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے عہد خلافت میں اس بات کا جائزہ لینا شروع کیا کہ اسلام نے شعر و ادب کو کس حد تک متاثر کیا ہے۔ اس سلسلے میں جب انہوں نے حضرت بسیدؓ سے استفسار فرمایا تو انہوں نے جواباً سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ اس کتاب کی موجودگی میں اب شاعری کی کیا ضرورت ہے۔ یہاں یہ بات ذہن میں رکھنے کی ضرورت ہے کہ حضرت بسیدؓ اپنے وقت کے ملک الشعرا اور صاحب معلقہ شاعر تھے --- دوسری طرف قرآن پاک سے اخذ و استفادہ کا سلسلہ شروع ہوا اور اب تا ابد علوم و فنون اس کے سائے میں پرورش پائیں گے۔

نعت پر قرآن پاک کے اثرات بہت نمایاں ہیں' اور سچ تو یہ ہے کہ نعت کا سب سے بڑا ماخذ ہی قرآن مجید ہے۔ نعت کی بیشتر اصلاحات اور موضوعات اسی کتاب سے لئے گئے ہیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے خلق محمدیؐ کی تعریف میں "کان خلقه القرآن" فرما کر پوری کتاب آسمانی کو نعت کے موضوع سے ہم آہنگ قرار دیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات روح قرآن ہے۔ اور قرآن حکیم آپؐ ہی کی سیرت مطرہ کے حوالے سے ابدی منشور ہدایت ٹھہرا ہے۔ اسی لئے حضرت علامہ اقبالؒ نے کہا۔

لوح بھی تو' قلم بھی تو' تیرا وجود الکتاب　　　گنبد آبگینہ رنگ' تیرے محیط میں حباب

اور پھر فرمایا۔

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر　　　وہی قرآں' وہی فرقاں' وہی یٰسیں' وہی طٰہٰ

زیر نظر مضمون میں اردو نعت پر قرآنی اثرات کا مختصر سا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

سلطان محمدؐ قلی قطب شاہ (المتوفی ۱۰۲۰ھ) کا نعتیہ کلام اردو نعت کی تاریخ کا پہلا اہم شعری کارنامہ قرار دیا گیا ہے۔ جس میں قرآنی اثرات بہت واضح نظر آتے ہیں۔ وہ تو یہاں تک کہتا ہے۔

جیتا توں دل و جیو سون قرآن دیکھے — احمدؐ کے سو حق پر توں سب احسان دیکھے
دیکھ حلقۂ خاتم النبیین میں توں — دل نیں موہ تا اضع رحمان دیکھے

نعتی نے اپنے "قصہ بے نظیر" المعروف قصہ تمیم انصاریؓ (تصنیف ۱۰۵۵ھ) میں جو نعتیہ شعر لکھے ہیں ان میں قرآن کریم سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔

نبیؐ کریمؐ شفیع امین — رسولؐ خدا، رحمت اللعالمین
ثنا جس کی بولیا سبحان ہے — سو طٰہٰ و یٰسین و قرآن ہے
فاوحی علی عبدہ کا شرف — بزاں حق نے نازل کیا تج طرف

گیارھویں صدی ہجری تک کا بیشتر نعتیہ کلام مثنویوں کی صورت میں ہے اور اس میں نہ صرف مضامین قرآن پاک سے اخذ کئے گئے ہیں، بلکہ قرآنی الفاظ کا بھی بے تکلفانہ استعمال کیا گیا ہے۔

ولی دکنی (المتوفی ۱۱۱۹ھ) نعت نبیؐ لکھتے ہوئے اپنی نظر قرآن پاک سے بہت کم ہٹاتے ہیں۔

لا مکاں پر بنا احمدؐ جو بنا بٹھلایا — تب ملائک نے وہیں صلوا علیہ گایا
حورو غلماں نے ترانے سنوں وہ نغمے بولے — قاب قوسین کا نوشہ تو ہے بھایا سب کو
یٰسین و طٰہٰ والضحیٰ نازل ہوئے تجھ شان میں — واللیل اور والشمس ہے تجھ زلف و مکھ کے دھیان میں

قدما کے دور میں عام شاعری کے ساتھ ساتھ نعت پر بھی بہت نکھار آیا۔ نعت میں تبلیغی عنصر بھی شامل ہوا اور قرآن حکیم سے بالواسطہ اور بلا واسطہ استفادہ کا دائرہ پھیل گیا۔

جی سے یبقیٰ وجہ ربک کی سدا سمرن کو پھیر — دور کر من سے خیال من علیہا فان کا

(سراج اورنگ آبادی (المتوفی: ۱۱۷۷ھ)

محمد کنت کنزا" کی گواہی — محمد عالم علم الٰہی

سودا (المتوفی: ۱۲۲۰ھ)

قدما ہی کے دور کے مولانا محمدؐ باقر آگاہ (المتوفی ۱۲۲۰ھ) نے سیرت النبیؐ کے موضوع پر ایک نہایت گراں قدر کتاب "ہشت بہشت" لکھی۔ انہوں نے اس منظوم سیرت کو آٹھ رسالوں میں تقسیم کیا اور اسی لئے نام "ہشت بہشت" رکھا۔ آگاہ نے اس کتاب کے دیباچے میں لکھا ہے کہ انہوں نے اس کے مضامین سیرت کی معتبر کتابوں سے لئے ہیں۔ چنانچہ قرآنی مضامین اور الفاظ ہر رسالہ میں جا بجا آتے ہیں۔ رسالہ "من ہرن" ظہور نبیؐ کی بشارت کے بیان میں ہے۔ اس میں لکھتے ہیں۔

جس کو ہے خوش نام رئوف و رحیم — سب کے اوپر جس کی ہے رحمت عمیم

رؤف و رحیم وہ اسماء ہیں جو حضورؐ کے لئے سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۱۲۸ میں آتے ہیں۔

"لوگو! تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک ایسے رسولؐ آتے ہیں جن پر تمہاری تکلیف شاق گزرتی ہے۔ اور تمہاری بھلائی کے بہت خواہشمند ہیں اور مومنوں کے ساتھ رؤف (شفقت کرنے والے) اور رحیم (مہربان) ہیں۔"

"رحمت عمیم" کی ترکیب سورۃ الانبیاء کی آیت نمبر ۱۰۷ سے اخذ کی گئی۔ جس میں ارشاد ہوا۔

"ہم نے آپؐ کو تمام جہانوں (مخلوقات) کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔"

رسالہ ہفتم "من درپن" حضورؐ کے معجزات کے بیان میں ہے۔ اس کے دو شعر دیکھئے۔

ہے وہ ام الکتاب و نور قدسی — کہ جس کی آیتہ الکرسی ہے کرسی
مقام خاص او ادنیٰ ہے جس کا — خدا بن کوئی نہیں واتا ہے جس کا

متوسطین کا دور اردو نعت کی تاریخ میں بہت اہمیت رکھتا ہے کہ نعت کا اصل فروغ اسی دور میں شروع ہوا۔ رنگ تغزل سے نعت کو وسعت دینے کا عمل بھی اسی زمانے سے متعلق ہے۔ زبان و بیان کی صفائی اور تشبیہات و استعارات کی ندرت کا اہتمام بھی زیادہ تر اسی دور میں ہوا۔ قرآن سے اخذ و استفادہ کا رجحان بھی بڑھا۔ قرآن و سیرت کی ہم رنگی و ہم آہنگی کا چرچا ہوا۔

معانی قل ھو اللہ احد کے ہیں یہاں "ناسخ" — برائے قافیہ رکھا ہے میں نے میم احمدؐ کا

ناسخ (المتوفی: ۱۲۵۴ھ)

ہے سورۂ والشمس اگر روئے محمدؐ — واللیل کی تفسیر ہوئی موئے محمدؐ

کرامت علی شہیدی (المتوفی: ۱۲۵۶ھ)

مطاع دو جہاں و مطیع الہ — سرفراز عبد جہاں بادشاہ
بہار ازل خاتم المرسلین — گل اولین و بر آخرین

مومن (المتوفی: ۱۲۶۹ھ)

واللیل تیرے گیسوئے مشکیں کی ہے ثناء — والشمس ہے ترے رخ پر نور کی قسم

بہادر شاہ ظفر (المتوفی: ۱۲۷۹ھ)

گیسو تھے وہ مفسر واللیل اذا سجی — رخ سے عیاں تھے معنی والشمس والضحیٰ
وہ ریش پاک اور رخ سردار انبیاء — گویا دھرا تھا رحل پر قرآن کھلا ہوا
اوڑھے سیاہ جبہ جو عالم پناہ تھا — کعبہ کا صاف حاجیوں کو اشتباہ تھا

انیس لکھنوی (المتوفی: ۱۲۹۱ھ)

کیا قامت احمدؐ نے ضیا پائی ہے — چہرے پہ عجب نور کی زیبائی ہے
مصحف کو نہ کیوں فخر ہو اس صورت پر — قرآن سے پہلے یہ کتاب آئی ہے

دبیر لکھنوی (المتوفی: ۱۲۹۳ھ)

متوسطین کے دور میں، جن دو شاعروں کی بدولت اردو نعت نے مستقل فن کی حیثیت اختیار کی، وہ تھے غلام امام شہید (المتوفی۔ ۱۲۹۶ھ) اور لطف بریلوی (المتوفی۔ ۱۲۹۸ھ) شہید کا نعت لکھنے اور پڑھنے کے سوا کوئی شغل نہ تھا۔ ان کے یہاں قصیدہ، مثنوی، غزل اور ترجیع، بند سب میں نعت ملتی ہے۔

لطف نے بھی پوری شاعرانہ صلاحیتیں نعت کے لئے وقف کر دیں اور نعت میں پیرایہ غزل کی مقبولیت انہی کی کوششوں سے ہوئی۔ قرانی نعت کے سامنے لطف بریلوی کا اعتراف عجز دیکھئے۔

خداوند دو عالم ہے ترا مداح قرآں میں   تری تعریف لکھنے کی کہاں طاقت ہے انساں میں
داب لی ہے منہ میں اپنے صورت غنچہ زباں   ہم نے قرآں میں ترے وصف و ثنا کو دیکھ کر

متاخرین کے دور میں امیر مینائی اور محسن کاکوروی جیسے عظیم نعت گو ہوئے۔ جذبات کی فراوانی اور ندرت و لطافت سے نعت کا ادبی معیار بہت بلند ہوا۔ خیال آرائی کی طرف رجحان بڑھا تاہم اپنے بنیادی ماخذ سے نعت کا رشتہ بدستور قائم رہا۔

قوسین ودنی اور فتدلی سے ہے ظاہر   مابین نہ تھا کوئی بھی حائل شب معراج
شائق حیدر آبادی (المتوفی : ۱۳۱۵ھ)

کھلا ارباب عرفان پر ووضعنا عنک وزک سے   اٹھا جو خود ید قدرت نے پشتارا محمدؐ کا
وہ مزمل، وہ مدثر، وہ طٰہٰ اور وہ یٰسین   پکارا نام کس کس طرح سے پیارا محمدؐ کا
بیان یزدانی (المتوفی : ۱۳۱۷ھ)

دونوں رخساروں کی مدحت میں ہوا موزوں جو شعر   ترجمہ شمس الضحیٰ، بدر الدجیٰ کا ہو گیا
امیر (المتوفی : ۱۳۱۸ھ)

عماں کرم کے در منشور   قرآں شریف کے سورۂ نور
ہے جس کی شگفتہ رنگ تقریر   ما ینطق عن الھوی کی تفسیر
نزول نسخہ پاکیزہ کلام مجید   ترے عروج، تری حمد کے بیان کے لئے
محسن (المتوفی : ۱۳۲۳ھ)

اردو نعت کے دور جدید کا آغاز ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد ہوا۔ نعتیہ شاعری میں بھی نئی روح پھونکی گئی۔ حقیقت پسندی کا رجحان غالب ہوا۔ تکلف و تصنع سے گریز کیا جانے لگا۔ مولانا حالی اور مولانا شبلی کے علاوہ مولانا احمد رضا بریلوی، مولانا کفایت علی کافی، مولانا حسن رضا خان اور مفتی غلام سرور لاہوری جیسے علمائے کرام اس میدان میں آئے تو نعت تعلیمات محمدیؐ کی تفسیر اور فیوضات رسالت کی تفصیل بنی۔

عزیز لکھنوی، غریب سہارنپوری، محمد مظفر الدین معلّی، امجد حیدر آبادی، ممتاز گنگوہی، کیف ٹونکی، اکبر میرٹھی، مہاراجہ سرکشن پرشاد شاد، حافظ جلیل ملکپوری، حافظ پیلی بھیتی، دلو رام کوثری نے نعت کا دامن مزید وسیع کیا۔

علامہ اقبالؒ نے اگرچہ براہ راست نعت نہیں لکھی مگر ان کی پوری شاعری کا اصل محور حضور اکرم کی ذات گرامی تھی

انہوں نے نعت گوئی کے لامحدود امکانات سمجھائے۔

مولانا ظفر علی خان اردو نعت کے لئے مجدد ثابت ہوئے اور دور حاضران کی رہبری کا ممنون ہے۔

شاد عظیم آبادی اور نفیس خلیلی نے بھی نعت کے رنگ جدید میں حصہ ڈالا۔ ابوالاثر حفیظ جالندھری اور ماہر القادری نے نئی نعت کے خد و خال سنوارنے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ ان کے ساتھ مولانا ضیاالقادری' حمید صدیقی اور بہزاد لکھنوی نے نعت میں والہانہ پن کا اضافہ کیا۔ اس دور کو اگر علماء کا دور کہا جائے تو کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔ لہٰذا قرآن پاک سے اخذ و استفادہ کا رجحان بھی اس زمانے میں بہت بڑھا۔

کحل مازاغ البصر آنکھوں میں وہ چھایا ہوا ... مردمک روشن بنور ما طغی صلی علی

مفتی سرور لاہوری (المتوفی: ۱۳۲۱ھ)

جو آیا ہے فقلنا کن لہ مضمون قرآن میں ... بیان حال وصف صنعت چالاک دستی ہے

بیان فاتبعونی سے یہ حجت مسلم ہے ... کہ طاعت' احمدؐ مرسل کی عین حق پرستی ہے

محمد مظفر الدین معلی (المتوفی: ۱۳۳۵ھ)

رفعنا لک ذکرک پر تصدق ... سب اونچوں سے اونچی ہے شوکت کسی کی

اترنے لگے ما رمیت ید اللہ ... چڑھی ایسے زوروں پہ طاقت کسی کی

گدا خوش ہوں خیر لک کی صدا ہے ... کہ دن دونی بڑھتی ہے دولت کسی کی

فترضیٰ نے ڈالی ہیں باہیں گلے میں ... کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

حسن بریلوی (المتوفی: ۱۳۲۶ھ)

انت فیھم نے عدو کو بھی لیا دامن میں ... عیش جاوید مبارک تجھے شیدائی دوست

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا ... تری خلق کو حق نے جمیل کہا

کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا شہا ... ترے خالق حسن و ادا کی قسم

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا ... نہ کسی کو ملے' نہ کسی کو ملا

کہ کلام مجید نے کھائی شہا ... ترے شہر و کلام و بقا کی قسم

مولانا احمد رضا خاں بریلوی (المتوفی: ۱۳۴۰ھ)

قرآنی مضامین کو جذب کرکے اپنے لفظوں میں بیان کرنے کا انداز بھی عام ہوا اور قرآنی لہجے کو اپنانے کی کوششیں بھی کی گئیں۔

وہ علم و حکمت سکھانے والا ... پیام حق کا وہ لانے والا

کلام حق کا سنانے والا ... عذاب حق سے ڈرانے والا

مقام محمود پانے والا
وہ بیت اقصیٰ کا جانے والا
ہے جسم محمدؐ سراجاً منیرا
کہ ہے شان میں جس کی ذکراً کثیرا
جو منظور خالق ہوئی رہنمائی
محمدؐ کو بھیجا بشیراً نذیرا
خدائے محمدؐ نے امت کو بخشی
وہ جنت، صفت جس کی ملکاً کبیرا

اکبر میرٹھی (المتوفی: ۱۳۴۸ھ)

حفظ مراتب، پاس اخوت، سعی و توکل، رفق و فتوت
تلک حدود اللہ میں منضم صلی اللہ علیہ وسلم

اقبال سہیل (المتوفی: ۱۳۶۵ھ)

ان ھو الا وحی یوحی جس کی شان میں آیا ہے
رحمت عالم بن کے اک امی اس مکتوب کو لایا ہے
جاء الحق و زہق الباطل اس کی زبان پر آتے ہیں
کفر کے پرچم سر بفلک پر پرچم دیں لہرایا ہے

مولانا ظفر علی خاں (المتوفی: ۱۳۷۶ھ)

اے تیریؐ ذات عقل کا پیرایہ دوام
تیرا عمل ہے معنی آیات بینات
اسریٰ بعبدہ ہے ترے قرب کی دلیل
یہ سب ہیں تیری ذات کے قدسی تصرفات

عبدالمجید سالک (المتوفی: ۱۳۷۹ھ)

عرش والا زمیں پہ آتا ہے
فاتقو اللہ یا اولی الابصار

امجد حیدر آبادی (المتوفی: ۱۳۸۰ھ)

وہ شاہد وہ مبشر وہ نذیر و آمر و ناہی
خدا کے حکم سے حاکم مطاع ازماہ تک ماہی

ابوالاثر حفیظ جالندھری

قیام پاکستان کے بعد اردو نعت نے ارتقا کی منازل بہت تیزی سے طے کی ہیں۔ اس نظریاتی مملکت میں یہ ترقی بالکل قدرتی اور فطری ہے۔ نعت کے ذریعے کائنات انسانی کے مطالعے کا کام لیا جانے لگا ہے۔ نعت میں اس انقلاب کی بازگشت سنائی دینے لگی ہے۔ جسے برپا کرنے کے لئے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے تھے۔ حضورؐ کی تعلیمات اور منشور حیات کو نہایت خوبصورتی سے سمویا جا رہا ہے۔

آج کا نعت گو اپنے ذاتی اور کائناتی دکھوں کا علاج حضورؐ کی سیرت اطہر میں سے تلاش کرتا ہے۔ یوں اردو نعت زندگی سے ہم آہنگ ہو کر مقبولیت کی حدوں کو چھونے لگی ہے۔ ہیئت کے تجربے بھی ہو رہے ہیں۔ قرآن حکیم سے نعتیہ مضامین اور الفاظ لینے کا سلسلہ بہت پھیل گیا ہے۔ مگر یہاں صرف چند مثالیں دی جا سکیں گی۔

حرف لا تقنطوا ترا پیغام
تجھ سے امید کا دیا روشن
تیرا خلق عظیم لا تثریب
تیرا عزم صمیم لا تحزن

نعرہ لاتخف سے "صہبانی"
اہرمن زیر سرنگوں و زبوں
اثر صہبانی

رحمت ہیں آپؐ سارے جہانوں کے واسطے
آئے ہیں آپؐ سارے زمانوں کے واسطے
محشر رسول نگری

انا بشر کا جو اعلان و اعتراف کرے
نہیں جو وحی خدا میں مجاز بیش و کم
اے وہ کہ مل چکی جن کو نعمت ایماں
صلوا علیہ وسلمو تسلیما
عبدالعزیز خالد

حرف اتممت علیکم ہے گواہ
حسن تکمیل ہے بعثت ان کی
احمد ندیم قاسمی

کنت کنزا" کی وادیوں کا نور
آسمان قدم کا ماہ تمام
و رفعنا کی رفعتوں کا امیں
ابوالارواح کا بھی پیش امام
راز دار دنیٰ و او ادنیٰ
کتنا ارفع ہے عبدہ کا مقام
تھا یہی الانشراح صدر کا راز
اس سے لینا تھا آئینے کا کام
محمد اعظم چشتی

عیاں ہے آیہ ما ینطق سے حسن کلام
رسولؐ پاک کے حسن بیاں کی بات کرو
قمر یزدانی



چند نعتیہ شاہپارے اور علم الاعداد

پروفیسر محمد یونس حسرت

یہ امر تو کسی وضاحت اور تشریح کا محتاج نہیں کہ اللہ جل شانہ نے اس کائنات اور کائنات کی تمام اشیاء کی تخلیق نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمائی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جب تخلیق کائنات کا ارادہ کیا تو پہلے اپنے پیارے حبیب محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا اور پھر اس نور سے اور اس نور کے صدقے میں کائنات اور کائنات کی ایک ایک شے وجود میں آئی۔

جو کچھ ہے کائنات میں، تیرے طفیل ہے ہوتا نہ کچھ، ہوا ہے، نہ ہو گا تیرے بغیر

گویا جو کچھ وجود میں آ چکا ہے وہ بھی اور جو کچھ قیامت تک وجود میں آئے گا وہ بھی اسی نور محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بدولت اور اسی نور محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صدقے میں ہے اور ہو گا۔ قیامت تک جسے بھی اور جو کچھ بھی ملے گا اسی نور محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صدقے میں ملے گا۔ کائنات اور عالم موجودات کی ایک ایک شے اور ایک ایک وجود تو نور محمدی کا صدقہ ہے ہی، لطف کی بات یہ ہے کہ کائنات اور عالم موجودات کی ایک ایک شے اور ایک ایک وجود کا نام بھی نور محمدیؐ ہی کا صدقہ ہے۔ یعنی کائنات میں ہر شے اور ہر وجود کا نام محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اور اسم گرامی سے مشتق ہے۔

علم الاعداد کا ایک دلچسپ اور حیرت انگیز کلیہ اس حقیقت کا بصیرت افروز ثبوت بہم پہنچاتا ہے۔ مگر اس حیرت انگیز کلیے کے بیان سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خود علم الاعداد کے بارے میں چند ابتدائی باتیں بیان کر دی جائیں تاکہ اس کلیے کو سمجھنے میں دشواری محسوس نہ ہو۔

علم الاعداد دنیا کے قدیم ترین علوم میں سے ہے۔ آج بھی اگرچہ اس کا شمار علوم مخفیہ میں ہوتا ہے مگر اس حقیقت کو فراموش نہیں کیا جا سکتا کہ اس کائنات میں اربوں اور کھربوں بلکہ اس سے کہیں آگے تک کا حساب صرف نو اعداد پر مشتمل ہے۔ قدیم مصریوں اور یونانیوں کو علم الاعداد پر کامل دسترس حاصل تھی۔ وہ انسان زندگی پر اعداد کے اثرات کی بدولت پیدا ہونے والے نتائج سے پوری طرح آگاہ تھے۔ ان اثرات اور نتائج پر بحث کرنا تو زیر نظر مضمون کے دائرے سے خارج ہے مگر ان قدیم لوگوں کے صدیوں پر محیط تحقیقی کام اور تجربات و مشاہدات کی بدولت ہی یہ حیرت انگیز امر سامنے آیا ہے کہ کائنات کے تمام پیچ در پیچ حساب کتاب کی بنیاد صرف ایک سے لے کر نو تک کے اعداد پر ہے۔

علم الاعداد کے ماہرین کسی چیز، جگہ، شے یا وجود کے نام کے اعداد نکالنے کے لئے حروف ابجد کی جدول سے استفادہ کرتے ہیں۔ یہ جدول درج ذیل ہے۔

جدول حروف ابجد مع اعداد

ابجد ہوز

ا ب ج د
۱، ۲، ۳، ۴

ہ و ز
۵، ۶، ۷

حطی

ح ط ی
۸ ۹ ۱۰

کلمن

ک ل م ن
۲۰ ۳۰ ۴۰ ۵۰

سعفص

س ع ف ص
۶۰ ۷۰ ۸۰ ۹۰

قرشت

ق ر ش ت
۱۰۰ ۲۰۰ ۳۰۰ ۴۰۰

ثخذ

ث خ ذ
۵۰۰ ۶۰۰ ۷۰۰

ضظغ

ض ظ غ
۸۰۰ ۹۰۰ ۱۰۰۰

علم الاعداد میں تمام حروف کی مندرجہ بالا قیمتیں شمار کی جاتی ہیں۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل مزید امور کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔

۱۔ مد (   ) اور ہمزہ (ء) کا کوئی عدد شمار نہیں کیا جاتا۔
۲۔ اللہ، الٰہی، رحمٰن اور اسی طرح کے دوسرے الفاظ میں بعض حروف پر جو چھوٹا الف ہوتا ہے اس کا کوئی عدد شمار نہیں کیا جاتا۔
۳۔ پ کے عدد ب کے مساوی شمار کئے جاتے ہیں۔
۴۔ ٹ کے عدد ت کے مساوی لئے جاتے ہیں۔
۵۔ ڈ کے عدد د کے مساوی شمار ہوتے ہیں۔
۶۔ چ کے عدد ج کے مساوی لئے جاتے ہیں۔
۷۔ ژ کے عدد ز کے مساوی شمار ہوتے ہیں۔
۸۔ ڑ کے عدد ر کے مساوی لئے جاتے ہیں۔
۹۔ گ کے عدد ک کے مساوی شمار ہوتے ہیں۔

ان اشارات کے مطابق ہم کسی بھی چیز، شے یا وجود کے نام کے اعداد معلوم کر سکتے ہیں۔ مثلاً" چاند، قمر، مہتاب، ماہتاب کے اعداد ملاحظہ فرمایئے۔

چاند: چ + ا + ن + د

۴ + ۱ + ۵۰ + ۴ = ۵۹

قمر: ق + م + ر

۱۰۰ + ۴۰ + ۲۰۰ = ۳۴۰

مہتاب: م + ا + ہ + ت + ا + ب

۴۰ + ۱ + ۵ + ۴۰۰ + ۱ + ۲ = ۴۴۹

اسی طرح ہم علم الاعداد کے اس قاعدے کے مطابق کسی بھی چیز، جگہ، شے یا وجود کے نام کے اعداد معلوم کر سکتے ہیں۔

علم الاعداد کی ان چند ابتدائی باتوں کے بعد ہم اس کلیے کی طرف آتے ہیں جس کا ذکر اوپر ہوا ہے۔ یہاں یہ ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہو گا کہ علم الاعداد کا یہ کلیہ شروع ہی سے بزرگوں اور علماء کی دلچسپی کا مرکز بنا رہا ہے۔ جس طرح بعض بزرگوں نے قرآن مجید کی قرات کے قواعد کو منظوم کیا ہے یا جس طرح بعض شاعروں نے تقویم کے قاعدوں کو شعر کی صورت دی ہے اسی طرح اس کلیے کو بھی ابیات کی صورت میں پیش کیا جاتا رہا ہے۔ اس سلسلے میں بھگت کبیر اور بابا نانک کے نعتیہ دوہے خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

بھگت کبیر کہتے ہیں ۔

عدد نکالو چیز سے، چوگن کر لو وائے   دو ملا کر پچ گن کر لو، بیس کا بھاگ لگائے
باقی بچے کے نو گن کر لو، اس میں دو اور ملائے   کہت کبیر سنو بھئی سادھو، نام محمد آئے

ترجمہ: ہر چیز سے عدد نکالو، اس کو چار گنا کر لو پھر دو ملا کر پانچ گنا کر لو اور بیس پر تقسیم کر دو جو باقی بچے اسے نو گنا کر کے اس میں دو اور ملا لو۔ بھگت کبیر کہتا ہے کہ سنو بھئی سادھو! اس طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آئے گا۔ بھگت کبیر کے اس نعتیہ دوہے کے بعد اب ذرا بابا نانک کا نعتیہ دوہا بھی ملاحظہ ہو۔ وہ کہتے ہیں۔

نام لو جس اچھر کا، کر لو چوگن سار   دوملا کر پنج گنا، بیسوں دو اڑا
جو بچے سو نو گن کر دو اور لو ملا   نانک تن بدن سے محمدؐ لو بنا

ترجمہ: کسی بھی چیز کا نام لو۔ اس کے عدد نکال کر چار گنا کر لو۔ اس میں دو ملا کر پانچ گنا کر لو اور پھر بیس پر تقسیم کر دو جو باقی بچے اسے نو گنا کر لو اور پھر اس میں دو اور ملا لو۔ اے نانک اس طرح تم تن بدن سے محمدؐ بنا سکتے ہو۔

ان دوہوں میں علم الاعداد کے جس حیرت انگیز کلیے کو نظم کیا گیا ہے۔ ذیل میں ہم اسے سادہ الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ جس سے اس کلیے کی پوری ترکیب بھی معلوم ہو جائے گی۔

۱: کوئی نام یا لفظ لیں اور ابجد کے حساب سے اس کے عدد نکالیں۔

۲: حاصل شدہ عدد کو چار سے ضرب دیں۔

۳: حاصل ضرب میں دو جمع کریں۔

۴: حاصل جمع کو پانچ سے ضرب دیں۔

۵: حاصل ضرب کو بیس پر تقسیم کریں۔

۶: تقسیم کے بعد جو عدد باقی بچے اسے نو سے ضرب دیں۔

۷: حاصل ضرب میں دو جمع کریں۔

اس عمل سے ۹۲ کا عدد حاصل ہو گا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عدد ہے۔ یعنی

م + ح + م + د

۴۰ + ۸+ ۴۰ + ۴ =۹۲

اس حیرت انگیز کلیے اور اس کے عمل کی وضاحت ذیل میں چند مثالوں سے کی جاتی ہے۔

۱: چاند کے اعداد بحساب ابجد = ۵۹

۲: ۵۹ کو چار سے ضرب دیا تو حاصل ضرب = ۲۳۶

۳: حاصل ضرب میں دو جمع کیا تو ۲۳۶ + ۲ = ۲۳۸

۴: حاصل جمع ۲۳۸ کو پانچ سے ضرب دیا تو ۲۳۸ × ۵ = ۱۱۹۰

۵: حاصل ضرب کو بیس سے تقسیم کیا تو ۱۱۹۰ ÷ ۲۰ باقی ۱۰ بچے

۶: دس کو نو سے ضرب دیا تو ۱۰ × ۹ = ۹۰

۷: حاصل ضرب میں دو جمع کئے تو ۹۰ + ۲ = ۹۲

اور ۹۲ محمد کا عدد ہے۔

مثال نمبر ۲: اوپر "قمر" کے عدد ۳۴۰ بتائے گئے ہیں۔ اب ذرا عمل ملاحظہ ہو۔

۱: قمر کے اعداد بحساب ابجد = ۳۴۰

۲: ۳۴۰ کو چار سے ضرب دیا تو ۳۴۰ × ۴ = ۱۳۶۰

۳: حاصل ضرب میں ۲ جمع کیا ۱۳۶۰ + ۲ = ۱۳۶۲

۴: حاصل جمع ۱۳۶۲ کو پانچ سے ضرب دیا تو ۱۳۶۲ × ۵ = ۶۸۱۰

۵: حاصل ضرب کو ۲۰ سے تقسیم کیا تو = ۶۸۱۰ ــــ ۲۰ باقی ۱۰ بچے

۶: ۱۰ کو ۹ سے ضرب دیا = ۱۰ × ۹ = ۹۰

۷: حاصل ضرب میں دو جمع کئے تو ۹۰ + ۲ = ۹۲ اور ۹۲ محمدؐ کا عدد ہے۔

مثال نمبر ۳: اوپر "مہتاب" کے عدد ۴۴۸ بتائے گئے ہیں۔ اب ذرا عمل ملاحظہ ہو۔

۱: مہتاب کے عدد بحساب ابجد = ۴۴۸

۲: ۴۴۸ کو چار سے ضرب دیا تو ۴۴۸ × ۴ = ۱۷۹۲

۳: حاصل ضرب میں ۲ جمع کیا تو ۱۷۹۲ + ۲ = ۱۷۹۴

۴: حاصل جمع کو پانچ سے ضرب دیا تو = ۱۷۹۴ × ۵ = ۸۹۷۰

۵: حاصل ضرب کو ۲۰ سے تقسیم کیا تو = ۸۹۷۰ ÷ ۲۰ = باقی بچے ۱۰

۶: ۱۰ کو ۹ سے ضرب دیا تو ۱۰ × ۹ = ۹۰

۷: حاصل ضرب میں ۲ جمع کئے تو = ۹۰ + ۲ = ۹۲ اور ۹۲ محمدؐ کا عدد ہے۔

مثال نمبر ۴: اوپر ماہتاب کے عدد ۴۴۹ بتائے گئے ہیں۔ اب ذرا ملاحظہ ہو۔

۱: ماہتاب کے عدد بحساب ابجد = ۴۴۹

۲: ۴۴۹ کو ۴ ضرب دیا تو = ۴۴۹ × ۴ = ۱۷۹۶

۳: حاصل ضرب میں ۲ جمع کیا تو = ۱۷۹۶ + ۲ = ۱۷۹۸

۴: حاصل جمع کو پانچ سے ضرب دیا تو = ۱۷۹۸ × ۵ = ۸۹۹۰

۵: حاصل ضرب کو ۲۰ سے تقسیم کیا تو = ۸۹۹۰ ÷ ۲۰ باقی ۱۰ بچے

۶: ۱۰ کو ۹ سے ضرب دیا تو ۱۰ × ۹ = ۹۰

۷: حاصل ضرب میں ۲ جمع کئے تو ۹۰ + ۲ = ۹۲ اور ۹۲ محمدؐ کا عدد ہے۔

یہ صرف اس چاند کے چند ناموں کی مثالیں ہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی کے اشارے سے دو ٹکڑے ہو گیا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ پا کر الٹے پھرنے والے سورج، شمس یا آفتاب پر بھی اس کلیے کا عمل کیا جائے تو ۹۲ ہی کا عدد حاصل ہو گا۔ ایک چاند یا سورج ہی پر موقوف نہیں۔ اس کائنات کی کسی بھی شے اور کسی بھی وجود کے نام پر اس کلیے کا عمل کیا جائے تو ۹۲ ہی کا عدد حاصل ہو گا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عدد ہے۔ اس طرح یہ بات پایہ ثبوت تک کو پہنچ جاتی ہے کہ اس کائنات اور عالم موجودات کی ایک ایک شے اور ایک ایک وجود کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اور اسم گرامی سے مشتق ہے۔

اوپر "امجد علی" کے نام کے عدد ۱۵۸ بتائے گئے ہیں لگے ہاتھوں ہم اس نام پر بھی علم الاعداد کے اس کلیے کا عمل آزماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو اس کی مثال۔

مثال نمبر ۵:

۱: امجد علی کے نام کے اعداد بحساب ابجد = ۱۵۸

۲: ۱۵۸ کو ۴ سے ضرب دیا تو حاصل ضرب = ۱۵۸ × ۴ = ۶۳۲

۳: حاصل ضرب میں ۲ جمع کئے تو = ۶۳۲ + ۲ = ۶۳۴

۴: حاصل جمع ۶۳۴ کو پانچ سے ضرب دیا تو ۶۳۴ × ۵ = ۳۱۷۰

۵: حاصل ضرب کو ۲۰ سے تقسیم کیا تو ۳۱۷۰ ÷ ۲۰ = باقی ۱۰ بچے۔

۶: ۱۰ کو ۹ سے ضرب دیا تو ۱۰ × ۹ = ۹۰

۷: حاصل ضرب میں ۲ جمع کئے تو ۹۰ + ۲ = ۹۲

اور ۹۲ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عدد ہے۔ گویا کسی بھی نام پر اس کلیے کا عمل کیا جائے تو ۹۲ کا عدد حاصل ہو گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کائنات کی ایک ایک چیز ہی نور محمدیؐ سے مشتق نہیں بلکہ کائنات کی ایک ایک چیز کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اور اسم گرامی سے مشتق ہے۔ اس طرح دیکھنے والی آنکھیں کائنات کی ایک ایک چیز میں نور محمدیؐ کا جلوہ دیکھ سکتی ہیں اور اس فرمودہ نبوی کی صداقت کا زندہ جاوید ثبوت ملاحظہ کر سکتی ہیں کہ وا لخلق کلھم من نوری (الحدیث)

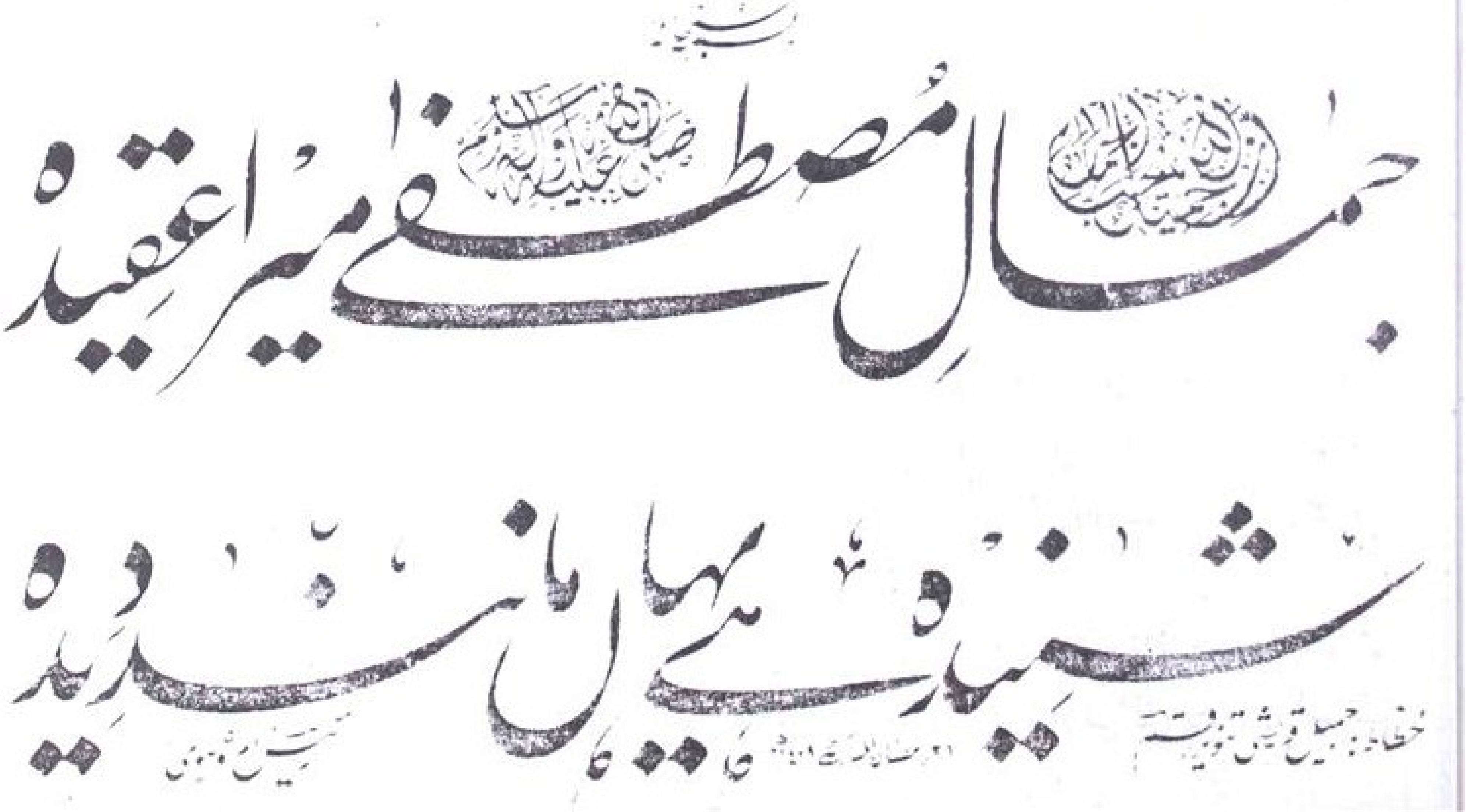
ترجمہ: اور اللہ نے تمام کائنات کو میرے نور سے پیدا کیا ہے۔

اور اب آخر میں علم الاعداد کے اس حیرت انگیز کلیے کی ایک اور منظوم اور آسان صورت ملاحظہ کیجئے

ہر شے میں محمدؐ ہیں، یہ بڑھ بڑھ کر صدا دو — منکر کو حساب ابجد و ہوز کا سکھا دو
ہر شے پہ لکھا اسم مبارک ہے خدا نے — یہ صفت خالق ہے، اسے سب کو بتا دو
ترکیب ہے یہ، لفظ کے اعداد کی تجمیع — مضروب کرو چار سے، پھر دو کو ملا دو
پھر ضرب کرو پانچ سے اور بیس سے تقسیم — باقی جو بچیں، ضرب انہیں نو سے ذرا دو
پھر حاصل مضروب میں دو اور ملا دو — زاں بعد محمدؐ کے عدد سب کو دکھا دو
بے شبہ ہوئے مالک کونین محمدؐ — یہ پیکر عاجز کا سخن سب کو سنا دو

(محترمہ بلقیس رضویہ لکھنؤ)

نعت کے یہ چند شاہپارے جو علم الاعداد کی روشنی میں پیش کئے گئے ہیں مزید تحقیق پر ایسے اور بھی یقیناً" نعتیہ اشعار مل جائیں گے جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کا بلاشبہ ایک معجزہ ہوں گے۔ جس سے علم الاعداد کی بوقلمونی بھی سامنے آئے گی اور اعداد و الفاظ کی دنیا میں عقیدت و محبت کے نئے پھول بھی کھلتے محسوس ہوں گے۔



صاحب دیوان شاعرات کی نعت گوئی

نور احمد میرٹھی

ہمارے شعری ادبی سرمائے میں خواتین نے بھی قابل ذکر کردار ادا کیا ہے۔ ابتداء میں خواتین کا شعرگوئی کی طرف مائل ہونا معیوب سمجھا جاتا تھا مگر ذوق لطیف رکھنے والے پڑھے لکھے گھرانوں کی خواتین اپنے محسوسات کو شعروں میں بیان کرتی تھیں لیکن یہ تعداد بہت محدود تھی۔ ان خواتین نے اپنے پاکیزہ جذبات کا اظہار نعت یا منقبت میں کیا ہے۔ یہ کلام بہت کم منظر عام پر آیا۔ کہیں کہیں گلدستوں یا خواتین کے رسائل میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ تذکروں میں بھی شاعرات کے بارے میں معلومات ملتی ہیں۔ شاعرات کا پہلا تذکرہ "بہارستان ناز" ہے جس کے لکھنے والے حکیم فصیح الدین رنج میرٹھی ہیں۔ یہ تذکرہ ۱۸۶۴۔ ۱۸۶۵ء میں تحریر کیا گیا۔ نعت گو شاعرات کا پہلا تذکرہ ترتیب دینے کا اعزاز ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری کو حاصل ہوا ہے جو ادارہ تصنیف و تحقیق پاکستان نے ۱۹۸۴ء میں شائع کیا ہے۔ اس تذکرے میں پچاس نعت گو شاعرات کا ذکر ملتا ہے۔

نعت گو شاعرات میں سے اکثر علمی گھرانوں سے تعلق رکھتی ہیں جو عربی اور فارسی سے بھی واقف تھیں۔ کئی شاعرات نے فارسی میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔ شاعرات کے کلام میں حسن عقیدت کے عمدہ نمونے ملتے ہیں۔ سوز و اثر کے ساتھ جذبات کی فراوانی اور اسلامی تعلیمات کا گہرا شعور ان کے کلام کی خصوصیت ہے۔ اپنی گودوں میں پرورش پانے والوں کی تعلیم و تربیت سے بھی وہ بخوبی واقف تھیں اسی لئے اسلامی ماحول قائم کرنے کی کوششیں بھی ان کے اشعار میں ملتی ہیں۔ شاعرات نے زبان و بیان پر بھی بھرپور توجہ دی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں فن شاعری پر بھی عبور حاصل تھا۔ ممتاز ناقدین ادب نے ان کی شعری صلاحیتوں کو تسلیم کیا ہے۔ مثلاً" نواب اختر محل "اختر" کے بارے میں مولانا عبدالباری آسی کی رائے ہے۔ "لفظ لفظ سے مشق سخن کا پتہ چلتا ہے۔" ---- نور جہاں بیگم "نور" کے متعلق ڈاکٹر عندلیب شادانی کا تبصرہ ہے۔ "بہت اچھی شاعرہ ہیں ---- میرا خیال ہے کہ ان کی طرح مضبوط کہنے والی خواتین دور حاضرہ میں کم ہیں۔" ---- محترمہ امینہ ہارون شروانی نے نعتیہ کلام کے محاسن بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق نے لکھا ہے۔ "شاعرہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا رشتہ جوڑ کر اپنے کلام میں والہانہ کیف' جذب اور شوق کے ساتھ تغزل کا رنگ پیدا کیا ہے۔" ---- محترم رسول جہاں بیگم "بیدل" کے بارے میں فرماتے ہیں۔ "بیدل کی نعت گوئی انہیں نہ صرف طبقہ نسواں کی نعت گو شاعرات میں منفرد حیثیت بخش رہی ہے بلکہ عام نعت گو شعراء میں ان کا رنگ ممتاز ہے۔"

بارگاہ رسالت میں ہدیہ عقیدت کی رواں دواں کیفیت' پرخلوص تاثیر کو لئے ہوئے اپنے محاسن میں اچھے نعت گو شعراء کے کلام سے پیچھے اور کم درجہ نہیں ہے۔" امینہ ہارون شروانی کے مجموعہ کلام کا تعارف "کیفی" چریا کوٹی اور شمس النساء بیگم "شرم" کے دیوان مطبوعہ ۱۸۹۰ء کی تقریظ بیگم حجاب نے لکھ کر ان شاعرات کے کلام پر روشنی ڈالی ہے۔ سیدہ سردار بیگم کو تو "ناہیدہ سخن" اور "خطیبہ ہند" کے خطاب بھی دیئے گئے۔

شاعرات کے کئی تذکرے شائع ہوئے ہیں۔ "تذکرۃ الخواتین" موئفہ عبدالباری آسی' "تذکرہ شاعرات اردو" موئفہ محمد جمیل احمد بریلوی' "تذکرہ بہارستان ناز" موئفہ فصیح الدین رنج میرٹھی' "شاعرات پاکستان" موئفہ شفیق بریلوی اور نعت کے

حوالے سے "تذکرہ نعت گو شاعرات" موئفہ ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری میں شاعرات کے بارے میں خاطر خواہ معلومات پیش کی گئی ہیں۔ ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے "اردو میں نعتیہ شاعری" میں بھی نواب اختر محل "اختر" زاہدہ خاتون، نور جہاں "نور" امینہ شروانی، رسول جہاں "بیدل"، نوشابہ خاتون اور تہنیت النساء بیگم "تہنیت" کی نعتیہ شاعری پر مفصل اظہار خیال کیا ہے۔ ذیل میں ان چند شاعرات کا ذکر اور نعتیہ کلام کا نمونہ دیکھئے جن کے نعتیہ مجموعے زیور طباعت سے آراستہ ہوئے۔

سیدہ سردار بیگم اختر کا آبائی وطن بنگلور ریاست میسور تھا۔ خان بہادر عبدالغنی رئیس اعظم نصیر آباد ان کے شوہر ہیں۔ ان کی نعتوں کا مجموعہ "صحیفہ درخشاں" شائع ہو چکا ہے۔

ہجوم سجدہ بے تاب آہ ! کیا کہئے　　　پڑی رہوں میں اسی در پہ عمر بھر کے لئے

امینہ ہارون شروانی، مولوی محمد یونس کی بیٹی اور نواب سر مزمل اللہ خان کی بھانجی ہیں۔ ان کی شادی پروفیسر ہارون خاں شروانی سے ہوئی۔ ان کا مجموعہ "انیات" کے نام سے شائع ہوا :۔

کیسے جاؤں کہ محمدؐ سے زیادہ محبوب　　　ماں نہیں، باپ نہیں، شوہر و اولاد نہیں

"پروین" کا بڑی بیگم لقب تھا۔ میر قربان علی رئیس آگرہ ان کے شوہر، سید محمد غضنفر علی خان والد اور مولانا سید نجف علی خاں دادا تھے۔ "سراج الفیض" کے نام سے ان کا دیوان ان کے صاحبزادے سید مشتاق حسین مشتاق نے ۱۹۱۵ء میں شائع کرایا تھا جس میں نعتیہ کلام بھی کافی ہے :۔

انبیاء میں منتقل ہوتا چلا آیا جو نور　　　در حقیقت میں تمہیں ہو یا محمد مصطفےٰ

تہنیت النسا "تہنیت" کا وطن حیدر آباد دکن ہے۔ نواب رفعت یار جنگ کی صاحبزادی اور اردو کے مشہور محقق اور نقاد ڈاکٹر محی الدین قادری زور کی اہلیہ ہیں۔ انہوں نے نعت کے علاوہ کچھ نہیں کہا۔ ان کا مجموعہ نعت "ذکر و فکر" ۱۹۵۶ء میں منظر عام پر آیا :۔

ہے تصور میں ہمیشہ اب سراپائے نبیؐ　　　ہم سراپا اک گلستان بن گئے ہیں آج کل

شفیقا" بدایوں سے تعلق رکھتی تھیں انہوں نے ایک میلاد شریف "مولود کی خوشی یعنی زنانہ مولود" کے نام سے لکھا تھا جس میں ان کا کلام بھی ہے :۔

ان کے روضہ کے قریں جا کے شفیقا" رہتی　　　چین سے عمر دو روزہ یہ بسر ہو جاتی

نواب شاہ جہاں بیگم والیہ ریاست بھوپال کا تخلص شیریں تھا اردو کی مشہور شاعرہ گزری ہیں۔ ۱۲۸۸ھ میں "دیوان شیریں" کانپور سے شائع ہوا۔

نیک کر آغاز سے انجام میرا اے کریم

نیک کر آغاز سے انجام میرا اے کریم　　　بہر عز و شان و قدر حق و آن مصطفےٰ

بی بی سلطان کا تخلص "فرخ" تھا۔ لاہور سے تعلق رکھتی تھیں۔ شیر علی قزلباش کی صاحبزادی تھیں۔ ان کا مجموعہ نعت "گلشن فرخ" ۱۳۱۱ھ میں چھپا۔

کھل گئے غنچوں کے منہ صل علی کہنے کو　　　دیکھ لی جب کہ محمدؐ کی شگفتہ دہنی

"محجوب" کا نعتیہ مجموعہ "گلبن نعت" ۱۳۲۸ھ میں لکھنؤ سے شائع ہوا۔

دیکھ کر جوہر لعل و لب و دندان نبیؐ　　　ہیں خجل گوہر و یاقوت و عقیقی یمنی

"مریم" قادری بدایوں کے رئیس عثمان بخش کی صاحبزادی اور مشہور استاد ڈاکٹر محمد افضل حسین قادری کی اہلیہ ہیں۔ انہوں نے صرف نعت ہی کہی اور اپنے شوہر سے اصلاح لی۔ "نغمات حرم" ان کا مجموعہ کلام ہے:۔

گردش مہر و ماہ ہو یا کہ ہو دور صبح و شام
صبح ازل سے آج تک سب ہیں رہین التفات

"محجوب" سیتا پوری کا پورا نام نور بانو ہے۔ والد کا اسم گرامی امیر خاں ہے۔ آپ نے "دیار حبیب" کے نام سے ایک مولود شریف ترتیب دیا ہے۔

ترے دربار میں "محجوب" حسن مدعا لائے　　　برہنہ سر کھڑی ہے عجز کی جھولی کو پھیلائے

مبارک النساء کا قلمی نام معینہ اور "معین" تخلص ہے۔ سید نور الرسول "قدرت" کی نواسی، سید مظفر علی "رشید" کی بیٹی اور ڈاکٹر احمد علی انور کی اہلیہ ہیں۔ ان کا نعتیہ کلام "نذرانہ" کے نام سے شائع ہوا۔

وہ التفات لطف و کرم یاد آ گئے　　　دل پھر نثار احمد مختار ہو گیا

زاہدہ خاتون کا تخلص "نزہت" تھا۔ ان کی شہرت ز۔ خ۔ ش کے نام سے ہوئی۔ نزہت کے والد نواب سر مزمل اللہ خاں شروانی تھے۔ "فردوس تخیل" اور "آئینہ حرم" کے ناموں سے ان کے دو شعری مجموعے منظر عام پر آ چکے ہیں۔

میں اور بارگاہ رسالت پناہ کی　　　اے دل کہیں نہ ہو غلطی یہ نگاہ کی

نورجہاں "نور" بدایونی مشہور شاعرہ ہیں۔ ڈاکٹر امیر حسن صدیقی ان کے شوہر ہیں۔ ان کا مجموعہ کلام "خونابۂ دل" شائع ہو چکا ہے۔

ہیں اور نبیؐ چرخ رسالت کے ستارے　　　ہے عرش کی زینت مہ تابان مدینہ

رابعہ "نہاں" کا آبائی وطن میرٹھ ہے۔ محمد صفی کی صاحبزادی ہیں۔ ان کے خاندان کے بیشتر افراد شاعر ہیں۔ مجموعہ کلام شائع

ہو چکا ہے۔

یثرب کے بادشاہ کی ہے جستجو مجھے پھرتی ہے اس کی یاد لئے کوبکو مجھے

نوشابہ خاتون مولوی عبدالحق سابق مددگار صدر ناظم کوتوالی اضلاع حیدر آباد کی بیٹی ہیں۔ ۱۹۲۴ء میں جامعہ عثمانیہ سے بی اے کی ڈگری حاصل کر چکی تھیں۔ نوشابہ کا مجموعہ "موج تخیل" کے نام سے موسوم ہے۔

سایہ گنبد خضراء جو مجھے مل جاتا طائر روح کا طوبیٰ پہ نشیمن ہوتا

خیر النساء کا تخلص "بہتر" تھا۔ حضرت سید شاہ ضیاء النبی حسنیؒ کی صاحبزادی، مولانا سید عبدالحیؒ کی اہلیہ اور ڈاکٹر سید عبدالعلی اور مولانا سید ابوالحسن ندوی مدظلہ کی والدہ تھیں۔ تصنیف، تالیف سے خاص لگاؤ رکھتی تھیں۔ "حسن معاشرت"، "الدعاء و القدر"، "ذائقہ" اور "باب رحمت" ان کی یادگار کتابیں ہیں۔ "باب رحمت" میں ان کا منظوم کلام ہے۔ حافظہ قرآن تھیں اور حج کی سعادت بھی حاصل کر چکی تھیں۔

اگر ہو جاتا مدینہ "بہتر" کبھی نہ آؤں، وہاں سے پھر کر
جیوں وہیں پر، مروں وہیں، پر مجھے وہ قسمت ملے، الٰہی

"عائشہ" تخلص فرماتی تھیں۔ نسیم، آپ مولانا سید عبدالحیؒ کی صاحبزادی اور مولانا سید ابوالحسن ندوی مدظلہ کی بڑی ہمشیرہ ہیں۔ آپ نے دیگر تصانیف کے علاوہ دو مجموعے یادگار چھوڑے۔ ایک مجموعہ نعت "موج نسیم" اور ایک مجموعہ مناجات "باب کرم":

جسم مزکی، روح مصفا، قلب منور، حسن میں یکتا
ظاہر و باطن نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم

رحمت النساء کا تخلص "رحمت" تھا ان کا مجموعہ نعت "گلدستہ رحمت" ہے۔ کبیر النساء کانپور کی رہنے والی تھیں۔ ۱۹۵۴ء میں ان کی میلاد کی کتاب "باغ سرور کائنات" کانپور سے شائع ہوئی تھی۔ عفت مظفر نگری معروف وکیل و میونسپل کمشنر ناظر حسین کی اہلیہ تھیں۔ ان کا مجموعہ مضامین "گوہر عفت" شائع ہو چکا ہے۔

مختلف تذکروں میں نعت کے حوالے سے مزید جن شاعرات کا ذکر ملتا ہے ان میں عزیز جہاں "ادا" جعفری، "رابعہ" پنہاں، وحیدہ "نسیم"، سکندر "حیا" بریلوی، خورشید آرا بیگم، "خورشید" جمال النساء، "مخفی" بدایونی، سعیدہ عروج "مظہر"، صالحہ "نزہت" سیوہاروی، "نسیم" بریلوی، ڈاکٹر افتخار بیگم، "سلمیٰ" حیدر آبادی، "قمر" چندوسی اور آفتاب بیگم "یاس" کے نام بھی نمایاں ہیں۔

چند غیر مسلم شاعرات نے بھی انسانیت کے محسن اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور گلہائے عقیدت پیش کئے ہیں۔ یہ شاعرات بھی اسلامی تعلیمات اور سیرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گہرا مطالعہ رکھتی ہیں۔ ان کے جذبات و

احساسات کو خواتین کی نعتیہ شاعری میں نظرانداز نہیں کیا جا سکتا- چند غیر مسلم شاعرات کا حسن عقیدت یہ ہے-

محترمہ ڈاکٹر "انجنا" سندھیر کا مجموعہ کلام "موج سحر" شائع ہو چکا ہے- آپ پی ایچ ڈی ہیں اور کئی زبانوں پر مکمل عبور رکھتی ہیں- ایک ہندی روزنامہ کی مدیرہ اور ایک گجراتی ماہنامہ کی ایڈیٹر ہیں- اردو' ہندی' پنجابی اور گجراتی زبانوں میں طبع آزمائی کرتی ہیں -

پہلے مکے میں رہوں' پھر میں مدینہ جاؤں — کعبے کو دیکھ کے کعبے کا کعبہ دیکھوں
سر بسجدہ جہاں رہتے ہیں فرشتے ہر دم — میں بھی سرکار دو عالم کا وہ روضہ دیکھوں

محترمہ رام پیاری کا تعلق لکھنؤ سے تھا- "فانی" مراد آبادی نے اپنے تذکرے "ہندو شعراء کا نعتیہ کلام" میں ان کے اشعار لکھے ہیں :

دل سے تم عزت محمدؐ کی کرو اے ہندوؤ — غور اک انساں کی تعلیم الفت پر کرو
جن کے دل میں عزت و عظمت محمدؐ کی نہیں — کر نہیں سکتے بزرگوں کی وہ عزت بالیقیں
ہندو مسلم دل میں جو فتنہ کہ ہے برپا ہوا — عورتوں بچوں کو آفت میں کیا ہے مبتلا
خیر مقدم کر کے میلاد رسول اللہؐ کا — دور کر دو سب یہ جھگڑے کر رہی ہوں التجا
ہندو و مسلم کو کیساں یہ میرا پیغام ہے — غور سے دونوں پڑھیں دانائی اس کا نام ہے

محترمہ بوادتی'سردار بوڑ سنگھ "بیر" کی اہلیہ تھیں- جن کا تعلق امرتسر سے ہے- ان کا اعتراف عظمت رسالت ان لفظوں میں ڈھلا -

میں کس لئے ہوں زیست سے بیزار ہو گئی — میری حیات کس لئے دشوار ہو گئی
فرقت نے کس کی ہے مجھے مجنون کر دیا — میں کس کی جان و دل سے خریدار ہو گئی
کافور ہو گئی ہے مرے دل کی تیرگی — شکر خدا کہ خواب سے بیدار ہو گئی
اخلاق احمدی نے ہے حیران کیا مجھے — بی ڈی کنیز احمد مختار ہو گئی

شاعرات کا یہ پاکیزہ کلام ہر دور میں پڑھا جاتا رہے گا اور شاعرات کی رہنمائی بھی کرتا رہے گا کہ یہ بھی ایک صورت نجات ہو گی-

نعتیہ شاعری میں سانٹ کی روایت

صبیح رحمانی

ہر صنف ادب کے تخلیقی عمل کا ایک مخصوص زاویہ ہے۔صنف ادب محض اتفاق نہیں، تخلیقی تقاضے کی تکمیل کا نام ہے۔ اسی لئے ہر دور کے تخلیقی فن کار اظہار کے لئے نئے وسیلے ڈھونڈتے آئے ہیں۔ سانٹ بھی انہی وسائل اظہار میں سے ایک ہے۔ جسے اردو شاعروں نے مغرب سے مستعار لیا ہے۔ اردو نعتیہ شاعری میں سانٹ کی روایت کا جائزہ لینے سے پہلے ضروری ہے کہ سانٹ کا بحیثیت صنف سخن مختصر جائزہ لیا جائے۔

سانٹ اطالوی لفظ سانیتو (Sonetto) سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں مختصر آواز یا راگ۔ اصطلاح میں سانٹ ایک مخصوص مزاج، مخصوص لب و لہجہ، مخصوص بحر اور مخصوص انداز کی چودہ مصرعوں کی ایک نظم کو کہتے ہیں جس میں کسی خاص جذبے، احساس یا خیال کی ترجمانی کی جاتی ہے یا پھر اس کی مختصر تعریف یوں بھی کی جاسکتی ہے کہ سانٹ غنائی شاعری کی چودہ مصرعوں پر مشتمل ایک ایسی صنف سخن ہے جس کی ایک مخصوص بحر ہوتی ہے جس کے مصرعوں میں قوافی کی ترتیب مقررہ اصولوں کے ماتحت ایک خاص انداز میں ہوتی ہے اور جس میں صرف ایک خیال، جذبے یا احساس کی ترجمانی ہوتی ہے۔ یہ خیال یا جذبہ اکثر نقطہ عروج تک پہنچ جاتا ہے۔ وحدت خیال اور شدت احساس سانٹ کے لازمی عناصر ہیں۔

سانٹ کے اقسام اس کی ہیئت اور تکنیک کے اعتبار سے متعین ہوتے ہیں۔ اس طرح سانٹ کی تین مختلف قسمیں پائی جاتی ہیں۔

۱۔ اطالوی یا پٹرار کی سانٹ ۲۔ انگریزی یا شیکسپیر کی سانٹ ۳۔ اسپنسری سانٹ

اطالوی یا پٹرار کی سانٹ

مواد اور ہیئت کے اعتبار سے یہ سانٹ ایک مخصوص تکنیک کا حامل ہوتا ہے۔ سانٹ کے چودہ مصرعے دو بندوں میں منقسم ہوتے ہیں۔پہلا بند جس میں آٹھ مصرعے ہوتے ہیں۔ OCTAVE (مثمن) کہلاتا ہے۔ جو خود چار چار مصرعوں کے دو بندوں میں منقسم ہوتا ہے۔ OCTAVE میں دو قافیے استعمال ہوتے ہیں۔ فرض کیجئے ایک قافیہ "ا" اور دوسرا "ب" ہے ان دو قوافی کی ترتیب اس طرح ہوگی۔ "ا ب ب ا، ا ب ب ا"۔یعنی پہلا مصرعہ چوتھے پانچویں اور آٹھویں مصرعے کا ہم قافیہ ہوگا اور دوسرا مصرعہ تیسرے چھٹے اور ساتویں مصرعے کا ہم قافیہ ہوگا۔

سانٹ کا دوسرا بند جو چھ مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے SESTET (مسدس) کہلاتا ہے۔ یہ بھی تین مصرعوں کے دو بندوں TERCETS (مثلث) میں تقسیم ہوتا ہے۔ SESTET میں OCTAVE کے قافیوں سے مختلف دو یا تین قافیے استعمال کئے جاتے ہیں۔ OCTAVE کے برعکس SESTET کی ترتیب قوافی میں وقتاً فوقتاً تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن کبھی تین سے زیادہ قافیے نظم نہیں کئے گئے۔ عموماً ترتیب قوافی اس طرح ہوتی ہے۔

ج د ج	د ج د یا	ج د ہ	خ د ہ یا	خ د ہ	د خ ہ
۱	۲	۱	۲	۱	۲

قافیے استعمال ہونے کی کی صورت میں سانٹ کا نواں مصرع گیارہویں اور تیرہویں مصرعے کا ہم قافیہ ہوگا اور دسواں مصرع بارہویں اور چودھویں مصرعے کا ہم قافیہ ہو گا۔ کبھی کبھی آخری دو مصرع ہم قافیہ ہوتے ہیں جیسے وایٹ کی سانٹ میں۔

انگریزی یا شیکسپیر سانٹ

سانٹ کی یہ فارم بجائے دو حصوں کے چار حصوں میں منقسم ہوتی ہے۔ اس میں تین Quatrains (مربع) استعمال کئے جاتے ہیں۔ ہر مربع میں علیحدہ علیحدہ دو دو قافیے اس طرح نظم کئے جاتے ہیں کہ پہلا مصرع تیسرے مصرعے کا ہم قافیہ اور دوسرا مصرع چوتھے مصرعے کا ہم قافیہ ہوتا ہے۔ چوتھا حصہ آخری دو مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ دونوں قافیے پہلے تین بندوں کے قافیوں سے مختلف ہوتے ہیں۔ اس سانٹ کی ترتیب قوانی یہ ہے۔

اب اب	ج د ج د	ہ و ہ و	ز ز
۱	۲	۳	۴

اسپنسری سانٹ

شیکسپیر سے پہلے اسپنسر نے سانٹ کی ایک نئی شکل ایجاد کی تھی۔ جس کا ہر بند دوسرے بند سے قوانی کی ایک مخصوص ترتیب کے ذریعے مربوط و متعلق ہوتا تھا۔ اسپنسر کے ایجاد کردہ سانٹ میں شیکسپیری سانٹ کی طرح تین مربع ہوتے ہیں اسی کی طرح پہلے مربعے کا پہلا مصرع تیسرے مصرعے کا اور دوسرا مصرع چوتھے مصرعے کا ہم قافیہ ہوتا ہے لیکن ہر مربعے کا آخری مصرع اپنے بعد والے مربعے کے پہلے مصرعے کا ہم قافیہ ہوتا ہے۔ اس طرح مربعے کا دوسرا قافیہ دوسرے مربعے کا پہلا قافیہ بن جاتا ہے۔ اور دوسرے مربعے کا دوسرا قافیہ تیسرے مربعے کا پہلا قافیہ بن جاتا ہے۔ البتہ آخری دو مصرعے شیکسپیر کے سانٹ ہی کی طرح ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ اور یہ باقی تین بندوں سے بالکل علیحدہ ہوتے ہیں۔ اس طرح اسپنسری سانٹ کی ترتیب قوانی حسب ذیل ہے۔

اب اب	ب ج ب ج	ج د ج د	ہ ہ
۱	۲	۳	۴

اردو میں سانٹ کا ذخیرہ نہ ہونے کے برابر ہے بظاہر یہ بڑی حیرت انگریز بات ہے کہ انگریزی شاعری کی ایک زمانے میں مقبول ترین صنف اردو میں قبول عام کا درجہ حاصل نہ کر پائی خصوصاً" ایسی صورت میں کہ یہ مختصر فن پارہ بہت سی ایسی خصوصیات کا حامل ہے جو اردو شعر و سخن کے مزاج سے کافی مطابقت رکھتا ہے۔اپنے ایجاز و اختصار' لب و لہجہ' انداز و آہنگ' مواد و موضوع' قوت قافیہ پیمائی و قدرت سخن گری کتنے ہی اعتبار سے یہ صنف اردو کی مقبول ترین صنف سخن غزل کی ہم مزاج ہے۔ فنی اور شاعری اعتبار سے انگریزی شاعری کی کوئی صنف غزل سے اتنی قریب نہیں جتنا سانٹ ہے اور اس کی

ان خصوصیات کے باوجود اردو شعراء کا اس صنف سخن کو نظرانداز کرنااور اس پر کوئی خاص توجہ نہ دینا حیرت انگیز ہے۔ ان تمام باتوں کے باوجود سانٹ اردو شاعری میں مقبول نہ سہی لیکن بحیثیت صنف سخن متعارف ہوا اور خوشی کی بات یہ ہے کہ اس صنف سخن کا دامن بھی مدحت مصطفے کے جواہر سے خالی نہیں۔ پہلا نعتیہ سانٹ کس نے اور کب تخلیق کیا یہ فیصلہ ابھی مزید تحقیق کا متقاضی ہے۔ لیکن یہ بات طے ہے کہ اردو نعتیہ سانٹ کا سب سے پہلا مجموعہ "نوارالسموات" ہے جو علیم صبانویدی کی تخلیقی کاوشوں کا ثمر ہے۔ یہ مجموعہ جنوری ۱۹۹۰ء میں ۲۶ امیر النساء بیگم اسٹریٹ مونٹ روڈ مدراس نمبر۲ سے شائع ہوا ہے۔اس مجموعے میں ۳۸ سانٹ شامل ہیں۔ یہ تمام سانٹ نعت عنوان سے اور مختلف بحروں میں ہیں اور انہیں سانٹ کی مختلف فارم میں لکھا گیا ہے۔ مثلاً علیم صبانویدی کا یہ سانٹ پزار کی سانٹ کی فارم میں ہے۔

ظلمتوں کی دھرتی پہ رحمتوں کا ڈیرا ہے
عطر بیز جلوے ہیں ، کہکشانی راہوں میں
نور کی شفق پھوٹی آسمانی باہوں میں
منظروں کے ہونٹوں نے مسکراہیں پائیں
بے زبان لمحوں نے گنگناہٹیں پائیں
موسموں میں جاگا ہے راگ زندگانی کا
خاتمہ ہوا گویا کفر کی کہانی کا
آئینہ نما شب ہے انوری سویرا ہے

بھید دونوں عالم کے ان پہ ہوگئے افشا
دین حق کی خوشبوئیں ، ان کی ذات میں روشن
جلوہ ہائے نورانی کائنات میں روشن
ہر طرف ہے قرآنی آیتوں کا آئینہ
گویا اول و آخر شاہ دیں کا صدقہ ہے
نور آفریں منزل راہ دیں کا صدقہ ہے

علیم کا ایک اور سانٹ ملاحظہ فرمائیں یہ سانٹ شیکسپیری سانٹ کی فارم میں ہے۔

محمد مصطفے آئے سواری نور کی آئی
بہاروں میں سراپا مستیوں کا بھاگ جاگا ہے
بلندی مسکرائی' پستیوں کا بھاگ جاگا ہے
دلوں کی خانہ ویرانی پہ رحمت کی گھٹا چھائی

مقدس آیتوں کی روشنی جب دور تک پھیلی

فضاؤں میں مبارک خوشبوؤں کے سلسلے جاگے
مناظر نور آور ہوگئے اور راستے جاگے
شہ کون و مکاں کی چاندنی جب دور تک پھیلی

منور ہو گئی انسانیت بھی دین احمد سے
چھٹی تاریکیوں کی ڈگمگاتی دھند شہروں سے
سواد بے حیائی بجھ گیا معصوم چہروں سے
نکل آیا زمانہ بھی برائی کی سیہ زد سے

محمد مصطفےٰ کا نور عکس نور یزداں ہے
وہ دو عالم کا سرور ، شان امت ، شان قرآں ہے

کامل القادری کا نام پاکستانی ادب میں نمایاں نظر آتا ہے۔ انہوں نے تنقید و تحقیق میں ایک خاص مقام حاصل کیا۔ ان کا ایک سانٹ "ماہ نو" کراچی کے شمارہ مئی ۱۹۷۱ء میں "مرے حبیب" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔بنیادی طور پر اس سانٹ کی ہیئت پٹرار کی سانٹ کی ہے۔ لیکن یہ سانٹ پٹرار کی سانٹ کی تمام شرائط پر پورا نہیں اترتی۔

مرے حبیب ! حبیب خدا ! سراج منیر !
تو ہی بشارت عیسیٰ ، تو ہی دعائے خلیل ۔
تو ہی ہے مادر اطہر کے خواب کی تعبیر
ترے ظہور سے عالم کا ذرہ ذرہ بنا
حریف کوکب و اختر ، مثال ماہ تمام
مرے حبیب ، حبیب خدا درود و سلام
تو ہی ہے نور و ضیا کا قدیم تر منبع
تمام حسن و لطافت کی دلنشیں تصویر

ترے وجود سے بدلا نظام جور و ستم
غلام لائق صد عز و احترام ہوئے
ترے کرم سے نگوں سر بلند بام ہوئے
ترے ظہور سے لہرایا امن کا پرچم
مرے حبیب ، حبیب خدا ، جلیل و کریم
ازل سے کس کی طلب میں ہوں مثل موج نسیم

ممتاز ماہر تعلیم، محقق، شاعر اور نقاد پروفیسر ڈاکٹر نعیم نقوی مرحوم کا ایک سانٹ پیام سرمدی ملاحظہ فرمائیں۔ جسے شیکسپیر

سانٹ کی فارم میں لکھا گیا ہے۔

سنگ زاروں کو دیا اس نے پیام دل کشا
سبز رت میں جس نے بدلا زرد موسم کا چلن
طاق جاں میں ہے جو اس کی یاد کا روشن دیا
سرکشیدہ تیرگی میں آگیا جینے کا فن
جس کی آوازوں کے جگنو انجمن در انجمن
جس نے بخشی بانجھ لمحوں کو نمو کے آب و تاب
جس کے چہرے کے سبھی موسم لئے ہیں بانکپن
اسوہ پاکیزہ جس کا شارح ام الکتاب

روح کے آنگن میں ہے جلوہ نما وہ آفتاب
مطلع ہستی پہ جو دیتا ہے رحمت کی اذاں
وہ حبیب کبریا نبیوں میں ہے جو انتخاب
جس کے دم سے آئی دنیا میں بہار جاوداں

جس کے فیض عام سے ہے زندگانی کا ثبات
اک پیام سرمدی ہے جس کی تابندہ حیات

ہمارے عہد کے نعتیہ افق پر جو چند نام بہت نمایاں نظر آتے ہیں ان میں ایک نام حفیظ تائب کا بھی ہے۔ حفیظ تائب نہ صرف نعت گوئی بلکہ فروغ نعت کے لئے گرانقدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ان کے مجموعہ کلام "و سلمو تسلیما" میں ایک نعتیہ سانٹ "صاحب خیر کثیر" کے عنوان سے شامل ہے۔ یہ سانٹ شیکسپیری سانٹ کی فارم میں لکھا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

جتنی دامن زیست میں دولتیں ہیں
جتنی جودتیں ہیں جتنی ندرتیں ہیں
حسن و خیر کی جتنی بھی صورتیں ہیں
ان کے خلق عظیم کی وسعتیں ہیں

ساز ہست کے جتنے آہنگ ٹھہرے
استقبال کے دیکھے سامان جتنے

اوج فکر کے پائے امکاں جتنے
ان کے اسوہ پاک کے رنگ ٹھہرے

ان کے حصے میں خیر کثیر آئی
اعتبار وجود ہے نام ان کا
عہد ساز پیام و نظام ان کا
ان کے ساتھ کتاب منیر آئی

دولھا کون حیات برات کا
ضامن حشر میں کون نجات کا

رقم الحروف کا ایک سانٹ ملاحظہ فرمائیں جس کا عنوان "اسم محمدؐ" ہے اور یہ سانٹ شیکسپیئری سانٹ کی فارم میں ہے۔

باعث کون و مکاں زینت قرآں یہ نام
ابر رحمت ہے جو کونین پہ چھا جاتا ہے
درد مندوں کے لئے درد کا درماں یہ نام
لوح جاں پر بھی یہی نقش نظر آتا ہے

اک یہی نام تو ہے وجہ سکوں وجہ قرار
اک یہی نام کہ جلتے ہوئے موسم میں اماں
ہے اسی نام کی تسبیح فرشتوں کا شعار
فخر کرتی ہے اسی نام پہ نسل انساں

ہے یہی نام تو میری شب یلدا کی سحر
جسم و جاں میں جو چراغاں ہے اسی نام کا ہے
بس اسی نام کی خوشبو ہے مرے ہونٹوں پر
بس یہی نام دو عالم میں بڑے کام کا ہے

عطر آسودہ فضا اور فضاؤں میں درود
خوشبوئے اسم محمدؐ کی حدیں لامحدود

میرے بزرگوں کی نعتیہ شاعری

تابش صمدانی

میرے جد امجد شیخ محمد ابراہیم آزاد (۱۸۶۸ء تا ۱۹۴۶ء) کا آبائی وطن حسین پور ضلع مظفر نگر (یوپی) تھا۔ آپ نے فارسی کی تعلیم اپنے والد گرامی منشی نبی بخش سے حاصل کی جو اپنے وقت کے جید عالم دین تھے۔ آزاد صاحب کا گھرانہ صدیوں سے گہوارہ علم و ادب رہا ہے۔ ان کے مورث اعلیٰ عبدالقدوس قریباً گیارہ سو ہجری میں حسین پور بارہ بستی کے قاضی مقرر ہوئے۔ عبدالقدوس کے پوتے محمد افضل سے آزاد صاحب کا سلسلہ نسب پانچویں پشت میں جا ملتا ہے۔ وہ فارسی کے مستند شاعر تھے۔ ان کا فارسی کا ایک شعر جامع مسجد حسین پور میں لکھا ہوا آج بھی موجود ہے۔

رقیب را بتواضع نگاہ باید داشت　　سگ گزندہ ہماں بہ کہ آشنا باشد

آزاد صاحب ۱۸۸۱ء سے ۱۸۹۷ء تک ریاست فرید کوٹ میں اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے۔ اس کے بعد بیکانیر (راجستھان) تشریف لائے یہاں وکالت شروع کی۔ چیف کورٹ میں جج اور چیف جج رہے۔ شاعری میں آزاد صاحب بیخود دہلوی کے شاگرد تھے۔ مجنوں نے آزاد صاحب کو نعت گوئی میں اپنا خلیفہ بنایا۔ دینی اعتبار سے آپ کو امیر ملت سید جماعت علی شاہ صاحب نقشبندی مجدی کے خلیفہ مجاز ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آزاد منزل بیکانیر میں طرحی نعتیہ مشاعرے ہوتے تھے۔ نعتیہ مشاعروں کا یہ دور ۱۹۱۰ء سے شروع ہوتا ہے۔ اس وقت جس تواتر سے آزاد منزل میں نعتیہ مشاعرے ہوا کرتے تھے شاید ہی برصغیر میں کہیں ہوتے ہوں گے۔ آزاد منزل کے نعتیہ مشاعروں کا تذکرہ پروفیسر محمد حسین سلیمان (کراچی) نے اس طرح کیا ہے۔

"حقیقت یہ ہے کہ بیکانیر کی سرزمین میں سخن فہمی و سخن گوئی کا پودا جناب قبلہ آزاد مرحوم کی زیر سرپرستی پروان چڑھا۔ علمی مجالس اور مشاعرے آزاد منزل کی وہ یادگاریں ہیں جن کو اہل ذوق اور اہل نظر بھلا نہیں سکتے۔"

مولانا طاہر القادری نے اپنے ایک مضمون میں حضرت آزاد کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ "ان (خلیل صمدانی) کے والد شیخ محمد ابراہیم آزاد ظاہری اور باطنی کمالات کا مجموعہ بلکہ گلدستہ تھے۔ وہ ایک طرف سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے خلیفہ مجاز تھے دوسری جانب چیف کورٹ بیکانیر کی چیف ججی کے منصب بلند پر فائز تھے۔ اسے کہتے ہیں دین و دنیا کا قران السعدین۔"

آزاد صاحب صرف نعت کہتے تھے۔ آپ کا نعتیہ مجموعہ کلام "ثنائے محبوب خالق" ۱۹۳۲ء میں مرتضائی پریس آگرہ سے شائع ہوا۔ جو بیکانیر ہی میں نہیں، میری معلومات کے مطابق راجستھان (بھارت) سے منظر عام پر آنے والا پہلا نعتیہ مجموعہ ہے۔ "ثنائے محبوب خالق" میں آزاد صاحب کا فارسی کلام بھی شامل ہے۔ یہ نعتیہ مجموعہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ دیوان کا پہلا حصہ ۱۷۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ حصہ دوئم صفحہ نمبر ۱۷۷ سے ۳۰۴ تک پھیلا ہوا ہے۔ حصہ اول میں نعتیں ہیں جبکہ دوسرے حصے میں قصائد اور مناقب ہیں۔ دوسرے حصے کی ہر نظم کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا حصہ حمدیہ ہے، دوسرا حصہ نعتیہ اور تیسرے حصے میں اپنے شیخ طریقت کی مدح سرائی کی گئی ہے۔ تصوف کے دقیق مضامین جس احسن طریقے سے نظم کئے گئے ہیں ان سے آزاد صاحب کی علمی اور دینی بصیرت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ دیوان کے آخر میں آزا

صاحب کے ہم عصروں کے تاثرات ہیں۔ ایک مضمون خود آزاد صاحب کا ہے۔ آزاد صاحب کی نعتیہ شاعری عشق رسولؐ کا ثمرہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہاں حضور پر نورؐ سے جو عشق اور عقیدت ہے وہ اشعار کی صورت میں ڈھل گئی ہے۔ ان کا یہ شعران کی تمام زندگی کا آئینہ دار ہے۔

مضامین رخ و گیسوئے شہؐ میں عمر گزری ہے　　نہ ہم کچھ روز و شب سمجھے نہ کچھ شام و سحر جانا

آزاد اپنے تخلص کا کیا خوبصورت جواز پیش کرتے ہیں:

تخلص پر مرے آزاد جو حیراں ہیں ناداں ہیں　　غلام اس شہ کا ہوں جس کے غلام آزاد رہتے ہیں

نعت گوئی کی نسبت سے حضرت حسانؓ بن ثابت سے عقیدت کا اظہار یوں کرتے ہیں:۔

تم پہ ہے حضرت حسانؓ کا سایہ آزاد　　نعت گوئی میں بتاتا ہے تمہارا انداز

ثنا گوئی کا کیوں شیوہ نہ ہو آزاد اب میرا　　غلام حضرت حسانؓ ہوں اور مامور مدحت ہوں

ہجر نبیؐ اور شوق حضوری نے کلام آزاد کو کس قدر پر تاثیر بنا دیا۔

اے سوز غم ہجر نبیؐ آگ وہ بھڑکا　　اک شعلہ نظر آئے مرے دل سے جگر تک

ہجر لکھا ہے جہاں وصل رقم ہو جائے　　آپ کو کیا ہے مقدر کا بدلنا مشکل

فراق سید والا میں کیا خوبصورت شعر ہے:

یاد نبیؐ میں بلبل شیدا تھا نالہ کش　　ہجر نبیؐ میں گل کا اڑا بار بار رنگ

شوق حضوری اور زیارت کی تمنا کے حوالے سے دیکھئے:

یا رب یہ آنکھیں روضہ اقدس کو دیکھ لیں　　لیجاؤں میں نہ جی میں تمنا سلام کی

آنکھیں ترس رہی ہیں زیارت کو آپؐ کی　　کس کا نصیب لاؤں جو دیدار ہو نصیب

بیٹھا رہوں میں روضہ اقدس کے سامنے　　دل کو نثار جان کو قرباں کئے ہوئے

آزاد نہیں اور تمنا کوئی دل میں   روضے کا ہے ارمان مدینے کی تمنا

جب روضہ اطہر کی زیارت ہوتی ہے تو پھر خود مقدر کی بلائیں لیتے ہیں۔

مری آنکھوں نے جب سے روضہ اطہر کو دیکھا ہے
بلائیں دل سے لیتا ہوں میں خود اپنے مقدر کی

لیکن آزاد یہ بھی کہتے ہیں۔ یہ کیفیت کوئی صاحب دل ہی محسوس کر سکتا ہے۔

نگاہیں روضہ شہ سے نہیں آئیں میں آیا ہوں
الجھ کر جالیوں سے رہ گیا تار نظر میرا

آزاد کے ہاں حضورؐ کا سراپا' صورت زیبا اور سیرت مقدسہ کا بیاں دیکھئے:

آزاد صاحب کو بجا طور پر اعتراف ہے کہ حضورؐ کا سراپا لکھنا دشوار ہی نہیں ناممکن ہے۔

لکھنے بیٹھا تو ہوں حضرت کا سراپا لیکن   فکر کے سانچے میں ہے نور کا ڈھلنا مشکل

حضورؐ کے سائے کے بیان کی ندرت دیکھئے:

نور خدا کے جسم کا سایہ ہے آفتاب   تم ڈھونڈتے ہو سایہ کہاں آفتاب میں

آپؐ کی صورت زیبا:

پوری تفسیر ہے واللیل کی گیسو کیا ہیں   شرح والشمس کی ہے وہ رخ زیبا کیا ہے
سینہ ہے شہ کا مظہر اسرار صاف صاف   چہرہ ہے شہؐ کا نور کا مظہر کھلا ہوا
کیا زبانی ہو ادا مصحف رخ کا مضمون   حفظ مجھ کو نہیں قرآن رسولؐ اکرم

ایک ہی شعر میں سیرت و صورت کا کیا نقشہ کھینچا ہے۔

سیرت افروز جہاں سیرت والا تیری   صورت افزائے دو عالم رخ انور تیرا

اس شعر میں بھی سیرت و صورت کا بیان دیکھئے۔

صورت سے شہؐ کی رکھی ہے حق نے بنائے چشم   سیرت سے شہؐ کی ڈالی ہے حق نے بنائے دل

سیرت مقدسہ کے حوالے سے کہتے ہیں۔

دشمن جاں خلق مولاؐ سے بنے ہیں جاں نثار   سرکشوں کے سر جھکے ہیں شہؐ کا احساں دیکھ کر

دشمنوں کو بھی نظر آئی مجسم رحمت
فتح مکہ سے وہ جب برسر منبر آئے

معراج حبیبؐ داور کے مضامین کی فراوانی دیکھئے:

معراج کے مضموں میں مری طبع رسا میں
پریاں ہیں کہ اڑتی ہیں سلیماں کی ہوا میں

معراج میں وہ قرب تھا حق کی جناب میں
ناز و نیاز ایک تھے ادنیٰ حجاب میں

حضورؐ انور کی ذات اقدس ہی شافع روز جزا ہے۔ آزاد مختلف زاویوں سے یہ مضامین بیان کرتے ہیں:

دامن سے شہ کے رحمت داور ہے سائباں
کیا ڈر ہے ہو جو عرصہ محشر کھلا ہوا

سرکار مدینہ بھی خریدار یہاں ہیں
ہے حشر کا بازار بھی بازار مدینہ

گو تابش خورشید قیامت بھی غضب ہے
ٹھنڈک بھی بہت ہے تہ دامان پیمبر

عظمت سرور کونین دیکھئے:

زینت ہیں آپ عرش معلیٰ کے بام کی
اللہ رے منزلت شہ عالی مقام کی

عجز و انکسار کا اظہار دیکھئے:

تمہیں نور خدا سمجھے تمہیں خیر البشر جانا
تمہاری شان کو پھر بھی نہ اے والا گہر جانا

آزاد صاحب کے مجموعہ کلام "ثنائے محبوب خالق" میں ایسے اشعار کی فراوانی ہے جو بہتر سے بہتر انتخاب میں جگہ پا سکتے ہیں چند اشعار دیکھئے:

سیہ رو سرخرو ہو جاتے ہیں دربار طیبہ میں
سیہ نامہ مرا بھی لے کے تو اے نامہ بر جانا

وہاں اشک ندامت موتیوں میں تولے جاتے ہیں
خدا کے واسطے اے چشم تر دامن کو بھر جانا

خالق سے ملایا ہمیں انسان بنایا
احسان سا احسان ہے احسان پیمبرؐ

مسجود ملائک ہوا آدم ترے باعث　　　　اللہ رے اے رتبۂ ذیشان رسالتؐ

ہے باعث ایجاد دو عالم کا یہ مسکن　　　　زیبا ہے مقدر پہ جو اترائے مدینہ

اپنی لکھی ہوئی نعتیہ شاعری کی مقبولیت کے لئے خواہشمند ہیں۔

شہ کی مداحی میں دیوان کیا ہے میں نے　　　　ایک مصرع بھی ہو مقبول تو کہنا کیا ہے

میرے والد گرامی جناب خلیل صمدانی کی پیدائش ۱۹۰۵ء میں ہوئی۔ جس وقت آپ نے ہوش سنبھالا آزاد منزل میں طرحی نعتیہ مشاعروں کا سلسلہ جاری تھا۔ آپ کو بچپن ہی سے نعتیہ شعر و ادب کا ماحول ملا اور کم سنی ہی میں شعر کہنے لگے۔ مولانا طاہر القادری تحریر فرماتے ہیں، "جناب خلیل صمدانی کو شعر و تصوف کا ذوق ورثے میں ملا۔ بیکانیر کے نامور وکلا اور قابل ذکر شرفا میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ ایسے دور انحطاط میں موصوف شرافت و وضعداری کا نمونہ تھے۔ عشق رسولؐ تو ان کی گھٹی میں پڑا تھا"۔

مولانا ضیاء احمد بدایونی پروفیسر و صدر شعبہ فارسی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے آپ کے مجموعہ کلام "گلزار خلیل" کے پیش لفظ میں آپ کی نعتیہ شاعری سے متعلق تحریر کیا ہے۔ "موصوف کا تعلق ایک ایسے خانوادے سے ہے جس کو ذوق علم و ادب شعرگوئی و شعر فہمی کے ساتھ دینی و دنیاوی وجاہت میں امتیاز حاصل رہا۔ خلیل صاحب نے مذاق سخن اور حب رسولؐ کی دولت اپنے والد ماجد (محمد ابراہیم آزاد) سے ورثہ میں پائی۔ وہ جس وقت تاجدار مدینہ کے حضور میں نذر عقیدت پیش کرتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے دل نکال کر صفحہ قرطاس پر رکھ دیا ہے یا مداد کی جگہ خون جگر سے کام لیا ہے۔"

والد گرامی نے ۱۹۲۷ء میں وکالت کا امتحان پاس کیا۔ جلد ہی آپ کا شمار بیکانیر کے ممتاز وکلا میں ہونے لگا لیکن والد اپنی جوانی ہی میں مہلک امراض میں مبتلا ہوئے۔ یہ سلسلہ چلتا رہا اور پھر ایک المیہ یہ ہوا کہ کوئی صاحب ان کی نشست گاہ سے ان کا تمام کلام جو یکجا صورت میں تھا اٹھا کر لے گئے۔ جو کچھ والد کو زبانی یاد تھا وہ کلام "گلزار خلیل" کی صورت میں شائع ہوا۔ یہ حسن اتفاق تھا کہ ۱۹۷۰ء میں والد گرامی تمام اہل خانہ کے ساتھ اپنے بڑے بھائی جناب رفیق صمدانی کے انتقال کی اطلاع پر تعزیت کے لئے ملتان تشریف لائے۔ عارضی قیام کے دوران دل کا دورا پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ 15 جون ۱۹۷۰ء کو آپ کا ملتان میں انتقال ہو گیا۔

آپ کا مجموعہ کلام ۱۹۶۸ء میں جے پور (راجستھان) سے شائع ہوا۔ "گلزار خلیل" میں نعتیہ رنگ ہی غالب ہے۔ خود والد صاحب نے اس کا اظہار کیا ہے۔

عشق رسول پاکؐ ہے دل میں خلیل کے　　　　آباد ہے یہ کعبہ محمدؐ کے نور سے

والد گرامی کا شمار راجستھان کے اساتذہ میں ہوتا تھا۔ آپ مشاعروں میں کم ہی شرکت فرماتے اور خاص طور پر بیرونی مشاعروں میں شرکت سے اجتناب فرماتے تھے اور نہ ہی کبھی شہرت کے متمنی رہے۔ مولانا طاہر القادری نے اپنے ایک مضمون میں بطور خاص اس کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

"خلیل صاحب کی ایک نمایاں خصوصیت جس کی وجہ سے ان کی توقیر میرے دل میں اور زیادہ ہو گئی وہ یہ ہے کہ یہ بزعم خود نہ استاد ہیں اور نہ پہلوان سخن جیسا کہ آج کل کچھ کچھ برخود غلط لوگوں کو استاد بننے کا شوق چرایا ہے۔ جن کا کلام خود محتاج اصلاح ہے مگر زمانے کو اصلاح دینے کے متمنی ہیں۔ خلیل صاحب نے شاعری کو باعث نجات نہیں سمجھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا کوئی استاد ہے اور نہ وہ اس فن میں کسی کے استاد بننے کے دعویدار ہیں حالانکہ کچھ لوگ ان سے مستفید ہوئے اور اب بھی ان سے مشورہ کرتے ہیں۔ ان پر جو بیتی یا انہوں نے جو محسوس کیا ان کی کیفیات یا محسوسات کو بڑی سادگی و پرکاری سے شعر کے روپ میں ڈھال دیتے ہیں۔ ان کی شاعری میں ان کے دماغ کو زیادہ دخل نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے یہاں گھڑے ہوئے اشعار نہیں ملتے۔ کاش خلیل صاحب سکون کا سانس لے سکتے اور اردو کی خدمت کا انہیں پورا موقع ملتا۔"

جیسا کہ جناب خلیل نے اعتراف کیا ہے کہ انہوں نے احباب کی فرمائش پر غزلیں کہیں ہیں لیکن ان کے یہاں اکثر غزلوں میں بھی نعت کے شعر ہوتے تھے۔

خلیل با صفا تم کعبہ دل کی اذاں سمجھے
یہی ہر دم تقاضا ہے مدینے میں کرو سجدے

خلیل صمدانی کی نعتیہ شاعری میں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عقیدت کا جذبہ نمایاں ہے اور میرے نزدیک یہی نعت کا اصل جوہر ہے۔ ذات والا صفات سے عقیدت کا اظہار دیکھئے:

عقبیٰ سے کیا غرض مجھے دنیا سے کیا غرض
عقبیٰ تمہیں تو ہو مری دنیا تمہیں تو ہو

کیا پوچھتے ہو میری تمنا میں کیا کہوں
بندہ نواز عین تمنا تمہیں تو ہو

شوق حضوری اور دیدار کی تمنا کا والہانہ جذبہ:

کب نظر آئے گا وہ گنبد خضرا یا رب
کب مقابل مری آنکھوں کے مدینہ ہو گا

میں مدینے میں پہنچ جاؤں کہاں ایسے نصیب
وہ مرے خواب میں آ جائیں یہ تقدیر کہاں

زیارت کی تمنا میں مجھے منظور ہے مرنا
جدائی میں نہیں جینا گوارا سرور عالم

ہجر نبیؐ میں تڑپ قابل دید ہے:

نہ پوچھ اب قصہ ہجر نبیؐ کہہ تو دیا ہم دم
مرے سوز نہاں کو پھر مرے نالے ہوا دیں گے

شوق دیدار کا عالم بھی عجب ہے:

دیدار ہو نہ ہو یہ مقدر کی بات ہے
آنکھوں کا شوق تو دل مضطر سے بڑھ گیا

اللہ اللہ اضطراب شوق کا عالم ہے:

میں اضطراب شوق میں وہ جلوہ دیکھ کر
قدموں پہ گر پڑوں کبھی دامن کو تھام لوں

اور کہیں آہ رسا سے کام لیا جاتا ہے:

آہ رسا مدینے کو وہ قافلہ چلا
اب وقت آ گیا ہے کہ میں تجھ سے کام لوں

حضور کی ذات اقدس ہی فریاد رس ہے:

فریاد رس تمہارے سوا اور کون ہے
کس کو پکاروں کون ہے کس کا نام لوں

یہی اسم گرامی ہر دکھ اور ہر درد کی دوا ہے:

ہم صل علی نام خدا نام نبیؐ کو
ہر درد کی ہر دکھ کی دوا دیکھ رہے ہیں

آپؐ کے سامنے اعجاز مسیحا اک تماشا ہے:

ادب ملحوظ ہے ورنہ یہ کہتا آپ کے آگے
تماشا ہے یہ اعجاز مسیحا سرور عالم

باد صبا کو بھی قاصد بنانا گوارا نہیں:

باد صبا ادب کے قرینے سے دور ہے
پہنچائیں گے سلام کسی ذی شعور سے

خلیل صمدانی جلوے کو قید زمان و مکاں کا پابند نہیں سمجھتے:

جلوے کو ہے کچھ قید زماں کی نہ مکاں کی
اب بھی وہی جلوہ ہے مگر کوئی نظر ہو

فروغ نقش کف پا دیکھیے:

ہم آپ کا نقش کف پا دیکھ رہے ہیں
آئینہ قدرت کی جلا دیکھ رہے ہیں

اور مقطع کا کیا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہیں:

دل میں اتر آئی ہے کوئی صورت زیبا
کعبے میں خلیل آج یہ کیا دیکھ رہے ہیں

جناب خلیل صمدانی کی نعتیہ شاعری جہاں سچے جذبوں سے معمور ہے وہاں زبان کی سلاست ندرت بیان کی خصوصیات سے مزین ہے۔ پروفیسر ضیا احمد بدایونی نے بھی اعتراف کیا ہے۔ ''ایک بات جو موصوف کی شاعری میں خاص طور پر مجھے اسٹرائیک ہوئی یہ زبان کی صحت اور محاوروں کا برمحل استعمال ہے جو ان کی وسعت مطالعہ اور پختہ مشق کا بین ثبوت ہے۔

کلام خلیل میں زبان و بیان- ندرت و سلاست کی فراوانی ملاحظہ کیجئے :

کس کا تھا نور جلوہ نما کس کے نور سے — کونین کا ظہور ہے کس کے ظہور سے

محشر کی دارو گیر سے میری بلا ڈرے — خادم ہوں بارگاہ رسالت ماب کا

برہنہ پا مجھے جوش جنوں طیبہ کو لے جائے — مزے کی سیر ہو گی راہ کے کانٹے مزا دیں گے

اور آخر میں اسی نعت کے تین اشعار ملاحظہ فرمائیں- میرے عقیدے کے مطابق کوئی نعت گو ایسے اشعار اس وقت تک نہیں کہہ سکتا جب تک کہ بارگاہ رسالت کا اس پر کرم خاص نہ ہو :

جس نے خدا کے حکم کو سمجھا تمہیں تو ہو — جس نے خدا کی ذات کو دیکھا تمہیں تو ہو
لوح و قلم بجے تھے تمہارے ہی نام سے — پہلے پہل کھنچا تھا جو نقشہ تمہیں تو ہو
دنیائے حسن عکس ہے جس کے جمال کا — وہ نور حق وہ حسن سراپا تمہیں تو ہو

کاش موصوف کو جان لیوا علالت سے نجات ملتی- صحت نصیب ہوتی اور جس قدر کلام ضائع ہوا اس کی تلافی ہو سکتی لیکن مشیت ایزدی میں کس کو دخل ہے- انشاللہ جناب خلیل صمدانی کو مدحت سرورؐ کونین کا صلہ ملے گا- وہ سرخ رو ہوں گے- حبیبؐ پاک کے صدقے میں ایسا ہی ہو گا جیسا کہ وہ خود کہتے ہیں :

سر میزاں یہ دکھا دوں گا میں انشاء اللہ — فیض سرکارؐ سے بھاری میرا پلہ ہو گا



اردو بارہ ماسے میں نعت رسول

امجد علی شاکر

نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہنا کمال نہیں فضل ہے۔ جس طرح کبھی کبھی اور کسی کسی کو عظمت ملتی ہے اسی طرح یہ رحمت بھی کسی کسی کے نصیب میں ہوتی اور کبھی کبھی مل سکتی ہے۔ اردو زبان کی خوش نصیبی ہے کہ اس کا مزاج کچھ ایسا ہے کہ اسے مسلم ثقافت کے ساتھ گہرا ربط اور رشتہ نصیب ہوا۔ اردو کی مختلف اصناف ادب میں مسلم ثقافت کے بہت سے مظاہر جلوہ آراء ہیں۔

اردو کی روایتی اصناف ادب جس زمانے میں پروان چڑھ رہی تھیں اس زمانے میں مسلم افکار اور مسلم روایات کی بالادستی مسلم تھی۔ اس زمانے کے مسلمان ادیبوں نے ابھی اپنے مسلمان ہونے پر شرمانا شروع نہیں کیا تھا۔ کیونکہ صرف مسلمان کہلانا باعث فخر خیال کرتے تھے' بلکہ اپنی تصانیف کو بھی مسلم کرنے کے لئے حمد و نعت سے دیوان کا آغاز کرتے تھے۔ ان کی بائے بسم اللہ کے ساتھ ہی ان کی اسلامیت نمایاں ہو کر سامنے آجاتی اور جب تائے تحت تک پہنچتے تو اپنی تصنیف یا تالیف کو بعنوان اللہ تعالیٰ تکمیل پذیر خیال کرتے تھے۔

اردو مثنوی کا سانچہ کچھ اس انداز سے تیار ہوا کہ اس کے آغاز میں حمد و نعت اور منقبت کے اشعار لازم قرار پائے۔ چنانچہ میر حسن ہوں یا دیا شنکر نسیم' سبھی حمد و نعت اور منقبت کے اشعار لکھنا لازمی سمجھتے تھے۔ منشی بھولا ناتھ المتخلص بہ فارغ نے "فسانہ عجائب منظوم" کا آغاز حمد' نعت اور مناجات سے کیا۔ چنانچہ وہ نعت کے عنوان سے لکھتے ہیں:

ہے در یتیم بحر سرمد ہے خاتم انبیاء محمدؐ
نازاں ہے زمیں فلک پر اس سے آدم کو شرف ملک پر اس سے
ہے مظہر نور ذوالجلال ہے شمع سرائے لایزالی
روشن ہے چراغ دین اس سے رسم شرع متین اس سے
دیباچہ نسخہ جہاں ہے سردار زمین و آسماں ہے

قصیدہ' غزل' مرثیہ مثنوی اور بعض دیگر اصناف ایران سے ہندوستان پہنچیں اس لئے ان کا اسلامی مزاج راسخ ہو چکا تھا اور یہ عجمی اسلامی کلچر کے پیکر میں ڈھل چکی تھیں۔ بارہ ماسہ ایسی صنف سخن ہے جس نے برصغیر میں جنم لیا۔ اس کے مزاج میں یہاں کی دھرتی کی بو باس رچی ہوئی ہے۔ بارہ ماسہ ایک ایسی صنف ہے جسے نہ تو عرب یا ایرانی تورانی اپنے دیشوں سے لائے نہ آریا۔ اس لئے کہ نہ قدیم عربی فارسی ادب میں اس کا وجود نظر آتا ہے نہ سنسکرت میں۔ یہ یہیں کی دھرتی ہے پروان چڑھی۔ مزاج کے اعتبار سے یہ گیت کی ارتقائی شکل ہے اور مفاہیم کے اعتبار سے خالص مذہبی۔ واضح رہے کہ برصغیر میں مذہب اور پیار کبھی لازم و ملزوم تھے۔ یہ الگ بات کہ آج مذہب کے ساتھ فساد کو وابستہ کر دیا گیا ہے۔ بارہ ماہ لوک ادب سے تعلق رکھتا ہے اسے دیہاتی لوگ گاتے تھے اور سادھو سنت اپنے پیغام کا ذریعہ بناتے تھے۔ مسلمان صوفیاء نے بھی اسے اپنے مقصد کے لئے استعمال کیا۔ مسعود سعد سلمان نے فارسی میں "دروازہ ماہ بائے فارسی" لکھے۔ ایسے ہی بعض اہل اللہ نے

نے اپنی زبان میں بارہ ماسے لکھے۔ بظاہر بارہ ماسے میں ایک زن مہجور اپنے دور دیس بسنے والے پی کی جدائی کا دکھ بیان کرتی ہے، لیکن علامتی سطح پر اس کا ایک اور مفہوم بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ مفتی الٰہی بخش کاندھلوی رحمۃ اللہ نے اپنے بارہ ماسے "بکٹ کہانی" میں محبوب و قاصد کی یوں توضیح فرمائی ہے:

اگر سمجھے کوئی از راہ تحقیق خدا کے عشق کی ہے یہ تدلیق
پیاکوں اور سجن دیکھوں کہاں ہے اسی محبوب کا جلوہ عیاں ہے
وہ جس کے غم سے دل عالم کا خوں ہے خردمندوں کو سب اس کا جنوں ہے
دلوں میں ہیگی اس کے عشق کی آگ جسے دیکھو اسے ہے اس کا بیراگ
اگرچہ سب کے پاس اور سب کے ظاہر و لیکن ہم تو ہیں محبوب آخر
نظر اپنی میں پی پردیس چھایا کھلی جب معرفت تب کنتھ آیا
خبر جب پی کی قاصد لے کے آیا محمدؐ ہی نے پی کو لا ملایا

یوں مفتی الٰہی بخش رحمتہ اللہ نے بارہ ماسے کی علامات واضح کر دی ہیں۔

بارہ ماسے کے سلسلے میں افضل کی "بکٹ کہانی" کا نام بہت معروف ہے۔ مگر انہوں نے اسی کے آغاز میں حمد و نعت کا التزام کرنے کی بجائے یوں آغاز کیا ہے:

سنو سکھیو! بکٹ میری کہانی بھئی ہوں عشق کنے غم ہوں دوائی

"مصحفی" کا ہمعصر "مقصود" پہلا شاعر ہے جس نے اپنے بارہ ماسے کا آغاز حمد و نعت سے کیا ہے۔ اس سے پہلے ایک نامعلوم الاسم شاعر اپنے "بارہ ماسہ سندر کلی" میں ایک شعر حمد و نعت کا لکھ چکے تھے:

سنو سکھیو خدا کی پاک ہے ذات محمدؐ کی بھیلی معراج کی رات

"مقصود" پیشے کے اعتبار سے بہشتی تھا۔ اس لئے اس کے ہمعصر مصحفی نے اسے یوں یاد کیا:

"مقصود" سقا ایک بازاری شاعر ہے اور بجز اس کے کہ اس کی طبیعت موزوں اور رواں ہے اور کوئی صفت اس میں نہیں ہے۔ مجلس شعراء میں شرکت نہیں کرتا۔ "مقصود" عوامی اور عوامی ہونے کے باعث بارہ ماسے کی لوک صنف ادب اپناتا ہے۔ مقصود اپنے بارہ ماسے "برہن کی کہانی" کا آغاز حمد سے کرتا ہے۔ اس کے ہاں نعت رسولؐ حمد کا ایک جزو ہے۔ دراصل پیغمبروں کی دعوت کا مرکزی نقطہ خدائے پاک کی ذات اقدس ہوتی ہے۔ جب ان کے پیروکار پیغمبروں کی دعوت کو صحیح حالت میں برقرار نہیں رکھ سکتے تو ان کی دعوت کا مرکزی نقطہ خدائے پاک کی ذات نقطہ پرکار حق نہیں رہتی اور مرد خدا کا یقین یوں بگڑتا ہے کہ پیغمبر کی ذات مرکزی نقطہ ہوجاتی ہے۔ اور خدا کا مقام ذیلی یا ضمنی۔۔۔ جس کے نتیجے میں غلو پیدا ہوتا ہے اور نتیجہ پیغمبر کو اللہ کا مقام دے دیا جاتا ہے۔ "مقصود" کا کمال یہ ہے کہ وہ نعت کو حمد کا حصہ بناتا ہے یوں وہ عقیدہ و ایمان کے مرکزی نقطہ توحید پر سختی سے کاربند دکھائی دیتا ہے۔ چنانچہ وہ حمد کے اشعار میں نعت رسولؐ یوں بیان کرتا ہے:

کیا پیدا محمدؐ سا پیارا   کہ جس کے واسطے سب جگ سنوارا
کہا لولاک اس کی شان کے بیچ   صفت اس کی لکھی قرآن کے بیچ

مقصود نعت کے ان اشعار میں اس رویے کو اپناتے دکھائی دیتے ہیں جو شاہ اسماعیل شہیدؒ کے حوالے سے معروف ہوا۔ بہرحال وہ اپنے ان خوبصورت اشعار میں حضورؐ کی عظمت کو تہہ دل سے خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

مفتی الٰہی بخش کاندھلویؒ کا بارہ ماسہ "بکٹ کہانی" بہت معروف ہے اور فنی اعتبار سے بلند پایہ بھی۔ آپ بلند پایہ عالم اور مفتی تھے۔ تذکرہ مشائخ دیوبند اور "شاہ ولی اللہؒ اور ان کا خاندان" کے مصنفین کے آپ کو شاہ عبدالعزیزؒ کے شاگردوں میں بہت اہم قرار دیا ہے۔ آپ نے طویل حمد و نعت سے اپنی "بکٹ کہانی" کا آغاز کیا ہے۔ حمد سے نعت کی طرف ان کا گریز بہت خوبصورت ہے:

مجھے مقدور کیا حمد خدا کی   مگر ہووے مدد کچھ مصطفےؐ کی

اس کے بعد بائیس اشعار میں نعت رسول مقبولؐ قلمبند کی ہے۔ آپ کی نعت مدح و توصیف کے دائرے سے نکل کر حضورؐ سے ایک زندہ رشتے میں بدل جاتا ہے۔ آپ حضور اقدسؐ کی عظمتوں کی مدح و توصیف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وسیلہ ہے مرا دونوں جہاں کا   سبب پیدائش کون و مکاں کا
محمدؐ صاحب لولاک ہے گا   محمدؐ فخر ہفت افلاک ہے گا
محمدؐ سرور خیل نبوت   محمدؐ غنچہ باغ مروت
محمدؐ احمدؐ محبوب سبحان   محمدؐ صدر بزم قرب رحمان

اس کے بعد مفتی صاحب حضورؐ سے اپنے تعلق اور رشتے کی طرف رجوع کرتے ہیں اور یہاں بھی گریز کا خوبصورت انداز اختیار کیا ہے۔ وہ فی الفور فارسی میں یوں گویا ہوتے ہیں:

محمدؐ آنکہ جان من فدایش   بود طٰہٰ و یٰسین در ثنایش
محمدؐ آنکہ نامش حرز جاں ہا   ثنایش جوہر تیغ زباں ہا

مفتی صاحب محولہ بالا دو اشعار میں سے پہلے شعر میں صرف ایک مصرعے میں حضورؐ سے اپنے ذاتی تعلق کا اظہار کرنے کے بعد حضورؐ کے پوری کائنات سے رشتے کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔ یوں وہ حضورؐ کی رحمت عالم کی صفت کی شرح و تفسیر کرتے ہیں اور یوں رحمت عالمؐ کی رحمت و رافت کے مختلف رخ سامنے آتے ہیں۔ وہ نعت کے اشعار کا خاتمہ ان اشعار پر فرماتے ہیں:

جہاز امت کا تیرے ہاتھ ہے گا　　　جہاں چاہے کرم اپنے سے لے جا
کرم تیرے سے یہ کب دور ہے گا　　　کہ مجھ سا بے سروساماں بھی ترجا

یوں وہ حضورؐ کی رحمت للعالمینی سے شفیع المذنبینی کی صفات کا اپنے اشعار میں اس طرح احاطہ کرتے ہیں کہ آپؐ کی ذات اقدس اپنے حسن و رعنائی سے جلوہ گر ہوجاتی ہے۔

کانپور کے شیخ عباد اللہ صرف بادل المخلص بہ "رنج" کے بارہ ماسے میں "مقصود" کا تتبع ملتا ہے۔ "رنج" نے نعت میں وہ سلامتی طبع قائم نہیں رکھی جو "مقصود" کا حصہ ہے۔ انہوں نے حضورؐ کی بعثت اور تخلیق کے بارے میں وہ نقطہ نظر پیش کیا ہے جو ہمارے ملک کے خوش عقیدہ لوگوں کا رہا ہے۔

عیاں کرنا ہوا جب اپنا منظور　　　نکالا نور سے اپنے بس اک نور
ہوا اس نور پر وہ آپ شیدا　　　کیے اس کے لئے سب کچھ ہویدا

اس کے بعد وہ حضور اکرمؐ کی عظمت شان میں رطب اللسان ہیں اور لکھتے ہیں :

جہاں کا معجزہ اس خاک میں ہے　　　صفت اس کی لکھی لولاک میں ہے
محمدؐ نام ختم المرسلین ہے　　　وہی محبوب رب العالمین ہے
جہاں پر آئے ان کا اسم اعظم　　　لکھوں اس جا پہ صلی اللہ وسلم

آخر میں وہ اس رویے کے قریب جا پہنچتے ہیں جو مفتی الٰہی بخش رحمتہ اللہ کے ہاں نظر آتا ہے۔ یعنی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاقت کے طالب ہیں۔ یہی رویہ اس دور کا عمومی رویہ تھا۔ حضورؐ سے کمرشل تعلق تو بیسویں صدی کی آٹھویں دہائی کا فتنہ ہے۔ یہ رویہ اس دور میں موجود نہ تھا۔ "رنج" حضور اقدسؐ سے یوں طالب شفاعت ہوتے ہیں :

اگر دیوے زبان کچھ اور باری　　　شفاعت کی لکھوں امید واری
قیامت کی ہے ان سے آس مجھ کو　　　بلائیں گے وہ اپنے پاس مجھ کو
مجھے اس نعت کی طاقت کہاں ہے　　　لب اپنے بند ہیں قاصر زباں ہے

اس دور کا عمومی رویہ زندگی کو بہتر بنانے کی بجائے موت کو عظیم تر بنانے اور حیات بعد الممات کو بہتر بنانے کا رویہ تھا۔ یہی رویہ ہمیں "رنج" کے ہاں دکھائی دیتا ہے۔

اردو میں آخری اہم بارہ ماسہ مولانا محمد عبداللہ انصاری کا ہے۔ جس کا عنوان "بارہ ماسہ ربانی" ہے۔ بارہ ماسہ کے بارے میں ڈاکٹر تنویر علوی کی تحقیق ہے :

اردو میں بارہ ماسہ نگاری کا دور تقریباً" ساڑھے تین سو سال قبل شروع ہوا اور اب سے سو سال پیشتر قریب قریب اس کا زمانہ ختم ہو گیا۔

مولانا عبداللہ انصاری کا بارہ ماسہ ۱۳۲۳ھ میں شائع ہوا۔ اس لئے اسے اردو کا آخری ہم بارہ ماسہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

مولانا حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ کے خلیفہ مجاز علی گڑھ کالج کے ناظم دینیات، شیخ طریقت اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمتہ اللہ کے داماد تھے۔ آپ کے بارہ ماسے کے بارے میں مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی فرماتے ہیں :

"سبحان اللہ" حضرت مصنف نے اس رسالہ میں عجیب اسلوب و طریق مرغوب سے علم سلوک، حصول معرفت و انکشاف حقیقت کا راستہ بنایا ہے اور عشق حقیقی کو عشق مجازی کے سانچے میں ڈھال کر ایک دلکش نقشہ جمایا ہے اور جاں گداز و دلسوز پیرایہ کا سماں دکھایا ہے۔ یہ فراق محبوب و ہجر مطلوب میں طالب صدق و دل سوختہ عاشق کی کہانی ہے۔ یہ کہانی بجا ہے کہ یہ رسالہ گنجینہ معانی اور خزینہ اسرار ربانی ہے۔

مولانا عبداللہ انصاری نے اپنے بارہ ماسے میں حمد کے بعد نعت کا باب قائم کیا ہے۔ اس اہتمام کو پہلی بار اسی بارہ ماسے میں دیکھا جاسکتا ہے۔ انہوں نے اپنے بارہ ماسے میں مفتی صاحب کے بعد سب سے زیادہ نعت کے اشعار لکھے ہیں جن کی تعداد مفتی صاحب کے بائیں اشعار کے مقابلے میں دس ہے مولانا نعت میں ختم رسالت، رحمت عالم، خلق مجسم اور شافع محشر کی صفات کا بڑی خوبصورتی سے تذکرہ کرنے کے بعد شب معراج کا ذکر یوں کرتے ہیں :

شب معراج میں حق ان سے بولا   جو کچھ تھا راز سر بستہ، وہ کھولا

اس کے بعد وہ "بعد از خدائے بزرگ توئی قصہ مختصر" کو اپنے لفظوں میں یوں بیان کرتے ہیں :
ان کے ہاں نعت کا یہ انفرادی اور قابل ذکر پہلو سامنے آیا خدا کے بعد انہیں کا مرتبہ ہے کہ وہ نعت کا اختتام صلوۃ سلام پر کر رہے ہیں۔ صلوۃ و سلام جو ہماری دینی روایت کا اہم تر حصہ ہے۔ مولانا انصاری نے صلوۃ و سلام میں اپنے عقیدے کی استواری اور اپنی سلامتی طبع کا پورا ثبوت مہیا کیا ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں :

ہزاروں ہوں درود ان پر سحر شام   اور ان کی آل پر ہو خاص یا عام
سلام ان کے خلیفوں پر ہو نازل   صحابہ تابعین سب کو ہو شامل

یوں ان کے مذکورہ اشعار صلوۃ و سلام کا منظوم اردو ترجمہ بھی ہیں اور مولانا انصاری کے جذبوں کا اظہار بھی۔ بہرحال بارہ ماسہ اپنے ہندوستانی مزاج و کردار کے باوجود نعت رسول مقبولؐ سے خالی نہیں بلکہ اپنے مخصوص مزاج میں اس عظیم موضوع کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہیں۔ یوں یہ صنف بھی دربار رسالتؐ میں حاضری اور حضوری کے شرف سے محروم نہیں رہی۔۔۔۔ اس کے ماتھے پر بھی یہ لفظ مرقوم نظر آتے ہیں : سبحان اللہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اُردُو نعت

(انتخاب)

میر حسن دہلوی

نبی کون یعنی رسول کریمؐ نبوت کے دریا کا در یتیم
ہوا گو کہ ظاہر میں امی لقب پہ علم لدنی کھلا دل پہ سب
بغیر از لکھے اور کئے بے رقم چلے حکم پر اس کے لوح و قلم
کیا حق نے نبیوں کا سردار اسے بنایا نبوت کا حق دار اسے
نبوت جو کی حق نے اس پر تمام لکھا اشرف الناس خیر الانام
بنایا سمجھ بوجھ کر خوب اسے خدا نے کیا اپنا محبوب اسے
کہوں اس کے رتبے کا کیا میں بیاں کھڑے ہوں جہاں باندھ صف مرسلاں
محمدؐ کے مانند جگ میں نہیں ہوا ہے نہ ایسا نہ ہو گا کہیں
یہ تھا رمز اس کے جو سایا نہ تھا کہ رنگ دوئی واں تک آیا نہ تھا
نہ ہونے کا سائے کے تھا یہ سبب ہوا صرف کعبے کی پوشش میں سب
نہ ڈالی کسی شخص پر اپنی چھاؤں کسی کا نہ منہ دیکھا دیکھ اس کے پاؤں
وہ ہوتا زمیں گیر کیا فرش پر قدم اس کے سائے کا تھا عرش پر
جہاں تک کہ تھے یاں کے اہل نظر سمجھ مایۂ نور کحل البصر
سبھوں نے لیا پتلیوں سے اٹھا زمیں پر نہ سائے کو گرنے دیا
سیاہی کی پتلی کا ہے یہ سبب وہی سایہ پھرتا ہے آنکھوں میں اب
وگرنہ یہ تھی چشم اپنی کہاں
اسی سے تو روشن ہے سارا جہاں

شیخ محمد ابراہیم ذوق دہلوی

ہوا حمد خدا میں دل جو مصروف رقم میرا الف الحمد رب العالمین کا ہے قلم میرا
رہے نام محمدؐ لب پہ یارب اول و آخر الٹ جائے بوقت نزع جب سینے میں دم میرا
محبت اہل بیت مصطفےٰ کی نور برحق ہے کہ روشن ہو گیا دل مثل قندیل حرم میرا
دکھائی مجھ کو راہ شرع اصحاب پیمبرؐ نے چراغ راہ ہے اکرام اصحاب کرم میرا
کہیں شاہ نجف کے عشق میں دل میرا ڈوبا تھا کہ ہے در نجف ہو کر چمکتا دریم میرا
رہے گا دانہ افشاں مزرع امید بخشش میں غم آل نبیؐ سے دانہ ہر اشکؑ غم میرا
شہ بغداد کا خط غلامی "ذوق" رکھتا ہوں
نہ کیوں دل اس خط بغداد سے ہو جام جم میرا

کفایت علی کافی شہید

کوئی گل باقی رہے گا نے چمن رہ جائے گا
پر رسول اللہ کا دین حسن رہ جائے گا

ہم صفیر و باغ میں ہے کوئی دم کا چہچہا
بلبلیں اڑ جائیں گی سونا چمن رہ جائے گا

اطلس و کمخواب کی پوشاک پر نازاں ہو تم
اس تن بے جان پر خاکی کفن رہ جائے گا

نام شاہان جہاں مٹ جائیں گے لیکن یہاں
حشر تک نام و نشان پنجتن رہ جائے گا

جو پڑھے گا صاحب لولاک کے اوپر درود
آگ سے محفوظ اس کا تن بدن رہ جائے گا

سب فنا ہو جائیں گے کافی و لیکن حشر تک
نعت حضرت کا زبانوں پر سخن رہ جائے گا

بہادر شاہ ظفر

اے سرور دو کون شہنشاہ ذوالکرمؐ
سرخیل مرسلین و شفاعت گر امم

رنگ ظہور سے ترے گلشن رخ حدوث
نور وجود سے ترے روشن دل قدم

تو تھا سریر اوج رسالت پہ جلوہ گر
آدم جہاں ہنوز پس پردہ عدم

صدقے زمین کے ہوتا نہ پھر پھر کے آسماں
رکھتا سر زمیں نہ اگر اپنا تو قدم

محروم تیرے دست مبارک سے رہ گیا
کیونکر نہ اپنا چاک گریباں کرے قلم

صیقل سے اپنے لطف و عنایت کے دور کر
آئینہ ضمیر سے میرے غبار غم

پہنچا نہ آستان مقدس کو تیرے میں
اس غم سے مثل چشمہ ہوئی میری چشم نم

پر خاک آستاں کو تری اپنی چشم میں
کرتا ہوں سرمہ میل تصور سے دم بدم

نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ

کیا تھا نور جب اللہ نے پیدا محمدؐ کا
اسی دن سے ہوا ہے عاشق شیدا محمدؐ کا

نہ ہو ذکر مبارک آپ کا ورد زباں کیونکر
میں ہوں روز ازل سے عاشق شیدا محمدؐ کا

فرشتے قبر میں پوچھیں گے گر مجھ سے تو کہہ دوں گا
کہ ہوں بندہ خدا کا اور ہوں شیدا محمدؐ کا

خدایا جب مری اس قالب خاکی سے جاں نکلے
زباں پر اس گھڑی جاری رہے کلمہ محمدؐ کا

ملائک نے کیا تھا اس سبب سے سجدہ آدم کو
کہ پیشانی سے ان کی نور تھا پیدا محمدؐ کا

خدا بھی حشر میں پوچھے گا گر عاشق تو کس کا ہے
تو کہہ دوں گا محمدؐ کا محمدؐ کا محمدؐ کا

تمنا ہے کہ فوراً جاں بحق تسلیم ہو جاؤں
نظر آئے جو مجھ کو شیفتہ روضہ محمدؐ کا

حافظ پیلی بھیتی

آنکھ میں پھرتی ہے وہ شوخی رفتار جدا
تڑپے جاتا ہے جدائی میں دل زار جدا

وہی اچھے رہے محشر میں جو رحمت برسی
بیگناہوں سے کھڑے تھے جو گنہگار جدا

دل و جاں لوٹتے ہیں عشق نبی میں دن رات
لذت درد جدا لذت آزار جدا

خاک پر لوٹتے ہیں کوئے نبی میں دونوں
نور خورشید جدا' سایہ دیوار جدا

آیئے پھوٹ کر روئیں گے رہ طیبہ میں
میرے تلووں سے اگر کوئی ہوا خار جدا

دشمن آرام کے ہیں' چین کے ہیں' نیند کے ہیں
طالع خفتہ جدا' دیدہ بیدار جدا

باغ عالم میں کریں آپ جو فرق بد و نیک
گل سے ہو خار جدا' برگ سے ہو بار جدا

دیکھنے سننے کا وہ شوق کہ دیکھا نہ سنا
ذوق دیدار جدا' لذت گفتار جدا

چلتا پھرتا رہے دن رات مگر کیا ممکن
ان کی دیوار سے ہو سایہ دیوار جدا

کون ہے درپے آزار دل زار نہ پوچھ
دل کا آزار جدا' طاقت گفتار جدا

قد آدم ہیں وہاں آئینے دیوار میں وصل
میں یہاں آئینہ ساں پشت بدیوار جدا

سر اگر تن سے جدا ہو تو جدا ہو حافظ
سر سے ہو گا نہ در احمدؐ مختار جدا

میر ببر علی انیس لکھنوی

منظور تھا کہ اور روایت کروں رقم
یاد آ گئی مگر یہ حدیث غم و الم

مسجد میں جلوہ گر تھے رسول فلک حشم
ہلتے تھے ذکر حق میں لب پاک دم بدم

روشن تھے بام و در رخ روشن کے نور سے
آئینہ بن گئی تھی زمیں تن کے نور سے

اصحاب خاص گرد تھے انجم کی طرح سب
تاباں تھا بیچ میں وہ مہ ہاشمی لقب

سر پر ملک صفات مگس راں تھے وہ عرب
جبرئیل تہ کیے ہوئے تھے زانوئے ادب

خادم ہلال قنبر گردوں اساس تھا
نعلین اس کے پاس عصا اس کے پاس تھا

گیسو تھے وہ مفسر واللیل اذا سجیٰ
رخ سے عیاں تھے معنی و الشمس والضحیٰ

وہ ریش پاک اور رخ سردار انبیاؑ
گویا دھرا تھا رحل پہ قرآں کھلا ہوا

اوڑھے سیاہ جبہ جو عالم پناہ تھا
کعبہ کا صاف حاجیوں کو اشتباہ تھا

غلام امام شہید

جب سے ہوا وہ گل چمن آرائے مدینہ　　جبریلؑ بنا بلبل شیدائے مدینہ
سینہ ہے مرا روکش صحرائے مدینہ　　دل ہے جرس محمل لیلائے مدینہ
واں کے در و دیوار مرے پیش نظر ہیں　　اندھیر ہو گر آنکھ سے چھپ جائے مدینہ
ہر سنگ میں واں کے شرر طور ہے پنہاں　　ہر خشت کہ کہیے ید بیضائے مدینہ
قسمت یہ دکھاتی ہے کہ حسرت کی نظر سے
ہم دیکھتے ہیں اس کو جو دیکھ آئے مدینہ

مرزا سلامت علی دبیر لکھنوی

کیا قامت احمدؐ نے ضیا پائی ہے　　چہرے میں عجب نور کی زیبائی ہے
مصحف کو نہ کیوں فخر ہو اس صورت پرؐ　　قرآن سے پہلے یہ کتاب آئی ہے

کیوں خامہ سے مشق خط پیمبر کرتے　　بے کلک رقم لاکھ وہ دفتر کرتے
فرمایا سفید روسیاہ کاروں کو　　کاغذ کو سیاہ رو وہ کیوں کر کرتے

آدم نے شرف خیر بشر سے پایا　　رشتہ ایماں کا اس گھر سے پایا
وہ میم محمدؐ سے جہاں روشن ہے　　مضموں یہ دل شمس و قمر سے پایا

تسلیم نبیؐ کو ہر سلیماں خم ہے　　خاتم لقب و زیرنگیں عالم ہے
سائے کی سیاہی نہ رہے کیونکر دور　　خاتم ہے مگر نور کی یہ خاتم ہے

معراج نبیؐ میں جائے تشکیک نہیں　　ہے نور کا تڑکا شب تاریک نہیں
قوسین کے قرب سے یہ صادق ہے "دبیر"　　اتنا کوئی اللہ کے نزدیک نہیں

یٰسین کو سن کر جو قضا کرتے ہیں　　حق الفت احمدؐ کا ادا کرتے ہیں
یٰسین ہے نبیؐ کا نام سو نزع کے وقت　　اس نام پہ جان اپنی فدا کرتے ہیں

قاسم نانوتویؒ

الٰہی کس سے بیاں ہو سکے ثنا اس کی — کہ جس پہ ایسا تری ذات خاص کا ہو پیار
جو تو اسے نہ بناتا تو سارے عالم کو — نصیب ہوتی نہ دولت وجود کی زنہار
تو فخر کون و مکاں زبدہ زمین و زماں — امیر لشکر پیغمبراں شہ ابرارؐ
تو بوئے گل ہے اگر مثل گل ہیں اور نبی — تو نور شمس ہے گر اور نبی ہیں شمس نہار
حیات جان ہے تو ہیں اگر وہ جان جہاں — تو نور دیدہ ہے گر ہیں وہ نور دیدہ بیدار
جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں — ترے کمال کسی میں نہیں مگر دوچار
امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ — کہ ہو سگان مدینہ میں میرا شمار
جیوں تو ساتھ سگان حرم کے تیرے پھروں — مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مرغ و مار
جو یہ نصیب نہ ہو اور کہاں نصیب مرے — کہ میں ہوں اور سگان حرم کی تیرے قطار
اڑا کے باد مری مشت خاک کو پس مرگ — کرے حضورؐ کے روضے کے آس پاس نثار

ولے یہ رتبہ کہاں مشت خاک "قاسم" کا
کہ جائے کوچہ اطہر میں تیرے بن کے غبار

حافظ لطف علی خاں لطف بریلوی

شفیع الوریٰ! یا شفیع الوریٰ — مجھے بخشوا یا شفیع الوریٰ
کروں کس سے فریاد اے دادرس — تمہارے سوا یا شفیع الوریٰ
کہاں جائے اے شاہ در سے ترے — ترا یہ گدا یا شفیع الوریٰ
تمہیں بخشوا لو گے اللہ سے — مری ہر خطا یا شفیع الوریٰ
سہارا ہے ہر دوسرا میں ترا — نہیں دوسرا یا شفیع الوریٰ
مجھے بھول جانا نہ بہر خدا — بروز جزا یا شفیع الوریٰ
جہنم سے مجھ کو بچا لیجیو — برائے خدا یا شفیع الوریٰ
مدینہ میں مولیٰ بیہ جا کر مرے — یہ ہے التجا یا شفیع الوریٰ
یہی آرزو ہے یہی ہے ہوس — مدیح خدا یا شفیع الوریٰ
رہا زیست میں جس طرح ذوق شوق — تری نعت کا یا شفیع الوریٰ
رہے بعد مردن یونہی خلد میں — ہمیشہ سدا یا شفیع الوریٰ
خدا خود ہے مداح قرآن میں — ترا جا بجا یا شفیع الوریٰ
بشر کیا فرشتوں سے لکھی نہ جائے — تمہاری ثنا یا شفیع الوریٰ

بلا لے مدینہ میں اب "لطف" کو
نہ در در پھرا یا شفیع الوریٰ

امداد اللہ مہاجر مکیؒ

کر کے نثار آپ پر گھر بار یا رسولؐ
اب آ پڑا ہوں آپ کے دربار یا رسولؐ

عالم نہ متقی ہوں نہ زاہد نہ پارسا
ہوں امتی تمہارا گنہ گار یا رسولؐ

دونوں جہاں میں مجھ کو وسیلہ ہے آپ کا
کیا غم ہے گرچہ ہوں میں بہت خوار یا رسولؐ

ذات آپ کی تو رحمت و شفقت ہے سربسر
میں گرچہ ہوں تمام خطا وار یا رسولؐ

کیا ڈر ہے اس کو لشکر عصیان و جرم سے
تم سا شفیع ہو جس کا مددگار یا رسولؐ

ہو آستانہ آپ کا امداد کی جبیں
اور اس سے زیادہ کچھ نہیں درکار یا رسولؐ

سید محمد مرتضیٰ بیان و یزدانی میرٹھی

ضیائے دیدہ حق بیں ہے رخسارا محمدؐ کا
کہ ہے اللہ کا دیدار نظارا محمدؐ کا

فلک پر کوئی حیراں' کوئی آوارا محمدؐ کا
فدا ایک ایک ثابت اور سیارا محمدؐ کا

قمر سمجھیں کہ ہم قرآن رخسارا محمدؐ کا
وہ سیپارہ محمد کا یہ صد پارا محمدؐ کا

شفاعت کا مزا پایا شمیم خلق اطہر سے
وہ ہے نہر عسل یہ عنبر سارا محمدؐ کا

ولی نعمت وہی ہے خوان احسان الٰہی کا
ظہور اس عالم امکاں میں ہے سارا محمدؐ کا

گیا گردوں پر اس کے شربت دیدار کا پیاسا
مسیحا بھی ہے بالتحقیق دکھیارا محمدؐ کا

رہ حق میں جہاد اس نے کیا اعدائے پہلو پر
مطیع امر تھا ہر نفس امارا محمدؐ کا

احادیث مطہر اس کی آیات الٰہی ہیں
کلام اللہ ناطق ہے کہ رخسارا محمدؐ کا

سلاطیں کا شرف ہے اس کے آگے طرقوا کہنا
اٹھائیں غاشیہ اسکندر و دارا محمدؐ کا

ہوئے دونوں جہاں روشن ظہور نور سے اس کے
کہ ہے بدر الدجیٰ حسن جہاں آرا محمدؐ کا

زمیں سے آفتاب آدم و حوا نہ ابھرا تھا
مگر تھا جلوہ فرما صبح کا تارا محمدؐ کا

وہ مزمل وہ مدثر وہ طہٰ اور وہ یٰسین
پکارا نام کس کس طرح سے پیارا محمدؐ کا

پہنچ لے گا جناں میں جبکہ اک امتی اس کا
کہیں اس وقت ہو گا غم سے چھٹکارا محمدؐ کا

احد میں کیوں نہوتی آنکھ پیدا میم معنی سے
کہ تھا مدنظر در پردہ نظارہ محمدؐ کا

اذاں ہے شور اس سلطان دیں کے کوس شاہی کا
سدا بجتا ہے پانچوں وقت نقارا محمدؐ کا

صراط حشر پر میرا قدم ڈگ جائے گا کیونکر
کہ ہوں تھامے ہوئے دامن میں بیچارا محمدؐ کا

وہ شافی میرے دردوں کا' وہ کافی میرے دردوں کا
میں دکھیارا محمدؐ کا' میں دکھیارا محمدؐ کا

خدا کو جان دیں گے ہم اور اس کا نام لیں گے ہم
بیاں! صل علیٰ کیا نام ہے پیارا محمدؐ کا

محسن کاکوروی

ظلمت کا چراغ بے ضیا ہے — انجم کا ستارہ ڈوبتا ہے
مہتاب کی چاندنی ڈھلی ہے — مریخ کی سمت مشتری ہے
روپوش دبیر چرخ اخضر — ظلمت کا سیاہہ کر کے ابتر
اہل مد کہکشاں ہے مفرور — پروانہ نویس، شمع کافور
زہرہ کا سفید ہو گیا رنگ — نظم پرویں کا قافیہ تنگ
سبزہ ہے کنار آب جو پر — یا خضر ہے مستعد و ضو پر
اک شاخ رکوع میں رکی ہے — اور دوسری سجدہ میں جھکی ہے
کیاری ہر ایک، اعتکاف میں ہے — اور آب رواں طواف میں ہے
جان و دل مرسلیں محمدؐ — روح روح الامیں محمدؐ
پیدا ہوئے خاتم النبین — مہر عرفان، عزو تمکین
گنجینہ اصطفا محمدؐ — آئینہ حق نما محمدؐ
نازل ہے زمیں پہ کبریائی — بندے کے لباس میں خدائی
اس وقت دیار میں عرب کے — مطلع سے تجلیات رب کے
برج شرف قریشیاں میں — اورہاشمیوں کے خانداں میں
کعبہ کی زمین نامور سے — اور عبدالمطلب کے گھر سے
اسلام کا آفتاب چمکا — بے پردہ و بے نقاب چمکا
پیدا ہوئے سرور دوعالمؐ — پیدا ہوئے فخر نوحؑ و آدم

شاہنشہ اصفیا محمدؐ
تاج سر انبیاؑ محمدؐ

داغ دہلوی

کرو غم سے آزاد یا مصطفیؐ — تمہیں سے ہے فریاد یا مصطفیؐ
نہ پامال مجھ کو زمانہ کرے — نہ مٹی ہو برباد یا مصطفیؐ
زباں پر ترا نام جاری رہے — کرے دل تری یاد یا مصطفیؐ
نہ چھوٹے کبھی مجھ سے راہ صواب — نہ ہو ظلم و بیداد یا مصطفیؐ
عطا مجھ کو اللہ ہمت کرے — بجا لاؤں ارشاد یا مصطفیؐ
رہوں حشر میں آپ کی ذات سے — طلبگار امداد یا مصطفیؐ

عنایت کی ہو جائے اس پر نظر
رہے "داغ" دل شاد یا مصطفیؐ

حسن رضا خاںؒ بریلوی

سیر گلشن کون دیکھے دشت طیبہ چھوڑ کر
سوئے جنت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر

سرگزشت غم کہوں کس سے ترے ہوتے ہوئے
کس کے در پر جاؤں تیرا آستانہ چھوڑ کر

بے لقائے یاران کو چین آ جاتا اگر
بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر

کون کہتا ہے دل بے مدعا ہے خوب چیز
میں تو کوڑی کو نہ لوں ان کی تمنا چھوڑ کر

مر ہی جاؤں میں اگر اس در سے جاؤں دو قدم
کیا بچے بیمار غم قرب مسیحا چھوڑ کر

کس تمنا پر جیں یارب اسیران قفس
آ چکی باد صبا باغ مدینہ چھوڑ کر

بخشوانا مجھ سے عاصی کا روا ہو گا کسے
کس کے دامن میں چھپوں دامن تمہارا چھوڑ کر

حشر میں اک اک کا منہ جو تکتے پھرتے ہیں عدو
آفتوں میں پھنس گئے ان کا سہارا چھوڑ کر

مر کے جیتے ہیں جو ان کے در پہ جاتے ہیں "حسن"
جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

امیر مینائی

سکہ رائج جب سے دین مصطفیٰ کا ہو گیا
غلغلہ ساری خدائی میں خدا کا ہو گیا

جب سے دل دیوانہ محبوب خدا کا ہو گیا
مصطفیٰؐ اس کے ہوئے وہ مصطفیٰؐ کا ہو گیا

حشر میں نیچے لوائے حمد کے پائی جگہ
ظل رحمت، سایہ اس زلف رسا کا ہو گیا

اول بعثت میں ختم الانبیاء پایا لقب
رتبہ حاصل ابتدا میں انتہا کا ہو گیا

جب پئے گلگشت باغوں میں مدینے کے چلی
پھولوں کی ڈالی وہیں دامن صبا کا ہو گیا

موم، پتھر کو یہ اس فخر سلیمانؑ نے کیا
حلقہ ء خاتم نگین نقش پا کا ہو گیا

طوق، دین مصطفیٰؐ کا جس کی گردن میں پڑا
قید سے آزاد وہ بندہ خدا کا ہو گیا

رحمت حق کیوں نہ ہو نازل محب پر آپ کے
آشنا ہے آشنا جو آشنا کا ہو گیا

روح نے جلوہ جو دیکھا آپ کا قندیل عرش
آشیانہ اس گرفتار بلا کا ہو گیا

خاتمہ جب ہو گیا بالخیر تو سمجھا یہ میں
ختم مجھ پر لطف، ختم الانبیا کا ہو گیا

التجا پر امت عاصی کی جب آمیں کہی
بول بالا ان غریبوں کی دعا کا ہو گیا

دونوں رخساروں کی مدحت میں ہوا موزوں جو شعر
ترجمہ شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ کا ہو گیا

نعت میں ہم نے جو لکھا ایک پرچہ بھی "امیر"
مل گئی دولت وہ نسخہ کیمیا کا ہو گیا

خواجہ الطاف حسین حالی

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماوئ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولی
خطا کار سے درگزر کرنے والا
بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کو زیر و زبر کرنے والا
قبائل کا شیر و شکر کرنے والا
اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا
مس خام کو جس نے کندن بنایا۔
کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب، جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا
پلٹ دی اک آن میں اس کی کایا
رہا ڈر نہ بیڑے کو موج بلا کا
ادھر سے ادھر پھر گیا رخ ہوا کا
سبق پھر شریعت کا ان کو پڑھایا
حقیقت کا گر، ان کو اک اک بتایا
زمانے کے بگڑے ہوؤں کو بنایا
بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا
کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہاں پر
وہ دکھلا دیئے ایک پردہ اٹھا کر
سکھائی انہیں نوع انساں پہ شفقت
کہا ، ہے یہ اسلامیوں کی علامت
کہ ہمسایہ سے رکھتے ہیں وہ محبت
شب و روز پہنچاتے ہیں ان کو راحت
وہ جو حق سے اپنے لئے چاہتے ہیں
وہی ہر بشر کے لئے چاہتے ہیں
دیئے پھیر دل ان کے مکرو ریا سے
بھرا ان کے سینے کو صدق و صفا سے
بچایا انہیں کذب سے افترا سے
کیا سرخرو خلق سے اور خدا سے
رہا قول حق میں نہ کچھ باک ان کو
بس اک شوب میں کر دیا پاک ان کو
جب امت کو سب مل چکی حق کی نعمت
ادا کر چکی فرض اپنا، رسالت
رہی حق پہ باقی نہ بندوں کی حجت
نبیؐ نے کیا خلق سے قصد رحلت
تو اسلام کی وارث اک قوم چھوڑی
کہ دنیا میں جس کی مثالیں ہیں تھوڑی

احمد رضا خاںؒ بریلوی

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرا تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرا تیرا

فیض ہے یا شہ تسنیمؐ نرالا تیرا
اک پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا

اغنیا پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا
اصفیا جاتے ہیں سر سے وہ ہے رستا تیرا

فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

آسماں خوان و زمیں خوان بو زمانہ مہماں
صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا' تیرا

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

آنکھیں ٹھنڈی ہوں' جگہ تازہ ہوں جانیں سیراب
سچے سورج! وہ دل آرا ہے اجالا تیرا

دل عبث خوف سے پتہ سا اڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسا تیرا

ایک میں کیا' مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارا تیرا

تیرے ٹکڑوں سے پلے' غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقا تیرا

خوار و بیمار و خطا وار و گنہگار ہوں میں
رافع و دافع و شافع' لقب آقا تیرا

تو جو چاہے تو ابھی میل مرے دل کے دھلیں
کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میلا تیرا

دور کیا جانیے بدکار پہ کیسی گزرے
تیرے ہی در پہ مرے' بیکس و تنہا تیرا

تیرے صدقے' مجھے اک بوند بہت ہے تیری
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

شاد عظیم آبادی

دیباچہ سخن ہے شہ انبیاء کی مدح
محبوب ہے دلوں کو حبیب خدا کی مدح

طغرائے لوح عشق ہے خیر الورا کی مدح
اسلام کا نشان ہے اس پیشوا کی مدح

نعت رسول حق ہے ہماری سرشت میں
امت پہ اس کا راز کھلے گا بہشت میں

اے اول ربیع اس آمد پہ میں نثار
اس کبریا کی دولت سرمد پہ میں نثار

الطاف و فیض و رحمت بیحد پہ میں نثار
دی نعمت بہشت محمدؐ پہ میں نثار

دوزخ کا اب نہ خوف نہ دھڑکے عذاب کے
توحید خود بتائے گی رستے ثواب کے

اسمٰعیل میرٹھی

خلیل حق کی تھی جو اشارت ۔ اور ابن مریم کی جو بشارت
ظہور احمدؐ سے تھی عبارت ۔ سمجھ گئے صاحب بصارت
کہ اب گری کفر کی عمارت ۔ گھٹے گی فارس کی اب حرارت
مٹے گی روما کی اب شرارت ۔ لٹے گی اب مصر کی امارت
خزانہ ہر قل کا ہو گا غارت ۔ بڑھے گا تقویٰ بھی اور طہارت
ہے باغ اسلام کو نضارت ۔ نیا ہے سلطاں، نئی وزارت
صلوٰۃ اس پر، سلام اس پر ۔ اور اس کی سب آل باصفا پر
اور اس کے اصحابؓ باوفا پر ۔ اور اس کے احباب اتقیا پر
وہ فخر آدم، امان عالم! ۔ امین محکم، رسول اکرم
محیط اعظم ز غیب ملہم ۔ بہ وحی محرم، شہ مسلم
عرب کے اندر وہی معظم ۔ عجم کے اندر وہی مکرم
لگا کے آدمؑ سے تابہ ایں دم ۔ ظہور اس کا ہے بعد آدم
وجود اس کا مگر مقدم ۔ وہ نور حق تھا ولے مجسم
کیا مدینے کو سبز و خرم ۔ درود محمود بھیج پیہم
صلوٰۃ اس پر، سلام اس پر ۔ اور اس کی سب آل باصفا پر

اور اس کے اصحابؓ باوفا پر
اور اس کے احباب اتقیا پر

ریاض خیر آبادی

نام کے نقش سے روشن یہ نگینہ ہو جائے ۔ کعبہ دل مرے اللہ مدینہ ہو جائے
وہ چمک درد کی ہو دل میں کہ بجلی چمکے ۔ دامن طور ذرا آج یہ سینہ ہو جائے
تو جو چاہے ارے او مجھ کو بچانے والے ۔ موج طوفان بلا اٹھ کے سفینہ ہو جائے
ظلمت کفر سے بڑھ کے ہے سیاہی دل کی ۔ دور کیونکر دل اغیار سے کینہ ہو جائے
آنکھ میں برق سر طور ہو گنبد کا کلس ۔ شرف اندوز زیارت یہ کمینہ ہو جائے
دل رہے ہاتھ میں تیرے مرے پہلو کے عوض ۔ چاہتا ہوں مری خاتم کا نگینہ ہو جائے
اس کی تقدیر جو پامال ہو تیرے در پر ۔ اس کی تقدیر کہ جو خاک مدینہ ہو جائے
دفن ہوں ساتھ ترے مرے گہر ہائے سخن ۔ خاک میں مل کے نمایاں یہ دفینہ ہو جائے

جان کی طرح تمنا ہے یہی دل میں "ریاض"
مروں کعبہ میں تو منہ سوئے مدینہ ہو جائے

نواب بہادر یار جنگ خلق

اے کہ ترے وجود پر خالق دو جہاں کو ناز
اے کہ ترا وجود ہے وجہ وجود کائنات

اے کہ ترا سر نیاز حد کمال بندگی
اے کہ ترا مقام عشق قرب تمام عین ذات

خوگر بندگی جو تجھے تیرے طفیل میں ہوئے
مالک مصر و کاشغر وارث دجلہ و فرات

ترے بیاں سے کھل گئیں، ترے عمل سے حل ہوئیں
منطقیوں کی الجھنیں، فلسفیوں کی مشکلات

مدحت شاہ دوسرا مجھ سے بیاں ہو کس طرح
تنگ میرے تصورات پست میرے تخیلات

بیدم شاہ وارثیؒ

آئی نسیم کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کھنچنے لگا دل سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کعبہ ہمارا کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
مصحفؐ ایماں روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

لے کے مرا دلؐ آئیں گے مر جائیں گے مٹ جائیں گے
پہنچیں ہم تا کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

طوبیٰ کی جانب تکنے والو، آنکھیں کھولو ہوش سنبھالو
دیکھو قد دل جوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نام اسی کا باب کرم ہے دیکھ یہی محراب حرم ہے
دیکھ خم ابروئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بھینی بھینی خوشبو مہکی بیدم دل کی دنیا لہکی
کھل گئے جب گیسوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اختر شیرانی

کس نے پھر چھیڑ دیا قصہ لیلائے حجاز
دل کے پردوں میں مچلتی ہے تمنائے حجاز

بھر کے دامن میں غریبوں کی دعائیں لے جا
اے نسیم سحر، اے بادیہ پیمائے حجاز

بزم ہستی میں ہے ہنگامہ محشر برپا
اب تو ہو خواب سے بیدار مسیحائے حجاز

مے افرنگ میں باقی نہ رہا کوئی سرور
ہم نے جس دن سے چکھی ہے مے مینائے حجاز

دل دیوانہ دعا مانگ وہ دن پھر آئے
وہی ہم ہوں وہی سجدے وہی صحرائے حجاز

کون سے خواب میں ہے محو تو اے روح بلالؓ
گونج اٹھے پھر تری تکبیر سے دنیائے حجاز

خاک یثرب کے ہر اک ذرہ سے آتی ہے صدا
"اختر" خاک نشیں ناصیہ فرسائے حجاز

حسرت موہانی

پھر آنے لگیں شہر محبت کی ہوائیں
پھر پیش نظر ہو گئیں جنت کی فضائیں
اے قافلے والو ! کہیں وہ گنبد خضرا
پھر آئے نظر ہم کو کہ تم کو بھی دکھائیں
ہاتھ آئے اگر خاک ترے نقش قدم کی
سر پر کبھی رکھیں، کبھی آنکھوں سے لگائیں
نظارہ فروزی کی عجب شان ہے پیدا
یہ شکل و شمائل، یہ عبائیں، یہ قبائیں
کرتے ہیں عزیزان مدینہ کی جو خدمت
"حسرت" انہیں دیتے ہیں سب دل سے دعائیں

اصغر گونڈوی

دل نثار مصطفیٰؐ جاں پائمال مصطفیٰؐ
یہ اویسؓ مصطفیٰؐ ہے وہ بلالؓ مصطفیٰؐ
دونوں عالم تھے مرے حرف دعا میں غرق و محو
میں خدا سے کر رہا تھا جب سوال مصطفیٰؐ
سب سمجھتے ہیں اسے شمع شبستان حرا
نور ہے کونین کا لیکن جمال مصطفیٰؐ
عالم ناسوت میں اور عالم لاہوت میں
کوندتی ہے ہر طرف برق جمال مصطفیٰؐ
عظمت تنزیہہ دیکھی، شوکت تشبیہ بھی
ایک حال مصطفیٰؐ ہے ایک قال مصطفیٰؐ
دیکھئے کیا حال کر ڈالے شب یلدائے غم
ہاں نظر آئے ذرا صبح جمال مصطفیٰؐ
ذرہ ذرہ عالم ہستی کا روشن ہو گیا
اللہ اللہ! شوکت و شان جمال مصطفیٰؐ

اکبر الہ آبادی

وجد میں لائے گا یہ مضمون اہل ذوق کو
دھوم تھی روز ازل، اس سید ذی جاہ کی
جب رکے آثار فطرت کہہ کے حرف لا الہ
نور احمد سے اٹھی آواز الا اللہ کی

در فشانی نے تری قطروں کو دریا کر دیا
دل کو روشن کر دیا آنکھوں کو بینا کر دیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے رہبر بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

سیماب اکبر آبادی

اے بہار باغ طیبہ، گنبد سبز رسول
قبہ فردوس یا گلدستہ طوبیٰ ہے تو

جلوہ فطرت سے ہے لبریز تیرا عرض و طول
کیا مدور مصرع برجستہ طوبیٰ ہے تو

طور سینا کی طرح اے سبزہ کان حجاز
جلوہ گاہ احمدؐ محمود بن جاتا ہے تو

دیکھتا ہے دور سے جب تجھ کو مہمان حجاز
انتہائے جادہ مقصود بن جاتا ہے تو

آہ! اے رنگین تاج فرق بستان رسولؐ
پردہ رنگ بہار زیر داماں تجھ سے ہے

ایک تو ہے حامل اسرار پنہاں رسولؐ
چھپ نہ سکتا جو کبھی وہ چاند پنہاں تجھ سے ہے

گنبدا خضرا تجھے مینار کعبہ کی قسم
صاحب گنبد کو دنیا کی خبر للہ دے

کیا تعجب ہے کہ آئے جوش پر ابر کرم
جلوہ بیباک تکلیف تجلی گاہ دے

تو بھی دیکھے ہم بھی دیکھیں، دیدہ آفاق بھی
تیرے قامت پر ہو عالم شاخ نخل طور کا

مضطرب بھی ہے جہاں بے صبر بھی مشتاق بھی
کھول دے کب تک چھپائے گا خزانہ نور کا

سید سلیمان ندوی

عشق نبویؐ درد معاصی کی دوا ہے
ظلمت کدہ دہر میں وہ شمع ہدیٰ ہے

پڑھتا ہے درود آپ ہی تجھ پر ترا خالق
تصویر پہ خود اپنی مصور بھی فدا ہے

نور نبویؐ مقتبس از نور خدا ہے
بندہ کو شرف نسبت مولا سے ملا ہے

احمدؐ سے پتہ ذات احد کا جو ملا ہے
مصنوع سے صانع کا پتہ سب کو چلا ہے

بندہ کی محبت سے ہے آقا کی محبت
جو پیرو احمدؐ ہے وہ محبوب خدا ہے

آمد تری اے ابر کرم رونق عالم
تیرے ہی لئے گلشن ہستی یہ بنا ہے

فردوس و جہنم تیری تخلیق سے قائم
یہ فرق بد و نیک ترے دم سے ہوا ہے

فرمان دو عالم تری توقیع سے نافذ
تیری ہی شفاعت پہ رحیمی کی بنا ہے

لے جائے گا منزل سے بہت دور بشر کو
جو جادہ سفر کا ترے جادہ کے سوا ہے

ظفر علی خاں

وہ شمع اجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں — اک روز چمکنے والی تھی سب دنیا کے درباروں میں
گر ارض و سما کی محفل میں "لولاک لما" کا شور نہ ہو — یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں
جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا، جو نکتہ وروں سے حل نہ ہوا — وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں
بوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی — ہم مرتبہ ہیں یاران نبی کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

وہ جنس نہیں ایمان جسے لے آئیں دکان فلسفہ سے
ڈھونڈ سے ملے گی عاقل کو یہ قرآں کے سیپاروں میں

ابوالکلام آزاد

موزوں کلام میں جو ثنائے نبی ہوئی — تو ابتدا سے طبع رواں منتہی ہوئی
ہر بیت میں جو وصف پیمبر رقم کیے — کاشانہ سخن میں بڑی روشنی ہوئی
ظلمت رہی نہ پر تو حسن رسولؐ سے — بیکار اے فلک شب مہتاب بھی ہوئی
ساقی سلسبیل کے اوصاف جب پڑھے — محفل تمام مست مے بے خودی ہوئی
دل کھول کر رسولؐ سے میں نے کیے سوال — ہرگز طلب میں عار نہ پیش تخی ہوئی
تاریک شب میں آپؐ نے رکھا جہاں قدم — مہتاب نقش پا سے وہاں روشنی ہوئی
ہے شاہ دیں سے کوثر و تسنیم کا کلام — یہ آبرو تمام ہے حضرتؐ کی دی ہوئی
سالک ہے جو کہ جادہ عشق رسولؐ کا — جنت کی راہ اس کے لئے ہے کھلی ہوئی

"آزاد" اور فکر جگہ پائے گی کہاں
الفت ہے دل میں شاہ زمن کی بھری ہوئی

عبدالمجید سالک

اے شاہ انبیاءؑ و شہنشاہ کائناتؐ — زینت طراز عرش ہیں تیری تجلیات
تیرا سخن ہے وحی خداوند دوجہاں — روشن ترے فروغ تجلی سے شش جہات
اے تیری ذات عقل کا پیرایہ دوام — تیرا عمل ہے معنی آیات بینات
توحید حق کا دہر میں آوازہ ہے بلند — اے تیرا نام عشق کا سرمایہ حیات
اسریٰ بعبدہ ہے ترے قرب کی دلیل — یہ سب ہیں تیری ذات کے قدسی تصرفات
پہنچا نہ کوئی ترے مقام بلند تک — موسیٰ زہوش رفت بیک جلوہ صفات

"تو عین ذات می نگری در تبسمے"

سید نعیم الدین مراد آبادی

غریبوں کی حاجت روا کرنے والے فقیروں کو دولت عطا کرنے والے
عفو کرنے والے عطا کرنے والے کرم چاہتے ہیں خطا کرنے والے
اشاروں سے مردے جلا دینے والے تبسم سے دل کی دوا کرنے والے
سناتے ہیں تفسیر تنزیل محکم جناب نبیؐ کی ثنا کرنے والے
نہیں جانتے رنج و غم چیز کیا ہے تری یاد صبح و مسا کرنے والے
ہدایت سے ان کی ہوئے دادگستر ستم کرنے والے جفا کرنے والے
اسیران عصیاں کی شان کرم سے شفاعات روز جزا کرنے والے
نعیم سیاہ کار پر بھی کرم ہو
دوعالم کو دولت عطا کرنے والے

جگر مراد آبادی

اک رند ہے اور مدحت سلطانؐ مدینہ ہاں کوئی نظر رحمت سلطانؐ مدینہ
تو صبح ازل آئینہ حسن ازل بھی اے صل علیٰ صورت سلطان مدینہ
اے خاک مدینہ تری گلیوں کے تصدق تو خلد ہے تو جنت سلطان مدینہ
ظاہر میں غریب الغربا پھر بھی یہ عالم شاہوں سے سوا سطوت سلطان مدینہ
اس طرح کہ ہر سانس ہو مصروف عبادت دیکھوں میں در دولت سلطان مدینہ
کونین کا غم، یاد خدا، ورد شفاعت دولت ہے یہی دولت سلطان مدینہ
اس امت عاصی سے نہ منہ پھیر خدایا نازک ہے بہت غیرت سلطان مدینہ
اے جاں بلب آمدہ، ہشیار، خبردار وہ سامنے ہیں حضرت سلطان مدینہ
کچھ اور نہیں کام "جگر" کو کسی سے
کافی ہے بس اک نسبت سلطان مدینہ

شکیل بدایونی

موت ہی نہ آ جائے کاش ایسے جینے سے عاشق نبیؐ ہو کر دور ہوں مدینے سے
فرقت محمدؐ میں خوں فشاں ہیں یوں آنکھیں جیسے ے چھلکتی ہو سرخ آب گینے سے
زندگی کے طوفاں میں جب کہ ناخدا تم ہو کیوں نہ ہوں خدا والے مطمئن سفینے سے
کون سی دعا ہے وہ جو اثر نہیں رکھتی ہاں مگر یہ لازم ہے مانگئے قرینے سے
اے حسین بطحا سن، ہے یہی خوشی میری
عمر بھر لگا رکھوں تیرے غم کو سینے سے

ضیا القادری بدایونی

فدائے ایزد غفار ہوں میں
گدائے سیدؐ ابرار ہوں میں

جمال صورت حسن آفریں کا
عجب حسن ابد آثار ہوں میں

لب جبریلؑ پر ہے یہ ترانہ
نبیؐ کا غاشیہ بردار ہوں میں

"ابوالقاسم" ہیں سلطان دوعالم
غریب و بیکس و نادار ہوں میں

ہوں صدیقؓ و عمرؓ عثمانؓ کا خادم
غلام حیدرؓ کرار ہوں میں

نہیں مجبور میں اے دنیا والو
غلام احمدؐ مختار ہوں میں

عرب کے چاند نے قسمت جگا دی
رہین طالع بیدار ہوں میں

نظر ہے دشت میں سوئے مدینہ
ہوں دیوانہ مگر ہوشیار ہوں میں

خطا پوش جہاں اے شافعؐ محشر
خطا پیشہ ہوں' عصیاں کار ہوں میں

میں اچھا ہوں' نصیب اچھا ہے میرا
مریض سیدؐ ابرار ہوں میں

ہوں محبوبؐ خدا خود ناخدا جب
بھنور میں ناؤ ہو تو پار ہوں میں

"ضیا" ہے طور سینا میرا سینہ
گدائے سرور ابرار ہوں میں

حفیظ ہوشیار پوری

ظہور نور ازل کو نیا بہانہ ملا
حرم کی تیرہ شبی کو چراغ خانہ ملا

تری نظر سے ملی روشنی نگاہوں کو
دلوں کو سوز تب و تاب جاودانہ ملا

خدا کے بعد جلال و جمال کا مظہر
اگر ملا بھی تو کوئی ترے سوا نہ ملا

وہ اوج ہمت عالی' وہ شان فقر غیور
کہ سرکشوں سے بانداز خسروانہ ملا

وہ دشمنوں سے مدارا' وہ دوستوں پہ کرم
بقدر ظرف ترے در سے کسی کو کیا نہ ملا

زمین سے تا بفلک جس کو جرات پرواز
وہ میر قافلہ وہ رہبر یگانہ ملا

بشر پہ جس کی نظر ہو' بشر کو تیرے سوا
کوئی بھی محرم اسرار کبریا نہ ملا

خیال اہل جہاں تھا کہ انتہائے خودی
حریم قدس کو تجھ سا گریز پا نہ ملا

نیاز اس کا' جبین اس کی' اعتبار اس کا
وہ خوش نصیب جسے تیرا آستانہ ملا

در حضور سے کیا کچھ ملا نہ مجھ کو "حفیظ"
نوائے شوق ملی' جذب عاشقانہ ملا

بہزاد لکھنوی

مدینے دل و روح جاں لے کے جاؤں
محبت کا سارا جہاں لے کے جاؤں
جو سرگرم رہتی ہے ان کی ثنا میں
وہ فکر سخن وہ زباں لے کے جاؤں
بھلا دوں جو کاذب ہے روداد میری
جو حق ہے وہی داستاں لے کے جاؤں
"محمدؐ محمدؐ" ہو، ہونٹوں پہ میرے
میں ایماں کی گل کاریاں لے کے جاؤں
نہ چھوٹے کبھی یہ دیار مدینہ
یہ حسرت سر آستاں لے کے جاؤں
جو تڑپا رہا ہے مری زندگی کو
وہی دل کا درد نہاں لے کے جاؤں
نہیں لائق نذر "بہزاد" کچھ بھی
میں کیا پیش شاہ شہاں لے کے جاؤں

یوسف ظفر

حامل قرآں، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم
شاہ عرب، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم
ظاہر و باطن نور کا مامن ظاہر انساں باطن قرآں
دہر میں وہ اللہ کا پرچم صلی اللہ علیہ وسلم
بت خانے برباد ہوئے اور کفر سے دل آزاد ہوئے
اس سے خدا کا دین ہے محکم صلی اللہ علیہ وسلم
عصمت و عفت کا رکھوالا، درس اخوت دینے والا
عظمت کے اسرار کا محرم صلی اللہ علیہ وسلم
بے کس و ناکس کا وہ حامی، رحمت ایزد کا وہ پیامی
بارگہ حق میں ہے مکرم صلی اللہ علیہ وسلم
لاکھوں سلام اے ہادی برحق! امت پھر محتاج ہے تیری
جس کی زباں پر اب بھی ہے ہر دم صلی اللہ علیہ وسلم

شورش کاشمیری

سلام ان پہ کہ جن سے ہے نظم کون و مکاں
سلام ان پہ کہ جو شاہ دوجہاں ٹھہرے
سلام ان پہ کہ جن کا نہیں مثیل کوئی
سلام ان پہ کہ ہادی زماں ٹھہرے
سلام ان پہ جو ہم بے کسوں کی منزل ہیں
سلام ان پہ کہ جو میر کارواں ٹھہرے
غرض کہ ان پہ درود و سلام کی بارش
جو ہر زمیں کے لئے ابر درفشاں ٹھہرے
جنون عشق اسیؔ آستاں پہ لے آیا
جبین شوق جہاں سنگ آستاں ٹھہرے
جنہیں شعور نہ تھا عقدہ حیات ہے کیا؟
اس اک نگاہ کے صدقہ میں رازداں ٹھہرے
وہ لوگ، تھا جنہیں بے دست و پائی کا شکوئی
اسی کے در کی غلامی سے تیغ راں ٹھہرے
قلم سے پھول کھلیں، نطق درفشاں ٹھہرے
وہاں چلا ہوں جہاں گردش زماں ٹھہرے
وہ آستاں کہ ارادت سے مہر و ماہ جھکیں
وہ خاک پاک کہ ہر ذرہ کہکشاں ٹھہرے

سید محمد جعفری

سلام بھیجوں، درود اس نبیؐ کو نذر کروں
کہ جس کو رحمت کل عالمین کہہ تو سکوں

بلند مرتبت ایسا رسولؐ بھیجا گیا
کہ گر خدا نہ کہوں اس کو ناخدا تو کہوں

یہ شعر حضرت اقبال مجھ کو یاد آیا
کہ آبروئے بشر جس سے ہو گئی افزوں

"خبر ملی ہے یہ معراج مصطفیؐ سے مجھے
"کہ عالم بشریت کی زد میں گردوں"

محمدؐ عربی ہیں کہ جن کے صدقہ میں
دل بشر کو خدا نے دیا ہے سوز دروں

انہیں کے نور سے ہر خلعت وجود ملا
انہیں کے نور سے روشن جہان بو قلموں

محمدؐ عربی آبروئے خلقت افلاک
ودیعت ان کو ہوا رب سے راز کن فیکوں

"محمدؐ عربی آبروئے ہر دوسرا"
انہیں کو قرب ملا ہے ملائکہ سے فزوں

ہیں انبیائے سلف راستے میں صف بستہ
دلوں میں اپنے لئے اشتیاق حد سے فزوں

وہ آدمؑ اور وہ ادریسؑ و نوحؑ و ابراہیمؑ
وہ یوسفؑ اور وہ سلیمانؑ و یونسؑ ذوالنوں

کھڑے ہیں موسیٰ عمران و خضرؑ بھی ان میں
لئے ہوئے ید بیضا، عصا و مہر سکوں

وجیہ عقبیٰ و دنیا وہ عیسیٰ مریمؑ
ہیں منتظر کہ یہ آئیں تو میں قدم لے لوں

بلایا کیوں شب معراج اور کہا کیا کچھ
خدا ہی جانتا ہے اس میں کیا ہے رازدروں

خدا کرے کہ ملے جعفری کو یہ توفیق
درود بھیجے جو حد و شمار سے ہو بروں

جوش ملیح آبادی

اے کہ ترے جلال سے ہل گئی بزم کافری
رعشہ خوف بن گیا رقص بتان آذری

خشک عرب کی ریگ سے لہر اٹھی نیاز کی
قلزم حسن ناز میں اف رے تری شناوری

اے کہ ترا غبار راہ تابش روئے ماہتاب
اے کہ ترا نشان پا، نازش مہر خاوری

اے کہ ترے دماغ پر جنبش پر تو صفا
اے کہ ترے خمیر میں کاوش نور گستری

چھین لیں تو نے مجلس شرک و خودی سے گرمیاں
ڈال دی تو نے پیکر لات و ہبل میں تھرتھری

تیرے قدم پہ جبہہ سا روم و عجم کی نخوتیں
تیرے حضور سجدہ ریز چین و عرب کی خود سری

تیرے کرم نے ڈال دی طرح خلوص و بندگی
تیرے غضب نے بند کی رسم و رہ ستمگری

لحن سے تیرے منتظم پست و بلند کائنات
ساز سے منضبط گردش چرخ چنبری

زمزمہ تیرے ساز کا لحن بلالؓ حق نوا
صاعقہ تیرے ابر کا لرزش روح بوذریؓ

تجھ پہ نثار جان و دل مڑ کے ذرا یہ دیکھ لے
دیکھ رہی ہے کس طرح ہم کو نگاہ کافری

احسان دانش

حسن فطرت کو ہجوم عاشقاں درکار تھا
عاشقوں کو بہر سجدہ آستاں درکار تھا

زندگی تھی چلچلاتی دھوپ میں زار و زبوں
رہرؤوں کو سایہ ابر رواں درکار تھا

بحر کو موتی ملے، تاروں کو تنویریں ملیں
اس سخاوت کو شہ ہر دوجہاں درکار تھا

اس بساط خاک کی نشوونما کے واسطے
اک حکیم آب و گل اک چرہ خواں درکار تھا

کفر کے نرغے میں گھبرائی ہوئی مخلوق کو
ذات برحق کا یقین بے گماں درکار تھا

اے زہے تقدیر، یہ نکلا محمدؐ کا مقام
کوئی، انسان و خدا کے درمیاں درکار تھا

خالق ارض و سما کی مصلحت جو ہو سو ہو
اس جہاں کو ناقد دانشوراں درکار تھا

خامی مخلوق سے خالق پہ اک آتی تھی بات
عاصیوں کو اک شفیع عاصیاں درکار تھا

قافلے کو منزل انسانیت کے واسطے
نسل انساں سے امیر کارواں درکار تھا

بے صدا و صوت تھی دولت سرائے آب و گل
اس فضا میں صرف آئین اذاں درکار تھا

چاہیے تھا آدمی کی رہبری کو آدمی
مرسلوں کو سربراہ مرسلاں درکار تھا

زندگی پر کیسے کھل جاتے رموز زندگی
قول حق کو ان کا انداز بیاں درکار تھا

منجمد تھی کب سے صحرائے عرب میں تیرگی
حق نے پیغمبر وہیں بھیجا جہاں درکار تھا

نوران کا عرش پر میلاد ان کا خاک پر
آسمانوں سے زمیں کو ارمغاں درکار تھا

یا محمدؐ تو نے رکھ لی مسلک آدم کی لاج
جس کو دانائے دو حرف کن فکاں درکار تھا

ان سے ملتے ہی نظر کافر مسلماں ہو گئے
اس کے معنی ہیں حرم کو پاسباں درکار تھا

دھوپ میں ڈھوئے تھے پتھر اس لئے سرکار نے
حشر کے دن رحمتوں کا سائباں درکار تھا

رحمتہ للعالمینی سے جلے دل کے چراغ
انس و جاں کو خیر خواہ انس و جاں درکار تھا

ہاں مرے سجدوں میں ہے "دانش" اسی در کی تڑپ
میری پیشانی کو ان کا آستاں درکار تھا!

ماہر القادری

رسول مجتبےٰ کہیے، محمد مصطفےٰ کہیے
خدا کے بعد بس وہ ہیں، پھر اس کے بعد کیا کہیے

شریعت کا ہے یہ اصرار ختم الانبیا کہیے
محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب خدا کہیے

جب ان کا ذکر ہو دنیا سراپا گوش ہو جائے
جب ان کا نام آئے مرحبا صل علیٰ کہیے

مرے سرکار کے نقش قدم شمع ہدایت ہیں
یہ وہ منزل ہے جس کو مغفرت کا راستا کہیے

محمدؐ کی نبوت دائرہ ہے نور وحدت کا
اسی کو ابتدا کہیے، اسی کو انتہا کہیے

غبار راہ طیبہ سرمہ چشم بصیرت ہے
یہی وہ خاک ہے جس خاک کو خاک شفا کہیے

مدینہ یاد آتا ہے تو پھر آنسو نہیں رکتے
مری آنکھوں کو ماہر! چشمہ آب بقا کہیے

اقبال عظیم

کعبے سے اٹھیں جھوم کے رحمت کی گھٹائیں
مقبول ہوئیں تشنہ نصیبوں کی دعائیں

والنجم کے پر تو سے چراغاں ہے فلک پر
والشمس کے جلووں سے منور ہیں فضائیں

لولاک کے نغموں سے فضا گونج رہی ہے
واللیل کی خوشبو سے معطر ہیں ہوائیں

اک مہر جہاں تاب ابھرتا ہے حرم سے
اب جھوٹے خدا اپنے چراغوں کو بجھائیں

آتی ہے شہنشاہ شفاعت کی سواری
شاداں ہیں خطا کار تو نازاں ہیں خطائیں

اس در کے غلاموں کی ہے افتاد فقیری
راس آتی ہیں ان کو نہ عبائیں نہ قبائیں

ہم حلقہ بگوشان در مصطفویؐ ہیں
ہم اور کسی در پہ جبیں کیسے جھکائیں

میں عازم طیبہ ہوں مجھے کوئی نہ روکے
کہہ دو کہ حوادث مرے رستے میں نہ آئیں

میں کیا کروں مجبور ہوں بے تابی دل سے
میں گرم سفر ہوں وہ بلائیں نہ بلائیں

وہ بھی نہ سنیں گے تو بھلا کون سنے گا
افسانہ غم اور کسے جا کے سنائیں

بس خاک کف پائے محمدؐ کی طلب ہے
اقبال کا مقصود دوائیں نہ دعائیں

سید آل رضا لکھنوی

تہذیب عبادت ہے سراپائے محمدؐ
تسلیم کی خوشبو چمن آرائے محمدؐ
تنظیم خدا ساز تمنائے محمدؐ
منشا جو خدا کا وہی منشائے محمدؐ

جس دل میں ہے اللہ وہیں رہتے ہیں یہ بھی
اللہ جو کہتا ہے، وہی کہتے ہیں یہ بھی

اللہ کی طاعت ہے، محمدؐ کی اطاعت
قرآن کی دعوت ہے، محمدؐ کی اطاعت
مرکز کی حفاظت ہے، محمدؐ کی اطاعت
حد بند شریعت ہے، محمدؐ کی اطاعت

ہو جتنا شعور، اتنا ہی اس حد کو سمجھ کر
اسلام کو سمجھو، تو محمدؐ کو سمجھ کر

اللہ ہے کیا؟ جس نے بتایا وہ محمدؐ
پیغام سا پیغام جو لایا، وہ محمدؐ
آیات میں پیوست جو آیا، وہ محمدؐ
جس نے بشریت کو سجایا وہ محمدؐ

معیار بنا بارگہ عز و جل میں
آہنگ "محمدؐ" صفت قول و عمل میں

سید ہاشم رضا

چلے ہیں سوئے عدم لے کے آرزوئے رسولؐ
یہ حوصلہ ہے کہ دم لیں گے رو بروئے رسولؐ

ہماری شام لحد کی یہی ہے صبح امید
قدم بہ عرصہ محشر، نظر بہ روئے رسولؐ

مدینہ آ گیا اے ساتھیو خموش رہو
انہیں فضاؤں میں گونجتی ہے گفتگوئے رسولؐ

یہی ہے منزل دل سانس لو محبت کی
انہیں ہواؤں میں بستی رہی ہے بوئے رسولؐ

سفر قمر کا میسر ہوا تو دیکھیں گے
چمک دمک ہے وہاں بھی بطرز کوئے رسولؐ

ہیں تخت و تاج و زر و مال ان کی ٹھوکر میں
رہی ہے جن کے تصور میں آبروئے رسولؐ

نہ سوشلزم سمجھتے ہیں ہم نہ کیپٹل ازم
ہمارے فہم و فراست کا رخ ہے سوئے رسولؐ

ہزار بت تھے جہاں میں ہزار سالوں سے
مگر ٹھہر نہ سکا کوئی دو بدوئے رسولؐ

کن آندھیوں میں جلا تھا چراغ مصطفویؐ
کن آفتوں کا مداوا بنی ہے خوئے رسولؐ

جمال نور فشاں اور کلام ساز الست
زہے جبین محمدؐ زہے گلوئے رسولؐ

ہماری بات ہی کیا ہے بساط ہی کیا ہے
کلام رب کو ہوئی جب کہ جستجوئے رسولؐ

بڑھیں گے عابد و زاہد تو سوئے نہرلبن
ہم ایسے رند ملیں گے کنار جوئے رسولؐ

ہماری عقل کہاں رتبہ رسولؐ کہاں
کمال عشق سے ممکن ہے جستجوئے رسولؐ

حضورؐ ہم نہ ہوئے آپ کے زمانے میں
گلہ کریں گے مقدر کا رو بروئے رسولؐ

شاعر لکھنوی

کوئی کیا بتائے کہ چیز کیا یہ گداز عشق رسولؐ ہے
جو نہاں ہو دل میں تو آگ ہے جو نظر میں آئے تو پھول ہے

وہ ادا ہے کتنی لطیف تر جو بتائے لطف رسولؐ ہے
وہ نگاہ کتنی حسین ہے جو نگاہ ان کو قبول ہے

جو نفس نفس کا ہے مدعا نہ کہوں حضور میں کیوں بھلا
کہ مرے نبیؐ کو پسند ہے مری داستاں میں جو طول ہے

زہے کیف سجدہ معتبر کہ میں کھو گیا ہوں جھکا کے سر
مجھے ہوش کیا کہ یہ عرش ہے کہ زمین کوئے رسول ہے

جسے اس نظر سے ہیں نسبتیں وہی دل ہے عشق میں کام کا
جو نہ تاب عکس بھی لا سکا تو وہ آئینہ ہی فضول ہے

تری جستجو میں جو آئے تو مجھے موت بھی ہے عزیز تر
تری آرزو میں ملے اگر مجھے زندگی بھی قبول ہے

در مصطفےٰ کی تلاش تھی میں پہنچ گیا ہوں خیال میں
نہ تھکن کا چہرے پہ ہے اثر، نہ سفر کی پاؤں پہ دھول ہے

کوئی اہل دل ہی بتائے گا کہ شعور کیا ہے اصول کیا
تری جستجو ہی شعور ہے، تری آرزو ہی اصول ہے

ذرا سوچ واعظ خوش بیاں میں کہاں ہوں عشق میں تو کہاں
تری راہ عالم خلد ہے، مری راہ کوئے رسولؐ ہے

کبھی خوش بیاں، کبھی بے نوا، ہے عجیب طرح کا دل مرا
غم مصطفےٰ سے ہے شادماں، غم زندگی سے ملول ہے

یہی شاعر اپنی ہے آرزو، وہ دیار ہو میرے روبرو
کہ جہاں عطا کی ہیں بارشیں کہ جہاں کرم کا نزول ہے

منظور احمد مہجور

وہ شمع کہ جس کے اجالے سے کل عالم بقعہ نور ہوا
اور کفر کی ظلمت چھٹ کے رہی' ہر خطہ وادی طور ہوا
وہ چاند کہ جس کی کرنوں سے ہے نور کی چادر جگ میں بچھی
اور صدق و صفا کی جنت کے ہر گوشے میں جلوہ حور ہوا
وہ راج دلارا احمدؐ ہے محبوب احد اور شاہ رسل
سب دھرتی اکاش میں دھوم مچی جب اس کا جہاں میں ظہور ہوا
یہ دشت و جبل سب گونج اٹھے اللہ احد کے نعروں سے
جب گنج حرا سے شعشہ فگن وہ ماہ شب دیجور ہوا
یہ ارض و سماء اور شمس و قمر سب اس کی ضیا سے روشن ہیں
تقویٰ ہے فدا اس بندے پہ جو دل سے فدائے حضور ہوا
اللہ رے وہ کیا سج دھج تھی تھا تاج دنیٰ سر پہ اس کے
اور سہرا تھا او ادنیٰ کا سجا جب اسریٰ وجہ سرور ہوا
دنیائے عدالت نازاں ہے اس پیکر حسن عدالت پہ
وہ شاہ کہ جس کی سطوت سے برباد شکوہ شرور ہوا
"مہجور" گدا ہے اس در کا جس کے ہیں گدا شاہان جہاں
اور جب سے یہ عزت اس کو ملی من لوبھ سے اس کا دور ہوا

محمد اعظم چشتی

کوئی محبوب کبریا نہ ہوا — کوئی تجھ سا ترے سوا نہ ہوا
کون ہے اس کا تو نہیں جس کا — اور کس کا ہے جو ترا نہ ہوا
حق نے کب تیری بات ٹالی ہے — کون سے دن ترا کہا نہ ہوا
تجھ سے کس کس نے بے وفائی نہ کی — تجھ سے کس شخص کا بھلا نہ ہوا
ہم پہ وہ کتنا مہرباں ہو گا — جس سے دشمن کا دل برا نہ ہوا
حاصل بندگی تھا وہ سجدہ — جو تری ذات کو روا نہ ہوا
ضبط کے تار ٹوٹ ٹوٹ گئے — جب کوئی قافلہ روانہ ہوا
حسرتیں اڑ گئیں دھواں بن کر — لب کشائی کا حوصلہ نہ ہوا

تھی یہی غایت حیات "اعظم"
پھر بھی مدحت کا حق ادا نہ ہوا

ڈاکٹر محمد ضیاء الحق صوفی

یا رسول اللہ ! میں بھی ہوں ثنا خواں آپؐ کا
عرصہ محشر میں چھوڑوں گا نہ داماں آپؐ کا

آپؐ کی تعریف کا کیونکر کرے دعویٰ کوئی
ہے ثنا خواں جبکہ خود قرآں میں یزداں آپؐ کا

رحمتہ للعالمین ہے آپؐ ہی کا جب لقب
سب مذاہب سے نہ ہو کیوں مذہب آساں آپؐ کا

آپؐ کا ہے قول جبکہ عین قول ذات حق
اس لئے ہے واجب التعمیل فرماں آپؐ کا

مشرکوں نے قتل کی جب آپؐ کی تدبیر کی
حق تعالیٰ ہر طرح تھا خود نگہباں آپؐ کا

ہو گئیں منسوخ سب تورات و انجیل و زبور
اہل دنیا پر ہوا نازل جو قرآں آپؐ کا

کیا غرض مجھ کو بھلا اورنگ و افسر سے "ضیا"
مجھ کو کافی ہے شرف' بن جاؤں درباں آپؐ کا

ڈاکٹر قمر میرٹھی

کس سے ہو کون و مکاں میں شرح احسان رسولؐ
داستان کن فکاں ہے زیر عنوان رسولؐ

بس گئی ہے دیدہ و دل میں مدینے کی بہار
رچ گئی ہے روح و تن میں بوئے بستان رسولؐ

کر دیا دنیا کے بندوں کو خدا سے آشنا
کس قدر ہے نسل آدم پر یہ احسان رسولؐ

کام کیا تاریکیوں کا جادۂ تسلیم میں!!
ضامن منزل ہے جب شمع فروزان رسولؐ

ایک کملی تھی فقط ان کا بچھونا' اوڑھنا
دیکھ اے دنیا کے طالب سازوسامان رسولؐ

پیش ہو گا دفتر اعمال جب پیش خدا
تھام لوں گا دونوں ہاتھوں سے میں دامان رسولؐ

عاصیوں کی مغفرت ان کی شفاعت ہے "قمر"
عرصہ محشر بھی کیا ہے' ایک میدان رسولؐ

صوفی حبیب اللہ حاوی

الٰہی بھیج دے ایسی ہوا مدینے سے
کہ لے کے آئے وہ دل کی دوا مدینے سے

مدینہ تو ہے نظام خدا کا اک مرکز
مرادیں پاتی ہے خلق خدا مدینے سے

تمنا میری بر آئے گی یا خدا کب تک
نہیں گوارا رہوں میں جدا مدینے سے

وہ پہنچا قرب خدا میں جو پہنچا طیبہ میں
بہت قریب ہے عرش علا مدینے سے

ترس رہا تھا زمانہ جب آب وحدت کو
برسنے کے لئے اٹھی گھٹا مدینے سے

اگرچہ دور ہے طیبہ سے کعبہ اقدس
مگر ہے نور کا اک سلسلہ مدینے سے

چمک اٹھے مری تقدیر شام ہجراں میں
بلاوا لائے جو باد صبا مدینے سے

اثر ضرور دواؤں میں ہے مگر "حاوی"
میں لے کے آیا ہوں دست شفا مدینے سے

صوفی غلام مصطفیٰ تبسم

رخشندہ تیرے حسن سے رخسار یقیں ہے
تابندہ تیرے عشق سے ایماں کی جبیں ہے

ہر گام تیرا ہم قدم، گردش دوراں
ہر جادہ ترا رہ خلد بریں ہے

جس میں ہو ترا ذکر، وہی بزم ہے رنگیں
جس میں ہو ترا نام، وہی بات حسیں ہے

چمکی تھی کبھی جو ترے نقش کف پا سے
اب تک وہ زمیں چاند ستاروں کی زمیں ہے

جھکتا ہے تکبر تری دہلیز پہ آ کر
ہر شاہ تری راہ میں اک خاک نشیں ہے

چمکا ہے تری ذات سے انساں کا مقدر
تو خاتم دوراں کا درخشندہ نگیں ہے

آیا ہے ترا اسم مبارک مرے لب پر
گرچہ یہ زباں اس کی سزا وار نہیں ہے

احمد ندیم قاسمی

کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے، یہ شیدا تیرا
اس کی دولت ہے فقط نقش کف پا تیرا

تہ بہ تہ تیرگیاں ذہن پہ جب ٹوٹتی ہیں
نور ہو جاتا ہے کچھ اور ہویدا تیرا

کچھ نہیں سوجھتا جب پیاس کی شدت سے مجھے
چھلک اٹھا ہے مری روح میں مینا تیرا

پورے قد سے میں کھڑا ہوں تو یہ تیرا ہے کرم
مجھ کو جھکنے نہیں دیتا ہے سہارا تیرا

دست گیری مری تنہائی کی، تو نے ہی تو کی
میں تو مر جاتا اگر ساتھ نہ ہوتا تیرا

لوگ کہتے ہیں کہ سایہ ترے پیکر کا نہ تھا
میں تو کہتا ہوں، جہاں بھر پہ ہے سایا تیرا

تو بشر بھی ہے، مگر فخر بشر بھی تو ہے
مجھ کو تو یاد ہے بس اتنا سراپا تیرا

میں تجھے عالم اشیاء میں بھی پا لیتا ہوں
لوگ کہتے ہیں کہ ہے عالم بالا تیرا

مری آنکھوں سے جو ڈھونڈیں، تجھے ہر سو دیکھیں
صرف خلوت میں جو کرتے ہیں نظارا تیرا

وہ اندھیروں سے بھی درانہ گزر جاتے ہیں
جن کے ماتھے پہ چمکتا ہے ستارا تیرا

ندیاں بن کے پہاڑوں میں تو سب گھومتے ہیں
ریگزاروں میں بھی بہتا رہا دریا تیرا

شرق اور غرب میں بکھرے ہوئے گلزاروں کو
نکہتیں بانٹتا ہے آج بھی صحرا تیرا

اب بھی ظلمات فروشوں کو گلہ ہے تجھ سے
رات باقی تھی کہ سورج نکل آیا تیرا

تجھ سے پہلے کا جو ماضی تھا ہزاروں کا سہی
اب جو تا حشر کا فردا ہے وہ تنہا تیرا

ایک بار اور بھی یثرب سے فلسطین میں آ
راستہ دیکھتی ہے مسجد اقصیٰ تیرا

نعیم صدیقی

ہوا ہے دل کا تقاضا کہ ایک نعت کہوں — میں اپنے زخم کے گلشن سے تازہ پھول چنوں
پھر ان پہ شبنم اشک سحر گہی چھڑکوں — پھر ان سے شعروں کی لڑیاں پروکے نذر کروں
میں ایک نعت کہوں، سوچتا ہوں کیسے کہوں

میں تیرہ صدیوں کی دوری پہ ہوں کھڑا حیراں — یہ ایک ٹوٹا ہوا دل یہ دیدہ گریاں
یہ منفعل سے ارادے یہ مضمحل ایماں — یہ اپنی نسبت عالی یہ قسمت واژوں
میں ایک نعت کہوں، سوچتا ہوں کیسے کہوں

یہ تیرے عشق کے دعوے یہ جذبہ بیمار — یہ اپنی گرمی گفتار، پستی کردار
رواں زبانوں پہ اشعار، کھو گئی تلوار — حسین لفظوں کے انبار، اڑ گیا مضموں
میں ایک نعت کہوں، سوچتا ہوں کیسے کہوں

پہن کے تاج بھی غیروں کے ہم غلام رہے — فلک پہ اڑ کے بھی شاہیں اسیر دام رہے
بنے تھے ساقی مگر پھر شکستہ جام رہے — نہ کار ساز خرد ہے نہ حشر خیز جنوں
میں ایک نعت کہوں، سوچتا ہوں کیسے کہوں

یہاں کہاں سے مجھے رفعت خیال ملے — کہاں سے شعر کو اخلاص کا جمال ملے
کہاں سے قال کو گم گشتہ رنگ حال ملے — حضورؐ! ایک ہی مصرع یہ ہو سکا موزوں
میں ایک نعت کہوں، سوچتا ہوں کیسے کہوں

صبا اکبر آبادی

وہ بزم پر انوار کہاں اور کہاں میں — سرکار کا دربار کہاں اور کہاں میں
معراج کے اسرار کہاں اور کہاں میں — جبریل کی رفتار کہاں اور کہاں میں
خاموش سوئے گنبد خضرا ہیں نگاہیں — اب طاقت گفتار کہاں اور کہاں میں
ہے سخت تعجب کہ بلائیں مجھے آقاؐ — اس لطف کا اظہار کہاں اور کہاں میں
سوتے میں بھی آتا ہے نظر مجھ کو مدینہ — یہ دولت بیدار کہاں اور کہاں میں
ہر شعر میں ہے چھوٹ "صبا" عشق نبیؐ کی
یہ رونق اشعار کہاں اور کہاں میں

جمیل نقوی (کراچی)

پاتا نہیں ہوں سجدہ کے قابل جو سر کو میں
حسرت سے دیکھتا ہوں ترے سنگ در کو میں

جس کی نظر نے پھول کھلائے چمن چمن
نکلا ہوں ڈھونڈنے کو اسی خوش نظر کو میں

اے رہنمائے راہ حقیقت ترے نثار
پہچاننے لگا ہوں غم معتبر کو میں

دل کو حریف گردش دوراں بنا دیا
اس ابتدا میں دیکھ رہا ہوں خبر کو میں

لکھ لکھ کے داستاں ترے حسن و جمال کی
شرما رہا ہوں طلعت شمس و قمر کو میں

سو سو طرح سے کر کے بیاں حالت فراق
دیتا ہوں طول زندگی مختصر کو میں

پھر تیز ہو چلی ہیں مرے دل کی دھڑکنیں
سمجھا ہوں اذن وصل اذان سحر کو میں

تشنہ لبی نے چوم لیا بڑھ کے آستاں
تسکین دے رہا تھا ابھی چشم تر کو میں

واللہ جس کی ذات پہ نازاں ہو حسن ذات
کیا نذر دوں "جمیل" اس عالی گہر کو میں

صبا متھراوی

زباں جبریل کے دے دے تو پورا ہو سخن میرا
کہ بہر نعت یارب کھل رہا ہے اب دہن میرا

یہ کس مہکے ہوئے رنگین گل کا تذکرہ نکلا
کہ عطر و مشک و عنبر سے بھرا گنج دہن میرا

چراغ قسمت عالم ہے روشن جس کے جلووں سے
وہی نقش کف پا ہے چراغ انجمن میرا

فلک بولا، ازل سے یہ شفیع حشر میرا ہے
زمیں کہنے لگی، ہے یہ شہنشاہ زمن میرا

کہا شب نے کہ اس ماہ حقیقت کی امیں میں ہوں
سحر بولی، ہے یہ رحمت کے پھولوں کا چمن میرا

قمر بولا میرے سینے میں داغ عشق ہے اس کا
کہا سورج نے، ہے یہ پیکر جلوہ فگن میرا

ہوا بولی کہ اس کے گیسوؤں کی مجھ میں خوشبو ہے
فضا بولی کہ نکھرا ہے اسی سے پیرہن میرا

کہا بادل نے میں اس بارش رحمت کا چھینٹا ہوں
کہا دریا نے اس سے دل ہوا ہے موجزن میرا

کہا پھولوں نے رنگت ہم میں ہے اس کے تبسم کی
کہا گلشن نے ہے ماحول اس سے خندہ زن میرا

کہا پستی نے یہ دے گا عروج آسماں مجھ کو
بلندی نے کہا یہ ہے وقار انجمن میرا

کہا غربت نے یہ تسکین کی دولت مجھے دے گا
کہا دولت نے یہ ہے پردہ دار حسن ظن میرا

کہا انسانیت نے یہ میرے چہرے کی رونق ہے
کہا تہذیب نے یہ ہے عروج علم و فن میرا

تمدن نے کہا یہ ہے زندگی میری
معیشت بول اٹھی یہ ہے نقش جان و تن میرا

عبادت نے کہا اس سے بڑھی ہے آبرو میری
سیاست نے کہا یہ ہے نظام انجمن میرا

مشیت نے صدا دی رحمۃ للعالمین ہے یہ
کہا حق نے یہی تو ہے حبیب خوش سخن میرا

یہی محبوب فطرت ہے یہی مقصود قسمت ہے
"صبا" ہے آج محفل میں جو موضوع سخن میرا

حفیظ تائب (لاہور)

بہار فکر ہے تذکار خواجۂ لولاک
منار نور ہے کردار خواجۂ لولاک
بساط زیست پہ تاباں نقوش عہد رسولؐ
ابد فروز ہیں اقدار خواجۂ لولاک
امین خیر ہے پیغام سید ابرارؐ
محیط دہر ہیں انوار خواجۂؐ لولاک
سخن کی جاں ہے بیان پیمبرؐ رحمت
حیات بخش ہیں افکار خواجۂؐ لولاک
ہر ایک دل ہے فدائے شمائل حضرتؐ
ہر اک نظر ہے طلب گار خواجۂؐ لولاک
محمدؐ عربی التفات کا پیکر
محمدؐ عربی کائنات کا محور

کہاں زمان و مکاں میں جواب شاہؐ امم
ہمہ نجات رہ مستطاب شاہؐ امم
جمال کون و مکاں گرد کاروان نبیؐ
جلال فقر و غنا ہم رکاب شاہؐ امم
ستم کشوں کے لئے شفقت امامؐ رسل
ستم گروں کے لئے احتساب شاہؐ امم
نشان امن و اماں کار زار ہستی میں
پناہ عالمیاں ہے جناب شاہؐ امم
سب آبروئیں، لہو، مال بیش قیمت ہیں
یہی تھا آخری حج میں خطاب شاہؐ امم
محمدؐ عربی شاہ عافیت آثار
محمدؐ عربی ماہ زندگی پرور

عیاں ہیں دن کی طرح سب صفات ختم رسلؐ
کھلی کتاب ہے گویا حیات ختم رسلؐ
ہر ارتقا ہے انہی کی نظر سے اذن طلب
تمام حسن تمدن، زکات ختم رسلؐ
ضیا فگن ہے دلیل وجود حق بن کر
جریدۂ دوسرا پر ثبات ختم رسلؐ
جو زندگی کو ہمیشہ حرارتیں دے گا
وہ آفتاب ہے، دنیا میں ذات ختم رسلؐ
کتاب زندہ و شرع متین و دین مبیں
جہاں میں کم تو نہیں معجزات ختم رسلؐ
محمدؐ عربی اعتبار لوح و قلم
محمدؐ عربی افتخار جن و بشر

جہاں میں نور سراپا کتاب پیغمبرؐ
فلاح و خیر کا طغرا کتاب پیغمبرؐ
نصاب تازہ و محکم برائے نوع بشر
کتاب ارفع و اعلیٰ کتاب پیغمبرؐ

حیات و موت کے سب راز کھولنے والی
رموز دیں سے مجلّا کتاب پیغمبرؐ
وہ اعتبار وجود و عدم صحیفہ حق
امین ماضی و فردا کتاب پیغمبرؐ
وہ جس کے باب میں ام الکتاب آیا ہے
وہ اپنی شان میں یکتا کتاب پیغمبرؐ
محمدؐ عربی امتیاز باطل و حق
محمد عربی بے نیاز لعل و گہر

اساس عدل و مساوات دین سرورؐ دیں
تمام نوع بشر ہے رہین سرورؐ دیں
کفیل راحت عالم ہے سنت نبوی
سبیل خیر ہے شرع متین سرورؐ دیں
بصیرتوں کا ہے مظہر وہ چہرۂ روشن
صداقتوں کا نشاں ہے جبین سرورؐ دیں
سکھائے سرورؐ دیں نے معارف ہستی
ہیں سب فلاسفہ بھی خوشہ چین سرورؐ دیں
جہاں میں وجہ شرف ہے اگر تو حسن عمل
اصول حق، سخن دل نشین سرورؐ دیں
محمدؐ عربی آرزوئے دیدہ رواں
محمدؐ عربی آبروئے اہل ہنر

طاہر شادانی (لاہور)

اے ماہ عرب مظہر انوار الٰہی
کب تک مری قسمت میں شب غم کی سیاہی
بے شک مرے عصیاں کی نہیں کوئی نہایت
لیکن تری رحمت بھی تو ہے لا متناہی
تو چشم حقیقت میں ہے قرآن مجسم
اے فخر رسل ملہم آیات الٰہی
تو نے کیا ظلمت کدہ دہر کو روشن
ہے نور دل و جاں تری تابندہ نگاہی
اپنوں کے لئے آیہ رحمت تیرا سایہ
غیروں کی بھلائی بھی سدا تو نے ہی چاہی
ہوں کس سے بیان تیرے فضائل مرے آقاؐ
ہے مرتبہ داں تیری فقط ذات خدا ہی
قرآں میں فرما کے رفعنالک ذکرک
اللہ نے دی ہے تری رفعت کی گواہی
جھکتے ہیں سلاطین زمانہ ترے در پر
تسلیم ہے دنیا کو ترے فقر کی شاہی
"طاہر" کو بھی ہو جائے عطا دولت دیدار
آقا وہ ترے عشق کی منزل کا ہے راہی

سید عاصم گیلانی (لاہور)

اشک آنکھوں سے رواں آواز بھرائی ہوئی
اللہ اللہ ان کے در پر کیا پذیرائی ہوئی
التجا آمیز نظروں سے انہیں دیکھا کیا
بن کے اس آستاں پر میری شنوائی ہوئی
کیوں نہ ہر جھونکا ہو اس کا باعث تسکین جاں
چوم کر روضے کی جالی ہے صبا آئی ہوئی
آپؐ کے غم کے علاوہ کوئی بھی اپنا نہ تھا
چھوڑ کر چلتا بنا جس سے شناسائی ہوئی
سبز گنبد، ضو فشاں مینار، نوریں جالیاں
دل کی بستی کیا ہوئی یادوں کی انگنائی ہوئی
آپؐ کی چشم کرم کی منتظر ہے یا نبیؐ!
تک رہی ہے سوئے طیبہ خلق گھبرائی ہوئی
نور کے پیکر میں ڈھل کر آ گئی یاد حضورؐ
آخر شب شہر دل میں بزم آرائی ہوئی

سید ضمیر جعفری (راولپنڈی)

دل و جاں کی آسودگی نام تیرا
سخی نام تیرا، غنی نام تیرا
تمدن کو شائستگی تو نے بخشی
محبت، کرم، دوستی نام تیرا
شب زندگی کو سحر کرنے والے
ہر اک دور کی روشنی نام تیرا
عدالت، امانت، دیانت میں یکتا
حیات، آشتی، راستی نام تیرا
اسی سے فروزاں خیالوں کے رستے
خبر، آگہی، زندگی نام تیرا
صغیروں کے حق میں نمو کی ضمانت
ضعیفوں کی قد آوری نام تیرا
ہمیشہ رہے لب پہ یہ نام شیریں
نبیؐ، یا نبیؐ، یا نبیؐ، نام تیرا

طفیل ہوشیار پوری

عشق نبیؐ کا جب سے حاصل ہوا قرینہ
اک آنکھ میں ہے مکہ، اک آنکھ میں مدینہ
منظور ہو گئی ہیں اشکوں کی التجائیں
آہوں نے پا لیا ہے باب اثر کا زینہ
چشم کرم ہے جس پر محبوبؐ کبریا کی
مرنا ہے اس کا مرنا، جینا ہے اس کا جینا
دل میں ضیا فگن ہے یوں نام مصطفٰے کا
انگشتری میں جیسے تابندہ اک نگینہ
اللہ رے تصور طیبہ کے میکدے کا
صہبائے بے خودی ہے اور دل کا آبگینہ
اک عمر سے حدود گرداب میں گھرا ہے
ساحل سے کب لگے گا مولا میرا سفینہ
تم بھی "طفیل" چل کر دامن کو اپنے بھر لو
دربار مصطفٰے ہے انوار کا خزینہ

عبدالعزیز خالد (لاہور)

سوئے طیبہ جب گزر ہو تیرا اے باد وزاں!
ذات پاک شاہ گیہاں را سلام من رساں!

سرور والا حشم، وہ سید عالی ہمم
مہتر اولاد آدم، خواجہ کون و مکاں

جو کرے انصاف نرمی سے، حکومت صبر سے
اپنے بچوں پر پرندہ جس طرح ہو مہرباں

زید بن سعنہ یہودی جس کا دامن گیر ہے
ناملائم حرف سے نا آشنا جس کی زباں

دی بشارت جس نے او تیت مفاتیح الکلم!
وہ نقیب اعظم آزادی فکر و بیاں

جس کا قول انتم بنو آدم و آدم من تراب
قہر ہیں انسان پر انسان کی پابندیاں

آدمی کے سامنے کیوں سرنگوں ہو آدمی؟
دین فطرت میں ملوکیت کی گنجائش کہاں؟

کیا اسی کو بخشی اللہ نے خلافت ارض کی
یہ جو ہے صید زبون قہر مانان جہاں؟

علم و دانش کو کچل ڈالا جمود و جبر نے
وائے لذت کوشی و دل تنگی اسلامیاں!

دیں حدیث نفس کو حکم خداوندی کا نام
دین ہے بازیچہ اطفال و لعب کودکاں

جنتی وہ ہے من احیا سنۃ من سنتی
سنت اس کی حفظ و تسلیم حقوق دیگراں

روشن اس کے عکس رخ سے میرا فانوس خیال
نسبت اس کے نام سے میرے تشخص کا نشاں

جس نے کھولے صحو و سرمستی کے اسرار و رموز
باخبر دل دے کے بخشا جس نے سوز جاوداں

جس کی خاک آستاں گلگونہ رخسار گل
روشنی کی بھیک مانگے جس کے در سے آسماں

جس طرح قندیل نورانی فروزاں چرخ پر
ہے شب ہستی میں یونہی بدر بطحا ضو فشاں

کونسی منزل کو یارو یہ قطار اندر قطار
قافلے تیما کے جاتے ہیں، سبا کے کارواں؟

انتظار اہل فلک کو کس حبیب جاں کا ہے؟
شام ہی سے بج رہی ہیں آسماں کی گھنٹیاں

جا رہا ہے یہ خلا میں آنسوئے افلاک کون
علم و حکمت ہمرکاب و علم و حیرت ہمعناں؟

مت کہو فینا نبی -علم ما فی غد!
وہ بھی بندہ ہے خدا کا، آمنہ اس کی ہے ماں

اس کا دیوانہ ہوں میں مائل بحر صوفتہ
واردات ہجر کو کرتا ہوں شعروں میں بیاں

کاو کاو نوک مژگاں سے کروں طے راہ شوق
میں جنوں جولاں ہوں سرخیل عدم سر مایگاں

مجھ گدائے بے سروساماں کا برگ و ساز کیا
لے کے جاؤں بزم عالیجاہ میں کیا ارمغاں؟

پھونکنا حرف کہن میں روح نو آساں نہیں
یہ عمل کایاپلٹ کا ہے، ہے اس میں صرف جاں

ہے مری موج نفس بھی نغمہ روح القدس
کیوں نہ ہو بو میری و حسان کا ہوں ہم زباں

نامسلمانی مسلمانوں کو کھلتی ہے مری
بسکہ ہوں میں ناقد اوضاع ابنائے زماں

استقامت کا سبق جس سے ملا اس کے حضور
حسب ہمت ہوں نوا پیرا مع عقد اللساں

میں کمینہ، قد ذکرت عند رب العالمین
ما لابن آدم و الفخر ہے مہر وہاں!

حافظ محمد افضل فقیر

بخشا سکوں حضورؐ کے فیضان عام نے — دیکھا سحر کا نور زمانے کی شام نے
پیرایہ حیات ہے سرمایہ نجات — پیغام جو دیا ہے رسولؐ انام نے
یوں دیکھتے ہیں روضہ اطہر کو اہل دل — گویا جناب سرورؐ عالم ہوں سامنے
شایان بارگاہ پیمبرؐ نہ تھی فغاں — آنسو بنا دیا ہے اسے احترام نے
تمہید التفات بنی لغزش قدم — آیا جب ان کا دست کرم مجھ کو تھامنے
محبوبؐ کبریا کی حیات جمیل سے — پایا ہے افتخار بقائے دوام نے

سرکارؐ کی نگاہ کرم ہے فقیر پر
سرکارؐ کی ثنا جو لکھی ہے غلام نے

صہبا اختر (کراچی)

نوازن نوائے راز سر حرا ستارہ ساز
نمود زیست کا سبب تو خلق دہر کا جواز
حقیقتوں کی روشنی چراغ عالم مجاز
بنام عالم بشر طلوع خاور حجاز
دیار ریگ و سنگ میں شعار آئنہ طراز
جو صوت دل ہے دم بدم وہ دل نشیں و دل نواز

اسیر جس کا آسماں وہ سر بلند وہ سرفراز
وہ مہر جس کے نور سے مہ و نجوم کو نیاز
بشر کہ جس کے نام پر قبیلہ بشر کو ناز

ازل ابد کے درمیاں
مسافر رہ دراز

اثر فاضلی (کراچی)

گھر ہو مرا در شہ بطحا کے سامنے — بیٹھا رہوں میں گنبد خضرا کے سامنے
شرمندہ ہو کے لوٹ گیا الٹے پاؤں شمس — شق ہو گیا قمر رخ زیبا کے سامنے
سنبل کی کیا مجال کھڑی ہو جو روبرو — طوبیٰ نہ آ سکے قد بالا کے سامنے
کیا کیجئے گا نامہ اعمال دیکھ کر — رسوا نہ کیجئے مجھے دنیا کے سامنے

اتنے گناہ لے کے کہاں جاتے ہو "اثر"
کس منہ سے جا رہے ہو تم آقا کے سامنے

عارف عبدالمتین (لاہور)

جو دن بھی گزر جائے، ترے غم میں گزر جائے
جو رات بھی آئے، ترے خوابوں کے لئے آئے!

جب یاد کروں تجھ کو چھلک جائے مری آنکھ
جب نام ترا لوں تو مری روح پگھل جائے!

میں شوق میں ڈھل کر تجھے ڈھونڈوں سحر و شام
تو بن کے تمنا مرے سینے میں اتر جائے!

تو رنگ ہے، خوشبو ہے، حلاوت ہے، نمو ہے
تو حسن چمن بن کے مری آنکھ میں لہرائے

تو نے فلک کو بھی کیا نقش کف پا
میں چاہوں کہ دھرتی مرے قدموں تلے بچھ جائے

جرات سے کہی تو نے حق بات عدو سے
میں خود سے بھی سچ بولوں تو کیوں دل مرا گھبرائے

آ میرے رگ و پے میں لہو بن کے رواں ہو
تجھ بن یہ بدن قریہ بے آب نظر آئے

کجلائے نہ سورج تری رحمت کا ابد تک
تا حشر ترے پیار کا مہتاب نہ گہنائے

جو عہد بھی آئے، تری سیرت پہ ہو نازاں
جو دور بھی آئے، ترے کردار پہ اترائے

صائم گنجوی کرنالی (وزیر آباد)

لگا لوں نفس امارہ کو پہلے آتش توبہ
یہ جل کر خاک ہو جائے تو پھر میں نعت لکھوں گا

دہن کو میں ہزاروں بار دھو لوں مشک و عنبر سے
زباں جب پاک ہو جائے تو پھر میں نعت لکھوں گا

ذرا غواص کر لوں اس کو میں بحر معانی کا
قلم تیراک ہو جائے تو پھر میں نعت لکھوں گا

پڑی ہے خشک مدت سے مری چشم تمنائی
ذرا نمناک ہو جائے تو پھر میں نعت لکھوں گا

بدن پر ہوں مرے خاک مدینہ کی قمیص یکسر
یہی پوشاک ہو جائے تو پھر میں نعت لکھوں گا

میں اپنی سب تمناؤں کو جب نخچیر کر ڈالوں
یہ دل فتراک ہو جائے تو پھر میں نعت لکھوں گا

مئے عشق نبیؐ سے میں ذرا سرشار تو ہو لوں
گریباں چاک ہو جائے تو پھر میں نعت لکھوں گا

میں کیا ہوں؟ اور کہاں ہوں؟ اور میں کیا چیز ہوں "صائم"
مجھے ادراک ہو جائے تو پھر میں نعت لکھوں گا

بے چین رجپوری (لاہور)

رحمتہ للعالمین یا مصطفیٰؐ خیر الوریٰ! آپؐ کے ہونے سے ہیں پیدا ہوئے ارض و سما!
چہرہ عالم پہ تھا چھایا کہ جو گرد و غبار آپؐ نے ازباب رحمت اس کو یکسر دھو دیا!
آپؐ کی رفعت کی چوٹی چھو نہیں سکتا خیال اے خوشا! یہ شان یکتا شاہؐ "لولاک لما"
پیروی میں آپؐ کی ہے دوجہاں کی عافیت! ہے اسے پھٹکار سرتاب آپؐ سے جو بھی ہوا!
کوئی عالم میں نہیں ہے جس کا ثانی زینہار مصدرؐ الطاف ہے وہ آپؐ کا باب علا!
محسنؐ اعظم ! ہوں کیا معدود احسان آپ کے کوئی اندازہ نہیں زنہار احسانات کا!
منتوں میں آپؐ کی ہے جنس آدم کی رہین آپؐ نے احسان پر احسان ہے دائم کیا!
طالب خیر آپؐ سے ہوتے ہیں دائم بامراد منگتوں کا آپؐ نے دامن نہ کب کب؟ بھر دیا!
طالب رحم و کرم ہے میری ہستی مشت خاک آپؐ سے وابستہ ہے قلب حزیں کا آسرا!
ہو مجھے بھی فیض روحی مرحمت! تا ہو حصول اس جہاں کی آمد و پیدائش مقصود کا!

آپؐ سے فریاد ہے "بے چین" کی ظل خدا!
ہو توجہ تا عدم ہو کاوش قلب حزیں!

حافظ لدھیانوی (فیصل آباد)

جو خوش نصیب حضوری میں جا نکلتا ہے لبوں سے نغمہ صل علیٰ نکلتا ہے
محبتوں کا عجب شہر ہے مدینہ بھی ہر ایک شخص جہاں آشنا نکلتا ہے
حرم میں ہوتا ہے ایسا گداز کا عالم جہاں پہ اشک برنگ دعا نکلتا ہے
طلسم خانہ قدرت ہے شہر محبوبی ہر ایک گام پہ منظر نیا نکلتا ہے
نگاہ شوق کو ملتا ہے اذن گویائی خموشیوں میں بھی اک مدعا نکلتا ہے
اسی زمین مقدس سے سارے عالم میں کرم کا، جود کا اک سلسلا نکلتا ہے
بکھیر دیتا ہے قرطاس پر گہر پارے قلم سے جب مرے حرف ثنا نکلتا ہے

جناب رحمت عالم کا فیض ہے "حافظ"
جو میرے شعر سے مضمون نیا نکلتا ہے

جعفر شیرازی (ساہیوال)

برس رہے ہیں زمانے پہ جس عطا کے پھول
میں چن رہا ہوں اسی شانِ مصطفیٰ کے پھول

جو میری زیست کی پہنائیوں کو مہکا دیں
حضور بخشے مجھ کو وہ مسکرا کے پھول

کبھی تو ہو کہ جو بکھرے ہیں آپ کے در پر
میں لے کے آؤں مدینے سے وہ اٹھا کے پھول

کئے عطا جو مجھے آپ کی محبت نے
میں طاقِ زیست پہ رکھتا ہوں وہ سجا کے پھول

حضور آپ کا دیدار خواب ہی میں سہی
کھلا رہا ہوں میں کب سے اسی دعا کے پھول

مجھے بھی حکم حضوری اگر کبھی مل جائے
میں لے کے آؤں وہاں ہدیہ وفا کے پھول

وہ جا کے روضے کی جالی کو چوم آتی ہے
اسی لئے تو پرستار ہیں ہوا کے پھول

ہیں کتنے پھول مری حسرتوں کے دامن میں
قبول کیجئے آقا کبھی گدا کے پھول

کتابِ زیست میں اے زندگی انہیں رکھنا
میں لاؤں روضہ اطہر سے جو لگا کے پھول

حضور آپ کی الفت ہے اور کیا ہو گا
میں اپنے سینے میں رکھتا ہوں جو چھپا کے پھول

وہ مدح خواں ہوں میں "جعفر" حضور کا شب و روز
میرے لبوں پہ کھلے آپ کی ثنا کے پھول

محشر بدایونی (کراچی)

مدح سرکار ہے کس کے امکان میں
آپؐ کی مدحتیں تو ہیں قرآن میں

حمد کے حرف لکھوں کہ میں نعت کے
ہوں بڑی احتیاطوں کے میدان میں

اس کو کہتے ہیں تکمیل انسانیت
ساری اچھائیاں ایک انسان میں

وہ مجسم شریعت، سراپا یقیں
بولتی آیتیں شکل انسان میں

ہم نبیؐ کی محبت سے باہر کہاں
یہ محبت تو شامل ہے ایمان میں

شہر طیبہ سے دور ایسی ہے زندگی
جیسے تنہا مسافر بیابان میں

اسوہ مصطفیٰ کا چراغ آج بھی
جل رہا ہے ہواؤں کے طوفان میں

دیکھئے کب بلاتی ہے خاک حرم
گھر میں رہ کر بھی ہوں گھر کے ارمان میں

دیکھ "محشر" وہ چشم خطا پوش اٹھی
دفعتاً کیسی جنبش ہے میزان میں

ڈاکٹر خورشید رضوی (لاہور)

لمس احمدؐ کے لئے چشم برہ، زنگ آلود — خانہ دل پہ پڑا قفل گنہ زنگ آلود
یا نبیؐ ! ایک نظر، جو اسے محکم کر دے — جوش پیکار میں ہے میری زرہ زنگ آلود
نیم شب گریہ خلوت مجھے ارزانی ہو — دور حاضر کی ہوا سے ہے مژہ زنگ آلود
ہو وہ فیضان کہ سینہ مرا ہلکا ہو جائے — بار آہن ہے کوئی، دل کی جگہ، زنگ آلود
تیرے پیغام کی جدت نہیں کھلتی اس پر — کتنی صدیوں سے ہے امت کی نگہ، زنگ آلود
رزم گاہ حق و باطل میں اترنا کیسا — ہو اگر خنجر و شمشیر سپہ، زنگ آلود
ڈال دے پر تو انوار نبوت اپنا — کھول دے فکر کی ایک ایک گرہ، زنگ آلود
خسروا ! یہ تری جمہور نوازی کا ہے فیض — کہ زمانے میں ہے تاج سر شہ، زنگ آلود
تیرا در وا ہے سدا، تیرے غلاموں کے لئے — اہل دنیا کا ہر اک باب پنہ، زنگ آلود
منتظر پھر الف صیقل انگشت کا ہے — سالہا سال سے آئینہ مہ زنگ آلود

بخش دے ایک تسلسل اسے تابانی کا
گاہ تاباں دل "خورشید" ہے، گہ زنگ آلود

امین راحت چغتائی (اسلام آباد)

جب تصور ترا باندھ کر چل پڑے، راستے خودبخود مختصر ہو گئے
جو قدم بھی اٹھا، تیری جانب اٹھا، اپنی منزل سے ہم باخبر ہو گئے
نور مصحف کو صبح بہاراں لکھا، رنگ پیکر کو حسن گلستاں کہا
تیری توصیف سے پھر بھی قاصر رہے، سارے الفاظ صرف ہنر ہو گئے
تیری گلیوں کے دیوارودر چھو لئے، یہ سعادت بھی اپنے لئے کم نہیں
حاصل زندگی، میرے لمحے وہی، تیرے قدموں میں جتنے بسر ہو گئے
رب کعبہ کی پہچان، تیری عطا، میرا ایمان بھی ترا حسن دعا
جن کا ایمان جزو رسالت نہیں، دیکھتے دیکھتے دربدر ہو گئے
تیری الفت نے کیا کیا کھلائے چمن، تپتے صحرا کو شادابیاں بخش دیں
نفرتوں کی بنا پر جو ایواں اٹھے، ایک جھٹکے میں زیر و زبر ہو گئے
ظلمتیں رات کی ہوں کہ تقدیر کی، ان کے اسباب کی فکر کیوں ہو مجھے
نام ہونٹوں پہ جب بھی ترا آ گیا، کیسے روشن مرے بام و در ہو گئے!
دھوپ بھی تیز تھی، شوق کی آگ بھی، تیری بستی کی جانب اٹھے جب قدم
پھر درود و دعا نے اثر یوں کیا، مجھ پہ سایہ فگن سب شجر ہو گئے
اپنی فرد سیہ دیکھ کر سر جھکا، انؐ کے لطف کرم دیکھ کر دل کھلا
چشم نم نے بھی "راحت" سہارا دیا، پھر ستارے مری رہگزر ہو گئے

حنیف اسعدی (کراچی)

حسرت دید تو ہے جذب و اثر بھی دیکھوں
اب ان آنکھوں سے مدینے کا سفر بھی دیکھوں

آپؐ سے کی ہوئی منت کا صلہ پایا تھا
کاش دیکھا ہوا دربار دگر بھی دیکھوں

شوق کہتا ہے کسی طرح مدینے چلئے
یاں یہ مشکل ہے کہ امکان سفر بھی دیکھوں

میرے ہمراہ تصور بھی چلے گام بہ گام
روضہ پاک کو دوران سفر بھی دیکھوں

مختلف ہیں سحر و شام کے انوار یہاں
شام بھی دیکھوں مدینے کی سحر بھی دیکھوں

گلیوں گلیوں پھروں نقش کف پا کی دھن میں
خود کو اس دھن میں سدا خاک بسر بھی دیکھوں

بام و در دیکھ کے روضے کی طرف دیکھوں تو
خیرگی کم ہو نظر کی تو ادھر بھی دیکھوں

پہلے روضے کی زیارت کروں پھر کعبے کی
آپؐ کے صدقے میں اللہ کا گھر بھی دیکھوں

اپنے خود کردہ گناہوں پہ نظر کر کے "حنیف"
شرم سے قدموں پہ جھکتا ہوا سر بھی دیکھوں

سید نظر زیدی (لاہور)

میرے آقا' نکھارا ہے جمال زندگی تو نے
عطا کی ہے رخ تہذیب کو تابندگی تو نے

سمندر ہو کہ خشکی' سب ترے ممنون احساں ہیں
عطا کی ہے ہر اک سوکھے شجر کو تازگی تو نے

نگوں سر ہو گئے اوہام کے بت تیری ٹھوکر سے
دلوں کو بخش دی توحید کی وہ روشنی تو نے

اب انساں پہ کوئی انساں حکومت کر نہیں سکتا
عطا فرمائی علم و عقل کی وہ روشنی تو نے

عطا کر دی حکومت کی وجاہت زیردستوں کو
غلاموں کے سروں پر رکھ دیا تاج شہی تو نے

زمیں کی پستیاں اب ہمسر اوج ثریا ہیں
زمیں کے باسیوں کی' کی ہے ایسی رہبری تو نے

صدا آتی ہے زیدی' اب بھی التمش کے مرقد سے
غلاموں کے غلاموں کو عطا کی سروری تو نے

شوکت الہ آبادی (کراچی)

بچ کے طوفان سے ساحل پہ سفینا آیا
جب زباں پر مرے نام شہ بطحا آیا

سجدہ شکر کیا میں نے بصد عجز ادا
سامنے جب مرے وہ گنبد خضرا آیا

نعت پڑھنے کو سر حشر پکاریں سرکارؐ
میں کروں عرض کہ مولیٰ مرے آیا آیا

دم بخود سارے پیغمبر ہیں' فرشتے حیراں
قاب قوسین میں کوئی شب اسرا آیا

آج خوشبو سے معطر ہوئی ساری محفل
نعت گویان نبیؐ کو جو پسینا آیا

زندگی مجھ کو ملی عشق نبیؐ میں مر کر
جان دے کر مجھے جینے کا سلیقا آیا

نعت میں احمد مرسل کے لکھوں میں اشعار!
بات کرنے کا بھی شوکت نہ قرینا آیا

ریاض الرحمٰن ساغر (لاہور)

جو در مصطفٰی سے آئے ہیں مہکے مہکے سے ان کے سائے ہیں
ہم سے غمگین عاصیوں کے لئے رحمتوں کی نوید لائے ہیں
شمع امید بن گئی وہ آنکھ اشک جس نے وہاں بہائے ہیں
وہ جو حاضر در حضور پہ تھے ان کے ناز عرش نے اٹھائے ہیں
میرے دل میں یہ باغ راحت کے
ان کی چاہت نے ہی سجائے ہیں

سید امین گیلانی (شیخوپورہ)

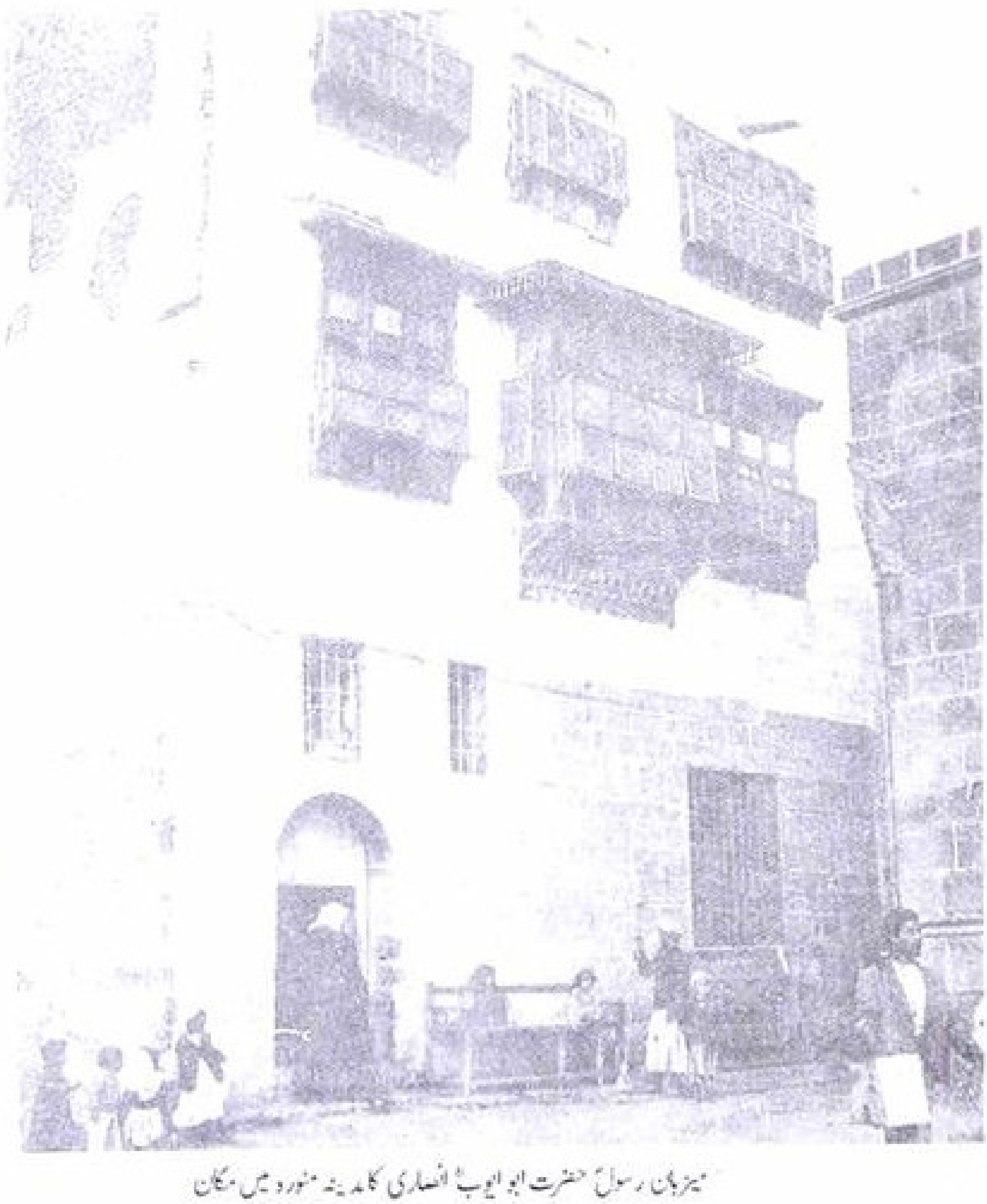
نہ کوئی تخت ہے ان کا نہ کوئی تاج ہے ان کا مگر سب اہل ایماں کے دلوں پر راج ہے ان کا
تو پڑھ کر دیکھ لے قرآن میں "قوسین" کی آیت کہ اس میں کتنا روشن نقطہ معراج ہے ان کا
کوئی مخلوق میں ہے، جس کو یہ اعزاز حاصل ہوں رسالت تخت ہے ان کا شفاعت تاج ہے ان کا
وہ ہیں سلطان کل میرے دل و جاں چیز ہی کیا ہیں مری جان ان کا نذرانہ، مرا دل باج ہے ان کا
نہ صرف انسان یا جن و ملک مداح ہیں ان کے ثنا گو ان کا بلبل مدح خواں دراج ہے ان کا
کوئی جس وقت چاہے اپنا ظرف مدعا بھر لے کہ ہر دم دجلہ جود و سخا معراج ہے ان کا
بدل ڈالا تھا کل جس نے مقدر نوع انساں کا وہی پیغام اے انساں تجھے بھی آج ہے ان کا
بروز حشر امیں وہ ہی شفیع المذنبیں ہوں گے
گدا ہو کوئی، یا ہو شاہ، محتاج ہے ان کا

فدا خالدی دہلوی (کراچی)

شہؐ دیں کی طلب میں زندگی محسوس ہوتی ہے جہاں تک دیکھتا ہوں، روشنی محسوس ہوتی ہے
ابھی ٹوٹا نہیں ہے سلسلہ ان کی توجہ کا! ابھی تو میری آنکھوں میں نمی محسوس ہوتی ہے
کلیجے سے لگا رکھا ہے غم میں نے شہ دیں کا! کہ اس غم میں حیات دائمی محسوس ہوتی ہے
کرم شیوہ ہے ان کا وہ کرم فرمائیں گے لیکن مجھے اپنی محبت میں کمی محسوس ہوتی ہے
یہ کس محفل میں لے آیا مرا ذوق طلب مجھ کو یہاں تو زندگی ہی زندگی محسوس ہوتی ہے
مدینے کی فضائیں کیف آگیں، روح پرور ہیں سرور آنکھوں میں دل میں سرخوشی محسوس ہوتی ہے
یہاں تک راس آئی ہے محبت سرور دیں کی!
فدا آنسو بہا کر بھی خوشی محسوس ہوتی ہے



جائے پیدائش رسولؐ میں اب وزارت حج واوقاف کا دفتر ہے



میزبان رسولؐ حضرت ابو ایوبؓ انصاری کا مدینہ منورہ میں مکان



سالانہ جلسہ تقسیم انعامات مہمان خاص ڈاکٹر امتیاز احمد چیمہ

پروفیسر مقبول احمد (پرنسپل) سالانہ رپورٹ پیش کرتے ہوئے



محمد نواز جٹ صدر کالج ویلفیئر سوسائٹی---- اپنے دیگر ساتھیوں کے ہمراہ

پروفیسر سمیع اللہ قریشی (جھنگ)

چمن چمن ترا چرچا صبا صبا ترا نام
حدیث نوع بشر کی ہے ابتداء ترا نام

سراب عہد نوی کے فریب زاروں میں
ہر ایک کھوئے ہوئے کو ہے رہنما ترا نام

بہت سے نام لکھے ہیں بڑی محبت سے
سر بیاض ہے سرتاج انبیاء ترا نام

ترے عروج کی یہ بھی تو اک شہادت ہے
کس احترام سے لے ذات کبریا ترا نام

مرے لئے ہے مرے دکھ میں آسرا تری ذات
مرے لئے ہے محبت کی انتہا ترا نام

میں سوچتا ہوں کہ اب اور کیا دعا مانگوں
بجائے خود ہے مرے واسطے دعا ترا نام

قرار دل کو ملا جب بھی تیری نعت کہی
سکوں نصیب ہوا جب بھی لیا ترا نام

تمہارے ذکر پہ اکثر چھلک گئی آنکھیں
مریض عشق رسالت کو ہے شفا ترا نام

سلام ترے لئے ہے درود ترے لئے
نصیب جاگ اٹھے لب پہ آ گیا ترا نام

عبدالستار نیازی (فیصل آباد)

میں کسی سے کچھ نہیں مانگتا مرا آسرا کوئی اور ہے
مرے آشنا ہیں بہت مگر درد آشنا کوئی اور ہے

ترا اہل زر سے ہے واسطہ مرا مصطفیٰ سے ہے رابطہ
ترا راستہ کوئی اور ہے مرا راستہ کوئی اور ہے

مرے جسم میں مری جاں نہیں مرے منہ میں میری زباں نہیں
نہیں بولتا مرا بولنا وہ تو بولتا کوئی اور ہے

یہ معاملہ ہے عجیب تر کہ جدا ہے دل ہے جدا نظر
اسے دیکھتا کوئی اور ہے اسے مانتا کوئی اور ہے

مری جاں فدا کسی اور پر مجھے جان دی کسی اور نے
ہوں اسیر غم کسی اور کا مجھے پوچھتا کوئی اور ہے

وہ یہاں نہیں کہ وہاں نہیں ہو جو آنکھ تو وہ کہاں نہیں
نہیں کام دیدہ کور کا اسے دیکھتا کوئی اور ہے

وہ مری نظر کا فریب تھا' تھا جو سامنے کوئی اور تھا
مرے دل میں ہے جو چھپا ہوا وہ تو دلربا کوئی اور ہے

ہے "نیازی" میرا ہی یقیں کوئی آپ سا بخدا نہیں
وہ حبیب رب کریم ہیں کہاں آپ سا کوئی اور ہے

مسرور کیفی (کراچی)

قسمت کا چمکتا ہوا جگنو نظر آئے
اے گنبد خضریٰ جو مجھے تو نظر آئے
تپتے ہوئے صحرا میں کوئی جو نظر آئے
میں نعت لکھوں تو مجھے خوشبو نظر آئے
محسوس مجھے دھوپ میں ٹھنڈک سی ہوئی ہے
سرکارؐ دوعالم کے جو گیسو نظر آئے
ہوتا جو محبت سے کوئی دیکھنے والا
آئینہ انوار تو ہر سو نظر آئے
سرکارؐ کی بستی کا یہ اعجاز ہے کیا کم
جو خاک کے ذرے تھے وہ لولو نظر آئے
اللہ رے باران کرم کی یہ نوازش
الفاظ مچلتے ہوئے آہو نظر آئے
دیکھا جو محبت کی نگاہوں سے تڑپ کر
مسرور مجھے خار بھی گلرو نظر آئے

رشک ترابی (سرگودھا)

زیر افلاک نطق حضرتؐ کا
ایک پیغام ہے محبت کا
خطبہ حج آخری دے کر
حق ادا کر دیا رسالت کا
گردنیں دشمنوں کی جھکتی ہیں
دیکھ کر رنگ مہر و الفت کا
کھیتیاں لہلہا اٹھیں ہر سو
ابر برسا خدا کی رحمت کا
مطمئن ہوں میں اس لئے ہر دم
علم ہے ان کو میری حالت کا
کیوں ستائے غموں کی دھوپ مجھے
سر پہ سایہ ہے ان کی رحمت کا
زیر افلاک گنبد خضرا
ایک چشمہ ہے خیر و برکت کا

رفیع الدین ذکی قریشی (لاہور)

کٹے دن نعت گوئی میں تو گزرے رات مدحت میں
بسر ہو جائے میری زندگی بس اس عبادت میں
لکھے ہوں کاش یہ یمن و سعادت میری قسمت میں
پہنچ جاؤں میں پھر اک بار دربار رسالت میں
وہ سرتاپا فضائل ہیں وہ بے مثل و یگانہ ہیں
شجاعت میں، بسالت میں، مروت میں، سخاوت میں
ازل سے چشم عالم نے نہ دیکھا ہے نہ دیکھے گی
کوئی سرکار کا ہمسر نہ صورت میں سیرت میں
ہوا جاتا ہے تنگ اسلامیوں پر عرصہ ہستی
مگر آنکھیں نہیں کھلتیں پڑے ہیں خواب غفلت میں
جو آنسو یاد سرور میں سرمژگاں چمکتے ہیں
گراں تر ہیں وہ یاقوت و گہر سے قدر و قیمت میں
یہی ہے آرزو میری اسی خواہش پہ مرتا ہوں
کہ موت آئے الٰہی ! اس دیار رشک جنت میں
شفیع المذنبیں ! باچشم نم ہے التجا اتنی
"ذکی" کو بھی جگہ مل جائے دامان شفاعت میں

اعجاز رحمانی (کراچی)

حمد رب کے لئے مصطفیٰ چاہیے
نعت خیر البشر کو خدا چاہیے

لب نہیں آنکھ سے التجا چاہیے
احترام در مصطفیٰ چاہیے

ناز کر اپنی قسمت پہ نوع بشر
مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہیے

سوئے کعبہ چلو سوئے طیبہ چلو
گر تمہیں خلد کا راستا چاہیے

اور کوئی نہیں راستا دوستو
مصطفیٰ سے ملو گر خدا چاہیے

خودبخود ان کے جلوے نظر آئیں گے
مجھ کو طیبہ کی آب و ہوا چاہیے

دور ہوتے ہوئے بھی وہ نزدیک ہیں
قربتوں کے لئے فاصلہ چاہیے

خود کو فرقوں میں بانٹو نہ اہل حرم
کیا تمہیں پھر کوئی کربلا چاہیے

سخت "اعجاز" مدحت کا ہے مرحلہ
کچھ سلیقہ تو کچھ حوصلہ چاہیے

ندیم نیازی (رحیم یار خاں)

ان کی رحمت سجل سویرا، روشنی پھیلی مہکی پروا
دور ہوا سب گھور اندھیرا، روشنی پھیلی مہکی پروا

انؐ کے علم کے چشمے پھوٹے دور ہوئی غفلت کی سیاہی
ذروں کو مہتاب بنایا، روشنی پھیلی مہکی پروا

حسن خلق کا درس دیا جب کبر و غرور کی گردن ٹوٹی
خلق کے دیپ کیا اجالا، روشنی پھیلی مہکی پروا

شرک وجہالت کے بت توڑے، حق کی راہ ہراک کو دکھائی
احدیت کا سورج چمکا، روشنی پھیلی مہکی پروا

ہر مفلس کے حامی ٹھہرے ناداروں سے شفقت برتی
ہمدردی کا درس سکھایا، روشنی پھیلی مہکی پروا

رنگ و نسل کا فرق مٹایا شاہ و گدا کو ایک بنایا
اجنبیوں کو بھائی بنایا، روشنی پھیلی مہکی پروا

بخل اسراف کا فرق بتایا جینے کا ہر طور سکھایا
جو فرمایا کر کے دکھایا، روشنی پھیلی مہکی پروا

دشمن پر بھی بخشش ایسی دکھ دینے والوں کو دعا دی
لقب امین و صادق پایا، روشنی پھیلی مہکی پروا

امید ملتانی (ملتان)

مشکل میں کوئی نام محمدؐ کو پکارے
ملتے ہیں اسے چشم عنایت کے سہارے

بیکس کے وہ ماویٰ ہیں غریبوں کے ہیں والی
صد شکر مددگار ہیں سرکارؐ ہمارے

اس در پہ کلاہوں کو چھپائے ہوئے اکثر
آتے ہیں شاہنشاہ بھی دامن کو پسارے

اک نگہ کرم سرور کونینؐ ادھر بھی
ہم لوگ تو جیتے ہیں فقط تیرے سہارے

طوفان ہلاکت ہے بلاخیز ہیں موجیں
اب تیرے سوا کون سفینے کو ابھارے

کیا جانئے کب غنچہ امید کھلے گا
کب دیکھ سکیں ہم بھی مدینے کے نظارے

سید انوار ظہوری

آپؐ کا حسن عمل، شان رسالت کی دلیل
سیرت اقدس بذات خود، نبوت کی دلیل

آپؐ کی باتیں مرے وجدان خبرت کا ثبوت
آپؐ کی یادیں مرے جشن مسرت کی دلیل

آپؐ کا نقش تجمل، چشم ہستی کا نصیب
آپؐ کا ذوق تصور ہے بصیرت کی دلیل

نعت حب نبیؐ کا یہ عجب اعزاز ہے
جذبہ صادق مرا، اوج صداقت کی دلیل

آپؐ کی تعلیم سے، تفہیم سے، تحریک سے
ہے مرا ایمان، عرفان حقیقت کی دلیل

ہے یہی تسکین امت کے لئے اک آسرا
آپؐ کا لطف نظر، مہر و محبت کی دلیل

کی اذان حق نے تصدیق وجود کبریا
آپؐ کی ذات گرامی، حسن وحدت کی دلیل

ہم گنہگاروں کو روز حشر کوئی غم نہیں
ہے یقین مغفرت، فیضان رحمت کی دلیل

گو مرا اعزاز ہے، لیکن انہیں کی دین ہے
مدحت خیر الوریٰ، سیل فصاحت کی دلیل

معرکوں میں صف شکن، طبع صحابہؓ کا جلال
جذبہ سر وادگی، جوش ارادت کی دلیل

وجد میں کرتی ہیں نظریں، سبز گنبد کا طواف
ہے یہ از خود رفتگی، سچی عقیدت کی دلیل

آپ کی شان کرم ہر ملتجی کی جان فیض
آپ کی طبع سخا جود و عنایت کی دلیل

آپ کی چاہت شفا بخشی کی ضامن ہے تو پھر
آپ کا بیمار ہونا اصل صحت کی دلیل

شاہیں فصیح ربانی (کراچی)

حرف حرف عزت ہو، لفظ لفظ مدحت ہو
سوچ سوچ ندرت ہو، شعر شعر حرمت ہو

لہجہ لہجہ امرت ہو، صفحہ صفحہ عظمت ہو
نعت وہ لکھوں جس میں عجز ہو عقیدت ہو

پھول پھول نکہت ہو، نجم نجم رفعت ہو
زیست زیست چاہت ہو، خواب خواب قربت ہو

روح روح عشرت ہو، قلب قلب الفت ہو
نعت وہ لکھوں جس میں عجز ہو، عقیدت ہو

آپؐ ہی سے نسبت ہو، اس طرح کی قسمت ہو
رنج رنج راحت ہو، درد درد فرحت ہو

چشم چشم حسرت ہو، آپؐ کی محبت ہو
نعت وہ لکھوں جس میں عجز ہو، عقیدت ہو

سوچ ہو، بصیرت ہو، آپؐ کی سی سیرت ہو
لمحہ لمحہ تسکیں ہو، لحظہ لحظہ راحت ہو

گاؤں گاؤں خوشحالی، شہر شہر جنت ہو
نعت وہ لکھوں جس میں عجز ہو، عقیدت ہو

زندگی کا رستہ ہو، ایک ہی تمنا ہو!
ان کے در پہ جانا ہو اور فصیح ایسا ہو

پاؤں پاؤں چلنا ہو، عمر کی مسافت ہو
نعت وہ لکھوں جس میں عجز ہو، عقیدت ہو

ماجد صدیقی (راولپنڈی)

دل کی تختی پہ لکھے اور مٹائے ہم نے
آپ نے درس دیئے جتنے بھلائے ہم نے

آپ نے ہم سے کہا ایک خدا کو مانیں
سر مگر اور کہیں جا کے جھکائے ہم نے

آپ نے ہم سے کہا نیتیں شفاف رہیں
زر خالص میں مگر کھوٹ ملائے ہم نے

آپ نے ہم سے کہا چاہتیں تقسیم کریں
دل بہ دل فاصلے کچھ اور بڑھائے ہم نے

آپ نے ہم سے کہا صدق سے جینا سیکھیں
کذب کے خول زبانوں پہ چڑھائے ہم نے

آپ نے ہم سے کہا جبر سے پرہیز کریں
مسند خاص پہ فرعون بٹھائے ہم نے

محمد علی ظہوری (لاہور)

شان حضور فکر بشر میں نہ آ سکے
کوئی بھی مصطفےٰ کی حقیقت نہ پا سکے

تفصیل کیا بیان ہو ان کے عروج کی
عرش علیٰ پہ ان کے سوا کون جا سکے

والفجر ان کے چہرے کو قرآن نے کہا
مہتاب ان کے حسن کی کیا تاب لا سکے

دیکھے جو ایک بار مدینے کی رونقیں
پھر وہ حرم کی یاد نہ دل سے بھلا سکے

جو منہ ہوا نہ ذکر محمدؐ سے آشنا
محشر میں وہ حضور کو کیا منہ دکھا سکے

جس پہ "ظہوری" ان کی نگاہ کرم رہے
اس کا نشاں نہ کوئی جہاں سے مٹا سکے

پروفیسر خالد بزمی (لاہور)

وہ مہتاب درخشاں جب سر فاران چمکا ہے
تو اس کے نور سے ہر ذرہ بے جان چمکا ہے

مدینہ یاد آ جائے تو دل میں نور اجاگر ہو
کئی بار اس طرح میرا دل ویران چمکا ہے

تصور میں جب آیا ہے رسولؐ پاک کا روضہ
سنہری جالیوں کا عکس عالیشان چمکا ہے

کئی فاروقؓ جیسے آپؐ پر ایمان لے آئے
دلوں میں جن حسیں لمحات میں قرآن چمکا ہے

ابوبکرؓ و علیؓ نے بھی دلوں کو روشنی بخشی
ادھر فاروقؓ چمکا ہے، ادھر عثمانؓ چمکا ہے

بلالؓ و زیدؓ و بوذرؓ بھی اجالا کرنے آئے تھے
کہیں حمزہؓ کہیں مصعبؓ کہیں سلمانؓ چمکا ہے

رسولؐ پاک کی سیرت پڑھی ہے میں نے جب "بزمی"
مرا اسلام نکھرا ہے مرا ایمان چمکا ہے

کلیم عثمانی

شرمندہ ہیں افلاک بھی طیبہ کی زمیں سے
خورشید نکلتا ہے ہر اک صبح یہیں سے
کس نور سے تخلیق تھا وہ بندہ خاکی
آئینے خجل ہو گئے اس روئے مبیں سے
اس خلق مجسم کا بیاں کیسے ہو ممکن
پیش آتا ہو دشمن سے بھی جو خندہ جبیں سے
وہ ماہ حرا نور ھدیٰ مہر رسالت
سایہ کوئی گذرا نہ کبھی اس کے قریں سے
مدت سے ہے ارمان کہ میں صحن حرم کو
پلکوں سے کروں صاف کبھی اپنی جبیں سے
بوذرؓ کا غناء فقر علیؓ جس سے ہو حاصل
نعمت کوئی بڑھ کر نہیں اس نان جویں سے

کچھ بھی تو نہیں یاد بجز گریہ پیہم
کیا عرض کروں گنبد خضری کے مکیں سے

عنایت علی خان (حیدر آباد)

مجھے تو نے جو بھی ہنر دیا بکمال حسن عطا دیا
میرے دل کو حب رسول دی، مرے لب کو ذوق نوا دیا
تری جلوہ گاہ جمال میں مرا ذوق دید نکھر گیا
تری ضو فشانی حسن نے مری حیرتوں کو سجا دیا
میں مدار جاں سے گزر سکا تو تری کشش کے طفیل سے
یہ ترے کرم کا کمال تھا کہ حصار ذات کو ڈھا دیا
میں ہمیشہ اپنے سوال شوق کی کمتری پہ خجل رہا
کہ تری نوازش بے کراں نے مری طلب سے سوا دیا
جو جمال روئے حیات تھا جو دلیل راہ نجات تھا
اس راہبر کے نقوش پا کو مسافروں نے مٹا دیا
یہ مری عقیدت بے نصیب یہ مری ارادت بے ثمر
مجھے میرے دعویٰ عشق نے نہ صنم دیا نہ خدا دیا
ترا نقش پا تھا جو رہنما تو غبار راہ تھی کہکشاں
اسے کھو دیا تو زمانے بھر نے ہمیں نظر سے گرا دیا
مرے رہنما ترا شکریہ کروں کس زباں سے بھلا ادا
مری زندگی کی اندھیری شب میں چراغ فکر جلا دیا
کبھی اے "عنایت" کم نظر ترے دل میں یہ بھی کسک ہوئی
جو تبسم رخ زیست تھا اسے تیرے غم نے رلا دیا

تابش دہلوی (کراچی)

تحیر سے یہ منظر بھی نگاہِ وقت نے دیکھا
جمالِ مصطفیٰؐ سے روز روشن تھی شبِ اسرا

اسی کا نام نامی سارے ناموں میں مجرد ہے
اسی کی ذات ہے اس عالمِ امثال میں یکتا

اسی نورِ ازل سے دل بھی روشن ہیں نگاہیں بھی
تجلّی کا وہ عالم ہے کہیں پنہاں کہیں پیدا

حجابِ عقل تو لاکھوں اٹھائے اہلِ دانش نے
کسی سے آج تک لیکن نہ پردہ میم کا اٹھا

تری رحمت، تری ارزانی انعام سے پہلے
نہ تھا معلوم اک دنیائے محرومی ہے یہ دنیا

حقیقت میں عبادت تیری معراجِ عبادت ہے
مصلے عرش ہے، نقش جبیں ہیں کعبہ و اقصیٰ

مسافر ہے وہ کس راہ تجلّی کا خدا جانے
کہ اس کا ایک اک نقشِ قدم ہے نور کا ہالا

محمدؐ دین بھی میرا، محمدؐ میری دنیا بھی
عقیدت کا یہی مسلک، ضرورت کا یہی رشتا

ہوئی ہے اس قدر ارزانی نعتِ نبیؐ تابش
ورق میری بیاضِ شوق کا کوئی نہیں سادا

حسرت حسین حسرت (لاہور)

ہے درخشاں شہ بطحا کی تمنا دل میں
کبھی ہوتی نہیں اب حسرتِ دنیا دل میں

میرے آقا مجھے کافی ہے یہی رختِ سفر
ہے مکیں تیری شریعت کا اجالا دل میں

خواب میں شہر منور کو کبھی دیکھا تھا
وہی عالم ہے نظر میں وہی نقشہ دل میں

یاد سرکار نے دولت یہ عطا کی مجھ کو
عالمِ جشنِ گل و لالہ ہے برپا دل میں

تیری تقلید نے بے باک بنایا مجھ کو
خوف اگر ہے تو اللہ کا تنہا دل میں

تیری سنت بھی ہے قرآں بھی ہے رہبر اپنا
بے یقینی کا ہو پھر کیوں کوئی کھٹکا دل میں

دل کی دھڑکن میں جو ہے دردِ شہ کون و مکاں
اوج پر ہے مرا ہر خون کا قطرہ دل میں

خوگر عفو بنایا ہے شہ دیں نے ہمیں
ہم محبت سے بنا لیتے ہیں رستہ دل میں

ان کی تعلیم سے ہے قوتِ ایماں کو ثبات
اور کیا چاہیے اب اس کے علاوہ دل میں

میرے آقاؐ کی ہدایت مرا منشورِ حیات
غمِ دنیا مرے دل میں غمِ عقبیٰ دل میں

منصفی کیوں نہ رہے جاری و ساری "حسرت"
روشنی ہے مرے آقا کی دلِ عادل میں

پروفیسر محمد یونس حسرت (ننکانہ)

قریہ گل نہ دیار لب و رخسار کی بات
شہر طیبہ تری' تیرے درودیوار کی بات
نور ہی نور ہے طیبہ تری زیبائی میں
کیف ہی کیف ترے مطلع انوار کی بات
درد بن جاتا ہے درماں ترے در پر آ کر
قید کا نام رہائی ترے دربار کی بات
راحت دل ہے' دل جان ہے' جان راحت
واہ کیا بات ہے طیبہ ترے دیدار کی بات
دے گئی دہر کو بندوں کی غلامی سے نجات
اک غلامی' در سید ابرار کی بات
تخت شاہی کافر و خال بڑا ہے لیکن
بات ہے اور ترے سایہ دیوار کی بات
عالم کن ہے تری ذات کی خاطر پیدا
راز تیرا ہے ہر اک پردہ اسرار کی بات
نوک ہر خار ترے غم کا مزا دیتی ہے
دل نشیں طیبہ تری راہ کے ہر خار کی بات
ہر تخیل کی نہایت' شہ طیبہ کا خیال
اوج ہر نطق' در احمدؐ مختار کی بات
فیض طیبہ ہے یہ انداز ثنا بھی "حسرت"
ورنہ کیا رنگ مرا' کیا مرے اشعار کی بات

عزیز لودھیانوی (گوجرانوالہ)

دوجہاں میں عدیم المثال آپؐ ہیں
صاحب خلق ہیں' خوش فصال آپؐ ہیں
لاجرم آپؐ کی ذات خیر البشر
آدمیت کا اوج و کمال آپؐ ہیں
خاتم الانبیاء ہے لقب آپؐ کا
اور نبوت کا حسن و جمال آپؐ ہیں
ہر مرض کا علاج آپ کے پاس ہے
میرے ہر زخم کا اند مال آپؐ ہیں
شعر گوئی کو پاکیزگی مل گئی
اب مری فکر' میرا خیال آپؐ ہیں
اہل ایماں پہ لطف و کرم آپؐ کا
کافروں کے لئے پرجلال آپؐ ہیں
حشر میں بھی کرم مجھ پہ فرمایئے
مشکل اوقات میں میری ڈھال آپؐ ہیں
ہر کڑی دھوپ میں جس کا سایہ ملا
وہ شجر آپؐ ہیں' وہ نہال آپؐ ہیں
ہو "عزیز" حزیں پر بھی چشم کرم
رحمت دوجہاں' بے مثال آپؐ ہیں

ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی (کراچی)

ذہن کو اپنے سجالوں تو ترا نام لکھوں
اپنے لمحوں کو اجالوں تو ترا نام لکھوں

شہر طیبہ میں گزاری ہوئی ہر ساعت کی
یاد کو دل میں بسالوں، تو ترا نام لکھوں

گنبد سبز کے سائے میں وہ صدیوں کا خرام
اس کی تصویر بنا لوں تو ترا نام لکھوں

روضہ پاک کے نظارے کو نغمے کی طرح
روح کے ساز پہ گالوں تو ترا نام لکھوں

میرے مولاؐ ! تری کملی سے ابھرتا سورج
اس کو آئینہ بنا لوں تو ترا نام لکھوں

حضرت سید اکبرؓ کی وفا کا نغمہ
آج دنیا کو سنا لوں تو ترا نام لکھوں

صاحب عدل کہ فاروقؓ بنایا حق نے
ان کو الفاظ میں ڈھالوں تو ترا نام لکھوں

جامع حرف الٰہی پہ درود اور سلام
اپنے آنسو کو سنبھالوں تو ترا نام لکھوں

تیری برکت سے منور ہوئیں جنؓ کی آنکھیں
ان کے لہجے کو نبھالوں تو ترا نام لکھوں

خواجہ وسعت افلاک و زمیں ! تجھ پہ سلام
تیری لو دل میں بڑھا لوں تو ترا نام لکھوں

بشیر حسین ناظم (اسلام آباد)

گلشن نور ہدایت تیری سیرت آقاؐ
جس کے ہر گل پہ ہے اللہ کی رنگت آقاؐ

تیرا ہر قول ہے مشکوٰۃ صداقت آقاؐ
تیرا ہر فعل ہے کردار کی عظمت آقاؐ

تیری تعلیم سکون دل و جان پر غم
وجہ خوشنودی حق تیری اطاعت آقاؐ

لا جرم ہم پہ ہے اللہ کا احسان عظیم
تیری خلقت تیری آمد تیری بعثت آقاؐ

مقتدی تیرے بنے شاہ رسل جملہ رسل
زندگی بخش ہے کیا تیری امامت آقاؐ

اختیاری ہے ترا فقر کہ ہے فخر ترا
ورنہ کونین پہ ہے تیری حکومت آقاؐ

ورفعنالک ذکرک تیری عظمت کا نشاں
ہے عیاں سارے جہاں پر تیری رفعت آقاؐ

اپنی معراج کے صدقے میں عطا کیجئے عروج
ورطہ پستی و ذلت میں ہے امت آقاؐ

تیرے دربار میں فریاد ہے اے گنج کرم
پھر عطا ہو ہمیں خیرات کرامت آقاؐ

معتکف جاں میں رہے تیرا خیال زیبا
پائے یہ عرض مری حسن سماعت آقاؐ

دل کے سدرہ پہ تیری یاد کا جبریل ہے
اس طرح ہو ہمیں معراج محبت آقاؐ

سایہ دامن نغمات کرم "ناظم" پر
شافع جنّ اشماں قیامت آقاؐ

غلام رسول ازہر (لاہور)

اشک خونناب سے گلرنگ ہے چشم عالم
زخمہ تار رگ جاں سے کروں نعت رقم
سید کون و مکاں، نازش جاں فخر امم
غایت لوح و قلم، عظمت نوع آدم
شش جہت جس کے کھلے رحمت ورافت کے علم
نام نامی ہی فقط جس کا ہے اسم اعظم
جس کے فرمان جلی، حسن حصین محکم
جس کی تحدیث ہے آئینہ اسلوب حکم
جس کے دروازے پہ سر سارے سلاطین کے خم
فقر سے جس کے خجل قیصر و کیخسرو و جم

وہ غریبوں کا بھلا چاہنے والا ہر دم
مضطرب رکھتا تھا ہر آن جسے غیر کا غم
غمزدوں اور یتیموں کا وہ مولائے نعم
بے کسوں اور غلاموں کا وہ سلطان شیم
جس کے یاران صفا پیشہ دیں کے ضیغم
جن کی ہیبت سے مسخر ہوئے عالم عالم
وہ ادب گاہ جہاں شہپر جبریل ہیں خم
ہر طرف صل علیٰ، صل علیٰ، کی سرگم
لامکاں جلوہ نما ذات خدا شان کرمؐ
چشم انجم نے بھی دیکھا ہے یہ عالم کم کم

وہ ترا شہر کرم، چشم تمنا کا حرم
جس پہ رحمت کی گھٹا جھوم کے برسے چھم چھم
خلق قرآن ہے جس کا وہ نبی ملہم
جس کے اسوہ میں نہاں راز نجات آدم
راہ حق ہی میں اٹھے جتنے اٹھے اس کے قدم
دمبدم جس نے ہیں آزار اٹھائے پیہم
لا اِلٰہ جس کی صدا، کان میں آئے ہر دم
چار اکناف میں پھر جس سے گریں سارے صنم
وہی محسن، وہی منقاد و مطاع و منعم
جس کا منشور ہے منشور فراز آدم
حسن تقویٰ سے بشرؐ نزد خدا ہے اکرم
کوئی تخصیص نہیں، اہل عرب ہو کہ عجم
کوئی احمر ہو کہ ابیض ہو کہ اسود ہمدم
حسن اعمال پہ قائم ہے مقام آدم
"قاب قوسین" کی تنزیل سے ہوتا ہے بہم
ذات اقدس ہے فقط ذات خدا کی محرم
جس کا قرآن مصدق ہو وہ سرخیل امم
آپ انجیل بھی دے جس کی خبر وہ ملہم
سارے نبیوں کا وہ سرتاج، وہ فخر آدم
جس کا رحمت ہے لقب، سرور ہر دو عالم

نبض ہستی کی عجب چال ہے مدہم مدہم
زندگی موت کے دریا میں ہو جیسے مدغم
چور زخموں سے بدن، تار رگ جاں برہم
کوئی رکھے تو کہاں زخموں پہ اپنے مرہم

ایک آشوب جہاں میں گرفتار ہیں ہم — اب تو مایوس نظر آتے ہیں ابن مریم
ڈھونڈتے پھرتے ہیں سب آج ترا نقش قدم — سب ہیں دیوانے ترے پھر سے رسول اکرمؐ!
رابعہ کوئی، تو ہے کوئی فضیلؒ و ادھمؒ — نام ترا ہی چلے دہر میں پورب پچھم
ہم فقیروں کا تری ذات سے قائم ہے بھرم — دل کے قلزم میں ہے صد نیل و فرات و جہلم
چوب نے نغمہ داؤد کو دیتی ہے جنم — شعلہ تار نفس ہی سے ہیں دیپک پنچم

یک نظر ہم پہ بھی اے سید سادات امم — جس نے بخشے ہیں غلاموں کو سلاطیں کے علم
ہم پہ احسان ہو، احسان، رسول اکرمؐ — ایک مدت سے ہیں ہم، منتظر چشم کرم
شب گزیدہ ہیں، ہوئی ہم پہ بہت یورش غم — زندگی دم سے ہے بیزار، رمق اس میں نہ رم
خشک ہے کشت، نہ مٹی میں ہے اگلا سا وہ نم — ہم کڑی دھوپ میں ہیں ہم پہ برس ابر کرم
یک نگہ خاصہ خاصان رسل، بہر کرم — آج پھر ہم پہ کڑا وقت ہے، اے شاہ امم
ہم ہیں رنجور، پریشان، شکستہ، بے دم — ہم پہ ہو، لطف و کرم، لطف و کرم، لطف و کرم
تابہ کے ڈوبے ستاروں کا کریں ہم ماتم — تابہ کے نوش کریں تلخی ایام کا سم

تیرا اعجاز ہے اے میر عرب، میر عجمؐ — جس سے کنجشک کے سینے میں ہے شہباز کا دم
سر بکف وقت دعا جوش عمل سے پیہم — وہ بڑھے سارے شہیدان وفا برق قدم
ہیں ستاروں سے پرے جن کے مقامات اہم — جس پہ ہے آیہ "والنجم" دلیل محکم
ن و حم سے یٰسین ہے تو ق و قلم — جز خدا نام ترے کیسے کرے کوئی رقم
پھیر دے قافلہ وقت کو پھر سوئے حرم — پھر دکھا ابلق ایام کا اگلا سا وہ رم

رشتہ عشق ترا بر بدنم بافتہ ام
ہر بن موئے تنم شعلہ بجاں یافتہ ام

پروفیسر سجاد مرزا (گوجرانوالہ)

مدحت صاحب جمال کروں — اس طرح خود کو لازوال کروں
روح میں کیف سرمدی جاگے — جس گھڑی ان کا میں خیال کروں
ان کو معلوم ہے میرا احوال — ان سے کیا میں بیان حال کروں
ان کے روضے کو دیکھنا چاہوں — ان سے اب اور کیا سوال کروں

ان کی الفت کا یہ تقاضا ہے
ہر گھڑی ذکر ذوالجلال کروں

پروفیسر محمد حسین آسی (شکر گڑھ)

دنیا تھی اک گورکھ دھندا — زیست تھی یا حرف معما
کملایا تھا پھول خرد کا — مرجھایا تھا ہوش کا چہرہ
موج و تلاطم، دور کنارا — ڈوب چکی تھی فکر کی نیا
حسن تخیل، ذوق تمنا — دونوں تھے دنیا سے عنقا
جہل کا رعب تھا ہر سو چھایا — علم بچارا سہما سہما
بستی بستی، قریہ قریہ — پھیلا تھا ہر سمت اندھیرا
جور کا غلبہ، ظلم کا چرچا — عدل نہیں تھا، رحم نہیں تھا
انساں خود ذلت پہ شیدا — ذہن مقفل، وہم سراپا
جب یہ تھا سب جگ کا نقشہ — بن کے خدا کا مظہر یکتا

فرش پہ اترا عرش کا دولہا
پلٹی جس نے دہر کی کایا

یعنی وہ مقصود زمانہ — سب سے بڑا محبوب خدا کا
نیر فاراں، والی بطحا — مولا کا بندہ، بندوں کا مولا
رب کا نائب، جگ کا داتا — حسن مجسم، نور سراپا
معنی یٰسین، مقصد طٰہٰ — ہادی عالم، رہبر دنیا
مالک جنت، خازن نعما — محسن اعظم، بحر عطایا
سیرت رخشاں، صورت زیبا — ظاہر اکمل، باطن یکتا
جس کی صورت سے حق ابھرا — جس کی سیرت سے حق چمکا
جس کے جلوے سے حق پھیلا — فطرت بولی، ہاتف چیخا
حق آیا اور باطل بھاگا — ان الباطل کان زھوقا

فرش پہ اترا عرش کا دولہا
پلٹی جس نے دہر کی کایا

مرکز گیتی، مظہر رحماں — اصل دوعالم، رحمت دوراں
ناشر وحدت، حاصل ایماں — پایہ ایقاں، مایہ عرفاں
ختم نبوت، شاہ رسولاں — حاکم دنیا، خواجہ گیہاں
فرش زمیں پہ دہر کا سلطاں — قصر دنا میں رب کا مہماں
منبع رحمت، مطلع احساں — محور ہستی، مہبط قرآں

جس کی تجلی روح گلستاں جس کا تبسم جان بہاراں
نام مقدس، کیف کا ساماں ذکر معلّی روح کا درماں
جس کی اطاعت، طاعت قرآں جس کی محبت چشمہ حیواں
ہاں، وہ نقیب عظمت انساں ہاں، وہ حبیبِ خالق یکتا

فرش پہ اترا عرش کا دولہا
پلٹی جس نے دہر کی کایا

سب سے اول، سب سے آخر سب میں باطن، سب پہ ظاہر
شاہد یعنی حاضر و ناظر پیکر قدرت، نائب قادر
جان مناظر، روح مظاہر نظم عوالم، اصل مصادر
سر معانی، نور ظواہر نقطہ مرکز، وجہ دوائر
حسن نظر میں کیف نظائر لمعہ باطن، جلوہ باہر
قائم، صائم، دائم، ذاکر عابد، ساجد، قانت، شاکر
سب کا مبشر، سب کا مبشر شافع، شافی، حامی، ناصر
سب کا ہادی، محسن، منذر شارع، شارح، ناہی، آمر
دافع، نافع، باذل، باقر کعبے کا بھی قبلہ و کعبہ

فرش پہ اترا عرش کا دولہا
پلٹی جس نے دہر کی کایا

سب کے بوجھ اٹھانے والا سب کے درد مٹانے والا
سب کو راہ دکھانے والا سب کو رہ پہ لانے والا
سب کی بات بنانے والا سب کے بخت جگانے والا
او ادنیٰ تک جانے والا او ادنیٰ سے آنے والا
وہ توحید سکھانے والا وہ قرآن سنانے والا
شرک و کفر بھگانے والا سچا نقش جمانے والا
رب کے پاس بلانے والا منزل پہ پہنچانے والا
غیب کے راز بتانے والا ہر گتھی سلجھانے والا
ہر نکتہ سمجھانے والا جان جہاں، سلطان زمانہ

فرش پہ اترا عرش کا دولہا
پلٹی جس نے دہر کی کایا

بھانے لگے تذکار شہادت   چھانے لگے انوار شریعت
ڈھلنے لگے الواث جہالت   کھلنے لگے درہائے اطاعت
بٹنے لگی افکار کی دولت   چھٹنے لگی اوہام کی ظلمت
آنے لگی افلاک سے رحمت   جانے لگی آفاق سے نقمت
سلنے لگا ہر چاک کدورت   ملنے لگا یوں درس اخوت
ٹوٹ گئی شیطان کی قوت   چھوٹ گئی نبض ہر نخوت
کثرت نے اب سیکھی وحدت   دیکھی جب سرکارؐ کی طلعت
جود کا کوثر، امن کی جنت   پیکر خوبی، ذروۂ عظمت
مایہ ہستی، مخزن رحمت   شور ہوا دنیا میں برپا

فرش پہ اترا عرش کا دولہا
پلٹی جس نے دہر کی کایا

جو ہے ہر افسر کا افسر   جو ہے ہر سرور کا سرور
جو ہے ہر بہتر سے بہتر   جو ہے ہر برتر سے برتر
اعلیٰ، اولیٰ، احسن، اظہر   اکمل، اجمل، افضل، اکبر
مکرم، اکرم، ارحم، اطہر   اعدل، ابجل، اشرف، انور
کوئی نہیں ہے جس کے برابر   ہاں وہ بے ہمتا، بے ہمسر
جس کی عظمت کے ہیں چاکر   شوکت دارا، فر سکندر
جس کی رحمت کے ہیں مظہر   شفقت والد، لینت مادر
جس کی کرنوں سے ضو لے کر   روح مجلیٰ، قلب منور
''آسی'' گاؤ اسی کا کھا کر   جو ہے سب کا ملجا و ماویٰ

فرش پہ اترا عرش کا دولہا
پلٹی جس نے دہر کی کایا

بیدل حیدری (کبیروالا)

تا حشر مجھے انؐ کی غلامی میں رکھا جائے
ممکن ہے مرا نام بھی تاریخ میں آ جائے

کاش ایسا قصیدہ بھی کسی روز لکھا جائے
جا کر جسے خود روضہ آقا پہ پڑھا جائے

اے کاش کے لگ جائیں کبوتر کے مجھے پر
اے کاش، مدینے کی فضاؤں میں اڑا جائے

مرقوم ہو جس دل پہ ترے نام کا کتبہ
اس کتبے کی تحریر بھلا کون مٹا جائے

پردوں میں اگر میم کے میں جھانکنا چاہوں
حیرت ہے کہ حیرت، مجھے آئینہ دکھا جائے

منصب ترا پوچھوں جو کبھی علم جفر سے
مستحلہ کاغذ پہ مرے سامنے آ جائے

اک نام نکالے مجھے گرداب سے "بیدل"
اک موج کنارے مجھے دریا کے لگا جائے

اسرار احمد سہاوری (گوجرانوالہ)

ہے راہ شہر مدینہ تمام تر گلزار
ہر ایک ذرہ ہے اس راہ کا فلک آثار

کہاں سے لائے کوئی تیری منزلوں کی بہار
جہاں پہ ملتا ہے قلب حزیں کو جا کے قرار

نشان پا ہیں یہاں آگہی کے سر چشمے
چمن چمن ہے دیار نبی کے راہگذار

سرور و کیف سا رہتا ہے قلب محزوں میں
نگاہ جلوہ پر نور سے مری سرشار

کدورتوں سے ہے خالی بشر کا قلب و دماغ
کچھ ایسی روح فزا ہے ترے چمن کی بہار

بجا ہے صحن حرم کے لئے اگر میں کہوں
یہی ہے سارے زمانے میں گلشن بے خار

نبی کے شہر کی یہ کیا کرشمہ کاری ہے
کہ زخم جاں کو بھلا بیٹھتے ہیں سینہ نگار

فلک پہ ماہ منور کو رشک ہوتا ہے
ہر ایک ذرہ یہاں کا ہے مطلع انوار

نبی کو عشق تھا امت سے اپنی اس درجہ
بوقت نزع وہی بن گئی تھی دل کی پکار

طور نورانی (بھیرہ)

پھول مہتاب ستارے سارے
آپ کے رخ کے نظارے سارے

جو بھی سرکارؐ کا ہو جاتا ہے
چھوڑ دیتا ہے سہارے سارے

آپ کے نام کی برکت سے حضورؐ
کام بنتے ہیں ہمارے سارے

چشم نمناک سے کہنے والو
جانتے ہیں وہ اشارے سارے

دل میں گر جذب خلیلی ہو تو پھر
پھول بنتے ہیں شرارے سارے

ان کے سائے میں اگر تم آ جاؤ
دکھ بھی ہوں دور تمہارے سارے

آپ کے در پہ سکوں پاتے ہیں
رنج و غم درد کے مارے سارے

"طور" جب ساقی کوثر آیا
پھر گئے وقت کے دھارے سارے

قمر یزدانی (پنوانہ ضلع سیالکوٹ)

صبح ازل کے آفتاب، شام کے ماہتاب!
حسن کمال ہے ترا کون و مکاں کا انتخاب

وجہ قرار قلب و جاں! رحمت کل ترا خطاب
دونوں جہان ہیں ترے لطف و کرم سے فیضیاب

ذرے میں تیری راہ کے غیرت مہر و ماہتاب
تیرا جمال رخ ہے یا حسن ازل ہے بے نقاب

فصل بہار باغ کن! روح روان کائنات
کوس رحیل کارواں تیرا پیام انقلاب

زینت بزم کن فکاں! عکس جمال ذات حق
جلوہ رخ سے ہے ترے شمس و قمر کی آب و تاب

منزل زندگی کا ہے تو ہی امیر کارواں
تیرے پیام شوق سے پیدا ہے خوں میں التہاب

ہم جو تھے حق سے بے خبر ہو گئے افضل الامم
جب سے ہمارا ہو گیا ذات سے تیری انتساب

خلق ترا عظیم ہے، لطف ترا عمیم ہے
وصف ترا ہے مجتبیٰ، ہے ترا مصطفیٰ خطاب

میری زباں پہ آ گیا اسم عظیم جب ترا
ہو گئے غم غلط سبھی مٹ گیا دل کا اضطراب

سرور دوسرا ہے تو، فخر امم ترا لقب
فخر مصاحف رسل تیری کتاب مستطاب

قدموں پہ تیرے ہے نثار عزو وقار خسروی
کون و مکاں میں ہے شہا، سب سے بڑی تری جناب

بارگہ کریم سے جس کو ملا ہے تیرا عشق
کارگہ حیات میں وہ ہی بشر ہے کامیاب

اپنے جوار لطف میں مجھ کو بھی اب بلایئے
سوز غم فراق سے قلب و جگر ہوئے کباب

بیکس و بے نوا قمر ہے ترا نعت گو غلام
شافع روز حشر! پھر کیوں ہو اسے غم حساب

تابش صمدانی (ملتان)

ہر اک جانب ہے جلوہ روشنی کا
وہ گہوارا ہے طیبہ روشنی کا

فروغ ذات والا اللہ اللہ
دو عالم میں ہے چرچا روشنی کا

ملے داور سے جب محبوب داور
حد فاصل تھا پردا روشنی کا

مرے مولا کا سایہ ڈھونڈتے ہو
کہیں ہوتا ہے سایہ روشنی کا

یہ اعجاز نگاہ لطف مولاؐ
مرا دل ہے مدینہ روشنی کا

گزر ہو کیا اندھیروں کا وہاں پر
جہاں رہتا ہے پہرا روشنی کا

ہے مصرعہ نعت کا ذہن رسا میں
کھلا ہے اک دریچہ روشنی کا

ظہور سید والا سے پہلے
تصور ہی کہاں تھا روشنی کا

شہ والا کا ہر نقش کف پا
زمیں پر ہے ستارا روشنی کا

نظر ہے آپ کی جس دل پہ "تابش"
وہ ہے آئینہ گویا روشنی کا

پروفیسر عاصی کرنالی (ملتان)

ثنائے خواجہؐ میں اے ذہن! کوئی مضموں سوچ
جناب! وادیٔ حیرت میں گم ہوں کیا سوچوں
زباں! مرحلۂ مدح پیش ہے کچھ بول
مجال حرف زدن ہی نہیں ہے کیا بولوں
شعور! ان کے مقام پیمبری کو سمجھ
میں قید حد میں ہوں، وہ بیکراں میں کیا سمجھوں
خرد بقدر رسائی تو ان کے علم کو جان
میں نارسائی کا نقطہ ہوں ان کو کیا جانوں
خیال! گنبد خضرا کی سمت اڑ، پر کھول
یہ میں ہوں اور یہ مرے بال و پر ہیں کیا کھولوں
طلب! مدینے چلیں نیکیوں کے دفتر باندھ
یہاں یہ رخت سفر ہی نہیں ہے کیا باندھوں
نگاہ دیکھ کہ ہے روبرو دیار جمال
ہے ذرہ ذرہ یہاں آفتاب کیا دیکھوں
دل! ان سے حرف دعا، شیوہ تمنا مانگ
بلا سوال وہ دامن بھریں تو کیا مانگوں

حضورؐ! عجز بیاں کو بیاں سمجھ لیجئے
تہی ہے دامن فن آستاں پہ کیا لاؤں

کوثر نیازی

خورشید رسالت کی شعاؤں کا اثر ہے
احرام کی مانند مرا دامن تر ہے
نظارہ فردوس کی یارب نہیں فرصت
اس وقت مدینے کی فضا پیش نظر ہے
اس شہر کے ذرے ہیں مہ و مہر سے بڑھ کر
جس شہر میں اللہ کے محبوب کا گھر ہے
یہ راہ کے کنکر ہیں کہ بکھرے ہوئے تارے
یہ کاہ کشاں ہے کہ تری گرد سفر ہے
اس صاحب معراج کے در کا ہوں بھکاری
قرآں میں جس کے لئے "مازاغ البصر" ہے
اک مہر لقا، ماہ حرا کا ہے یہ اعجاز
ہر اشک مری آنکھ کا تابندہ گہر ہے

میں گنبد خضرا کی طرف دیکھ رہا ہوں!
"کوثر" مرے نزدیک یہ معراج نظر ہے

ریاض الدین سہروردی (کراچی)

یارب تیرے محبوبؐ کا جلوا نظر آئے
اس نور مجسم کا سراپا نظر آئے
اے کاش کبھی ایسا بھی ہو خواب میں میرے
ہوں جس کی غلامی میں وہ آقاؐ نظر آئے
تا حشر میری قبر میں ہو جائے اجالا
مرقد میں جو ان کا رخ زیبا نظر آئے
روشن رہیں آنکھیں یہ میری بعد فنا بھی
گر وقت نزع وہ شہہ والا نظر آئے
جس در کا بنایا ہے گدا مجھ کو الٰہی
اس در پہ کبھی کاش یہ منگتا نظر آئے

کعبہ اے "ریاض" اس کو بنا لوں گا میں دل کا
گر نقش قدم مجھ کو نبیؐ کا نظر آئے

مظفر وارثی (لاہور)

جو روشنی حق سے پھوٹ کر جسم بن گئی ہے، وہی نبیؐ ہے
تمام تخلیق کا جو کردار مرکزی ہے، وہی نبیؐ ہے
وجود آدم سے تا بہ عیسیٰ، ہر اک زمانہ ہے مقتدی سا
صدی صدی جس کے عہد سے درس لے رہی ہے، وہی نبیؐ ہے
خدا کی رحمت ہے نام اس کا، فلاحِ انساں پیام اس کا
ڈھلی ہوئی اس پیام میں جس کی زندگی ہے، وہی نبیؐ ہے
بشر ہے وہ یا کلامِ باری میں اس کی ہر اک ادا کا قاری
تمام قرآن کی جو تصویر معنوی ہے، وہی نبیؐ ہے
جو اس گلی کے ایاز ٹھہرے وہ لوگ تاریخ ساز ٹھہرے
کمال سالارئ جہاں جس کی پیروی ہے، وہی نبیؐ ہے
نہ صرف وہ اس جہاں سے گزرا، وہ آسماں آسماں سے گزرا
نگاہ سائنس داں بھی جس پر لگی ہوئی ہے، وہی نبیؐ ہے
جو کوئی امرت بھی دے نہ چکھنا، لگن "مظفر" اسی کی رکھنا
سنوار دی جس نے تیری دنیا و دیں وہی ہے، وہی نبیؐ ہے

ہلال جعفری (ملتان)

جو ذرے ملے مجھ کو مدینے کے سفر میں
چن چن کے وہ سب رکھ لئے دامانِ نظر میں
بیٹھا ہوں لئے دردِ محمدؐ کا جگر میں
اللہ کی رحمت سے ہے سب کچھ مرے گھر میں
فردوس کے منظر میں نہ وہ نور قمر میں
انوار بھرے ہیں جو مدینے کی سحر میں
اڑنے کی نہ طاقت رہی جبریلؑ کے پر میں
ایسا بھی مقام آیا تری راہ گزر میں
دھارے سے برسنے لگے میزابِ کرم کے
جب اشک امڈ آئے مرے دیدۂ تر میں
جلوہ ہے مرے سامنے معراج دنے کا
اک صاحبِ مازاغ کا سرمہ ہے نظر میں
اک حسنِ ازل، حسنِ نظر، حسنِ حقیقت
دیکھا ہے ترے روضے کی دیوار میں، در میں
میدانِ قیامت میں ہے ایک ایک گنہگار
رحمت کی قسم، رحمتِ عالمؐ کی نظر میں
اب چھوڑ دے کشتی کو "ہلال" ان کے کرم پر
وہ چاہیں تو ساحل ابھی بن جائے بھنور میں

واصف علی واصف

من رانی کا مدعا چہرہ — صورت حق کا آئنا چہرہ
سرگیں چشم آیہ مازاغ — زلف واللیل' والضحیٰ چہرہ
عالم خواب میں حقیقت ہے — آپؐ کا چہرہ' آپؐ کا چہرہ
مصطفیٰ آنکھ ہو خدا صورت — ہو خدا آنکھ مصطفیٰ چہرہ
یہی چہرہ نشان وجہ اللہ — ورنہ رکھتا ہے کیا خدا چہرہ
یہ ہے تفسیر احسن تقویم — ابتدا چہرہ' انتہا چہرہ
مرنے والوں کی آخری خواہش — مرے آقاؐ مجھے دکھا چہرہ
ریگزار حیات میں "واصف"
باغ فردوس کی ہوا چہرہ

اصغر نثار قریشی (لاہور)

نہ عرش تک ہے نہ محدود لامکاں تک ہے — خدا ہی جانے ترا مرتبہ کہاں تک ہے
تجلیات کا محور جہاں جہاں تک ہے — تری نظر کا تصرف وہاں وہاں تک ہے
جھکی نہیں ہے کہیں اور تیرے در کے سوا — جبیں کا رشتہ ترے سنگ آستاں تک ہے
یہ تیرے حسن تبسم کا سب کرشمہ ہے — بہار پھیلی ہوئی گلشن جہاں تک ہے
مری دعائیں' سلام و نیاز سب مقبول — ابھی تو اسم محمدؐ مری زباں تک ہے
نہ منزلوں کی خبر ہے نہ راستہ معلوم — قدم کا سلسلہ بس میر کارواں تک ہے
"نثار" شاد ہوں میں اپنی خوش نصیبی پر
مری رسائی تو سرکارؐ دوجہاں تک ہے

پروفیسر حسین سحر (ملتان)

دیار مصطفیٰ کو سجدہ گاہ قدسیاں کہیے — مدینے کی درخشندہ زمیں کو آسماں کہیے
جمال گنبد خضریٰ مری آنکھوں کی جنت ہے — قرار روح مضطر ہے اسے تسکین جاں کہیے
وہی نکہت وہی طلعت وہی حسن آفریں جلوہ — وہ نقش پا ہے کیا؟ خلد بریں کا اک نشاں کہیے
انہی کا نور ہے جو ذرے ذرے سے نمایاں ہے — انہی کے نور کو وجہ ظہور دوجہاں کہیے
یہ قرآن مبیں بھی آپؐ ہی کا اک قصیدہ ہے — خدائے لم یزل بھی آپؐ ہی کا مدح خواں کہیے
مقدر میں اگر ہو حاضری اس آستانے کی — تو اشکوں کی زباں سے اپنے دل کی داستاں کہیے
"سحر" اہل جہاں کہتے ہیں جس کو نعت پیغمبرؐ
محبت کی زباں کہیے عقیدت کا بیاں کہیے

پروفیسر غلام رسول عدیم (گوجرانوالہ)

زیبا ہے تجھے حشر میں امت کی امامت ----- اے فخر سیادت
تو منبع احسان ہے تو چشمہ رحمت ----- دریائے عنایت ----- اللہ کی رحمت
آتے ہیں گدا ہاتھ میں کشکول لئے ہیں ----- سو جرم کئے ہیں
چہروں سے عیاں ہونے لگے خوف و ندامت ---- اے جان سخاوت ----- اللہ کی رحمت
سجدے میں کوئی سر کو جھکائے ہے حرا میں ----- مصروف دعا میں
ہونے کو ہے اللہ سے اب اس کو بشارت ----- ملنے کو نبوت ----- اللہ کی رحمت
دریائے فصاحت ہے بلاغت کی زباں ہے ----- کیا شہریں وہاں ہے
ہر بول میں رس ہے تو ہر ایک بات میں لذت ----- یہ حسن خطابت! ----- اللہ کی رحمت
واللہ یہ کیا رافت و شفقت کا ہے پیکر ----- ہر ایک کا دلبر
یہ خوئے دلاویز یہ احساس مروت ----- یہ حسن طبیعت ----- اللہ کی رحمت
میں عصیاں میں شعاری بہت حد سے بڑھا ہوں ----- اب کانپ رہا ہوں
کچھ پاس ہے میرے نہ زر و مال نہ ثروت ----- اک آپ کی مدحت ----- اللہ کی رحمت
تو صاحب الطاف ہے مجھ پر بھی نظر کر ----- اس شب کو سحر کر
میں شب زدہ کب تک رہوں زندانی ظلمت ----- اے نور ہدایت ----- اللہ کی رحمت
ہو ازم پھر ہمہ' قیصر و کسریٰ ----- کیا خوف کسی کا
یارب یہ حماست یہ مہابت یہ شہادت ----- کس کو ہے یہ جرات ----- اللہ کی رحمت
اور بزم میں اک شعلہ نوا سحر بیاں ہے ----- وہ بزم کی جاں ہے
اس بات کی اغیار بھی دیتے ہیں شہادت ----- اے صاحب عظمت ----- اللہ کی رحمت

محمد اقبال ارشد (ملتان)

کس سے کب مری آہ و فغاں سنی جائے
حضور! آپ کا در ہے جہاں سنی جائے

سنی نہ جائے جو شہر علوم کے در پر
غریب شہر کی آخر کہاں؟ سنی جائے

ادائے حرف دعا ہے ضرورت اظہار
وگرنہ جنبش لب بھی وہاں سنی جائے

گداز شوق نہیں ہے صبا کے لہجے میں
مری زباں سے مری داستاں سنی جائے

مجھے بھی ارض مدینہ کی روشنی ہو نصیب
مری بھی مالک ہفت آسماں سنی جائے

یہی کمال عبادت ہے اہل دل کے لئے
ادب سے نعت شہ مرسلاں سنی جائے

یہ ان کا فیض ہے "ارشد" کہ خاک دانوں کی
صدائے قلب سر کہکشاں سنی جائے

علیم ناصری (لاہور)

بندہ کہاں اور کہاں نعت رسولؐ کریم — جس کے محامد عظیم، جس کے محاسن عمیم
نقطہ اقراء ہے وہ، مرکز اسراء ہے وہ — شرح الف لام را، رمز الف لام میم
میرے نبیؐ کا خدا خالق کون و مکاں — میرے خدا کا نبیؐ حامل خلق عظیم
حق ہے سمیع و بصیر، عبد بشیر و نذیر — وہ بھی رؤف و رحیم، یہ بھی رؤف و رحیم
تھے وہ مبارک قدم جن کے اثر کے طفیل — وادی بطحا ہوئی روکش خلد نعیم
میرا عمل بے ثمر، تیرا عمل بے ثمر — عشق محمدؐ اگر ہو نہ دلوں میں مقیم
آپؐ کی فرماں بری وجہ صلاح و فلاح — آپ کا عشق و جنوں باعث فوز عظیم

کیا ہے "علیم" حزیں وہم و گماں کا مقام
اس کی شفاعت ہو جب کیوں ہو عذاب جحیم

محمد فیروز شاہ (میانوالی)

ظہور صدق کی، "فیروز" نور حق کی کتاب — ابد نصیب زمانے میں ہے نبیؐ کا نصاب
اٹی پڑی ہے گلوں سے تو کائنات مگر — سدا بہار ہیں اک یاد مصطفیٰؐ کے گلاب
عطا ہو تیری سخی ساعتوں کا عکس، کہ اب — اتر رہا ہے لہو میں منافقت کا عذاب
جھلس رہی ہے زمیں میرے عہد کی آقا! — اڈ کے آئے بھی اب تیری رحمتوں کا سحاب
یہ زندگی تری نسبت سے زندہ ہو جائے — حیات ورنہ ہماری تو ہے مثال حباب

یہ تیرے عشق کی عظمت تھی پیش جورو جفا
وہ سر بلند تھے، فیروز، جو تھے زیر عتاب

ولی محمد واجد (ملتان)

ہم نے شب فراق نبیؐ یوں تمام کی — اشکوں نے دی نیاز درود و سلام کی
آؤ سکون قلب و نظر کے گدا گرو — خیرات بٹ رہی محمدؐ کے نام کی
حال دل خراب کسی اور سے کہوں؟ — حیرت سے دیکھتی ہیں حدیں احترام کی
ہر دور کے مسائل انسانیت کا حل — ادنیٰ سی ایک خوبی ہے ان کے نظام کی
بس آں نگاہ لطف سے سرشار کر دیا — حاجت سبو کی ہے نہ ضرورت ہے جام کی
کس نے تڑپ کے ہجر میں یا مصطفیٰؐ کہا — سب راہیں مشکبار ہیں باب السلام کی

"واجد" عجیب رنگ جمے گا بروز حشر
تو نعت جب پڑھے گا، رسول انام کی

پروفیسر عارف رضا (فیصل آباد)

حضور آیہ رحمت غلام حاضر ہے
بصد خلوص و ہزار احترام حاضر ہے
ترا کرم ہی متاعِ حیات ہے آقاؐ
دل و نظر کا اثاثہ تمام حاضر ہے
درود پاک وظیفہ مدام ہے میرا
یہ ارمغان مرا صبح و شام حاضر ہے
ترے کرم سے سدا کائنات روشن ہے
درود صورت ماہ تمام حاضر ہے
تیرا وجود سراپا وجود رحمت ہے
بزیر سایہ ہر اک خاص و عام حاضر ہے
ترس گیا تھا حروف گلاب سننے کو
غلام پیش شہ خوش کلام حاضر ہے
توجہ آپ کی دائم رہے مقدر میں
اس آرزو میں یہ احقر مدام حاضر ہے
بلائیں در پہ "رضائے" علیل کو آقاؐ
بدوش موج صبا یہ پیام حاضر ہے

لالہ صحرائی (جہانیاں)

مرادِ عاشقاں تم ہو، نوید طالباں تم ہو
جبین عشق نازاں ہے، کہ اس کا آستاں تم ہو
متاع مرضی مولا، عطا کرتا ہے بندوں کو
مرے آقا! مرے ہادیؐ! وہ فیض جاوداں تم ہو
چھپے ہو گرچہ صدیوں میں، مگر میں دیکھ لیتا ہوں
کہ اپنی سیرت انور کے شیشے میں عیاں تم ہو
تمہارا حسن صورت، حسن سیرت ہے بدل ٹھہرا
خجل ہیں سامنے جس کے، نگاران جہاں، تم ہو
محبت سلطنت جس کی، عقیدت مملکت جس کی
دلوں کی اس رعایا کے اک ایسے حکمراں تم ہو
ہو شمع بزم دنیا کی، ہو مشعل راہ عقبیٰ کی
تمہی سے دوجہاں روشن، کہ نور دوجہاں تم ہو
سہارا بے کسوں کا ہو، تبہ حالوں کے مونس ہو
مداوا غم زدوں کا ہو، شفیع عاصیاں تم ہو
گناہوں سے جو گھائل ہیں یہ دکھیارے جہاں بھر کے
تمہی سے آس رکھتے ہیں، مسیحائے جہاں تم ہو
خدا کے آخری پیغام کے ہو ترجماں تم ہی
خدا کی رحمت کامل کے، اک کامل نشاں تم ہو
جو سودا ہے کیا ہم نے عوض میں جاں کے جنت کا
یہ ہو گا نفع آور اب، کہ اس کے درمیاں تم ہو
قیامت میں حضور حق، زباں اپنی تو ہو گی گنگ
سنا ہے التجائے عاصیاں کے ترجماں تم ہو
خدا کی مجھ پہ رحمت ہے، کہ تم آئے مرے دل میں
مرا دل عرش پایہ ہے، کہ اس کے میہماں تم ہو!

انور مسعود (راولپنڈی)

ہے ثبت تری ذات سے تاریخ بشر میں
وہ عزم کہ تھکتا نہیں طائف کے سفر میں

تو نور ازل تاب سر مطلع تخلیق
فیضان ضیا تجھ سے ہے دامان سحر میں

خورشید کے کاسہ میں ترا صدقہ انوار
خیرات ترے حسن کی کشکول قمر میں

اے سارے جہانوں کے لئے مژدہ رحمت
احوال زمانوں کے سبھی تیری نظر میں

اے سید سادات عنایت کی نظر ہو
یہ عہد ہوس ڈوب چلا ظلمت شر میں

در پیش ہے بے سمت مسافت کی اذیت
اس دور کا انسان ہے دانش کے بھنور میں

حیراں ہے تری شان توکل پہ زمانہ
چولہا بھی نہ جلتا تھا مہینوں ترے گھر میں

اشکوں کو زمیں پر بھی میں گرنے نہیں دیتا
سرمایہ تری یاد کا ہے دیدہ تر میں

"انور" مرے دیوان میں ہے نعت پیمبرؐ
کیا توشہ عقبیٰ ہے مرے رخت سفر میں

حفیظ الرحمٰن احسن (لاہور)

گنبد خضریٰ کے پر تو سے جہاں سرسبز ہے
یہ زمیں سرسبز ہے اور آسماں سرسبز ہے

کیا عطا ہے، منظر خوش رنگ ہے پیش نظر!
کیا کرم ہے، سایہ ابر رواں سرسبز ہے

ہے صبا ان کے نفس سے، بہجت افزائے بہار
اور نظر سے، یہ فضائے بیکراں سرسبز ہے

آپؐ کے پائے مبارک چوم کے اسرا کی شب
اور بھی کچھ قریہ ہفت آسماں سرسبز ہے

موجہ ابر کرم ہے آپؐ کا ذکر جمیل
آپؐ ہی کے نام سے اقلیم جاں سرسبز ہے

اسوۂ ہجرت سے کھولی کس نے راہ ارتقاء
کس کی گردپا سے خط کہکشاں سرسبز ہے

کس کا فیضان رفاقت جاں پہ ہے سایہ فگن
ہر قدم پر جادۂ عمر رواں سرسبز ہے

دین فطرت کو ملا انؐ کی طبیعت سے فروغ
ان کی نزہت سے صفا کا گلستاں سرسبز ہے

وادی ام القریٰ ہے سرخوش و شاداب رنگ
ارض طیبہ گل بداماں، مہرباں، سرسبز ہے

روضہ جنت کی دیکھے تو کوئی شادابیاں
مرحبا! ہر گوشہ باغ جناں سرسبز ہے

فیض سے انؐ کے منور ہے جہان فکر و فن
انؐ کے دم سے گلشن لفظ و بیاں سرسبز ہے

ہے لب مدحت سرا ذوق حضوری سے نہال
ان کے ذکر پاک سے برگ زباں سرسبز ہے

ہے کرشمہ ساز "احسن" کس کا فیضان جمال
موسم گل جلوہ ساماں ہے، خزاں سرسبز ہے

پروفیسر افضل علوی (ننکانہ صاحب)

ممکن کہاں کہ ہو سکے مدحت حضورؐ کی
برتر ز فکر و وہم ہے عظمت حضورؐ کی

ناداں ہے اب بھی آپؐ کا انکار جو کرے
پتھر بھی دے چکے ہیں شہادت حضورؐ کی

کھلتے ہیں صحن جاں میں عجب چاندنی سے پھول
سنتا ہوں جب کبھی میں حکایت حضورؐ کی

مشکل نہیں ہے آپؐ کی سنت کی پیروی
گر دل میں بس رہی ہو محبت حضورؐ کی

لب پر دعائے مغفرت تھی بہر دشمناں
اک یہ بھی دل پسند تھی عادت حضورؐ کی

"علوی" کی کیا مجال کہ وہ نعت کہہ سکے
جب تک کہ اس پہ ہو نہ عنایت حضورؐ کی

اکرم علی اختر (لاہور)

دست قدرت کے اشارے ڈھونڈتے پھرتے ہو تم
وہ تو ہیں آقاؐ ہمارے ڈھونڈتے پھرتے ہو تم

آؤ اس جا پر چلیں جو مرکز انوار ہے
نور وحدت کے نظارے ڈھونڈتے پھرتے ہو تم

ذکر آقاؐ باعث برکت بھی ہے رحمت بھی ہے
جا بجا رحمت کے دھارے ڈھونڈتے پھرتے ہو تم

ہے خدا کی ذات تو بندے کی شہ رگ کے قریب
دور دور اور مارے مارے ڈھونڈتے پھرتے ہو تم

اہل عالم کو دیا درس خودی سرکارؐ نے
اہل دنیا کے سہارے ڈھونڈتے پھرتے ہو تم

وہ تو ملتے ہیں ہمیشہ رفعت افلاک میں
پستیوں میں چاند تارے ڈھونڈتے پھرتے ہو تم

جلوہ ہائے نور "اختر"! جن سے ہیں روشن جہاں
وہ تو ہیں طیبہ میں سارے ڈھونڈتے پھرتے ہو تم

احسان قادری (ڈیرہ غازی خان)

چلو چلو در رحمت ہے وا مدینے میں
قبول ہوتی ہے سب کی دعا مدینے میں

نزول رحمت حق روز و شب نہ ہو کیونکر
حبیبؐ حق ہیں جو جلوہ نما۔ مدینے میں

وہاں جبین دوعالم نہ کیوں بھلا خم ہو
ہے جان خالق ہر دوسرا مدینے میں

صنم کدہ جہاں خوف سے لرز اٹھا
بلند حق کی ہوئی جب صدا مدینے میں

گنہگارو چلو دھو لو دامن عصیاں
کرم کی چھائی ہوئی ہے گھٹا مدینے میں

عجم کی سیر بہت کر چکے اے رب کریم
دعا ہے اب تو رہیں ہم سدا مدینے میں

نہیں ہے "احساں" وہاں امتیاز شاہ و گدا
معاف ہوتی ہے سب کی خطا مدینے میں

ڈاکٹر محمد امین (ملتان)

گل طیبہ کی خوشبو چار سو ہے
کہ ذکر مصطفیٰ بھی کو بہ کو ہے

کیا کعبے سے مس ان کاغذوں کو
قلم کا آب زم زم سے وضو ہے

مجھے مدح رسول مجتبےٰ میں
نئے مضمون کی پیہم جستجو ہے

ثنائے مصطفیٰ میں لکھ رہا ہوں
نبیؐ کا روضہ میرے روبرو ہے

یہ میری نعت بن جائے وسیلہ
محمدؐ مصطفیٰ سے گفتگو ہے

متاع زیست ہے نعت محمدؐ
یہ میری شاعری کی آبرو ہے

ملی آدم کو عظمت مصطفیٰ سے
نبوت سے بشر بھی خوب رو ہے

مجھے اذن حضوری کب ملے گا
مدینہ دیکھنے کی آرزو ہے

صابر براری (کراچی)

نہ تھے ارض و سما پہلے نہ تھے شمس و قمر پہلے
خدا کے بعد تھا نور شہ جن و بشر پہلے

نبی جتنے بھی آئے حضرت آدم سے عیسیٰ تک
سبھی نے دی شہ بطحا کے آنے کی خبر پہلے

کف بوجہل میں کس نے گواہی دی رسالت کی
کبھی گویا ہوئے تھے اس طرح سے یہ حجر پہلے

وہ تارا بارہا روح الامیں نے جس کو دیکھا تھا
وہ تھا روئے مبارک میں فلک پر جلوہ گر پہلے

خدا نے شرط یہ رکھ دی دعا مقبول ہونے کی
درود پاک کا تحفہ میرے محبوب پر پہلے

یہی اک راہ روشن ہے خدا کو ڈھونڈنے والے
منور کر نبی کے عشق سے قلب و نظر پہلے

یقیناً" موت کا اک دن معین ہے مگر یارب
میسر ہو مجھے مکے مدینے کا سفر پہلے

مچے گا شور محشر میں' ہو رحمت کی نظر مولیٰ
ادھر پہلے ادھر پہلے ادھر پہلے ادھر پہلے

ملی ہے نعت گوئی کے سبب شہرت یہ "صابر" کو
وگرنہ مانتے کب تھے اسے اہل ہنر پہلے

سیدہ رابعہ نہاں (راولپنڈی)

اے ختم المرسلیں عالم منور ہو گیا
ذرہ ذرہ یوں چمک اٹھا کہ اختر ہو گیا

ان سے دنیا کو ملا امن و محبت کا سبق
خار بھی دامن سے گر الجھا گل تر ہو گیا

سنگ ریزے آپ کی مٹھی میں گویا ہو گئے
اور قطرہ پر نظر ڈالی سمندر ہو گیا

علم و اخلاق و کرم کے ہیں خزانے ان کے پاس
ان کے دروازے پہ جو آیا تونگر ہو گیا

جب پڑی معراج میں حسن محمد پر نظر
عرش پر ہر اک ملک حیران ششدر ہو گیا

جب لیا نام محمد روح کو تسکیں ملی
اور تصور آپ کا رحمت کی چادر ہو گیا

اے "نہاں" کیا ہو بیاں اشک ندامت کا وقار
آنکھ سے قطرے کا گرنا تھا کہ گوہر ہو گیا

لیث قریشی (کراچی)

آپؐ سب کے لئے میں فقط آپ کا' اے رسول خدا' اے حبیب خدا
آپؐ کی ذات اقدس ہے صدق و صفا' اے رسول خدا' اے حبیب خدا
ایک دنیا پہ ہے یہ حقیقت عیاں' آپؐ ہی وجہ تخلیق کون و مکاں
جو رضا آپؐ کی' وہ خدا کی رضا' اے رسول خدا' اے حبیب خدا
ریگزار عرب کو جو تہذیب دی' اس سے توحید کی شمع روشن ہوئی
ہو گا اس سے بڑا اور کیا معجزۂ اے رسول خدا' اے حبیب خدا
دین فطرت کا قرآن ہے ترجماں' جس سے روحانی' اخلاقی قدریں عیاں
ان سے امت ہوئی آپؐ کی آشنا' اے رسول خدا' اے حبیب خدا
آپؐ حامی تھے عدل و مساوات کے' آپؐ داعی تھے لطف و عنایات کے
آپؐ راہ محبت کے تھے رہنما' اے رسول خدا' اے حبیب خدا
آپؐ کی شخصیت میں تھی ایسی کشش' ملتے ہی دور ہوتی تھی دل کی خلش
تھا تکلم کا لہجہ بہت دلربا' اے رسول خدا' اے حبیب خدا
درس وحدانیت آپؐ نے جب دیا' ختم ہو کر رہی آذرانہ وبا
نور اسلام سے جگمگائی فضا' اے رسول خدا' اے حبیب خدا
بت کہ جتنے تھے لات و منات و ہبل' سب کے سب دفعتہً گر گئے سر کے بل
ظلمت کفر میں دیں فروزاں ہوا' اے رسول خدا' اے حبیب خدا
گفتگو کیا ہوئی' مشورے کیا ہوئے' سب کے سب' سب پہ ظاہر نہیں ہو سکے
خیر امت بہرحال تھا مدعا' اے رسول خدا' اے حبیب خدا
اپنی امت کی بخشش جو مطلوب تھی' اس کی خاطر ہمہ دم اذیت سہی
اس کے حق میں جو مانگا خدا نے دیا' اے رسول خدا' اے حبیب خدا
آپؐ ناصر بھی نہیں' آپ طاہر بھی ہیں' آپؐ باطن بھی ہیں' آپؐ ظاہر بھی ہیں
آپؐ ہیں مجتبیٰ "' آپ ہیں مصطفیٰ " اے رسول خدا' اے حبیب خدا
طاق حجرہ کا روشن دیا جو ملے' اس کو چھولوں تو لو میرے دل کی جلے
اس تصور ہی سے قلب ہے پر ضیا' اے رسول خدا' اے حبیب خدا
آپؐ کی مدح کو میں کہاں تک لکھوں؟ آپؐ کے وصف کو میں رقم کیا کروں؟
خود خدا ہی ہو مداح جب آپؐ کا' اے رسول خدا' اے حبیب خدا
وہ خطا کار ہے' وہ سیہ کار ہے' پھر بھی وہ آپؐ ہی کا طلبگار ہے
"لیث" کی مغفرت کے لئے بھی دعا' اے رسول خدا' اے حبیب خدا

ریاض حسین چودھری (سیالکوٹ)

ورق کو ذوق جمال دے گا، قلم کو حسن مقال دے گا
اسی کا ذکر جمیل شہر غزل کی گلیاں اجال دے گا
میں ایک شاعر حروف نو سے کشید کرتا رہا ہوں کرنیں
وہ مہرباں مجھ سے بے ہنر کو سخنوری کا کمال دے گا
فصیل ارض و سما پہ میں نے چراغ مدحت کے رکھ دیئے ہیں
خدا مجھے بھی حصار ہجر نبی میں سوز بلالؓ دے گا
وہ جس کی خوشبو چمن چمن ہے، سمن سمن ہے دہن دہن ہے
وہ پھول باغ جہاں میں دکھتے دلوں کے کانٹے نکال دے گا
کھلے ہیں اس کے نقوش پا سے تمدنوں کے گلاب چہرے
کتاب تشکیک کا مصنف کہاں سے ایسی مثال دے گا
میں دکھ کی چادر میں زخم اپنے چھپائے پھرتا رہوں گا کب تک
وہ کملی والا وہ سب کا آقا ﷺ مجھے بھی رحمت کی شال دے گا
ثبات قصر وفا بھی وہ ہے ازل سے حرف دعا بھی وہ ہے
ادھورے جسموں کو اعتبار وجود اس کا خیال دے گا
سکھایا ہے سر اٹھا کے چلنا زمیں پہ جس نے گرے ہوؤں کو
وہی رسول عظیم میری زباں کو اذن سوال دے گا
حدود طائف میں زخم کھا کر دعا کے سکے لٹانے والا
بریدہ جسموں پہ سبز چادر عطا و بخشش کی ڈال دے گا
سراب جاں میں بھٹکنے والو! غبار شب میں سلگنے والو!
نصاب تہذیب اخروی ہی یقین کامل کی ڈھال دے گا
کسے خبر تھی کسے خبر ہے کہ ذہن انساں کو دھونے والا
بڑے تفاخر سے دست آدم میں محنتوں کی کدال دے گا
جناب ختم الرسل کے صدقے "ریاض" پیر فلک مجھے بھی
غموں کے گہرے سمندروں سے ضرور اک دن اچھال دے گا

اختر لکھنوی (کراچی)

سرکار کے کوچے میں مرا خاک پہ ہونا ایسا ہی ہے، جیسے کہ ہو افلاک پہ ہونا
کیا شان کریمی ہے کہ انوار کی بارش اور وہ بھی، ہم ایسے خس و خاشاک پہ ہونا
معراج غلامی ہے، وفاؤں کی سند ہے آقا کی نظر دامن صد چاک پہ ہونا
یہ بھی مرے سرکار کے کوچے کی عطا ہے شہروں کا گماں دیدہ نمناک پہ ہونا
کیا ہو گا اس اعزاز سے آگے کوئی اعزاز خاک در سرکار کی پوشاک پہ ہونا
اے عمر رواں چلتے ہوئے آخری حد پر
جب ہونا، تو ذکر شہ لولاک پہ ہونا

سید نازش نقوی (لاہور)

میں صبح و شام مدینے کے گیت گاتا ہوں سوائے اس کے ہر اک شے کو بھول جاتا ہوں
اسی کے خواب نظر میں سدا جماتا ہوں خیال اسی کا لئے دل میں جاگ جاتا ہوں
اسی کے نام سے بنتے ہیں بگڑے کام مرے اسی کے ذکر کو دکھ کی دوا بناتا ہوں
بسے ہیں میری نگاہوں میں بام و در اس کے میں ذکر شہر نبیؐ میں سکون پاتا ہوں
نظر میں لے کے عقیدت کے پھول شام و سحر تصورات میں روضے پہ جا چڑھاتا ہوں
ہر ایک شے میں دکھائی اسی کے جلوے دیں ہر ایک شے میں اسی کا جمال پاتا ہوں
بڑا سکون سا ملتا ہے مجھ کو میں جس دم
ثنائے آقا میں "نازش" قلم اٹھاتا ہوں

گوہر ملسیانی (صادق آباد)

سیرت و کردار دیتے ہیں شہادت آپؐ کی چار سو تاباں جہاں میں ہے صداقت آپؐ کی
زندگانی کا سلیقہ آپ نے بتلا دیا ! نوع انساں پر ہے بے پایاں عنایت آپؐ کی
آپؐ کے افکار تو قرآن کی تفسیر ہیں باعث رحمت زمانے میں رسالت آپؐ کی
ملت بیضا کی عظمت آپؐ کی تعلیم میں کامیابی کی دلالت ہے شریعت آپؐ کی
جھولیاں بھرتے رہے محتاج بھی، مسکین بھی باخدا اتنی فراواں تھی سخاوت آپؐ کی
کاروان فکر کا جادہ جہان شوق میں منزل مقصود کا رستہ ہدایت آپؐ کی
کیسہ دل میں چھپا لو "گوہر" توحید کو
زندگانی کا اثاثہ یہ امانت آپؐ کی

ذوقی مظفر نگری (لاہور)

ذہن میں جب آپ کی مدحت کا دروازہ کھلا
رحمتوں کے شہر میں رحمت کا دروازہ کھلا

قہر کی شب ڈھل گئی مہر و وفا کے نور میں
کرب کی دیوار میں راحت کا دروازہ کھلا

روح کے زینے سے اترا ایک نورانی بدن
پستیوں میں دہر کی رفعت کا دروازہ کھلا

غنچے غنچے کو تبسم کا سلیقہ مل گیا
گلستاں در گلستاں نکہت کا دروازہ کھلا

مسکرائے ہر طرف سعی و عمل کے قمقمے
شان کی محفل بجی شوکت کا دروازہ کھلا

گوش انساں نے سنیں یزداں کے دل کی دھڑکنیں
گنبد افلاک میں چاہت کا دروازہ کھلا

فرش خاکی سے گئے جب عالم بالا حضورؐ
عرش پر انسان کی عظمت کا دروازہ کھلا

مٹ گئے ہیں خالق و مخلوق کے سب فاصلے
طالب و مطلوب کی قربت کا دروازہ کھلا

آدمی زادوں کو آیا آدمیت کا شعور
دل کے اندر درد سے رغبت کا دروازہ کھلا

احتراماً جھک گیا کفر و جہالت کا غرور
قسمتاً ایمان کی دولت کا دروازہ کھلا

رزم گاہ عشق میں گونجی اذان آگہی
چونک اٹھیں جراتیں نصرت کا دروازہ کھلا

اللہ اللہ سرور عالم کا اخلاق حسیں
غیر کے سینے میں بھی غیرت کا دروازہ کھلا

میں نے جب بھی روح کو پہنا کے خوشبوئے رسول
دستکیں پلکوں سے دیں جنت کا دروازہ کھلا

پتھروں کے شہر میں گمنام تھا "ذوقی" کا فن
جب کہی نعت نبیؐ شہرت کا دروازہ کھلا

پروفیسر اصغر علی شاہ (ملتان)

معدوم جب تھا وقت کا میداں کہیں جسے
اک ذات تھی خدائے جہاناں کہیں جسے

اللہ کائنات کا سلطاں کہیں جسے
بولا وہ اسم چشمہ حیواں کہیں جسے

مدحت کہی، قصیدہ دوراں کہیں جسے
لکھی وہ نعت حاصل دیواں کہیں جسے

تھی فکر ہر زماں کے لئے اسوہ حسن
اسلوب تھا کہ ختم بیاناں کہیں جسے

وہ لفظ بحر شعر کا در یتیم تھا
ترکیب تھی شعار حکیماں کہیں جسے

جملہ وہی تھا آیت محکم کی شکل میں
مضمون تھا کہ پہلا مسلماں کہیں جسے

مصرع بشیر تھا وہی مصرع نذیر تھا
اس طور سے کہ عدل کی میزاں کہیں جسے

اک شاہکار ہجر تھی ہجرت حبیب کی
معراج تھی عروج و ضلالاں کہیں جسے

تھی مستقیم راہ جدا، منحنی الگ
اس کے سبب مجسم فرقاں کہیں جسے

الا کا حرف ہو گیا اللہ کے لئے
وہ آدمی کہ لائے الہاں کہیں جسے

خالد محمود نقشبندی (کراچی)

کوئی سلیقہ ہے آرزو کا نہ بندگی میری بندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقاؐ کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے
کسی کا احسان کیوں اٹھائیں کسی کو حالات کیوں بتائیں
تمہیں سے مانگیں گے تم ہی دو گے تمہارے در سے ہی لو لگی ہے
تجلیوں کے کفیل تم ہو مراد قلب خلیلؑ تم ہو
خدا کی روشن دلیل تم ہو یہ سب تمہاری ہی روشنی ہے
تمہیں ہو روح روان ہستی سکوں نظر کا دلوں کی مستی
ہے دوجہاں کی بہار تم سے تمہیں سے پھولوں میں تازگی ہے
شعور و فکر و نظر کے دعوے حد تعین سے بڑھ نہ پائے
نہ چھو سکے ان بلندیوں کو جہاں مقام محمدیؐ ہے
نظر نظر رحمت سراپا ادا ادا غیرت مسیحا
ضمیر مردہ بھی جی اٹھے ہیں جدھر تمہاری نظر اٹھی ہے
عمل کی میرے اساس کیا ہے بجز ندامت کے پاس کیا ہے
رہے سلامت تمہاری نسبت مرا تو اک آسرا یہی ہے
عطا کیا مجھ کو درد الفت کہاں تھی یہ پر خطا کی قسمت
میں اس کرم کے کہاں تھا قابل، حضورؐ کی بندہ پروری ہے
انہی کے در سے خدا ملا ہے انہیں سے اس کا پتہ چلا ہے
وہ آئینہ جو خدا نما ہے، جمال حسن حضورؐ ہی ہے
بشیر کہیئے نذیر کہیئے انہیں سراج منیر کہیئے
جو سر بسر ہے کلام ربی وہ میرے آقاؐ کی زندگی ہے
ثنائے محبوب حق کے قرباں سرور جاں کا یہی ہے عنواں
ہر ایک مستی فنا بداماں یہ کیف ہی کیف سرمدی ہے
ہم اپنے اعمال جانتے ہیں ہم اپنی نسبت سے کچھ نہیں ہیں
تمہارے در کی عظیم نسبت متاع عظمت بنی ہوئی ہے
یہی ہے "خالد" اساس رحمت یہی ہے خالد بنائے عظمت
نبیؐ کا عرفان زندگی ہے نبی کا عرفان بندگی ہے

ادیب رائے پوری (کراچی)

آج اشک میرے نعت سنائیں تو عجب کیا
سن کر وہ مجھے پاس بلائیں تو عجب کیا
دیدار کے قابل تو کہاں میری نظر ہے
لیکن وہ کبھی خواب میں آئیں تو عجب کیا
ان پر تو گناہ گار کا سب حال کھلا ہے
اس پر بھی وہ دامن میں چھپائیں تو عجب کیا
حاصل جنہیں آقاؐ کی غلامی کا شرف ہے
ٹھوکر سے وہ مردوں کو جلائیں تو عجب کیا
منہ ڈھانپ کے رکھنا کہ گناہ گار بہت ہوں
میت کو میری دیکھنے آئیں تو عجب کیا
نہ زاد سفر ہے نہ کوئی کام بھلے ہیں
لیکن مجھے سرکار بلائیں تو عجب کیا
وہ حسن دوعالم ہیں "ادیب" ان کے کرم سے
صحرا میں اگر پھول کھلائیں تو عجب کیا

سکندر لکھنوی (کراچی)

جو عشق نبیؐ کے جلووں کو سینوں میں بسایا کرتے ہیں
اللہ کی رحمت کے بادل ان لوگوں پہ سایہ کرتے ہیں
جب اپنے غلاموں کی آقاؐ تقدیر بنایا کرتے ہیں
جنت کی سند دینے کے لئے روضے پہ بلایا کرتے ہیں
مخلوق کی بگڑی بنتی ہے، خالق کو بھی پیار آ جاتا ہے
جب بہر دعا محبوب خدا ہاتھوں کو اٹھایا کرتے ہیں
اے دولت عرفاں کے منگتو' اس در پہ چلو جس در پہ سدا
دن رات خزانے رحمت کے سرکار لٹایا کرتے ہیں
گرداب بلا میں پھنس کے کوئی طیبہ کی طرف جب تکتا ہے
سلطان مدینہ خود آ کر، کشتی کو ترایا کرتے ہیں
وہ نزع کی سختی ہو اے دل، یا قبر کی مشکل منزل ہو
وہ اپنے غلاموں کی اکثر امداد کو آیا کرتے ہیں
ہے شغل ہمارا شام و سحر اور ناز "سکندر" قسمت پر
محفل میں رسول اکرمؐ کی ہم نعت سنایا کرتے ہیں

قمرالدین انجم (کراچی)

سینہ ہستی روشن کا کہکشاں ہے جگمگ جگمگ
ماہ مدینہ تیری ضیاء سے سارا جہاں ہے جگمگ جگمگ
دل کا مدینہ رخشندہ ہے کعبہ جاں ہے جگمگ جگمگ
ہم نے اب یہ جان لیا ہے کون کہاں ہے جگمگ جگمگ
فرش کی ہر شے تجھ سے منور اور فلک ہے تجھ سے درخشاں
تو ہی یہاں ہے جگمگ جگمگ تو ہی وہاں ہے جگمگ جگمگ
انؐ کے نقش پا پہ نظر ہے کتنا آساں اپنا سفر ہے
جس منزل کے ہم ہیں راہی اس کا نشاں ہے جگمگ جگمگ
تیرے فیض و نعت سے آقاؐ نور و ضیا ہے ہستی "انجم"
ذہن درخشاں نطق منور اور بیاں ہے جگمگ جگمگ

پروفیسر گلزار بخاری (لاہور)

چند کھجوریں، جو کی روٹی، ایک پیالہ پانی کا
طور طریقے درویشی کے منصب ہے سلطانی کا

مسند، منبر، گاؤ تکیہ، قیصر، حویلی کچھ بھی نہیں
دیا چٹائی پر ہے روشن تہذیب عمرانی کا

خدمت گاروں کا لشکر ہے اور نہ فوج کنیزوں کی
یہ شاہی دربار ہے کوئی یا مسکن حیرانی کا

اسم محمدؐ ایک صفحے پر ملا کتاب ہستی میں
جا نہ سکا پھر اس سے آگے شوق ورق گردانی کا

حکمت نے دروازہ کھولا اس امی کی دستک پر
جس کا خلق نمونہ ٹھہرا تعلیم قرآنی کا

کون و مکاں کا مقصد و محور آدمؑ کی اولاد میں ہے
اس سے زیادہ اور شرف ہو کیا نسل انسانی کا

بھٹکی ہوئی بھیڑوں کو لانا رستے پر کچھ سہل نہیں
جانتے ہیں سب کتنا مشکل کام ہے گلہ بانی کا

سادہ پوشوں کے حلقے میں چادر اوڑھ کے بیٹھا ہے
مرہم ساز یہی ہے دیکھو ہر زخم امکانی کا

غار نشینی سے ہجرت تک کیسے کیسے موڑ آئے
پیکر رحمت سے کب چھوٹا جادہ فیض رسانی کا

الہامی باتیں کرتے ہیں شاعر بھی پیغمبر بھی
لقب انہیں "گلزار" ہے زیبا تلمیذ رحمانی کا

نظیر شاہجہانپوری (کراچی)

نعتیں لاکھ وہ پائیں گے مدینہ جا کر
دیدہ دل جو بچھائیں گے مدینہ جا کر

جن کی رعنائی پہ قرباں ہے بہار فردوس
وہ نظارے نظر آئیں گے مدینہ جا کر

خاک صحرائے مدینہ کے ہر اک ذرے کو
اپنی آنکھوں میں بسائیں گے مدینہ جا کر

اپنی پیشانی عاجز پہ بصد عجز و نیاز
خاک طیبہ کو سجائیں گے مدینہ جا کر

نیت اپنی ہے طلب اپنی عقیدت اپنی
آپ جو چاہیں گے پائیں گے مدینہ جا کر

جا رہے ہیں شہ بطحا کی عنایت لینے
بس یہ اک چیز ہی لائیں گے مدینہ جا کر

کیسا کیسا غم دوری نے ستایا ہے "نظیر"
اس کی روداد سنائیں گے مدینہ جا کر

پروفیسر عبداللہ جمال (گوجرانوالہ)

روضہ اقدس پہ انؐ کے جو کبھی اک نعت ہو
زندگی کا میری سرمایہ یہی اک نعت ہو

دور رہنے پر جو اک حرف تمنا لب پہ ہے
آپ کے قدموں پہ سر ہو تو وہی اک نعت ہو

اتباع احمدؐ مرسل اگر شیوہ بنے!
میرا ایماں ہے کہ میری بندگی اک نعت ہو

آپؐ کی خدمت میں گر حاضر رہوں شام و سحر
کیسے نہ پھر میری ساری زندگی اک نعت ہو

ماہ و انجم، عندلیب و گل، جہان رنگ و نور
جیسے یہ نقاش فطرت کی کہی اک نعت ہو

ہر زباں کے خوبصورت جتنے بھی الفاظ ہیں
دل میں ہے کہ ہوں اگر یکجا سبھی اک نعت ہو

یاد احمد مجتبیٰ، نور ہدیٰ، صل علیٰ
اے "جمال" آتی ابھی دل میں ابھی اک نعت ہو

عربی
نعت گوئی

صحابہؓ کبار کی نعت نگاری

پروفیسر محمد حسین آسی

ایمان کی روح سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ہے اور جذبہ محبت کی ایک اہم علامت ذکر محبوب کی کثرت ہے۔ جس کو اپنے محبوب سے جتنا پیار ہو گا وہ اس کے اتنے ہی گن گائے گا۔ ظاہر ہے پختگی ایمان، تزکیہ قلب اور تقویٰ و طہارت میں امت کا کوئی مرد بھی کسی صحابی کے برابر نہیں ہو سکتا اس لئے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جن بلندیوں کو صحابہ کرام نے چھوا ہے۔ دوسرا ان کا تصور تک نہیں کر سکتا۔ ذرا غور فرمایئے۔ آج جس محبوب کریم علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والتسلیم کا محض ذکر خیر سن کر سینوں میں آتش شوق بھڑک اٹھتی ہے۔ کھلی آنکھوں سے اس کا دیدار کرنے والے سوز عشق کے کس مقام پر ہوں گے۔ شمع رسالت کے ان پروانوں نے راہ محبت میں جو مشکلات برداشت کیں۔ جس انداز میں تن من دھن کی بازی لگائی اور محبوب کے نام پر جور و جفا کی گھٹاؤں کا مقابلہ کیا۔ تاریخ عشق کا سب سے زریں باب ہے۔ آج ہم نعت پڑھتے ہیں تو اس کی گونج منبر و محراب کے آس پاس تک محدود رہتی ہے مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سفر و حضر میں تیغوں کے سائے میں خاک و خون میں لوٹتے ہوئے اور تختہ دار پر سوار ہو کر بھی نعت حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ترانے گائے اور کسی قسم کی مصلحت کو ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حائل نہیں ہونے دیا۔

آج کوئی شخص نعت پڑھتا ہے تو ہم اپنے سرور کا اظہار نعرہ ہائے داد و تحسین سے کرتے ہیں۔ کبھی اپنی اپنی بساط کے مطابق تھوڑا بہت نذرانہ پیش کر دیتے ہیں۔ (اگرچہ بعض لوگوں کی طبع نازک اسے بھی برداشت نہیں کرتی) مگر حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کوئی ثناء خوانی کرتا تو آپ طرح طرح سے نوازتے۔ واجب القتل لوگوں کو نعت کے حوالے سے معافی ملی بعض کو خواجہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خاص چادر مبارک جس کے ہر دھاگے میں رحمتوں کے خزانے چھپے ہوئے تھے عطا کر دی۔ وہ بھی ہیں جنہیں دعاؤں سے نوازا اور اس طرح ان کے دین و دنیا کو سنوارا۔

چند نعت گو حضرات

ظہور اسلام کے وقت عرب کی سرزمین شعر و شاعری کے ہنگاموں سے گونج رہی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کا رخ توحید و رسالت کی طرف پھیر کر اس کا دامن حمد و نعت سے بھر دیا۔ اس سلسلے میں عام صحابہ کے علاوہ اہل بیت اطہار کے بہت سے افراد اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے بھی وقتاً" فوقتاً" اپنے محبت بھرے جذبات کا اظہار شعر و سخن کے پیرائے میں کیا۔ نعت گو صحابہ کرام میں جن حضرات کے نام بہت نمایاں ہیں وہ ہیں حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت سواد بن قارب، حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ مگر جو شہرت و سعادت سیدنا حضرت حسان بن ثابت کو نصیب ہوئی وہ کسی دوسرے کو میسر نہ ہو سکی۔ آپ کو بجا طور پر شاعر دربار رسالت اور شاعر رسول کہا جاتا ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے منبر لگواتے اور نعت پڑھنے کی تلقین فرماتے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔

ترجمہ : (ام المومنین) حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان بن ثابت کے لئے مسجد میں منبر رکھتے وہ اس پر کھڑے ہو کر حضور کی جانب سے مدافعت یا مفاخرت کرتے۔ حضور فرماتے بیشک اللہ تعالیٰ حسان کی مدد جبرائیل سے فرماتا رہتا ہے۔ جب تک وہ رسول اللہ کی طرف سے مدافعت یا مفاخرت کرتا رہتا ہے۔

کس قدر اونچا متدر ہے اس شخص کا جس کی نعت خوانی کے لئے خود محبوب خدا حضور شہنشاہ دوسرا علیہ التحیۃ والثناء یہ اہتمام کرتے ہیں۔ وہ دوست جو نعت خوانی کو قطعاً" غیر ضروری قرار دیتے ہیں۔ انہیں حضرت حسان کے اس اعزاز پر غور کرنا چاہیے۔ قرآن حکیم رب العالمین کا کلام ہے اور اس کے ایک ایک حرف پر نیکیوں کے انبار لگ جاتے ہیں لیکن کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قاری کو بھی یہ عزت دی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اجمالاً" یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جو شخص نعت حبیبؐ میں رطب اللسان ہو روح القدس یعنی حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فیضان اس کے شامل حال ہوتا ہے۔

مضامین نعت

اردو، فارسی یا پنجابی نعتوں پر غور کریں تو معلوم ہو گا۔ ان میں ہر ایسا مضمون موجود ہے جس کا تعلق شان رسالت کے ساتھ ہے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد مبارک، حسب و نسب، حسن و بے مثال پاکیزگی، کردار، معجزات و کمالات، تصرفات، اختیارات وسیع علوم غیبیہ، عالمگیر مشاہدہ، واقعات جہاد، تائید ربانی، جودو سخا، لطف و عطا، عفو و حلم، صبرو استقلال، توسل و شفاعت، قرآن پاک کے فضائل، اسلامی انقلاب دین حق کی خصوصیات و برکات، مناقب صحابہ کرام و اہل بیت اطہار اور گستاخان و منکران شوریدہ سر کی مذمت وغیرہ سب کچھ اشعار نعت میں موجود ہے۔

اگر ہم صحابہ کرام کے کلام نعت کا مطالعہ کریں تو اس میں بھی یہی مضامین نظر آتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے ہر دور کی نعت دراصل انہیں اخلاص کے پیکروں کے انداز فکر کا عکس ہے۔ گنجائش کم ہونے کی بنا پر اس تحریر میں صرف چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں۔

میلاد مبارک

حاکم میں ہے کہ جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اجازت دیجئے کہ کچھ آپ کی مدح کروں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہو اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو سالم رکھے۔ انہوں نے یہ اشعار آپ کے سامنے پڑھے

من قبلھا طبت فی الظلال وفی　　مستودع حیث یخصف الورق
ثم ھبطت البلاد و لا بشر　　انت ولا مضغۃ ولا علق

بل نطفۃ ترکب السفین و قد الجم نسراو اھلہ الفرق
منتقل من صالب الٰی رحم اذا مضٰی عالم بدا طبق
وردت نار الخلیل مکتما فی صلبہ انت کیف یحترق
حتی احتوی بیتک المھمن من خندف علیا تحتھا النطق
وانت لما ولدت اشرقت الارض وضاءت بنورک الافق
فنحن فی ذالک الضیا وفی النور وسبل الرشاد نخترق

ترجمہ: (۱) آپ (دنیا میں تشریف لانے سے) پہلے (مخصوص جنتی) سایوں میں تھے اور اس منزل مخصوص میں (جلوہ گر) تھے جہاں پتوں سے بدن ڈھانپا گیا۔ (حضرت آدم علیہ السلام کے واقعے کی طرف اشارہ ہے)

(۲) پھر آپ بلاد یعنی زمین پر اترے اس وقت آپ نہ بشر تھے۔ نہ گوشت پوست اور نہ جما ہوا خون۔

(۳) بلکہ وہ آب صافی جو کشتی پر سوار تھا جبکہ غرق طوفان نے بت نسر اور اس کے پوجنے والوں کو ڈبو دیا۔

(۴) آپ صلب سے رحم کی طرف منتقل ہوتے رہے (اور یوں) ایک عالم کے گزرنے پر دوسرا طبقہ ظاہر ہوتا رہا۔

(۵) آپ آتش خلیل علیہ السلام میں (بھی) چھپے چھپے داخل ہوئے (چنانچہ) جب آپ ان کے صلب میں تھے تو وہ کیونکر جلتے۔

(۶) تا آنکہ آپ کا محافظ عظیم الشان گھرانا ہوا۔ جو بلند مرتبہ خندف سے متعلق ہے۔ باقی سب طبقات اس کے تحت ہیں۔

(۷) اور جب آپ پیدا ہوئے آپ کے نور سے زمین چمک اٹھی اور آفاق روشن ہو گئے۔

(۸) تو (اب) ہم اسی ضیا و نور میں ہیں اور ہدایت کے راستوں پر چل رہے ہیں۔

حسن بے مثال

نثر و نظم میں اہل بیت اطہار و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سرکار کے حسن بے مثال پر جو کچھ کہا اس کی صرف دو مثالیں عرض خدمت ہیں۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

لنا شمس وللافاق شمس و شمسی فوق من شمس السماء
وشمس الناس تطلع بعد فجر وشمسی تطلع بعد العشاء

ترجمہ: ایک ہمارا سورج ہے اور ایک دنیا کا سورج ہے۔ ہمارا سورج آسمان کے سورج سے اعلیٰ و ارفع ہے۔ لوگوں کا سورج فجر کے بعد طلوع ہوتا ہے اور مغرب کے وقت غروب ہو جاتا ہے۔ مگر ہمارا سورج عشاء کے بعد (بھی) چمکتا رہتا ہے۔

شاعر بارگاہ رسالت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ' اپنے محبوب کریم علیہ الصلواۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔

واحسن منک لم ترقط عینی واجمل منک لم تلد النساء
خلقت مبرء امن کل عیب کانک قد خلقت کما تشاء

ترجمہ: (۱) یا رسول اللہ آپ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا اور (بلکہ) آپ سے زیادہ جمیل کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔

(۲) آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں۔ گویا آپ کو یوں پیدا فرمایا گیا جیسا آپ چاہتے تھے۔

حضور کی بے مثل وفا و عطا و علم

مشہور صحابی حضرت مالک ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ما ان رء یت ولا سمعت بواحد فی الناس کلھم کمثل محمد
اوفی واعطی للجزیل لمجتد ومتی تشا یخبرک عما فی غد

ترجمہ (۱) میں نے تمام جہان کے لوگوں میں حضور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل نہ دیکھا نہ سنا۔

(۲) سب سے زیادہ وفا کرنے والے اور سب سے زیادہ مسائل کو عطا فرمانے والے اور جب تو چاہے تجھے کل مستقبل کی خبر دینے والے۔

حدیث پاک میں ہے کہ فقال لہ خیرا وکساہ حلۃ۔ یعنی حضور اکرم نے کلمات خیر فرمائے اور انہیں حلہ پہنایا۔(الاصابہ ۳)

جناب ابو طالب کے درج ذیل اشعار نعت صحابہ کرام میں زبان زد خاص و عام تھے اور خود حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو از حد پسند تھے۔

و ابیض یستسقی الغمام بوجہہ ثمال الیتامی عصمۃ للا راملِ
تلوذبہ الھلاک من آل ھاشم فھم عندہ فی نعمۃ و فواضلِ

ترجمہ: (۱) یہ گورے رنگ والے وہ ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ ان کے چہرہ مبارک کے صدقے سے بادل کا پانی مانگا جاتا ہے۔ یتیموں کی جائے پناہ، بیواؤں کے نگہبان۔

(۲) بنی ہاشم تباہی کے وقت ان کی بارگاہ میں آتے ہیں اور ان کے پاس نعمت و فضل بکثرت پاتے ہیں۔

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے شدید قحط سالی کی فریاد کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کچھ اشعار عرض کئے۔ آخری شعر تھا۔

ولیس لنا الا الیک فرارنا واین فرار الخلق الا الی الرسل

ترجمہ: (یعنی! اور ہمارا حضورؐ کے سوا کون ہے جس کے پاس مصیبت کے وقت بھاگ کر جائیں اور مخلوق کو رسولوں کی بارگاہ کے سوا جائے پناہ اور ہے ہی کہاں؟)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جلدی سے منبر پر جلوہ افروز ہو کر اپنے رب عزوجل سے بارش کی دعا کی۔ ابھی ہاتھ مبارک جھکے نہیں تھے کہ آسمان اپنی بجلیوں سے اڈا۔ اب بیرون شہر کے لوگ فریاد کرتے آئے کہ یارسول اللہ ہم ڈوبے جاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حوالینا لا علینا ہمارے گرد برس ہم پر نہ برس' فورا" بادل مدینے پر سے کھل گیا۔ اردگرد گھرا رہا۔ یہ ملاحظہ فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے کہ دندان مبارک ظاہر ہو گئے اور فرمایا اللہ کے لئے ہے خوف' ابو طالب زندہ ہوتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔ کون ہے جو ہمیں ان کے اشعار سنائے۔ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے یہی دو شعر سنائے۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں یہی شعر چاہتا تھا۔

حضور اکرم علیہ الصلواۃ والسلام کی بارگاہ میں استغاثہ و فریاد

غزوہ حنین میں بنی ہوا زن قیدی بنائے گئے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے سرداران قبیلہ کی ترجمانی کرتے ہوئے قیدیوں کی آزادی کے لئے یوں فریاد کی (صرف ۲ شعر)

امنن علینا رسول اللہ فی کرم   فانک المرء ترجوہ و ندخر
امنن علی بیضۃ قد عاقھا قدر   مشتت شملھا فی دھر ھا غیر

ترجمہ : (ا) یارسول اللہ ہم پر احسان فرمایئے کیونکہ حضور ہی وہ شخصیت ہیں جن سے ہم امیدیں وابستہ کریں اور ذخیرہ بنائیں۔

(۲) یا رسول اللہ احسان فرمایئے اس خاندان پر جس کی تقدیر آڑے آئی۔ جس کی جماعت منتشر ہو گئی اور جس کے زمانے کی حالتیں بدل گئیں۔

غزوہ خیبر میں حضرت عامر بن رکوع رضی اللہ عنہ نے ذیل کے اشعار پڑھے۔

اللھم لولا انت ما اھتدینا   ولا تصدقنا ولا صلینا
فا غفر فداء لک ما ابقینا   والقینا سکینۃ علینا
و ثبت الاقدام ان لاقینا   و نحن عن فضلک ما استغنینا

ترجمہ : (ا) خدا گواہ ہے اگر حضور آپ نہ ہوتے تو ہم ہدایت نہ پاتے۔ نہ زکوۃ دیتے اور نہ نماز پڑھتے۔ (بخاری شریف)

(۲) تو حضور ہم آپ پر فدا۔ جو ہمارے گناہ باقی ہیں۔ انہیں بھی بخش دیجئے اور ہم پر سکینہ اتاریئے۔

(۳) اور جب دشمن سے ہمارا سامنا ہو' ہمیں ثابت قدم رکھئے ہم حضور کے فضل سے بے نیاز نہیں۔

یاد رہے کہ امام قسطلانی علیہ الرحمہ نے بخاری شریف کی شرح ارشاد الساری میں تصریح فرمائی ہے کہ یہاں خطاب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ خداوند کریم سے نہیں کیونکہ کسی پر فدا ہونے کا معنی یہ ہے کہ اگر اس پر کوئی بلا یا تکلیف آئی ہے تو وہ اپنے اوپر لے لی جائے اور اس کی محافظت میں اپنی جان کی بازی لگا دی جائے۔ اس صورت میں اللہ عزوجل اس کلام کا مخاطب کیونکر ہو سکتا ہے۔ اللھم سے مقصود اس کے نام پاک سے ابتدائے کلام ہے اسے پکارنا نہیں۔ ثابت

قدم رکھنے اور سکینہ اتارنے سے مراد یہ ہے ان کے لئے دعا فرمائیں۔

توحید و رسالت کی گواہی کا مفہوم اور طلب شفاعت

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے تو ایک قصیدہ نعت بھی نذر کیا جس میں مندرجہ ذیل اشعار بھی تھے۔

فاشھدا ان اللہ لارب غیرہ   وانک مامون علی کل غائب
وانک ادنی المرسلین شفاعۃ   الی اللہ یا بن الاکرمین الاطائب
فمرنا بما یاتیک یا خیر مرسل   وان کان فیما جاء شیب الذوائب
فکن لی شفیعا یوم لا ذو شفاعۃ   سواک بمغن عن سواد بن قارب

ترجمہ: (۱) سو میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی رب نہیں اور بے شک آپ ہر غیب پر امین ہیں۔

(۲) اور بے شک اے بزرگوں اور پاکوں کے فرزند ارجمند' آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب رسولوں سے زیادہ حقدار ہیں کہ (کسی کی) شفاعت کریں۔

(۳) تو اے بہترین رسول' آپ کے پاس جو احکام آتے ہیں ہمیں ان کا امر فرمائیں اگرچہ ان میں زلفوں کا بڑھاپا ہی کیوں نہ ہو۔

(۴) سو آپ اس دن میرے شفیع بنیں جس دن کوئی شفاعت کرنے والا نہیں ہو گا۔ سواد بن قارب کو عذاب الٰہی سے بچانے والا آپ کے سوا اور کون ہو سکتا ہے۔

روایت میں ہے

فضحک النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی بدت نواجذہ یعنی سو (اشعار سن کر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خندہ فرمایا۔ یہاں تک کہ دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔ (عینی شرح بخاری جلد نمبر۱۷)

عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

شاعر دربار رسالت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اغر علیہ للنبوۃ خاتم   من اللہ مشھود یلوح و یشھد
وضم الالہ اسم النبی الی اسمہ   اذ قال فی الخمس الموذن اشھد
وشق لہ من اسمہ لیجلہ   فذوالعرش محمود و ھذا محمد
نبی اتانا بعد یاس وفترۃ   من الرسل والاوثان فی الارض تعبد

ترجمہ: (۱) یہ وہ ہیں جن پر مہر نبوت چمکتی ہے۔ اللہ کی طرف سے یہ شہادت ہے جو چمکتی ہے اور دیکھی جاتی ہے۔

(۲) اللہ نے اپنے نام کے ساتھ اپنے نبی کا نام ملا رکھا ہے۔ جب پانچ وقت موذن اشہد کہتا ہے۔

(۳) اللہ نے ان کے اعزاز کے طور پر انہیں اپنے نام میں سے نام نکال کر دیا ہے چنانچہ عرش والا محمود ہے اور یہ محمدؐ ہیں۔

(۴) یہ ایسے نبی ہیں جو ہمارے پاس ایک خوف اور رسولوں کے طویل وقفے کے بعد آئے ہیں اور اس وقت حال یہ تھا کہ زمین پر بت پوجے جا رہے تھے۔

نعت کے بعد حضور اکرم علیہ الصلواۃ والسلام کی تعلیم و انقلاب کی بات کر کے حمد خداوندی کی طرف رخ کرتے ہیں۔

واندرنا نارا و بسر جنۃ و علمنا الاسلام فاللہ نحمد
وانت الہ الخلق ربی و خالقی بدالک ما عمرت فی الناس اشہد
تعالیت رب الناس عن قول من دعا سواک الھا انت اعلی و امجد
لک الخلق والنعما والامر کلہ فایاک نستھدی و ایاک نعبد

ترجمہ: (۱) اور انہوں نے آگ سے ڈرایا۔ جنت کی بشارت دی اور ہمیں اسلام سکھایا ہم اللہ کے شکرگزار ہیں۔

(۲) اے اللہ تو دنیا کا معبود ہے میرا رب اور خالق ہے۔ جب تک میں لوگوں میں زندہ ہوں۔ اس کی شہادت دیتا رہوں گا۔

(۳) اے سارے انسانوں کے پروردگار تو ان کے اقوال سے بلند، اعلیٰ اور برتر ہے جو تیرے سوا کسی اور کو معبود بنائیں۔

(۴) تو ہی پیدا کرنے والا، نعمت دینے والا اور حاکم مطلق ہے۔ ہم تجھی سے ہدایت چاہتے ہیں اور تیری ہی پرستش کرتے ہیں۔

اسی سلسلے میں حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، جو قوم جنات سے تعلق رکھتے تھے اور صحابی رسول تھے، کے قصیدہ جنیہ سے چند اشعار بطور تبرک و نمونہ درج کئے جاتے ہیں۔

فانخ بنبیٰ الہ الخلق سق انت .فضائلہ الکتب
لنبی ھدی و نیہ تقی فبداک تدین لہ العرب
محمد المبعوث وذی ال خیرات منازلہ الرحب
والحوض لہ والرکن معا والبیت و کتہ والحجب

ترجمہ: (۱) ٹھہر ٹھہر اے مسافر، ٹھہر قافلہ کے اونٹوں کو بٹھا دے اور پیغمبر خداوند عالم کی خدمت میں حاضر ہو جس کے فضائل میں بہت سی کتابیں آئی ہیں۔

(۲) وہ جو ہدایت کرنے والا نبی ہے جس کا جامہ و جود سراسر تقویٰ کے تاروں سے بنا ہوا ہے۔ جبھی تو سارا عرب اس کے دین کا جاں نثار اور اس کے نام کا وفا کار ہے۔

(۳) وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، جو خدا کی طرف مبعوث ہیں، خوبیوں کے مالک ہیں۔ جن کے مراتب نہایت ہی بلند اور وسیع ہیں۔

(۴) حوض کوثر بھی، رکن بھی، کعبہ بھی، مکہ بھی اور مخصوص نورانی پردے بھی انہیں کی خاطر ہیں۔ (وہ ان سب مقامات کے مالک ہیں) پھر آگے جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں فریاد کرتے ہیں :

لتجرد علی فتعطینی بشرائع لیس لھا ثلب
فاللہ ھداک وانت ھیت فدل ملتک النصب
فصلواۃ الہ الخلق علیک و جا و نملکت السکب

ترجمہ : (۱) اے میرے داتا میں حاضر خدمت ہوا ہوں کہ تو مجھے اپنی عنایت سے بے عیب شریعت عطا کر دے۔
(۲) خدا نے تجھے ہدایت دی ہے اور تو سب کا ہادی ہے۔ تیرے دین کے آگے تمام بت سرنگوں ہو گئے ہیں۔
(۳) تجھ پہ خداوند عالم کا درود و سلام اور تیرے روضہ مبارک پر رحمت الٰہی کی موسلا دھار بارش ہو۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا جذبہ قربانی

صاحبہ کرام رضی اللہ عنہم کی نعت کا ایک اہم مضمون اظہار جذبہ جاں نثاری بھی ہے۔ یعنی وہ اپنے اشعار میں اپنی کل کائنات اپنے آقا و مولا، حضور احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء پر قربان کرنے کے عزم کا اظہار بھی کرتے رہتے تھے۔ آپ نے مجد و ملت حضرت مولانا شاہ احمد رضا صاحب بریلوی قدس سرہ کا یہ شعر تو سنا ہو گا۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا   نہ بس ایک جاں، دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا   کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

ایسے مضامین کی ابتداء بھی دور اول سے ہوئی ہے چنانچہ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ شعر شہرہ آفاق کی حیثیت رکھتا ہے۔

فانا ابی ووالدتی و عرضی لعرض محمد منکم وقاء

ترجمہ : سو میرا باپ، ماں اور عزت سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر قربان ہے۔
(اس شعر میں گستاخان رسول سے خطاب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تمہیں جواب دیتے ہوئے میرا سب کچھ حضور پر قربان)

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں جناب ابو طالب کا یہ شعر پڑھتے تھے :

ونسلمہ حتی نصرع حولہ ونذھل من ابنا ئنا والحلائل

ترجمہ : اور ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت تک دشمنوں کے حوالے نہیں کر سکتے جب تک ان کے گرد لڑ کر مرنہ

جائیں اور ہم ان کے لئے اپنے بیٹوں اور بیویوں کو بھول جاتے ہیں۔

سوچئے وہ منظر کتنا حسین ہو گا جب خندق کھودتے وقت صحابہ کرام یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

نحن الذین بایعو محمدا علی الجھاد و ما بقینا ابدا

(یعنی ہم وہ ہیں جنہوں نے بیعت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر کہ جب تک زندہ ہیں جہاد کرتے رہیں گے) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جواباً" یہ دعا دیتے تھے۔

اللھم لا عیش الا عیش الاخرۃ فاغفر الانصار و المھاجرۃ

(ترجمہ: خداوندا! زندگی تو آخرت کی زندگی ہے سو انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما) (بخاری شریف)



عربی مولود نامے

صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مدار ایمان اور آپ کا ذکر پاک عبادت کی جان ہے۔ محبت مجبور کرتی ہے کہ محبوب کا چرچا کیا جائے ----- من احب شیا" اکثرہ ذکرہ ----- سو محبت مصطفیٰ کا تقاضا ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت، آپ کے اخلاق جمیلہ اور اوصاف حمیدہ، آپ کے فضائل و مناقب اور معجزات کا تذکرہ ہو، صلوٰۃ وسلام کی کثرت ہو اور اللہ کی اس نعمت عظمیٰ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری) پر تشکر کے طور پر فرح و سرور کا اظہار کیا جائے۔ ----- اور جب کسی محفل میں یہ تمام چیزیں یکجا ہو جائیں تو وہ مجلس محفل میلاد یا مولود شریف کا امتیازی نام پاتی ہے۔

میلاد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی بابرکت محافل کا انعقاد اہل محبت کا ہمیشہ سے دستور رہا ہے۔ یوں تو سال بھر ذکر رسولؐ کی یہ محفلیں دلوں کو عشق مصطفیٰ سے گرماتی ہیں تاہم ربیع الاول شریف میں ان کی رونق اور دوبالا ہو جاتی ہے چنانچہ محدث ابن جوزی فرماتے ہیں:

> "لا زال اھل الحرمین الشریفین والمصر والیمن و الشام و سائر بلاد العرب من المشرق و المغرب یحتفلون بمجلس مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم و یتالون بذالک اجرا جزیلا و فوزا" عظیما۔
>
> اہل مکہ و مدینہ، مصر، یمن، شام اور شرق تا غرب تمام عالم اسلام محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ربیع الاول کی آمد پر خوشی مناتے اور آپ کی ولادت کے تذکرے کا خصوصی اہتمام کر کے اجر عظیم اور بڑی کامیابی پاتے ہیں۔"

موجودہ سعودی حکومت کی کڑی پابندیوں کے باوجود آج بھی حجاز مقدس میں رنج و مسرت، تعمیر مکان، نکاح، غرض کہ اہم مواقع پر محفل مولود کرانے کا رواج ہے۔ بعض اہل محبت تو ہر پیر، جمعرات بلکہ روزانہ محفل میلاد کا اہتمام کرتے ہیں۔ احقر کو مدینہ منورہ کی ایسی متعدد محافل میں شمولیت کا شرف ملا۔ ان محافل میں ذوق و شوق کی فراوانی اور عشق و محبت کی وارفتگی کا عالم دیدنی ہوتا۔ عطر و عنبر سے مہکی ہوئی فضا میں دلائل الخیرات، قصیدہ بردہ اور نعت خوانی کے بعد مولود شریف پڑھا جاتا تو حاضرین پر رقت کی عجیب کیفیت طاری ہو جاتی اور پھر جب دوران میلاد، ولادت مبارکہ کے مبارک لمحات کا ذکر آتا تو حضار مجلس کھڑے ہو کر دست بستہ صلوٰۃ وسلام پیش کرتے۔ درحقیقت یہ حصہ محفل میلاد کا ماحصل ہوتا جس میں برکات الہیہ کا نزول ہوتا۔ اختتام پر انواع و اقسام کے پر تکلف کھانے کھلائے جاتے۔ ان محافل کے شرکائے اہل مدینہ کی اس بات نے مجھے بطور خاص متاثر کیا کہ انہیں اکابر محدثین اور صلحاء امت کے مرتبہ مولود شریف زبانی یاد ہیں۔

سید العرب والعجم نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد پاک کے موضوع پر ہزارہا کتب شائع ہو چکی ہیں اور تا قیامت یہ سلسلہ خیر جاری رہے گا ----- میرے پیش نظر "مجموعہ موالید و ادعیہ" نامی کتاب ہے جس کا تعارف اس مقالہ میں مقصود ہے تاہم مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے مزید چند اہم مولود ناموں پر اجمالی تبصرہ کر دیا جائے۔ اس مقالہ میں صرف ان مجموعوں کا ذکر کیا جائے گا جن کا تعلق بحث و دلائل سے نہیں بلکہ محافل میلاد کے عملی ثبوت سے ہے کہ یہ ترتیب ہی ان محافل کے لئے دیے گئے ہیں۔ علامہ یوسف اسماعیل نبہانی قدس سرہ نے اپنے شہرہ آفاق تصنیف "جواہر البحار" میں مندرجہ

ذیل مولود ناموں کا تعارف کرایا ہے۔

المولد النبوی للنابلسی

یہ کتاب بڑی مختصر بلیغ اور جامع ہے۔ اسے اپنی اہمیت کے پیش نظر علامہ نبہانی نے بتمامہ اپنی کتاب "جواہر البحار" میں نقل کر دیا ہے۔ جو اس کے صفحہ ۱۰۶۰ تا ۱۰۶۴/ ۱۸ x ۲۲ سائز کے پانچ صفحات پر مشتمل ہے۔ اٹھائیس سطروں کا مسطر استعمال کیا گیا ہے۔ اس مولود نامہ کے مولف عالم جلیل عارف باللہ امام شیخ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ العزیز (م ۱۱۴۳ ھ) ہیں۔

المولد النبوی للشیخ المغربی

یہ جلیل القدر مولود نامہ عارف باللہ الشیخ محمد مغربی (م ۱۲۴۰ ھ) کی تصنیف ہے۔ شیخ مغربی بہت بڑے محقق، عظیم صوفی اور اکابر اولیاء میں سے تھے۔ بلاد مغرب کے مشہور قبیلے بنی ناصر سے ان کا تعلق تھا۔ ازقیہ نامی بستی میں ان کا مزار مرجع خواص و عوام ہے۔ ان سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا۔ موصوف کی اس کتاب کے بارے میں علامہ نبہانی فرماتے ہیں کہ یہ مولود ناموں میں سے افضل، اکمل اور بلیغ ترین ہے۔ محدثین کی روایات اور صوفیاء کی عبارات سے مزین و مبرہن ہے۔ یہ مولود نامہ بھی "جواہر البحار" کے صفحہ نمبر ۱۰۹۸ تا ۱۱۱۲ بتمامہ شامل کر دیا گیا ہے۔

علامہ مغربی فرماتے ہیں کہ "حضور مرکز ہیں، حبیب اعظم ہیں، قطب مدار ہیں، سر مکنون ہیں۔ آپ کی حقیقت کو سمجھنا کسی کے بس میں نہیں۔" یہ مولود نامہ تین اجزاء پر مشتمل ہے۔ غالباً" اس کا مقصد یہ ہے کہ مختلف نشستوں میں قسط وار پڑھنے میں سہولت رہے۔

النعمتہ الکبریٰ علی العالم بمولد سید آدم

یہ کتاب امام کبیر احمد بن حجر الہیتمی (م ۹۷۳ ھ) کی تصنیف ہے جو بقول مصنف حفظ و اتقان سے متصف ائمہ سنن و حدیث کی صحیح ترین مستند روایات کا مجموعہ ہے۔ ابن حجر موصوف نے اسی انداز کا ایک مختصر جامع اور صحیح ترین روایات پر مبنی مولود نامہ مرتب کیا جسے علامہ نبہانی نے "جواہر البحار" کے صفحہ نمبر ۱۱۱۲ تا ۱۱۲۱ بجنسہ نقل کر دیا۔

نثر الدرر علی مولد ابن حجر

علامہ ابن حجر ہیتمی کے مختصر مولود نامہ کی مفصل اور عمدہ شرح علامہ سید احمد بن عبدالغنی دمشقی (م ۱۳۲۰ ھ) کی جلیل القدر تصنیف ہے۔ علامہ موصوف خاتمتہ المحققین محشی درالمختار علامہ محمد عابدین شامی قدس سرہ (م ۱۲۵۲ ھ) کے بھانجے ہیں۔ یہ کتاب قریباً" ۳۴۰ صفحات پر مشتمل ہے جس کے اہم اقتباسات "جواہر البحار" کے صفحہ ۱۱۲۱ سے لے کر ۱۱۵۸ تک پھیلے ہوئے ہیں۔ ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

"ملک مظفر نامی بادشاہ میلاد شریف کی عظیم الشان محفل منعقد کرتا تھا۔ ان محفلوں میں شریک ہونے والوں کی روایت ہے کہ اہل محفل کی مہمانی کے لئے پانچ ہزار بھونی ہوئی بکریاں، دس ہزار مرغ، ایک لاکھ زبدیہ، تمیں ہزار طباق حلوہ ہوتا اور

مولود میں اکابر علماء و صوفیا حاضر ہوتے۔ انہیں خلعتیں دی جاتیں اور ہر سال محفل میلاد پر تین لاکھ دینار خرچ کئے جاتے۔ ملک مظفر کے لئے حافظ ابن وحیہ نے ۶۰۴ ھ میں مولود شریف کے موضوع پر ایک کتاب ''التنویر بمولد النبی البشیر'' تالیف فرمائی۔ جس پر بادشاہ نے ہزار دینار بطور انعام دیے۔

میلاد کے موضوع پر ''التنویر'' کتنی جامع کتاب ہو گی اس کا اندازہ دو حدیثوں سے بخوبی کیا جا سکتا ہے جنہیں اس کتاب کے حوالے سے محدث کبیر مفتی سید دیدار علی شاہ محدث الوری قدس سرہ نے ذکر کیا ہے۔

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ایک دن اپنے گھر میں ایک قوم کو واقعات ولادت بیان فرما رہے تھے اور اظہار مسرت کر کے اللہ کا شکر بجا لا رہے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیج رہے تھے ''فاذا جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال حلت لکم شفاعتی'' کہ اچانک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا تمہارے لئے میری شفاعت حلال ہو گئی۔

(۲) حضرت ابوالدردؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ میرا گزر حضرت عامر انصاریؓ کے مکان کی طرف ہوا۔ ہم نے دیکھا کہ عامر اپنے کنبہ والوں اور بیٹوں کو آنحضرت کے واقعات ولادت سکھا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ یہی دن تھا (یعنی پیر کا دن) جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم دنیا میں رونق افروز ہوئے۔ تو حضور نے یہ دیکھ کر فرمایا ''ان اللہ فتح لک ابواب الرحمۃ والملئکۃ کلھم یستغفرون لک من فعل فعلک یحل بحالک'' بے شک اللہ نے تمہارے لئے رحمت کے دروازے کھول دیے اور تمام فرشتے تمہارے لئے بخشش کی دعا مانگتے ہیں جو شخص تمہارے جیسا کام کرے گا وہ ایسا ہی اجر پائے گا۔

مولد الدردیر

یہ مولود نامہ الشیخ احمد الدردیر مالکی مصری (م ۱۲۰۱ ھ) کی تصنیف ہے۔ آپ کے علمی فضل اور جلالت قدر کے پیش نظر جامع ازہر کے علماء مدرسین آپ کے اس مولود نامہ کی تدریس کرتے تھے۔ یہ مکمل رسالہ ''جواہر البحار'' کے صفحہ ۱۲۷۴ تا ۱۲۷۹ پر درج ہے۔ حضورؐ کی طہارت کے علاوہ واقعات ولادت بڑی جامعیت سے بیان کئے گئے ہیں۔ نیز حدیث جابر بھی مفصل مذکور ہے جس میں حضور نے بیان فرمایا ''یا جابر ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ''

النظم البدیع فی مولد الشفیع (منظوم)

یہ منظوم مولود نامہ علامہ سید یوسف بن اسماعیل نبہانی رئیس محکمۃ الحقوق (وزیر انصاف) بیروت کی تصنیف ہے۔ جسے موصوف نے ''جواہر البحار'' کے صفحہ ۱۲۵۸ تا ۱۲۷۴ شامل کر دیا ہے۔ علامہ نبہانی تقریباً ۱۲۶۵ ھ / ۱۸۴۸ء میں پیدا ہوئے۔ عرب کے ایک بادیہ نشین قبیلہ بنو نبہان کی نسبت سے نبہانی کہلائے۔ آپ کتب کثیرہ کے مصنف تھے جن میں ''جواہر البحار'' ''حجۃ اللہ علی العالمین'' ''الانوار محمدیہ'' اور ''جامع کرامات اولیا'' شہرہ آفاق ہیں۔ یہ مولود آپ نے ۱۳۱۲ ہجری میں منظوم کیا جیسا کہ آخری شعر میں خود فرماتے ہیں :

الف ثلاث مائتہ واثنا عشر تاریخ نظم عقد ہذہ الدرر

نظم کے آغاز میں "لقد جاء کم رسول" تا "رب العرش العظیم" دو آیات لکھی گئی ہیں۔ یہ نظم ۱۲۰ بندوں پر مشتمل ہے۔ ہر بیس بندوں کے بعد ان اللہ و ملئکتہ ۔صلون علی النبی اور اللھم صل علی سیدنا محمد وعلیٰ آلہ و صحبہ وسلم درج ہے۔ ایک قطعہ ملاحظہ ہو۔

فی لیلتہ الاثنین عشرا قبیل فجر من ربیع ظھرا
فاشرق الکون بہ اذا سفرا واخجل الشمس وفاق القمرا
والبدر قد کلمہ فی المھد

اب "کشف الظنون" و "ہدیتہ العارفین" وغیرہ کتب سے مزید چند مولود ناموں کے اسماء درج کئے جاتے ہیں۔

○ **بلوغ المرام لبیان الفاظ مولد سید الانامؐ**

اسے سید احمد المرزوقی مکی نے ۱۲۱۸ ھ میں مرتب کیا۔

○ **مورد الصفافی مولد المصطفیٰؐ**

یہ ابن علان محمد علی الصدیقی المکی مصنف "الابتاج" کی تصنیف ہے۔ ان کا سن وصال ۱۰۵۷ ھ ہے۔

○ **مولود النبی**

یہ ترکی زبان میں منظوم میلاد نامہ ہے جو روم کے علاقہ کی مجالس میں پڑھا جاتا ہے۔ سلیمان برسوی (متوفی ۸۰۰ ھ تقریبا") کی تالیف ہے۔

حافظ سخاوی رحمتہ اللہ علیہ نے "الضوء الامع" میں درج ذیل مولود ناموں کا تذکرہ کیا ہے۔

○ **جامع الاثارفی مولد النبی المختار ---- (تین جلدیں)** از حافظ ابن ناصر الدین دمشقی

○ الصادی فی ھولد الھادی ○ اللفظ الرائق فی مولد خیر الخلائق ○ التعریف بالمولد الشریف ○ مختصر عرف التعریف بالمرلد الشریف للجزری ○ الدرالمنظم (دو جلدیں) ○ اللفظ الجمیل۔ آخری دونوں کتابیں شیخ محمد بن عثمان کی مولفہ ہیں۔ نیز سید عفیف الدین محمد بن محمد (م ۸۵۵ ھ)' ابوبکر و نقلی' برہان محمد ناجی' ابن سنباطی' ابن یوسف فاقوسی اور مولف کتاب (الضوء الامع) سخاوی نے بھی مولود نامے مرتب کئے۔

علامہ سوسف الیان سرکیس نے درج ذیل مولود ناموں کا تذکرہ کیا ہے:

○ **مولد البشیر النذیر السراج:** تصنیف ابوالوفا حسینی مطبوعہ مصر ۱۳۰۷ ھ

○ **مولد المصطفیٰ العدنانی (منظوم):** تصنیف عطیہ بن ابراہیم شیبانی سن اشاعت ۱۳۱۱ ھ

○ **مولد النبی:** یہ ابوالفرج عبدالرحمٰن بن ابی الحسن ابن الجوزی کی تصنیف ہے۔ موصوف فقہ حنبلی کے بہت بڑے

امام، محدث، فقیہ، واعظ، مورخ، مفسر اور صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ بغداد شریف میں ۵۹۷ ھ میں فوت ہوئے۔ یہ کتاب ۱۳۰۰ ھ میں مصر سے شائع ہوئی۔

○ **مولد النبی (منظوم):** یہ تصنیف ہے عائشہ بنت یوسف باعونیہ دمشقیہ کی جو شافعی المذہب بہت بڑی ادیب عالمہ صوفیہ اور کئی کتابوں کی مصنف تھیں۔ ۹۲۲ ھ میں قاہرہ میں فوت ہوئیں۔ یہ کتاب ۱۳۰۱ ھ میں دمشق سے شائع ہوئی۔

○ **مولد النبی:** یہ عبدالرحیم بن احمد برعی یمنی کی تصنیف ہے۔ موصوف پانچویں صدی ہجری کے بزرگ تھے۔ یہ کتاب ۱۲۹۸ ھ میں مصر سے شائع ہوئی۔

○ **مولد النبی:** احمد بن قاسم مالکی بخاری حریری کی تصنیف ہے۔ ۱۲۹۹ ھ کو مصر سے شائع ہوئی۔

○ **مولد النبی:** تصنیف عبداللہ حمسی شاذلی۔

○ **مولد النبی:** تالیف شیخ خالد بن والدی ۱۳۰۱ ھ میں چھپی۔

○ **مولد النبی:** تصنیف شیخ محمد وفا صیادی۔

○ **مولد النبی:** تصنیف شیخ محمود محفوظ دمشقی شافعی۔

○ **المولد الجلیل حسن الشکل الجمیل:** تصنیف شیخ عبداللہ بن محمد شاذلی ۱۳۰۷ ھ میں مصر سے شائع ہوئی۔

موالید وادعیہ

یہ کتاب مختلف مولود ناموں اور دعاؤں کا مجموعہ ہے۔ مطبع احمد بن سعد بن نبہان واولادہ سور ابایا انڈونیشیا میں چھپی۔ سن تصنیف درج نہیں۔ راقم کے والد ماجد حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز نے شوال المکرم ۱۳۹۲ ھ / ۲۱ نومبر ۱۹۷۲ء کو مدینہ منورہ سے راقم کے لئے خریدی۔ اس میں پانچ مولود نامے، قصیدہ بردہ شریف، عقیدۃ العوام اور متعدد دعائیں شامل ہیں۔ جن کی تفصیل بالترتیب اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔ چھوٹے سائز کی یہ کتاب ۲۵۶ صفحات کی ہے۔ ہر صفحہ پر بیل دار حاشیہ ہے۔

مولد شریف الانام

یہ مولود نامہ ص ۲ تا ص ۷۱ کل ۷۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ فی صفحہ ۱۳ سطریں ہیں۔ مصنف کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ ابتدائی سات صفحات پر سلام ہے:

السلام علیک زین الانبیاء
السلام علیک اتقی الاتقیاء

اس کے بعد چند آیات مکتوب ہیں۔ پھر خطبہ اور واقعات ولادت ہیں۔ آگے چل کر جلی قلم سے "محل القیام" لکھا ہے۔

یعنی دوران میلاد اس مقام پر پہنچیں تو کھڑے ہو کر سلام پڑھا جائے۔ چار صفحات پر سلام درج ہے۔ چند شعر ملاحظہ ہوں۔

یا نبی سلام علیک	یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک	صلوات اللہ علیک
اشرق البدر علینا	فاختفت منہ البدور
مثل حسنک مارأینا	قط یا وجہ السرور
انت شمس انت بدر	انت نور فوق نور
انت اکسیر و غالی	انت مصباح الصدور
یا حبیبی یا محمدؐ	یا عروس الخافقین
یا موید یا مجید	یا امام القبلتین

سلام کے بعد رضاعت کے تفصیلی واقعات ہیں۔ آخر میں لمبی دعا ہے۔ مجموعی طور پر نظم و نثر کے اس حسین مرقع "مولد شرف الانام" میں چوبیس نظمیں ہیں۔

مولد البرزنجی (نثر)

مولود برزنجی کے نام سے معروف یہ شہرہ آفاق اور بے نظیر مجموعہ سید جعفر بن حسن بن عبدالکریم بن سید محمد مدنی بن عبد الرسول برزنجی شافعی کی تصنیف ہے۔ آپ بہت بڑے شیخ، فاضل، عالم اور مفتی تھے۔ مسجد نبوی شریف میں امام خطیب اور مدرس رہے۔ ۱۱۷۷ھ کو مدینہ منورہ میں وصال فرمایا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ موصوف بہت سی کتابوں کے مصنف تھے۔ بعض تصانیف کے نام یہ ہیں۔

(۱) البرالعاجل (۲) جالیۃ القدر (۳) جالیۃ الکرب باسماء اصحاب سید العجم والعرب (۴) الجنی الدانی فی مناقب الشیخ عبدالقادر الجیلانی (۵) الروض المعطار (۶) الشقائق الاترجیہ فی مناقب الاشراف البرزنجیہ (۷) الطوالع الاسعدیہ (۸) العرین الاسماء البدریین (۹) فتح الرحمٰن (۱۰) الفیض اللطیف (۱۱) النفخ الفرجی (تاریخ) (۱۲) مولد النبی

مولود برزنجی پر شروح اور حواشی بھی لکھے گئے "الکواکب الانوار علیٰ عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر" نام شرح جعفر بن اسماعیل بن زین العابدین بن محمد الہادی کی تالیف ہے اور اس کے حاشیہ پر مولد برزنجی کا حاشیہ ہے، محشی شیخ علیش ہیں۔

مولود برزنجی کی اہمیت کے پیش نظر اسے مکمل طور پر علامہ نبہانی نے "جواہر البحار" کے ص ۱۲۴۶ تا ۱۲۵۷ پر شامل کر دیا ہے۔

مولود برزنجی "مجموعہ موالید" کے ص ۷۲ تا ۹۹ کل اٹھائیس صفحات پر مشتمل ہے۔ سولہ سطری مسطر استعمال کیا گیا ہے۔ پوری کتاب مقفی و مسجع عبارات سے مزین ہے۔ خطبہ کے ابتدائی کلمات ملاحظہ ہوں۔

"ابتدی الاملاء باسم الذات العلیہ، مستدرا فیض البرکات علی ما انالہ و اولاہ، واثنی بحمد موارده سائغۃ ھنیۃ، ممتطیا من الشکر الجمیل مطایاہ و اصلی واسلم علی النور الموصوف بالتقدم والاولیۃ۔"

ہر نئے واقعے کی ابتداء میں عنوان باب کے طور پر یہ شعر درج ہے۔

عطر اللھم قبرہ الکریم .عرف شذی من صلاۃ و تسلیم

مذکورہ مولود میں حضور کا نسب نامہ، طہارت نسب، نور مصطفیٰ کی سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس منتقلی پر جانوروں اور جنوں کی بشارتیں، سیدہ آمنہ کا خواب، شب ولادت حضرت آسیہ و مریم کی آمد ایسے متعدد واقعات کے بعد نور مصطفیٰ علیہ التحیتہ و الثناء کے ظہور کے موقع پر علامہ برزنجی لکھتے ہیں۔

"یہ موقع قیام کا ہے، ائمہ و محدثین کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے ذکر پر قیام کو مستحسن جانتے ہیں۔ بشارت ہے اس شخص کے لئے جو حضور کی تعظیم کو اپنا منتہائے مقصود سمجھے۔"

مندرجہ بالا عنوانات کے بعد ان خوارق وارحاصات کا مفصل بیان ہے۔ جن کا وقت ولادت ظہور ہوا۔ پھر رضاعت، بچپن، شق صدر، تجارت، شادی، بعثت، دور مصائب و آلام، معراج، ہجرت، مدینہ منورہ میں تشریف آوری، حسن سیرت و حسن صورت، شرم و حیا، تواضع و انکساری اور فقر اختیاری وغیرہ امور کا مختصر و جامع بیان ہے۔ آخری تین صفحات میں اختتام مولود کی دعا ہے۔

مولد البرزنجی (نظماً)

یہ مولود دراصل مولود برزنجی منثور ہی کی منظوم تلخیص ہے۔ اس کے مصنف زین العابدین بن محمد ہادی ہیں، خود فرماتے ہیں:

عبیدک زین العابدین ھوالذی محمد الھادی البرہ و سلطان
الٰی ال برزنج شہیر انتماءٗ و نسبتہ للمصطفیٰ ذات برھان

ان کا تذکرہ کہیں نظر سے نہیں گزرا۔ البتہ مولود برزنجی (منثور) کے شارح "الکوکب الانور" کے مصنف جعفر بن اسماعیل کے نسب نامہ پر غور کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ یہ ان کے جدامجد ہیں جبکہ صاحب مولود برزنجی جعفر بن حسن ان کے جداعلیٰ ہیں۔ معجم کی عبارت یہ ہے۔ "جعفر بن اسماعیل بن زین العابدین بن محمد الہادی بن زین بن السید جعفر مولف مولد النبی۔" مولود کے ایک شعر میں بھی اس جانب اشارہ ہے:

واسلما التوفیق فی نظم مولد لجدی الذی من جعفر الفضل اروانی

زین العابدین برزنجی ۱۲۷۹ھ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے نثر کی طرح اس منظوم رسالہ میں بھی واقعات ولادت اور خوارق و معجزات کو بیان کیا ہے۔ ولادت مبارکہ کے تذکرہ میں "محل القیام" کا عنوان قائم کیا ہے۔ سلام و نعت کے ۲۷ اشعار ہیں، جن کی ابتدا یوں ہوتی ہے:

صلی اللہ علیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
مرحبا یا مرحبا یا مرحبا جد الحسین مرحبا

یا	نبی	سلام	علیک	یا	رسول	سلام	علیک

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوات اللہ علیک

یہ رسالہ مجموعہ موالید کے صفحہ ۱۰۰ سے لے کر ۱۳۷ تک کل ۳۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ صلوٰۃ وسلام کے مخصوص اشعار کے علاوہ تقریباً ۲۰۲ اشعار ہیں۔

قصیدہ بردہ

مجموعہ موالید کے ص ۱۳۸ تا ۱۶۳ یہ قصیدہ مبارکہ درج ہے۔ ۱۶۰ اشعار کا یہ وہ مبارک قصیدہ ہے جس کے توسط سے اس کے ناظم امام بوصیریؒ کو عربی نعت گو شعراء میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے زیادہ شہرت اور بقائے دوام نصیب ہوئی۔ ناظم قصیدہ کا اسم گرامی شرف الدین ابو عبداللہ محمد بن سعید تھا۔ آپ مصر کے ایک قریہ بوبصیر میں ۶۰۸ ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ۶۹۶ میں وصال فرمایا۔

امام بوصیریؒ کے اشعار کے مطالعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ انہیں علم حدیث، سیرو مغازی، کلام، ادب، بدیع، بیان اور صرف و نحو میں بڑی مہارت حاصل تھی۔ ابتدائی عمر کا بیشتر حصہ سلاطین کے دربار میں گزرا۔ ایک بار فالج کا شدید حملہ ہوا۔ کوئی علاج کارگر ثابت نہ ہوا۔ دل میں خیال آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے شفا طلب کی جائے۔ چنانچہ یہ قصیدہ لکھا۔ خواب میں دافع البلا والوباء محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی زیارت سے مشرف ہوئے اور یہ قصیدہ آپؐ کی بارگاہ میں پڑھ کر سنایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بے حد پسند فرمایا اور مفلوج حصہ پر دست مبارک پھیرا۔ آنکھ کھلی تو مکمل صحت یاب تھے۔

بعض روایات میں ہے کہ جب یہ قصیدہ خواب میں امام بوصیریؒ نے حضورؐ کو سنایا تو حضورؐ نے اپنی بردیمانی ان پر ڈالی، علی الفور آپ کو صحت کاملہ حاصل ہوگئی۔ امام بوصیریؒ صبح جب اپنے گھر سے نکلے تو راستہ میں قطب وقت شیخ ابو الرجاؒ ملے اور کہا، بوصیریؒ وہ قصیدہ سناؤ جو حضورؐ کی مدح میں تم نے تالیف کیا ہے۔ چونکہ قصیدہ بردہ کی تالیف کا سوائے امام بوصیریؒ کے کسی کو خبر نہ تھی۔ آپ نے پوچھا کہ کون سا قصیدہ سناؤں؟ شیخ ابوالرجاؒ نے فرمایا وہ قصیدہ سناؤ جس کا مطلع ہے :

امن تذکر جیران بذی سلم

یہ سن کر امام بوصیریؒ حیران رہ گئے۔ ان کے استعجاب پر شیخ نے کہا، جب تم دربار رسالت میں قصیدہ سنا رہے تھے، وہیں میں بھی سن رہا تھا۔

قصیدہ ہذا کو عوام کے علاوہ طبقہ مشائخ میں بے پناہ مقبولیت ملی۔ اس کی قرات کو حلال المشکلات اور دافع شدائد قرار دیا ہے۔ کتب اوراد میں بردہ کے بے شمار فضائل و خواص بیان کئے گئے ہیں۔

بنیادی طور پر یہ قصیدہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و مناقب، معجزات اور عشق و محبت پر مشتمل ہے۔ اگرچہ یہ مولود نامہ نہیں تاہم محافل میلاد میں اس کی قرات اہل محبت کا معمول چلا آرہا ہے۔ اس میں خاص میلاد کے اشعار بھی ہیں مثلاً"

ابان مولدہ عن طیب عنصرہ   یا طیب مبتداء منہ و مختتم

اس قصیدہ کا اصل نام "الکواکب الدریہ فی مدح خیر البریہ" ہے۔

مولد الدیبعی

یہ جلیل القدر مولود نامہ پیش نظر مجموعہ کے صفحہ ۱۶۴ سے صفحہ ۱۷۸ تک ۱۵ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ یہ امام حافظ عبدالرحمٰن بن علی الشیبانی کی تصنیف ہے۔

یہ مولود علیحدہ کتابی شکل میں بھی "مختصر فی السیرۃ النبویہ" کے نام سے ۱۴۰۲ھ میں طبع ہو کر جدہ سے شائع ہوا ہے۔ غالباً" سعودی عرب کے مخصوص حالات کے پیش نظر یہ عنوان اختیار کیا گیا ہے۔ تاہم دیباچے میں "مولد" کا نام ہی استعمال کیا گیا ہے۔ یہ نسخہ بڑے سائز کے ۵۶ صفحات پر مشتمل ہے جس پر تخریج کا کام ممتاز عالم دین محمد علوی بن عباسی مالکی مکی نے کیا ہے۔ مقدمہ میں علوی صاحب نے مولف مولد کے مختصر حالات کے علاوہ محفل میلاد شریف کی شرعی حیثیت پر مختلف جہتوں سے مفصل بحث کی ہے اور اکیس دلائل سے اس کا جواز ثابت کیا ہے۔

مولد دیبعی کے مصنف "ابن الدیبع" کی کنیت سے معروف ہیں۔ دیبع سوڈانی زبان میں سفید کو کہتے ہیں۔ دراصل یہ لقب ان کے جداعلیٰ کا تھا۔ آپ محرم الحرام ۸۶۶ھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۲ رجب المرجب ۹۴۴ھ بروز جمعہ وصال فرمایا۔ آپ یکتائے زمانہ اور متعدد کتب کے مصنف تھے جن میں تین حصوں پر مشتمل احادیث کا مجموعہ تیسیر الاصول اور زیر نظر مولود نامہ قابل ذکر ہیں۔

موتیوں جیسی خوبصورت عبارات پر مشتمل یہ فصاحت و بلاغت کا مرقع جب پڑھا جائے تو سامع اس کی نغمگی سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ پیش نظر مجموعہ میں اس مولود کے لئے ۲۳ سطر کا مسطر استعمال کیا گیا ہے۔

مولد العزب

اس قصیدہ کے مصنف محمد بن محمد الدمیاطی ہیں جو شیخ عرب کے نام سے مشہور تھے۔ ان کا سن وصال معلوم نہیں ہو سکا۔ مولد النبی کے علاوہ "تحفۃ المحبین بالصلواۃ والسلام علیٰ سید المرسلین" اور "منظومہ فی التوسل" نامی کتب بھی آپ کی تصنیف ہیں۔ ۱۳۸ اشعار پر مشتمل یہ مولود نامہ زیر نظر مجموعہ کے صفحہ ۱۷۹ سے ۱۸۷ تک ہے۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

و بمکۃ قد کان مولدہ الذی   احیا القلوب فحب ھذا مولدا
و بثان عشر من ربیع اول   فی یوم الاثنین المعظم ذی البدا
ولذکر مولدہ لیسن قیامنا   او بالدی اھل العلوم تاکدا
و باکمل الاوصاف جاء نبینا   و بدا بعل ساجدا متعبدا

اختتامی اشعار میں اپنا ذکر یوں کرتے ہیں:

و لعبدک الغرب الفقیر محمد   منشیہ فی دار الکرامتہ خلدا
و آدم لہ حسن الجوار لبطیبتہ   وارزقہ سرا عن سواک مجردا

ختم شریف

مجموعہ موالید کے ص ۱۸۸ سے ۱۹۵ تک ختم شریف درج ہے جو محفل میلاد کے اختتام پر پڑھا جاتا ہے۔ اس میں آخری تین قل، کلمہ طیبہ، فاتحہ شریف، الم ذالک الکتاب تا مفلحون، الھکم الہ و احد تا الرحیم، آیۃ الکرسی، امن الرسول، اسماء حسنی اور درود شریف کے مختلف کلمات ہیں۔ صفحہ ۱۹۶ تا صفحہ ۲۰۰ اختتامی دعا ہے۔

عقیدۃ العوام

صفحہ ۲۰۱ تا ۲۰۵ پر مندرج مختصر مگر جامع قصیدہ شیخ احمد بن رمضان المکی کی تالیف ہے۔ عقیدۃ العوام کے علاوہ "بلوغ المرام" (مولود نامہ) اور "تحصیل نیل المرام" بھی آپ کی تصانیف ہیں۔ موخر الذکر "عقیدۃ العوام" کی شرح ہے۔ جو خود مصنف نے تحریر کی ہے۔ اس رسالہ پر شیخ محمد نووی الجاوی نے بھی شرح لکھی ہے جسے انہوں نے "**نور الظلام علی المنظومۃ المسماۃ بعقیدۃ العوام**" سے موسوم کیا ہے۔ علامہ مرزوقی کا یہ رسالہ عقائد پر مختصر اور جامع تصنیف ہے جس میں صفات باری تعالیٰ، انبیاء، ملائکہ، کتب سماویہ، حضور کی رسالت، اولاد، آپؐ کی چاروں صاحبزادیوں کے اسماء، امہات المومنین کے اسماء وغیرہ کا تذکرہ ہے۔ یہ نظم ۱۵۷ اشعار پر مشتمل ہے اور سن تالیف ۱۲۶۸ھ ہے۔ تعداد ابیات و نام اور سن تالیف آخری دو شعروں میں یوں بیان کیا ہے۔

ابیاتھا "میز" بعد الجمل	تاریخھا "لی حی غر" جمل
سمیتھا عقیدۃ العوام	من واجب فی الدین بالتمام

مجموعہ موالید کے ص ۲۰۶، ۲۰۷ پر راتب حداد کے نام سے ایک وظیفہ درج ہے جو عبداللہ بن علوی حداد کا مرتب کردہ ہے۔ غالباً یہ انڈونیشیا کی زبان میں ہے۔ صفحہ ۲۰۸، ۲۰۹ پر میت کی تلقین کا طریقہ اور ص ۲۰۹، ۲۱۰ پر شب برات کے موقعہ پر پڑھی جانے والی دعاہے۔ یہ بھی انڈونیشیا کی زبان میں ہے۔ ص ۲۱۱ سے ۲۲۴ تک سیدنا علی زین العابدین رضی اللہ عنہ کی تالیف "ا م ل" درج ہے۔ مجموعہ موالید و ادعیہ کے باقی صفحات میں زیادہ تر ادعیہ مسنونہ ہیں۔ کتاب کے آخر میں "الصلوۃ البدریہ" ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

صلوٰۃ اللہ سلام اللہ	علیٰ طٰہٰ رسول اللہ
صلوٰۃ اللہ سلام اللہ	علیٰ یٰس حبیب اللہ
توسلنا بسم اللہ	و بالہادی رسول اللہ
و کل مجاہد للہ	باھل البدر یا اللہ
الٰہی انت ذو لطف	و ذو فضل و ذو عطف
و کم من کربتہ تنفی	باھل البدر یا اللہ

عربی زبان میں نعتیہ کلام

حکیم محمد یحییٰ خاں شفا

جزیرہ نمائے عرب میں بسنے والے قبائل و احزاب' بدوی اعراب ہوں یا حضری اشراف' بالعموم شعرو شاعری اور نسیب و خطابت کے رسیا تھے۔ فصاحت و بلاغت تو گویا ان کی گھٹی میں پڑی تھی۔ تہذیبی تکلف اور تمدنی رکھ رکھاؤ سے آزاد' بے باک اور بے ساختہ طبیعتوں میں فطری موزونی اور رواں دواں افتاد مزاج' یوں بھی کچھ زیادہ ہی پائی جاتی ہے۔ چنانچہ تعلیم و تعلم سے ما آشنا ہونے کے باوجود عربوں میں قریب قریب تمام مردوزن کسی نہ کسی درجہ میں شاعریا خطیب ضرور ہوتے تھے۔

ذوق اظہار کی اسی فراوانی' شیوا بیانی کی اسی عمومیت اور طلاقت زبان کی اسی ہمہ گیری کی بدولت اس سر زمین کے باشندے اپنے آپ کو عرب' یعنی زباں آور اور دوسرے ممالک کے رہنے والوں کو عجم' یعنی گونگا کہہ کر اظہار تفاخر کیا کرتے تھے۔

عرب قبل از اسلام اور مدحیہ ادب

اسلام سے قبل کے جاہلی ادب میں شعرو سخن کی تقریباً" وہ تمام اصناف کسی نہ کسی شکل میں موجود تھیں جو آگے چل کر ادب العرب کے گنجینہ کا سرمایہ وقار قرار پائیں۔ ہیئت کے اعتبار سے قصیدہ' مثنوی' غزل' قطعہ رباعی اور مخمس وغیرہ تو مواد و مضامین کے لحاظ سے حماسہ' عشق و صبابتہ' تغزل' مدیح' رثاء' ہجا' جد و ہزل۔ الغرض ہر نوع کی شاعری شعرائے جاہلیت کے ہاں ملتی ہے۔ ان کے قصیدوں میں رزمیہ' طربیہ' مدحیہ' بیانیہ' المیہ اور ہجائیہ ہر طرح کی سخنوری کے بڑے جاندار نمونے موجود ہیں۔ ان کی بدیہہ گوئی' ارتجال اور زور طبع کے واقعات' مدح و ستائش کے دوش بدوش ذم و ہجو' طنزو تعریض' حسن طلب اور بلاغت ادا کی شاندار مثالیں تاریخ ادب عربی کے صفحات پر جگمگا رہی ہیں۔

بعثت نبوی کے زمانہ میں سینکڑوں ممتاز شعراء موجود تھے۔ سبعہ معلقہ کے چیمپئنز (cahmpions) کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان میں شعرو سخن کا چرچا تھا۔ آپ کے چچا' ابو طالب سے کئی اچھے شعر منسوب ہیں۔ حضرات شیخین (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنھما) کے اشعار بھی کتابوں میں منقول ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نام سے تو پورا دیوان موجود ہے۔

اس دور کے دوسرے شعرا میں لبید' زہیر' عباس بن مرداس' متمم بن نویرہ' حسان بن ثابت' عبداللہ بن رواحہ' کعب بن زہیر اور ابن زبعری وغیرہ معروف و ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔

شاعر رسالت

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلامی مورخین اور سیرت نگاروں نے شاعر دربار نبوی' کے خطاب سے ذکر کیا ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ آپ مداحین رسول کے سرخیل ہیں اور خود نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں یہودی اور مشرک شاعروں کی ہفوات سے اپنے دفاع پر مامور فرمایا تھا۔

روایت ہے کہ ایک دن حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے بھری مجلس میں صحابہ کرام سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ "مخالف شعراء کی ہرزہ سرائیاں حد سے بڑھی جا رہی ہیں۔ تم لوگوں نے تلوار سے تو میری مدد کی ہے' کیا کوئی ایسا بھی ہے جو زبان سے میری مدد کرے؟"

اس موقع پر حضرت حسانؓ اٹھے اور کہنے لگے! "یا رسولؐ اللہ! اس خدمت کے یہ ناچیز حاضر ہے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جذبہ خلوص سے خوش ہو کر بولے۔ "ان میں سے کچھ لوگ میرے اپنے قبیلے قریش سے تعلق رکھتے ہیں اور میرے قریبی عزیز ہیں۔ مثلاً" ابو سفیان میرا عم زاد ہے اس کے خلاف بھلا تم کس انداز سے کہو گے؟"

حضرت حسانؓ نے کہا۔ "حضورؐ! میں آپ کو ان کے بیچ میں سے یوں الگ کر لوں گا جیسے گندھے ہوئے آٹے میں سے بال کو کھینچ کر نکال لیا جاتا ہے۔"

نعت گوئی کا آغاز

حق یہ ہے کہ حضرت حسان نے مخالفین کے مطاعن' تنقیصی ہزلیات اور تعریضات سے حضور سراپا نور کا دفاع کرنے کا حق ادا کر دیا اور بڑے خلوص سے حضور کی شان میں قصیدے لکھے۔ ان کے کلام میں ابتذال اور فحش کی آلودگی نہیں ہے بلکہ اسلام کے پاکیزہ تبلیغی اور تحریکی مزاج سے مناسبت اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔

دیکھیے ابو سفیان کو مخاطب کر کے کہتے ہیں۔

هجرت محمدا" فاجبت عنه	و عند الله فى ذالک الجزاء
اتهجوه ولست له بكفر	فشر كما لخير كما فداء
هجوت مباركا برا حنيفا	امين الله شيمته حياء
و من يهجرا رسول الله منكم	ويمدحه و ينصره سواء
فان ابى و والدتى و عرضى	لعرض محمد منكم وقاء

(تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہجو کی' تو میں نے اس کا جواب دیا۔ اس کا اجر اپنے اللہ سے لوں گا۔)

(تم نے اس ذات کی ہجو کی۔ جس سے تمہاری برابری نہیں ہے تم اشرالناس اور وہ خیر خلایق ہے' کیوں نہ تم اس پر قربان ہو جاؤ۔)

(تم نے ایک برکت والی نیک فطرت' اور بے ریا شخصیت کی توہین کی اور اسے برا کہا۔ جس کی طبیعت میں حیا ہے)

اور اگر تم میں سے کوئی اللہ کے رسول کی ہجو کرتا ہے یا ان کی تعریف کرتا اور انھیں مدد دیتا ہے' میرے نزدیک سب برابر ہیں۔)

(کیونکہ میرا باپ میری ماں اور میری عزت ہر چیز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے تحفظ کے لئے ڈھال ہے۔)

فخر رسل کا ذوق سخن

کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ جب نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اپنا مشہورہ قصیدہ "بانت سعاد" پڑھ رہے تھے۔ اس شعر پر پہنچے۔

ان الرسول لنور یستضاء بہ مھند من سیوف الھند مسلول

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نور ہیں جس سے ساری نوع انسانی جگمگا اٹھی ہے۔ اور وہ بے نیام ہندی شمشیر کی طرح تیز اور فیصلہ کن ہیں)

حضور علیہ السلام نے برجستہ اصلاح دی **سیوف الھند** کی جگہ **سیوف اللہ** کر دو۔ اس یک لفظی اصلاح سے شعر زمین سے آسمان پر پہنچ گیا۔ اس کی معنویت محدود سے لا محدود ہو گئی۔ اور جہاں شعر کی گیرائی اور اثر میں وسعت پیدا ہوئی وہیں حضور کی بےمثال دانش و فراست کا آئینہ بن گیا۔ حضور علیہ السلام الیٰ یوم النشور کسی محدود ملک یا مخصوص قوم کے لئے مبعوث نہیں ہوئے تھے بلکہ آپ کی نبوت عظمیٰ سارے انفس و آفاق اور جملہ عوالم کے لئے موجب رحمت قرار دی گئی ہے۔ اس لئے آپ استعارۃ" بھی کسی محدود و ثنیت سے منسوب نہیں ہونا چاہتے تھے۔ اور چونکہ اللہ العالمین کی ربوبیت کی طرح آپ کا فیضان رسالت بھی رحمتہ للعالمین تھا اس لئے آپ نے اللہ سے اضافت کو پسند فرمایا۔ دیکھئے اس طرح شعر کہاں سے کہاں جا پہنچا؟ اس پیغمبرانہ اصلاح کی قدر و قیمت کا اندازہ عربی شعر و ادب اور اسلامی فکر و نظر کا دو گونہ ذوق لطیف رکھنے والے حضرات خود ہی لگا سکتے ہیں۔

یہ شعر ویسے بھی اپنے فنی حسن اور بلاغت ادا کے ساتھ حقیقت و صداقت کا خوب صورت بیانیہ تھا۔ رسول پاک کی دی ہوئی اصلاح کے بعد تو معنویت کی معراج پر جا پہنچا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے سن کر بہت خورسند ہوئے اور آپؐ نے کعب کو اپنی رداء مبارک عطا فرمائی۔

مدحت ختم الرسل کا وجوب

حضور ختمی مرتبت کی بعثت، اصل میں پوری انسانی برادری پر خداوند تعالیٰ کا بہت بڑا انعام تھی اور خصوصی حیثیت سے مومنین کے لئے تو آپ کا وجود مسعود اللہ کریم کا احسان عظیم تھا۔ وہ اس فضل و احسان کے لئے اللہ پاک کی بارگاہ میں حمد و ثناء اور مناجات و دعا کے نذرانے پیش کرتے نہیں تھکتے۔ اس کے ساتھ ہی اس نعمت عظمیٰ رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و ستائش کو بھی اپنا محبوب و مرغوب وظیفہ سمجھتے ہیں۔

یہاں یہ کہنا خلاف حقیقت نہیں ہو گا کہ حضرت رسول خدا، چونکہ **کافتہ للناس** سارے عالم بشری کے لئے مامور ہوئے تھے۔ اس لئے آپ کی عقیدت و محبت اور تعظیم و توقیر تمام بنی نوع انسان پر واجب ہے اور آپ کے مناقب، محاسن، ماثر، خواطر، اوصاف، احوال خصائص اور معجزات ہر چیز کا ذکر و بیان سارے انسانوں کی روحانی تسکین و اطمینان کا باعث بھی۔

یہی وجہ ہے کہ حضور پاک کی تعلیمات عالیہ کو اپنا دستور حیات بنانے والوں نے آپ کے اوصاف و خصائل اور شمائل و

فضائل سب کا مذکور' خلوص بھرے جذبات کے زیر اثر' اظہار و بیان کے ہر پیرائے میں کیا ہے اور انتہائی ادب و تعظیم کے ساتھ کیا ہے۔

اور یہ بھی ایک امر واقعہ ہے کہ مختلف ممالک و امصار میں حب نبوی سے سرشار اہل علم و ہنر نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات و صفات پر اتنا کچھ لکھ دیا ہے کہ دنیا کی اور کسی اور بڑی سے بڑی شخصیت پر اس درجہ والہانہ عقیدت و احترام کے ساتھ آج تک اس قدر لکھا گیا ہے نہ آئندہ لکھے جانے کا امکان ہے۔

مدحیہ ادب کی وسعت و مقبولیت

نعت گوئی کا آغاز تو سرور کائنات علیہ افضل التحیات کی حیات طیبہ ہی میں ہو چکا تھا اور اس کا مقصد' یعنی احقاق حق اور ابطال باطل بھی متعین کر دیا گیا تھا۔ بلکہ جیسا کہ ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم۔

نگار من کہ بہ مکتب نرفت و خط ننوشت بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد

کی اصلاح اور ہدایت کے تحت اس صنف سخن کا اپنا مخصوص انداز اور معیار بھی قائم ہو چکا تھا لیکن آپ کی وفات کے بعد رثائیہ مضامین کا بھی اس میں اضافہ ہو گیا۔ آپ سے پہلے عربوں میں اپنے ملوک و امراء اور ابطال درجال کی مدح و ثنا کے قصیدے لکھنے کا رواج تھا۔ اب نعتیہ قصائد اور مدائح بھی حضور اور ان کے اجلہ صحابہ کے لئے نئے ٹھاٹھ سے لکھے جانے لگے۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا نعت گوئی کا صحن (Scope) وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ نعت گو شعرا اور مادحین رسول کی تعداد میں آئے دن بے پناہ اضافہ ہونے لگا۔ ذوق و جذبہ نے خصائص نبوی پر گلہائے عقیدت نچھاور کئے تو دوسروں نے معجزات نبوی کو اپنی نگارشات کا عنوان ٹھہرایا۔ **وقس علی ہذا** پھر شاعروں اور قصیدہ نگاروں سے آگے بڑھ کر ہر پڑھے لکھے مسلمان نے' بلکہ اسلامی ممالک کے غیر مسلم مصنفین و اہل قلم نے بھی نعت رسول اور بزرگان دین کی منقبت لکھنے کا شرف حاصل کرنا ضروری سمجھا ہے۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے تک یہ صورت تھی کہ دنیا جہان کی کسی زبان میں کسی بھی موضوع پر نظم یا نثر میں کوئی بھی کتاب اسلامی ممالک میں لکھی یا چھاپی گئی ہو' حمد و ثنا اور نعت و منقبت سے خالی اور معرا نہیں ہوتی تھی۔

اور یہ خدائے محمدؐ صلاۃ وسلامہ علیہ کے اعلان **ورفعنا لک ذکرک** (اور ہم نے آپ کا ذکر مذکور بلند کر دیا) کی عملی تشکیل کا ایک پہلو ہے۔ جس طرح سارے کرہ ارض پر روزانہ پانچوں وقت موذن **اللہ اکبر** کے پاک نام کے ساتھ آپ کا اسم مبارک پکارتے ہیں۔ اسی طرح اطراف و اکناف عالم میں بے شمار انسان ہر لحظہ حضور کی صفت و نعت کے زمرے الاپتے رہتے ہیں۔

لیکن کیا' اس لا متناہی اور غیر مختتم مدح گستری سے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ الیٰ یوم النشور کے ان احسانات کا حق ادا ہو سکتا ہے جو آپ کی ذات و صفات کی بدولت عالم انسانیت کے مقدر کو روشن و منور کرنے کا موجب بنے ہیں۔ **لا واللہ** ۔ ع

لا یمکن الثناء کما کان حقہ

نعت نبوی کے اوصاف و کمالات اور ان کے خصائص و معجزات کا پورے طور پر بیان کرنا تو کہاں ممکن ہے۔ ان کے

عنوانات و انواع کی تعیین بھی محال ہے۔ البتہ اگر ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اپنا نصب العین رکھیں اور آپ کی متابعت و اطاعت کی بقدر ہمت پوری پوری کوشش کریں تو حضور کے اوصاف کمال کے پرتو سے ہمارا قلب و ضمیر روشن و متنیر ہو سکتا ہے اور اس طرح نہ صرف اپنی ذات کی تکمیل اور روح کی تسکین سے ہم بہرہ ور ہوسکتے ہیں۔ اپنے دوسرے ابنائے نوع کی صلاح و فلاح میں مفید اور کار آمد خدمات انجام دے سکتے ہیں۔

نعت گوئی کا ارتقاء

اس میں شبہ نہیں، اس زمانہ میں نعت گوئی نے فنی اعتبار سے خاصی ترقی کی اور اس کے مواد، مضامین، عنوانات اور موضوعات میں خاطر خواہ اضافہ ہوا تاہم اگر یہ کہا جائے کہ فنکارانہ حسن و نزاکت میں ترقی کے ساتھ ساتھ تحریکی مزاج اور جوش ابلاغ میں مجموعی طور پر سستی اور کمی رونما ہوتی گئی تو خلاف واقعہ نہیں ہو گا۔ یہ صحیح ہے کہ اس عہد میں بعض اعلیٰ درجہ کی یادگار نعتیں لکھی گئی ہیں جن میں جوش عقیدت، حسن بیان اور لطف ادا کے دلکش اور دماغ افروز پھول کھلائے گئے ہیں۔ تاہم یہ حقیقت بھی ناقابل انکار ہے کہ جوں جوں نعت میں فنکارانہ خوبیاں بڑھتی گئیں اور اس کے مضامین میں عشق و محبت، ہجر و وصال، جمال و رعنائی اور حسن و زیبائی وغیرہ عنوانات داخل ہوتے گئے۔ جذباتیت، شیفتگی، آشفتگی اور ان کے ساتھ ساتھ مبالغہ، غلو اور تصنع وغیرہ اس کے فیچر (Feature) بنتے گئے۔ بہت ممکن ہے کہ شروع شروع میں عشق و شیفتگی کے جذبات اور احساسات واقعی اور حقیقی ہوں۔ لیکن بدیع و بیان کی مرصع کاریوں، حسن و عشق کے راز و نیاز کی دلنوازیوں اور محبوب کے خدوخال اور زلف و رخ کی نقش آرائیوں نے اسے سطحی نوعیت کے مروجہ تغزل کی ڈگر پر ڈال دیا۔ اس طرح نعت اپنا تبلیغی، تحریکی اور مقصدی آہنگ کھونے لگی اور حسن و عشق کے ناز و نیاز کی داستان بنتی چلی گئی۔

اقدار نعت میں تحول کی کارفرمائی

اس کے بعد کے ادوار میں جذبات ہجر و وصال کی تصویر کشی نعت رسول کی ایک ضروری قدر قرار پا گئی۔ اور آگے چل کر یہ لے اتنی بڑھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات و نعوت اور خصائص و فضائل اور آپ کے احکام و ارشادات کو فکر سخن کا محور بنانے کی جگہ آپ کے شمائل و شوامل اور ماثر و مشاہد پر طبع آزمائی کی جانے لگی۔ اور چونکہ ان موضوعات پر شاعرانہ نکتہ طرازیوں کے لئے نسبتاً زیادہ آسانی اور گنجائش تھی۔ اس لئے بعد کے نعت گو اکثر و بیشتر اسی دشت کی سیاحی میں اپنے ذوق سفر کی تسکین پانے لگے۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

امر علی الدیار دیار لیلی اقبل ذالجدار والجدارا
و ما حب الدیار شغفن قلبی ولکن حب من سکن الدیارا

(لیلیٰ کے کوچہ سے بار بار گزرتا ہوں اور اس کی دیواروں اور دہلیزوں کو چومتا ہوں۔ میرے دل کی بے قراری کا یہی تقاضا ہے۔ لیکن یہ بات نہیں کہ مجھے اس کوچے سے محبت ہے بلکہ میں تو اس کوچہ میں رہنے والوں پر مرتا ہوں۔)

اسی مفہوم کا ایک اور شعر پڑھئے ۔

و من مذہبی حب الدیار لاھلہا　　　　و للناس فیما یعشقون مذاھب

(میں تو بستیوں سے پیار، ان کے بسنے والوں کی خاطر کرتا ہوں۔ اور لوگ اپنے اپنے ذوق و شغف کی تسکین کی راہیں نکال لیتے ہیں۔)

بات یہیں پر نہیں رکتی۔ نعت جب اپنے تحریکی اور تبلیغی کردار سے ہٹ گئی اور ثنائے خواجہ کی جگہ اس کے متعلقات کی توصیف و ستائش کی رو چل نکلی تو پھر نعت اپنے اصل اور بنیادی موضوعات و اہداف سے برابر ہٹتی ہی چلی گئی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اضافی اور الحاقی باتوں کا چرچا دن بدن بڑھتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ نعت کے اساسی نکات بہت کم در خور اعتنا سمجھے جانے لگے۔

سلسلہ سخن دراز ہوتا جا رہا ہے۔ ہمیں یہاں نعت کے فنی ارتقا یا اس کے مضامین و مواد میں رد و بدل پر بحث مقصود نہ تھی۔ نعت رسول کی منزلت و وقعت اور اس کی اہمیت و افادیت کے بنیادی پہلو اجاگر کرنے کی غرض سے ایک سخن گسترانہ بات منہ پر آگئی تھی۔ اور وہ بر سبیل تذکرہ آپ کے گوش گزار کر دی گئی ہے۔

تو خواہ از سخنم پند گیر، خواہ ملال

یادگار اور زندہ نعتیں

موجودہ دور میں بھی بحمد اللہ بہت سی اچھی اچھی نعتیں لکھی گئی ہیں تاہم اکثر و بیشتر نعتیں مدحت نبوی ہونے کے ساتھ ساتھ شاعرانہ غلو، خلاف حقیقت مبالغہ طرازی، اور جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری کا تاثر دیتی ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ معنوی اثر و جذب سے زیادہ ان میں نغمگی، ترصیع اور فنی باریکیاں سمو دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

ایک اور نکتہ، جو صرف نظر کے قابل نہیں، ہمارے جدید نعت گوؤں کی اکثریت کا یہ زعم بے جا ہے کہ مداح رسول ہونے کے ناطے سے وہ اب اپنی دینی اور اسلامی ذمہ داریوں سے آزاد ہیں۔ نعتیں لکھ لکھ کر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے پکے حقدار ہو گئے ہیں۔ یہ انداز فکر اس امر کا غماز ہے کہ ایسے حضرات اپنی نعت گوئی سے گویا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات کی مدحت کا حق ادا کرنے کے مدعی ہیں حالانکہ مدحت مصطفیٰ کا حق واجب ادا کرنا ہرکہ مدہ کے بس میں نہیں ہے۔ رسول اللہ کی مدح و ثناء بھلا ما و شما کیا کر سکیں گے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ گلدستہ نعت پیش کرکے اپنی عزت بڑھا لیں گے۔

ما ان مدحت محمدا" بمقالتی　　　　لا کن مدحت مقالتی بمحمد

(میں نے اپنے کلام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کی ہے البتہ اپنے کلام میں حضور کا ذکر لا کر اس کو قابل عزت و تعریف بنا لیا ہے!)

انتخاب المدائح

بہر نوع اب ہم عربی زبان و ادب کی بعض قابل ذکر نعتوں کا انتخاب نذر قارئین کرتے ہیں۔ یہ یاد رہے کہ اس انتخاب میں صرف وہی نعتیں لی گئی ہیں جو آسانی سے ہمارے ہاتھ لگ گئیں۔ تفحص و استقصاء کی مہلت نہ تھی اور غالباً" اب اس کی ضرورت بھی نہیں کہ نمائندہ نعتیں دستیاب ہو ہی گئی ہیں۔

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شفیق چچا جناب ابو طالب سے منسوب چند نعتیہ اور مدحیہ قطعات عربی ادب کے سفینوں میں مندرج ہیں۔ ان کے ایک قصیدہ کا یہ شعر عربی نعت کے حقیقی خدوخال اجاگر کرنے کے لئے یہاں درج کیا جاتا ہے۔

و ابیض یستسقی الغمام بوجہہ　　ثمال الیتامی عصمۃ للار امل

(وہ گورے مکھڑے والا جس کے رخ انور کے وسیلہ سے ابر باراں طلب کیا جاتا ہے۔ یتیموں کا والی اور بیواؤں کا محافظ ہے)

۲۔ ایک دوسرے نعتیہ قطعے میں آپ نے دعوت اسلامی کی صداقت کا اظہار و اعتراف کرنے کے باوجود اسے قبول کرنے سے اپنی معذور کا ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ ؎

و دعوتنی و زعمت انک ناصحی　　ولقد صدقت و کنت ثم امینا"
و عرضت دینا" لا محالتہ انہ　　من خیر ادیان البریتہ دینا"
لو لا الملامتہ او حذار مسبتہ　　لوجدتنی سمحا" بذاک مبینا"

(تو نے اپنے خیال میں خیر خواہی سے مجھے دعوت (حق) دی ہے واقعی تو سچا ہے۔ اور تو امین بھی رہا ہے۔)
(تو نے ایسا دین پیش کیا جو یقیناً" دنیا کے بہترین نظامہائے حیات سے بھی بہتر دین ہے)
(اگر مجھے ملامت اور توہین کا اندیشہ نہ ہوتا تو واضح طور پر تو مجھے اس کے قبول کرنے میں فراخدل پاتا)

مجھے یاد پڑتا ہے کہ حضور کے دوسرے عم بزرگوار، جنھیں اسلام کی دعوت عظمیٰ سے نوازا گیا۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کی شان میں اشعار کہے ہیں تاہم وہ اس وقت کم از کم میری دسترس میں نہیں ہیں۔

۳۔ آپ کے محبوب چچا سید الشہداء حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار ملاحظہ فرمایئے۔ ؎

حمدت اللہ حین ھدی فوادی　　الی الاسلام والدین المنیف
للدین جاء من رب عزیز　　خبیر بالعباد بھم لطیف
اذا تلیت رسائلہ علینا　　تحدر دمع ذی اللب الحصیف
رسائل جاء احمد من ھداھا　　بایات مبینتہ الحروف
و احمد مصطفی فینا مطاعا"　　فلا تغشوہ بالقول العنیف

فلا واللہ نسلمہ لقوم ولما نقض فیھم بالسیوف

(جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو' اسلام' اپنے عظیم الشان دین کی ہدایت بخشی تو میں نے خدا کی حمد و ستائش کی کہ مجھے وہ دین عطا ہا جو بندوں پر مہربان اور ان کے حالات سے باخبر اور غالب پروردگار کی طرف سے ہے۔ جب اس کے پیغامات ہمیں سنائے جاتے ہیں تو صائب و صحیح رائے رکھنے والے اہل عقل بے ساختہ رو پڑتے ہیں۔ وہ پیغام ہدایت جو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) واضح حروف والی آیتوں کی شکل میں لائے ہیں۔ حضرت احمد مصطفیٰ ہم میں اطاعت و پیروی کے قابل ہیں۔ پس تم ان کے سامنے تند و سخت کلمات نہ کہو۔ خدا کی قسم ہم انھیں ایسی قوم کے حوالہ نہیں کریں گے جس کے ساتھ ہمیں یہ جھگڑا تلوار کے ذریعے چکانا ہے۔)

۴۔ ہجرت نبوی کا بیان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زبان حقیقت ترجمان سے سنئے۔ ۔

وقیت بنفسی خیر من وطئی الحصی	**ومن طاف بالبیت العتیق بالحجر**
رسول الہ خاف ان یمکرو بہ	**فنجاہ ذو الطول الہ من المکر**
فبات رسول اللہ فی الغار امنا"	**موقی و فی حفظ الالہ وفی ستر**
اقام ثلاثا" ثم ذمت قلائص	**قلائص تفرین الحصی اینما تفر**
وبت ارا عیھم وما یثبتوننی	**فقد و طنت نفسی علی القتل والاسر**
اردت بہ لضر الالم تبتلا	**واضمرتہ حتی اوسد فی قبر**

(میں نے' اس ذات گرامی کو بچانے کی تدبیر کی جو کنکریوں اور پتھروں پر چلنے والوں اور کعبے کا طواف کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔ جو اللہ کا رسول ہے۔ جب اسے دشمنوں کے فریب سے خطرہ لاحق ہوا تو بڑی طاقت والے معبود نے اسے دشمنوں سے بچالیا۔ بس خدا کا نبی غار میں امن و طمانیت سے' اللہ کی حفاظت میں دشمنوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رہا۔ تین دن کے قیام کے بعد انہوں نے اونٹنیوں کو نکالا۔ اونٹنیاں جو کنکروں کو اپنے پاؤں تلے روندتی چلی گئیں۔ میں دشمنوں کے ستانے کا منتظر رہا لیکن وہ مجھے کچھ کہہ نہ سکے حالانکہ میں اس موقع پر قتل' قید' ہر چیز کے لئے تیار تھا۔ اور اس عمل میں' عاجزی کے ساتھ اللہ کی مدد میرے مد نظر تھی۔ اور اب بھی میرے دل میں یہی جذبہ ہے اور مرنے کے بعد قبر میں جانے تک میری یہی خواہش رہے گی۔)

۵۔ دربار نبوی کے شاعر خاص' مداح رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ایک نعتیہ قصیدہ بہت مشہور ہے۔ اس کے چند منتخب اشعار یہاں درج کئے جاتے ہیں۔ ان اشعار سے حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی پسندیدہ اور مقبول نعتوں کے مواد و مضامین اور انداز و اسلوب کا اندازہ ہوتا ہے۔ اور نعت گوئی کے مقصد و مطمح نظر پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ ۔

اعز علیہ للنبوۃ خاتم	**من اللہ مشھود یلوح و یشھد**

وضم الالہ اسم النبی الی اسمہ	اذا قال فی الخمس الموذن اشهد
و شق اللہ لہ من اسمہ لیجلہ	فذ و العرش محمود و ھذا محمدٌ
نبی اتانا بعد یاس و فترۃ	من الرسل و الاوثان فی الارض تعبد
فامسی سراجا" مستنیرا" و ھادیا"	یلوح کما لاح الصیقل المھند
و انذرنا نارا و بشر جنتہ	و علمنا الاسلام فاللہ نحمد
و انت الہ الخلق ربی و خالقی	بذالک ما عمرت فی الناس اشهد
تعالیت رب الناس عن قول من دعا	سواک الھا انت اعلی و امجد
لک الخلق و النعماء و الامر کلہ	فایاک نستھدی و ایاک نعبد

(ان پر نبوت کی مہر جگمگا رہی ہے جو اللہ کی طرف سے لگی ہے اور اسکی چمک ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔ موذن پانچوں وقت اشھد کہتا اور اس امر کی گواہی دیتا ہے کہ معبود حقیقی نے آپ کا نام اپنے نام کے ساتھ ملا لیا ہے۔ ان کی عزت و شان دکھانے کے لئے اللہ نے ان کا نام خود اپنے نام سے مشتق کیا ہے۔ پس صاحب عرش محمود ہے تو آپ محمدؐ ہیں۔ یہ وہ نبی ہیں جو ہمارے پاس رسالت کے طویل وقفہ کے بعد اور خوف کی حالت میں تشریف لائے جب کہ دنیا میں بتوں کی پوجا ہو رہی تھی۔ پھر یہ آتے ہی منور چراغ اور رہبر و رہنما بن گئے اور چمکتی تلوار کی طرح جگمگانے لگے۔ انھوں نے ہمیں دوزخ کی آگ سے ڈرایا اور جنت کی خوشخبری دی اور ہمیں اسلام کی تعلیم دی۔ پس ہم اللہ کے شکر گزار ہیں۔ اے اللہ! تو ساری مخلوق کا معبود ہے اور میں عمر بھر اس بات کی گواہی دوں گا کہ تو میرا پروردگار اور خالق ہے۔ اے لوگوں کے پرودگار! جو لوگ تیرے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں، تو ان کی باتوں سے اعلیٰ اور برتر ہے۔ تو پیدا کرنے والا، نعمتیں دینے والا اور ہر چیز کا حکمران ہے۔ ہم تجھ سے ہدایت چاہتے ہیں اور تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔)

۶۔ ایک اور مداح رسول حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی نعت گو شعرا میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے تین شعر سنئے۔۔

روحی فداء لمن اخلاقہ شھدت	بانہ خیر مولود من البشر
عمت فضائلہ کل العباد کما	عم البریہ ضوء الشمس والقمر
لو لم یکن فیہ آیات مبینتہ	کانت بدیھتہ تکفی عن الخبر

(میری روح اس ذات پاک پر قربان، جس کے اخلاق اس حقیقت کے گواہ ہیں کہ وہ نوع انسان میں سب سے افضل ہیں۔ ان کی فضیلتیں تمام انسانوں کے لئے اسی طرح عام ہیں جس طرح سورج اور چاند کا نور ساری دنیا کے لئے عام ہے۔ اگر ان کی نبوت کے لئے واضح اور روشن نشانیاں نہ بھی ہوتیں تو خود ان کی شخصیت ہی تصدیق رسالت کے لئے کافی تھی۔)

۷۔ حضرت عبداللہ بصریؒ کی نعت سے دو شعر۔۔

جئتنا	بالیقین	والبرو	الصلتہ	رق	وفی الصدق	و	الیقین	سرور
اذھب	اللہ	ضلتہ	الجھل عنا	وآتانا	الرخاء		والمسرور	

(آپ ہمارے پاس یقین، نیکی اور سچائی کا پیغام لائے ہیں۔ اور سچائی اور یقین ہی خوشیوں کا منبع ہے۔ اللہ نے ہم سے جہالت کی گمراہیاں دور کر دیں اور آپ ہمارے لئے خوشحالی اور آسودگی بن کر آئے۔)

۸۔ یہاں بنی نجار کی بچیوں کے وہ نعتیہ اشعار درج کرنے کو جی چاہتا ہے جو انہوں نے حضور علیہ الصلواۃ والسلام کی مدینہ تشریف آوری پر استقبالیہ زمرے کے طور پر الاپے تھے۔

طلع	البدر	علینا	من	ثنیات	الوداع
وجب	الشکر	علینا	ما	دعا للہ	داع
ایھا	المبعوث	فینا	جئت	بالامر	المطاع

(ہم پر وداعی ٹیلوں کے پیچھے سے چاند طلوع ہو گیا۔ اللہ کے لئے پکارنے والے کی دعوت پر ہمارے لئے شکر ادا کرنا ضروری ہے۔ اے ہمارے پیغمبر تو واقعی قابل اطاعت پیغام لایا ہے۔)

۹۔ حضرت کعب بن زہیر کا مشہور قصیدہ "بانت سعاد" عربی نعتیہ ادب میں ایک خاص مقام رکھتا ہے۔ ان کے والد زہیر بن ابی سلمی عرب جاہلیت کے ممتاز اور سبعہ معلقہ کے شہرت یافتہ شاعروں میں شمار ہوتے تھے۔ حضرت عمرؓ ان کی شعری تخلیقات کو باقی شعرائے جاہلیت کے مقابلہ میں پسندیدہ خیال فرماتے تھے۔ زہیر نے خواب میں آسمان سے لٹکی ہوئی ایک رسی دیکھی جو ان کی پہنچ سے دور رہی۔ ایک کاہن نے اس کی تعبیر بتائی کہ عنقریب ایک پیغمبر مبعوث ہونے والے ہیں۔ لیکن تم ان کا زمانہ نہیں پاؤ گے۔ زہیر بعثت نبوی سے تھوڑا عرصہ قبل ہی وفات پا گئے۔ تاہم انہوں نے اپنے دونوں لڑکوں کعب اور بجیر کو وصیت کر دی تھی کہ نبی مبشر و موعود کے مبعوث ہونے پر ان کی دعوت قبول کر لینا۔ چنانچہ جب حضور علیہ الصلواۃ والسلام کی دعوت کا چرچا ہوا تو کعب نے اپنے بھائی بجیر کو تحقیق احوال کے لئے حجاز کے علاقے میں بھیجا۔ بجیر تو دربار رسول میں حاضر ہوتے ہی اسلام لے آئے اور بھائی سے استصواب کی ضرورت محسوس نہ کی۔ کعب کو ان کی جلد بازی بہت ناگوار گزری اور ان پر شدید رد عمل ہوا۔ نہ صرف بھائی کو زجر و ملامت کی بلکہ اسلام اور پیغمبر اسلام کی شان میں بھی گستاخانہ اور توہین آمیز اشعار کہنے شروع کئے اور ان کی بدگوئی کے باعث دربار نبوی سے ان کا خون ہدر قرار دے دیا گیا۔ آخر کچھ عرصہ کے بعد کعب کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اپنے کئے پر نادم ہوئے۔ بھیس بدل کر حضور کی خدمت میں پہنچے اور رحمتہ للعالمین کے دامن عفو کو تھام کر کہنے لگے۔ "یا رسول اللہ! کعب اگر اپنی گستاخیوں پر نادم ہو کر معافی اور پناہ کا طالب ہو تو کیا آپ اس کو معاف نہیں کر دیں گے؟" حضور تو عفو مجسم تھے۔ فرمایا۔ "کیوں نہیں!" بولے۔ "وہ خطا کار و گناہ گار میں ہی ہوں اور آج اپنی ناگفتنیوں پر شرمسار ہو کر ندامت و عجز کا اظہار کرتا اور عفو چاہتا ہوں۔" نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے معافی عطا کی۔ کعب نے سر مجلس حضور کی منقبت اپنی عفو طلبی اور صحابہ کبار کے عزم و شجاعت وغیرہ مضامین پر مشتمل ایک قصیدہ پڑھا جو دور جاہلیت کی

شعری روایات کا آئنہ دار ہوتے ہوئے نعتیہ قصیدوں میں نمایاں اہمیت رکھتا ہے۔ یہی قصیدہ ہے جس کے ایک شعر میں نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے نکتہ وارانہ اصلاح فرما کر اسے فرش سے اٹھایا اور عرش پر پہنچا دیا۔ اور پھر یہی قصیدہ ہے جسے حضور نے سمع قبول سے نوازا اور اس کے صلے میں کعب کو ردائے مبارک عطا فرمائی۔ یہ رداء مبارک آج ترکی کے دارالنور والتبرکات Topcopi میں محفوظ ہے اور خاص خاص تقریبات میں اس کا دیدار کرایا جاتا ہے۔

اس قصیدہ کے چند شعر ملاحظہ فرمائیے۔ ۔

انبئت ان رسول اللہ اوعدنی　　　والعفو عند رسول اللہ مامول
فقد اتیت رسول اللہ معتذرا　　　والعذر عند رسول اللہ مقبول
مهلا هداک الذی اعطاک نافلۃ　　　القران فیہ مواعیظ و تفصیل
لا تاخذنی باقوال الوشاۃ ولم　　　اذنب و ان کثرت فی الاقاویل

(مجھے خبردار کیا گیا ہے کہ اللہ کے رسول نے مجھے جان کی دھمکی دی ہے۔ حالانکہ اللہ کے رسول سے معاف کردینے کی توقع ہے۔ پس میں اللہ کے رسول کے پاس عذر خواہ بن کر حاضر ہوا ہوں اور اللہ کے رسول عذر قبول کر لیا کرتے ہیں۔ یا نبی! مجھے چھوڑ دیجئے اس خدا کے لئے جس نے آپ پر وہ قرآن نازل فرمایا جس میں نصیحت کی باتیں اور تفصیلات ہیں۔ میرے چغل خوروں کی باتوں پر نہ جائیے۔ مجھے معاف کر دیجئے! میرے بارے میں بہت کچھ کہا گیا ہے حالانکہ میں بے خطا ہوں۔)

اس طویل قصیدہ کے مدحیہ حصے کو عمداً" یہاں درج کرنے سے گریز کیا گیا ہے۔ تلافی کے لئے حضرت حسانؓ کے دو شعر سن لیجئے۔ ۔

۱۰۔
و احسن منک لم ترقط عینی　　　و اجمل منک لم تلد النساء
خلقت مبراء" من کل عیب　　　کانت قد خلقت کما تشاء

(میری آنکھ نے آپ سے زیادہ حسین و جمیل انسان نہیں دیکھا۔ نہ عورتوں نے آپ سے بڑھ کر خوبصورت بچہ جنا ہے۔ آپ ہر عیب و نقص سے پاک اتنے مکمل اور صاف ستھرے بنائے گئے۔ گویا آپ اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق عالم وجود میں آئے ہیں۔)

اب حضرات خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جذبات محبت اور اظہار غم کے اشعار میں سے بطور نمونہ صرف ایک ایک شعر حاضر کرتا ہوں، جو آنحضرتؐ کی وفات کے موقع پر کہے گئے تھے۔

۱۱۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ ۔

اجدک ما بعینک لا تنام　　　کان جفرنها فیها الکلام

(اپنے آقا کی جدائی تم پر بہت شاق گزری ہے۔ تمہاری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اب تم سو نہیں سکتے گویا ان کی پلکوں میں زخم ہو گئے ہیں۔)

۱۲- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ:۔

لا زلت مذ وضعو فراش محمد كيما يمرض خائفا اتوجع

(جب سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر مرض پر لٹایا گیا میں بہت خوف زدہ ہو رہا ہوں اور مجھے درد محسوس ہوتا ہے۔)

۱۳- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ:۔

نيا عيني ابكي ولا تسامي وحق البكاء على السيد

(اے میری آنکھ رو اور خوب رو' اور پیہم روئے جا۔ اپنے آقا و مولیٰ پر رونے کا حق ادا کر۔)

۱۴- حضرت علی کرم اللہ وجہ:۔

الا طرق الناعي بليل فراعني وارقني لما استقرمناديا

(کاش یہ رات کو آنے والا مجھے جدائی کی بری خبر سنا کر غمزدہ نہ کرتا اور اپنی منادی سے میری نیند نہ اڑا دیتا۔)

لگے ہاتھوں خانوادۂ نبوت کی دو برگزیدہ خواتین کے مرثیوں میں سے بھی چند شعر سن لیجئے۔

۱۵- سیدہ فاطمۃ الزہرا بنت رسول اللہ:۔

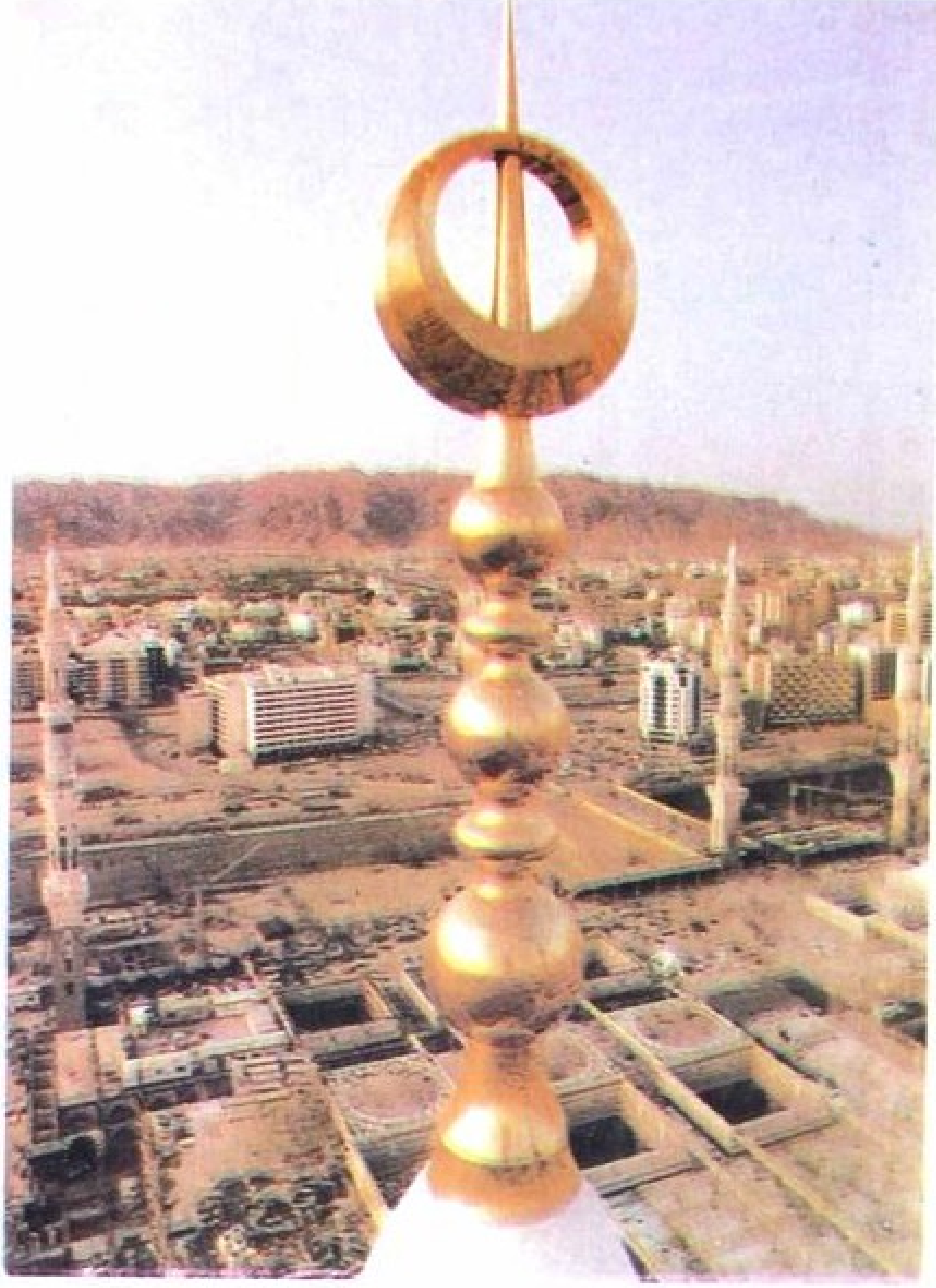
ما ذا على من شم تربته احمدً ان لا يشم مدى الدهر غواليا
صبت على مصائب لوانها صبت على الايام صرن لياليا

(حضرت احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تربت کو سونگھنے والے کو کیا ہو گیا ہے کہ اب وہ مدت العمر کوئی اور خوشبو سونگھنے کا روادار نہیں۔ مجھ پر ایسی مصیبتیں پڑی ہیں کہ اگر یہ مصائب روشن دنوں پر وارد ہوتے تو انہیں تاریک راتوں میں بدل ڈالتے۔)

۱۶- حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب عمۃ رسول اللہ:۔

الا يا رسول الله كنت رجاء نا وكنت بنا برا" ولم تک جافيا
وكنت بنا رؤوفا" رحيما نبينا لبيک عليک اليوم من كان باكيا
صبرت و بلغت الرسالته صادقا" وقلمت صلب اللدين ابلج صافيا
فلو ان رب العرش ابقاک نبينا سعلنا ولا كن امره كان ماضيا
عليک من الله السلام تحيته وادخلت جنات من العدن راضيا

(اے اللہ کے رسول آپ ہی تو ہماری امیدوں کے چراغ تھے اور ہم پر مہربان تھے' قطعی درشت طبیعت سخت مزاج نہ تھے۔ آپ ہم پر بے حد شفیق اور مہربان تھے اور آپ ہمارے نبی تھے۔ رونے والے کو آج تیری جدائی پر دل کھول کر رو لینا



مسجد نبوی کا کلس
----- قریب سے



مسجد نبوی----- رات کا منظر



کالج سٹاف پروفیسر محمد اشرف صدیقی ناظم تعلیم (کالجز) لاہور ڈویژن کے ہمراہ

چاہیے! آپ نے صبر و تحمل کے ساتھ دنیا کو اپنے رب کا سچا پیغام پہنچا دیا۔ اور اب دین کو مضبوط، مکمل اور صاف ستھرا چھوڑ کر دنیا سے جا رہے ہیں۔ اگر مالک عرش آپ کو ہمارے درمیان اور بھی رکھتا تو بے شک یہ ہماری خوش بختی ہوتی لیکن اس کا فیصلہ ہو چکا۔ آپ پر اللہ کریم کا درود و سلام ہو اور آپ راضی خوشی جنات عدن میں داخل ہوں۔)

۱۷۔ مراثی کے سلسلے میں شاعر نبوت حسان بن ثابتؓ کا رثائیہ بھی سن لیجئے۔

اطالت وقوفا" تذرف العین جهدها — علی طلل القبر الذی فیه احمد
فبورکت یا قبر الرسول و بورکت — بلاد ثوی فیها الرشید المسدد
وهل عدلت یوما رزیته هالک — رزیته یوم مات فیه محمدؐ
عزیز علیه ان یحیدوا عن الهدی — حریص علی ان یستقیموا و یهتدوا
عطوف علیهم لا یثنی جناحته — الی کنف یحنوا علیهم و یمهد
فبکی رسول الله یا عین عبرة — ولا اعرتیک الدهرو معک یجمد
فجودی علیه بالدموع واعولی — لفقد الذی لا مثله الدهر یوجد
وما فقد الماضون مثل محمدؐ — ولا مثله حتی القیامة یفقد

(بڑی دیر تک آنکھیں اس ٹیلے پر کھڑی آنسو بہاتی رہیں جس میں حضرت احمد صلی اللہ علیہ وسلم مدفون ہیں۔ اے رسول خدا کی آرام گاہ تو بابرکت ہے۔ اور وہ سرزمین بھی مبارک ہے جس میں ہدایت یافتہ ور راست باز انسان آرام فرما ہیں۔ کیا کسی دوسرے دن کے مصائب اس مصیبت عظمیٰ کے برابر ہوسکتے ہیں جس دن ہمیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کا مہلک صدمہ اٹھانا پڑا۔ وہ ذات جس پر اپنی قوم کا ہدایت سے انحراف شاق گزرتا تھا۔ اور جو اس کی محبت ان کی طرف جھکے جاتے تھے اور در گزر کرتے تھے۔ اے آنکھ اللہ کے رسول کے لئے ہمیشہ روتی رہ۔ میں کبھی تجھے آنسوؤں کے بغیر خشک نہ پاؤں۔ خوب خوب آنسو بہا اور چیخ چیخ کر رو، آج اس ہستی کا ماتم ہے جس کی مثال زمانے میں کہیں بھی نہیں ملتی۔ نہ تو گزشتہ زمانے کے لوگوں نے اس جیسی ہستی سے محرومی کا داغ اٹھایا ہے۔ نہ قیامت تک آنے والوں کو ایسا صدمہ ہو گا۔)

۱۸۔ ایک مدحیہ قطعہ حضرت امام زین العابدین علی بن الحسینؒ سے منسوب ہے۔ اس میں جذب و شوق کی والہانہ کیفیت بھی ہے اور عذوبت الفاظ بھی۔ تاہم کچھ ایسا لگتا ہے کہ اس کے بعض اشعار الحاقی ہیں جو کسی متشاعر نے آپ کے نام سے اضافہ کر دیئے ہیں۔ اس کے چند شعر بھی دیکھ لیجئے۔

ان نلت یا ریح الصبا یوما" الی ارض الحرم — بلغ سلامی روضته فیها النبی المحترم
من وجهه شمس الضحی من خده بدر الدجی — من ذاته نور الهدی من کفه بحر الهمم
قرانه برهاننا نسخا" لادیان مضت — اذ جاء نا احکامه کل الصحف صار العدم
اکبادنا مجروحته من سیف هجر المصطفی — طوبی لاهل بلدة فیها النبی المحتشم

(اے باد صبا! اگر کسی دن تجھے ارض حرم جانے کا اتفاق ہو تو روضہ اطہر جا کر میرا سلام عرض کرنا، جس میں وہ ذات اقدس

آرام فرما ہے جس کا رخ روشن چڑھتے سورج کی طرح اور جس کے رخسار گھٹا سے نکلتے ہوئے چاند کی مانند ہیں۔ اور جو خود ہدایت کا نور ہے اور جس کا دست سخا ہمت و حوصلہ کا سمندر ہے۔ اس کا قرآن ہماری دلیل اور سابق دینوں کا ناسخ ہے۔ ہمارے جگر مصطفیٰ صلی اللہ کی جدائی کی تلوار نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے ہیں۔ اس شہر کے لوگ خوش بخت ہیں جہاں حضور کی آرام گاہ ہے۔)

اسی طرح امام اعظم سراج الامتہ ابو حنیفہ النعمان کے نام سے بھی چند نعتیں اور خصوصیت سے ایک قصیدہ بعض کتابوں میں میری نظر سے گزرا ہے۔ اگرچہ وہ بھی مشکوک ہے لیکن اگر اس تحریر کے موقع پر ہاتھ آجاتا تو اس کے چند شعر یہاں ثبت کر دیتا۔

۱۹۔ لیجئے۔ مشہور تفسیر کشاف کے فاضل منصف ابوالقاسم محمود زمخشری کی نعت پڑھیئے۔ ؎

والحق فالحق ماجاء الرسول بہ — سیف علی هام اهل الشرک مسلول
محمد ان تصف ادنی خصائصہ — فیها لها قصتہ فی شرحها طول
ابوالعباد و عبدالله بینهما — لہ مصاص من الانساب منخول
هوالذی ان یخالج فی نبوتہ — ریب فما القول بالتوحید مقبول

(حق یہ ہے کہ جو کچھ رسول خدا لے کر آئے ہیں وہی حق ہے۔ آپ اہل شرک کے سروں پر خدا کی سونتی ہوئی تلوار تھے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ادنیٰ سی صفت بھی بیان کرنے لگو تو اس کی تفصیلات طویل ہو جاتی ہیں۔ آپ بندوں کے سرپرست اور اللہ کے بندے تھے۔ اور ان دونوں کے درمیان آپ عالی نسب مخلوق تھے۔ آپ کی نبوت کے بارہ میں اگر کسی دل میں خلجان واقع ہو جائے تو ایسے شخص کی طرف سے توحید کا اقرار ناقابل قبول ہے۔

۲۰۔ اور اب دیکھیے شیخ مصلح الدین سعدی بلبل شیراز کس ٹھاٹھ سے مدح سرا ہوتے ہیں۔ ؎

بلغ العلی بکمالہ — کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ — صلوا علیہ والہ

(وہ اپنے کمال کی بلندیوں پر پہنچے اور انہوں نے اپنے جمال سے تاریکیاں کافور کر دیں۔ ان کے اطوار پسندیدہ تھے۔ ان پر اور ان کی آل پر درود و سلام۔)

۲۱۔ ان کے ساتھ ہی لسان الغیب حافظ شیرازی کا انداز مدحت دیکھیے۔ ؎

یا صاحب الجمال و یا سید البشر — من وجهک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ — بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

(اے حسن والے، انسانوں کے سردار، آپ کے رخ روشن سے چاند چمک اٹھا۔ آپ کی تعریف و توصیف آپ کی شان کے شایان کرنا ممکن ہی نہیں۔ بس قصہ مختصر یہ ہے کہ آپ خدا کے بعد ساری کائنات سے بڑے ہیں۔)

۲۲۔ الشیخ شرف الدین ابی عبداللہ محمد البوصیری مداحین رسول میں نمایاں بلکہ شہرہ آفاق حیثیت کے حامل ہیں۔ آپ نے بارگاہ نبوی میں عقیدت و محبت کے گلدستے پیش کئے ہیں۔ ادبی محاسن، عذوبت الفاظ، وسعت معانی اور ارادت و خلوص کی کیفیات سے لبریز، آپ کے کئی خوبصورت قصیدے آپ کی یادگار ہیں۔ عربی نعت گوئی میں آپ اپنے معاصرین میں ممتاز ہیں۔ آپ کا قصیدہ ہمزیہ ادب عربی میں خصوصی اہمیت رکھتا ہے۔ آپ کے سلام کے چند شعر ملاحظہ فرمایئے۔ ۔

سلام علیک تتری من اللہ و تبقی بہ لک الباواء — وسلام علیک منک فما غیرک منہ لک السلام کفاء

وسلام من کل ما خلق اللہ لتحیا بذکرک الاصلاء — وصلاۃ کالمسک تحملہ منی الشمال الیک او نکباء

وسلام علی ضریحک تخضل بہ منہ تبرتہ وعساء — وسلام قلمت بین یدی نجوی اذلم یکن لدی ثراء

ما اقام الصلوۃ من عباد اللہ وقامت بربھا الاشیاء

(اللہ کی طرف سے آپ پر متواتر سلام آتا رہے۔ اور اس طرح آپ کا وقار ہمیشہ برقرار رہے۔ آپ پر خود اپنا سلام کیونکہ کسی اور کا سلام آپ کے شایان بھی نہیں۔ اللہ کی ساری مخلوق کا سلام آپ پر تاکہ آپ کے ذکر سے محفلیں سجتی رہیں۔ بادشمال مشک کی خوشبو لے کر آپ کی سلامی کو آئے اور روضہ مبارک کی نرم مٹی سے سوندھی سوندھی خوشبو اٹھے۔ میں سرگوشی کے ساتھ خصوصی سلام عرض خدمت کرتا ہوں کہ اس کے سوا میرے پلے کچھ بھی نہیں۔ سلام جب تک اللہ کے بندے نماز پڑھیں اور دنیا رب کے حکم سے قائم رہے۔)

۲۳۔ اسی طرح آپ کا ایک اور مدیح لامیہ کے نام سے مشہور ہے۔ لیکن جو حسن قبول اور لطف خدا داد آپ کے قصیدہ میمیہ کو حاصل ہوا۔ نعتیہ ادب میں بہت کم منظومات کے حصے میں آیا ہے۔ یہ قصیدہ، بردہ کے نام سے مشہور ہوا اور اسے مدح خوانان رسالت کے تقریباً" تمام حلقوں میں بے پناہ شہرت و وقعت حاصل ہوئی۔

کچھ تو یہ قصیدہ اپنی زبان، بیان، حسن اسلوب، الفاظ کی شیرینی اور شوکت، جذبات کی فراوانی، جوش محبت و عقیدت اور سوز دردوں کی تاثیر کا مرقع ہونے کی بنا پر خود ہی کچھ کم نہ تھا۔ پھر سونے پر سہاگہ حضور کے دربار میں اس کی مقبولیت اور شاعر کی فالج ایسے خوفناک مرض سے معجزانہ شفا یابی نے اسے مقبول انام اور مشہور خاص و عام کر دیا۔ دنیا بھر کی مختلف زبانوں میں اس کی شرحیں لکھی گئیں۔ میلاد اور ذکر رسولؐ کی محفلوں میں اسے مخصوص انداز میں پڑھا گیا۔ شاعروں نے اس پر بیسیوں تضمینیں لکھ ڈالیں اور عقیدت مندوں نے اس کے اشعار کو اور اوراد و وظائف اور دم درود میں شامل کر لیا۔

اس قصیدہ کے منتخب اشعار یہاں درج کیے جاتے ہیں۔ ۔

محمد سید الکونین والثقلین — والفریقین من عرب و من عجم

ھو الحبیب الذی ترجی شفاعتہ — لکل ھول من الاھوال مقتحم

فاق النبین فی خلق وفی خلق — ولم یدانوہ فی علم الاکرم

فهو الذی ثم معناه و صورته   ثم الطفاه حبیبا" باری النسم
منزه عن شریک فی محاسنه   فجوهر الحسن فیه غیر منقسم
دع ما ادعته انصاری فی نبیهم   واحکم بماشئت مدحافیه واحتکم
فانسب الی ذاته ماشئت من شرف   وانسب الی قدرت ماشئت من عظم
فان فضل رسول الله لیس له   حد فیعرب عند ناطق بفم
فمبلغ العلم فیه انه بشر   وانه خیر خلق الله کلهم
وکل ای اتی الرسول الکرام بها   فانما اتصلت من نوره بهم
فانه شمس فضل هم کواکبها   یظهرن انوارها للناس فی الظلم
اکرم بخلق نبی زانه خلق   بالحسن مشتمل بالبشر متسم
کالزهر فی ترف والبدر فی شرف   والبحر فی کرم والدهر فی هم
مولای صل وسلم دائما" ابدا"   علی حبیبک خیر الخلق کلهم

(محمد صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جہانوں' جن و انس' عرب و عجم کے سردار ہیں۔ آپ اللہ کے ایسے حبیب ہیں جن سے خوف و دہشت کے ہر موقع پر سفارش و شفاعت کی امید کی جاتی ہے۔ آپ صورت و سیرت کے لحاظ سے تمام نبیوں پر فوقیت لے گئے ہیں۔ کیونکہ وہ علم اور بزرگی میں آپ کے برابر نہیں۔ پس آپ ہی کی ذات پر سیرت و اخلاق اور صورت و جمال کی تکمیل ہوئی پھر خالق کائنات نے آپ کو اپنا حبیب بنانے کے لئے چن لیا۔ آپ کے محاسن میں آپ کا کوئی شریک نہیں ہے لہٰذا حسن و خوبی میں آپ کا جوہر ناقابل تقسیم ہے۔ عیسائی اپنے نبی کے بارے میں الوہیت و ابنیت وغیرہ کے جو دعوے کرتے ہیں انہیں چھوڑ کر اپنے رسول کی تعریف و نعت میں جو کچھ کہہ سکتے ہو بے جھجک کہو اور علماء کو اس میں حکم ٹھہرالو جو بزرگی اور فضیلت چاہو آپ کی ذات سے منسوب کر لو اور اس کے مرتبہ کی عظمت جتنی چاہو بڑھا کر بیان کرو کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلتیں اور خوبیاں بے حد و بے حساب ہیں۔ کوئی شخص ان کو بیان کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا۔ لوگوں کا مبلغ علم بس یہی کچھ ہے اور لوگ زیادہ سے زیادہ یہی سکتے ہیں کہ آپ بشر ہیں حالانکہ آپ ساری مخلوق خدا سے افضل و برتر ہیں۔ انبیاء کرام کے تمام معجزے اور نشانیاں آپ ہی کے نور کی بدولت انہیں حاصل ہوئیں۔ پس آپ فضیلتوں کا چمکتا ہوا آفتاب ہیں اور انبیاء اس کے ستارے ہیں جو تاریکی میں انسانوں پر اس کا نور بکھیرتے ہیں۔ آپ کے حسن و صورت کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ آپ کے اخلاق کریمانہ سے حسن و جمال ور خندہ جبینی کی زینت میں اور بھی اضافہ ہوا۔ آپ تروتازہ پھول اور چودھویں کے چاند کی طرح ہیں۔ آپ کا کرم اور فیاضی سمندر کی طرح وسیع اور آپ کی ہمت و عزم زمانہ کی مانند ہے۔ اے میرے مولا! اپنے پیارے حبیب' ساری مخلوق کے سرتاج پر ہمیشہ ہمیشہ درود سلام بھیج۔

قصیدۂ بانت سعاد کی طرح اس مدیح کو بھی "بردہ" کہا جاتا ہے بلکہ اس کا یہی عرف عام اس کے اصل نام "قصیدہ میمیہ" سے زیادہ معروف مشہور ہے۔

۲۴۔ الشہاب محمود آٹھویں صدی ہجری کے نعت گو ہیں۔ ان کی ایک نعت دیکھئے۔

ذوا معجزات الباهرات ترفعت	عن ان یمیز و صفها الاحصاء
منهن تسبیح الحصا فی کفہ	و کذا الطعام و فاض منہ الماء
وسلام احجار رای بطریقتہ	سمعتہ و هی الصلاة۔ الصماء
و اجابتہ الاشجار حسین دعا بہا	تسعی الیہ کا نهن امعاء
ور جوعها بالامر نحو مکانها	سیان منها العود و الابداء
و کذاک عین قتادة اذ ردها	من بعد ما سقطت و اعیا الداء
و کذا علی ازدعاہ بخیبر	فاتی الیہ و عینہ رمداء
ناجال فیها برلقہ فغدالها	برء بہ فی وقتها و شفاء

(آپ واضح اور روشن معجزوں والے ہیں۔ اور آپ کے اوصاف حد حساب سے بالا ہیں۔ ان معجزات و خصائص میں سے کنکریوں کا آپ کی ہتھیلی میں تسبیح پڑھنا' کھانے میں برکت ہونا' آپ کی مبارک انگلیوں سے پانی جاری ہو جانا' راستے میں پتھروں کا آپ کو سلام کرنا' ٹھوس بہرہ ہونے کے باوجود آپ کا کلام سننا' درختوں کا بلانے پر دوڑے چلے آنا گویا وہ آپ کے غلام ہیں لونڈیاں ہیں۔ اور دوبارہ حکم ملنے پر واپس اپنی جگہ چلے جانا۔ گویا آنا اور جانا ان کے برابر تھا۔ اسی طرح قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ ضائع ہو جانے اور دوا و تدبیر کے ناکام رہنے کے بعد آپ کا ان کی بینائی کو لوٹانا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ' خیبر میں طلب فرمانے پر جب آئے تو ان کی آنکھیں آ رہی تھیں۔ آپ کا اپنے لعاب دہن سے ان کا آشوب چشم اسی وقت دور کر دینا شمار کیا جاسکتا ہے۔)

۲۵۔ الجامع الصحیح الامام بخاری کے نامور شارح حافظ ابن حجر عسقلانی کی نعت ملاحظہ ہو۔

رفیق الروح بالجسم ارتقی فی	طباق حف فیها بالهناء
علا و دنا و جاز الی مقام	کریم خص فیہ بالاصطفاء
ولم یر ربہ جهرا سواہ	لسر فیہ جل عن امتراء

(روح القدس جبریلؑ) کے ساتھی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے۔ جہاں ان پر رحمتوں اور نعمتوں کی بارش ہوئی۔ آپ بلند ہوئے۔ قریب پہنچے اور ایسے مقام کریم تک پہنچے جہاں اللہ نے انہیں خصوصیت سے چن لیا۔ آپ کے سوا کسی نے بھی اپنے پروردگار کو یوں کھلم کھلا نہیں دیکھا۔ اس میں بھی ایک بھید ہے۔ جو شک و شبہ سے بالا ہے۔)

۲۶۔ شیخ تقی الدین محمد ابن دقیق العید مالکی مسلک کے علمائے اسلام میں سے ہیں۔ ان کے دو نعتیہ شعر پڑھیے۔

لم یبق لی امل سواک فان بغت	ودعت ایام الحیوة و داعا"
لا استلذ لغیر وجهک منظرا	وسوی حدیثک لا ارید سماعا"

(میرے لئے آپ کے سوائے کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ آپ کے بغیر میں اپنی زندگی کے دنوں کو الوداع کہہ رہا ہوں۔ آپ

کے روئے انور کے سوائے اور کوئی منظر مجھے لطف نہیں دیتا۔ اور آپ کی باتوں کے علاوہ میں کسی کی باتیں سننا نہیں چاہتا۔

۲۷۔ امام غزالی کے تلمیذ رشید حافظ ابو بکر محمد ابن العربی الاندلسی نے قیام مدینہ کے دوران یہ اشعار لکھے۔

لم یبق لی سول ولا مطلب	مذ صرت . جار الحبیب الحبیب
لا ابتغی شیئا سوی قربہ	و ھا انا منہ قریب قریب
العیش والموت لیستا طیب	بطیبتہ لی کل شئی بطیب

(اب میری کوئی تمنا اور کوئی مطلب باقی نہیں رہا جب سے خدا کے حبیب کا ہمسایہ بنا ہوں مقصود حاصل ہو گیا ہے۔ اب مجھے ان کے قرب کے سوا کچھ بھی درکار نہیں ہے اور میں اب ان کے قریب اور قریب ہو رہا ہوں۔ یہاں مجھے زندگی اور موت دونوں یکساں ہیں۔ مدینہ میں میرے لئے ہر چیز پسندیدہ ہے۔ زندہ رہوں تو بھی اور موت آجائے تو بھی۔)

اسی انداز کی نعت مفتی یافہ شیخ حسین دجانی نے بھی کہی ہے۔

اذ ھبت الاریاح من نحو طیبتہ	اھاج فوادی طیبھا و ھبوبھا
فلا تعجبوا من لوعتی و صبابتی	ھوی کل نفس این حل حبیبھا

(مدینہ کی ہوائیں آتی ہیں تو ان کی خوشبو اور ان کا چلنا میرے دل میں ہیجان پیدا کر دیتا ہے۔ آپ لوگ میری شیفتگی اور اضطراب پر تعجب کیوں کرتے ہیں۔ ہر شخص کا دل وہیں اٹکا ہوا ہوتا ہے جہاں اس کے محبوب کا ڈیرا ہو۔)

۲۹۔ حضرۃ الامام قطب الدین احمد الشاہ ولی اللہ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی نعت و مدیح میں متعدد قصیدے لکھے ہیں۔ صرف ایک قصیدہ کے چند شعر یہاں درج کرتا ہوں۔

و ان لابد تمدح ذا معال	فحسبک مدح خیر الانبیاء
و ان تمدح رسول اللہ یوما"	فحا ذران تقصر فی الثناء
رسول اللہ یا خیر البرایا	نو الک ابتغی یوم القضاء

(اگر تجھے کسی عالی مرتبت ہستی کی مدح و صفت کرنی ہی ہے تو حضرت خیر الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح کر اور جب کسی دن تو آپ کی مدح کرنے لگے تو خبردار احتیاط سے' ایسا نہ ہو کہ تو تعریف و ستائش میں کمی کرے۔ اے تمام مخلوق میں سب سے بہتر رسول میں فیصلہ کے دن آپ کی بخششوں کا خواستگار ہوں۔)

۳۰۔ ان کے فرزند گرامی حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی کی خوبصورت نعت کے کچھ اشعار ملاحظہ ہوں۔

یا سائر نحو الحمی باللہ قف فی بانہ	واقرا طوا میر الجوای من علی سکانہ
ان یسئلوعن حالتی فی السقم منذ فقد تھم	فالقلب فی خفقانہ والرائس فی دورانہ
ان فتشوا عن دمع عینی بعد ہم قل حاکیا"	کالغیث فی تھتانہ والبحر فی ہیجانہ

لکنہ مع ماجری مشغوف حب المصطفی — فخیالہ فی قلبہ و حدیثہ بلسانہ
ولطالما یدعوا ملحا فی الدعا مبالغا — لیطوف فی بستانہ و یشم من ریحانہ
یا من تفوق امرہ فوق الخلائق فی العلا — حتی لقد اثنی علیک اللہ فی قرانہ
صلی علیک اللہ اخر دھرہ متفضلا — مترحما و حبالک الموعود فی احسانہ

(اے چراگاہ کی طرف جانے والے خدا کے لئے بان کے جھنڈ میں کچھ دیر رک کر وہاں رہنے والوں کو میرے مصائب کی داستان پڑھ کر سنا اگر وہ میرے ان سے بچھڑنے کے بعد کی حالت زار پوچھیں تو انہیں بتا کہ میرا دل خفقانی ہے اور سر چکروں کی زد میں ہے اگر وہ اپنے چلے جانے کے بعد میرے رونے کی کیفیت دریافت کریں تو بتا کہ آنکھیں برسنے میں ابر اور جوش گریہ میں سمندر بنی ہوئی ہیں۔ اس کے باوجود وہ حب مصطفیٰ میں شیفتہ و سرشار ہے۔ ہر قت ان کا خیال اس کے دل میں اور ان کی باتیں اس کی زبان پر ہیں اور کتنی طویل مدت سے وہ الحاح و زاری کے ساتھ یہ دعا کر رہا ہے کہ وہ آپ کے باغ میں سیر کرے اور آپ کے گل و ریحان سونگھے' اے وہ ذات گرامی جو رتبے کی بلندی میں ساری مخلوق سے برتر ہیں' یہاں تک اللہ پاک نے قرآن میں آپ کی توصیف کی۔ اللہ کریم دنیا کے خاتمہ تک اپنے فضل و رحم سے آپ پر درود و سلام بھیجتا رہے۔ اور اپنے وعدہ کے مطابق تمام بھلائیاں آپ کو عطا فرمائے۔)

مولانا فضل حق خیر آبادیؒ نے بھی اسی بحر اور اسی قافیہ میں چند اشعار لکھے ہیں۔ شعر اچھے ہیں مگر بات بنی نہیں۔ افسوس اس وقت وہ اشعار موجود نہیں ہیں کہ نقل کئے جائیں۔

۳۱۔ علامہ غلام علی آزاد بلگرامی بارھویں صدی ہجری کے اجلہ علماء و فضلاء عصر میں سے تھے' عربی زبان کے جید ادیب اور شاعر تھے۔ ان کے مدحیہ قصائد اور نعتیہ اشعار اپنی ادبی و شعری خوبیوں اور ذوق و شیفتگی کی ولولہ آفرین سخن سازیوں کا روح پرور مرقع ہیں۔ اپنے کمال نعت گوئی کی بدولت "حسان الہند" کے لقب سے ملقب ہوئے۔ یہاں ان کے ایک قصیدہ سے چند شعر پیش کئے جاتے ہیں۔

محمد فاتح البرایا — و ان اتانا علی العقیب
جمالہ فائض بنور — و خلقہ فائح بطیب
دعاء ہ جاء بالغوا دی — وکفہ جاد با لصبیب
قد ارتقی فی السماء حقا — و حل بالمنزل الرحیب
من ابتغی ھھنا جنانا — سری الی روضتہ الرطیب
اقام آزاد فی سقام — و انما المصطفی طبیب

(محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا کا افتتاحیہ ہیں اگرچہ وہ ہمارے پاس بعد میں آئے ہیں۔ ان کا حسن نور برساتا ہے۔ اور اخلاق خوشبو بکھیرتے ہیں۔ ان کی دعائیں نعمتیں لاتی ہیں اور ہاتھ ابر سخا ہیں۔ وہ حقیقتاً" آسمان پر چڑھے اور وسیع محل میں جا پہنچے جسے جنت کی خواہش ہو وہ اس پر بہار روضہ کی طرف جائے۔ آزاد مدت سے بیمار ہے۔ اور اس کا علاج حضور ہی کے پاس

ہے-)

۳۲- حضرت نواب سید صدیق حسن خان البخاری القنوجی ماضی قریب کے مداحین رسالت میں ممتاز شخصیت کے مالک، بلند پایہ عالم، شیوا بیان ادیب اور خوش گو شاعر تھے- آپ سینکڑوں کتابوں کے مصنف اور ہزاروں اہل علم و ہنر کے مربی تھے- ان کے ایک عربی قصیدہ نعتیہ کا اقتباس ملاحظہ ہو-

اخترت بین اماکن الغبراء ۔۔۔ دار الکرامۃ بقعۃ الزوراء
هل لی مکان فیہ اطلب راحتی ۔۔۔ من دونها فی البر والاماء
کیف الوصول الی منازل طیبۃ ۔۔۔ فیها المفتقر حصول رجاء
نفسی فداء لتربۃ قلسیۃ ۔۔۔ فیها نبی سید البطحاء

(میں نے غبار آلود مکانوں کے درمیان چمکتا ہوا روضہ بزرگ و محترم خطہ میں چن لیا ہے- کیا بحر و بر میں کہیں بھی اس کے علاوہ میرا ایسا ٹھکانہ ہے جہاں مجھے سکون و راحت میسر آئے- طیبہ کی گلیوں میں، جہاں محتاجوں اور فقیروں کی آرزوئیں پوری کی جاتی ہیں- میں کیونکر پہنچوں؟ اس پاک و پاکیزہ تربت پر میری جان قربان جس میں بطحا کے سردار نبی صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں-)

حضرت غُلام مصطفیٰ عشقی

یَاشَفِیعَ الوَرٰی سَلَامٌ عَلَیکَ ۔۔۔ یَانَبِی الھُدیٰ سَلَامٌ عَلَیکَ
خاتمِ الاَنبِیاء سَلَامٌ عَلَیکَ ۔۔۔ سَیدُ الاَصفِیا سَلَامٌ عَلَیکَ
لَیلَۃ اسریٰ بِہٖ قَالتِ الانبیا ۔۔۔ مَرحَبَا مَرحَبَا سَلَامٌ عَلَیکَ
وَاجِبٌ حُبُّکَ عَلی المَخلُوقِ ۔۔۔ یَاحَبِیبُ العُلیٰ سَلَامٌ عَلَیکَ
اَعظَمُ الخَلقِ اَشرَفُ الشرَفَا ۔۔۔ اَفضَلُ الاَذکِیَا سَلَامٌ عَلَیکَ
کُشِفَت مِنکَ ظُلمَۃ الظُلَم ۔۔۔ اَنتَ بَدرُالدُجیٰ سَلَامٌ عَلَیکَ
مَھبطُ الوَحیِ مَنزِلُ القُرآن ۔۔۔ صَاحِب الاھتِدَا سَلَامٌ عَلَیکَ
اِنکَ مَقصَدِیٰ و مَلجَاءِ ی ۔۔۔ اِنکَ مُدعَا سَلَامٌ عَلَیکَ
مَطلَبِی یَا حَبِیبِیٰ لَیسَ سَوَاکَ ۔۔۔ اَنتَ مَطلُوبُنَا سَلَامٌ عَلَیکَ
سَیدِیٰ یَا حَبِیبِی مَولَایِ ۔۔۔ لَکَ رُوحِیٰ فِدَا سَلَامٌ عَلَیکَ
ھٰذَا قَولُ غُلَامِکَ "عِشقی" ۔۔۔ مِنہٗ یَا مُصطَفٰی سَلَامٌ عَلَیکَ

برصغیر کی عربی نعتیہ شاعری ---- ایک جائزہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

برصغیر کی قدیم روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ برصغیر کے رہنے والے فطرتاً" مزاجاً" شعر پسند تھے' بعض اصحاب نے تو اس جذبہ شعر کی روایت ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام تک طویل کر دی ہے کہ جب ہبوط آدم اس سرزمین پر مانا جاتا ہے تو حسن گویائی اور رعنائی نطق کا ماخذ بھی آپ کی ذات کے حوالے سے اسی خطہ ارضی کو ماننے میں کونسی قیامت ہے۔ عربوں کا قدیم ورثہ بھی نظم ہے' شعر عربوں کی زندگی کا عکاس اور ان کے وقائع و حوادث کا روزنامچہ ہے۔ اس لئے جب وہ برصغیر میں آئے تو شعری ذوق انہیں عصری تقاضوں کو منظوم کرنے کی ترغیب دیتا رہا' سندھ کے عرب حکمرانوں میں فاتح سندھ محمد بن قاسم بذات خود عربی کا قادرالکلام شاعر تھا' عرب عہد حکومت میں عربی زبان کی ترویج و اشاعت کے ساتھ عربی شعر کو بھی پھلنے پھولنے کا موقع ملا' عرب آبادکار تو عربی ذوق اور معیار شعر سے باخبر تھے۔ مقامی لوگوں کو بھی ان کے زیر سایہ عربی زبان و ادب سے بہرہ ور ہونے کے مواقع میسر آئے' فطری ذوق' پر خلوص خواہش اور مساعد حالات نے شعر کی آبرو برقرار رکھی۔ خیال رہے کہ برصغیر کی عربی شاعری عجمیوں کی عربی شاعری ہے۔ علماء لسان جانتے ہیں کہ مادری زبان کے علاوہ کسی زبان پر مکمل عبور ایک خواب ہے جس کی تعبیر صرف استثنائی حالات میں ممکن ہے' دوسری ضروری بات یہ بھی ہے کہ برصغیر میں عربوں کا کوئی نمائندہ شاعر نہیں آیا۔ برصغیر کی شاعری کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا کہ اس میں برصغیر کے جغرافیائی کارکنوں' تہذیبی عوامل کے تذکرے معدوم ہیں۔ یہ رائے شعری مواد کے موجود سرمائے کی بنا پر ہے' ہوسکتا ہے اصل صورت حال ایسی نہ ہو کیونکہ زمانے کی دست برد نے بہت تھوڑا شعری مواد آئندہ نسلوں کو منتقل ہونے دیا ہے۔ ان تمام گزارشات کے باوجود برصغیر کی عربی شاعری میں بعض قابل قدر شعرا نظر آتے ہیں۔ ان میں وہ لوگ تو عربی شاعری کے امین تھے جو ہجرت کرکے یا لشکر اسلامی کے ساتھ برصغیر آگئے تھے لیکن مقامی شعراء نے بھی عربی ادب میں لائق التفات کارنامے انجام دیئے ہیں۔ ان شعرا میں محمد بن قاسم فاتح سندھ (م ۹۶ ھ)' ہارون بن موسیٰ جو سرزمین ملتان کا پہلا بلند پایہ شاعر تھا اور مشہور عرب شاعر کمیت سے دوستانہ راہ و رسم رکھتا تھا' ابو عطاء السندھی (م بعد ۱۸۰ھ) لہجے اور نطق کی بعض خامیوں کے باوجود ابو عطاء عربی شعر پر مکمل دسترس رکھتا تھا۔ نصر بن سیار اور حمادالراویہ جیسے اشخاص نے اس کی شعری صلاحیتوں کی تعریف کی ہے۔ کتاب الاغانی' دیوان الحماسہ اور شعروالشعرلابن قتیبہ میں اس کے اشعار موجود ہیں' ابوضلع سندھی' سرزمین سندھ کا ایک اور شاعر جو موسیٰ الہادی (م ۱۷۰ھ) چوتھے عباسی خلیفہ کا غلام تھا اور بدیہہ گو شاعر تھا' البیرونی' عظیم سائنس دان' مورخ اور عالم اور قادر الکلام شاعر' مسعود سعد سلمان (۵۱۵ھ) دور غزنویہ کا باکمال شاعر جس کے عربی۔ فارسی اور ہندی دیوان کے حوالے ملتے ہیں۔

عربوں کے دور یعنی ۹۳ھ سے تقریباً" ڈھائی سو سال کا عرصہ' شعرو شاعری سے زیادہ تبلیغ و اشاعت کا دور تھا' عربی زبان برصغیر پر اپنی سطوت جما ہی رہی تھی کہ فارسی کے اثرات زیادہ شدت سے نمودار ہونے لگے۔ اس لئے عربی ادب سے استفادہ کے وہ مواقع نہ مل سکے جو متوقع تھے' عربی زبان علماء تک محدود ہو کر رہ گئی تھی اس لئے عوام تک نہ پہنچی۔ چنانچہ عوامی جذبات کو عربی پیراہن میسر نہ آیا۔ صرف علماء ہی عربی شاعری میں شریک تھے مگر ان میں اکثر یا تو عرب سے آئے تھے اور ہم

عصر مزاج ساتھ لائے تھے یا پھر عرب میں جا بسے تھے اور اسی رنگ میں رنگے گئے تھے' مقامی آبادی بتدریج اسلام میں داخل ہو رہی تھی' نو مسلموں میں جذبات عشق کا ابھی وہ گداز پیدا نہ ہوا تھا جو نسل در نسل ایک تہذیب سے اتصال کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے' نعت تو مسلسل ذہنی رابطے کی استواری کا مظہر ہوتی ہے۔ جو ابھی تشکیل پا رہی تھی' ابھی تک تو عربی شاعری میں وہ دم خم نہ آیا تھا جو اس کا حق تھا' نعتیہ شاعری تو عام عربی شاعری سے مشکل تر تھی اس لئے اس میں ابھی اظہار جذبات کی منزل نہ آئی تھی۔ بایں ہمہ ایک ایسے صاحب قلم کا نام ملتا ہے جو عربی زبان و ادب پر عربوں کی سی قدرت رکھتا تھا' عطا بن یعقوب انفزنوی ایسا پختہ مشق شاعر تھا کہ اس کے ہاں عربی صمیم کی جھلکیاں نظر آتی ہیں جس کے اشعار نورالدین العوفی (م ۶۴۰ھ) نے نقل کئے ہیں' ان گزارشات کے بعد مناسب ہو گا کہ برصغیر میں مسلمان حکمرانی کے باضابطہ دور سے مطالعہ کا آغاز کریں جس میں عربی زبان و ادب کو علمی حیثیت حاصل رہی اگرچہ حکمرانی کی زبان فارسی تھی'

عہد سلاطین

خاندان غلاماں سے خاندان لودھی (۱۲۲۶ء تا ۱۵۲۶ء) تک کے عرصے میں برصغیر کی معاشی خوشحالی اور معاشرتی سکون نے دیگر مضطرب مسلم علاقوں کے لوگوں کو برصغیر کا راستہ دکھایا چنانچہ ساتویں صدی ہجری سے برصغیر کی طرف ہجرت ایک معمول تھا' خوش قسمتی سے ان مہاجرین میں عربی ادب اور علوم اسلامیہ کے ایسے علماء بھی شامل تھے جن کا وجود مغتنمات میں سے تھا۔ اس ہجرت سے برصغیر کی علمی فضا میں نورانیت ہویدا ہوئی اور چند ہی سالوں میں ہندی معاشرہ مسلم معاشرے میں منقلب ہو گیا۔

شاعری کی اس عمومی کیفیت میں نعتیہ شاعری کی حیثیت متعین کی جاسکتی ہے' عربی شاعری کا ذوق بڑھتا تو عربی نعت کو جلا ملتی اور جب عربی شعر کے لئے ماحول زیادہ تسلی بخش نہ ہو تو مدح رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عربی پیراھن دستیاب ہونا مشکل ہے' بایں ہمہ عرب علاقوں میں عربی نعت کا شباب برصغیر کو متاثر کئے بغیر نہ رہ سکا' عہد سلاطین کے پر سکون ماحول کے مقابل عرب علاقوں میں بے چینی اور اضطراب تھا۔ ملت مسلمہ اپنے بدترین ادبار سے دوچار تھی اس لئے امت کی مجموعی کراہ شعر کے قالب میں ڈھل کر استغاثہ بن گئی تھی چنانچہ اسی دور میں عرب علاقوں میں نعتیہ شاعری کے نمائندہ شاعر پیدا ہوئے مثلاً" الصرصری (م ۶۰۶ھ)' الوتری (م ۶۶۲ھ)' البوصیری (م۶۹۶ھ)' الشہاب محمود (م ۷۲۵ھ)' ابن نباتہ (م ۷۶۸ھ)' ابن خلدون (م ۸۰۸ھ) ابن حجتہ الحموی (م ۸۳۷ھ)' النواجی (م ۸۰۹ھ) وغیرہ نمائندہ شاعر تھے جن کے نعتیہ قصائد اعلیٰ ترین نمائندے تھے' برصغیر ایسے بلند مرتبہ مدح نگار تو پیدا نہ کر سکا مگر یہ اعتماد سے کہا جاسکتا ہے کہ برصغیر کے شعراء نذرانہ عقیدت پیش کرنے میں کسی کوتاہی کے مرتکب نہیں ہوئے۔

المدائح النبویہ۔

مدح نگاروں میں وہ بھی شامل تھے جو ہجرت کرکے برصغیر آ بسے تھے اور وہ بھی جو عرب علاقوں میں قیام کی وجہ سے عربی شعر کی لطافتوں میں گم ہو گئے تھے' ان میں مشہور فارسی شاعر اور صوفی شیخ فخرالدین عراقی (م ۶۸۸ھ) شیخ ابوالفتح رکن الدین ملتانیؒ (م ۷۳۴ھ) کے علاوہ برصغیر کے وہ معروف مدح نگار بھی تھے جن کا نام نعتیہ شاعری میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔ مثلاً"

شیخ عبدالمقتدر تھانیسری (م ۷۹۱ھ)

نعتیہ شاعری کی محترم اور نمائندہ شخصیت قاضی عبدالمقتدر، عالم اسلام کے مشہور قاضی شریح کندی (م ۸۷ھ) کی نسل ہونے کی بنا پر کندی یا شریحی کہلاتے تھے، تھانیسر میں پیدا ہوئے، اس لئے تھانیسری نسبت سے مشہور ہوئے۔ علوم عربیہ کا ذوق خاندان ہی میں تھا، قدرت نے ملکہ شعر بھی عطا کیا تھا اس لئے نو عمری میں شعر کہنے لگے، شیخ نصیرالدین چراغ دہلوی علیہ الرحمتہ کے برادر گرامی شیخ شمس الدین محمد بن یحیٰ الادبی سے علوم عربیہ کی تکمیل کی۔ شیخ چراغ دہلویؒ سے بھی قلبند تھا اس لئے تصرف کا ذوق پیدا ہوا، قاضی شہاب الدین دولت آبادی شاگردوں میں سے تھے، طویل عرصہ درس و تدریس میں مشغول رہے۔ آزاد بلگرامی لکھتے ہیں۔ "قاضی عبدالمقتدر در تاریخ بست و ششم محرم ۷۹۱ھ مقام عند ملک مقتدر قرار گرفت۔" مزار حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے احاطہ میں حوض شمسی کے جنوب میں ہے۔

قاضی صاحب کی شہرت ان کی عربی شاعری کے واسطے سے ہے کہ عربی شاعری میں ان کی آواز بہت مقتدر ہے، تمام تذکرہ نگاروں نے ان کی اس منفرد صلاحیت کا حوالہ دیا ہے، مدح رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کا لامیہ قصیدہ بہت معروف ہے۔ جو لامیتہ العجم للطغرائی کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ جسے لامیتہ الھند کہا جاسکتا ہے۔ قاضی صاحب کا لامیہ قصیدہ اکثر تذکروں میں روایت ہوا مگر اس کے اشعار کی تعداد اور ترتیب میں اختلاف ہے۔ آزاد بلگرامی نے ۱۲ شعر نقل کئے ہیں۔ شیخ عبدالحق محدثؒ نے ۲۴ اور صاحب نزھتہ الخواطر نے ۴۹۔ ان اشعار کا تطابق کیا جائے تو صورت حال یہ ہے کہ اخبار الاخیار کے ۲۴ شعروں میں سے ۲۲ نزھتہ الخواطر میں بھی موجود ہیں۔ ۲ شعر نہیں ہیں اسی طرح ماثر الکرام کے ۱۲ شعروں میں سے ۹ نزھتہ الخواطر اور اخبارالاخیار میں ہیں جب کہ تین نہیں ہیں۔ مجموعی نقشہ یہ بنے گا کہ نزھتہ الخواطر کے ۴۹، اخبار الاخیار کے ۲ زائد اور ماثر الکرام کے تین زائد ملا لئے جائیں تو کل ۵۴ شعروں کا قصیدہ دستیاب ہوتا ہے۔ اغلب گمان ہے کہ یہ کامل قصیدہ ہے کیونکہ اس کی ابتداء سے انتہاء تک قصیدہ کے تمام مکونات مکمل شکل میں موجود ہیں۔

قصیدہ الامیتہ الھند عرب روایات کے مطابق تمام ضروری اجزاء کو محیط ہے، اس میں تشبیب ہے۔ گریز ہے۔ مدح ہے۔ پریشانیوں کا تذکرہ بھی، زھیر بن ابی سلمیٰ صاحب معلقہ کی طرح نصیحت آموزی کا سامان بھی ہے اور امام بوصیری علیہ الرحمتہ کی طرح مصائب دنیا کا تذکرہ بھی اور استغاثہ بھی۔ قصیدہ کا اسلوب عرب قصائد کے معیار سے مکمل طور پر ہم آہنگ ہے مگر موضوع اور مقاصد کے اعتبار سے اس پر حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ اور امام بوصیری علیہ الرحمتہ کی چھاپ ہے، عجمی شاعر ہونے کے باوجود قصیدہ میں عربی فضا برقرار ہے۔ اور بلا استناد قصیدہ کو کسی عجمی سے نسبت دینے میں تامل ہوتا ہے اور یہی اس کی کامیابی ہے۔ قصیدہ کی تشبیب ۱۸ شعروں پر پھیلی ہوئی ہے۔ سفر کا تذکرہ، غزال کی چشم قتالہ کی مشابہت، بے ثباتی دنیا کا حوالہ، وصال کی مشکلات اور خصائص مجرب کا فنکارانہ بیان تشبیب کا حصہ ہے۔ قاضی صاحب نے شعوری کوشش کی ہے کہ صنائع و بدائع کے چیستان سے اپنا دامن بچالیں جو برصغیر کی فضا کا حصہ تھے مگر یہ طرز نگارش کا تحکم تھا کہ ان کے اشب قلم سے جو نادر تشبیہات ادا ہوئی ہیں ان میں سادگی و پرکاری کے ساتھ صنعت کاری نے بھی جلوے دکھائے ہیں، گریز سے مدح کی طرف رخ ایسے انداز سے ہوا ہے کہ قاری کوئی وقفہ محسوس نہیں کرتا۔ مادی سہاروں کی بے ثباتی درگاہ ابد قرار کی طرف کھینچتی ہے تو شاعر محبوب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہو جاتا ہے اور شدت جذبات کو مدحیہ اشعار میں

سمو دیتا ہے۔

محمد خیر خلق اللہ قاطبۃ	ھوالذی جل عن مثل وعن مثل
لہ المزایا بلا نقص ولا مشبہ	لہ العطایا بلا من و لا بدل
لہ المکارم ابھی من نجوم دجی	لہ العزائم امضی من قنا البطل
لہ الفضائل اجدی من عصا کسرت	لہ الشمائل احلی من جنبی النحل
لہ الجمال اذا ما الشمس قد نظرت	الیہ قالت الا یا لیت ذالک لی
النصر قادمہ والفتح خادمہ	کلاھما عن حماہ غیر مرتحل

اور آخر پر

یا سید المرسلین المکرمین ادم	شفاعتہ لعبید ضارع وجل

(حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے تمام تر مخلوق سے برتر ہیں۔ آپ کی ذات وہ ہے جو اپنی مثل اور اپنی نظیر سے بلند تر ہے۔ ان کے اوصاف میں نہ کوئی کمی ہے اور نہ کوئی مشابہ ہے۔ آپ کی عطائیں بلا احسان اور بغیر کسی بدل کے ہیں' آپ کے مکارم شب سیاہ کے تاروں سے زیادہ روشن ہیں۔ آپ کے عزائم جانداروں کے نیزوں سے زیادہ کارگر ہیں۔ آپ کا حسن و جمال اس قدر ہے کہ جب سورج اسے دیکھ لیتا ہے تو کہہ پڑتا ہے کہ کاش یہ حسن و جمال میرا بھی ہوتا' نصرت آپ کی پیش قدمی کے لئے ہے اور فتح آپ کی خادم ہے۔ یہ دونوں آپ کے دار امن سے علیحدہ ہونے والی نہیں ہیں۔ اے مرسلین و مکرمین کے سردار آپ کی شفاعت کمزور و ناتواں اور خوف زدہ غلاموں کے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہے۔)

شیخ احمد تھانیسری (۸۲۰ھ)

شیخ احمد قاضی عبدالمقتدر کے بعد برصغیر کے دوسرے بڑے مدح خوان تھے۔ دہلی میں پیدا ہوئے قاضی صاحب سے درسیات کی تعلیم پائی۔ علم و فضل اور زہد و تقویٰ میں مشہور ہوئے۔ طریقت کی تربیت اور درس ارادت شیخ نصیرالدین چراغ دہلوی علیہ الرحمتہ سے حاصل کیا۔ تیمور (م ۸۰۷ھ) نے دہلی پر حملہ کیا تو ثابت قدم رہے اور گرفتار ہوئے' جب تیمور کو بلندی مقام کی خبر ہوئی تو بہت احترام سے پیش آیا۔ تیمور سمرقند لے جانا چاہتا تھا مگر مولانا احمد نے پسند نہ کیا۔ مگر پھر دہلی سے کالپی چلے گئے۔ کالپی ہی میں انتقال ہوا۔

مولانا کا دالیہ قصیدہ قاضی صاحب کے فیض صحبت کا اثر ہے' وہی بحر بسیط اور وہی عروض و ضرب' ابتدائی چودہ شعر تشبیب کے ہیں جن میں مسلسل سفر کا تذکرہ محبوبہ کی یاد اور اس کے تذکار کی حکایت اور پھر گریز' ان اشعار میں مجنون بنی عامر سے منسوب شعروں کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔ فاختہ کی آواز نے شاعر کو مضطرب کر دیا ہے اور فراق کی سوزش نے اس سے خوشی کا تصور بھی چھین لیا ہے مگر ماضی کی خوشی کا ایک لمحہ وجد آفرین ہے۔ یہ تصویر کشی وارداتی عمل ہے۔ تشبیب کے اشعار میں عاربی اثرات نمایاں ہیں' غراب الیین کا تصور عرب معاشرت کا حصہ وگرنہ برصغیر میں غراب جدائی کا نہیں ملاپ کا نشان ہے۔ گریز لفظی خل (چھوڑو) سے رخ مدح کی جانب مڑتا ہے۔

خل الاحادیث عن لیلی و جارتها   وارحل الی السید المختار من ادد
ولیس لی اللدین والدنیا و اخرنی   سوی جناب رسول اللہ معتملی
رب الندی والجلی والصالحات معا   طفلا" و کھلا" و لی شیب و لی مرد

(لیلیٰ اور اس کی پڑوسنوں کی باتیں چھوڑو' خاندان عدنان بن اود کے مالک و مختار کے حضور چلو۔ میرے لئے دین' دنیا' آخرت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی سہارا نہیں ہے۔ آپ سخاوت' بخشش اور اعمال صالحہ سے بچپن' پختہ عمری' بڑھاپے اور نوجوانی میں بیک وقت متصف تھے۔)

مدح قصیدے کا مرکزی حصہ ہے۔ اس میں الفاظ کا انتخاب اور ربط مناسب بلکہ معیاری ہے۔ قصیدہ جوں جوں آگے بڑھتا ہے' آبشار کی سی روانی اور پہاڑی ندی کا سا خرام سنائی دیتا ہے۔ فرماتے ہیں۔

بالعلم مکتنف بالحلم متصف   باللطف ملتحف بالبر متسد
بالخلق مشتمل بالرفق مکتحل   بالحق متصل بالصدق منفرد
بالشرع معتصم للدین منقسم   فی اللہ مجتهد باللہ مقتصد
بالفقر مفتخر بالزهد مشتهر   بالشکر متزر بالحمد منجرد
العدل سیرتہ والفضل طینتہ   والبذل مشمتہ فی الوجد والوبد

(آپ علم سے آراستہ' بردباری سے متصف' نرم خوئی سے ملبوس اور کرم گستری کا تکیہ رکھنے والے تھے' آپ اخلاق حمیدہ کے جامع' نرمی و ملائمت سے مزین' حق و صداقت سے مربوط اور منفرد تھے' شرع اسلامی کے پابند' دین کے غیور' اللہ کی راہ میں مصروف جہاد اور اللہ پر نظر جمانے والے تھے' فقر پر فخر کرنے والے' دنیا سے بے رغبتی کے لئے مشہور' لشکر آپ کا لبادہ اور حمد آپ کا ہدف تھا' عدل آپ کی سیرت' فضیلت آپ کی فطرت' عطاء آپ کی عادت' خوشحالی میں بھی اور تنگ دستی میں بھی۔)

ان کے علاوہ شیخ بدرالدین الدمامینی (م ۸۲۷ھ) جو برصغیر تشریف لائے تھے' عربی کے باکمال شاعر تھے' مدح حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں ۸۳ اشعار کا رائیہ قصیدہ نہایت تابناک کاوش ہے۔ صرف ایک شعر میں برصغیر کے صنائع کا رنگ آگیا تھا۔ درج کئے دیتے ہیں کہ عرب شاعر سے ایسا عمدہ قصیدہ ترتیب پانا عین قرین قیاس ہے۔

وانت سماء العلم والحلم والندی   فلا غرو ان اهدی الی افقک الشعرا

(آپ علم' بردباری اور عطاء و بخشش کے آسمان ہیں۔ کوئی تعجب نہیں کہ میں آپ کے آفاق کی جانب شعر کا تحفہ ارسال کروں۔ شعر بھی مراد ہے اور توریہ بھی ہے شعریٰ ستارے سے۔)

مغلیہ دور عروج ۱۵۲۶ء تا ۱۷۰۷ء میں کئی سربلند ہستیاں موجود تھیں۔ علماء میں علی متقی (م ۹۷۰ھ)' یعقوب صرفی (م ۱۰۰۳ھ) عبدالقادر عید روسی (م ۱۰۳۸ھ) شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) اور مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی (م ۱۰۶۷ھ) کے

علاوہ متعدد صاحب کمال لوگ شامل تھے جب کہ صوفیاء کرام میں شیخ عبدالقدوس گنگوہی (م ۹۴۴ھ) سید موسیٰ پاک شہیدؒ (مابعد ۹۸۰ھ) خواجہ باقی باللہؒ (م ۱۰۱۲ھ) شاہ ابوالمعالیؒ (م ۱۰۲۴ھ) مجدد الف ثانیؒ (م ۱۰۳۴ھ) اور میاں میرلاہور (م ۱۰۴۰ھ) کے علاوہ مختلف سلاسل تصوف کے متعدد بزرگ موجود تھے' علماء صوفیاء کی اس معتدبہ تعداد نے علمی و تربیتی اثرات ڈالے' مطالعہ حدیث کا رواج بھی ہوا اور حاشیہ نگاری اور شروح کے فن کو بھی عروج حاصل ہوا' لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ مختلف دینی فرقے پیدا ہوئے اور مقامی اثرات نے بھگتی تحریک کے زیر اثر اسلامی تعلیمات پر بڑے بڑے اثرات ڈالے' شطاریہ' مداریہ' نقطویہ' روشنیہ وغیرہ گروہ اسلام کی مطہر تعلیم کو ہندو ودانت کے رنگ میں رنگنے لگے۔ اکبر کے دین الٰہی نے بہت بڑا فتنہ پیدا کر دیا جس سے شعار اسلام کی توہین ہونے لگی۔ ان حالات میں جب کہ اسلامی تعلیمات کی اشاعت و تبلیغ میں وحدانیت پیدا ہو چکی تھی۔ عربی زبان و ادب اور المواثخ النبویۃ کی خدمت کی کسے فرصت تھی۔ اس لئے یہ دور نعتیہ شاعری کے لحاظ سے انحطاط کا دور ہے۔ فارسی اثرات کی وجہ سے بھی عربی شعر و مدحیہ شاعری کو نقصان پہنچا۔ جلیل القدر شہنشاہوں کے دربار مدح نگار اپنی شاعری کو زروجواہر میں تولنے لگے۔ مادہ پرستی کی ہماہمی میں نیک جذبوں کی پامالی ہونے لگی' انسانی فطرت ہے کہ وہ خوشحالی کے دور میں حال مست ہو کر خدا کو بھول جاتا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا' بایں ہمہ چند مخلص انسان موجود رہے جن کو مادی نمود و نمائش گھائل نہ کر سکی ان میں۔

شیخ حامد جمالی (م ۹۴۲ھ) جن کے ایک فارسی شعر کو بقائے دوام حاصل ہے فرماتے ہیں۔

موسیٰ زہوش رفت بیک پرتو جمال — تو عین ذات می نگری در تبسمی

شیخ حامد جمالی کے چند عربی نعت کے شعر بھی ملتے ہیں۔

شیخ عبداللہ الحضرمی العیدروسی (م ۹۹۰ھ) مشہور عیدروسی خاندان میں سے تھے۔ حرمین میں قیام رہا۔ النورالسافر کے مصنف عبدالقادر العیدروسی ان کے صاحب زادے ہیں۔ ان کی تصانیف میں **العقد النبوی والسر المصطفوی' قصیدہ تحفۃ المرید** اس قصیدے کے دو شروح' دو مولد ایک مختصر ایک طویل' معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک رسالہ' **نفحات الحکم علی الا میۃ العجم** شامل ہیں۔ ایک دیوان بھی ان سے منسوب ہے۔ نعت کے ضمن میں مساوات کی اعلیٰ نسبی پر کہتے ہیں۔

لنا بالرسول المصطفی خیر نسبۃ — مسلسلۃ تعلو علی کل رتبۃ
شموس تجلت والبدور طوالع — نجوم لنا بالسعلمۃ استملت

(رسول مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہماری بہتر نسبت مسلسل ہے جو ہر انسانی شرف سے بلند تر ہے۔ سورج جو چمکتے ہیں اور چاند جو طلوع ہوتے ہیں۔ اور ہمارے یہ سب تارے اسی نسبت سے متعلق ہیں۔)

فیضی (م ۱۰۰۴ھ)' شیخ عبدالقادر الحضرمی (م ۱۰۳۸ھ) مولانا حبیب اللہ بیجاپوری (م ۱۰۴۱ھ) شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) کے علاوہ چند اور نام بھی مدح نگاری میں اہمیت رکھتے ہیں مگر اس گروہ مداحاں میں دو نام بہت معتبر ہیں ایک الحسن بن

علی بن شدقم (۱۰۴۶ھ) اور دوسرے سید علی معصوم الدستکی (م ۱۱۱۷ھ) ان کی مدح نگاری کے چند نمونے درج کئے جارے ہیں۔

الحسن بن علی شدقم (م ۱۰۴۶ھ)

مدنی الاصل تھے اور مشہور شدقم خاندان سے نسبت تھی' جوانی ہی میں برصغیر آگئے۔ احمد نگر میں مقیم رہے۔ اور وہاں نظام شاہی خاندان سے منسلک ہوئے۔ شادی بھی سلطان کی بیٹی ہی سے کی۔ زہر الریاض و زلال الحیاض' ان کی اہم ترین تصنیف ہے۔ جو ابجدی ترتیب سے ضخیم سوانحی نعت ہے۔ پر اعتماد شاعر تھے۔ علامہ النباتیؒ نے ان کا ایک والیہ قصیدہ نقل کیا ہے۔ ۳۲ اشعار کا یہ قصیدہ ان کے جذبات محبت کا خوبصورت مرقع ہے۔ قصیدہ میں تشبیب ہے۔ دیار محبوب کے اشتیاق کا تذکرہ ہے۔ لیکن اس داستان عشق اور حکایت اضطراب میں اپنایت کا عنصر نمایاں ہے۔ شاعر کی دینی حس اور یاد ماضی کا سہانا پن (کہ عرب مہاجرین) اسے وارفتہ بنا رہے ہیں' قصیدے کے بیشتر اشعار میں فراق کی چبھن' ماضی مرحوم کی یاد اور مستقبل میں زیارت کی سعادت کا ارمان ملتا ہے۔ آخر پر درود و سلام کا نذرانہ ہے۔ طویل فراق اور خواہش زیارت کا سماں دیکھئے۔

الا یا رسول اللہ یا اشرف الوری	و یا بحر فضل سیبہ دائم المد
لانت الذی فقت النبین زلفتہ	من اللہ رب العرش مستوجب الحمد
بنا جیک عبد من عبیدک نازخ	عن الدار والاوطان والاھل والولد
ویسئل قربا من حماک فجدلہ	بقرب فقرب الدار خیر من البعد
فان لہ سبعا و عشرین حجتہ	غریبا" بارض الھند یصبو الی ھند

(اے اللہ کے رسول اے مخلوق بھر سے اشرف وجود' اے فضل کے ایسے سمندر جس کا منبع ہمیشہ چلتا رہتا ہے۔ آپ تمام انبیاء سے بلند تر مقام والے ہیں۔ اللہ تعالٰی کے ہاں جو عرش کا رب اور دائمی حمد والا ہے۔ آپ سے آپ کے غلاموں میں سے وہ غلام ملتجی ہے جو گھر سے' وطن سے اور اہل و عیال سے دور ہے۔ وہ آپ سے آپ کی پناہ گاہ یعنی مدینہ منورہ کا قرب مانگتا ہے۔ آپ اسے قرب کی خیرات دیں اور گھر کا قرب' بعد سے بہتر ہے کہ اسے سرزمین ہند پر غریب الدیار ہوئے ستائیس سال ہو گئے ہیں اور وہ اپنے محبوب وجود کا مشتاق ہے (ہند محبت کا استعارہ ہے۔ لفظوں کی ہم جنسی نے ایک سماں پیدا کر دیا ہے۔)

سید علی معصوم الدستکی (م ۱۱۱۷ھ)

سادات سے نسبت ہے' مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ والد برصغیر میں عبداللہ قطب شاہ والی گولکنڈہ کے امراء میں شامل تھے مگر اس کے بعد ابوالحسن قطب شاہ جو تانا شاہ کے مشہور نام سے معروف ہے سے نبھ نہ سکی' قید ہوئے اور قید ہی میں انتقال ہو گیا۔ تانا شاہ نے اولاد پر بھی ہاتھ ڈالنا چاہا مگر اورنگ زیب عالمگیر سے تعلق کی بنا پر ابن معصوم دربار مغلیہ میں منتقل ہو گئے اور عزت پائی۔ متعدد عہدوں پر رہے' بڑھاپے میں حرمین چلے گئے وہاں سے عراق اور آخر شیراز میں سکونت کر لی اور وہاں ہی ۱۱۱۷ھ میں انتقال ہوا۔ ابن معصوم کثیر التصانیف تھے۔ سلافتہ العصر فی محاسن اعیان العصر' گیارھویں صدی ہجری کے شعراء کا لائق اعتماد تذکرہ ہے۔ اس کتاب میں ۱۲۴ شاعروں کے حالات ہیں جن میں نصف درجن کے قریب ہندی یا ہند سے تعلق رکھنے

والے ہیں۔ **سلوۃ الغریب واسوۃ الاریب** مکہ معظمہ سے گولکنڈہ تک کے سفر کی ادبی روداد ہے۔ **انوار الربیع فی انواع البدیع** ابن معصوم کے اپنے بدیعیہ کی شرح ہے۔ اسی طرح متعدد کتب ہیں جن میں دیوان الشعرا العربی' بھی ان کے زور قلم کا نتیجہ ہے۔ علامہ النبہانی نے اپنے مجموعہ میں ان کے دو نعتیہ قصائد (دالیہ ۳۴ شعروں کا اور رائیہ ۵۶ شعروں کا ہے) نقل کئے ہیں۔

دالیہ قصیدہ کی فضا استغاثہ سے عبارت ہے' شاعر اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے حاضر دربار ہے۔ اسے یقین ہے کہ یہ دربار منبع عفو و کرم ہے۔ بخشش یہاں کی عادت ہے۔اسے یہ بھی اعتماد ہے کہ اس دروازے سے کوئی سائل نا امید نہیں لوٹا۔ اس لئے وہ گناہوں کا بوجھ اٹھائے بخشش کا طالب ہے۔ لجاجت مگر پر اعتماد لہجہ قصیدہ کا حسن ہے۔ شاعر مبالغہ پسندی کا خوگر ہے۔ اس لئے وہ اظہار مافی الضمیر میں بھی اور مدح میں بھی کہیں کہیں بھٹکتا نظر آتا ہے۔ مگر عمومی انداز عقیدت مندانہ ہے۔ مدح اور طلب کا عمدہ امتزاج موجود ہے مثلاً"

اتیتک یا خیر النبیین زائرا" وحاشاک تولی زائر امک الصدا
و انی لاھل ان ارد بخیبتہ و انت فاھل بعد ان لا اری الردا
فمثلی عبد اوبقتہ ذنوبہ ولامثل مولای الذی ستر العبدا
وہل رد قبلی عنک راج بخیبہ و ان جاوزت اثامہ الحصر والحد

(اے انبیاء کے مختار میں آپ کے دربار میں زائر بن کر آیا ہوں' ناممکن ہے کہ جو زائر آپ کا قصد لے کر آئے وہ اعراض کا شکار ہو جائے' میں تو اس کا اہل ہوں کہ نا امید لوٹا دیا جاؤں اور آپ اس مقام پر ہیں کہ کسی کو لوٹتا ہوا نہ دیکھیں۔ میں ایک ایسا غلام ہوں جس کے گناہوں نے اسے مار ڈالا ہے اور آپ کی مثل تو کوئی آقا نہیں کہ جو غلاموں کے پردے ڈھانپ لے۔ اور کیا مجھ سے پہلے کوئی طالب امید مایوس لوٹا ہے آپ کے دربار سے۔ اگرچہ اس کے گناہ حد و حساب سے تجاوز کئے ہوئے ہوں۔)

قصیدہ رائیہ کا لہجہ ارکان شعر کے اختصار کی وجہ سے تیز تر ہو گیا ہے اس میں شاعر کی خواہشات مچل رہی ہیں اور اس نے سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کو والہانہ انداز سے پکارا ہے' ابتدا ہی سے ندا شروع ہوتا ہے اور حاضری دربار سے ہی مدح شروع ہوئی ہے۔ مثلاً"

یا عین ھذا العلم الاکبر ھذا النبی الاکرم الطھر

(اے چشم یہ علم اکبر ہے یعنی مقام اعلیٰ اور بلند وقار والا نبی ہے۔ یہ اکرم واطہر نبی ہے۔)

مقام رسالت کی عظمتوں کا ادراک حاصل کرنے کے لئے قلبی کدورت کا دور ہونا اور بصری حجابات کا اٹھنا ضروری ہے۔ ابن معصوم نے یہ خوبصورت اور ضروری نقطہ اٹھا کر بالواسطہ مقام رسالت کی عظمتوں کو سلام کیا ہے۔

ان کانت المراۃ مجلوۃ تقابل الفیض الذی یصدر

فافزع الی رب الوری وابتھل واسالہ توفیقا ؎ تبصر

(اگر تیرے دل کا آئنہ مجلی ہو گا تو تو اس برستے ہوئے چشمہ فیض کے سامنے اپنے آپ کو پائے گا۔ پس رب کائنات کے سامنے گریہ و زاری کر اور ان سے توفیق طلب کر تو رحمت دیکھ لے گا۔)

ا انت فی شک انا زرتہ و انت طبق انص تستغفر
ھنا مقام السعد فامثل ؎ بشری فھنا خطلک المسفر
ھنا مقام الجود فاسال ؎ ماشئت فالمسئول لا یضجر

(کیا تجھے کوئی شک ہے جب کہ تو نے ان کی زیارت کی تو تو نص قرآنی کے مطابق مغفرت چاہ رہا ہے۔ یہ مقام سعادت ہے یہاں قیام کر۔ یہاں بشارت ہی بشارت ہے۔ یہ تو تیرا نورانی نصیب ہے۔ یہ جودوکرم کا مقام ہے۔ اسی کے واسطے سے جو چاہئے مانگ کہ جس سے مانگا جا رہا ہے وہ کسی کو دھتکارتا نہیں ہے۔)

سلطنت مغلیہ کا دور زوال (۱۱۱۸ھ تا ۱۲۷۴ھ / ۱۷۰۷ء تا ۱۸۵۷ء)

مغلیہ حکومت کا عہد زوال اورنگ زیب عالمگیر کی وفات ۱۷۰۷ء سے شروع ہو جاتا ہے۔ اس دور میں یوں تو بے شمار علماء موجود تھے مگر اکثر کا ذوق حواشی اور تعلیمات تک محدود تھا اگرچہ ان میں ملا نظام الدین سیالوی (م ۱۱۶۱ھ) محمد حیات سندی (م ۱۱۶۳ھ) محمد اعلیٰ تھانوی (بارھویں صدی ہجری) سید مرتضیٰ الزبیدی (م ۱۲۰۵ھ) قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م ۱۲۲۵ھ) مولانا عبدالعلی بحر العلوم لکھنوی (م ۱۲۳۵ھ) مولانا فضل امام خیر آبادی (م ۱۲۴۳ھ) علامہ محمد عابد سندھی (م ۱۲۵۲ھ) اور مولانا مملوک علی (م ۱۲۶۷ھ) کے نام لائق التفات ہیں۔ مگر مجموعی ماحول خوش آئند نہ تھا۔ صوفیا کرام میں شاہ حکیم اللہ جہاں آبادی (م ۱۱۴۲ھ) مولانا فخر الدین فخر دہلوی (م ۱۱۹۹ھ) خواجہ نور محمد مہاروی (م ۱۲۰۵ھ) شاہ نیاز بریلوی (م ۱۲۰۵ھ) چشتیہ سلسلہ تصوف کے نمائندہ تھے جب کہ شاہ غلام علی دہلوی (م ۱۲۴۲ھ) سلسلہ نقشبندیہ کے نمایاں صوفیاء میں سے تھے۔

ان اکابرین کے حالات اور ہم عصر دیگر علماء و صوفیا کے تذکرے شاہد ہیں کہ اکثر و بیشتر تقلیدی روش نمایاں تھی۔ استخراجی قوتیں کمزور ہو چکی تھیں، تصوف میں ماضی کا سا دبدبہ نہ تھا لیکن مجموعی زوال کے تناظر میں یہی کچھ غنیمت ناظر آتا ہے، اب جب کہ ظاہری سیارے دم توڑ رہے تھے اور تخت شاہی کے ممدوحین بھی دم توڑ رہے تھے، بے سہارا مسلمان اس غیر حقیقی قصیدہ خوانی کے چنگل سے آزاد ہوئے، مغلیہ دور کے درباروں میں قصائد گو شعراء کا جمگھٹا رہتا تھا اب دربار نہ رہے تو وہ دربار یاد آیا جو ہر کس و ناکس کی پناہ گاہ اور ہر کسی کا سہارا ہے۔ غیر مستحق ممدوح نہ رہے تو استحقاق کی قدر شناسی کا دور آیا۔ مدح رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا چلن ہوا، علماء، صوفیاء، شعراء، حاضری دربار کے ترانے اور فراق کے نوحے بڑھنے لگے۔ ان میں سے نمائندہ افراد یہ تھے۔

ملا جیون امیٹھوی (م ۱۱۳۰ھ) علماء کی صف میں تھے۔ امام بوصیری کے قصیدہ کی نہج پر ۲۲۰ اشعار کا قصیدہ کہا اس کے علاوہ ۲۹ دیگر قصائد بھی عربی میں کہے۔

شاہ فقیر اللہ جلال آبادی (م ۱۱۹۵ھ) قصبہ روتاس کے ایک قریشی ہاشمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ جلال آباد (افغانستان) کی

مناسبت سے جلال آبادی کہلائے۔ سلسلہ نقشبندیہ کے ایک اہم فرد تھے۔ بانت سعاد قصیدہ کی شرح لکھی۔ شکار پور میں مزار ہے۔ شاہ صاحب عربی، فارسی میں شعر کہتے تھے۔ پشتو میں بھی کمال تھا۔ ۱۱۶۲ھ میں روضہ اقدس پر حاضری دی اور اثناء حاضری ایک قصیدہ لکھا۔ قبولیت کا اشارہ ملا اس لئے قصیدہ مبروزہ کہلاتا ہے۔ ۲۳ شعر ہیں جن میں سابقہ لغزشوں کی معذرت، عطاء و کرم کی درخواست ہے قصیدہ قلبی کیفیات کا شارح اور صدق جذبات کا آئینہ دار ہے۔ اسلوب عربی ہے مگر عجمیت کی پرچھائیاں نظر آتی ہیں۔ شاہ صاحب کے معتقدین اس کا ورد کرتے ہیں۔ کرم کی بھیک مانگنے کا اندازہ والہانہ ہے فرماتے ہیں۔

کن لی رحیما" کریما" للتی یا من کنت من اللہ شفیعا مبشرا

انتا لحبیب الشفیع ترجی شفاعتک فشفع لکل حول یا من کنت ناصرا

فقیر اللہ فقیرک جاء مستغفرا فشفع لیصیر بالغفران معطرا

(آپ میری خطاؤں کے لئے رحم کرنے والے اور بخشش کرنے والے بن جایئے کہ آپ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے شفیع ہیں۔ بشارت دینے والے ہیں۔ آپ وہ شفیع ہیں کہ آپ کی شفاعت کی امید رکھی جاتی ہے۔ اے مدد کرنے والے ہر مصیبت میں آپ شفاعت فرمایئے۔ فقیر اللہ آپ کا فقیر ہے۔ وہ معافی طلب کرتے ہوئے حاضر ہوا ہے۔ شفاعت فرمایئے کہ وہ مغفرت سے شرابور ہو جائے۔)

محمد باقر آگاہ (م ۱۲۲۰ھ) عربی فارسی کے مستند عالم، ہشت بہشت سیرت پر اردو میں شہرت عام کی حامل منظوم کتاب، دیوان شعر بھی ہے۔ العشرۃ الکاملۃ معلقات کے انداز پر دس قصائد ہیں۔ النفحۃ العنبریۃ فی مدح خیر البریۃ، ایک مدحیہ قصیدہ ہے۔

مولانا امین اللہ عظیم آبادی (م ۱۲۳۳ھ)، مدحت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں "القصیدہ العظمیٰ" لکھا جو مشہور ہے۔

مفتی الٰہی بخش کاندھلوی (م ۱۲۴۵ھ) خاندان صدیقی کے فرزند، شاہ عبدالعزیز دہلوی کے شاگرد، مثنوی مولانا روم کے دفتر ہفتم کے شاعر متعدد کتابوں کے مصنف، کاندھلہ کے لئے لائق فخر سپوت، کعب بن زہیرؓ کے قصیدہ بانت سعاد کے شارح، جو فارسی عربی نثر اور نظم میں ہے۔ اسی طرح قصیدہ کا ترجمہ اور شرح لکھی۔ شعر کا عمدہ ذوق تھا۔ مثنوی کا اردو منظوم ترجمہ کرنے لگے تھے۔ ہزار شعر ہوئے تھے کہ انتقال ہو گیا۔ مدح سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک متوسط الحجم قصیدہ جس پر عقیدت مندانہ فضا طاری ہے۔ کرم و عفو کے لئے استغاثہ ہے۔ عرض گزار ہیں۔

یا شفیع العباد خذ بیدی انت فی الاضطرار معتمدی

کیف لی ملجاء سواک اغث مسنی الضر سیدی سندی

یا رسول اللہ بابک لی من غمام الغموم ملتحدی

مولانا غلام محی الدین قصوری (م ۱۲۷۰ھ) خاندان صدیقی کے نامور عالم دین، نقشبندیہ سلسلہ سے منسلک اور شاہ غلام علی دہلوی کے سجادہ نشین، تقریباً" سترہ کتابوں کے مصنف، جن میں دیوان حضوری قصوری بھی ہے۔ دائم الحضوری کے لقب سے

معروف ہوئے۔ مدح سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا عمدہ ذوق تھا۔ فارسی عربی میں اشعار کہتے تھے۔ ۱۸۰ شعر کا ایک قصیدہ جس میں اسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بطور قافیہ استعمال ہوا ہے۔ خود فراموشی اور وارفتگی کا شاہکار ہے۔

لم یخلق الرحمن ادم والذی من نسلہ الا لحب محمد

(خدائے رحمٰن نے حضرت اور آپ کی نسل کو صرف حب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر پیدا فرمایا ہے۔)

سراپائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمدہ نقشہ کھینچا ہے۔ فرماتے ہیں۔

راس علا فی المجد راس محمد اذن لوعی الوحی اذن محمد

عین راتہ من خلفھا مثل الذی قدامھا عین النبی محمد

کف بہ کف الالہ عن الوری ینبوع عذب الماء کف محمد

فتبارک الرحمن احسن خالق خلق العباد علی حروف محمد

(آپ کا سر مجد و شرافت میں بلند تر ہے۔ اور آپ کے کان وحی کو محفوظ کرنے والے ہیں۔ آپ کی آنکھ پیچھے بھی ویسا ہی دیکھتی ہے جیسا کہ سامنے دیکھتی ہے۔ آپ کی ہتھیلی میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے میٹھے پانی کا چشمہ روک رکھا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ بہتر خالق ہے کہ اس نے بندوں کو "محمد" اسم کے حروف پر تخلیق کیا ہے۔)

مولانا فیض احمد بدایونی (م ۱۲۷۴ھ) بدایون کے علمی گھرانے کے فرد، جنگ آزادی کے مجاہد، ہدیہ قادریہ میں ایک ہزار ایک سو گیارہ عربی نثر کے نمونے، ایک ہزار ایک سو گیارہ عربی شعر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمتہ کی مدح میں رقم کئے۔ شیخ سعدی علیہ الرحمتہ کے تتبع میں چند مدحیہ شعر بھی کہے۔

چند نمائندہ مدح نگار۔ اسی عنوان کے تحت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی، شاہ ولی اللہ علیہ الرحمتہ اور ان کا خاندان اور مولانا غلام علی آزاد کا تذکرہ درج کر رہے ہیں کہ یہ اس دور کے قابل فخر مدح نگار ہیں۔

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی (م ۱۱۷۴ھ)

سرزمین سندھ کو جن اصحاب علم کی نسبت پر ہمیشہ ناز رہے گا ان میں مخدوم محمد ہاشم کا نام بڑا نمایاں ہے۔

مخدوم صاحب کو عربی میں اظہار خیال کی جو سہولت حاصل تھی وہ عموماً کم دیکھنے میں آتی ہے۔ آپ عالم، صوفی، مبلغ، مجاہد اور شاعر تھے۔ دین کی سچی تڑپ رکھتے تھے اس لئے عمر بھر تبلیغی سرگرمیوں میں حصہ لیتے رہے آپ شاہ ولی اللہ محدث کے ہم عصر تھے۔ اسی لئے یکساں ذوق پایا تھا۔ شاہ ولی اللہ علیہ الرحمتہ کی طرح آپ نے نادر شاہ اور احمد شاہ کو اصلاح احوال کے لئے پر زور خطوط لکھے۔ متعدد کتب کے مصنف تھے۔ سید حسام الدین راشدی نے ۱۲۵ کے نام گنوائے ہیں۔

مخدوم محمد ہاشم کی عربی نعتیہ شاعری کا ہیولہ، زوال بغداد کے بعد کی نعتیہ شاعری کے اجزاء سے ترتیب پاتا ہے۔ بے چارگی کا احساس، تاریک مستقبل کا خوف اور قلبی پکار و اضطراب، مگر اس کے ساتھ مخدوم صاحب نے فارسی طرز خطاب اور مقامی خواہش دیدار کے انداز کو بھی سمویا ہے۔ تصوف کی کارفرمائی نے آپ میں نفی ذات اور ملامت خویش کے جذبات بھی ابھارے

ہیں- بیچارگی سے پناہ کے لئے دربار رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ کرتے ہیں- کراہتے ہوئے دل اور ملتجیانہ نظروں سے دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہیں- مگر جب اپنے اعمال پر نظر کرتے ہیں تو دربار کے تقدس اور اپنی گناہ آلود زندگی کے درمیان میں بعد کثیر پا کر تڑپ اٹھتے ہیں- اس تڑپ کا ایک ہی علاج ہے کہ وہ دور سے دہائی دیتے ہیں- مخدوم صاحب کی شاعری کے چار بنیادی عناصر ہیں- شوق و دیدار' احساس ندامت' فراق اختیاری اور قلبی بے چینی و اضطراب- یہ سب مظاہر ان کی شاعری میں ایک دوسرے سے اس طرح پیوست ہو گئے ہیں کہ ہر قصیدہ ان کی ذات کی تمام کیفیات کا غماز اور ان کے خیالات و جذبات کا ترجمان بن گیا ہے- چند شعر ملاحظہ ہوں-

فيا مصطفى الكونين و يا خير مرسل   لعمرک لا ادری سواک زعامتي

محبتک يا محبوب قد شغفت قلبي   فياليت قبري في جوار تهامته

ظلمت ظلما كثيرا و كنت ظلوما   جهولا ذهولا لا دريت اماناتي

توطنت موماة المهالک انما   سوی جنابک يا فياض ليست عصامتي

فيا نبي الهاشمي شفاعته   لهاشمٍ غريق في بحار غرامته

(اے کونین کے بزرگ نبی اور اے خیر رسل' آپ کی عمر کی قسم' میں آپ کے سوا کسی زعیم کو نہیں پاتا- اے محبوب مکرم آپ کی محبت نے میرے دل کو شیدا بنا لیا ہے- کاش میری قبر دیار تہامہ یعنی مدینہ منورہ کے جوار میں ہوتی' میں نے بہت ظلم کئے- بے حد ظلم کرنے والا' بہت جاہل' بہت وارفتہ ہوں- کاش امانت ایمان کی پاسداری کرتا- میں ہلاکت کے صحراؤں میں ٹھہر گیا ہوں- اے فیض و کرم کرنے والے آپ کے دیار کے سوا میری کوئی پناہ گاہ نہیں- اے نبی ہاشمی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) شفاعت فرمائیے اس ہاشم کی جو جہالت کے سمندروں میں غرقاب ہو گیا ہے-)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمتہ (م ۱۱۷۶ھ)

برصغیر کی معروف روحانی اور علمی و ادبی شخصیت شاہ ولی اللہ دہلوی کو عربی فارسی پر یکساں مہارت حاصل تھی' عربی میں تقریر کے ساتھ تحریر کا ملکہ حاصل تھا- یہی وجہ ہے کہ آپ کی مولفات عربیہ جس طرح برصغیر میں مقبول ہیں اسی طرح بلاد عرب میں بھی مقبول ہوئیں- آپ کی تصنیفات میں موضوعات اور مضامین کی پیش کش میں وسعت نظر اور جامعیت نمایاں ہے- مولوی رحمان علی نے ۳۲ تصنیفات کے نام گنوائے ہیں- جب کہ علامہ حسنی نے ۴۰ کا مجملاً" تعارف کرایا ہے-

مدح نگار کی حیثیت سے شاہ صاحب کا مقام بہت بلند ہے- تمام تذکرہ نگاروں نے ان کے عربی شعروں پر داد دی ہے- یہ حقیقت ہے کہ شاہ صاحب کا اصلی میدان شعر نہ تھا' آپ تو حکیم امت تھے اس لئے نظم ہو یا نثر ہر ذریعہ اپنایا گیا- مدح رسالت میں شاہ صاحب کا تبحر علمی ان کا معاون ہے- انہیں ممدوح کے مقام کی عظمت کا احساس بھی ہے اور انتخاب الفاظ کا سلیقہ بھی آتا ہے- ان کی زبان عقیدت مندانہ' نظر باوضو اور دل سراپا لباس ہے- آپ کا قصیدہ بائیہ جو حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ کے مدحیہ قطعہ کے تتبع میں کہا گیا ہے ۱۰۷ اشعار پر مشتمل ہے- اور گیارہ فصلوں میں منقسم ہے- اس میں ذات سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کا احاطہ کیا گیا ہے- فرماتے ہیں-

"مدح سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ونشر مناقب و ذکر دلائل نبوت آں جناب بے شبہ مثمر برکات و موجب درجاتست" انہیں مدح سرائی کے حوالے سے اپنے مقدر پر ناز بھی ہے' فرماتے ہیں۔

"وایں فقیر موفق شد دریں اثنا بنظم قصیدیا بائیہ دریں باب کہ بہ تتبیع قصیدہ سواد بن قارب صحابی سر برزدہ و آن قصیدہ بغایت بلیغ است بر طور عرب اول بسمع مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسیدہ و بقبول خاطر مشرف شدہ"

شاہ صاحب کا بائیہ قصیدہ گیارہ فصلوں پر مشتمل ہے۔ ابتداء غمزدگی کے اثرات سے ہوئی ہے۔ بے چارگی کے عالم میں جب کہ کوئی سہارا نہ تھا صرف ایک پناہ گاہ ہے۔ جو پناہ گاہ عالم ہے۔ فرماتے ہیں۔

فلست اری الا الحبیب محمدا رسول الہ الخلق جسم المناقب
و معتصم المکروب فی کل غمرۃ و منتجع الغفران من کل تائب

(بجز اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جو مخلوق کے معبود کے رسول اور بے شمار محامد والے ہیں۔ میری نظر میں کوئی نہیں آیا۔ جو ہر غم زدہ کو ہر مصیبت میں تھامنے والے ہیں اور وہ جن کا ہر تائب ہونے والا حصول مغفرت کے لئے قصد کرے۔)

حلیہ مبارکہ کا ذکر مداحین کا محبوب موضوع ہے۔ شاہ صاحب نے حسن ذات اور جمال صفات دونوں کو احادیث کے مستند حوالوں سے شعر کا قالب عطا کیا ہے اور خوب کیا ہے۔ قبل اسلام کی دینی اخلاقی معاشرتی اور سماجی حالت کا مجمل مگر مبسوط تذکرہ بھی ہے۔ ۱۹ اشعار میں عربوں کے رخ کردار کا تاریک پہلو پیش کیا ہے۔ تاکہ آنے والی ذات کی نورانیت آشکار ہوسکے۔ فصل ہفتم طویل ترین ہے کہ معجزات کا قدرے تفصیلی ذکر ہے۔ ۲۳' اشعار میں بیس کے قریب معجزات کا بیان ہے مگر افتاد طبع کی مناسبت سے زیادہ تر ان معجزات کا انتخاب کیا ہے۔ جن میں افادہ عوام اور اصلاح معاشرہ کا پہلو نمایاں ہے۔ فصل دہم قصیدہ کا مغز اور مرکزی حصہ ہے۔ پریشانیوں سے بات شروع ہوئی تھی قرار گاہ عالم کا دروازہ نظر آیا مدح شروع ہوئی۔ ہر ہر پہلو محبوب ٹھہرا حتیٰ کہ ذات کے پر تو صحابہ کرام تک مدح طویل ہوتی گئی۔ آخر دل کی بات زبان پر آگئی۔ تشبیب میں کسی محبوب کا ذکر نہ کیا تھا وجہ کیا تھی! جواب طویل مدح کے بعد دیا کہ ایسے فضائل و شمائل کے پیکر جمیل کے ہوتے ہوئے کیسے اور کی محبت دامن گیر ہوسکتی ہے۔ اس لئے برملا کہنے لگے۔

ضمن شاء فلیذکر جمال بثینہ ومن شاء فلیغزل بحب الذائب
سا ذکر حبی للحبیب محمد اذا وصف العشاق حب الحبائب

(جس کا دل چاہے وہ بثینہ کے جمال کا تذکرہ کرے اور جس کا جی چاہے وہ زینب وغیرہ کی محبت میں غزلیں کہے۔ میں تو اپنے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کروں گا۔ جب دنیا کے عشاق اپنی محبوباؤں کی محبت کا بیان کریں۔)

(آپ مجھے پناہ دینے والے ہیں۔ جب کہ مصائب ہجوم کر آئیں اور مصائب کے بدترین پنجے میرے دل میں گاڑ دیئے جائیں۔)

شاہ صاحب کا ایک قصیدہ ہمزیہ بھی خصوصی مطالعہ کا مستحق ہے کہ حضریہ نگاری کی روایت قدیم ہے۔ اس میں شاہ صاحب

نے روایت تشبیب کو رد کیا ہے۔ استدلال یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے تمام قدیم مذاہب منسوخ ہو گئے ہیں اس لئے یہ طریقہ تشبیب بھی منسوخ ہو گیا ہے۔

اذا اخبرت یوما عن ضیاء فلا تلهج ببدر او ذکاء
و ان تمدح بجود او سمو فلا تنظر بجود اوسماء
ولا تذکر اخاطی وسعنا اذا کلمت فی معنی السخاء
و ان ینت فی المنظوم وجدا فحاشا ان تشبب بالنساء
فتلک شرائع للشعر قدما وقد نسخت بختم الانبیاء

(جب تو کسی روز کسی روشنی کی خبر دے تو چودھویں کے چاند یا سورج کی طلب نہ کر۔ اور اگر تو کسی کی تعریف سخاوت یا بلند منزلت کے حوالے سے کرے تو نہ بارش کی طرف دیکھ نہ آسمان کی جانب' اور تو حاتم طائی یا معض بن زائدہ کا ذکر نہ کر جب تو سخاوت کا مفہوم ادا کرنے لگے۔ اگر تو شعروں میں مقامات عشق بیان کرنا چاہے تو عورتوں کے جمال پر غزل سرا نہ ہو۔ یہ سب شاعری کے پرانے انداز تھے جو ختم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے منسوخ ہو گئے ہیں۔)

حضرت شاہ عبدالعزیز (م ۱۲۲۹ھ)

آپ اپنے والد حضرت شاہ ولی اللہ اپنے والد کے صحیح وارث تھے۔ نثر و نظم میں ان کی نگارشات متلاشیان حق کے لئے قندیل نور ہیں۔ عربی فارسی پر یکساں عبور رکھنے کی بنا پر عربی نظم میں متعدد موضوعات پر قلم اٹھایا۔ مرہٹے اور سکھ ملت اسلامیہ کے لئے خطرہ بن رہے تھے۔ شاہ صاحب نے اس خطرہ کی نہایت جاندار لفظوں میں نشاندہی کی۔ عربی شعر میں اس فتنہ کے بارے میں کھل کر اظہار کیا۔ مدح رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم سے شاہ صاحب کا دل گداز تھا۔ ایک سمیہ قصیدہ تصنیف فرمایا جس میں شاہ ولی اللہ علیہ الرحمتہ کے انداز سے تشبیب کی روش بدلنے کی شعوری کوشش کی۔ پچاس سال سے مختلف امراض کے شکار رہنے کی بنا پر ازالہ مصائب کی دعائیں آپ کا معمول تھیں۔

اجرنی سید من ضیم سقم اشد علی من وقع الحسام
صبرت علیه حتی عیل صبری و کاد یذیقنی طعم الحمام

(اے سردار جہاں مجھے بیماری کی پامالی سے بچا لیجئے۔ جو مجھ پر تیز تلوار کی کاٹ سے بھی شدید تر ہے۔ میں نے اس پر بڑا صبر کیا حتی کہ پیمانہ صبر لبریز ہو گیا۔ قریب ہے کہ وہ مجھے موت کا ذائقہ چکھائے۔)

ضمن لی بعد ما وهنت عظامی اذا اشتدا البلاء سواک حامی
وان اک ظالما" عظمت ذنوبی فحبک سیدی ماحی الاثام

شاہ صاحب کا ایک مدحیہ بند بہت مقبول ہے۔ شب و روز پڑھا جارہا ہے۔ اس کا چوتھا مصرعہ فارسی میں ہے جو حامل قطعہ

ہے اس پر اپنی گزارشات کو ختم کرتے ہیں۔

یا صاحب الجمال و یا سید البشر من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ توی قصہ مختصر

شاہ رفیع الدین محدث دہلوی (م ۱۲۳۴ھ)

آپ کی شہرت ان کے ترجمہ قرآن کی وجہ سے ہے اگرچہ شعر سے ان کا فطری لگاؤ تھا' عربی میں پر مغز اور رواں دواں نظم لکھتے تھے۔ آپ کا ایک قصیدہ جو تیس اشعار کا ہے معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر نہایت وقیع کاوش ہے۔ واقعہ کے اہم واقعات کے اشارے اور عظمت کے حوالے بڑے نمایاں ہیں۔ اسرار محبت کے تذکرے' شفاعت کبریٰ کا اعزاز اور رویت الٰہی کا شرف قصیدے کے متعدد موضوعات میں سرفہرست ہیں۔ واقعہ کی روداد بیان کرتے ہوئے شاہ صاحب نظر کرم کے بھی طلب گار ہیں۔ قصیدہ ندا سے شروع ہوا ہے اور دعا پر ختم ہوتا ہے۔ چند شعر ملاحظہ ہوں۔

یا احمد المختار یا زین الوری یا خاتما الرسل ما اعلا کا
یا کاشف الضراء من مستجد یا منجیا" فی الحشرمن والا کا
ھل کان غیرک فی الانام من استوی فوق البراق و جاوز الافلا کا
یا لیتنی قد فزت منک بفطرۃ فی بدر وجہ نور الافلا کا

(اے احمد مختار' اے مخلوق کے لئے باعث زینت وجود' اے رسولوں کے خاتم آپ کس قدر بلند مرتبت ہیں۔ اے طلب معاونت کی مصیبتوں کو دور کرنے والے' اے حشر میں اس کو نجات دلانے والے جو آپ سے نسبت جوڑ لے' کیا مخلوق میں آپ کے سوا کوئی ہے جو براق پر سوار ہو اور آسمانوں سے بھی آگے نکل گیا۔ کاش میں آپ کے اس چودھویں کے چاند کے سے چہرے پر ایک نظر ڈالنے پر قادر ہو جاتا وہ چہرہ جس نے افلاک کو روشن کر دیا ہے۔)

غلام علی آزاد بلگرامی (م ۱۲۰۰ھ)

برصغیر کا سب سے عظیم عربی شاعر جس کی افتاد طبع محبت و عقیدت سے استوار تھی وہ غلام علی آزاد بلگرامی تھے۔ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آزاد کی زندگی کا نمایاں تر عنصر تھا۔

آزاد کی مدحیہ شاعری سے یہ حقیقت الم نشرح ہو جاتی ہے کہ انہیں شعر گوئی کی صلاحیت فیاض ازل کی طرف سے وافر مقدار میں تفویض ہوئی تھی۔ مطبوع شاعر تھے' معلومات کی وسعت نے ان کی شاعری میں خیالات کا تنوع اور مضامین کی کثرت پیدا کر دی ہے۔ مگر ہندی زبان و ادب کے مطالعہ نے عربی شاعری پر اثر ڈالا ہے۔ جس کی وجہ سے بعض اوقات پیوند کاری کا احساس ہوتا ہے۔ آزاد کی شاعری میں صنائع بدائع کا استعمال کثیر ہے۔ روایتی صنائع کے ساتھ انہوں نے بعض مخترعات بھی کی ہیں اگرچہ المدائح النبویۃ میں اس کا استعمال کم ہے۔ آزاد اختصار پسند نہیں۔ واقعات کو تاریخی ترتیب اور جزئیات کی تفصیل کے ساتھ بیان نہیں کرتے بلکہ اشاروں کنایوں پر اکتفا کرتے ہیں۔ ان کے قصائد امام بوصیری یا صرصری کی طرح طویل نہیں۔

بیشتر قصائد بیس سے تیس شعروں کے درمیان ہیں۔ اس اختصار و ایجاز کی وجہ سے وہ بعض مصلحات یا تلمیحات استعمال کرنے پر مجبور ہیں۔ انہیں یہ احساس ہے کہ ان کا ممدوح ہمہ صفت موصوف ہے اور ممدوح کے فضائل اس قدر بے حساب ہیں کہ وہ ممکن نہیں۔ گننے کے لئے مضامین کی کثرت ہے۔ اس لئے ہر موضوع کو مختصراً" پیش کرنا ہی مناسب ہے۔ طویل سفر میں عبادت میں قصر کا حکم ہے۔ مدح رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم بھی مندوبات میں سے ہے۔ مدح کا سفر طویل ہے۔ اس لئے یہ قصر کی متقضی ہے۔ مقصد تکمیل مدح نہیں۔ اپنی بے چارگی اور ارادت کا اظہار ہے اس لئے وہ کہتے ہیں۔

انی لسان بوبی حق ملحتہ من ثم یاتی بھا ازاد معتذرا

آزاد کے ہاں تشبیب بڑی واضح ہے۔ مگر مختصر ہے گریز پر ان کو زبردست قدرت حاصل ہے مثلاً"۔

تبسمت فحسبنا وجھھا قمرا" مشققا معجزا" من سید العرب

(وہ مسکرائی تو ہم نے اس کے چہرے کو ایسا چاند سمجھا جو سیدالعرب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزہ سے شق ہو گیا ہے۔)

احن شوقا" الی الندامی حنین جذع الی الحبیب

(میں ندیموں کا یوں مشتاق ہوں جیسے استن حانہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشتاق ہوا تھا۔)

وا ذکرنی حمام فوق غصن انا شبالحصی بید الرسول

(درخت کی ٹہنی پر فاختہ نے مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں کنکروں کے ترانوں کو یاد دلا دیا۔)

حسن صورت کا حوالہ دیکھیے۔

محمد نور الاکوان فاطبتہ فیالنور بدافی ھیکل البشر

رای الرائی سراجا فی زجاج اذا ما اشرف المختار غار

(محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب جہانوں کا نور ہیں۔ کس قدر حسین تھا وہ نور جو بشری لباس میں ظاہر ہوا' دیکھنے والے نے فانوس میں چراغ دیکھا جب احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غار کو مشرف فرمایا۔)

دور جدید (۱۲۷۵ھ / ۱۸۵۸ء تا حال)

اورنگ زیب عالمگیر کی وفات سے سلطنت مغلیہ پسپائی کے عمل سے گزرنے لگی' کمزور حکمرانوں' صلاحیت کے بغیر اقتدار کی خواہش' امراء سلطنت کی خود غرضی و بے وفائی اور باہمی عدم اعتماد نے سلطنت کو شل کر دیا تھا' بادشاہ ایک جسد بے جان تھا' مرہٹوں اور سکھوں کی ستیزہ کاریوں نے ملکی وحدت میں شگاف ڈال دیئے تھے۔ نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی کے حملوں سے تخت دہلی سے منسوب ہیبت کا تصور بھی ختم ہو گیا تھا' انگریز بظاہر تجارتی مقاصد کے لئے ایک کمپنی کا لیبل لگائے برصغیر کے مغل

حکمرانوں سے مراعات کی بھیک مانگ کر داخل ہوئے تھے مگر ان کے عزائم سیاسی تھے اور وہ بتدریج اقتدار کی جانب بڑھ رہے تھے' مقامی آبادی پریشانی تھی۔ وہ کسی موقعہ کی تلاش میں تھی' ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی اسی گھٹن کا ردعمل تھی۔ قریہ قریہ تصادم ہوا مگر بدقسمتی سے کامیابی مقدر نہ تھی' اب انگریزوں نے تخت دہلی پر کسی کٹھ پتلی حکمران کی موجودگی کا تکلف بھی ختم کر دیا اور برصغیر انگریز کی مکمل گرفت میں آگیا۔ کچھ عرصہ اضمحلال کا عالم رہا' ذلت و نکبت برداشت کی جاتی رہی مگر پھر آزادی کی خواہش انگڑائی لینے لگی۔ ۱۸۸۵ء میں کانگریس اور ۱۹۰۶ء میں مسلم لیگ معرض وجود میں آئی اور تحریک آزادی میں زور پیدا ہوا۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی اور ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء / ۲۷ رمضان ۱۳۶۶ھ کو پاکستان قائم ہوا۔ ۹۰ سال غلامی کا دور تھا۔ حالات بڑے صبر آزما تھے۔ تحفظ ما سلف کے ادارے شکست و ریخت کا شکار تھے۔ اسلامی علوم سے توجہ ہٹ گئی تھی۔ انگریز کا جبر شدید تھا۔ اس لئے امت مسلمہ نزع کے عالم میں کراہ رہی تھی۔ سب سہارے ٹوٹ چکے تھے اس لئے پناہ گاہ عالم کا ایک ہی دربار پیش نظر تھا' استغاثے' نوحے اور حالت زار کے مرثیے لبوں پر آئے۔ اردو فارسی میں نعتیہ شاعری کو فروغ ملا' عربی میں بھی اس طرف توجہ ہوئی اور علماء و صوفیاء کی مدحیہ شاعری نے قوم کو مرکزیت عطا کی اور حوصلہ دیا۔

عربی زبان کی مدحیہ شاعری کا ذریعہ بنانے والوں میں کئی معتبر اور نامور لوگ شامل تھے' جن کا کلام دست برد زمانہ سے نہ بچ سکا یا بہت کم دستیاب ہوا ان کی فہرست طویل ہے ان میں درج ذیل چند محترم وجود یہ ہیں۔

قادر بخش بیدل (م ۱۲۷۹ھ) مولوی آل احمد (م ۱۲۹۶ھ) اخوند امید علی سہا (م ۱۲۹۸ھ) مولوی غلام قادر شائق قادری نوشاہی (م ۱۳۰۰ھ) حافظ غلام حسین رام پوری (تیرھویں صدی ہجری) شیخ محمد ہاشم سورتی (م۱۳۱۵ھ) شیخ محمد حسن بھینی (م ۱۳۱۶ھ) محمد ابراہیم خلیل ٹھٹھوی (م ۱۳۱۷ھ) امیر مینائی (م ۱۳۱۸ھ) شاہ عبدالقادر بدایونی (م ۱۳۱۹ھ) شیخ احمد بن عبدالقادر کوکنی (م ۱۳۲۰ھ) مولانا ذوالفقار علی دیوبندی (م ۱۳۲۲ھ) شاہ ابوالحسن احمد نوری (م ۱۳۲۴ھ) مولوی محمد فیروز دین ڈسکوی (م ۱۳۲۵ھ) مولانا عبدالعلی آسی مدراسی' مولانا محمد حسن امروہی (م ۱۳۳۰ھ) مولانا شبلی نعمانی (م ۱۳۳۲ھ) مولانا الطاف حسین حالی (م ۱۳۳۳ھ) مولانا عبدالمنعم چاٹگامی (م ۱۳۳۳ھ) مخدوم اللہ کھروی (م ۱۳۳۵ھ) مولانا دیدار علی الوری (م ۱۳۵۴ھ) مولانا محمد یار خلیق (م ۱۳۵۶ھ) سید ظہور الحسین بارھوی (م ۱۳۵۷ھ) عبداللہ شاہ فنائی (م ۱۳۶۰ھ) ہدایت علی نجفی تارک (م ۱۳۶۵ھ) ہدایت علی نجفی تارک (م ۱۳۶۵ھ) مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی (م ۱۳۶۷ھ) صوفی محمد اکبر خان اکبر میرٹھی (م ۱۳۷۲ھ) مولانا محمد اعظم قادری نوشاہی (م ۱۳۷۵ھ) مولانا غلام احمد جلوانوی (م ۱۳۷۵ھ) مولانا محمد ابراہیم ناظری یاسینی (م ۱۳۸۴ھ) ابو محمد طاہر سیف الدین (م ۱۳۸۵ھ) مولانا محمد یوسف کشمیری (م ۱۳۸۹ھ) محمد عمر سائیں آزاد (م ۱۳۹۵ھ) ان کے علاوہ چودھویں صدی ہجری کے وہ مدح نگار جن کی تاریخ وفات دستیاب نہ ہو سکی یہ ہیں۔

مخدوم عبدالغفور' شفیق جون پوری' آغا محمد حسین جان مجددی' غلام مصطفیٰ عشقی' حسین علی شاہ' حسان الھند حکیم مرزا احمد' پیر علی شاہ' مولانا نور احمد' مخدوم محمد صالح نقشبندی' مولوی محمد دلپذیر' مولوی ریاض الاسلام' مولوی قوی الاسلام' منشی عبدالرحمٰن اور پندرھویں صدی ہجری کے مولانا محمد نور اللہ بصیر پوری (م ۱۴۰۳ھ)' سید شرافت نوشاہی (م ۱۴۰۴ھ)

ان تمام حضرات کے بعض اشعار ان کے سیرت نگاروں نے نقل کئے ہیں یا ان کے اردو فارسی کلام میں عربی کے چند شعر موجود ہیں۔

فحول شعراء

مناسب ہو گا کہ اس دور کے نمائندہ مدح نگاروں کا تفصیلی تذکرہ ہو جائے کہ ان کے کافی تعداد میں اشعار موجود ہیں۔

مولانا فضل حق خیر آبادی (م ۱۲۷۸ھ)

علوم درسیات خصوصاً" علم معقول میں یگانہ روزگار عالم تھے' بہت سے بڑے عہدوں پر فائز رہے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں سرکاری حیثیت کے باوجود شریک ہوئے' فتوی جہاد پر دستخط کرنے والوں میں نمایاں ترین تھے اس لئے قید ہوئے بغاوت کا مقدمہ چلا' کالے پانی کی سزا ملی' نہایت تکلیف کے دن کاٹے اور جزیرہ انڈیمان میں ۲ صفر ۱۲۷۸ھ کو وفات پائی۔

مولانا کو عربی نظم و نثر پر مکمل دسترس حاصل ہے' عربی ادب پر ان کی نظر بہت دقیع ہے۔ کہیں کہیں نظریاتی جدلیت کے باوجود عبارت شگفتہ اور اسلوب بیان جاذب ہے' عربیت ان کے مزاج کا حصہ ہے۔ بلا تکلف اور بے تکان لکھتے ہیں۔ نظم میں فحول شعراء کے ہم پایہ ہیں۔ مولانا نے اپنی اسیری و جلا وطنی کے دور میں جزائر انڈیمان میں رسالہ "الثورۃ الھندیہ" عربی میں تالیف فرمایا اور اس کے ساتھ دو عربی قصائد بھی تصنیف فرمائے۔ جن میں ایک ہمزیہ ہے اور ۱۸۶ اشعار کا ہے جب کہ دوسرا دالیہ سو اشعار کا ہے۔ ان کے علاوہ ان کا ایک اور دالیہ قصیدہ ۵۲ شعروں کا اور ایک میمیہ ۹۲ اشعار کا موجود ہے۔ تلاش کیا جائے تو اور بھی دستیاب ہو سکیں گے۔ مدحیہ شاعری تمام اصناف مدح کو محیط ہے مگر ان کا امتیازی وصف ان کا وہ حوالہ ہے جو مقامی حالات سے عبارت ہے۔ انگریز کی حکومت کے جبر سے جو رد عمل ایک حساس اور سچے مسلمان کے دل پر مرتب ہو سکتا ہے وہ مولانا کے اشعار میں ڈھل گیا ہے۔ اس لئے قصائد کی سماجی اور معاشرتی حیثیت نمایاں ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے ان کے اندر ایک آتش فروزاں ہے۔ جس کا لاوا منہ زور بھی ہے اور خونابہ بار بھی۔ ایسے لمحات میں ان کے جذبات کی شدت اور سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور استغاثہ کی نوعیت ملاحظہ ہو

لم اقترف خطا سوی ان لیس لی	مع ھولاء مودہ و ولاء
فولا نھم کفر بنص محکم	مافیہ للمراء المحق مراء
کیف الولاء وھم اعادی من لہ	خلق السماء ولارض والانشاء
ھو اول النور السنی تبلجت	بضیائہ فی العالم الاضواء

(میں نے اس کے سوا کوئی گناہ نہیں کیا کہ ان نصرانیوں سے کسی قسم کی محبت و دوستی نہیں رکھی۔ ان کی دوستی تو قرآن کی نص محکم سے کفر ہے۔ حق پسند انسان کو اس میں شک نہیں ہو سکتا۔ ان سے کیسے دوستی ہو سکتی ہے جب کہ یہ ان کے دشمن ہیں جن کے لئے آسمان و زمین پیدا کئے گئے ہیں۔ وہ چمکدار نور جس کی روشنی سے سارا عالم منور ہو گیا ہے۔)

مولانا فیض الحسن سہارن پوری (م ۱۳۰۴ھ)

مولانا علم و ادب کا ایک ایسا مرکز تھے جن کی علمی عظمت کا پورے برصغیر کو اعتراف تھا' اور ینٹل کالج لاہور میں شعبہ عربی کے پروفیسر رہے۔ شاگردوں میں سرسید احمد خان' علامہ شبلی نعمانی' مولانا الطاف حسین حالی' مولانا وحیدالدین سلیم' مولوی عبداللہ

ٹونکی اور مولوی محمد اسماعیل میرٹھی شامل ہیں۔ حاشیہ البیضادی' حاشیہ علی الجلالین' حاشیہ علی المشکوۃ المصابیح' ریاض الفیض' شرح المعلقات السبع فیضیہ جو کتاب الحاشیہ کی شرح ہے' اردو فارسی کلام کے علاوہ الفیض عربی دیوان ان کی چند نمایاں یادگاریں ہیں۔

مولانا کے دیوان الفیض میں ایک حمد اور بارہ نعتیہ قصائد ہیں۔ مدح رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مولانا' فضل الحق خیر آبادی سے متاثر ہیں' زبان میں بھی اور معانی میں بھی مگر ایک پہلو سے ان کی شاعری میں انفرادیت کی جھلک دکھائی دیتی ہے کہ انہوں نے مشکل پسندی کے باوجود صنائع لغویہ سے اپنا دامن بچائے رکھا ہے۔ نعتیہ مضامین میں ان کے ہاں تمام مروجہ مضامین موجود ہیں' تمنائے رحمت کا یوں اظہار کرتے ہیں۔

یا من یلوذبہ الکرام ولا ذوا	ما لی وراک ملجا وملاذ
من لم یلذبک بات فی تیہ الھوی	ونجا الذین من الھوی بک عاذوا

(اے وہ ذات جس کی تمام صاحب کرم پناہ مانگتے ہیں۔ میرے لئے آپ کے سوا کوئی ملجا اور پناہ گاہ نہیں ہے۔ جو آپ کی پناہ میں نہیں آتا وہ خواہشات کے پیچھے گمراہی میں رہ رہا ہے اور جنہوں نے آپ کی پناہ لے لی ہے وہی کامیاب ہوئے ہیں۔)

نواب صدیق حسن خان بھوپالی (م ۱۳۰۷ھ)

آپ برصغیر کے ایک نامور عالم' مشہور مصنف اور قابل اعتماد ادیب تھے' ۲۲۲ تالیف کی فہرست ملتی ہے' حدیث کی ترویج و اشاعت اور توضیح و تشریح میں بہت کام کیا' ملکہ بھوپال سے شادی کے بعد نشرواشاعت کی بڑی سہولت حاصل ہوئی۔ اردو فارسی میں شعر کہتے تھے' نعتیہ شاعری میں قصیدہ مولانا غلام علی آزاد کے رنگ میں ہے۔ ۱۸۵۲ء کی جنگ آزادی میں سرکار انگلشیہ کا ساتھ دیا اس لئے مجاہدین سے چھپ کر بلگرام قیام کیا وہاں ایک حملہ سے محفوظ رہنے پر جذباتی کیفیات کا اظہار عربی قصیدہ میں کیا ۶۷ اشعار کا یہ قصیدہ ہے۔ عبدالحمید الشلقای کو اس قصیدے کے انتساب پر شک ہے بلکہ اس نے تو الامیر السارق کے عنوان سے بحث کی ہے۔ اس اغراض کے باوجود قصیدہ ایک ذہنی کیفیت کا عمدہ اظہار ہے۔ چند شعر ملاحظہ ہوں۔

یا سید یا عروتی و سیلتی	یا عدتی فی شدۃ و رخاء
ارحم فقیرا" جاء بابک راجیا"	انتا الضمین بحرمتہ الفقراء
شفعت جاھک ضارعا" متذللا	مالی وراء ک صارف الضرا
مالی وراء ک مستغاث فارحمن	یا رحمتہ للعالمین بکائی
وسواک مالی فی القیامتہ شافع	انت المخلص لی من الباساء

(اے میرے آقا' میرے سہارے میرے وسیلے مشکل اور آسانی میں میرے کارساز' فقیر پر رحم کیجئے' جو امید لئے آپ کے دروازے پر آیا ہے۔ آپ فقراء کی عزت کے محافظ ہیں۔ میں نے عاجزی و درماندگی میں آپ کی عظمت کی سفارش طلب کی ہے۔ آپ کے سوا میری مصیبتوں کو دور کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ آپ کے سوا میرے لئے کوئی مددگار نہیں اس لئے رحم کیجئے۔ اے رحمتہ اللعالمین میری چیخ و پکار پر رحم کھائیے۔ آپ کے سوا قیامت میں میرا کوئی سفارشی نہیں ہے آپ ہی مصائب

سے چھڑانے والے ہیں۔)

قاضی طلاء محمد پشاوری (م ۱۳۱۰ھ)

قاضی طلاء محمد افغانی گھرانے کے فرد تھے' دادا افغانستان میں قاضی تھے اس لئے قاضی کہلائے۔ کلکتہ میں دیوان انشاء کے نگران رہے۔ عربی نظم میں بڑی مہارت حاصل ہے۔ پشاور سے شیخ عبدالغفور اخوند صاحب سوات کے متوسلین نے "العروۃ الوثقی فی السماء اھل التقی" کے نام سے ۸۴ صفحات پر مشتمل ایک کتابچہ شائع کیا۔ یہ ۱۲۸۵ھ کو طبع ہوا۔ اس میں قاضی صاحب کے چند مختصر قطعات کے علاوہ چار طویل قصیدے شامل ہیں۔ میمیہ قصیدہ ۸۲ شعروں کا' مقصوری ۴۸ اشعار کا' لامیہ ۷۰ اشعار کا اور لامیہ ۵۸ اشعار کا ہے۔ قاضی صاحب کے ہاں خصائص شماری کا رجحان نمایاں ہے۔ ان خصائص پر سلام کا انداز بھی منفرد ہے۔ چند شعر ملاحظہ ہوں۔

محمد خیر خلق اللہ قاطبۃ	فشانہ من قیاسات الوری عال
لقد کان مبعوثا نبیا" و مرسلا	وما اظھر الباری من الطین ادما
سراج منیر زاہد متورع	بمیلادہ ایوان کسری تھدما
لہ حن جزع فی الاساطین ثابتا	لہ شق قرص البدر فی مطلع السماء
ملاذی رسول اللہ واللہ عدتی	لدی شدتی اذکابۃ الدھرا ظلما

(حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق سے بہتر ہیں۔ آپ کی شان مخلوق کے قیاسات سے بلند تر ہے۔ بے شک آپ نبی و مرسل مبعوث ہوئے جب کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے نکالا بھی نہ تھا۔ آپ روشن سورج' زاہد' صاحب ورع ہیں۔ آپ کے میلاد پر کسریٰ کا ایوان ٹوٹ گرا تھا۔ مسجد نبوی کے ستونوں میں سے استن حنانہ کا آپ کے فراق میں رونا ثابت ہے آپ کے لئے ہی آسمان کے مطلع پر چودھویں کا چاند شق ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری پناہ گاہ ہیں اور اللہ تعالیٰ میرا سہارا ہے۔ مشکلات کے وقت جب کہ زمانہ اندھیر ہو جائے گا۔)

مولانا خیرالدین (م ۱۳۲۶ھ)

مولانا خیرالدین دہلی کے مشہور علمی خاندان سے تعلق رکھتے تھے' مولانا کے نانا حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے اجلہ تلامذہ میں سے تھے۔ اور ان کے بیٹے مولانا ابوالکلام آزاد برصغیر کے نامور عالم اور سیاسی راہنما تھے۔ عرب و عجم میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے' مولانا کو عربی زبان پر اہل زبان کی سی قدرت حاصل تھی' قیام بھی زیادہ تر حرمین شریفین میں رہتا تھا۔ مولانا متعدد کتابوں کے مصنف تھے جن میں سے صرف چند ایک دستیاب ہو سکیں۔ مولانا ایک عالم دین اور مناظر تھے اس لئے ان کی شاعری پر بھی مناظرانہ رنگ نمایاں ہے۔ طرز ادا معروضی ہے۔ مگر طبیعت عقیدت مندانہ ہے۔ انہوں نے کوئی دیوان ترتیب نہیں دیا۔ دوران کلام عربی' فارسی اور اردو شعر کہتے تھے۔ یہ ممکن ہے کہ ان کا کلام ان کی کتب سے انتخاب کر کے مستقل شکل میں جمع کر دیا جائے کہ اس میں ایک وحدت موجود ہے۔ مولانا کے اشعار میں خاندانی شرف' خصائص اور اوصاف کا تذکرہ نمایاں ہے۔ چند شعر یہ ہیں۔

و انت لهذا الکون علتہ کونہ ولو لا ک ما امتاز الوجود باکوان
و سید ھذا الکون من نسل ادم و اکرم مبعوث الی الانس والجان
انسان عین الکون مبلغ سرہ قطب الکمال وعینہ مترلق
شمس علی قلب الکمال مضیتہ بلو علی فلک العلا سیرانہ

(آپ اس کائنات کی تکوین کا باعث ہیں اگر آپ نہ ہوتے تو یہ کائنات وجود پذیری کا شرف نہ پاتی۔ آپ آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور اس کائنات کے سردار ہیں۔ اور جن و انس کی طرف سب سے معزز ترین نبی ہیں۔ آپ کے اسرار کی حقیقت یہ ہے کہ آپ کائنات کی آنکھ کی پتلی ہیں' کمال کامدار ہیں اور اچھلتی ہوئی کرم کی ندی ہیں۔ آپ سورج ہیں کہ کمال کے قطب پر روشن ہیں۔ آپ چودھویں کا چاند ہیں کہ بلندیوں کے آفاق پر آپ کی گردش ہے۔)

مولانا احمد رضا خان بریلوی (م ۱۳۴۰ھ)

مولانا احمد رضا خان جو اعلیٰ حضرت اور فاضل بریلوی کے القاب سے معروف ہیں' علم کا ایک بحر زخار تھے کہ جس جانب بھی ابل پڑتا' سیراب کر دیتا۔ ان کی دلچسپیاں متنوع اور ہمہ گیر تھیں' اردو فارسی' عربی' اور ہندی پر دسترس تھی مگر عربی زبان سے اک گونہ شفقت تھا۔ ان کی متعدد تصانیف عربی میں ہیں۔ نثر میں ان کا قلم بڑی سہولت سے مافی الضمیر صفحہ قرطاس پر منتقل کر دیتا ہے اور کہیں عجز بیان کا شائبہ نظر نہیں آتا۔ مولانا کی تصانیف کی تعداد پانچ سو سے زائد بتائی جاتی ہے۔ اگرچہ بعض سیرت نگاروں نے ایک ہزار سے متجاوز بتائی ہے۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کہتے ہیں "یہ غالبا" واحد عالم دین ہیں جنہوں نے نظم و نثر دونوں میں اردو کے بے شمار محاورات استعمال کئے ہیں اور اپنی علمیت سے اردو شاعری میں چار چاند لگائے ہیں۔ فاضل بریلوی کو عربی شاعری سے بھی لگاؤ تھا۔ عربی میں نعتیہ اشعار ان کے اکثر مجموعوں اور کتابوں میں مل جاتے ہیں' بقول ڈاکٹر حامد علی خان ان کے دستیاب عربی اشعار کی تعداد ۳۹۰ ہے۔ محمود احمد قادری کا کہنا ہے کہ ان کے پاس فاضل بریلوی کے ۱۱۴۵ اشعار ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مولانا کا عربی کلام مجتمع نہیں ہوا اس لئے ان کی عربی شاعری کا مجموعی رخ سامنے نہیں آیا۔ مولانا کے عقائد کے مطابق ان کی شاعری کا مرکزی نقطہ توسل و استغاثہ ہے۔ ان کے ہاں شعری حکایت کا تصور نہیں ہے۔ جو کچھ کہتے ہیں وہ ان کے دل کی پکار ہوتا ہے۔ ان کا رجحان خود سپردگی اور جان دادگی کا غماز ہے۔ بے ساختہ پکار ان کی شاعری کا امتیازی وصف ہے اس لئے وہ پناہ طلبی کے لئے پکارتے ہیں۔

رسول اللہ انت بعثت فینا کریما رحمتہ حصنا حصینا
تخوفنی العدی کیدا" متینا اجرنی یا امان انی تغنیا

(اے اللہ کے رسول آپ ہم میں کریم اور رحمت تمام بن کر اور محفوظ پناہ گاہ بنا کر مبعوث ہوئے ہیں۔ دشمن مجھے سخت پکڑ سے ڈراتے ہیں۔ اے ڈرے ہوؤں کو امان دینے والے مجھے بچا لیجئے۔)

مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی (م ۱۳۴۸ھ)

مولانا، دارالعلوم دیو بند کے مہتمم، جمیعتہ العلماء ہند کے رکن اور صدر رہے، مسند افتاء کو بھی رونق بخشی، مولانا کی تدریسی خدمات کا دیوبند کے اکابرین کو ہمیشہ اعتراف رہا، مولانا انور شاہ کشمیری کہا کرتے تھے، اگر مجھ پر کسی کے علم کا اثر پڑا تو وہ مولانا حبیب الرحمٰن ہیں۔ مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی کی دینی اور تدریسی خدمات کے علاوہ جس صلاحیت نے انہیں ادبی حلقوں میں بلند مقام بخشا وہ ان کی عربی شاعری کا ذوق ہے۔ مولانا کے قصائد مختلف رسائل میں چھپتے رہے۔ مولانا اعزاز علی نے ان کو اکٹھا کیا اور "معین اللبیب فی جمع قصائد الحبیب" کے نام سے شائع کیا۔ اس سے قبل مولانا اعزاز علی نے مولانا کی مشہور نظم "الاٰیتہ المعجزات" جس میں سو معجزات کو نظم کیا ہے۔ البینات کے نام سے ترجمہ کے ساتھ شائع کی تھی۔ یہ مولانا کا کارنامہ ہے کہ معجزات کو افادہ عوام کے لئے نظم کر دیا۔ مولانا کی نعتیہ شاعری کا کثیر حصہ معجزات کے بیان کے لئے وقف ہے۔ ان کے قصائد کا انداز کلام بیانیہ ہے۔ ایک معروضی کاوش جس کا مقصد دین کی خدمت ہے۔ اگرچہ مولانا کی شاعری موضوعی رخ بھی لئے ہوئے ہے۔ معجزات کے علاوہ حلیہ مبارکہ کے بیان پر مولانا بہت دسترس رکھتے ہیں۔ خصائص شماری کا حق ادا کیا ہے۔ اپنی ذات کے حوالے سے التجاؤں اور تمناؤں کی دنیا بھی آباد ہے۔ بے قراری جذبات میں ارتعاش پیدا کرتی ہے۔ اور بے قراری کی پکار یوں ہے۔

لذ بباب المصطفی خیر الوری	ملجاء المکروب مفتاح العقل
واقرع الباب ملحا ملمنا	من ادام القرع لا بد یصل
بجاہ نبیک الھادی اغثنا	و ادرک قبل ان یقع النکال
الھی بجاہ المصطفی فاقض حاجتی	بفضلک یا رحمن یا سامع الدعا

(مصطفیٰ کریم علیہ السلام جو خیر خلق ہیں کہ دروازہ پر پناہ مانگ کہ آپ مصیبت زدہ کی پناہ اور مصیبتوں کی مفتاح ہیں۔ یعنی بندھن کھولنے والے ہیں۔ اور لگاتار آہ و زاری کرتے ہوئے دروازہ کھٹکھٹا کر جو بھی دروازے پر لگا تار دستک دیتا ہے وہ لازماً وصال پاتا ہے۔ اے اللہ نبی کریم اور ہادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہماری امداد فرما اور مصائب نازل ہونے سے قبل ہمیں پالے یعنی سنبھال لے، اے اللہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میری حاجت روائی کر اپنے فضل سے اے رحمان خدا اور اے دعا قبول کرنے والے رب۔)

مولانا انور شاہ کشمیری (م ۱۳۵۲ھ)

کشمیر سے تعلق، سادات خاندان، علمی گھرانہ اور دیوبند کے اکابر میں نمایاں تر وجود مولانا انور شاہ کشمیری کا ہے۔ دہلی، دیو بند، کشمیر اور ڈابھیل میں تدریس کے فرائض انجام دیئے، دیو بند کے ایسے ہونہار طالب علم اور لائق فخر استاد جس پر دارالعلوم کو ہمیشہ ناز رہے گا، سلسلہ چشتیہ سے منسلک تھے مگر مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ سے بے حد ارادت تھی۔ علامہ ابن حجر العسقلانی علیہ الرحمتہ کے مداح تھے مگر خالص حنفی مسلک کے موید اور شارح تھے۔ شیخ اکبر سے عقیدت تھی۔ حدیث کی تعلیم و تدریس سے شغف تھا اور عربی ادب سے دلی لگاؤ تھا۔ عربی کے پختہ کار شاعر تھے، متعدد اشعار لکھے اس سلسلے میں حدوث عالم، وحدۃ

الوجود اور دیگر نظریاتی مباحث سے متعلق "ضرب الخاتم علی حدوث العالم" ۴۰ اشعار پر مشتمل ہے۔ مرزا قادیانی کے رد میں بھی لکھا اور ستر شعروں کی نظم بھی کہی۔ والیہ قصیدہ ۴۷ شعروں کا ہے۔ جب کہ شیخ سعدی کے تتبع میں اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نظم کیا جس میں ۲۴ شعر ہیں یہ میمیہ قصیدہ ہے۔ فارسی شعر کی طرح رواں قصیدہ اسماء کے احصاء کے حوالے سے منفرد شان رکھتا ہے، معروضی انداز کے باوجود شاہ صاحب نے اس قصیدہ میں شعری جمال کی آبیاری کی ہے۔ چند شعر ملاحظہ ہوں۔

شفیع مطاع نبی کریم قسیم جسیم نسیم وسیم
بشیر نذیر سراج منیر خبیر بصیر دلیل علیم

ایک دوسرے قصیدے میں

دلیل و ھاد سبیل الرشاد و خبیر العباد شمال العدیم
امام الھدی رحمتہ للعالمین غیاث الوری مستغاث الھضیم

(شفاعت کرنے والے، اطاعت کئے جانے والے، نبی کریم، قاسم نعمت، قوت والے، ہوائے کرم، حسین و جمیل، بشارت دینے والے، ڈرانے والے، چمکتا ہوا سورج، علم والے، صاحب بصیرت، راہنما اور علم کے گہوارے، راہنما، ہادی، ہدایت کے راستے کے لئے، انسانوں سے باخبر رکھنے والے، محروموں کے سہارا، ہدایت کے امام، سب جہانوں کی رحمت، مخلوق کے فریاد رس، مصیبت زدہ کے مددگار۔)

قاضی عبدالسلام سلیم (م ۱۳۶۵ھ)

ضلع ہزارہ کے رہنے والے، دہلی سے علوم شرقیہ کی تکمیل کرنے والے عبدالسلام برصغیر کو چھوڑ کر حجاز چلے گئے تھے، مدرسہ صولتیہ اور مدینہ منورہ کے دینی مدارس میں تدریس کی خدمات انجام دیں۔ واپسی پر میسور سٹیٹ کے ٹریننگ کالج میں عربی ادب کے استاد مقرر ہوئے اور وہاں ہی وفات پائی۔ قاضی صاحب فارسی، عربی، اردو اور پشتو کے شاعر تھے۔ **الجنبتہ الشوقیتہ الی الحضرۃ النبویتہ** عربی قصائد کا مختصر مجموعہ ہے۔ یہ مجموعہ مدینہ منورہ میں تالیف ہوا۔ اور اسے مطبعہ حیتہ الفیحاء سے ۱۳۴۶ھ میں طبع کرایا گیا مگر سوائے ٹائٹل کے سب ضائع ہو گیا۔ دوبارہ اسی ٹائٹل کے ساتھ بمبئی سے طبع ہوا۔ قاضی صاحب کی مدحیہ شاعری میں وارفتگی، بے خودی اور ولولہ انگیزی پورے شباب پر ہے۔ خصائص نبویہ سے مضامین چنتے ہیں اور ان کو قومی و ملی تناظر میں پابند شعر کرتے ہیں۔ قوم کی بے راہ روی کی وجہ سے ہدایت کا تصور بڑا نمایاں ہے۔ اس لئے ہادی عالم کو پکارتے ہیں۔

انسان عین المکرمات و فخرھا شمس الزمان و مرشد الاکوان
بدر الفضائل و المکارم و العلی ھادی البریتہ منبع الاحسان
خملت بہ نارالضلالتہ منا تی طلعت بہ شمس من العرفان
لولاہ ما کان الوری ولاجلہ ارکان کون قلبنا ھا البانی

و اتاک موبوبہ الخلیقۃ راجیا ... فضل الشفاعۃ یا عظیم الشان
حب الرسول حیاۃ کل موحد ... من کل قاص فی الوری و دانی

(بخششوں کی آنکھ کی پتلی اور ان کا فخر' زمانے کا سورج اور کائنات کا مرشد' فضائل کا ماہتاب اور شمائل و بلند اخلاق کا۔ مخلوق کا ہادی' احسان کا منبع' جب آپ آئے تو گمراہی کی آگ بجھ گئی۔ اور عرفان کا سورج طلوع ہوگیا۔ آپ نہ ہوتے تو مخلوق نہ ہوتی' آپ ہی کی خاطر کائنات کے خالق نے کائنات کو تعمیر کیا۔ مخلوق سے دھتکارا ہوا امید لئے ہوئے آپ کے پاس آیا ہے۔ اے بلند مرتبت نبی اسے شفاعت کی بھیک درکار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہر توحید پرست کی حیات ہے خواہ وہ دور ہو یا قریب۔)

مولانا اصغر علی روحی (۱۳۷۳ھ)

عہد جدید کا وہ باکمال مدرس' عالم' ادیب اور شاعر جن پر خطہ لاہور تا دیر ناز کرے گا۔ اور نٹل کالج لاہور اور اسلامیہ کالج لاہور میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ نامور شاگرد پیدا کئے۔ صاحب تصنیف بزرگ تھے' سولہ کے قریب تالیفات کا نام ملتا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ان کے احوال و آثار پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری عطا کی گئی۔ دبیر عجم' العروض و القوافی' شرح قصیدہ بردہ' مانی الاسلام مشہور تصنیفات ہیں۔ دیوان عربی میں پانچ سو ابیات ہیں۔ مولانا فارسی کے پر گو شاعر تھے۔ عربی میں بھی وقیع کلام ان کی یادگار ہے۔ دینی رجحان تھا اس لئے نعتیہ قصائد پر توجہ دی اور خالص عربی روایات کے حامل اشعار کہے۔ تشبیب پر بہت توجہ ہے۔ اسے قصیدہ کا فرنٹ یا ناک نقشہ سمجھتے ہوئے بڑا اہتمام کرتے ہیں۔ گریز بھی لائق التفات ہے' نعتیہ قصائد میں علمی وسعت اور معلومات کی فراوانی نمایاں ہے۔ اور آخر پر استغاثہ و توسل۔ چند شعر ملاحظہ ہوں۔

عطا یا لا یمن بہا علینا ... فنشکر من لہ عنہ الغناء
اتیت بہا بحار الفکر فیہ ... لہ فی الابتداء لہ انتہاء

(ایسی عطائیں کہ جن کا ہم پر احسان بھی نہیں کیا گیا' ہم ان کا شکر ادا کرتے ہیں۔ جن کی وجہ سے یہ بے نیازی حاصل ہوئی' آپ اسے یعنی قرآن کو لے کر آئے جس میں انسانی فکر کا عجز نمایاں ہے۔ ابتدا سے انتہا تک۔)

مولانا اعزاز علی دیوبندی (م ۱۳۷۷ھ)

دیوبند کے صدر مفتی اور شیخ ادب جو مدت تک طلبہ و عربی ادب میں نظم و نثر کی تربیت دیتے رہے' درسیات کے فاضل استاد' شرح حماسہ اور شرح متنبی کے مصنف' دیو بند میں عربی شعر کے اجلاس کے روح رواں اور باکمال شاعر' مولانا نے حرمین شریفین کی حاضری کے موقع پر ۳۸ اشعار کا میمیہ قصیدہ ارتجالا" کہا جس کا سارا رنگ استعدادیہ نوعیت کا ہے۔ اک فقیر بے نوا در رحمت پر کھڑا آہ و زاری کر رہا محسوس ہوتا ہے' چند شعر ملاحظہ ہوں۔

رسول اللہ جئتک مستعینا" ... علیک صلاۃ ربی والسلام
"

رسول اللہ جیت الیک ضیفا" و حق الضیف تعرفہ الکرام
حریمک امن من کل ہول و بابک حولہ عکف الانام

(اے اللہ کے رسول میں آپ کے دربار میں پناہ طلب کرتے ہوئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ پر میرے رب کا درود و سلام ہو۔ اے اللہ کے رسول میں ایک مہمان بن کر حاضر ہوا ہوں۔ مہمان کا حق ہوتا ہے کہ صاحب کرم اسے پہچان لیں۔ آپ کا حرم کدہ ہر خوف سے مامون ہے اور آپ کے در رحمت پر انسانوں کے ڈیرے لگے ہیں۔)

محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت (م ۱۳۸۱ھ)

پنجاب یونیورسٹی لاہور علوم شرقیہ کے امتحانات پاس کرکے دارالعلوم حیدر آباد میں مدرس مقرر ہوئے' جامعہ عثمانیہ وجود میں آئی تو اس میں شعبہ دینیات کے صدر مقرر ہوئے۔ مولانا حسرت حیدر آباد دکن کے قابل فخر سپوت تھے۔ شعر و شاعری سے شغف تھا۔ عربی فارسی اردو اور ہندی کے شاعر تھے۔ تصوف سے لگاؤ کی بنا پر حمد و نعت سے دلچسپی تھی۔ ان کا مجموعہ کلام "کلیات حسرت" کے نام سے ۱۳۵۳ھ میں حسرت اکیڈمی حیدر آباد دکن سے شائع ہوا۔ کلیات میں عربی حصہ "زفرات الاشواق" کے عنوان سے شامل ہے۔ حمد و نعت کا ایک حصہ ہے۔ نعت میں مولانا کی توجہ زیادہ درود و سلام پر ہے۔ "اللہ ربی و محمد حبیبی" ان کا منشور شاعری ہے۔ مدح کا رنگ ملاحظہ ہو۔

یا سیدی یا مصطفی یا خیر من تحت السماء
خیر الخلائق کلھم رب المحامد و العلی
بحر خضم طافح جود الیدین و العطاء
مثل النبی محمد من فی الوری من فی الوری

اے میرے سردار' اے مصطفیٰ' محامد اور سرافرازیوں کے مالک' آپ بحر زخار و بحر ناپیدا کنار ہیں۔ دونوں ہاتھوں سے جود عطا کرنے والے نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل مخلوق میں کون ہے کون ہے؟

مولانا ظفر احمد عثمانی (م ۱۳۹۴ھ)

دیو بند میں پیدا ہوئے۔ دادا دیوبند کے رئیس تھے۔ دارالعلوم کو زمین ان کے دادا ہی نے دی تھی۔ دیو بند سے تعلیم حاصل کی۔ سہارن پور میں مدرس رہے' سیاسی بصیرت تھی' مسلم لیگ کا ساتھ دیا۔ مشرقی پاکستان میں ۱۴۔ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کا پرچم لہرایا' عربی میں مہارت حد درجہ کی تھی۔ "اعلاء السنن" مشہور کتاب ہے۔ جو بیس جلدوں میں ہے۔ لغت عربیہ پر دسترس بہت تھی۔ شعر کا عمدہ ذوق تھا' مدح رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے معاشرتی موضوعات کا انتخاب کیا' تشبیب کو بھی مدح کا حصہ بنا دیا۔ قافیہ قصیدہ سے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

کنت الغیاث لایتام وارملتہ امست من الجوع کالبالی من الورق

کنت اعلاذ لمضطر و مضطرب ‌ ‌ من المساکین لالات معتنق
انت العماد لقوم لاعماد له ‌ ‌ انت الرشاد لمن قد ضل فی طرق

(آپ یتیموں اور بیواؤں کے لئے پناہ گاہ ہیں۔ جو بھوک سے ایک بوسیدہ ورق کی طرح ہو گئے ہیں۔ آپ ہر مضطر اور مضطرب کے لئے جائے امان ہیں۔ مساکین میں سے جو آفات کو گلے لگائے ہوئے ہیں' آپ اس قوم کے لئے ستون ہیں حق کا کوئی ستون نہیں۔ آپ راہنما ہیں اس کے لئے جو راستے میں بھٹک گیا ہو۔)

مولانا محمد ادریس کاندھلوی (م ۱۳۹۴ھ)

مولانا نے اپنا تعارف کراتے ہوئے لکھا "بندہ ناچیز نسبتا" صدیقی' مسلکا" حنفی اور مشربا" چشتی ہے۔" مدرسہ امینیہ دہلی' دارالعلوم دیو بند اور حیدر آباد دکن میں تدریسی ذمہ داریاں نبھائیں۔ ۱۹۴۹ء میں پاکستان آ گئے۔ جامعہ عباسیہ بہاول پور اور جامع اشرفیہ لاہور میں درس و تدریس میں مشغول رہے۔ مولانا کاندھلوی کثیر التصانیف بزرگ تھے۔ پچاس سے زائد تالیفات موجود ہیں۔ جن میں التعلیق الصبیح شرح مشکوۃ المصابیح' معارف القران' اعجاز القران' الدین القیم' سیرت المصطفیٰ' خلافت راشدہ' حجیت حدیث' اسلام اور اشتراکیت' شرح مقامات حریری شامل ہیں۔ مولانا کو شعر و ادب سے بھی دلچسپی تھی۔ متعدد قصائد کہے۔ لامیتہ المعراج' تائیہ القضا والقدر جو ۱۹۳ اشعار کا ہے۔ میمتہ المدیح والثناء' محمد ظہیر الدین نے اپنے مقالے "مولانا محمد ادریس کاندھلوی' علمی خدمات اور احوال و آثار" میں مولانا کا دیوان مرتب کر دیا ہے۔ مولانا کی مدحیہ شاعری کے تین پہلو ہیں۔ معروضی مدح جیسے اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا لامیتہ المعراج' موضوعی مدح نگاری جیسے میمتہ المدیح والثناء تیسرے مخلوط مدح نگاری یعنی بیانیہ طرز ادا اور واردات نفس پہلو بہ پہلو مولانا شعر میں علمی مسائل سلجھاتے ہیں اور دلائل مرتب کرتے ہیں۔ مولانا کی شاعری ایک پختہ مشق شاعر کی واردات ہے۔ جسے کچھ پیش کرنا ہے اور جسے اس کا ڈھنگ بھی آتا ہے۔ اس لئے کہتے ہیں۔

ولا بد من بحر طویل لمدحہ ‌ ‌ لما انہ بحر المکارم قلزم

(آپ کی مدح کے لئے بحر طویل درکار ہے کہ آپ قلزم رحمت اور بحر مکارم ہیں)

مولانا کی شاعری میں علمی وجاہت موجود ہے مگر کبھی کبھی دل' پاسبان عقل سے دامن بچا لیتا ہے' اور والہانہ پکارتا ہے۔

الا یا رسول اللہ نظرۃ رحمتہ ‌ ‌ لمسترحم مستنظر للتفضل
و انت غیاث الخلق یا سید الوری ‌ ‌ ثمال الیتامی مستغاث لارمل
و انک مامول و انک مرتجی ‌ ‌ و انت رجاء الامل المتوسل
شفاعتک العظمی علیھا معولی ‌ ‌ و ملحک یا خیر الانام توسلی

(اے اللہ کے رسول طالب رحم اور فضل کے منتظر پر نظر رحمت فرمائیے۔ آپ مخلوق کے لئے فیض بخش ہیں۔ اے

سردار جہاں، آپ یتیموں کے سہارے اور بیواؤں کا آسرا ہیں۔ آپ پر امید رکھی جاتی ہے۔ آپ سے ہی خواہش ہے۔ آپ امیدوں کی رجائیں طلب کرنے والے کے لئے، آپ کی شفاعت عظیم ہے اسی پر میرا اعتماد ہے۔ اور اے خیر خلق آپ کی مدح سرائی ہی میرا وسیلہ ہے۔)

مفتی محمد شفیع دیو بندی (م ۱۳۹۶ھ)

دیو بند کے عثمانی خاندان کے فرد، مفتی دارالعلوم دیو بند اور مفتی پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع کی تدریسی زندگی کے اثرات ان کی اولاد کی تربیت سے نمایاں ہیں۔ تحریک پاکستان کا ساتھ دینے پر جمعیتہ العلماء دیو بند سے علیحدہ ہوئے اور ۱۹۴۸ء میں پاکستان آ گئے۔ تاحیات فتاویٰ نویسی میں مصروف رہے۔ ۴۰۹۵۸ فتاوی کی نقول محفوظ ہیں۔ مفتی صاحب نے عربی میں اپنے بزرگوں کے متعدد مراثی لکھے۔ نفحات کے نام سے آپ کا عربی کلام چھپ چکا ہے۔ نعتیہ شاعری میں جذبہ محرکہ محبت ہے۔ حب رسول کا ذکر بہت کرتے ہیں کبھی زائر حرم کے روپ میں کبھی روحانی ہم رکابی کے روپ میں۔ محبت ان کے نزدیک تقاضائے اطاعت ہے اور بلا اطاعت دعویٰ محبت بے سود ہے۔

ما الحب الا طاعتہ لحبیبہ   وفناء کل ارادۃ و تامل

(محبت حبیب کی اطاعت کا نام ہے اور ہر ارادے و خواہش کے فنا کرنے کو کہتے ہیں)   غائبانہ پکار کا ولولہ دیکھئے۔

فیا خیر خلق اللہ صفوۃ رسلہ   اتیتک اذضاقت علی المناھب
ضمالی فی الدنیا سواک بملجاء   ولا فی غد من دون بابک جانب
ضمن اوی الیہ بطیب نفس   فقد اوی الی رکن رکین

(اے مخلوق خدا سے برگزیدہ، اے رسولوں کے انتخاب، میں آپ کے در پر آیا ہوں جب کہ مجھ پر تمام راستے بند ہو گئے ہیں۔ میرے لئے دنیا میں آپ کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں اور نہ کل قیامت میں آپ کے در کے سوا کوئی قرار ہے۔ جو بھی آپ کی پناہ لے گا خوشدلی کے ساتھ تو یقیناً" اس نے مضبوط پناہ لے لی ہے۔)

مولانا محمد یوسف بنوری (م ۱۳۹۷ھ)

مولانا پشاور کے مشہور بنوری خاندان کے فرد تھے جس کا سلسلہ حضرت آدم بنوری علیہ الرحمتہ کی وساطت سے امام حسین رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ ڈابھیل میں سید انور شاہ کشمیری سے دورہ حدیث مکمل کیا۔ جامعہ ڈابھیل ہی میں خدمات انجام دیں۔ ۱۹۵۱ء میں پاکستان آ گئے۔ تین سال دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈو اللہ یار سندھ رہے پھر کراچی آگئے۔ اور مدرسہ "جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن" کا آغاز کیا۔ وہیں وفات پائی۔ سیاست سے مجتنب رہے مگر تحریک ختم نبوت میں عملاً" شریک ہو کر قیادت کی۔ مولانا کو عربی ادب سے عشق کی حد تک پیار تھا۔ نفحت العنبر ان کی ادبیت کا شاہکار ہے۔ شعر بھی کہتے تھے۔ اکثر بزرگوں کے مراثی لکھے۔ شعروں میں ادبیت اور علمیت کا امتزاج ہے۔ العقائد البنوریتہ کے نام سے عربی کلام چھپ چکا ہے۔ قصائد میں روایتی تشبیب کا انداز موجود ہے مگر پیش نظر ذات محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہی رہی ہے۔ مدح نگاری میں معجزات کا اور خاص طور پر قرآن کا ذکر ہے۔ مدح کے چند شعر ملاحظہ کیجئے۔

یا مدنفا فی حبہ و جمالہ متحیرا" لکمالہ اکبارا
القی علیک شمائلا من حسنہ فی عقد در یعجب الانظارا
فجبینہ کالبدر یشرق دلجتہ فلفاق بدرا" وجھہ اذ نارا

(آپ کی محبت اور حسن و جمال میں لاغر ہونے والے اور آپ کے کمال کی عظمت پر حیران ہونے والے' آپ کے شمائل کے حسن نے آپ پر موتیوں کا وہ ہار ڈالا ہے جو نظروں کو تعجب میں ڈالتا ہے۔ آپ کی جبین چودھویں کے چاند کی طرح ہے۔ جب وہ رات کو چمکتا ہے اور آپ کا چہرہ جب گلنار ہوتا ہے تو بدر سے بھی فزوں تر ہوتا ہے۔)

سید محمد الحسینی الکالپوی (چودھویں صدی ہجری)

سید محمد الحسینی کالپی میں پیدا ہوئے۔ ادب کی تعلیم مولانا فیض الحسن سہارن پوری سے حاصل کی۔ عربی شعر سے مناسبت کا سبب بھی شاید یہی ہے۔ شمائل و خصائل کے حوالے سے نعتیہ قصیدہ لکھا اور اپنی تمناؤں کا برملا اظہار کیا۔ مثلاً"

یا سیدی انت لی کھف و ملتحد اذ لا اری فی الاالخوف والفرقا
اذا وجلت ذنوبی لاانتھاء لھا فانت شافع ذنبی عند من خلقا

(اے میرے آقا آپ میرے لئے پناہ اور سہارا ہیں جب کہ میں خود میں خوف و ہراس کے سوا کچھ نہیں پاتا جب میں اپنے گناہوں کو بے انتہا پاتا ہوں تو آپ ہی خالق کائنات کے پاس میری شفاعت کرنے والے ہیں۔)

مولانا عبدالکریم درس (چودھویں صدی ہجری)

مولانا کراچی کے رہنے والے تھے' نامور عالم دین اور پختہ مشق شاعر تھے۔ عربی نعت کا دیوان مرتب کیا۔ طلباء کے لئے درسی کتاب تیار کیں اور ان میں اپنا انتخاب پیش کیا۔ مولانا کے کلام میں والہانہ پن ہے اور بہر نوع مدحت سرکار میں رطب اللسان ہیں۔ اگرچہ شاعری کا آہنگ فارسی اثرات لئے ہوئے ہے۔ طویل بحور کا استعمال کرتے ہیں جن میں نغمگی کا عنصر بہت ہے۔ مضامین نعت میں عطاء بخشش پر زیادہ توجہ ہے۔ چند شعر ملاحظہ ہوں۔

انی و ان کنت بذنب مغرقا طالب من بحرہ متموج
حبیب اللہ ادرکنی عجولا فانی محصر حولی اللھاب
توسل بمختار حوی کل فضلتہ توکل علی اللہ ایا درس تفلح

(بے شک میں' اگرچہ میں گناہ میں غرقاب ہوں' آپ کے بحر موج خیز کا طالب ہوں۔ اے اللہ کے حبیب جلد مجھے سنبھالئے کہ میں ان شعلوں میں محصور ہوں جو میرے چاروں جانب ہیں۔ نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام فضائل کے جامع ہیں۔ ان کا وسیلہ تھامئے۔ اور اے درس اللہ پر بھروسہ کیجئے کامیاب ہو جاؤ گے۔)

عصر حاضر

مناسب ہو گا کہ برصغیر کے موجود دور میں ان مدح خوان رسالت کا تذکرہ کر دیا جائے جو ماحول کی ناسازگاری اور عربی

ادب کے ماہرین کی کمیابی کے باوجود یہ خدمت انجام دے رہے ہیں' اللہ کرے یہ ذوق بڑھتا جائے مگر اس کے لئے دربار رسالت سے محبت اور سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطالعہ کے ساتھ عربی زبان و ادب سے وابستگی بہت ضروری ہے کہ شعر ایک ریاض چاہتا ہے۔ اور مانوس ماحول کا طلب گار ہوتا ہے۔ یہ حقیقت کہ ماحول مدح کی تحریک تو دے رہا ہے مگر ژولیدگی بیان راہ روکے ہوئے ہے۔ یہ تو چند بزرگوں کی ذاتی کاوشیں ہیں جو عربی مدح نگاری کی قندیل فروزاں کئے ہوئے ہیں۔ اللہ کرے ماحول بتدریج سازگار ہو جائے تاکہ ہمارا رشتہ اپنے ماضی سے استوار رہے۔

ذیل میں ان خوش قسمت اصحاب کے نام درج کئے جا رہے ہیں جن کی عربی میں مدحیہ نگارشات دستیاب ہیں۔ اور جن کے دم قدم سے یہ مدح نگاری کا گلستان لہلہا رہا ہے۔ ان میں سے بیشتر حضرات بحمد للہ حیات ہیں اور عربی ادب کا قاری ان سے مزید توقعات وابستہ کئے ہوئے ہے۔

- قاضی محمد حمید فضلی۔ مدیر ماہنامہ "فیض" شیر گڑھ ضلع مانسہرہ۔
- مولانا عبدالمنان دہلوی۔ ان کا کلام "انوار مدینہ" لاہور سے شائع ہوا ہے۔
- مفتی جمیل احمد تھانوی۔ جامعہ اشرفیہ لاہور کے مفتی اور نامور عالم دین۔
- مولانا الطاف الرحمٰن سورتی۔ جامعہ اسلامیہ بہاول پور میں فقہ و قانون کے استاد۔
- مولانا اختر رضا خان بریلوی۔ فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان کے خانوادہ کے موجودہ شیخ الحدیث' جامعہ ازھر سے فارغ التحصیل۔
- مولانا ابوالضیاء محمد باقر ضیاء نوری۔ بصیر پور کے دینی مدرسہ کے استاد' عربی ادب پر ماہرانہ دسترس رکھتے ہیں۔
- مولانا محمد رضاء الحق مردانی۔ جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے نامور استاد۔
- صاحبزادہ غلام نصیر الدین گولڑوی۔ آستانہ گولڑہ شریف کے صاحبزادے' اردو فارسی کے صاحب دیوان شاعر۔
- حافظ محمد افضل فقیر۔ دور حاضر کے پختہ مشق شاعر' اردو' فارسی' پنجابی کے صاحب دیوان' مدح نگار' عربی مجموعہ شابیب الرحمتہ شائع ہو چکے ہیں۔
- بشیر حسین ناظم۔ اردو' فارسی' پنجابی کے شاعر جو کبھی کبھی عربی میں مدحیہ قصیدہ کہتے ہیں۔
- سید محمد امین علی نقوی۔ فارسی' اردو کے علاوہ عربی کے صاحب دیوان' پختہ کار شاعر' عربی نعت گوئی میں "محمد رسول اللہ" ان کا شاہکار ہے۔ اس کتاب میں جہاں اور دوسری خوبیاں ہیں اس کی ایک خوبی یہ ہے کہ اس کی ساری نعتیں صنعت غیر منقوطہ میں ہیں جو یقیناً" اہم کام ہے۔
- عبدالعزیز خالد۔ اردو میں طرز نو اور آہنگ جدید کے شاعر جن کی عربی پر دسترس قابل داد ہے۔

یہ تھا برصغیر کی عربی میں مدح نگاری کا مختصر جائزہ۔ جس سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ برصغیر کے علماء صوفیاء اور شعراء نے کسی دور میں بھی مدح رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے کوتاہی نہیں کی' ان بزرگوں میں اکثریت عجمی تھی مگر ان کی خداداد ذہانت اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ عقیدت نے بہر رنگ اس صنف شریف کو زندہ رکھا۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ عشاق کے قافلے قریہ قریہ اور بستی بستی اس مشن کی تکمیل میں گھومتے رہے۔ حالات کی بے یقینی' ماحول کی ناسازگاری اور زبان و اظہار کی کوتاہ دامنی ان کے سمندر شوق کو نہ روک سکی بلکہ مشکلات' جوش و ولولہ کی افزونی کا باعث بنیں' یہ قافلہ شوق رواں دواں ہے اور جب تک شمع رسالت کے پروانے زندہ ہیں یہ یونہی رواں رہے گا۔

پنجابی نعت

(مطالعہ و انتخاب)

پنجابی نعت میں مدینتہ الرسول کا ذکر

ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی

پنجابی نعت کے مطالعے سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ اس زبان میں عشق رسولؐ کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر موجود ہے۔ برصغیر پاک و ہند کی زبانوں میں یہی وہ ممتاز زبان ہے جس نے اسلامی علوم و فنون سے بے پناہ خوشہ چینی کر کے علاقائی زبانوں میں ایک اہم ترین ذخیرہ' ادبیات اسلامی کو دیا ہے۔ پنجاب کی مٹی میں محبت کا جو بے پناہ عنصر موجود ہے۔ اس نے جب شاعری میں ظہور کیا تو نعت و مدحت کے وہ گل بوٹے کھلائے جن کی مہک سے ایک عالم منور ہے۔

پنجابی نعت کے مطالعے کا ماحصل یہ خوشگوار حیرت ہے کہ اس زبان کا خمیر ہی عشق رسالت ماب علیہ الصلوۃ و التسلیم سے گوندھا گیا ہے چنانچہ اس زبان کا کوئی ایسا شاعر نہیں جس نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حضور گلہائے عقیدت پیش کرنے میں سبقت لے جانے کی کوشش نہ کی ہو' چنانچہ داستان ہو یا کافی' رباعی ہو یا چو مصرعہ' سفر نامہ ہو یا غزل' شاعروں نے ہیئت و اسلوب کے ہر حوالے سے نعت لکھی اور خوب لکھی۔ اسی لئے مدینہ منورہ پنجابی نعت کا ایک محبوب ترین موضوع رہا ہے۔ جس کے ابتدائی نقوش بابا فریدؒ کے شلوک بھی پیش کرتے ہیں تو بابا نانک کا سفر نامہ حج بھی اس سے خالی نہیں۔ نوشہ گنج بخشؒ جو اس زبان کے سترھویں صدی کے اہم ترین شاعر اور صوفی بزرگ ہیں' اپنی نعت میں ایک جگہ مدینہ منورہ کا ذکر کرتے ہوئے کس عقیدت و محبت سے بات کرتے ہیں :۔

پاک مدینے والیا رکھ لے دین دی لاج   نوشہ تیرا گولڑا کھڑا کرے اواج
واری روضے پاک دے لکھ کروڑاں وار   جتھے حضرت وسدا نوشہ کہے پکار(۱)

پنجابی کے نعتیہ ادب میں مدینہ النبیؐ کا ذکر جہاں عام نعتیہ شاعری میں عقیدت و احترام سے ہوا' وہاں حج کے سفر ناموں' ہجرت ناموں' منظوم سیرت' جوگی ناموں' جنڈریوں' وفات ناموں کے ساتھ ساتھ چٹھیوں اور عرضیوں میں بھی بالخصوص ملتا ہے۔ مولانا غلام محی الدین قصوریؒ جب مکہ مکرمہ میں حج کی سعادت سے بہرہ ور ہونے کے بعد مدینہ منورہ کی جانب رخت سفر باندھتے ہیں تو اپنے سفرنامے "زاد الحجاج" میں بے پناہ ذوق و شوق کے ساتھ یوں گویا ہوتے ہیں :۔

حج کنوں ہن فارغ ہوئے قصد مدینے کیجے   عشق مدینے والے نبیؐ دے راہ وچ بھر بھر بھیجے
سب سفراں تھیں بہت مبارک سفر مدینے والا   اس راہ تھیں جو کرے کنارا سر متھا منہ کالا(۲)

انیسویں صدی کے شاعروں میں مولوی غلام رسول کا نام انتہائی معتبر ہے۔ وہ اپنے زمانے کے بلند پایہ عالم اور عاشق رسولؐ تھے۔ ان کی یہ نعت پنجاب کے گوشے گوشے میں ہمیشہ مقبول و معروف رہی ہے۔ درد کی کسک اور فراق میں تڑپ اس نعت کی خصوصیت ہے۔۔

صبا روضے رسول اللہ دے جائیں   میرا احوال رو رو کے سنائیں

کہیں بعد از ہزاراں بار صلوٰۃ کروڑیں بار تسلیم و تحیات
النبیے عشق دے جل بل گیا جی کہو اس درد دا دار و کراں کی
خدا جانے جدوں دی جائیاں میں میرے بابل تیرے در لائیاں میں
میرا دل چور کیتا درد تے غم ترجم یانبی اللہ ترحم(۳)

روضہ رسولؐ سے دوری کی کیفیت شاعری کے اندر کی دنیا میں ایک کھلبلی مچائے ہوئے ہے اس لئے وہ چاہتا ہے کہ کاش وہ پرندہ ہوتا اور اپنے پروں کی مدد سے اس دیس میں پہنچ جاتا، جہاں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنا ٹھکانا بنایا ہے۔ وہ اس اونٹ پر بھی قربان ہونا چاہتا ہے جو مدینے کو جانے والے راستے پر چل رہا ہے۔

چلیں اس دیس نوں وے سار باناں جتھے کیتا حبیب اللہؐ ٹھکانا
ہوئی مدت جو روون نین میرے کلیجے چھیک پاون دین میرے
اگر پر ہوون تے ماراں اڈاری دیکھاں روضہ ۔ جے طالع کرن یاری(۴)

مدینتہ الرسولؐ کی جانب جانے کا حوالہ زیر بحث ہے تو مشہور قصہ نگار شاعر محمد بخش فرشی کے نعتیہ قصے "محمدیؐ جوگن" کے یہ بول ملاحظہ ہوں جس میں شاعر پنجابی کی مخصوص معاشرت کو قائم و دائم رکھتے ہوئے یعنی ہاتھوں میں چمٹا پکڑ کر مدینے کی طرف جوگن کے روپ میں جانا چاہتا ہے :۔

بن کے جوگن مدینے نوں جاواں گی میں بیتی جو جو نبیؐ نوں سناواں گی میں
گیری نال رنگاواں گی سب کپڑے لتاں کھول گلے وچ پاواں گی میں
پھڑ کے چمٹا تے بن کے براگن سیو نام احمدؐ دا دم دم دھیاواں گی میں
بن کے جوگن مدینے نوں جاواں گی میں(۵)

سیرت کی ممتاز ترین کتاب "معارج النبوت" کے مترجم مولانا غلام نبی کلانوری نے جہاں "گلزار احمدیؐ" کے نام سے مشہور کتاب سیرت کا پنجابی زبان میں ترجمہ کر کے پنجابی کے سیرت ادب میں گراں قدر اضافہ کیا، وہاں انہوں نے بھی "سفر نامہ حرمین شریفین" لکھا اور عقیدت و محبت کے رنگا رنگ پھول کھلائے۔ حج سے فارغ ہونے کے بعد مدینے شریف کی طرف جب وہ عازم سفر ہوتے ہیں تو یوں گویا ہوتے ہیں :۔

مدینہ طیبہ دا نام آوے پئے استقبال میری جان جاوے
مدینہ طیبہ دی وا جو آوے کلیجے عاشقاں دے ٹھنڈ پاوے(۶)

خواب گاہ مصطفیٰؐ یعنی مدینہ منورہ کا ذکر پنجابی شاعری میں فراق کے اہم ترین پہلو کے حوالے سے خاص طور پر ہوا ہے۔ یہاں کے شاعروں کے لئے اگرچہ سر زمین پنجاب میں بے پناہ کسک موجود ہے لیکن سرزمین مدینہ کے لئے جو تڑپ ہے، اس کا انداز ہی کچھ نرالا ہے۔ احمد دین بھکھوی اپنی ایک نعتیہ سی حرفی میں شہر رسولؐ کی جانب چلنے کی بات یوں کرتے ہیں :۔

الف آؤ سہیلیو میریو نی چلو طرف مدینے دے چلیے نی
مطلب دین تے دنی دا ہووے حاصل بوہا چل کے روضے دا ملیے نی
رستہ پکڑ کے تابعداریاں دا سوہنے ساتھ محبوب دے رلیے نی
احمدؔ دین فراق دے تیر کاہنوں بیٹھے وچ پنجاب دے جھلیے نی(۷)

فراق ہی کے حوالے سے راقب قصوری کا شعر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے نکلا ہوا شعر ہے جس میں عاجزی خاص طور پر محسوس کرنے سے تعلق رکھتی ہے :۔

میں بے زر، بے ہنر، عاجز مدینے کس طرح پہنچاں　　کوئی اڑ کے چمن وچ جانور بے پروی آوندا اے(۸)

اسی حوالے سے ایک نابینا شاعر حافظ جھنڈا کا ایک شعر دیکھئے :۔

میں نابینا ہاں بینائی کریما کر عطا جلدی　　در و دیوار طیبہ دے وکھا مینوں وکھا مینوں(۹)

سائیں احمد علی پنجابی کے قد آور شاعر ہیں۔ وہ ایک نعت میں مدینہ منورہ پہنچنے، روضہ رسولؐ کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے اور اس مقدس سرزمین کے باغوں، درختوں، ڈالیوں اور پتوں تک کو چومنے کی حسرت کا اظہار یوں کرتے ہیں :۔

مینوں طیبہ نصیب جے لے جاندے در مصطفیؐ عالی شان نوں چمدا میں
ہر باغ دے بوٹے ہر شجر تائیں سنے پتراں ڈالی نوں چمدا میں
کتھے روشن ضمیر جس کافراں دے اس دی کملی کالی نوں چمدا میں
سائیاں کعبے دے گرد طواف کردا، پیارے روضے دی جالی نوں چمدا میں(۱۰)

پیر مہر علی شاہؒ گولڑوی کے عشق رسولؐ کا یہ عالم ہے کہ وہ جہاں سرزمین مصطفیؐ سے بے پناہ محبت کرتے ہیں وہاں وہ اس زمین کا سگ بننے کو بھی ایک بہت بڑی سعادت خیال کرتے ہیں۔ ۔

نسیما قاصدا نہ دیر لائیں　　بوجہ اللہ ماہی دے دیس جائیں
ادب سیتی دیویں بوسہ زمیں نوں　　تے آکھیں اس طرح اس نازنیں نوں
مدت ہوئی نہ ملیا یار پیارا　　کدی منزل کرے سوہنا اتارا
کوئی ہووے سیو کشتی مہاناں　　اساں سر پر سجن کے دیس جاناں
ہوواں میں سگ مدینے دی گلی دا　　ملے رتبہ ہے ہر کامل ولی دا(۱۱)

فلمی طرزوں پر لکھی گئی نعتوں میں بھی مدینتہ النبیؐ کا ذکر عام ملتا ہے۔ محمد شفیع عاشق کی ایسی ہی ایک نعت کا ایک ٹکڑا دیکھیں:

چھیتی توں مدینے ولے جاویں وے کبوترا — دکھ میرا روضے تے سناویں وے کبوترا
روضے اتے پہنچ پہلوں سیس نوں جھکاویں — درود تے سلام کہہ کے ہنجو دو بہاویں
سبز جالی اکھاں نال لاویں وے کبوترا — چھیتی توں مدینے ولے جاویں وے کبوترا(۱۲)

"جنڈڑی" پنجابی کی موضوعاتی اصناف نظم میں اپنے ابلاغ کے اعتبار سے ایک مقام کی حامل صنف ہے۔ شاعروں نے اپنی زندگی کی بے چارگی اور درد و الم کا پیرایہ اس صنف میں اختیار کیا ہے' وہ حقیقت کے زیادہ قریب تر ہے چنانچہ دین محمد سودائی اپنی ایک نعتیہ جنڈڑی میں جب قصد مدینتہ الرسولؐ کا اظہار کرتے ہیں تو وہ ہندوستان کے مخصوص ماحول سے بھی اکتائے ہوئے نظر آتے ہیں :۔

رہنا ہند دے وچ دشوار ہویا — نال کملی والے دے پیار ہویا
چل طیبہ ' ہندوں چل جنڈڑی — اٹھ شہر مدینے نوں چل جنڈڑی
در پاک رسولؐ دا مل جنڈڑی(۱۳)

عبدالحق صابر مدینے شریف کے زائروں کو کتنا خوش نصیب اور خوش بخت خیال کرتے ہیں :۔

مدینے چلیاں' سیاں مدینے' ایہہ دید روضے دی پان چلیاں
ایہہ نصیباں والیاں بھاگ چنگے در نبیؐ دے سر جھکان چلیاں(۱۴)

چراغ دین جونہکے پنجابی کے نامور شاعر ہیں۔ ان کا کلام آج بھی بے پناہ مقبول ہے۔ بہت سی کتب شائع ہو کر خاص و عام سے داد تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ وہ بھی مدینہ منورہ کا ذکر انہی یادوں کے حوالے سے کرتے ہوئے کہتے ہیں :۔

ربا لے چل شہر مدینے نوں — دیکھاں دلبر یار نگینے نوں
لیراں گل وچ پاواں — ٹکڑے منگ کے کھاواں
نہ میں رنگ لاواں پشمینے نوں — ربا لے چل شہر مدینے نوں
دیکھاں دلبر یار نگینے نوں(۱۵)

اعظم چشتی نے اگرچہ اردو میں بھی بہت کچھ لکھا لیکن پنجابی کے نعتیہ ادب میں ان کا ایک اپنا مقام ہے۔ وہ موت کو ٹھہرنے اور رکنے کا صرف اس لئے کہتے ہیں کہ کسی صورت مدینے میں حاضری تو ہو جائے۔۔

اے موت ٹھہر جائیں مدینے تے جا لواں — ستا ہویا نصیب تے اپنا جگا لواں
محبوبؐ دا اوہ گنبد خضری تے دیکھ لاں — سرکار دی گلی دے نظارے تے پا لواں
لگے نیں مصطفیٰؐ دے قدم جس زمیں تے — اک وار اوس خاک نوں سینے تے لا لواں(۱۶)

پنجابی نعت کے مطالعے سے یہ حقیقت بڑے نمایاں انداز سے سامنے آتی ہے کہ اس کی نعتیہ شاعری میں مدینہ منورہ کو

جائے امن اور مدفن مصطفیؐ کے حوالے سے جہاں اہم ترین مقام حاصل ہے، وہاں اس شہر مقدس کی ہواؤں سے لے کر گلیوں تک، مسجد نبوی سے لے کر روضہ رسول کی جالیوں تک ہر شے اور حوالے سے شاعروں نے اس شہر مقدس سے عقیدت و محبت کا اظہار کیا ہے کیونکہ اس کے پیش نظر وہ احادیث ہیں اور قرآن میں شہر رسولؐ کی قسم کے وہ حوالے ہیں جن سے اس عظیم شہر کی عظمتوں کی گواہی ملتی ہے۔ صائم چشتی نے اس مقدس شہر کو جائے سکون قرار دیا ہے:۔

ایہہ نگری اے کملی والے دی ایتھوں مل دا اے چین قرار کڑے
ودھ شاناں رکھ دے عرشاں توں ایہدے گلیاں تے بازار کڑے
اس در دے اتے جھکدے نیں سر غوثاں قطباں ولیاں دے
گھ چمدے فرشتے آ آکے اس پاک شہر دیاں گلیاں دے
ہے قسم خدا دی ایہو ای میرے اللہ دا دربار کڑے
ایہہ نگری اے کملی والے دی ایتھوں ملدا چین قرار کڑے(۱۷)

مختصر یہ کہ پنجابی نعت میں ذکر مدینتہ النبیؐ ہر دور کی شاعری میں عام ملتا ہے۔ کلاسیکی شاعری میں عام طور پر یہ حوالہ سفر مدینہ اور مدینہ منورہ کی مناسبت رکھنے والی اشیاء سے تعلق رکھتا ہے جب کہ جدید شاعری میں مدینہ منورہ ایک تہذیبی شناخت اور اہم ترین تمدنی اکائی کے طور پر سامنے آتا ہے۔ اس سلسلے میں محمد اسلام شاہ کی ایک نظم سے اقتباس ملاحظہ ہو:۔

مدینے والے دا نہ آکھا منیا   سدا ای کفر دی راہواں تے چلیا
واشنگٹن ماسکو ول دھیان رکھیا   مدینے ول نظر پٹ کے نہ تکیا
ایہہ سارے جگ دی کالک منہ تے مل کے   مدینے ول میں کس منہ نال جاواں
اجے تے کل ای میں ہتھیار سٹے   میں کیہڑی شکل سوہنے نوں دکھاواں(۱۸)

حواشی:۔

(۱) گنج شریف پنجابی مرتبہ شرافت نوشاہی ص ۱۸۵ (۲) پنجابی شاعراں دا تذکرہ از مولا بخش کشتہ ص ۹۳ (۳) سسی پنوں از مولوی غلام رسول ص ۲ (۴) پنجابی شاعراں دا تذکرہ از مولا بخش کشتہ ص ۱۷۰ (۵) ایضاً ص ۳۹۷ (۶) سفر نامہ حرمین شریفین مولوی غلام نبی ص ۶۲ (۷) کھوج، جولائی دسمبر ۱۹۸۰ء مقالہ نگار مقصود ناصر چوہدری ص ۹۸ (۸) راقب قصوری دیاں نعتاں مرتبہ ڈاکٹر شہباز ملک ص ۱۱۵ (۹) گلدستہ حافظ از حافظ جھنڈا ص ۱۱۸ (۱۰) کمندا سائیں احمد علی سائیں مرتبہ افضل پرویز ص ۷۸ (۱۱) مہر علی شاہ (مرتب و مترجم کرم حیدری) ص ۶۲ (۱۲) دلکش نعت س ن ص ۸ (۱۳) جنڈڑی مرتبہ شاہین ملک ص ۲۸۵ (۱۴) بہار مدینہ از عبدالحق صابر ص ۸۳ (۱۵) چراغ ہدایت از چراغ دین جونیکے ص ۱۲ (۱۶) رنگ و بو از اعظم چشتی لاہور ص ۹۹ (۱۷) بہاراں مسکراپیاں از صائم چشتی ص ۱۵ (۱۸) پنجابی نعت مرتبہ حفیظ تائب ص ۱۰۰

پنجابی شاعری میں واقعہ معراج شریف

راجا رسالو

سرکار دو جہاں، والئی کون و مکاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک ایک نمونہ عمل زندگی تھی۔ انہوں نے تجارت کی۔ کفر کے خلاف جنگیں لڑیں۔ مسند عدل و انصاف پر جلوہ فگن ہوئے۔ یتیموں اور بیواؤں کے دکھ درد میں شریک ہوئے۔ بچوں سے پیار کیا دشمنوں سے محبت سے پیش آئے اور ان کی خطاؤں کو معاف کیا۔ مبارک حدیثوں کی شکل میں اپنے اقوال زریں کا ایک بہت بڑا سرمایہ آئندہ نسلوں کے لئے چھوڑا۔ وقتاً فوقتاً کئی معجزے دکھائے۔ ان میں ایک اہم معجزہ معراج شریف ہے۔ خداوند کریم سورہ بنی اسرائیل میں فرماتے ہیں:

سجن الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی ○

"پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو لے گئی راتوں رات مسجد حرم سے مسجد اقصی تک"

معراج شریف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جلیل القدر معجزہ اور اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے اس سے حضورؐ کا ذات احدیت سے وہ کمال ظاہر ہوتا ہے جو مخلوق الہی میں آپ کے سوا کسی کو میسر نہیں نبوت کے بارھویں سال سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے نوازے گئے۔ دن میں اختلاف ہے مگر یہ مانا گیا ہے کہ ستائیسویں رجب کو معراج ہوئی۔ حضورؐ کو مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک رات کے چھوٹے سے حصے میں لے جایا گیا۔ یہ بات قرآن کریم سے عیاں ہے۔ اس موقع پر جبرائیلؑ کا براق لے کر حاضر ہونا۔ آقائے نامدار حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو غایت اکرام و احترام کے ساتھ سوار کر کے لے جانا۔ بیت المقدس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام نبیوں کی امامت فرمانا پھر وہاں سے سیر سماوات کی طرف متوجہ ہونا جبرائیل امین کا ہر آسمان کے دروازے کھلوانا ہر ہر آسمان پر وہاں کے صاحب مقام انبیاء علیہم السلام کا آنحضرت کی شرف زیارت سے مشرف ہونا اور حضورؐ کی تکریم کرنا اور احترام بجا لانا۔ تشریف آوری کی مبارکباد دینا حضورؐ کا ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف سیر فرمانا۔ وہاں کے عجائبات دیکھنا اور تمام مقربین کی نہایت منازل سدرۃ المنتہی کو پہنچنا۔ جہاں سے آگے بڑھنے کی کسی ملک مقرب کو بھی مجال نہیں۔ جبرائیل امین کا وہاں معذرت کر کے رہ جانا۔ پھر مقام قرب خاص میں حضورؐ کا آگے بڑھنا اور اس قرب اعلیٰ میں پہنچنا کہ جس کے تصور تک خلق کے اوہام و افکار بھی پرواز سے عاجز ہیں۔ وہاں مورد رحمت و کرم ہونا اور انعامات الہیہ اور خصائص نعم سے سرفراز فرمایا جانا اور ملکوت سماوات و ارض اور ان سے افضل و برتر علوم پانا اور امت کے لئے نمازیں فرض ہونا حضورؐ کا شفاعت فرمانا جنت و دوزخ کی سیریں اور پھر اپنی جگہ واپس تشریف لانا۔ اس سلسلہ میں پنجابی کے ایک مشہور شاعر مولوی محمد مسلم جالندھری کا ایک شعر ملاحظہ فرماویں:۔

آسماناں نوں زمیں تھیں گئے جو آپ رسولؐ   اس دا نام معراج ہے خلقت وچ مشہور

ترجمہ: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زمین سے آسمانوں کی طرف گئے۔ خلق میں اس واقعہ کو معراج کہتے ہیں۔

معراج شریف کا ذکر پنجابی زبان کے بہت سے شاعروں نے اپنے اپنے کلام میں کیا ہے۔ پنجابی زبان کے کلاسیکل ادب کو اگر غور سے دیکھا جائے تو ہر کتاب کی ابتداء خداوند کریم کی حمد اور پھر نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گی۔ نعت میں دوسری باتوں کے علاوہ معراج شریف کا ذکر بھی جا بجا ملتا ہے۔ علاوہ ازیں سیرت پاکؐ پر جتنی بھی کتابیں پنجابی زبان میں خاص طور پر نظم میں لکھی گئیں ان میں واقعہ معراج شریف کا ذکر موجود ہے۔ ان کتابوں میں "گلشن محمدیؐ" "گلزار محمدیؐ" "اکرام محمدیؐ" "معجزات محمدیؐ" خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یہ کتابیں چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی پر مشتمل ہیں چنانچہ ان میں واقعہ معراج بھی موجود ہے۔ اس کے علاوہ قرآن مجید کے ترجمے بھی پنجابی شعرائے کرام نے کئے ہیں ان میں واقعہ معراج شریف موجود ہے۔ قرآن مجید کا ترجمہ کرنے والوں میں یہ نام خاص طور پر سامنے آتے ہیں۔ حافظ محمد لکھوی۔ نبی بخش حلوائی، علامہ عبداللہ چکڑالوی، حبیب اللہ کمبوہ، علامہ فیروز الدین ڈسکوی، علامہ محمد علی فائق اور مولوی عبدالغفور اسلم جالندھری، مولوی اسلم جالندھری بقید حیات ہیں اور گجرات کے شاہد ولہ گیٹ میں رہائش پذیر ہیں۔ علاوہ ازیں قصص الانبیاء اور قصہ یوسف زلیخا میں بھی معراج شریف کا ذکر موجود ہے۔ سید فضل شاہ نواں کوٹی کی یوسف زلیخا میں سے چند اشعار ملاحظہ فرماویں :۔

رب شب معراج عروج دے گھلے وحی دے ہتھ پیغام سائیں
خوش خرام براق براق حضرت گرم گام تے نرم لگام سائیں
جس فلک تے گئے ملک اگوں آ آ کرن سلام اقدام سائیں
جلسہ ہفت افلاک دا گئے وہندے ملکاں نوریاں دی اژدہام سائیں
رہے پر جبرائیل پرواز کرنوں اختیار نہ رہی زمام سائیں
یا رحیم کریم تسلیم تینوں کیتی نبی کریم کلام سائیں
آئی لکھ ندا صدا غیبوں تیرے رام آرام مرام سائیں
آ آ پیارے مرحبا پیارے تیرا چا پیارے دلا رام سائیں
وچ دین دنیا تینوں اساں کیتا مختار مدام مہام سائیں
احمدؐ نال احد ذات ہور کہیا اتھے میم دا نہیں مقام سائیں

سیف الملوک کے خالق میاں محمد بخش معراج شریف کے متعلق یوں رقمطراز ہیں :۔

آئی رات مبارک والی بھاگ اساڈے جاگے — سجناں تے خوش مشکاں ڈھلیاں دشمن سر سہاگے
اسماناں پر تارے روشن شمع چراغ لگانے — سکدیاں یاراں نوں پونہتے سکاندے پروانے

وحی وکیل لیایا سدا نالے گھوڑا جوڑا ‏ ‏ ‏ آ ملئے ہک جوڑ محمدؐ تینوں قرب نہ تھوڑا
ہویا سوار براقے اتے اوہ سلطان عربدا ‏ ‏ ‏ چائی ورگ محبت والی پھڑیا راہ طلب دا
چھوڑ اسماناں زیناں تائیں سرور گئے اگیرے ‏ ‏ ‏ جتھے وحی نہیں ونج سکدا ہٹ بیٹھا کر ڈیرے

ترجمہ : معراج کی مبارک رات آئی اور ہمارے نصیبے جاگے دوستوں کو خوشی ہوئی اور دشمنوں کو غم نے آ گھیرا آسمانوں پر ستارے چراغوں کی مانند روشن ہوئے۔ ملاقات کے لئے منتظر دوستوں کو ملاقات کے پیغام پہنچے۔ حضرت جبرائیل پیغام لائے اور گھوڑا جوڑا بھی اور کہا کہ خداوند کریم آپ کے ملنے کو تیار ہیں۔ عرب کے سلطان حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہوئے۔ انہوں نے محبت کی باگ اٹھائی اور ملنے کا راستہ اختیار کیا۔ حضور نبی کریمؐ زمینوں اور آسمانوں کو چھوڑ آگے نکل گئے۔ جس مقام پر کہ جبرائیل علیہ السلام بھی نہیں جا سکتے۔

ان شعرا کے علاوہ کچھ شاعر ایسے بھی ہیں۔ جنہوں نے صرف معراج شریف کے واقعہ کو قلم بند کیا ہے۔ ان میں سب سے پہلے مولوی محمد مسلم ولد محمد عظیم جالندھری ہیں۔ مولوی محمد مسلم صاحب نے عجائب القصص کے نام سے گلزار "عیسیٰ" "گلزار موسیٰ" "گلزار ابراہیمؑ" "گلزار سکندری" اور "گلزار محمدی" لکھی ہیں۔ گلزار محمدیؐ میں انہوں نے معراج شریف کا واقعہ لکھا ہے۔ ان کے چند اشعار جن میں بہشت کا ذکر ہے۔ پیش خدمت ہیں :۔

نہراں گرد قطار سی رنگ برنگ شجر ‏ ‏ ‏ جابجا سہاوندی ٹھہرے نہ نظر
جھنڈ درختاں ساریاں سرخ سوہندے جان ‏ ‏ ‏ شاخاں سب یاقوتی آہا عجب مکان
دیبا اتے حریر دی آہی برک تمام ‏ ‏ ‏ طول دازی پتیاں کیہ میں کراں بیان
ہک ہک چیز بہشت دی صفت نہ ہووے مول ‏ ‏ ‏ میوے وانگوں سیب دے بہت آہے معقول
ستر ستر ذائقے ہر میوے وچ جان ‏ ‏ ‏ مومن کھاون واسطے کری جدوں دھیان
مومن اگے آوسی شاخوں ہو جدا ‏ ‏ ‏ ساتھ لباں دے لگی مومن لیسی کھا
شاخاں اپر بولدے ہر جا مور چکور ‏ ‏ ‏ قمری تے ہور بلبلاں ہرجا کردیاں شور
مینا طوطی بولدی ہور کبوتر باز ‏ ‏ ‏ کوکو کوئل بولدی آہی نال نیاز

ترجمہ : نہروں کے گردا گرد رنگ برنگے درختوں کی قطاریں تھیں۔ جن پر کہ نظر نہیں ٹھہرتی تھی۔ درختوں کا رنگ سرخ تھا اور یوں محسوس ہوتا تھا جیسے درختوں کی شاخیں یاقوت کی ہیں۔ ان کی لمبی لمبی پتیاں دیبا اور حریر جیسی تھیں۔ بہشت کی ایک ایک چیز کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ میوے جو تھے وہ سیبوں جیسے تھے۔ ہر ایک میوے میں ستر ستر ذائقے تھے اور جب کسی مومن کو پھل کھانے کا خیال آئیگا۔ پھل خود بخود شاخ سے ٹوٹ کر اس کے سامنے آجائے گا۔ پھل خود بخود مومن کے لبوں کے ساتھ لگ جائے گا اور کھا لے گا۔ درختوں کی شاخوں پر جابجا

مور اور چکور بول رہے تھے۔ قمریاں اور بلبلیں جگہ جگہ شور کر رہی تھیں۔

مولوی کریم بخش بدر لاہوری نے "قصص الانبیاء" کے نام سے گلزار آدم" گلزار نوح' گلزار خلیل اللہ' گلزار موسیٰ" گلزار داؤد" اور گلزار محمدؐ لکھی ہیں۔ ان تمام کا ایک مشترکہ قلمی نسخہ مصنف کے اپنے ہاتھوں کا لکھا ہوا سید سبط الحسن ضیغم صاحب کی ذاتی لائبریری میں موجود ہے۔ اس قلمی نسخے پر سن کتابت ۱۳۱۸ھ یعنی ۱۹۰۰ء درج ہے مولوی کریم بخش بدر مرحوم نے نہایت خوبصورت الفاظ میں واقعہ معراج شریف قلمبند کیا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں: ۔

بعد سلاموں وحی پکارے اللہ نے بلوایا ۔۔۔ ہے مشتاق دیدار محمدؐ کرسی عرش سجایا
در تے آن براق کھلوتا کرئے آپ سواری ۔۔۔ سیر کرو اسماناں سندا ہویا فضل ستاری
ہو اسوار پیغمبر ربدے طرف اسمان سدھارے ۔۔۔ بیت المقدس' مسجد اقصیٰ اسما ڈٹھے سارے
راز نیازوں گلاں ہویاں جو وچ یاراں جاری ۔۔۔ ظاہر باطن خفیہ رازوں کھی حقیقت ساری
خلعت دے نبوت والا رخصت یار کرایا ۔۔۔ سیر بہشتاں حالا دوزخ سارا جان دکھایا
گھر وچ آئے کنڈی ہلدی گزرے اک پلکارا ۔۔۔ سال اٹھاراں اوپر گزرے سیر کیتا سی سارا
واہ قربان خداوند سچے تیریاں توں ای جانے ۔۔۔ تیری قدرت حکمت اندر کون کوئی شک جانے

ترجمہ: حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سلام دعا کے بعد کہا کہ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اللہ نے بلایا ہے۔ خداوند کریم آپ کے دیدار کے مشتاق ہیں آپؐ کے لئے کرسی و عرش سجایا گیا ہے۔ جبرائیل عرض کرتے ہیں کہ آپؐ کے لئے براق تیار کھڑا ہے۔ اس پر سواری کیجئے اور خداوند کریم کے فضل سے آسمانوں کی سیر کیجئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہو کر آسمانوں کی طرف چلے۔ بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کو دیکھا۔ آپؐ کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان راز و نیاز کی باتیں ہوئیں۔ ظاہر باطن اور خفیہ رازوں سے پردہ اٹھایا گیا۔ خداوند کریم نے نبوت کا خلعت دے کر اپنے مہمان کو رخصت کیا۔ اس کے علاوہ بہشت اور دوزخ کی سیر بھی کرائی اور یہ سب کچھ ایک پلک جھپکنے کی مدت میں ہوا جب آپؐ واپس گھر آئے تو دروازے کی کنڈی ہل رہی تھی۔ اے خدا تجھ پہ میں قربان جاؤں تیری باتیں تو ہی جانے تیری قدرت اور حکمت میں کسی کو شک نہیں۔

معراج نامے لکھنے والوں میں دائم اقبال دائم' آقا ہوشیار پوری' نذیر احمد منظور بٹ' عبداللطیف عارف' مولوی دلپذیر اور قادر یار کے نام خاص طور پر مشہور ہیں۔ قادر یار نے جس کتاب کو سامنے رکھ کر اپنا معراج نامہ لکھا ہے وہ فارسی کی کتاب "معارج النبوت" ہے۔ جس کے مصنف ملاحسین واعظ کاشفی ہیں۔ اس کتاب کا ترجمہ مولوی غلام نبی کلانوری نے گلزار احمدی کے نام سے چار جلدوں میں کیا ہے۔ قادر یار معراج شریف کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے: ۔

سال بونجا عمر نبیؐ دی آہی اوس دہاڑے   جدوں معراج نبی نوں ہویا ڈٹھے عرش منارے

ترجمہ : جس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کے لئے تشریف لے گئے اس وقت ان کی عمر مبارک 52 سال تھی۔ جب نبی کریمؐ نے عرش کو دیکھا۔

آگے چل کر قادر یار لکھتا ہے :۔

رب چک دھیان لیا خلقاں تھیں جرائیل بلایا   اسرافیل تھمی کرناؤں روزیوں میکائیلا

جان قبض تھیں توں ستائیں حضرت عزرائیلا   یار میرے دی آمد ہوئی کرو خوشی دا میلا

جھاڑو کرو اسماناں اتے عرشوں گرد اتارو   کرسی دے سر تاج پہناؤ ہور خیال وسارو

حوض کوثر تھیں بھر بھر مشکاں اج شراب بہاؤ   نور حلے اسماناں تے کل چھنکا کراؤ

ترجمہ : خداوند کریم جل شانہ نے خلقت کی طرف سے دھیان اٹھا لیا اور حضرت جرائیلؑ کو بلایا حضرت اسرافیل نے کرنا کو تھام لیا اور حضرت میکائیل نے روزی دینی بند کر دی۔ حضرت عزرائیلؑ کو حکم دیا گیا کہ کسی کی جان قبض مت کرنا میرے محبوب کی آمد ہے۔ سب خوشی کے سامان کرو۔ آسمانوں پر جھاڑو دو اور عرش معلّی کو صاف کرو۔ سب خیال چھوڑ کر کرسی پر تاج رکھو۔ حوض کوثر سے شراب طہورہ لاؤ۔ آسمانوں پر ہر طرف چھڑکاؤ کرو تاکہ ہر وقت نور ہی نور ہو۔

اس کے علاوہ نعتوں میں معراج شریف کا ذکر آیا۔ علاوہ ازیں چھوٹے چھوٹے قصوں میں واقعہ معراج شریف کا نہایت خوبصورتی کے ساتھ شعرائے کرام نے نظم کیا ہے۔ اس سلسلہ میں محمد بخش فرشی کے قصے خاص طور پر مشہور ہیں فرشی کے کچھ بند ملاحظہ ہوں۔ ”

اج رات برات محمدؐ دی عرشاں تے جاوے گی   میں صدقے عربی لاڑے توں جنج خوب سہاوے گی

ساری امت دا سردار بن کے لاڑا ہویا تیار   آکھن اج احمد مختار دی اسواری آوے گی

اج رات برات محمدؐ دی عرشاں تے جاوے گی   میں صدقے عربی لاڑے نوں جنج خوب سہاوے گی

ترجمہ : آج کی رات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برات عرش منور پر جائے گی۔ میں عربی دولھے کے قربان جاؤں یہ برات خوب سجے گی۔ ساری امت کا سردار دولھا بن کر تیار ہوا۔ کہتے ہیں کہ آج احمد مختارؐ کی سواری آئے گی آج کی رات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بارات عرش منور پر جائے گی۔ میں عربی دولہے کے قربان جاؤں یہ بارات خوب سجے گی۔

محمد بخش فرشی ہی کی ایک اور نعت کا مکھڑا پیش خدمت ہے۔ ایک دور میں یہ نعت گلی کوچوں میں گائی جاتی ہے :۔

تینڈی سواری یا نبیؐ عرش بریں تے گئی اے ‏ ‏ دیکھ کے جلوہ طور دا موسیٰ نوں ہوش نہ رہی اے

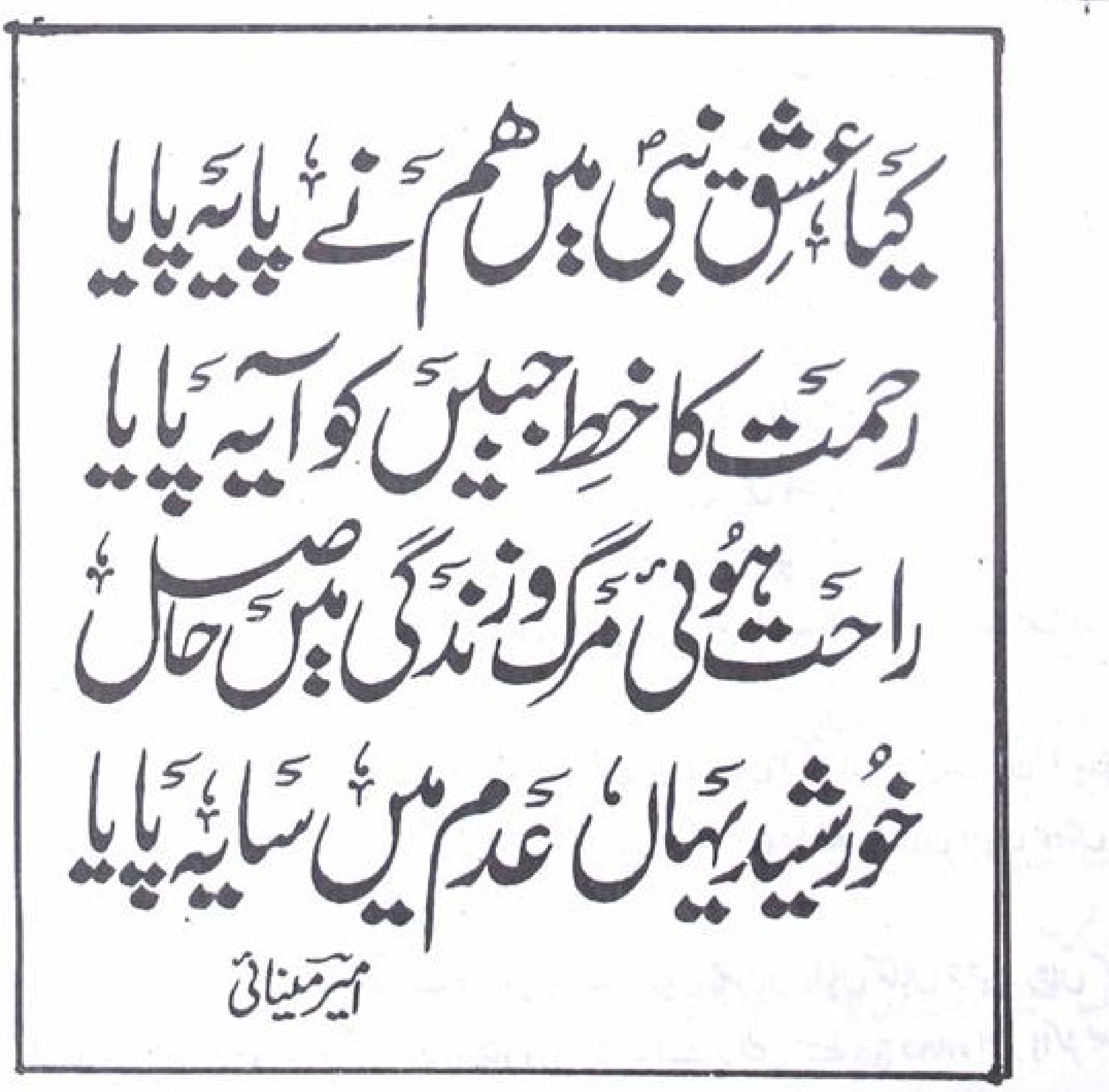
ترجمہ: اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی مبارک سواری عرش بریں پر گئی ہے۔ طور کا جلوہ دیکھ کر حضرت موسیٰؑ بے ہوش ہو گئے تھے۔

امام بصیری کے مشہور قصیدہ بردہ کا ترجمہ بھی پنجابی کے بہت سے شعرا نے کیا ہے۔ ان شاعروں میں حافظ برخوردارؒ' سید وارث شاہؒ' شہیدی' سید نیک عالم میرپوری' محمد عزیز الدین بہاولپوری' قریشی احمد حسین اور ڈاکٹر مہر عبدالحق کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ قصیدہ بردہ میں بھی چونکہ معراج شریف کا ذکر آتا ہے۔ اس لئے ایک لحاظ سے ان شعرا نے بھی واقعہ معراج شریف کو نظم کیا ہے۔

شہیدی کے ترجمے میں سے ایک بند پیش کرتا ہوں:۔

کیوں مسجد اقصی تائیں رب تدھ سیر کرایا ‏ ‏ سبحن الذی اسری بعبدہ شان تساڈا آیا
شب معراج کارن جاں تینوں آپ خدا سدایا ‏ ‏ چن بدر دے وانگوں راتیں روشن رنگ دکھایا
دن وانگوں پئی ہر شے دے وچ اس رات اندھاری

قصہ مختصر پنجابی زبان کے شاعروں نے واقعہ معراج شریف کو نہایت خوبصورت انداز میں لکھا ہے۔ جس میں تبلیغ کا پہلو خاص طور پر نمایاں ہے۔



پنجابی نعت دے مطالعے

ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی

پنجابی شاعری وچ نعت دے انملے سرمائے دی اہمیت دا انکار تے نہیں ہو سکدا پر ایہہ گل ضرور اے پئی ایس دی حالی تیکر پرکھ نہیں ہو سکی۔ میں جدوں ۱۹۵۸ء وچ اپنا ڈاکٹریٹ دا مقالہ مکمل کر رہیا ساں' اوس ویلے میں پنجابی نعت دی پرکھ پرچول ویلے کیتے گئے کم توں استفادہ کرن لئی اوہناں مضموناں' مقالیاں' دیباچیاں دی فہرست بنائی سی جیہڑے پنجابی وچ نعتیہ شاعری دے تعارف دے حوالے نال لکھے گئے نیں۔ پر ایہہ ویکھ کے کوئی سواد نہ آیا پئی ایہہ لکھتاں عام طور تے سرسری تے واجبی جیہے انداز نال ای لکھیاں گیاں نیں۔ تنقید تے تحقیق دے حوالے نال ایہناں اندر کوئی ڈونگھائی یاں فنی پختگی محسوس تے نہیں کیتی جا سکدی سی پر پنجابی وچ نثری سرمائے دی بے انت تھوڑ نوں سامنے رکھدیاں ہویاں ایہہ اک خوشگوار حیرت ہوئی اے پئی پنجابی نعت تے فیرو وی واہوا کم ہویا اے۔ ایس سلسلے وچ اسیں پچھلے کجھ ورہیاں تے نظرپاؤندے ہاں جدوں نعت نوں صرف مذہبی شاعری آکھ کے ادب وچ شمار ای نہیں سی کیتا جاندا۔ اوس ویلے وی بعض سجناں نہ صرف نعتیاں لکھیاں سگوں نعتیہ ادب بارے گل بات وی کیتی۔ انج ایہہ مضمون' مقالے' دیباچے تے تبصرے ایس حقیقت دا بھرواں ثبوت نیں پئی ایہناں لکھاریاں نے ادب وچ نعت دے مقام نوں متھن لئی واہوا کم کیتا اے۔ ایس سلسلے وچ خاص طور تے پنجابی نعت دے حوالے نال مشہور نعت گو شاعر تے ادیب جناب حفیظ تائب دیاں خدمتاں خاص کر سلاہن جوگ نیں جنہاں نہ صرف آپوں پنجابی وچ عقیدتاں بھریاں نعتاں لکھ کے پنجابی زبان دا مان ودھایا اے۔ سگوں پنجابی زبان وچ نعتیہ سرمائے دی اہمیت دی خاص وضاحت لئی بوہت سارے تحقیقی مقالیاں راہیں ایس صنف ادب نوں پنجابی حلقیاں وچ متعارف وی کرایا اے۔

حفیظ تائب دے حوالے نال ایہہ وی دسنا ضروری اے پئی اوہناں ۱۹۸۱ء وچ "پنجابی نعت" دے سرناویں نال نہ صرف حضرت سلطان باہو توں لے کے اج دے نوجوان شاعراں تیکر دے نعتیہ کلام نوں اک لڑی وچ پرو چھڈیا اے سگوں اپنی کتاب "پنجابی نعت" راہیں ایس زبان اندر نعت دی ٹور دے حوالے نال بھرویں گل بات وی کیتی اے۔ حفیظ تائب ہوراں دی مرتبہ کتاب "پنجابی نعت" اک مکمل انتخاب تے نہیں کیوں جے کوئی وی انتخاب مکمل انتخاب تے نہیں ہندا پر ایہہ حقیقت اپنی جگہ تے تسلیم شدہ اے پئی اس کتاب راہیں پہلی وار پنجابی دے نعتیہ ادب دا بھرواں مطالعہ لبھدا اے۔ ڈاکٹر اسلم رانا ایس کتاب بارے تبصرہ کردیاں لکھیا اے۔

"حفیظ تائب ہوراں صرف ایہہ کوشش نہیں کیتی کہ زیادہ توں زیادہ نعتاں اکٹھیاں کر لیاں جان' ایہدی بجائے اوہناں دے سامنے پنجابی نعت دے ارتقاء دا اک واضح تصور سی تے اوس تصور نوں سامنے رکھدیاں ہویاں اوہناں نے وکھو وکھ دور تے وکھو وکھ شاعراں دیاں نعتاں دا چناؤ کیتا اے۔"

پنجابی نعتاں دے چناؤ دے حوالے نال انج تے ہور وی بوہت ساریاں چھوٹیاں وڈیاں کتاباں ترتیب دتیاں گیاں نیں جنہاں وچ اردو تے دوجیاں زباناں اندر لکھی گئی نعت دا چناؤ وی کیتا گیا اے پر ایس سلسلے وچ ۱۹۸۵ء اندر ڈاکٹر عصمت اللہ

زاہد ہوراں دی ترتیب دتی گئی اک کتاب "جدید پنجابی نعت" وی چھاپے چڑھی اے جس وچ مرتب نے دور جدید دے شاعراں دے نعتیہ کلام نوں جمع کیتا اے۔ ڈاکٹر ہوراں کتاب دے مڈھ اندر "پنجابی نعت دے جدید رجحانات" دے سرناویں نال اک بھرواں دیباچہ وی لکھیا اے۔ ایس کتاب بارے راجا رشید محمود ہوراں لکھیا اے۔

"نعت دا انتخاب تے فیر پنجابی تنقید وچ ایس انداز نال نعت دا تنقیدی مطالعہ یقیناً" وکھرا تے نویکلا اے جیہڑا نعت دے آون والے لکھاریاں نوں نویاں راہواں بجھائے گا۔

پنجابی نعت دا اک بھرنواں انتخاب "چن حرا دا" ۱۹۹۳ء اندر غلام مصطفیٰ بسمل تے حفیظ احمد دی سانجھ نال چھاپے چڑھیا اے۔ جس اندر ترتیب کاراں نعت نوں اکھر اکھر چانن' سک متراں دی' رنگ لہراں رشنائی' رکھ تے راہی تے درو داں دی ڈالی دے سرناویں نال ترتیب دتا اے۔ دور حاضر دی پنجاب نعت دے حوالے نال ایہہ اک اچ پدھر دی معیاری کوشش اے۔ جس دے مڈھ اندر پروفیسر محمد اکرم رضا تے حفیظ احمد دے مضمون وی چھپے نیں۔ جنہاں اندر نعت' سفر' تاریخ تے تحقیق دے حوالے نال واہوا چانن پایا گیا اے۔

پنجابی نعت دے ہن تیکر ہون والے ایہہ تن ذکر دے قابل انتخاب نیں جنہاں راہیں نعت دے مطالعے نوں اگاں ٹوریا جا سکدا اے۔

حفیظ تائب ہوراں پنجابی نعت دا اک جائزہ وی ترتیب دتا اے۔ جس اندر اوہناں نعت دے قابل ذکر شاعراں بارے تفصیل نال گل کتھ کیتی اے پر اوہناں دی ایہہ کتاب حالی تیکر چھاپے نہیں چڑھ سکی۔

پنجابی نعت دے حوالے نال ڈاکٹریٹ دا مقالہ لکھن دا اعزاز رب تعالیٰ ایس ناچیز بندے (آفتاب احمد نقوی) لئی رکھیا ہویا سی۔ ایہہ کم وڈے سائز دے ست سو صفحیاں توں ودھ تے پھلیا ہویا اے۔ ایس مقالے اندر سینکڑیاں دے حساب نال پنجابی نعت گو شاعراں دے فکر تے فن بارے تفصیل نال جھات پائی گئی اے۔ مقالہ چھپ کے جدوں سامنے آوے گا تے اوہدوں ایہدی حیثیت دا نقاد تے محقق فیصلہ کر سکن گے۔ تحقیقی مقالیاں دے حوالے نال سعادت علی ثاقب ہوراں ایم اے پنجابی دے سلسلے وچ فیصل آباد دے پنجابی نعت گو شاعراں تے وی ایم اے دی پدھر تے اک بھرواں مقالہ لکھ کے پنجابی نعت دی پرکھ پرچول دے سلسلے وچ اہم کم کیتا اے۔

پنجابی نعت تے ہون والے ایس کتابی کم توں اڈ جتراں پہلاں لکھیا گیا اے بوہت سارے مقالے' مضمون تے تبصرے چھپ چکے نیں۔ جنہاں وچ نعت دی مجموعی ٹور' سبھا تے فن بارے گل بات کیتی اے۔ اینہاں نثری تحریراں دے موضوع یاں تے نعت دے عمومی موضوع نیں تے یاں فیر اینہاں اندر کسے اک نعت گو شاعر بارے تفصیل نال گل بات کیتی گئی اے۔ ایس سلسلے وچ کتاباں دے دیباچے وی خاص کر اہم نیں۔

نعتیہ شاعری بارے ہن تیکر جنہاں پارکھاں تے کھوجیاں دے مضمون یاں مقالے چھاپے چڑھے نیں' اوہناں وچ حفیظ تائب' ڈاکٹر شہباز ملک' ڈاکٹر اختر جعفری' یونس احقر' ڈاکٹر اسلم رانا' دلشاد کلانچوی' سلیم خان گمی تے راقم دے ناں خاص کر ذکر دے قابل نیں۔

تھلے اک تفصیلی فہرست دتی جا رہی اے جس نوں مکمل تے نہیں آکھیا جا سکدا پر جتھوں تیکر میری رسائی سی میں ایس

نوں پوری دیانتداری نال پیش کر رہیا اے۔ ایس فہرست وچ پنجابی زبان وچ لکھے گئے مقالے، مضمون، تبصرے تے دیباچے وی شامل نیں۔ جد کہ اردو زبان اندر لکھیاں گیاں اوہناں تحریراں نوں وی شامل کیتا گیا اے جہناں دا تعلق پنجابی دی نعتیہ شاعری نال سی۔ ایس سلسلے وچ تاریخاں تے تذکریاں دا حوالہ کوئی نہیں دتا گیا کیوں جے ایہناں وچ شاعر بارے گل کتھ کر دیاں تذکرہ نگار اک ادھ جملہ شاعر دی نعت بارے وی لکھیا اے۔ ایس سلسلے وچ تذکرے تے تاریخ ادب بارے کتاباں نوں ویکھیا جا سکدا اے۔

پنجابی نعت دے ایہناں مطالعات نوں سامنے رکھدیاں ہویاں سانوں پنجابی زبان اندر رسالیاں دی گھاٹ تے وی نظر رکھنی پوے گی کیوں جے بوہت سارے مضمون صرف ایس لئی پنجابی دی بجائے اردو وچ لکھے گئے نیں کیوں جے اوہناں اردو پرچیاں وچ چھپنا سی۔ انج ایہناں مضموناں دی قدر و قیمت گھٹ نہیں ہوندی کیوں جے ایہناں دا موضوع تے بہر حال پنجابی نعت یاں نعت گو شاعر ای سن۔

ایس فہرست نوں ویکھن نال ایہہ حقیقت وی سامنے آوے گی پئی کجھ مضمون دو دو تن تن واری چھپے نیں کیوں جے لکھن والیاں ایہناں نوں زیادہ توں زیادہ لوکائی تیکر اپڑان لئی کئی کئی تھاواں تے وی چھپوایا اے تاں جے نعتیہ شاعری دا ذکر اک تحریک بن کے سامنے آوے۔ زمانی ترتیب نال ایس فہرست نوں ویکھن نال ایہہ وی پتہ لگدا اے پئی پنجابی نعت بارے سبھ توں پہلاں عبدالغفور قریشی ہوراں ۱۹۶۳ء وچ اردو زبان وچ اپنا مضمون چھپوایا اے۔

نعت دی پرکھ پرچول دے حوالے نال لکھتاں دی اہمیت ایس لئی وی بڑی اہم اے پئی ایہدے نال نعتیہ شاعری دے مطالعے نے تحریک دی صورت اختیار کر لئی اے تے اج تقریباً ہر ادیب تے نقاد ایس پوتر صنف بارے ضرور گل بات کر دا اے۔

ایس فہرست نوں کوشش کیتی گئی اے پئی زمانی ترتیب دے نال پیش کیتا جاوے۔ تاں جے ایس مقدس صنف اظہار نوں سبھ تو پہلاں زیر بحث لیاون والیاں دے ناں پہلوں آسکن، ایس دے باوجود ایہہ فہرست بالکل صحیح وی ترتیب نہیں دتی جا سکی کیوں جے عام طور تے کتاب لڑیاں تے مہینہ وغیرہ نہیں دتا گیا ہندا جد کہ بعض کتاباں تے صرف اشاعت دا سال ای دسیا گیا ہندا اے۔ مہینے بارے واقفی نہیں کرائی گئی ہندی۔

ایس فہرست تے اک جھات پاؤن نال پتا لگدا اے پئی پنجابی وچ نعتیہ شاعری تے دو حوالیاں نال کم ہویا اے۔

۱۔ عمومی نوعیت دا کم جس وچ ادب اندر نعتیہ روایت نوں زیر بحث لیاندا گیا اے۔ کجھ مقالے تے ایس سلسلے وچ محض خانہ پری کر دے نیں جد کہ تاریخی تناظر نال بعض مقالیاں وچ نعت دا ویروا کیتا گیا اے۔ ایس سلسلے وچ حفیظ تائب ہوراں مسلسل لکھیا اے تے اپنے مقالے نوں ون سونے اضافیاں نال ترتیب دتا اے۔ اوہناں اپنے مقالے وچ کتاباں دے ناں تیکر دے کے آون والے پارکھاں لئی راہ سدھا کردا اے۔

۲۔ دوجا رویہ اکابر نعت گو شاعراں دی نعتیہ نوں وکھو وکھ مضموناں راہیں زیر بحث لیاؤن والا رہیا اے۔ ایس سلسلے وچ کوئی بہت کم تے نہیں ہو سکیا پر فیروی خواجہ غلام فرید، سلطان باہو، پیر فضل گجراتی، فقیر محمد فقیر، دلپذیر بھیروی، قادر یار، مولوی یار محمد، مولا بخش کشتہ، راقب قصوری، پیر مہر علی شاہ، عبدالحق صابر وغیرہ تے زیادہ لکھیا گیا اے۔ دور حاضر دے نعت گو

شاعراں وچوں حفیظ تائب، اعظم چشتی، محمد علی ظہوری، راجا رشید محمود، عبدالکریم ثمر، دائم اقبال دائم تے تنویر بخاری ہوراں بارے لکھیا گیا اے۔

فہرست جس نوں مکمل تے نہیں آکھیا جا سکدا ایس گل دی ضرور وضاحت کر دی اے پئی پنجابی نعت نوں زیر بحث لیاؤن دا بہتا کم ۱۹۷۹ء دے لگ بھگ شروع ہویا اے تے ایس توں بعد مسلسل ایہہ کم اگانہہ ودھ رہیا اے۔ ایس سلسلے وچ مہینہ وار "شام و سحر" دے نعت نمبر خاص طور تے ذکر دے قابل نیں۔ جنہاں وچ مستقل طور تے پنجابی حصہ مخصوص رہیا اے۔ ایہہ پرچہ بھاویں اردو دا اے پر ایہدا پنجابی حصہ ساڈے عام درجے دے پنجابی پرچیاں توں کسے طرح وی گھٹ نہیں ہندا۔ انج وی ساڈے پنجابی پرچے عام طور تے شخصیتاں دے گرد گھمن والے نیں۔ اوہناں کول اینا وقت تے صفحے کدوں نیں پئی اوہ نعت بارے کجھ چھاپ سکن۔

ایس سلسلے وچ "لکھاری" چھاپن والیاں نعت دے حوالے نال اپنے ہن تیکر تن نعت نمبر چھاپے نیں۔ جنہاں وچ اپریل ۱۹۸۵ء نوں چھاپے چڑھیا نعت نمبر خاص کر سلاہن جوگ اے۔ کیوں جے ایس نمبر راہیں پہلی واری نعت تے پنجابی نعت دے حوالے نال بھرنواں مواد تے انتخاب لبھدا اے۔ انج ایہہ وی پتہ لگا اے پئی پنجابی زبان دی اپنے شاندار ماضی توں وکھ نہیں ہو سکدی تے اوس وچ وی اجیہے جذبے رکھن والے لوک موجود نیں جیہڑے سکھا شاہی توں محفوظ رہ کے وی ادب دی خدمت دا کم کر سکدے نیں۔ خیر ایہہ تے ایویں گل ہو گئی اے ورنہ نعت دا موضوع اجیہا موضوع اے جس نوں صوفی افضل فقیر ہوراں اپنے اک اردو شعر وچ بیان کرکے گل مکا چھڈی اے۔

کیا فکر کی جولانی کیا عرض ہنر مندی
توصیف پیمبر ہے توفیق خداوندی

نعت لکھنا، نعت بارے لکھنا تے نعت بارے چھاپنا، ایہہ سب خدا تعالیٰ دی توفیق توں بغیر ممکن ای نہیں۔ رب دی ذات جس توں چاہندی اے اوس نوں ورفعنا لک ذکرک اندر مصروف کر لیندی اے۔

سال اشاعت	رسالہ / کتب	زبان	مضمون / مقالہ	مضمون نگار
جولائی اگست ۱۹۶۳ء	مہینہ وار ماہ نو کراچی	اردو	حب رسولؐ (پنجابی ادب میں)	عبدالغفور قریشی
"	"	اردو	کابروئے ہر دو سرا است (علاقائی زباناں وچ نعت رسول مقبولؐ)	نور کاشمیری
۱۹۶۸ء	صحیفہ لاہور	اردو	معراجنامہ قادر یار	جیلانی کامران
۲۸ جون ۱۹۷۰ء	روزنامہ امروز لاہور	پنجابی	پنجابی وچ نعت رسولؐ	راجا رسالو
نومبر ۱۹۷۲ء	کتاب دینی ادب	پنجابی	گلزار مدینہ (دلپذیر بھیروی دی نعتیہ کتاب بارے)	درویش لاہوری

محمد اسلم سجاد	گلزار مدینہ دی خصوصیات	پنجابی	کتاب لعلاں دی پنڈ	مارچ ۱۹۷۳ء
مسعود حسن شہاب	خواجہ غلام فرید کی نعتیہ شاعری	اردو	ہفتہ وار الہام بہاولپور	۱۲ اپریل ۱۹۷۳ء
محمد اسلام شاہ	نعتیہ شاعری تے اک نظر	پنجابی	مہینہ وار پنجابی زبان	جنوری ۱۹۷۴ء
پروین شاہ دین	نعت تے پنجابی نعت	پنجابی	پنجاب رنگ	۱۹۷۴ء
حفیظ تائب	پنجابی نعت تے پیر فضل	پنجابی	مہینہ وار مہروماہ لاہور	ستمبر اکتوبر ۱۹۷۴ء
ڈاکٹر محمد باقر	پنجابی ادب تے عشق رسولؐ	پنجابی	مہینہ وار پنجابی زبان	جون جولائی ۱۹۷۵ء
سلطان الطاف علی	مقدمہ کتاب ابیات باہوؒ وچ ذکر رسولؐ	اردو	ابیات باہو	۱۹۷۵ء
حفیظ تائب	ڈاکٹر فقیر دی نعتیہ شاعری	پنجابی	مہینہ وار مہرو ماہ لاہور	دسمبر ۱۹۷۶ء
اختر جعفری	پنجابی نعت گوئی	پنجابی	مہینہ وار لہراں لاہور	جنوری فروری ۱۹۷۸ء
سلیم خان گمی	پنجابی نعت گوئی	پنجابی	امروز	۱۷ فروری ۱۹۷۸ء
حفیظ تائب	پنجابی نعت تے پیر فضل حق گجراتی	پنجابی	کتاب پن چھان	۱۹۷۸ء
حفیظ تائب	ڈاکٹر فقیر دی نعتیہ شاعری	پنجابی	" "	۱۹۷۸ء
اختر سدیدی	تقریظ عالیہ (صدف جالندھری دی کتاب در یتیم بارے)	اردو	در یتیم	فروری ۱۹۷۹ء
نور احمد خان فریدی	دیوان فرید (مقدمے تے شرح اندر خواجہ فرید دی نعت دے بارے گل بات)	اردو	دیوان فرید	پہلی جلد ۱۹۷۸ء دوجی جلد ۱۹۷۹ء
پروفیسر اختر جعفری	پنجابی نعت گوئی اتے اک جھات	پنجابی	ویروے	۱۹۷۹ء
اسلم رانا	حفیظ تائب دی سک متراں دی	پنجابی	امروز	۱۶ مارچ ۱۹۷۹ء
آفتاب احمد نقوی	سک متراں دی (کتاب بارے گل بات)	اردو	سیارہ لاہور	
شہباز ملک	پنجابی وچ نعت رسولؐ	پنجابی	نتارے	جولائی ۱۹۷۹ء
آفتاب احمد نقوی	پنجابی نعت کا ارتقاء	اردو	مہینہ وار قرطاس گوجرانوالہ	جولائی اگست ۱۹۷۹ء
شہباز ملک	سسی پنوں وچ حمد تے نعت	پنجابی	اقراء ایم اے او کالج میگزین	ستمبر ۱۹۷۹ء
کلیم شہزاد	ایک عاشق رسولؐ	اردو	الفرید ساہیوال	۱۹۷۹ء
محمد صادق قصوری	خواجہ غلام فرید کی نعت	اردو	ضیائے حرم لاہور	۱۹۷۹ء
غلام حسین اظہر	تحفہ رسولیہ (میاں محمد دی کتاب نعت تحفہ رسولیہ بارے گل بات)	"	کتاب میاں محمد	مئی ۱۹۸۰ء

حفیظ احمد	حافظ محمد حسین دی نعتیہ شاعری	پنجابی	مہینہ وار وارث شاہ	مئی جون ۱۹۸۰ء
آفتاب احمد نقوی	حکیم مولوی غلام احمد حیاتی تے نعتیہ شاعری	〃	امروز لاہور	۱۸ جولائی ۱۹۸۰ء
شریف احمد شرافت نوشاہی	گنج شریف پنجابی (نوشہ گنج بخش دے کلام دے دیباچے وچ نعت دا مطالعہ	〃	گنج شریف	۱۹۸۰ء
آفتاب احمد نقوی	مولا بخش کشتہ دی نعتیہ شاعری	پنجابی	امروز لاہور	۱۴ نومبر ۱۹۸۰ء
سید اختر جعفری	پیر مہر علی شاہ تے اوہناں دی نعت گوئی	پنجابی	امروز لاہور	۲۸ دسمبر ۱۹۸۰ء
حفیظ تائب	نعت تے پنجابی نعت	اردو	ششماہی کھوج لاہور جولائی دسمبر ۱۹۸۰ء	
سلیم خان گمی	اولین پنجابی نعت	اردو	ماہ نو لاہور	جنوری ۱۹۸۱ء
حفیظ تائب	پنجابی نعتیہ شاعری کا ارتقاء	اردو	شام و سحر لاہور	جنوری فروری ۱۹۸۱ء
جعفر بلوچ	خواجہ فرید کی نعتیہ شاعری	اردو	〃	〃
سلیم خان گمی	پنجابی نعتیہ شاعری	〃	〃	〃
یونس احقر	راقب قصوری دی نعتیہ شاعری	〃	〃	〃
کلیم شہزاد	محمد علی ظہوری دی نعتیہ شاعری	〃	〃	〃
اسلم رانا	حفیظ تائب دی پنجابی نعت	〃	〃	〃
غلام مصطفیٰ تبسم	تعارف (اعظم چشتی دی کتاب نیر اعظم دا دیباچہ)	اردو	نیر اعظم	مارچ ۱۹۸۱ء
آفتاب احمد نقوی	بلبل بستان رسالت (خواجہ محمد یار دی کتاب دیوان محمدی دا دیباچہ)	اردو	دیوان محمدی	مئی ۱۹۸۱ء
کلیم اختر	عشق رسولؐ اور میاں محمد	اردو	امروز لاہور	۸ مئی ۱۹۸۱ء
راجا رسالو	پنجابی شاعری میں واقعہ معراج	اردو	ماہ نو لاہور	مئی ۱۹۸۱ء
حفیظ تائب	بسم اللہ (کتاب پنجابی نعت دا دیباچہ)	پنجابی	پنجابی نعت	۱۹۸۱ء
سمیع اللہ قریشی	کر صفتاں پاک رسولؐ دیاں	پنجابی	کاروان جھنگ	〃
رشید انور	پنجابی ادب وچ نعت تے سیرت (مذاکرہ)	پنجابی	مغربی پاکستان لاہور	۳ جنوری ۱۹۸۲ء
آفتاب احمد نقوی	عبدالحق صابر دی پنجابی نعت	پنجابی	شام و سحر لاہور	جنوری فروری ۱۹۸۲ء
حفیظ تائب	پنجابی نعت دا نویکلا شاعر (راقب قصوری بارے)	〃	〃	〃

سید مسعود ہاشمی	صاحب کرامت نعت گو (حاجی محمد دین گجراتی بارے)	"	"	"
حفیظ تائب	غلام رسول عالپوری دی نعت	"	"	"
اسلم رانا	پنجابی نعت۔ اک تجزیہ	"	"	"
ڈاکٹر صابر آفاقی	کشمیری میں نعت گوئی	اردو "	"	"
غلام حسین اظہر	گوجری نعت	"	"	"
شہباز ملک	پہلی گل (کتاب راقب قصوری دیاں نعتاں بارے)	پنجابی	راقب قصوری دیاں نعتاں	مارچ ۱۹۸۲ء
حفیظ تائب	مقدمہ (شہباز ملک دی کتاب راقب دیاں نعتاں دا مقدمہ)	پنجابی	راقب قصوری دیاں نعتاں	مارچ ۱۹۸۲ء
ناصر رانا	راقب دیاں نعتاں (تبصرہ)	پنجابی	لہراں لاہور	اکتوبر ۱۹۸۲ء
شاہد حسین	فارسی نامہ (اک قدیم منظوم پنجابی نعت)	"	امروز لاہور	۱۵ اکتوبر ۱۹۸۲ء
مسعود حسن شہاب	خواجہ فرید کی نعتیہ شاعری	اردو	الہام بہاولپور	۷ دسمبر ۱۹۸۲ء
سلیم خان گمی	پنجابی وچ سیرت نگاری (دیباچہ کتاب سیرت چن عربوں چڑھیا)	پنجابی	چن عربوں چڑھیا	۱۹۸۲ء
دلشاد کلانچوی	عشق رسولؐ تے خواجہ	"	کون فرید فقیر	۱۹۸۲ء
	غلام فرید۔ کون فرید فقیر	"	"	"
ریاض احمد شاد	کلیات لالی (دیباچے وچ صدیق لالی دی نعت بارے واقفی)	"	کلیات لالی	۱۹۸۲ء
یونس احقر	پنجابی نعت دا موضوعی پکھ	"	شام و سحر لاہور	جنوری فروری ۱۹۸۳ء
محمد عارف رضا	فن سیرت نگاری پنجابی زبان میں	اردو	روشنی فیصل آباد	فروری ۱۹۸۳ء
عبدالعزیز خالد	راقب قصوری دیاں نعتاں (نظم) پہلی قسط	پنجابی	لہراں لاہور	مارچ ۱۹۸۳ء
"	دوجی قسط	"	"	۸ مئی ۱۹۸۳ء
آفتاب احمد نقوی	راجا رشید محمود دی نعتیہ شاعری	پنجابی	مغربی پاکستان	یکم مئی ۱۹۸۳ء
قمر حجازی	اقبال صلاح الدین دی نعتیہ شاعری	پنجابی	لہراں لاہور	جون ۱۹۸۳ء
یونس احقر	پنجابی نعت دے موضوعی پکھ	پنجابی	اقراء	"

ڈاکٹر شہباز ملک	پنجابی شاعری وچ نعت رسولؐ	پنجابی	اقراء سیرت نمبر	〃
حفیظ تائب	پنجابی نعت تے اک تردی جھات	پنجابی	کتاب لڑی لکھاری ۲	۱۹۸۳ء
اقبال زخمی	راجا رشید محمود دی شاعری نعت دے حوالے نال	〃	〃	〃
آفتاب احمد نقوی	تاج دیاں نعتاں (تبصرہ)	پنجابی	لکھاری ۱۴-۱۵	اپریل ۱۹۸۴ء
〃	پنجابی وچ نعتیہ شاعری	پنجابی	لکھاری ۱۷	اگست ۱۹۸۴ء
انور اداس	شان حضور بزبان حق (تبصرہ)	پنجابی	لکھاری ۸	ستمبر۱۳۹۸۴ء
شہباز ملک	مولوی احمد یار فکر تے فن (کتاب اندر نعت دا ویروا وی کیتا گیا اے)	پنجابی	مولوی احمد یار فکر تے فن	۱۹۸۴ء
دلشاد کلانچوی	سرائیکی نعتیہ شاعری	پنجابی	نخلستان ادب بہاولپور	۸۵-۱۹۸۴ء
محمد اکرم رضا	دائم اقبال دائم نعت دے حوالے نال	پنجابی	شام و سحر	جنوری فروری ۱۹۸۵ء
حفیظ تائب	فقیر محمد فقیر دی نعتیہ شاعری	پنجابی	شام و سحر لاہور	〃
〃	پیر فضل دی نعتیہ شاعری	〃	〃	〃
آفتاب احمد نقوی	پنجابی نعت دا نو-کلا شاعر	〃	〃	〃
راجا رسالو	منیر قادری دی نعت	پنجابی	امروز	۱۵ فروری ۱۹۸۵ء
راجا رشید محمود	پنجابی نعت دا مختصر جائزہ	پنجابی	لہراں لاہور	مارچ ۱۹۸۵ء
جمیل احمد پال	پگڈنڈی نعت نمبر (تبصرہ)	〃	〃	〃
〃	جمال مدینہ رشید ہادی (تبصرہ)			
عصمت اللہ زاہد	پنجابی نعت دے جدید رجحانات (دیباچہ جدید پنجابی نعت)	〃	جدید پنجابی نعت	〃
اقبال زخمی	پہلی گل (دیباچہ نعت نمبر)	پنجابی	لکھاری نعت نمبر لاہور	اپریل ۱۹۸۵ء
راجا رشید محمود	قرآن کریم وچ نعت تے اہدے تقاضے	〃	〃	〃
آفتاب احمد نقوی	حدیث رسول وچ نعت دا انگ	〃	〃	〃
ڈاکٹر اختر جعفری	نعت گوئی	〃	〃	〃
ڈاکٹر رشید انور	پنجابی شاعری وچ نعت گوئی	〃	〃	〃
حیدر زماں حیدر	ہندکو نعتیہ شاعری	〃	〃	〃

دلشاد کلانچوی	سرائیکی نعتیہ شاعری	〃	〃	〃
سجاد حیدر پرویز	سرائیکی نعت گوئی	〃	〃	〃
حفیظ تائب	نویں نعت دا سرناواں	〃	〃	〃
ڈاکٹر احمد بشیر گورایا	حفیظ تائب دی نعتیہ شاعری	〃	〃	〃
آفتاب احمد نقوی	تنویر بخاری دے نعتیہ قصیدے	〃	〃	〃
آفتاب احمد نقوی	پنجابی نعت دے مطالعے	〃	〃	〃
سعادت علی ثاقب	فیصل آباد دے نعت گو	〃	〃	〃
انیق عثمانی	ضلع اوکاڑہ دے نعت گو	〃	〃	〃
ڈاکٹر اختر جعفری	مدینے دا پاندھی	〃	〃	〃
اکرم سعید	اعظم چشتی دی نعت	〃	〃	〃
اخلاق حیدر آبادی	نادر جاجوی تے نعتیہ ہائیکو	〃	〃	〃
نادر جاجوی	صائم چشتی دی نعت گوئی	〃	〃	〃
جواز جعفری	دائم اقبال دائم دی نعت	〃	〃	〃
افضال احمد انور	حافظ محمد حسین دی نعت	〃	〃	〃
آفتاب احمد نقوی	عبدالکریم ثمر دی نعت و سیرت	〃	پاک ڈائجسٹ لاہور	اپریل مئی ۱۹۸۵ء
سلیمہ خان گمی	قصیدہ بردہ دا پنجابی ترجمہ	اردو	المعارف لاہور	اپریل مئی ۱۹۸۵ء
انور اداس	تبصرہ کتاب جمال مدینہ	پنجابی	لکھاری لاہور	جون ۱۹۸۵ء
حفیظ تائب	قصیدہ بردہ کا مترجم وارث شاہ	اردو	امروز لاہور	۲۶ جولائی ۱۹۸۵ء
محمد شفیع بلوچ	معراجنامہ قادر یار پر ایک نظر	اردو	شام و سحر لاہور	۱۹۸۵ء
محمد اکرم رضا	دائم نعتیہ شاعری دے حوالے نال	پنجابی	استقلال لاہور	۴ تا ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۵ء
ظفر مقبول	پنجابی نعت تے اک جھات	پنجابی	امروز لاہور	۸ نومبر ۱۹۸۵ء
راجا رشید محمود	مڈھلی گل (نعتاں دی ائی)	پنجابی	نعتاں دی ائی	مارچ ۱۹۸۶ء
آفتاب احمد نقوی	ابیات باہو میں ذکر مصطفیٰ	اردو	استقلال لاہور	۹ تا ۱۶ فروری ۸۶
محمد اکرم رضا	صائمہ چشتی۔ نبی دا ثناء خواں	پنجابی	شام و سحر لاہور	جنوری فروری ۸۶
عصمت اللہ زاہد	راجا رشید محمود دی نعتیہ شاعری	پنجابی	شام و سحر لاہور	جنوری فروری ۸۶
سلیم خان گمی	پنجابی وچ سیرت نگاری	پنجابی	لہراں لاہور	فروری ۱۹۸۶ء
ادارہ	مکی مدنی ماہی (تبصرہ)	پنجابی	لہراں لاہور	مارچ ۸۶

آفتاب احمد نقوی	نمدہ (دیباچہ حضور دے حضور)	پنجابی	حضور دے حضور	۱۹۸۶ء
ادارہ	حضور دے حضور (تبصرہ)	پنجابی	لہراں لاہور	جون ۱۹۸۶ء
جمیل احمد پال	لکھاری نعت نمبر (تبصرہ)	پنجابی	لہراں لاہور	جولائی ۸۶
ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی	پنجابی نعت دیاں صنفاں ارتقائی دور دی پنجابی نعت	پنجابی	شام و سحر لاہور	جنوری فروری ۸۷
ڈاکٹر محمد صادق جنجوعہ	غلام رسول عالم پوری دی نعت	"	"	"
آفتاب احمد نقوی	اعظم چشتی دی نعتیہ شاعری	"	"	"
ادارہ	سائیں دا کرم (تبصرہ)	پنجابی	لہراں لاہور	جون ۸۷ء
ادارہ	نعت نمبر شام و سحر (تبصرہ)	"	"	جون ۸۷ء
مقصود ناصر چودھری	پنجابی نعت ول اک جھات	پنجابی	لکھاری لاہور	اکتوبر نومبر ۱۹۸۹ء
بہاؤ الحق	نعت پنجابی وچ	"	"	"
انور اداس	نعت دا سفر	"	"	"
ناصر آغا	ورفعنا لک ذکرک	"	"	"
عامر مقصود	لکھاری نعت نمبر (تبصرہ)	"	"	"
محمد ایوب بسرا	قرآن پاک وچ نعت	"	"	"
ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی	ریاض پیش رسالتماب	"	"	جنوری فروری ۹۲
محمد اکرم رضا	چن حرا دا (دا دیباچہ)	"	چن حرا دا	۱۹۹۳ء
حفیظ احمد	(چن حرا دا مڈھلا مضمون)	"	"	۱۹۹۳ء
حفیظ تائب	دیباچہ محمد سلیم آسی دی کتاب	"	سوہنا دربار	جنوری ۱۹۹۳ء
آفتاب احمد نقوی	سوہنا دربار (فلیپ)	"	"	"
عارف عبدالمتین	"	"	"	"
محمد اکرم رضا	"	"	"	"

حفیظ تائب

مک گئی کالی رات غماں دی — کھنڈ کھنڈ پئی خوشبو فجراں دی
چمکے شہر گراں تے بیلے — انج ہوئی کن من کرناں دی
چپ چپیتی رخصت ہوئی — دنیا وچوں فصل خزاں دی
تن من دے وچ چانن لگا — رنگ لیائی سک متراں دی
اوس سمے وچ میں جا پہنچا — ٹپ کے کندھ چودہ صدیاں دی
اس نوں غار حرا وچ ڈٹھا — جس بدلی تقدیر وناں دی
میں وی ٹوراں گل اوسے توں — جس توں ٹردی گل کرماں دی
فر ڈٹھی اوہ ذات صفاتے — خالق ول خلقت نوں بلاندی
طائف دے لئی پھل پھل منگے — جتھے بارش سی پتھراں دی
شیما بچپن دے وچ ویکھی — جس دے سر تے چھاں بدلاں دی
ارقم دے پت زیڈ نے ڈٹھی — ہرنی کلمہ جہدا الاندی
لبھے کوئی مثال نہ جسدے — اچے خلق تے سچے نیاں دی
علم ہے جس دے در دا نوکر — عقل ہے جس دے گھر دی باندی
جس دا ذکر ہے لوں لوں کردا — جس دے گیت ہے نس نس گاندی
کدی نہ جس دی سخی طبیعت — منگت نوں خالی پرتاندی
جس دی ذات گرامی تھاں تھاں — دو جگ وچ رحمت ورتاندی
جس دی نیویں نظر ازل توں — ہستی دا سینہ دھڑکاندی
جس دی یاد مبارک اج وی — روحاں دے ویہڑے مہکاندی
جس دی نوری سیرت ہر دم — سوچاں وچ گلزار کھڑاندی
جس دی دعوت رہی ہمیشہ — عزماں دے بوہے کھڑکاندی
اس دی امت دی بے حالی — میتوں تے نہیں ویکھی جاندی
سن لے ربا! میرے ہاڑے — حل کر دے مشکل روحاں دی
فیر اس بھٹکیڑی امت نوں — بخش قیادت سبھ قوماں دی
میں شاعر کملی والے دا — منگاں خیر سبھ انساناں دی
شعر مرے نوں دے تاثیراں — تکھی کر دے لے درداں دی
ربا ! میریا سوہنیا ربا ! — روح میری اے ڈاڈھی ماندی

ڈاروں وچھڑی کونج دے وانگوں — جند نمانی رہے کرلاندی
میری قسمت وچ وی لکھ دے — دھوڑ اوہناں روشن راہواں دی
پھٹ پھٹ پینڈی جنہاں وچوں — شوخی ہولے پھل قدماں دی
مینوں وی اک وار وکھا دے — اوہ دستی اپنے رنگاں دی
جالی پاک دے کول کھلو کے — ڈالی پیش کراں نعتاں دی
ایسے حالت دے وچ مٹے
ڈوری "تائب" دے ساہواں دی

محمد اعظم چشتی

اے موت ٹھہر جا میں مدینے تے جا لواں — ستا ہویا نصیب تے اپنا جگا لواں
محبوب دا اوہ گنبد خضرا تے دیکھ لاں — سرکار دی گلی دے نظارے تے پا لواں
لگے نے مصطفیٰ دے قدم جس زمین تے — اک وار اوس خاک نوں سینے تے لا لواں
اک وار جا کے اوس دلاں دے طبیب نوں — سینے دے سارے داغ تے اپنے دکھا لواں
کہندے نے ہر غریب دی سندا اے زاریاں — میں وی تے اپنے غم دی کہانی سنا لواں
کدھرے کوئی کریم نئیں اوہدے نال دا — میں وی تے وچ گدانواں دے نانواں لکھا لواں
جی بھر کے رو لواں در اقدس دے سامنے — اکھاں نوں گفتگو دا قرینہ سکھا لواں
میں وی تے چار موتی کراں اوس توں نثار — پلکاں تے ہنجواں دے ستارے سجا لواں
آوے جے فیر موت تے آوے ہزار وار
"اعظم" جے زندگی دی اے حسرت مٹا لواں

منیر نیازی

کیسے ہون گے گلی محلے کیہڑی طرح دیاں راہواں — اندروں گھر کیسے ہوون گے کیسیاں باہرلیاں تھانواں
رونق اوہناں بزاراں دی تے لوکاں دیاں صداواں — دور دراز دیاں سفراں اندر ٹھہرن لئی سرانواں
رات دناں وچ قافلے چلدے رتاں دیاں ہواواں — کویں میں اڈا پینڈا کٹ کے اوس سمے وچ جانواں
کویں میں اوہ تصویراں کھچ کے دنیا کول لیاواں — کویں میں اج دیاں شہراں نوں اوہ حسن دی جھلک وکھانواں
شہر مبارک اوہناں دناں دے سوہنیاں دھپاں چھانواں
جنہاں چ پھریا شام سویرے احمدؐ دا پرچھانواں

بشیر منذر

طیبہ ول کل عالم ویکھے اک آدم نوں آدم ویکھے
ثانی اوہدا ہور نہ کوئی پورب ویکھے، پچھم ویکھے
کون سوار اسمانی چلیا رات نورانی کھم کھم ویکھے
امت بھانویں بھل بیٹھی اے اوہ امت نوں دم دم ویکھے
نور دا عام ظہور اے "منذر"
جیہڑا چاہوے جم جم ویکھے

عارف عبدالمتین

رب دے پچھوں، میں لیندا واں، ہر دم تیرا ناں
ویلے دا سورج نت ساڑے، ڈھونڈاں تیری چھاں
تیرے روپ نوں کیویں ویکھاں، کیویں درس کراں
میں دھرتی دا انھا واسی، امبر تیری تھاں
میں جندڑی دی رات دا راہی، دن دی منزل دور
تیرے پیار دا دیوا بال کے، پگ پگ ٹردا جاں
توں چندن سیں جنے ونڈی وچ وچ کے خشبو
میں جیون پرہیا دے اندر، تیرے وانگ دھخاں
پتھر مارن والیاں دی توں، منگی ہر پل خیر
میں وی اپنے ہر ویری نوں سدا دعاواں واں
شیشے وانگ توں میرے ساہمنے، مینوں دتا کھلار
میں صدیاں توں اپنے آپ نوں لبھدا پھردا ساں
تیری یاد دے چن تے سورج، ونڈن گھر گھر لو
تیرے شہر دا ناں لے لے کے، وسے مرا گراں

صائم چشتی

ترے منگتے نیں سبھ چنگے تے ماڑے یا رسولؐ اللہ
خدارا من لوؤ میرے وی ہاڑے یا رسولؐ اللہ
سہارا دے دیو دنیا دے وچ وی بے سہارے نوں
تے رکھیو لاج محشر دے دیہاڑے یا رسولؐ اللہ
بھڑکدی اگ رہندی اے سدا دل وچ جدائیاں دی
کدوں مکن گے ایہ درداں دے ساڑے یا رسولؐ اللہ
کدی اقصیٰ دے وچ بارات نہ سجدی رسولاں دی
تسیں جے اوس دے بن دے نہ لاڑے یا رسولؐ اللہ
بہاراں لے کے آ جاؤ کدی تے، خواب دے اندر
خزاواں باغ آساں دے اجاڑے یا رسولؐ اللہ
میں بے پر ہاں تے میتھوں دور ہے بستی مدینے دی
تساں باجھوں نہ مل سکدے ایہ پاڑے یا رسولؐ اللہ
بتھیری صبر دی دولت لکا کے سانبھ کے رکھناں
جدائی مار دی رہندی اے دھاڑے یا رسولؐ اللہ
تساڈے لطف و رحمت نوں ایہ "صائم" دوش کیہ دیوے
میں اپنے کم آپے نیں وگاڑے یا رسولؐ اللہ

صحرائی گورداسپوری

پاک نبیؐ دا جھیڑا بردا سچے سائیں
دنیا دی اوہ چاہ نہیں کردا سچے سائیں
سلطاناں دی اوہدے اگے سیس نوائے
جو منگتا اے نبیؐ دے در دا سچے سائیں
پاک رسولؐ دی عظمت دا جو شیدائی اے
سولی چڑھ کے وی نہیں مردا سچے سائیں
مدنی ڈھولاؐ جس تے اپنا کرم کماندے
اوہدا سدا سفینہ تردا سچے سائیں
پاک نبیؐ دا جے کر تینوں عشق نہ ہوندا
توں کجھ وی نہ پیدا کردا سچے سائیں
سوہنے پاک محمدؐ جے کر دید کراندے
میں اکھیاں دی جھولی بھردا سچے سائیں
ہن تے مدنی آقاؐ دا توں شہر وکھا دے
"صحرائی" پیا عرضاں کردا سچے سائیں

امین خیال

سورج توں ودھ اجلے دا اے اجلے پنڈ وچ واسا
چن تارے دن چانن منگدے پھڑ رشماں دا کاسا
کعبہ کیڈا سوہنا پیا رکھوال اسلام دا لگے
حق دے چوراں نال لڑن نوں بنھی کھڑا مداسا
کلمے دی وی لاٹ عشق دے طور دا چانن جاپے
دم دم رب ارنی آکھاں ہوواں نہ بے آسا
توں وی بڑا ای سوہنائیں چنا! اسمانی پیا چمکیں
اپر عربی چن دے ساہنویں حسن ترا ایہ ماسا
دے اکوار زیارت سوہنیا! میل دے سبھے پاڑے
جیون کیہ اے؟ کچی چلھ یا پانی وچ پتاسا
عاصیاں نوں وچ دوہاں جہاناں سائیاں تیرے باجھوں
ڈھا بیٹھے جو ڈھیری اوہناں دیوے کون دلاسا

باغ حسین کمال

نوری کاغذ، نور سیاہی، نوری قلم بناواں
بسم اللہ، بسم اللہ کرکے لکھاں حضورؐ دا ناواں
جس دے فرشتوں بوہتیاں نیویاں عرشاں دیا اچیایاں
کس پیمانے نال میں اس دیاں شاناں ناپ وکھاواں
سڑ دے بلدے تھلاں چ جیہڑے تڑفن لوک نمانے
اوہناں واسطے ای نیں تیریاں ٹھنڈیاں مٹھیاں چھاواں
توں سائیاں کونین دا والی، میں آن اک سوالی
تیرے ہتھ نیں رحمت دولت، میرے ہتھ دعاواں
تیری رحمت بن جاندی اے مینوں آس سہارا
انھ ہنیر گناہواں پاروں جدوی میں گھبراواں
نام اللہ، نام محمد ہر ساہ دے وچ جپناں
ہر ویلے ہر تھاں دے اتے انج میں یاد مناواں
رب سائیں دے فضلوں تیرے دربارے آپہنچیاں
دم دم دے وچ لکھ کروڑاں شکر بجا لیاواں
ہیرے، موتی، لعل، جواہر بولی دے وچ لگے
نعت دی ائی دا اج میں وی یارو مل پواواں
"باغ کمالا"! بس کر مت کوئی راز دی گل کر جائیں
نوری تاراں لشکن لگیاں، گھلیاں خوشبو واواں

ڈاکٹر شہباز ملک

چوکھیا دیوا بال گیوں رشنا امبر پاتال گیوں
توں سورج صدق عدالت دا توں سوہا مہر محبت دا
توں ونڈ کے نور حقیقت دا
کر جگ نوں مالا مال گیوں چوکھیا دیوا بال گیوں
توں جانو جگ دیاں روگاں دا تیری نظر شفا تیرے لفظ شفا
ہر دل نوں توں دتا چکا
ہر آفت سر توں ٹال گیوں چوکھیا دیوا بال گیوں
تیرے آون نال بہار آئی رحمت دی عجب پھوار آئی
لوکاں نوں دین دی سار آئی
انج حق سچ دی لج پا گیوں چوکھیا دیوا بال گیوں

خالد بزمی

ایس جگ دے سبھ رستیاں دے وچ کنّے پھل کھلائے
کیہدے نور توں ڈر کے سارے گھر ہنیرے نسن
کیہنے ایس جگ دے وچ آ کے سدھا رستہ دسیا
کیہنے کوڑ خداواں کولوں سانوں آن چھڈایا
ساڈا سب دا سچا محسن اکو کملی والا
اوہناں توں پہلوں اک ویلا ایسا وی سی آیا

کیہدی خوشبو دے نال آون ہر پاسے مہکارے
سارے جگ وچ چانن کر دے نیں کیہدے لشکارے
کیہنے ایس دنیا تے آ کے وگڑے کم سوارے
کیہدی برکت دے نال مکے جھوٹے کھل کھلارے
جیہدی خاطر اسماناں تے جھکن چن تے تارے
آپ مہانے ڈوب رہے سن سبھاں نوں وچکارے

ایہہ بزمی! سب انساناں دے محسن دا دربار اے
ایتھے ای سکھ چین نیں پاندے دکھ درداں دے مارے

محمد علی ظہوری

کیڈا سوہنا نام محمدؐ دا اس ناں دیاں ریساں کون کرے
ہر ذرہ نور خزینہ اے شہراں چوں شہر مدینہ اے
دھن بھاگ حلیمہ مائی دا ملیا محبوب خدائی دا
جو سوہنے نے فرمایا اے اوہناں سن کے سیس نوایا اے
جو ہجر نبی وچ روندیاں نیں بدیاں دے دفتر دھوندیاں نیں

دو جگ تے سایہ رحمت دا اس چھاں دیاں ریساں کون کرے
جتھے روضہ کملی والےؐ دا اس تھاں دیاں ریساں کون کرے
جہدی گود اچ والی کوثر دا اس ماں دیاں ریساں کون کرے
بے مثل محمد عربی دے سجناں دیاں ریساں کون کرے
اوہناں کرماں والیاں اکھیاں دے ہنجواں دیاں ریساں کون کرے

لکھ غزل قصیدے پڑھدا رہو گیتاں دیاں پوڑیاں چڑھدا رہو
پر یار "ظہوری" سوہنے دیاں نعتاں دیاں ریساں کون کرے

عبیر ابوذری

بخش دینا رب نے رسول ساہنے اپنے حبیب مقبول ساہنے
چھڈنے خدائی دے قنون رب نے رکھنائیں عشق دا اصول ساہنے
حشر نوں کچہری لا کے آپ بہن گے رحمتاں دا ہووے گا نزول ساہنے
بڑی بڑی گل آپ آکھی جان گے کری جانی رب نے قبول ساہنے
چٹی دودھ چانی دی میلی جاپدی آپ دیاں قدماں دی دھول ساہنے
بخش دینا آپ نے بے سمجھ سمجھ کے جو وی آیا حسب معمول ساہنے

خوف تینوں کاہدا اے عبیر بو "ذری"
اپنے خدا تے رسول ساہنے

الطاف قریشی

جدوں اسم مبارک حضرت دا اسیں اپنی زبان تے رکھدے ہاں
لکھاں دوریاں اتے بہہ کے وی اسیں قرب دی لذت چکھدے ہاں
ایہناں مونہہ مونہہ بھریاں جھولیاں نوں تسیں انج ای اڈیاں رہن دیو
تسیں ونڈ دے چنگے لگدے او اسیں منگدے چنگے لگدے ہاں
اسیں امت ہاں اُس سوہنے دی جہنے سورج ونڈے خلقت وچ
ساڈی اکھ ہیرا نہیں ڈٹھا اسیں ازلوں لٹ لٹ جگدے ہاں
ساڈے رب نوں ناز جنہاں اتے اوہ نازنیں ساڈیاں نازاں دے
ساڈے سینے۔ سیک محبت دا اسیں عشق کماندے پھبدے ہاں
ساڈا کالجہ ٹھنڈاً کر دی اے "الطاف" ایہہ دھپ صحراواں دی
متاں پیر ولڈا پے جاوے سینے ڈاہ کے پینڈے کچھدے ہاں

محمد اسلام شاہ

بشر جیہڑا وی تیرا ہو گیا اے خدا کہندا اوہ میرا ہو گیا اے
اوہ دل مکہ مدینہ ہو گیا اے جہدے وچ تیرا ڈیرا ہو گیا اے
نبیؐ دا عشق جہنوں لبھ گیا اے اوہ کل جگ توں اچرا ہو گیا اے
جدوں وی دہر تیرا کلمہ پڑھیا زمانے وچ سویرا ہو گیا اے
ایہدے وچ آ نہ سکدا ہور کوئی ایہ دل تیرا بسیرا ہو گیا اے

جو اوہدے نور توں "اسلام" منکر
اوہدے حصے ہنیرا ہو گیا اے

حسین سحر

ہر ذرہ اے اس خاک دا اسمان دا تارا — جنت توں وی سوہنا اے مدینے دا نظارا
پتھر وی لگے کلمہ پڑھن ویکھ نبیؐ نوں — دو ٹوٹے ہویا چن جدوں کیتا اشارا
اوہ رحمتِ عالمؐ اے تے فر خوف کیہہ سانوں — ہے حشر دے وچ اوہدی شفاعت دا سہارا
ٹٹے ہوئے دل جوڑ دتے کملی دی چھاویں — دنیا تے محمدؐ دا اے احسان ایہہ بھارا
ویکھن گیاں اکھاں کدی سرکارؐ دا روضہ — چمکے گا کدی میرے نصیباں دا وی تارا

ہن وقت مدد ہے کرو امداد "سحر" دی
طوفان چ بیڑی اے تے ہے دور کنارا

راجا رسالو

مدینے نوں ویکھاں ایہو چا اے من وچ — میں جالی چماں قرار آوے تن وچ
کراں میں تیاری مدینے نوں جاواں — جے دیوے سنیہا کوئی میرے کن وچ
ایہو چا اے مینوں کدی خواب اندر — ترا جلوہ تکاں جو وسدا اے چن وچ
ترا روضہ پیارا اوہ روشن منارہ — جو کردا اے چانن خیالاں دے بن وچ

ثنا خواں اے "راجا" ترے باغ اندر
جویں پہکدا ہووے بلبل چمن وچ

منظور وزیر آبادی

اکو حسرت دل وچ باقی اکو اے ارمان — کملی والے آقاؐ مینوں اپنے کول بلان
اوہدی امت وچ ہویا واں اچے میرے بھاگ — اپنے نور چوں پیدا کیتا جس نوں رب رحمان
جیبھ وی ساتھ نہیں دیندی نالے سوچاں نیں محدود — میں مجبور انسان کراں کیہ اوہدے صفت بیان
اک اک پل سہارا دیوے مینوں اوہدی یاد — میرا کجھ وگاڑ نہیں سکدے دھرتی دے طوفان
اوس دھرتی دا ذرہ ذرہ چماں پلکاں نال — جس دھرتی نوں سجدہ کرکے ناز کرے اسمان
رب کرے اوہ رات نہ مکے روز قیامت تیک — جیہڑی رات نوں پاک محمدؐ سفنے وچ آجان
دھرتی تے پیغمبر آئے لکھ تے چوی ہزار — اوہناں چوں بس اکو بنیا عرشاں دا مہمان
ایس جگ دی سلطانی میں اوس در توں وار دیاں — نیویاں دھوتاں نال کھلوندے جس در تے سلطان

اوہدا ذکر کرن توں مینوں روکیں نہ "منظور"
ہر دم اوہدا ذکر اے میری بخشش دا سامان

اقبال زخمی

تڑپدے نیں قافلے سرکارؐ تیرے شہر نوں — کاش! میں وی ویکھ لاں اک وار تیرے شہر نوں
سن کدی فریاد میری سبز گنبد والیا! — کر کرم لنگھ آواں میں وی پار تیرے شہر نوں
اک اکلی میں نمانی کونج وچھڑی رہ گئی — اڈ گئی اے ہور ساری ڈار تیرے شہر نوں
مدتاں دے وگڑے ہوئے انسان سورے پل دیوچ — مل گیا جد آپؐ جیہا سالار تیرے شہر نوں
غیب تھیں آئی ندا جا "زخمی" تینوں بخشیا!
کر لیا جد موہنہ سی اوگنہار تیرے شہر نوں

اقبال سرہندی

نور دے کارن اے ہویا سبھ پسارا نور دا — روپ وکھو وکھ ویکھو وچ نظارا نور دا
گھپ ہنیرا روشنی دا اک سمندر بن گیا — چمکیا جد آمنہ دے گھر ستارا نور دا
رج کے تعریف کیتی رب سوہنے نور دی — رکھیا قرآن اندر ذکر سارا نور دا
نور نوں جد شوق ہویا نور دے دیدار دا — کول سدیا نور نوں دے کے سہارا نور دا
حوراں غلماں نے پڑھی تسبیح سوہنے نور دی — قدسیاں وی رل کے جپیا نام پیارا نور دا
عقل والے وچ دریا رہن ٹھیڈے کھاوندے — عاشقاں دے ہتھ آوندا اے کنارا نور دا
بنھ ٹٹے، غم دے پھندیاں توں رہائی ہو گئی — ہو گیا جد عاصیاں ول اک اشارا نور دا
شکر رب دا اوہدیاں سدھراں دے کاسے بھر گئے
مل گیا "اقبال" نوں وی اک دوارا نور دا

پروفیسر اسیر عابد

حق لشکارے مار دیاں گفتاراں احمدؐ پاک دیاں — حق دی گل اے، حق دیاں گلاں، گلاں احمد پاک دیاں
جیویں سوچ دے چمکارن چن پیا لشکاں دیندا اے — رب دیاں شاناں دے لشکارے شاناں احمدؐ پاک دیاں
بھاویں تیر قضا دا تقدیراں دے ترکش ٹنگیا اے — تاں وی سنے کمانے پچھے تنکاں احمدؐ پاک دیاں
جے لولاک دیاں رمزاں نوں اپڑیں، چانن ہو جائی — جگ دیاں ساریاں کھیڈاں نیں دل جوئیاں احمدؐ پاک دیاں
ہر کوئی اپنی جانوں وی سکی شے دی سونہہ کھاندا اے — ایسے لئی رب وی کھاندا جے قسماں احمدؐ پاک دیاں
اوتھے ملاں طوبیٰ دی چھاں دی گل وی نہیں ٹھنڈ پاندی — جتھے گلاں نور سروتوں ٹریاں احمدؐ پاک دیاں
ویکھ کویں ادھو ادھ ہویا پورا چن اسماناں تے — ایہ نیں ادھی انگل نوں توفیقاں احمدؐ پاک دیاں
مہر نبوت والے نقش دیاں کیہ گلاں کر دے او — اوہدیاں دھماں وی نیں اصل دھماں احمدؐ پاک دیاں
غالب آپے رب تے چھڈیئے صفت ثناء سرکاراں دی
اوہو شاناں والا جانے شاناں احمدؐ پاک دیاں

امان اللہ خاں اجمل

میں عکس بن کے ہوا تے سوار ہو جاواں — جے توں ملیں تے ہنیرے توں پار ہو جاواں
زمیں دا نور وی توں، عرش دا وی توں چانن — کراں نہ یاد جے تینوں، غبار ہو جاواں
سکھا دے مینوں وی کجھ حرف اپنی الفت دے — جے میں وی پیار دی راہ دا نکھار ہو جاواں
ہے دور روضہ ترا، میں اداس بیٹھا واں — بلا، جے میں وی ترے توں نثار ہو جاواں
میں آندے جاندے ترے حاجیاں نوں تکنا واں — جے حکم ہووے تے میں وی تیار ہو جاواں
میں اپنی پاس دا تھل ہاں عرب دیا شاہا! — ترے حضور گراں، آبشار ہو جاواں
میں خیر منگدا رہواں پھر کے تیری گلیاں وچ — خدا کرے تیرا منگتا، شمار ہو جاواں

میں تیری میم نوں دل وچ اتار لاں "اجمل"
مدینے جا کے اجل دا شکار ہو جاواں

اکبر کاظمی

جی کر دائے ساریاں لکھتاں تے سرناواں لکھاں محمدؐ دا — سبھ اکھر جھمر پاندے نیں جد ذکر میں کراں محمدؐ دا
دھرتی تے اک نگینہ اے جہنوں آکھن شہر مدینہ ایں — جی چاہندائے اس دیاں گلیاں وچ میں پانی بھراں محمدؐ دا
بطحانوں ایہ وڈیائی اے اوتھے عرشیاں رونق لائی اے — اوہدا چپا چپا کہندا اے میں چاکر رہواں محمدؐ دا
سبھ مخلوقاں دا راکھا سی دنیا لئی پیار دلاسا سی — اوہ رب سچے دا پاسا سی میں ناں کیہ دھراں محمدؐ دا

اوہ جندڑی دا سرمایا اے سبھ لوکاں دے کم آیا اے
مرے من وچ چانن لگ جاوے میں ناں جدلواں محمدؐ دا

اکرام مجید

سبھ انساناں توں سچا انسان مدینے اندر — سبھے سوہنیاں قدراں دی اے جان مدینے اندر
سبھے اپنے سراں تے ٹر کے جان مدینے اندر — بڑے بڑے پردھاناں دے پردھان مدینے اندر
جیہدی رحمت دا پرچھاواں ساری دھرتی اتے — ایس طراں دا اک وردی اسمان مدینے اندر
ساری دنیا دے پھلاں دی جھولی دے وچ پاوے — مہکاں اوہدے مڑھکے دی، مسکان مدینے اندر

ٹھنڈاں اوتھوں لے کے ٹر دے سارے ٹھنڈے موسم
دھپاں نوں وی چھاں اے لبھی آن مدینے اندر

پروفیسر سید منصور احمد خالد

خدا دے آپ ہو جانی اغثنی یا رسولؐ اللہ — تسیں تے ہو ای لاثانی اغثنی یا رسولؐ اللہ
تسیں رحمت جہاناں دی مکاناں لا مکاناں دی — تہاڈی سبھ تے سلطانی اغثنی یا رسولؐ اللہ
اجے یاد اے مطلے نوں اجے راتاں نوں بھلی نہیں — تہاڈی اشک افشانی اغثنی یا رسولؐ اللہ
تہاڈے پیار دا صدقہ سخی دربار دا صدقہ — مٹے ساڈی پریشانی اغثنی یا رسولؐ اللہ
تریڑ اے شیشیاں اندر فریب اے کھیساں اندر — ہے مشکل گل سمجھانی اغثنی یا رسولؐ اللہ
کسے وی کوئی سندا نہیں کسے نوں کوئی گندا نہیں — ہے سبھ دی وکھری بانی اغثنی یا رسولؐ اللہ
چنا وچ دھر گیا سچ مچ جدوں دا مر گیا سچ مچ — اساڈی اکھ دا پانی اغثنی یا رسولؐ اللہ
کوئی کردار نہیں باقی کوئی اتبار نہیں باقی — ذلیل اے نوع انسانی اغثنی یا رسولؐ اللہ
پکارن سارے یا دغیا! اسانوں آسرا تیرا — ہے ہر پاسے بے ایمانی اغثنی یا رسولؐ اللہ
ضمانت کامیابی دی بنی طاقت سیاست دی — شرافت اے پشیمانی اغثنی یا رسولؐ اللہ
گذاراں دن بلاواں وچ پیا لکاں خلاواں وچ — چفیرے آتش افشانی اغثنی یا رسولؐ اللہ
سویرے شام پھر دے نیں لٹیرے مار دے لٹدے — جویں غول بیابانی اغثنی یا رسولؐ اللہ
نواں ای قہر وسدا اے جدوں سورج نکلدا اے — نویں ای نت پریشانی اغثنی یا رسولؐ اللہ
بھروسا کر کے غیراں تے چڑھے پھرنے آں سیراں تے — پئی اے پیش نادانی اغثنی یا رسولؐ اللہ
ایہ ڈر تے خوف دا تاجر کلاشنکوف دا کلچر — گلے دی بن گیا گانی اغثنی یا رسولؐ اللہ

ولاں دے ایس پلے وچ ہے "خالد" دے محلے وچ
بڑی ای تنگ دامانی اغثنی یا رسولؐ اللہ

عبدالجبار شاکر

زمانے توں انوکھی اے محبت کملی والے دی — تسلی ٹٹے دل دی اے عقیدت کملی والے دی
ہے تیری مصطفائی جتھوں تک اوہدی خدائی اے — جہاناں واسطے رحمت نبوت کملی والے دی
قیامت تک زمانے دی ہدایت دا نمونا اے — خدا دا آخری تحفہ رسالت کملی والے دی
ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ سبھ رعایا نیں — فلک دی اکھ نے ویکھی حکومت کملی والے دی
محبت مصطفیٰ دی بے عمل نوں لبھدی ناہیں — خدا دی بندگی سمجھو اطاعت کملی والے دی
زبور انجیل تے تورات وچ اوہدی بشارت اے — قرآنی آیتاں ویکھاں تے رنگت کملی والے دی
ہے اوکھی پل صراط ایہ نعت دی میں کنج لنگھ آیا — مرے ایہ چند اکھر نیں عنایت کملی والے دی

زمانہ مڑ سکے "شاکر" تے میں قدماں چ جا بیٹھاں
ہے کیڈی سوہنی تے من موہنی صحبت کملی والے دی

سعید اقبال سعدی

بے انت رحمتاں دا سمندر حضورؐ نیں
سچ اے کہ کائنات دا محور حضورؐ نیں
جی ڈولدا اے اپنیاں عملاں نوں دیکھ کے
پر سوچنا واں شافع محشر حضورؐ نیں
دنیا تے پہلا نور وی سوہنے حضورؐ نیں
دنیا تے آخری وی پیغمبر حضورؐ نیں
کیہ آکھنا ایں اوس نوں کالے ہنریاں
جس خش نصیب دل چ منور حضورؐ نیں
نعت اے دو جہان دی مدحت حضورؐ دی
لاریب دو جہان دے سرور حضورؐ نیں
صحرا نوں باغ کر دا اے مولا ترا کرم
مولا! ترے کرم دا وی ساگر حضورؐ نیں
پھیلی اے دو جہان تے چانن دی چاننی
ازلاں دے اوس نور دا پیکر حضورؐ نیں

قائم نقوی

کر کر میں نہ رجاں سائیاں تیریاں گلاں باتاں
میرے لئی سوغاتاں سائیاں تیریاں گلاں باتاں
تیری مہر محبت پاروں اوکھے پینڈے کٹاں
سر میرے دیاں چھاواں سائیاں تیریاں گلاں باتاں
میرے جیہا مقدر شاید ہور کسے دا ہووے
ہر اک نوں سمجھاواں سائیاں تیریں گلاں باتاں
تیریاں دسیاں راہواں تے میں اج وی ٹردا جاواں
پل پل سینے لاواں سائیاں تیریاں گلاں باتاں
تیریاں صفتاں ہر پل لکھاں اوڑک مول نہ تھکاں
شعراں ہار پروواں سائیاں تیریاں گلاں باتاں
میں تے اوگن ہار آں سائیاں توں چاہویں ہو جاون
میریاں گلاں باتاں سائیاں تیریاں گلاں باتاں
میں کیہ "قائم" وچ قرآن دے آپ خدا پیا کردا
تیریاں گلاں باتاں سائیاں تیریاں گلاں باتاں

شوکت علی قمر

اوہدی سچی ذات توں واری لکھاں صفت ثناواں
جیہدا سوہنا ناواں بنیا دو جگ دا سرناواں
اوہدے قدماں دی دھوڑاں وچ لکھاں چن تے سورج
اوہدے مکھڑے توں روشن نیں عرش فرش دیاں راہواں
اوہ آیا تے سرتاں نوں اک نویں حیاتی لبھی
اوہ آیا تے فکر تھلاں نوں ملیاں ٹھنڈیاں چھاواں
اوہدے سچے پیار نے سانجھاں والی خوشبو ونڈی
اوہدی ذات نے دشمن نوں وی دتیاں نیک دعاواں
اوہنوں ویکھ کے گونگے اکھر ہس ہس بولن لگے
اوہدے ناں توں کلکاں ملیاں عرشوں اچیاں تھاواں
اوہدے پاک جمال نے سارے جگ نوں عاشق کیتا
اوہدی دید نوں پل پل تانگھن لکھاں شوق نگاہواں
در تیرے فریاداں آقاؐ جھات کرم دی ہووے
دکھاں والیاں جھکڑاں اندر پل پل ٹھیڈے کھاواں
کالی کملی والیا شاہا! جگ تے دے رحمت دا پلا
دھپاں مارے بندے لبھدے پھر دے ٹھنڈیاں چھانواں
"قمر" کیہ میرے ورگیاں اوہدے پیار دی شاعری کرنی
جیہدی سک وچ رب نے لکھیاں مہکیاں رچناواں

یونس احقر

کلیاں کھلیاں پھل مسکائے جگ دے محسن جگ تے آئے
نینویاں تکیا اچیاں ہو ہو اچیاں اوہوں سیس نوائے
قوس قزاواں راہواں ملیاں چن ستاریاں نین وچھائے
مست ہواواں پکھے جھلے بدلاں جھک جھک کیتے سائے
صحراواں دے سینے مہکے ندیاں گیت خوشی دے گائے
پت جھڑاں سامان سمیٹے آن بہاراں ڈیرے لائے
نھیریاں دا ہر روپ گواچا چانن سب پاسے رشنائے
سوہنے دے سوہنے دیاں گلاں سودھی سوچ عمل اچیائے
گھل کے اساناں دا لاڑا رب دھرتی دے مان ودھائے
مغروراں دیاں دھوناں لفیاں
ماڑے "احقر" گئے وڈیائے

ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد

نیکی دے ہر افسانے دا اوہدا ناں سرناواں
جس دے نوکر چاکر موسم خدمت گار ہواواں
اوہدی ذات اچیری بوہتی حدوں باہری رحمت
دھرتی نالوں بھارے "عصیاں" پاروں میں شرماواں!
جس دا ذکر دلاں دی دھڑکن ذہناں دی رشنائی
اوہدے ناں دی برکت دے نال اپنے شعر سجاواں
تینوں چھڈ کے بدحالی دا طوق اساں گل پایا
ایسے پاروں پل پل ساہنوں ملدیاں ہین سزاواں
امت دا دکھ درد ترے بن کون سنے اے آقاؐ
کہڑا آن زنجیراں کٹے بخشے کون خطاواں
متھے شرم پسینہ اکھیں ہنجو بلھیں جندرے
آساں والا کاسہ لے کے ہور کہدے در جاواں
میری ایہ پچھان ہے "زاہد" سارے جگ دے اندر
اوہ میرا آقا تے میں منگتا اوہدا کھلاواں

سجاد مرزا

کدی میں وی مدینے دے در و دیوار ویکھاں گا
جنہاں نوں ویکھیا آقاؐ نے اوہ آثار ویکھاں گا
فرشتے وی ادب دے نال جتھے پیر دھردے نیں!
میں اس دھرتی دے گل وچ رحمتاں دے ہار ویکھاں گا
جدائی تے مسافت دے تھکیویں دور ہوون گے!
مدینے دا جدوں میں مہکدا گلزار ویکھاں گا
بڑی مدت توں دل دی آس ہے' ہوندی نہیں پوری
مرے آقاؐ کدوں میں روضہ انوار ویکھاں گا؟
تہاڈے شہر ول بھجاں گا سر دے بل میں اس ویلے
کوئی قاصد جدوں طیبہ دا سبھ سرکارؐ ویکھاں گا
جنہاں نوں رونقاں سی بخشیاں اس کملی والےؐ نیں
مدینے دے گلی' کوچے تے میں بازار ویکھاں گا
نظر اپنے کرم دی کر دیو "سجاد مرزا" تے
بلندی تے نصیب اپنا کدوں سرکارؐ ویکھاں گا

ناہید شاہد

انھے سورج دا متھا لشکایا توں   دھرتی دے ہر ذرے نوں چمکایا توں
پھلاں نوں خشبواں، جیاں نوں روحاں   ملیاں جس دن اس جگ اندر آیا توں
نویں دناں دے خواب وکھائے لوکاں نوں   اتھرو اتھرو دھرتی نوں مسکایا توں
ظلماں جبراں دے وچ سڑ دیاں شہراں تے   رج کے اپنی رحمت دا مینہ پایا توں
سانوں ساڈے ماخذ دا توں دتا تھوہ   سانوں سچے رب دا روپ وکھایا توں
سورج بن کے آگیا کلر دھرتی چوں   نھیرے دی دیواں نوں مار مکایا توں
آپوں پھکی اگ تے سانوں چھاں دتی   امن پیار دا اول آخر سایا توں
تیرے بارے کیہ لکھئے تے کیہ چھڈیئے   دنیا دے ہر مسئلے نوں سلجھایا توں

"شاہد" بھلے کِراں ایہہ احسان تیرا
بنجر من وچ حق دا بوٹا لایا توں

انور اداس

ہوٹھاں اتے تیریاں صفتاں رہن گیاں   جد تک میریاں ساہواں چلدیاں رہن گیاں
دل وچ دیوے جگدے رہن گے آساں دے   فرقت دے وچ بجھیاں اکھاں رہن گیاں
جس تے چھاں ہو جاوے تیرے فضلاں دی   اس بندے نوں کاہدیاں تھوڑاں رہن گیاں
دنیا جد وی تیرا رتبہ بھالے گی   سوچاں دے وچ ڈبیاں عقلاں رہن گیاں
کنج اوہ سچائی دے راہ توں تھڑکے گا   جنہوں تیریاں یاد حدیثاں رہن گیاں
تیرے ناں دا ذکر خدا وی کردا اے   تیرے ناں دے نال محبتاں رہن گیاں

"انور" نوں وی چاہ اے روضہ ویکھن دا
خورے کد تک ہور اڈیکاں رہن گیاں

فیض الرسول فیضان

کیہ دساں میں شان مدینے والے دی   صفت کرے قرآن مدینے والے دی
بندے تے اک پاسے رہ گئے، کردا اے   آپ ثناء رحمان، مدینے والے دی
ایویں تے نہیں قسماں چکدا مڑ مڑ کے!   رب نوں پیاری جان مدینے والے دی
اوہناں تے رحمت دی بارش ہندی اے   جہڑے بزم سجان مدینے والے دی!
سارے دکھ تے غم بھل جاندے اوہناں نوں   جہڑے یاد منان مدینے والے دی!
اوہناں دے لب پھلاں وانگوں مہکن پئے   جہڑے بات سنان مدینے والے دی

نبی دعاواں کر دے شامل ہون دیاں
امت اے ذیشان مدینے والے دی!

شریف کنجاہی

نعت نبیؐ

گل کرن دی جاچ نہ مینوں
نعت بھلا کیہ لکھاں
چوداں سو ورہیاں توں لوکی
جس دیاں صفتیاں لکھدے آئے
میں دوہرا کے اوہناں وچوں کیہڑی کیہڑی لکھاں
کیہ لکھاں واللیل نیں زلفاں تے والشمس اے مکھڑا
مونڈھے اتے سجی ہوئی کالی کملی لکھاں
میں نندرا ول
اس قائم فی اللیل دیاں گلاں کیہ لکھاں
میرے موہوں گل نہ ڈھکے
میں دنیا دا بھکھا
اس تے سیر مزاجی کے
میری قلم دہاڑی دار اے
ذہن Pledge ہویا اے میرا
اس اظہار نہ منڈے سٹیا
دل دی گل نہ گھنے پائی
ساک قبیلے وارے

مکہ چھڈیا
چھڈے اس دے گلے سکے
اس دیاں نعتاں میں کیہ لکھاں
ایہہ وی ہنڈائی گل اے جے میں اسنوں عالم واجے
رحمت رب دی لکھاں
میرے اپنے تے احسان جو اس دا لاہ نہ سکاں
جے کر اس دا نام نہ ہوندا حصہ میرے ناں دا
اج میں خورے کیہڑی تھاویں دھکے کھاندا ہوندا
کسی متری تائیں کسی کہندا ہویا دل پرچاندا ہوندا
کنا ایہہ احسان اے اس دا میرے سر دے اتے
میں جو اپنی مٹی نالوں رشتہ توڑ نہ سکاں
میں جے ساری عمر دی اس دیاں نعتاں لکھاں
کیتی موڑ نہ سکاں

ڈاکٹر وحید قریشی

نعت

میریا ربا!
میں کیہ دساں
دل وچ کنی تاہنگ
شہر نبیؐ دل جا کے دساں
اپنا حال سناواں
روضے تے کرلاواں
--- نبیؐ جی آن ملو
شہر مدینہ دور دراڈے
لے پینڈے --- لیکھ اساڈے
دوروں حال سناواں
شہر اپنے دیاں گلیاں اندر
نمھیاں نمھیاں چھاواں
میری جند نمانی اینتھے
ترلے لیندی
ہر دم کہندی
--- نبیؐ جی آن ملو
میرا طوطا
سبز پراں نوں
روز سوارے
لال چنج نوں پراں تے مارے
سبز پراں نوں
روز سوارے
ہن تے اوہ وی ایہہ کرلاوے
--- نبیؐ جی آن ملو
میرے شہر دے سارے طوطے
رنگ برنگے
اپنی اپنی بولی چھڈ کے
ہن ایہہ راگ سناون
ایہو گل الاون
--- نبیؐ جی آن ملو
میریا ربا!
توں ایں بخشن ہار
تیرا کل سنسار
ساد مرادے پنچھی

ڈاکٹر ریاض مجید

فجر توں شام ڈھلنے تک
ہر اک دن روشنی اس پاک ناں دا ورد کردی اے
جیہڑا ہر شے دی اینتھے ہوند دی غایت تے باعث اے
عشاء توں سرگھی ویلے تک
ہر اک رات نوں تیرا وظیفہ
اوس دے ناں دا پکاندا اے
جیہڑا "کن" دے پسارے دا پچھوکڑ اے
زویں اسمان اوہدے ذکر دے
اندر ای رجھے جاپدے نیں
تے سے دے اندر ---
اوہدی روح اج وی دھڑکدی محسوس ہوندی اے

ڈاکٹر محمد اجمل نیازی

اساں اوہنوں نہیں ویکھیا
پر ساڈے لہو وچ
بن دیاں رہندیاں نت اوہدیاں تصویراں
اج وی اوہ آواز ہوا دے سینے اتے لکھدی اے تحریراں
کون سی اوہ جیہڑا دشمن دے دل وچ خواہش بن کے
لتھا
سجناں لئی وی حیرت بن گیا اس دا روشن متھا
ہن وی اس دے راہ وچ بیٹھیاں لاوارث تقدیراں
اس دے سنگی بن گئے لمی کالی رات دے تارے
ساوے بدلاں دے لشکارے
اوس دیاں جگراتیاں دسیاں درد دیاں تفسیراں
اس دے ذکر دی برکت ساڈے ذہن دے ویہڑیاں اندر
بن گئی اک سمندر
لبھدیاں پھردیاں خواباں نوں تعبیراں
تیرے در دا بردا بن کے
جے میں آواں
کملی والیا پھیر تے کوئی گل وی بندی
سدھراں، جذبے، چاء تے ریجھاں
سبھے روشن ہوون
تسیاں آساں
جام وصل نوں ہردم ترسن
کملی والیا فیر تے کوئی گل وی بندی
پر تیری نگری دے شاہاں دا
بردا بن کے
شہنشاہاں دے شاہا
میتھوں تے نہیں آیا جاندا
من وچ ہور عرض نہ ہووے
کملی والیا پھیر تے کوئی گل وی بندی

ظہیر احمد ظہیر

خدائی دے دعویدار بندیاں دے
جس آ کے مزاج بدلے
زندہ رہنے دے بچ سکھائے
شعور دتا آزادیاں دا
غلامیاں دے رواج بدلے
زبان دتی چا گنگیاں نوں
تے مونہہ پھٹاں نوں لگام دتی
اوہ جس مکے دے وچ رہ کے
اوہ جس روحاں دے وچ لہہ کے
جگ دے وگڑے قبیلیاں نوں
محبتاں دا پیغام دتا
بت پرستاں دے ہتھاں اندر
سوہنے رب دا کلام دتا
ذہن جنہنے نکھار دتے
دین دنیا سنوار دتے
محبتاں دے پیامبر تے
ظہیر میرا سلام ہووے

تنویر ظہور

نبیؐ پاک دے سوہنے قدماں
جد اس دھرتی تائیں چھوہیا
کھڑپے پھل
بہاراں ہسیاں
ایس دھرتی تے نویں تاریخ دا
مُڈھ سنہری بجھیا
انقلاب نواں اک آیا
انسانی قدراں نے اک اک کرکے
اپنے چولے بدلے
راج، رواج، نظام پرانے
ریتاں وانگوں بھر گئے
انساناں دے آل دوالے وجے ہوئے
دکھ دے ونگن
وارو واری
ڈھیون لگے
ستے ہوئے انساناں نیں
لے سفنے توں اکھ کھولی
عقل سوجھ دی کروٹ بدلی
لمی رات جہالت والی
اپنے انت نوں پجی
جدوں حضورؐ نے اپنیاں پاک نگاہواں چکیاں
دنیا اندروں کھوٹ تے میلاں کیاں
اوہ سن علم دا اک سمندر
چلدے پھردے اک قرآن
رب اوہناں دی اپنے مونہوں
آپ کرے وڈیائی
اوہناں دا کردار اے اینا اچا سچا
ویری وی انگل نہیں چکدا
امی ہون دے باجھوں وی اوہ
علم دیاں اچیائیاں تے سن
جتھے کوئی کدی نہ اپڑے
نبیؐ پاک دے سوہنے قدماں

سعادت علی ثاقب

تیرا ناں لکھاں جس ویلے
قلم تے کاغذ دوویں رل کے
میرے نال درود پڑھیندے
نویں پرانے فلسفیاں دیاں فکراں اتے
تیری سنہری سوچ دی چھاپ
وکھائی دیوے
اس بندے دا جگ متوالا
اس دی قسمت سبھ توں اعلیٰ
جس دا رہبر کملی والاؐ
سدرہ دے اس راہی نے
سبھ اسماناں دی حد نوں لنگھ کے
کائنات تسخیر کرن دے نویں طریقے تے امکان سمجھائے
کائنات اے رب دی شاہی
اس شاہی دے سردا تاج اے
سوہنا کملی والاؐ

ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی

نعت

خیال اندر میں ویکھنا واں
زمانہ بدلے نہ وقت لگے
میں میٹ اکھیاں
میں جوڑ کے ہتھ
ہاں چپ کھلوتا
نظر دے اگے ہے اک نظارا
جدوں اوہ سوہنا سی ایتھے آیا
ہر اک کلی سی بڑی خوشی وچ
چمن دا ہر پھل سی مسکرایا
بڑا مبارک سی اوہدا آؤنا
اوہ لے کے تقوئ دا نور آیا
دلاں دے اندر سرور آیا
سدا دے وگڑے سنور گئے سن
تے سارے منظر نکھر گئے سن
حیا دا سورج اجیہا بھٹیا
بقا دا سورج نواں سی چڑھیا
جہان اندر چمک سی اوہدی
نصیب ستے جگان والی دمک سی اوہدی

جمال اوہدے بشر بشر نوں شگار دتا
دلاں نوں ازلی قرار دتا
محبتاں نال سبھ دے سینے نوں ٹھار دتا
میں اوس سورج دی عظمتاں دی
دیاں گواہی
میں اوس چمن دا کمال ویکھاں
دسو ایہہ مینوں میں اوس آقا دے وصف کیویں
قلم دی تحریر وچ لیاواں
نہ لفظ میرے کھلار رکھدے
نہ تاب میری زبان وچ اے
میں اوس ہادی دی شان دا پھل
کھڑا نہیں سکدا
میں نعت اوہدی
سنا نہیں سکدا
میں نعت اوہدی سنا نہیں سکدا

سید گل محمد شاہ بخاری

نعت رسولؐ

(بزبان سندھی)

ماهِ لقا تو کان سوا سنسار سارو آ عبث
ارض و سما شمس و قمر انوار سارو آ عبث.
تو کان سوا سيد سڄا! دولت سڄي بيڪار آ
چاندي هجي يا سون جو انبار سارو آ عبث
"اقراء" چئي انسان کي تو علم جو زيور ڏنو
علم و عمل جو تو بنا وهنوار سارو آ عبث.
تنهنجي هدايت ئي ڪيو انسان کي آ ڪامياب
ابتڙ ٿيو جيڪو اهو ڪردار سارو آ عبث.
تنهنجي پسيني ۾ رکي خوشبوءِ قدرت خوب آ
خوشبوءِ تنهنجي کان سوا، مهڪار سارو آ عبث.
تنهنجي ڪري دنيا سڄي سينگار جي وٺي آ سڄڻ
تو کان سوا مرسل مٺا! جنسار سارو آ عبث.
اسلام تي جو ٿو هلي مؤمن رڳو آهي اهو
اعمال ريءَ ايمان جو اقرار سارو آ عبث.
جيڪو گهري الفت سکڻ الفت اچي تو کان سکي
تو کان سوا الفت سندو اظهار سارو آ عبث
تو ئي ڏسيو واپار لئي رشتو سچائيءَ جو پرين
تنهنجي طريقي کان سوا واپار سارو آ عبث
جنهن وٽ خدا جي دين جي دولت نه آ، حڪمت نه آ
دنيا جي تنهن انسان جو ڪم ڪار سارو آ عبث
تنهنجي ڪري پيدا ٿيا ارض و سما آب وهوا
تو کان سوا هر "گل" عبث گلزار سارو آ عبث.

▲

شوق شکار پوری

ثنائے رسول ﷺ

(بزبان سندھی)

١- محمد مصطفيٰ جهڙو نه ٻيو آهي نڪي ڏسندو،
حبيب ڪبريا جهڙو نه ٻيو آهي نڪي ڏسندو.

٢- خدا کان بعد ساراه ۽ صفت سردار، جي آهي،
پيغمبر پيشوا جهڙو نه، ٻيو آهي نڪي ڏسندو.

٣- ڪريان تعريف ان جي مشڪ سان مون وات کي ڌوئي،
عجب لائق ثنا جهڙو نه ٻيو آهي نڪي ڏسندو.

٤- ڀلائن ۽ چڱائن جو مجسم آهه سارو ئي،
سچو خيرالوريٰ جهڙو نه ٻيو آهي نڪي ڏسندو.

٥- هو رهبر، رهنما آهي، هو صاحب ـ دل صفا آهي،
نبي نور ـ هديٰ جهڙو نه ٻيو آهي نڪي ڏسندو.

٦- نبي آخر زمان آهي، ۽ ختم المرسلين آهي،
امام الانبيا جهڙو نه ٻيو آهي نڪي ڏسندو.

٧- جيئن هو حق آيو، تي ويو ڪافور باطل ڪل،
سچي بندهء ـ خدا جهڙو نه ٻيو آهي نڪي ڏسندو.

٨- گنهگارن ۽ عاصين لئه دعاگو دائما دلبر،
شفيع روز ـ جزا جهڙو نه ٻيو آهي نڪي ڏسندو.

٩- هو اهڙو عدل ۽ انصاف وارو ٻي ريا حاڪم،
شهه ـ هر دوسريٰ جهڙو نه ٻيو آهي نڪي ڏسندو.

١٠- سوالي "شوق" آيو جو، ورتو اصلي نه خالي سو،
در ـ جودو سخا جهڙو نه ٻيو آهي نڪي ڏسندو.

قاضی نذر الاسلام

بنگلہ

امّت امی گنہگار
تب وبھولے ناہی رے امار
احمدؐ امار نبی
جینی خود حبیب خدار
جاں ہار امّت ہوتے چاہے تشکل نبی
تاں ہاری دامن دھری
پل صراط ہوبو۔ ہوبو پار
کاندی بے روز حشر شبی
جب نفسی نفسی ربے
یا اُمّتی بولے ایکا
کاندی بین امار مختار
کاندی بین ساتھے ماں فاطمہ رضؓ
دُھری عرش اللّٰدار
حسین بر خون بر بدلائے
معافی چائی پائی تشبا کار
دوزخ ہوئے چھے حرام
جے دن پڑھے چھی کلمہ
جے ہوئے چھی امی
——— قرآن بر نشان بردار

اُردو

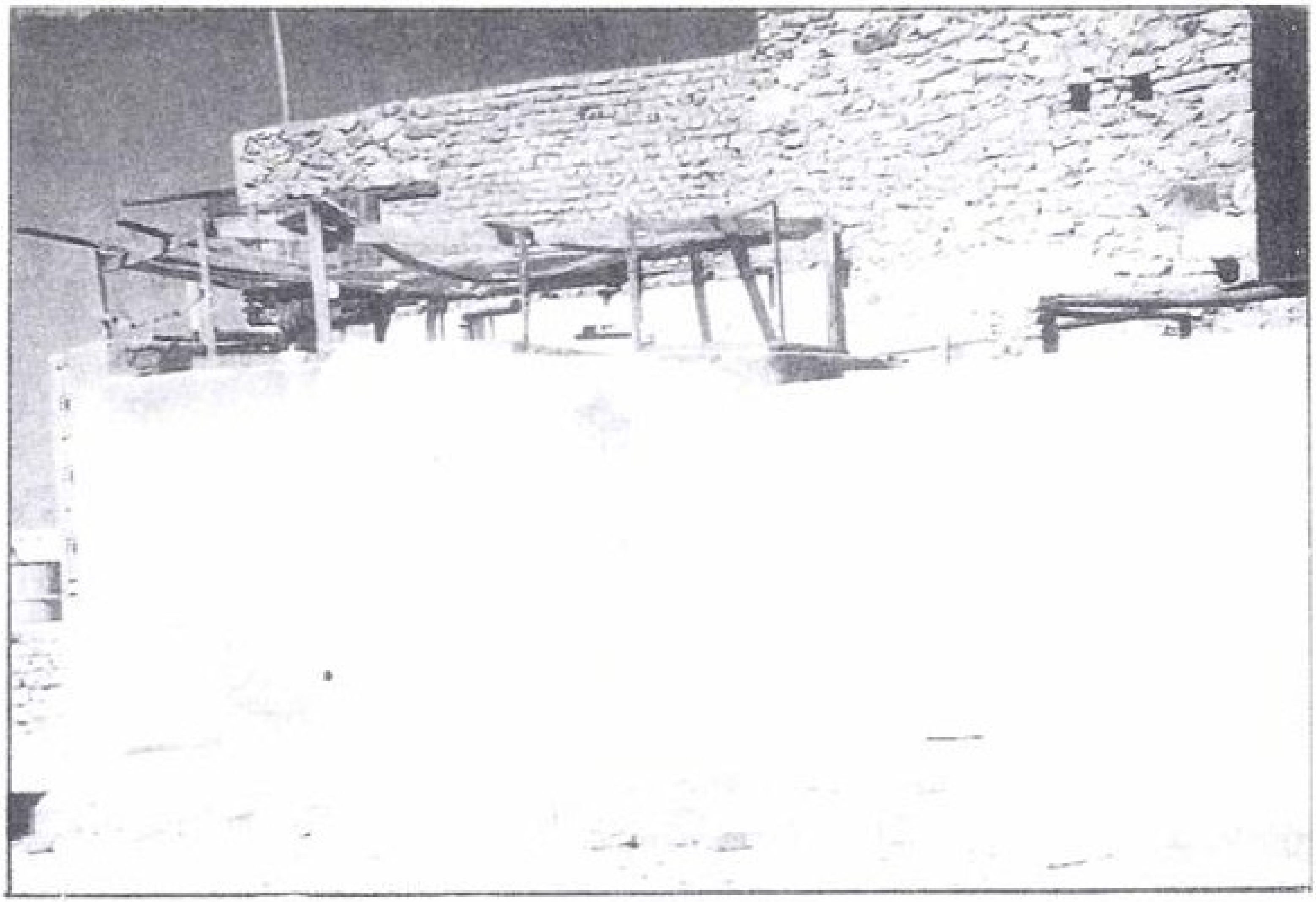
ہم گنہگار امّت ہیں
پر خوف نہیں
احمدؐ ہمارے نبی ہیں
خود اللہ کے حبیب
سارے انبیا جن کے امّتی ہونے کے طلبگار
ان ہی کا دامن میں بھی پکڑتا ہوں
پُل صراط عبور کر جاؤں گا، ضرور، ضرور
روزِ محشر بڑا جانگداز ہوگا
نفسی نفسی کی صدائیں ہوں گی
پر، یا امّتی، کہنے والا ایک ہی ہوگا
ہمارے مختار روتے ہوں گے
ان کے ساتھ امّاں فاطمہؓ بھی اشکبار ہوں گی
پایۂ عرش پکڑ کر
خونِ حُسینؓ کے بدلے میں
سب گنہگاروں کی مغفرت کے لئے
دوزخ حرام ہوگی
جس دن سے کلمہ پڑھا
جب ہی سے ہوا ہوں
——— قرآن کا نشان بردار



مدینہ میں دشمن اسلام یہودی سردار کعب بن اشرف کے قلعہ کے آثار۔ حکومت سعودیہ نے اسے آثار قدیمہ قرار دے دیا ہے



علی کا کنواں جسے ذوالحلیفہ کہتے ہیں آپ اس جگہ سے احرام باندھتے تھے اور اب اہل مدینہ بھی یہیں سے احرام باندھتے ہیں



(جعرانہ کا کنواں) آپ کو اس کنویں کا پانی پسند تھا۔ اس کنویں کا پانی پینے سے پتھری اور گردے کی صفائی ہو جاتی ہے



وادی محسر...... جہاں عذاب نازل ہوا (پورا منظر)

نعت، تحقیق و محققین

اردو نعت کے اولین محقق-----ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق

پروفیسر حفیظ تائب

جب سے پروفیسر ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق کا تحقیقی مقالہ بعنوان ''اردو میں نعتیہ شاعری'' دیکھا تھا' اس عظیم محقق کے بارے میں کچھ مزید جاننے کا اشتیاق تھا' جبکہ اس قدر معلومات' مطبوعہ مقالہ سے بہم تھیں کہ اردو میں نعتیہ شاعری پر یہ پہلا مقالہ تھا اور اس پر ناگپور یونیورسٹی نے فاضل مصنف کو ۱۹۵۵ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری عطا کی تھی- مقالہ کا متین و حسین انداز تحریر' رفیع و دقیع معیار تحقیق' جچی تلی آراء اور اس موضوع پر کام کرنے میں اولیت کا شرف ہمیشہ اس کے مصنف سے تعلق خاطر استوار رکھتا تھا لیکن یہ کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ ان سے ملاقات بھی ہو گی ----- وہ تو بھلا ہو جناب ادیب پوری رائے کا جنہوں نے نومبر ۱۹۹۲ء کے اوائل میں فون پر اطلاع دی کہ وہ پاکستان نعت اکیڈمی رجسٹرڈ کے زیر اہتمام نعت کے فروغ میں اہم کردار ادا کرنے والی شخصیات کو سلور جوبلی ایوارڈ پیش کر رہے ہیں اور میرے ہاتھ سے بھی کچھ ایوارڈ تقسیم کروانا چاہتے ہیں ---- میرے پوچھنے پر انہوں نے یہ بھی بتایا کہ بھارت سے اور لوگوں کے علاوہ ڈاکٹر اشفاق بھی تشریف لا رہے ہیں-

۱۴ نومبر ۱۹۹۲ء کی صبح مہران ہوٹل کراچی میں نعت کے اس اولین محقق سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تو وہ مجھے سراپا نعت لگے- اسی شب سلور جوبلی ایوارڈ کی پروقار و پربہار تقریب منعقد ہوئی- ۱۵ نومبر ۱۹۹۲ء کی صبح جب میں جاگا تو تھکن اور نقاہت کے آثار نمایاں تھے- اس کے باوجود میں اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے جن اصحاب کے انٹرویو کرنے میں کامیاب ہو گیا ان کے اسمائے گرامی ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق' ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی' ڈاکٹر ریاض مجید' پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق کوثر' پروفیسر یونس شاہ گیلانی' علامہ رحیم بخش قمرلاکھو' راجا رشید محمود اور مولانا عبدالنعیم عزیزی (علیگ) بریلوی ہیں- افسوس رہے گا کہ حضرت شمس بریلوی' پروفیسر ڈاکٹر فرمان فتح پوری' جناب نور احمد میرٹھی اور جناب ادیب رائے پوری تک تفصیلی ملاقات کے لئے رسائی نہ ہو سکی' جبکہ ڈاکٹر محمد اسحٰق قریشی' ڈاکٹر شمیم گوہر' ڈاکٹر محمد اسمٰعیل آزاد فتح پوری' ڈاکٹر پروفیسر شاہدہ پروین اور ڈاکٹر طلحہ رضوی بوجہ اس تقریب میں شرکت کے لئے تشریف نہیں لا سکے تھے- پنجابی نعت پر پی ایچ ڈی کرنے والے ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی کے کام کی حضرت ادیب رائے پوری کو بروقت اطلاع نہ ہو سکی' جس کا اعتراف انہوں نے ہفت روزہ ''پنج لوک'' کراچی کے خصوصی ضمیمہ میں کیا- محترم ادیب رائے پوری ان سب لوگوں کو ایوارڈ دینے کے لئے الگ تقریب برپا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں- جن میں ''شام و سحر'' کے نعت نمبروں کے مرتب خالد شفیق کا نام بھی شامل ہو گا' جبکہ پہلے وہ ان نمبروں کے مہتمم صفدر علی شیخ کو ایوارڈ دے چکے ہیں-

میں سب محققین نعت پر لکھنے کا ارادہ کئے ہوئے تھا لیکن صحت و حالات نے یہ ارمان نکالنے کی ابھی اجازت نہیں دی اور فی الحال اس سلسلے کا آغاز کرنے والے ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق سے مصاحبہ کے دوران بہم ہونے والی معلومات پیش کرنے پر اکتفا کر رہا ہوں اور وہ بھی ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی کے شدید اصرار پر' جو گورنمنٹ کالج شاہدرہ کے علمی و ادبی مجلہ ''اوج'' کا ۱۴۰۰ صفحات پر محیط نعت نمبر نکال رہے ہیں- ڈاکٹر صاحب محنتی اور اللہ والے ہیں- اس سے قبل اپنی گوناگوں تالیفات و تصانیف کے علاوہ وزیر آباد سے ''ظفر علی خاں'' نمبر اور شاہدرہ کالج سے ''قرارداد پاکستان گولڈن جوبلی نمبر'' ترتیب

دے کر ملک گیر شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ دراز قامت، پیری و عاجزی سے نیم خمیدہ کمر، بھرپور سفید داڑھی، چشمے کے پیچھے ذکر رسولؐ پر بار بار نم ہوتی ہوئی چمکدار آنکھوں کے ساتھ شیروانی، پائجامہ اور پھندنے والی ترکی ٹوپی میں ملبوس، ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق سے مل کر میں ایک عجیب و غریب دنیا میں پہنچ گیا مجھے ایک عجیب روحانی فضا میسر آگئی۔

ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق سے جب میں نے مصاحبہ کی نیت کا اظہار کیا تو وہ فرمانے لگے۔ ''میں ایک فقیر آدمی ہوں، میرے حالات میں کیا رکھا ہے۔'' لیکن جب مجھے بہت سنجیدہ پایا تو کچھ حالات بتانے پر رضا مند ہوئے جو سپرد قرطاس ہیں۔

اصل نام سید رفیع الدین لیکن گھریلو نام اور تخلص اشفاق ہے۔ والد بزرگوار کا اسم مبارک سید عنایت محی الدین اور سلسلہ نسب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ ان کے آباء اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں تلے گاؤں دساسر (ضلع امراوتی دکن) میں آکر آباد ہوئے۔ مہاراشٹر میں ان کے ایک بزرگ سید بہار شاہ علیہ الرحمہ کا مزار ہے، جہاں ہر سال عرس منایا جاتا ہے۔

سید رفیع الدین اشفاق کی پیدائش تلے گاؤں میں ۱۹۱۵ء یا ۱۹۱۶ء کو ہوئی جبکہ ریکارڈ میں تاریخ پیدائش ۱۴ جنوری ۱۹۱۸ء درج ہے۔ ابتدائی تعلیم (پرائمری) تلے گاؤں ہی میں حاصل کی جبکہ میٹرک ۱۹۲۳ء میں محمد علی میموریل سکول عقب جامع مسجد دہلی سے کیا۔ حضرت علامہ اقبالؒ اسی سال راؤنڈ ٹیبل کانفرنس لندن میں شرکت کے لئے روانگی سے پہلے جب دہلی تشریف لائے تو محمد علی میموریل سکول کے طلبہ نے ان کا استقبال کیا۔ ایف۔ اے، بی۔ اے، ایم۔ اے (عربی)۔ بی۔ ٹی۔ ایچ تھیالوجی کی تعلیم مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں حاصل کی۔ ۳۶-۱۹۳۵ء میں جب وہ بی۔ اے میں تھے تو ان کے فلسفہ کے پروفیسر ڈاکٹر ایم۔ ایم۔ احمد، لاہور میں حضرت علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کر کے واپس علی گڑھ پہنچے تو بقول اشفاق ان کی کلاس نے ان سے پوچھا کہ جب آپ کی ملاقات علامہ اقبالؒ سے ہوئی تو انہوں نے کیا کہا۔ پہلے ان کا جواب تھا ''کچھ نہیں کہا'' لیکن پھر ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں اور بھرائی ہوئی آواز میں بولے انہوں نے کہا تھا۔ ''حضورؐ سے محبت پیدا کریں۔''

۱۹۳۹ء میں عملی زندگی کا آغاز ورنگل ہائی سکول میں تدریس سے کیا اور ۱۹۴۰ء میں انوار العلوم سکول حیدر آباد میں آ گئے۔ ۱۹۴۱ء سے ۱۰ اکتوبر ۱۹۴۳ء تک گلبرگہ کے قریب الند ہائی سکول میں ہیڈ ماسٹر رہے۔ ۱۹۴۳ء میں ناگپور یونیورسٹی کے مارس کالج میں لیکچرار عربی مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۴ء میں ناگپور یونیورسٹی سے ایم۔ اے۔ اردو کیا، اس وقت صدر شعبہ اردو ڈاکٹر غلام مصطفٰے خاں تھے۔ ۱۹۴۶ء میں ایم۔ اے فارسی کیا۔

۱۹۴۶ء ہی میں ''اردو میں نعتیہ شاعری'' کے عنوان سے پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھنے کی غرض سے خاکہ و کتابیات پیش کیا اور یہ کام ڈاکٹر غلام مصطفٰے خاں کی نگرانی میں کرنے کی درخوست کی۔ تقسیم ملک کے بعد جب ڈاکٹر غلام مصطفٰے خاں پاکستان آ گئے تو یہ پہلے صدر شعبہ اردو اور پھر صدر شعبہ ہائے فارسی و عربی بھی مقرر ہوئے۔ تینوں شعبوں کی صدارت ملنے پر ڈاکٹر غلام مصطفٰے کو خط میں لکھا کہ میری نظر میں یہ اعزازات کچھ یوں ہیں ؎

خلت الدیار فسدت غیر مسود و من اشتقاء تفردی بالسوود

ترجمہ: زمانہ اہل کمال سے خالی ہو چکا ہے اور میری قسمت میں سیادت آئی ہے، حالانکہ میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ سیادت میرے لئے ایک بدبختی ہے۔

تین شعبوں کی صدارت اور فاضل نگران کی جدائی میں مقالہ لکھنے کا دماغ نہ رہا لیکن ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں پاکستان سے مسلسل تقاضا کرتے رہے اور جب ایک بار ناگپور آئے تو دوبارہ خاکہ بنوا کر کام کرنے کی ترغیب دی۔ مقالہ کی تیاری میں کئی مشاہیر سے ملے جن میں عبدالعزیز میمنی، مولانا فضل اللہ پروفیسر اسلامیات عثمانیہ یونیورسٹی دکن، ڈاکٹر محی الدین زور قادری اور عبدالقادر سروری بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ ڈاکٹر زور نے "نعت گوئی پر ہندوستانی سمیات کا اثر" والے باب میں خاص رہنمائی کی۔ آصفیہ لائبریری عثمانیہ یونیورسٹی اور سعیدہ لائبریری حیدر آباد سے استفادہ کے ساتھ ادارہ ادبیات اردو میں موجود مخطوطات بھی دیکھے۔ مقالے کے ممتحن ڈاکٹر مسعود حسن رضوی اور ڈاکٹر اعجاز حسین مقرر ہوئے اور ۱۹۵۵ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری مل گئی۔ ڈاکٹر اعجاز حسین نے مقالہ کو وقیع و مہتم بالشان کام قرار دیا۔

دوسری جماعت میں تھے جب یتیم ہو گئے۔ والدہ ماجدہ کی تربیت اور ماموں کی سرپرستی نصیب ہوئی۔ ماموں تحریک خلافت میں حصہ لینے والے بزرگوں میں سے تھے۔ تین بھائی اور تین بہنیں تھیں۔ منجھلے بھائی سید فیروز الدین نے بمبئی یونیورسٹی میں "شاہ ولی اللہ کے فلسفہ تعلیم" کے عنوان سے پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھا۔

پہلی شادی ۱۹۵۷ء میں ہوئی جو نبھی نہیں۔ ان کی پہلی بیوی ان کے راہبانہ انداز حیات کو برداشت نہ کر سکیں۔ دوسری شادی بھوپال کے پیر ننھے میاں کی صاحبزادی سے ہوئی۔ اولاد چار بیٹوں اور تین بیٹیوں پر مشتمل ہے، جن میں ایک بیٹا لیکچرار ہے۔

پہلی بیعت حیدر آباد (دکن) کے قطب الدین چشتی کے ہاتھ پر کی، جو جہری ذکر پر زور دیتے تھے۔ مرشد نے اشفاق کی تنقیدی نظر کو بھانپ کر توجہ سلب کر لی اور کہہ دیا کہ کوئی اور پیر تلاش کر لیں ---- ۱۹۵۷ء میں ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں کا خط آیا کہ اپنے مرشد پیر سید زوار حسین کے ساتھ ناگپور آئیں گے۔ یہ دونوں بزرگ سیونی سے کار پر ناگپور پہنچے۔ اشفاق آگے بڑھ کر جب سید زوار حسین سے بغل گیر ہوئے تو قلب میں ہیجان پیدا ہو گیا۔ اسی روز ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ وہ نقشبندی مجددی سلسلے سے وابستہ تھے۔ سید زوار حسین کے وصال کے بعد کچھ مدت تک ننھے میاں بھوپالی سے فیض اٹھایا اور ان کے بعد ڈاکٹر غلام مصطفےٰ کی راہنمائی کو اپنے لئے کافی سمجھا۔

ہمیشہ نعت سے قلبی تعلق رہا۔ تہجد سے قبل قدسی یا کسی اور بزرگ کا نعتیہ کلام گنگنانا معمول تھا۔ اردو میں نعتیہ شاعری کے علاوہ ایک مقالہ "ڈاکٹر علامہ اقبال کے کلام میں نعتیہ مضامین" کے عنوان سے مجلّہ "تحقیق" ۱۹۸۹ء میں چھپا جو ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں کی زیر ادارت حیدر آباد سے نکلتا ہے۔ اب "حضرت شاہ ولی اللہ کے تجدیدی کارنامے" کے موضوع پر تحقیقی کام کر رہے ہیں۔ اس موضوع پر علی گڑھ یونیورسٹی میں لیکچر بھی دیئے۔ بعض مثنویوں اور عبدالحلیم شرر کے مشہور ناول "فردوس بریں" کو ڈراموں میں تبدیل کیا اور کئی تبغراد ڈرامے بھی لکھے، جن میں ایک ڈرامہ "کشمکش" کے نام سے ۱۹۵۴ء میں اشاعت پذیر ہوا۔ اس کا مقدمہ عبدالقادر سروری کا لکھا ہوا ہے۔ ایک ڈرامہ "زہر و تریاق" کے نام سے لکھا، جس کے بارے میں ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں کہتے ہیں کہ اس میں جگ بیتی سے زیادہ آپ بیتی ہے۔ کبھی کبھار شعر بھی کہہ لیتے ہیں۔ ان کی ایک نعت کا مطلع یوں ہے ۔

بصد بے قراری قرار آ رہا ہے　　قریب ان کے شاید دیار آ رہا ہے

ایک غزل کے دو شعر بھی سننے میں آئے جو درج کئے جاتے ہیں تاکہ رنگ سخن کا کچھ اندازہ ہو سکے۔

دل ہے بے تاب کہ تشریف وہ لاتے ہوں گے　　منتظر ہے نگہ شوق کہ آتے ہوں گے
جاں فدا، روح تصدق، دل مضطر قرباں　　چشم تر فرش سر راہ کہ آتے ہوں گے

شاعری میں مناظر فطرت سے دلچسپی رہی۔ انہوں نے بتایا کہ جب محسن کاکوروی کی مثنوی صبح ولادت اور قصیدہ لامیہ پڑھاتے تھے تو ان پر ایک سرشاری طاری ہو جاتی تھی۔ مولانا علی میاں ندوی سے گہرے مراسم ہیں۔ اپنے خسر پیر نھنے میاں مجددی سے بھی اخلاص رہا ---- کئی نعتیہ کانفرنسوں اور رابطہ عالم اسلامی کی تقریبات کی دعوتیں ملتی رہیں لیکن کسی میں شرکت نہ کی۔ گویا طبیعت عزلت پسند تھی۔

ذاتی کتب خانہ میں بہت سی عربی کتب موجود ہیں، جن سے ان کے ایک فرزند سید عطار الرحمٰن جنید قادری دلچسپی رکھتے ہیں۔ وہ ایم۔ اے عربی ہیں اور اسی مضمون میں لیکچرار ہیں۔ کراچی میں جو شب و روز ان کے ساتھ گزرے انہیں عجز و انکسار، مہر و مروت اور اخلاص و گرم جوشی کا پیکر پایا۔

پاکستان میں نعت گوئی کے ارتقاء سے بہت متاثر ہوئے اور ایک نعتیہ نشست کے آخر میں مجھے اور ڈاکٹر ریاض مجید سے فرمانے لگے۔ "میں تو سمجھتا تھا کہ میں نے اردو نعت کا مکمل احاطہ کر دیا ہے، لیکن آپ لوگوں سے مل کر اور اس محفل میں نعتیہ کلام سن کر مجھے احساس ہوا کہ پاکستان میں نعت گوئی پر ابھی بہت کچھ لکھنے کی ضرورت ہے۔"

اسی ضمن میں مصاحبہ کے اختتام پر کہا "بھائی! آزادی ایمان کو تیز کرتی اور معاشی بدحالی ایمان کو بھی کند کر دیتی ہے۔"

ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق کا مقالہ برصغیر میں نعت کے حوالے سے سب سے پہلا تحقیقی مقالہ ہے جس کے مطالعہ سے ہمارے بعد کے محققین نعت نے بے پناہ استفادہ کیا ہے۔ یہ مقالہ نو ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں نعت کی تعریف، اقسام، لوازم، محرکات اور اقسام پر بحث کی گئی ہے۔ دوسرا باب نعت کے ماخذ سے آشنائی دیتا ہے۔ باب سوم میں قدیم اردو نعت، چہارم میں قدما کا دور، پنجم میں نظیر اکبر آبادی، ششم میں متوسطین، ہفتم میں متاخرین، ہشتم میں دور جدید اور نہم میں دور حاضر کی نعتیہ شاعری زیر بحث آئی ہے۔ یوں یہ مقالہ برصغیر میں اردو نعت کا پہلا مقالہ ہونے کا اعزاز رکھنے کے ساتھ ساتھ اپنے منفرد تحقیقی معیار کو بھی برقرار رکھتا نظر آتا ہے۔

اردو میں نعت گوئی اور ڈاکٹر ریاض مجید

پروفیسر ڈاکٹر محمد اختر چیمہ

مشہور شاعر ادیب اور اردو نعت کے دوسرے محقق ڈاکٹر ریاض مجید محض ایک فرد کا نام نہیں بلکہ وہ بلاشبہ ایک ادارے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر ریاض مجید ۱۲ اکتوبر ۱۹۴۲ء کو گڑھا ویزاں گاؤں (موجودہ جالندھر چھاؤنی) میں میاں عبدالمجید کے گھر پیدا ہوئے' تقسیم برصغیر کے بعد اپنے بزرگوں کے ہمراہ فیصل آباد چلے آئے۔ بی اے تک تعلیم فیصل آباد میں حاصل کی ایم اے اردو اور پی ایچ ڈی کی اسناد پنجاب یونیورسٹی لاہور سے حاصل کیں۔

۱۹۶۵ء میں تدریسی زندگی کا آغاز کیا۔ بوچھال کلاں' جڑانوالہ کھوٹہ اور فیصل آباد کے مختلف کالجوں میں تدریسی فرائض سر انجام دیئے۔ آج کل گورنمنٹ کالج فیصل آباد میں ایسوسی ایٹ پروفیسر آف اردو کے طور پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ مطبوعہ کتب میں "پس منظر" "گزرے وقتوں کی عبادت" "ڈوبتے بدن کا ہاتھ" اور "انتساب" اردو کے شعری مجموعے ہیں۔ "توے دے تارے" پنجابی زبان میں مجموعہ کلام ہے۔ "پڑھ بسم اللہ" بچوں کے لئے نظمیں ہیں۔ پنجابی نعتیہ ہائیکو پر مشتمل مجموعہ نعت بھی شائع ہو چکا ہے۔ اردو اور پنجابی نعت کے علاوہ متفرق شاعری کے متعدد مجموعے زیور طباعت سے آراستہ ہوا چاہتے ہیں۔

نعت اکادمی کے زیر اہتمام بہت سی نعتیہ کتب شائع کر چکے ہیں۔ "قرطاس" اردو زبان اور "مسلم پنجابی مجلس" پنجابی زبان کی اشاعت کا کام کرنے والے ادارے ڈاکٹر ریاض مجید کی سرپرستی میں کام کر رہے ہیں۔

"اردو میں نعت گوئی" ڈاکٹر صاحب کا تحقیقی مقالہ تھا جس پر پنجاب یونیورسٹی نے انہیں پی ایچ ڈی کی سند عنایت کی۔ یہ مقالہ طبع ہو چکا ہے۔ ڈاکٹر ریاض مجید کے مقالے کے بارے میں پروفیسر شہرت بخاری نے کتاب کے فلیپ پر لکھا ہے۔

ڈاکٹر ریاض مجید نے جو خود ایک ممتاز نعت گو شاعر اور اردو کے معلم ہیں' جس کمال انہماک' محنت اور خلوص کار کے ساتھ اپنے اس پی۔ ایچ۔ ڈی کے مقالے میں نعت کے موضوع' اس فن کی نازک خیالیوں اور نعت کے تاریخی بیان کو سمویا ہے وہ تحقیق کی ایک نادر مثال ہے۔ اس مقالے میں نعت کی پوری تاریخ' تمام نعتیہ مجموعوں اور نعت گو شعراء کا تذکرہ اس خوبی سے ہوا ہے کہ یہ مقالہ نعت گوئی کا تذکرہ بن گیا ہے۔"

پروفیسر ڈاکٹر ریاض مجید نے اس موضوع پر ڈاکٹریٹ کرنے کے بعد اپنی بیشتر علمی صلاحیتیں نعت گوئی' نعت نگاری' نعت نویسی' نعت پر تحقیق' نعت کے ابلاغ' نعتیہ کلام کی اشاعت' نعتیہ مجالس' محافل سماع' نعتیہ مشاعروں اور نعتیہ کانفرنسوں کے انعقاد کے لئے وقف کر دی ہیں۔ وہ آئے دن اس سلسلے میں اندرون ملک اور بیرون ملک سفر پر روانہ رہتے ہیں اور وہ اس معاملے میں سفر و حضر کی صعوبتوں کو بھی خاطر میں نہیں لاتے بلکہ ایسی مجالس میں شرکت کو اپنے لئے باعث اعزاز سمجھتے ہیں۔ نعت کے حوالے سے ڈاکٹر ریاض مجید کراچی سے لے کر آزاد کشمیر تک سارے پاکستان کے اندر ایک پہچان بن گئے ہیں۔ ان کی تالیف لطیف "اردو میں نعت گوئی" کی اشاعت کے بعد اس موضوع پر ان کی مسلسل تحقیق اور جستجو اس کی زندہ مثال ہے۔

ڈاکٹر صاحب کا اس مقدس موضوع سے قلبی لگاؤ' ان کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اطہر کے ساتھ

والہانہ عقیدت و ارادت اور دلبستگی و شیفتگی کا مظہر ہے۔ آنحضورؐ کے اوصاف جمیلہ اور اخلاق حمیدہ کا ذکر خیر آپ کا سرمایہ حیات ہے۔

ڈاکٹر صاحب کے مقالے کے پہلے باب میں موضوع کے تمہیدی مباحث پر اظہار خیال کیا گیا ہے۔ نعت کے لغوی مفاہیم کا ذکر ہے۔ خصوصاً" عربی لغات اور احادیث نبویہؐ میں اس لفظ کے استعمال کی مختلف شکلوں پر بحث کی گئی ہے۔ نعت کو وصف محض کی بجائے مدح رسولؐ کے مفہوم میں فارسی شعراء نے استعمال کیا۔ اردو زبان و ادب میں اس لفظ کو باقاعدہ اصطلاح کا درجہ ملا۔ فارسی اور اردو لغات کی روشنی میں اس کے اصطلاحی مفہوم کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔ نیز کتب سیر و مغازی اور احادیث رسولؐ کی روشنی میں لفظ نعت کے اولین استعمال کا سراغ لگایا گیا ہے۔

اس باب کے دوسرے حصے میں نعت کے موضوع اور فن پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ نیز فن نعت کے لوازمات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ نعت کی مختلف اقسام اور اسالیب کے ساتھ' توصیفی انداز نعت' عشقیہ انداز نعت' غزلیہ انداز نعت' تاریخی انداز نعت' نعت میں استمداد و استغاثہ اور صلوۃ و سلام کے انداز کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

پہلے باب کے آخر میں نعت کے موضوع اور فن پر ہندوستانی دیو مالا' اساطیر' مذہب اور معاشرت کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مقالے کا دوسرا باب نعت کے محرکات و ماخذات کے بیان پر مشتمل ہے۔ سب سے پہلے اس فن کے اساسی محرکات' عقیدت نگاری' محبت رسول کا جذبہ' حصول ثواب اور برکت طلبی و خیر جوئی جیسے محرکات کا تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے۔ صوفیائے کرام نے بھی خصوصی شغف اور توجہ سے اس فن کی ترویج میں حصہ لیا ہے۔ اس کے ذکر کے ساتھ مجلسی محرکات نعت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس ضمن میں محافل میلاد' سماع' سیرت رسولؐ جلسوں اور نعتیہ مشاعروں کا ذکر بھی ملتا ہے۔ اسی باب کے دوسرے حصے میں نعت کے ماخذات و منابع کا ذکر ہے۔ دوسرے باب کے تیسرے حصہ میں عربی اور فارسی کی نعت گوئی کا سرسری جائزہ لیا گیا ہے۔

تیسرے باب میں اردو نعت گوئی کے آغاز و ارتقاء کا جائزہ لیا گیا ہے۔ سب سے پہلے اردو کے قدیم نعتیہ نمونوں کا سراغ لگایا گیا ہے۔ اردو نعت کے اولین نمونے کے بعد صوفیائے کرام کی جکریوں' دوہڑوں اور شعری تصانیف میں نعتیہ عناصر کی نشاندہی کی گئی ہے۔ جنوبی ہند کی نعتیہ شاعری کے پہلے دور ("جو قلی قطب شاہ"" اور "ولی دکنی" تک کے شعراء پر محیط ہے) کے بعد دکنی معراج ناموں' میلاد ناموں' وفات ناموں' شمائل ناموں اور معجزات ناموں کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے اور جنوبی ہند کی ان تصانیف میں نعتیہ نمونوں کی مثالیں دی گئی ہیں۔ جنوبی ہند میں اردو نعت کی روایت کے ماخذات و مراجع ہی منظومات ہیں۔ جن کا بڑا حصہ مثنوی کی ہیئت میں ہے۔ باب کے آخر میں مولود ناموں اور معراج ناموں وغیرہ کی فہرست دی گئی ہے۔ نیز جنوبی ہند کی نعت گوئی کا بحیثیت مجموعی جائزہ لیتے ہوئے اس کے اسالیب' زبان' مخصوص موضوعات اور اصناف خصوصاً" مثنوی میں کی جانے والی نعت گوئی کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جنوبی ہند کے صوفیائے کرام اور بزرگان دین کی مذہبی تصانیف میں ملنے والی نعت کے مقصدی اور اصلاحی پہلوؤں کا بطور خاص ذکر کیا گیا ہے۔

چوتھا باب شمالی ہند میں اردو نعت گوئی کے موضوع سے متعلق ہے۔ اس کے آغاز میں جنوبی ہند کی طرح شمالی ہند کے صوفیائے کرام کی نعت گوئی کے نمونے دیئے گئے ہیں۔ آگے چل کر سودا' میر اور مصحفی و مومن کے ہاں نعتیہ کلام کا ذکر کیا

گیا ہے۔ اس عہد نعت میں کرامت علی شہیدی، مولانا کفایئت علی کافی، غلام امام شہید، حافظ لطف علی، خاں لطف بریلوی اور تمنا مراد آبادی کے نعتیہ کلام کا بطور خاص تذکرہ کیا گیا ہے۔ تشکیلی دور کے بعد امیرو محسن کی نعت گوئی پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ جنوبی ہند کے برعکس یہاں غزل و قصیدہ میں جو نعت لکھی گئی ہے اس کے نمونے امیرمینائی اور محسن کاکوروی کے کلام سے پیش کئے گئے ہیں۔ اس دور کی نعت گوئی میں میلاد، سراپا نگاری اور خارجیت کا رجحان نمایاں ہے۔ اس باب کے آخر میں بحیثیت مجموعی اس دور کی نعت گوئی کی نمایاں خصوصیات، موضوعات اور میلانات کی خوب وضاحت کی گئی ہے۔

پانچویں باب میں عصرجدید (۱۸۵۷ء سے قیام پاکستان تک) کی نعتیہ شاعری پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ اس دور کا آغاز جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے جن اثرات کی شکل میں ظاہر ہوا انہوں نے نعت میں فریاد و استمداد کے رویے کو فروغ دیا۔ باب مذکورہ کے آغاز میں ان نعتوں کے نمونے بطور خاص دیئے گئے ہیں جن میں ذاتی مصائب کے علاوہ قومی اور ملی سطح پر درپیش مسائل و مصائب اور نالہ و فریاد کے عناصر نمایاں ہیں۔ اس دور نعت میں مولانا حالی، مولانا شبلی، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، حسن رضا بریلوی، نظم طباطبائی، مولانا ظفرعلی خاں، علامہ اقبال اور حفیظ جالندھری کے زیر اثر پروان چڑھنے والی جدید انداز نعت کا تفصیل سے بیان ہے۔ بدلتے ہوئے سیاسی اور معاشرتی حالات میں نعت کے ذریعے اصلاح احوال، کردار سازی اور قومی تشخص کے فروغ کی جو کوششیں ہوئیں اسے مثالوں سے واضح کیا گیا ہے۔ مغربی تہذیب کے زیر اثر اس دور کی نعت میں آنحضرتؐ کی ذات مبارک کے بشری پہلوؤں کا بطور خاص ذکر ہے اس دور کا بڑا موضوع بنی نوع انسان پر آپؐ کے فیوض و برکات کا تذکرہ ہے آپؐ کی سیرت مبارکہ اور صحابہ کرامؓ کے کارناموں کے ذکر سے اصلاح احوال ملت کی جو کوششیں نعت میں ہوئیں ان کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔ عصرجدید کے دور آخر میں ان چار نعت گو شاعروں کا خصوصیت سے ذکر کیا گیا ہے جنہوں نے نعت کے دور حاضر پر بھی اپنے اثرات ڈالے۔ ان شاعروں (اقبال سہیل، امجد حیدر آبادی، عزیز لکھنوی اور حمید صدیقی) کے نمونہ کلام موضوعات اور طرز ادا کی نشاندہی کی گئی ہے۔

عصرجدید کے معاشرتی اور تاریخی تقاضوں نے نعت میں تبلیغ اور مقصد و اصلاح کے جن عناصر کو فروغ دیا تھا اس کی مثالیں مولانا حالی کی مسدس سے حفیظ جالندھری کے "شاہنامہ اسلام" تک پھیلی ہوئی ہے۔ عصرجدید کی نعت گوئی کا ایک نمایاں حصہ گراموفون ریکارڈز، گیتوں، ٹھمریوں اور راگوں نیز ہندی انداز کی غزلوں پر مشتمل ہے۔ مجالس میلاد اور محافل سماع نے اس دور میں نعت کو جو مقبولیت دی اس کا ذکر اس دور کے اجتماعی جائزہ میں دیا گیا ہے۔ چھٹا باب عصر حاضر کی نعت گوئی پر مشتمل ہے۔ اس کے شروع میں قیام پاکستان کے بعد کی سیاسی و مذہبی فضا کا پس منظر بیان کیا گیا ہے اور ان شعراء کی نعت گوئی کا جائزہ لیا گیا ہے جو قیام پاکستان کے وقت بقید حیات تھے مگر جنہوں نے اپنی شاعری کا آغاز متحدہ ہندوستان کے زمانہ میں کیا تھا۔ ان شاعروں میں بہزاد لکھنوی اور ماہرالقادری کا ذکر خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ نیز انہوں نے نعت گوئی پر جو اثرات ڈالے ہیں اس کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اس دور کے نعت گو عبدالعزیز خالد کی طویل نعتیہ منظومات "فار قلیط" اور "منحمنا" کا جائزہ پیش کر کے خالد کے فن نعت میں اس کے علمی، تہذیبی، عمرانی، مذہبی اور اساطیری عناصر کا ذکر کیا گیا ہے۔ عصرحاضر کے ان نعت گو شاعروں جن کے کلام میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و شیفتگی کے ساتھ ساتھ آپؐ کی تعلیمات اور نوع انسان پر آپ کے پیغام کے اثرات کا موضوع نمایاں ہے وہ حافظ مظہرالدین، حافظ لدھیانوی اور حفیظ تائب

ہیں۔ اس باب میں اس نعت گوئی کا بطور خاص ذکر ہے جو غزل کے پیرائے میں ہوئی اور جسے مذکورہ بالا شاعروں نے صداقت بیانی، احترام رسالت کے شعور، فیضان نبوی کے تذکار اور آنحضرتؐ سے وابستگی اور شیفتگی کو والہانہ اظہار سے معتبر اور وقیع بنایا۔ عصر حاضر کی نعت گوئی میں دوسرے متعدد شاعروں کا ذکر ہے۔ اس دور میں اردو نعت جس طرح شعر و ادب کا ایک مختلف باب قرار پائی ہے اس کی وضاحت سال بہ سال چھپنے والے نعتیہ مجموعوں کی فہرست میں کی گئی ہے۔ جس سے عصر حاضر میں نعت کی تیز رفتاری کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس باب کے آخر میں عصر حاضر کی نعت گوئی کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ قومی و ملکی مسائل، سقوط ڈھاکہ، فلسطین، افغانستان، رد اشتراکیت اور رد قادیانیت کے موضوعات کا حوالہ بھی اس دور کی نعت میں نظر آتا ہے۔

دور حاضر میں نعت گوئی کی ہیتوں میں جو تنوع نظر آتا ہے اس کی مثالیں دی گئی ہیں۔ معریٰ، آزاد اور نثری نظم کے علاوہ جدید غزل میں جو نعت لکھی گئی، عصر حاضر کے شاعروں کی نعتیہ غزلوں سے اس کے نمونے دیئے گئے ہیں۔ مقالے کے آخر میں سات ضمیمے ہیں۔ مجموعی طور پر ڈاکٹر ریاض مجید کی یہ کتاب اردو میں نعت شناسی کے حوالے سے ایک اہم کتاب ہے۔

ڈاکٹر صاحب کا سارا مقالہ منابع، حواشی، حوالہ جات اور ماخذات سے مزین ہے۔ جنہیں آخر پر الگ فصل کی صورت میں ترتیب دیا گیا ہے۔ اشاریہ اسماء و اماکن اور کتابیات کی فہرست نے محققین کے لئے سہولت مہیا کر دی ہے لیکن بعض کتب حوالہ کے مکمل کوائف اور شخصیات کا اندراج نہیں کیا گیا۔ ڈاکٹر صاحب کی اس قدر گراں مایہ تحقیقی کاوشوں کے باوجود کتاب کے مطالعہ سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ بعض مقامات پر کتابت و طباعت کی اشتباہات بدستور قائم ہیں جن کا ازالہ کرنا اشد ضروری تھا۔ امید ہے کہ آئندہ اشاعت میں اس چیز کو خاص طور پر ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔ بہرحال یہ ضخیم مقالہ ڈاکٹر صاحب موصوف کی نعت کے موضوع سے خصوصی دلچسپی اور انہماک کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

برصغیر میں عربی نعت اور ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

ڈاکٹر سید احسن زیدی

عربی' سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارکہ ہے- یہ قرآن کی زبان مقدس ہے- اسی لئے مسلمانان عالم کے نزدیک محترم و مکرم ہے- یہ دنیا کی فصیح ترین زبانوں میں سے ایک ہے- اس میں مہارت حاصل کرنا علمی فضیلت بھی ہے اور دینی سرفرازی کی ضمانت بھی- اس سے فہم القرآن کے راستے کھلتے ہیں اور ارشادات رسالت ماب تک رسائی آسان ہو جاتی ہے-

ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی عربی زبان و ادب کے نامور اساتذہ میں سے ہیں- ان کے والد کا اسم گرامی علامہ محمد بشیر الحق صدیقی تھا- وہ ممتاز عالم دین ہونے کے علاوہ فارسی اور اردو کے خوش کلام شاعر بھی تھے- ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی پانچ مارچ انیس سو اڑتیس کو بھنگواں متصل جنڈیالہ گورو ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے- ابتدائی تعلیم وہیں اپنے والد مکرم سے حاصل کی- قیام پاکستان کے بعد یہ خاندان شاہدرہ لاہور منتقل ہو گیا- ثانوی تعلیم کے لئے محمد اسحاق قریشی کو ایم سی ہائی سکول شاہدرہ میں داخل کرا دیا گیا- اعلیٰ تعلیم اسلامیہ کالج لاہور سے حاصل کی-

گھر کے علمی' ادبی اور دینی ماحول نے ان کی طبیعت پر گہرا اثر چھوڑا- عربی کی لسانی تعلیم کے ساتھ ساتھ دین کے ساتھ گہرا شغف ہو تا گیا- فارسی اور اردو کے شعری اور ادبی اثاثے تک بھی رسائی ہوئی- چنانچہ وہ نہ صرف عربی زبان و ادب پر مضبوط گرفت رکھتے ہیں بلکہ انہیں فارسی اور اردو کے اساتذہ فن کا بیشتر کلام بھی یاد ہے- جس کے استعمال سے ان کے بیان میں حسن اور تحریر میں بانکپن پیدا ہو تا ہے-

انہوں نے ۱۹۸۶ء میں "برصغیر پاک و ہند میں عربی نعتیہ شاعری" کے موضوع پر تحقیقی مقالہ لکھ کر پنجاب یونیورسٹی سے پی- ایچ- ڈی کی ڈگری حاصل کی- آج کل وہ ڈائریکٹر تعلیمات (کالجز) فیصل آباد ڈویژن کے عہدے پر فائز ہیں- ڈاکٹر صاحب نے کراچی اور اسلام آباد میں منعقد متعدد بین الاقوامی عربی کانفرنسوں میں مقالے پڑھے- آپ کی ریڈیو پاکستان سے قرآن حکیم اور ہماری زندگی کے موضوع پر بہت سی تقاریر نشر ہو چکی ہیں- آپ محنتی استاد اور فاضل شخصیت ہیں- عربی اور اسلامیات کے موضوع پر ان کی تقاریر سند کا درجہ رکھتی ہیں- ان کے تحقیقی مقالہ "برصغیر پاک و ہند میں عربی نعتیہ شاعری" کی علمی اور دینی حلقوں میں بڑی پذیرائی ہوئی- یہ مقالہ عربی کے نامور استاد پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر کی نگرانی میں لکھا گیا ہے- مقالہ آٹھ ابواب پر مشتمل ہے جس میں نعت کے بہت سے موضوعات پر سیر حاصل لکھا گیا ہے- مختلف ابواب میں نعتیہ شاعری کا عہد بہ عہد جائزہ لیا گیا ہے- مصنف نے مستند ماخذ' موجود ذرائع اور قلمی نسخوں سے بھرپور استفادہ کیا ہے اور کوئی بات قیاسا" نہیں لکھی- حال ہی میں کراچی کی انجمن ترقی نعت کی طرف سے یہ مقالہ نعت ایوارڈ کا حقدار قرار دیا گیا- ہمدرد بک ڈپو اور روزنامہ جنگ' نے بھی اس وقیع مقالے پر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی کو نعت ایوارڈ سے نوازا ہے- ڈاکٹر قریشی کا مقالہ ہمارے اسلامی ادب میں بے پناہ اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس مقالے کے ذریعے برصغیر میں علم و ادب کے بہت سے گوشے پہلی بار منظر عام پر آئے ہیں-

پنجابی نعت اور ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی

پروفیسر محمد یونس حسرت

۱۹۶۵ء کے آخر یا شاید ۱۹۶۶ء کے آغاز کی بات ہے' میں لاہور سے ننکانہ جا رہا تھا۔ بس جب شاہدرہ موڑ کے سٹاپ پر رکی تو میں بس سے اتر آیا اور ادھر ادھر ٹہلنے لگا۔ اپنی عادت کے مطابق میری نگاہیں اپنے گردوپیش کا طواف بھی کر رہی تھیں مگر پھر یہ نگاہیں طواف کی عادت کو بھول کر ایک کھوکھے کی دیوار پر مرکوز ہو گئیں۔ کھوکھے کی دیوار کے ساتھ ایک لڑکا کھڑا تھا۔ اس نے اپنا بستہ اپنے سر سے لٹکا رکھا تھا اور دونوں ہاتھوں میں ایک کتاب تھامے اس کے مطالعہ میں کھویا ہوا تھا۔

کسی کے ہاتھ میں کوئی کتاب دیکھتے ہی میری تجسس کی حس بیدار ہو جاتی ہے اور میں یہ جاننے کے لئے بے تاب ہو جاتا ہوں کہ یہ کتاب کونسی ہے' تجسس کے اسی جذبے کے تحت بے اختیار میرے قدم اس لڑکے کی طرف بڑھے۔ ابھی میں اس کے قریب ہی پہنچا تھا کہ بس چل دی اور میں بھاگ کر بس میں جا داخل ہوا۔ تاہم میں نے لڑکے کے ہاتھ میں کتاب کا سر ورق دیکھ لیا تھا اور اس سرورق سے مجھے معلوم ہوگیا تھا کہ وہ "سلیم کی آپ بیتی" نامی ناول پڑھ رہا ہے۔

"سلیم کی آپ بیتی" میرا اپنا لکھا ہوا ناول ہے۔ یہ ناول میں نے ۱۹۶۴ء میں لکھا تھا۔ ان دنوں جناب عزیز اثری کے ناول "عالی پر کیا گزری؟" نے بچوں کی دنیا میں دھوم مچا رکھی تھی اور اس کے ناشر یعنی فیروز سنز کے مالکان کسی ایسی ہی مزید گرما گرم چیز کی جستجو میں تھے۔ یہ مزید گرما گرم چیز انہیں "سلیم کی آپ بیتی" کے مسودے کی صورت میں ہاتھ آئی اور جب یہ ناول شائع ہوا تو بچوں نے "عالی پر کیا گزری" کی طرح اسے بھی ہاتھوں ہاتھ لیا بلکہ ہاتھوں ہاتھ لینے کا یہ سلسلہ آج بھی اسی انداز سے جاری ہے۔

یہ سلیم اور مجید نام کے دو لڑکوں کی کہانی ہے جو استاد کی بے جا سختی اور والدین کی مار پیٹ سے تنگ آ کر گھر سے بھاگ جاتے ہیں اور پھر آسمان سے گرا' کھجور میں اٹکا کے مصداق ایک جعلی یتیم خانے کے مالکان کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں۔ یتیم خانے کے مالک انہیں ضروری ٹریننگ دینے کے بعد یتیم خانے کے ایک دوسرے لڑکے رحمت کے ساتھ نتھی کر دیتے ہیں جو لوگوں کی جیبیں کاٹ کاٹ کر یتیم خانے والوں کی جیبیں بھرتا ہے۔ سلیم اور مجید رحمت کے ساتھ گاڑیوں میں جاتے ہیں اور ماں باپ کے جیتے جی یتیم بن کر اور یتیموں کی فریاد گا کر یتیم خانے کے لئے چندہ جمع کرنے لگتے ہیں۔ رحمت بلا کا ذہین اور شرارتی ہے۔ اپنی ذہانت آمیز باتوں اور شرارتوں سے وہ سلیم اور مجید کو خوش بھی کرتا ہے اور پریشان بھی۔ سلیم اور مجید کو جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس یتیم خانے سے بھاگ کر نہیں جا سکتے تو وہ اپنی تقدیر کو روتے ہوئے راضی برضا ہو کر حالات سے سمجھوتا کر لیتے ہیں۔

سلیم اور مجید کے گھر سے بھاگ جانے کا الزام ان کے تیسرے ساتھی اور ہم جماعت لائق علی کے سر آتا ہے۔ لائق علی اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر اور طرح طرح کی تکلیفیں سہہ کر سلیم اور مجید کا سراغ لگاتا ہے۔ ان کا پتا چلا کر وہ انہیں اس مصیبت سے رہائی دلاتا ہے اور اس کی کوششوں کی بدولت جعلی یتیم خانے کے مالکان کا پول بھی کھل جاتا ہے۔۔

اسی وقت اگر کوئی ماہر سے ماہر نجومی بھی مجھے یہ بتاتا کہ میں اس لڑکے کو زندگی کے کسی موڑ پر دوبارہ دیکھوں گا تو مجھے اس کا کبھی یقین نہ آتا لیکن قدرت کا حسین اتفاق دیکھئے کہ کم و بیش دس برس بعد یعنی ۱۹۷۵ء کے اواخر میں جب میں اردو کا

لیکچرار منتخب ہو کر گورنمنٹ جناح اسلامیہ سیالکوٹ پہنچا تو وہاں میں نے اسی لڑکے کو ایک نوجوان لیکچرار اور اپنے رفیق کار کے روپ میں دیکھا اور حسن اتفاق سے کہیں بڑھ کر باعث صد حیرت بات میرے لئے یہ ثابت ہوئی کہ یہ نوجوان میرے تحریر کردہ اولین ناول "سلیم کی آپ بیتی" کے دو کرداروں کے خصائص کا حسین امتزاج تھا۔ اس میں لائق علی کی محنت پسندی' مستقل مزاجی' کام سے لگن اور مشکلات کے سامنے حوصلہ نہ ہارنے کا وصف تھا اور وہ رحمت کی سی ذہانت آمیز باتوں اور شرارتوں کا ذخیرہ بھی بدرجہ وافر رکھتا تھا۔

آج اس نوجوان کو ایک دنیا پروفیسر ڈاکٹر سید آفتاب احمد نقوی' ایم اے (اردو)' ایم۔ اے (پنجابی)' ایل۔ ایل۔ بی' پی۔ ایچ۔ ڈی کے بھاری بھر کم اور مرعوب کن حوالے سے جانتی ہے۔ یہ نوجوان چھ سال تک گورنمنٹ جناح اسلامیہ کالج سیالکوٹ میں میرا رفیق کار رہا۔ پھر گھر کے قریب ہونے کی تگ و دو میں اس نے مولانا ظفر علی خان کالج وزیر آباد میں تین سال گزارے ایک سال گورنمنٹ کالج شیخوپورہ میں گزارا اور بالآخر یہ تگ و دو کامیابی سے ہم کنار ہوئی اور وہ دیال سنگھ کالج لاہور میں تین سال گزارنے کے بعد گورنمنٹ کالج شاہدرہ لاہور میں صدر شعبہ اردو کی حیثیت میں تدریسی فرائض انجام دے رہا ہے۔

ان سطور کا آغاز میں نے اپنے ناول "سلیم کی آپ بیتی" کے خالصتاً" ذاتی قسم کے حوالے سے کیا۔ اس تمہید کے بعد ارادہ تو تھا کہ قارئین کو کو یہ بتایا جائے کہ جناب سید آفتاب احمد نقوی کی ذات میں "سلیم کی آپ بیتی" کے دو کرداروں لائق علی اور رحمت کے اوصاف کے امتزاج نے کیا کیا اور کیسے کیسے کرتب دکھائے ہیں؟ کیسے انہوں نے اپنی محنت اور مستقل مزاجی کے ساتھ اپنے راستے کے پتھروں بلکہ پہاڑوں کو ہٹایا ہے؟ کیسے انہوں نے اپنی شرارت آمیز ذہانت سے یاران سفر کو کبھی خوش اور کبھی پریشان کیا ہے؟ کس طرح کھیل کھیل اور ہنسی ہنسی میں موصوف وہ کچھ کر گزرے ہیں جو دوسروں سے تمام سنجیدگی اور متانت کے باوجود نہیں بن پڑا؟ مگر یہاں پیچ وہ آن پڑتا ہے کہ ۔

داور حشر مرا نامہ اعمال نہ دیکھ   اس میں کچھ پردہ نشینوں کے بھی نام آتے ہیں

اس لئے مصلحت وقت کہہ لیجئے یا خیال خاطر احباب کہ میں جناب سید آفتاب احمد نقوی کی سراپا ذہانت و شرارت ذات میں جھانک کر گناہ بے لذت کا ارتکاب کرنے کی بجائے ان کے نامہ اعمال کے اس رخ کی طرف آتا ہوں جو "آفتاب آمد دلیل آفتاب" کا مصداق ہے۔

جناب ڈاکٹر سید آفتاب احمد نقوی باریش تو خیر اس وقت ہوئے جب ان کی زندگی کم و بیش تیس بہاریں دیکھ چکی تھی مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے باطن میں ڈاڑھی شروع ہی سے موجود تھی۔ اقبال نے نطشے کے بارے میں کہا تھا ۔

قلب او مومن' دماغش کافراست

لیکن جہاں تک جناب سید آفتاب احمد نقوی کا تعلق ہے' ان کے قلب کا معاملہ تو ہم ان کے قلب ہی پر چھوڑتے ہیں لیکن یہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ "دماغش مومن است" لیکن مجھے اپنے دوست ناصر کاظمی مرحوم کا شعر یاد آ رہا ہے ۔

میں نے جب لکھنا سیکھا تھا پہلے تیرا نام لکھا تھا

تو یہی بات جناب ڈاکٹر سید آفتاب احمد نقوی خود اپنے بارے میں ازراہ انکسار کہیں یا نہ کہیں مگر ہم ضرور کہہ سکتے ہیں کہ جب سے انہوں نے ---- یا ان کے قلم نے ----- لکھنا سیکھا ہے' تب سے وہ اسی ایک نام کا طواف کر رہے ہیں جو خالق کائنات اور مالک کائنات ہے اور اسی حوالے سے ان کے قلم سے نکلے ہوئے بیشتر مضامین اس دین حقہ سے تلازم رکھتے ہیں جو دین کائنات اور دین فطرت ہے۔ آج کے دور میں جب کہ بڑے بڑے کافر قلم ازراہ ضرورت اظہار مسلمانی کر رہے ہیں' جناب ڈاکٹر سید آفتاب احمد نقوی باہمہ عجز و انکسار اسی شرف کا دعویٰ رکھتے ہیں کہ ان کا قلم شروع ہی سے مسلمان ہے۔ انہوں نے اپنا پہلا مضمون "اسلام اور علم" اس وقت لکھا جب اسلامیہ کالج سانگلہ ہل میں ایف۔ اے کے طالب علم تھے۔ یہ مضمون ان کا پہلا مضمون تھا اور اسلامیہ کالج سانگلہ ہل کے میگزین "لب جو" کے اولین شمارہ بابت جولائی ۱۹۶۹ء میں شائع ہوا تھا۔ آج جبکہ ان کے مضامین کی تعداد کئی سو ہو چکی ہے۔ ان کا اور ان کے قلم کا مرکز و محور اسلام اور علم ہی ہے۔

اسلام اور علم اگرچہ جناب سید آفتاب احمد نقوی کی نثر کا بنیادی رنگ ہے مگر اس بنیادی رنگ کے باوجود ان کی نثر نگاری کئی جہتوں پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے وہ نعتیہ مطالعات خصوصیت سے قابل توجہ ہیں جو وقتاً فوقتاً ان کے قلم سے نکلتے اور مختلف رسائل و جرائد کی زینت بنتے رہے ہیں۔ انہوں نے مولانا احمد رضا خاں' ماہر القادری اور مولا بخش کشتہ سے لے کر حفیظ تائب' قمر یزدانی بلکہ غیر مسلم شعراء تک کی نعت گوئی پر قلم اٹھایا ہے۔ پنجابی زبان میں نعت کا ارتقا جناب سید آفتاب احمد نقوی کا خاص موضوع ہے۔ حکیم مولوی غلام احمد اور خواجہ محمد یار کی نعتیہ شاعری پر ان کے مضامین ایک طرف ان کے تنقیدی شعور کا پتہ دیتے ہیں تو دوسری طرف ان کی دقت نظر اور وسعت مطالعہ پر دال ہیں۔ انہوں نے ڈاکٹریٹ کے لئے جو مقالہ تحریر کیا ہے' اس کا موضوع بھی پنجابی زبان میں نعت گوئی کا ارتقاء ہے۔

ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی افراد کے نعتیہ کلام کا مطالعہ کرتے کرتے کلام خدا تک جا پہنچے ہیں۔ "قرآن کریم میں نعت رسولؐ" کے عنوان سے ان کا جو مقالہ ماہنامہ "شام و سحر" لاہور کے نعت نمبر (نقش ثانی) میں شائع ہوا ہے۔ اس کی تعریف کے لئے میں اپنے پاس الفاظ نہیں پاتا۔ ان سے یہ درخواست بے جا نہ ہو گی کہ وہ نعت رسولؐ کی اس سمت میں اپنے رہوار قلم کا سفر جاری رکھیں کہ یہ سفر وسیلہ ظفر ہی نہیں' خود اپنی جگہ ایک منفرد مدحت خیرا البشرؐ بھی ہے۔

اسلام اور علم کی بات ہو اور اس میں علامہ اقبالؒ کا ذکر نہ آئے' یہ تو ممکن ہی نہیں چنانچہ جناب سید آفتاب احمد نقوی نے بقدر ہمت و توفیق علامہ اقبال کو بھی قلم و قرطاس کا موضوع بنایا ہے۔ "اقبال اور عشق رسولؐ"' "اقبال اور فنون لطیفہ"' "اقبال کا نظریہ انقلاب"' "اقبال کا نظریہ تعلیم"' "اقبال اور سید سلیمان ندوی"' "مکاتیب اقبال ---- تعارف و تجزیہ"' "اقبال کا نظریہ فن" ان کے اشہب قلم کے خصوصی میدان رہے ہیں۔ اقبال کے ضمن میں اگرچہ سید نذیر نیازی اور غلام رسول مہر سے لے کر رفیع الدین ہاشمی تک بہت سے لوگوں نے اقبال شناسی کا حق ادا کیا ہے مگر جناب سید آفتاب احمد نقوی نے اس ضمن میں جو کاوش کی ہے وہ اپنی جگہ قابل قدر ہے۔ اس سے جہاں ان کی اپنی محنت کا اندازہ ہوتا ہے وہاں اقبال اور اس کے پیغام کے کئی گوشے نمایاں تر ہو کر سامنے آتے ہیں۔

خیال خاطر احباب جناب سید آفتاب احمد نقوی کے مزاج اور قلم دونوں کا خاصہ اور جوہر صد رشک ہے۔ آثم میرزا' تاب اسلم' علی اکبر عباس' امجد اسلام امجد' بشیر منذر (مرحوم)' مجید احمد تاثیر' سبط علی صبا اور دیگر احباب کی تخلیقی کاوشوں پر انہوں نے جو تنقیدی مضامین تحریر کئے ہیں' وہ اسی جوہر صد رشک کا ادنیٰ سا کرشمہ ہیں۔ توازن ان مضامین کی نمایاں ترین صفت اور دیانت ان مضامین کی اہم ترین خوبی ہے۔ اگرچہ وہ احباب کے آبگینہ دل کو ٹھیس لگنے سے بچانے کی خاطر تنقید کی آنچ مدھم رکھتے ہیں مگر بین السطور وہ سب کچھ کہہ جاتے ہیں جس کا تقاضا ان کی دیانت ان کے قلم سے کرتی ہے۔

اسی خیال خاطر احباب کی کوکھ سے ان کی خاکہ نگاری نے جنم لیا ہے۔ اس ضمن میں "بسم اللہ' اللہ اکبر!" کہہ کر اپنی خاکہ نگاری کی پسری سب سے پہلے انہوں نے اس خاکسار کی ذات پر ہی چلائی تھی اور حلقہ احباب سے ڈھیروں داد پائی تھی۔ اس کے بعد اس میدان میں بھی ان کے جوہر کھلے اور خوب کھلے۔ راجا رشید محمود' عصمت اللہ زاہد' قمریزدانی اور کئی دیگر احباب کے خاکے انہوں نے تحریر کئے۔ وہ خود ان خاکوں کو خاکے کی بجائے "شخصیے" کا نام دیتے ہیں۔ شاید اس لئے کہ خاکہ کے لفظ سے دھیان فوراً" خاکہ اڑانے کے محاورے کی طرف جاتا ہے جبکہ ڈاکٹر سید آفتاب احمد نقوی خاکہ اڑانے سے زیادہ پرزے اڑانے کے قائل بلکہ ماہر معلوم ہوتے ہیں۔ چنانچہ جب وہ بعقول خود "شخصیے" کے نام سے کسی "غالب" کے پرزے اڑاتے ہیں تو خود وہ میاں غالب ہی نہیں' ان کے مداح بھی اس تماشے سے محظوظ ہوتے نظر آتے ہیں۔

جناب سید آفتاب احمد نقوی کی نثر کا ایک پہلو ان کی تبصرہ نگاری بھی ہے۔ عام طور پر تبصرہ نگار حضرات اس بارے میں بدنامی کی حد تک مشہور ہیں کہ وہ کتابوں کو پڑھے بغیر یا محض سونگھ کر ان پر تبصرہ لکھ مارتے ہیں اور کئی ایک تو سونگھنے کا تکلف بھی نہیں کرتے۔ اس ضمن میں جناب سید آفتاب احمد نقوی کو بابائے اردو مولوی عبدالحق کے جانشین نہیں تو سچے پیروکار کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے کہ وہ کسی کتاب پر تبصرے کے لئے قلم اٹھاتے ہیں تو تبصرہ نگاری کا حق ادا کر دیتے ہیں اور زیر تبصرہ کتاب کی خوبیاں اور خامیاں دونوں قارئین کے سامنے لا رکھتے ہیں۔ اس ضمن میں ملک بھر کے مذہبی حلقے اور ان حلقوں سے وابستہ مولانا صاحبان و مشائخین کرام جناب سید آفتاب احمد نقوی پر بطور خاص مہربان نظر آتے ہیں اور وہ بھی ان حضرات کی مہربانیوں کو دونوں ہاتھوں سے وصول کرتے اور سمیٹتے نظر آتے ہیں۔ ان کے اپنے قول کے مطابق ان کی وسیع لائبریری بڑی حد تک اسی تبصرہ نگاری کی مرہون منت ہے۔

یہ بات سبھی حضرات جانتے ہیں کہ سیالکوٹ جناب سید آفتاب احمد نقوی کا آبائی شہر نہیں ہے اور نہ انہوں نے اس شہر میں اپنی عمر عزیز کے حاصل عمر ماہ و سال اس شہر میں گزارے ہیں۔ وہ گورنمنٹ جناح اسلامیہ کالج سیالکوٹ میں اپنے تدریسی فرائض کے سلسلے میں محض چھ سال سیالکوٹ میں رہے ہیں' اس کے باوجود سیالکوٹ کے کیف و کم سے جو دلچسپی انہیں رہی ہے' وہ بہت سے فرزندان سیالکوٹ کے لئے باعث صد رشک ہو سکتی ہے۔ پنجاب یونیورسٹی کے مجلّہ "کھوج" میں انہوں نے ایک مقالے کے ذریعے سیالکوٹ کے کچھ قدیم مگر غیر معروف شعراء کو متعارف کرایا ہے۔ اس کے علاوہ وہ "اولیائے سیالکوٹ" کے عنوان سے بزرگان سیالکوٹ کا ایک تذکرہ بھی مرتب کر رہے ہیں۔ اس ضمن میں ان کا مقالہ "سیالکوٹ اور اشاعت دین ----- قلم و قرطاس کے آئینے میں" خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔ یہ مقالہ گورنمنٹ جناح اسلامیہ کالج سیالکوٹ کے کالج میگزین "کاوش" کے ہجری نمبر میں شائع ہوا ہے اور اس میں انہوں نے سلف و خلف کی ان

تمام سرگرمیوں کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے جو سیالکوٹ سے نسبت یا تعلق رکھنے والے حضرات نے اشاعت دین اور خدمت اسلام کے ضمن میں انجام دی ہیں۔ یہ مقالہ فی الحقیقت ان کے ایک طویل مقالے کا ایک حصہ ہے جو سر زمین سیالکوٹ کی جملہ قدیم و جدید علمی' ادبی اور دینی و اسلامی خدمات کا احاطہ کرتا ہے۔ اس مقالے نے اگرچہ جناب سید آفتاب احمد نقوی کی شرارت آمیز ذہانت کے بطن سے جنم لیا تھا مگر یہ اس کا منہ بولتا ثبوت بھی ہے کہ جناب سید آفتاب احمد نقوی ہنسی ہنسی اور کھیل کھیل میں وہ کام کر جاتے ہیں جو دوسرے' تمام متانت اور سنجیدگی کے باوجود نہیں کر سکتے۔

کسی کالج میگزین کا سٹوڈنٹ ایڈیٹر یا سٹاف ایڈیٹر ہونا اس لحاظ سے کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتا کہ کالج کی دنیا انتہائی محدود دنیا ہوتی ہے اور اسی حوالے سے اس میں اپنے جوہر دکھانے کے امکانات محدود تر اور مواقع محدود ترین ہوتے ہیں مگر اسی محدود دنیا کے محدود تر امکانات اور محدود ترین مواقع سے کام لے کر جناب سید آفتاب احمد نقوی نے جو کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں' وہ ادبی و اشاعتی دنیا کے کسی بڑے سے بڑے ایڈیٹر کے لئے قابل صد رشک ہو سکتے ہیں۔ جناب سید آفتاب احمد نقوی جب انٹرمیڈیٹ کے طالب علم تھے تو پہلے سال اسلامیہ کالج سانگلہ ہل کے کالج میگزین کے نائب مدیر اور دوسرے سال مدیر رہے۔ اس دوران میں "لب جو" میں ان کے دو مضامین اسلام اور علم (جولائی ۱۹۶۹ء) اور فراست عمر فاروقؓ (دسمبر ۱۹۶۹ء) شائع ہوئے۔ اس کے بعد ان کی مضمون نگاری کی رفتار تیز ہو گئی۔ قومی اخبارات میں ان کے مضامین شائع ہونے لگے۔

کالج میگزین سے ان کا تعلق بطور سٹاف ایڈیٹر گورنمنٹ جناح اسلامیہ کالج سیالکوٹ میں قائم ہوا۔ کالج میگزین "کاوش" کا پہلا خاص نمبر جو انہوں نے مرتب کیا' وہ ہجری نمبر تھا۔ ہجری نمبر کی تشکیل و ترتیب میں جناب سید آفتاب احمد نقوی نے خود تو خون پسینہ ایک کیا ہی تھا مگر راقم السطور' پروفیسر محمد حسین آسی اور کئی دیگر احباب کو بھی اپنے ساتھ خون پسینہ ایک کرنے پر مجبور کر رکھا تھا۔ قسمت کی ستم ظریفی دیکھئے کہ یہ نمبر کوئی دو سال کی غیر معمولی تاخیر کے بعد جب اشاعت پذیر ہوا تو جس پرنسپل (چوہدری رشید احمد) نے ہجری نمبر کی تحریک کی تھی وہ اللہ کو پیارے ہو چکے تھے اور جس ایڈیٹر (جناب سید آفتاب احمد نقوی) نے یہ ہجری نمبر مرتب کیا تھا' وہ گھر سے نزدیک تر ہونے کی تگ و دو میں گورنمنٹ جناح اسلامیہ کالج سیالکوٹ سے تبدیل ہو کر مولانا ظفر علی خان گورنمنٹ کالج وزیر آباد جا چکے تھے۔ چنانچہ یہ ہجری نمبر منظر عام پر نہ آ سکا۔ کوئی اور ہوتا تو سیالکوٹ والوں پر تین حرف بھیج کر ہمیشہ کے لئے ایسی حرکت سے توبہ کر لیتا مگر جناب ڈاکٹر سید آفتاب احمد نقوی نے ایک طرف تو سیالکوٹ سے رشتہ مودت برقرار رکھا' دوسری طرف وزیر آباد جاتے ہی مولانا ظفر علی خاں گورنمنٹ کالج وزیر آباد کے پرنسپل کو شیشے میں اتار کر کالج میگزین کا ظفر علی خاں نمبر شائع کرنے پر آمادہ کر لیا۔ اس سے پہلے گورنمنٹ کالج شیخوپورہ اپنے کالج میگزین کا ظفر علی خاں نمبر شائع کر چکا تھا۔ مگر جب ۱۹۸۴ء میں نقوی صاحب کا مرتب کردہ ظفر علی خاں نمبر وزیر آباد کالج سے شائع ہوا تو اہل نظر گورنمنٹ کالج شیخوپورہ کے ظفر علی خاں نمبر کو بھول گئے۔ چار سو صفحات پر مشتمل اس نمبر میں مولانا ظفر علی خاں کی زندگی' سوانح' سیرت' شاعری' سیاست اور صحافت کے ہر گوشے پر ممکنہ حد تک مواد فراہم کیا گیا تھا بلکہ بعض نادر قسم کی نگارشات بھی پہلی بار اس نمبر میں شائع ہوئیں۔ خود ستائی کی غرض سے نہیں' محض تاریخی حوالے کی خاطر یہ عرض کرنا بے محل نہ ہو گا کہ مضامین اور نادر نگارشات کی فراہمی میں جناب سید آفتاب احمد نقوی نے راقم السطور

سے بھی کام لیا اور اپنے مخصوص طریق کار کے مطابق خوب خوب کام لیا۔ یہ نمبر گورنمنٹ جناح اسلامیہ کالج سیالکوٹ کے کالج میگزین "کاوش" کے ہجری نمبر کی طرح گمنامی اور گوشہ خمول میں نہیں رہا بلکہ اس کی تقریب رونمائی بڑی دھوم دھام سے ہوئی اور مختلف اخبارات اور رسائل و جرائد میں اس پر گراں قدر تبصرے شائع ہوئے۔

۱۹۹۰ء قرارداد پاکستان کی گولڈن جوبلی منانے کا سال تھا اور اس وقت جناب ڈاکٹر سید آفتاب احمد نقوی گورنمنٹ کالج شیخوپورہ اور گورنمنٹ دیال سنگھ کالج لاہور سے ہوتے ہوئے اپنے گھر سے نزدیک ترین گورنمنٹ کالج شاہدرہ پہنچ چکے تھے۔ موقع کی مناسبت سے انہوں نے اپنے پرنسپل کو کالج میگزین "اوج" کا قرارداد پاکستان نمبر شائع کرنے کی ترغیب دی اور پرنسپل صاحب نے کمال دانش مندی سے یہ ذمہ داری جناب سید آفتاب احمد نقوی ہی کو سونپ دی۔ جناب سید آفتاب احمد نقوی ایک بار پھر اپنے کام میں جت گئے۔ ان کی کاوشوں کے نتیجے میں "اوج" کا ۶۶۴ صفحات پر مشتمل قرارداد پاکستان نمبر شائع ہوا جس میں تاریخ پاکستان کے مختلف گوشوں کے حوالے سے مضامین نظم و نثر شائع کئے گئے۔ اس موقع پر اگرچہ کئی دیگر کالجوں کی طرف سے بھی اپنے اپنے کالج میگزین کے خاص نمبر شائع کئے گئے مگر "اوج" کے اس خاص نمبر کو علم و ادب اور تحریک پاکستان سے وابستہ افراد اور اداروں نے بطور خاص پسندیدگی کی نظروں سے دیکھا اور اہل علم نے اپنی گراں قدر آراء سے نوازا۔ اس نمبر میں بھی بعض نوادرات پہلی دفعہ منظر عام پر آئے جبکہ کارکنان تحریک پاکستان کے انٹرویو بھی اس نمبر میں شائع کئے گئے۔ اس نمبر میں تحریک پاکستان میں مختلف طبقات کے کردار پر روشنی ڈالی گئی۔ اس نمبر کا موثر ترین اور خون کے آنسو رلانے والا باب "میں نے پاکستان بنتے دیکھا" تھا۔ جس کے تحت ہجرت پاکستان کے وہ دردناک اور پر آشوب پہلو قارئین کے سامنے پیش کئے گئے تھے جن سے گزر کر مہاجرین پاکستان آئے تھے۔ اس باب کے لئے جناب ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی راقم السطور سمیت مختلف احباب سے وہ لہو لہو داستانیں اور آپ بیتیاں لکھوا لینے میں کامیاب ہو گئے تھے جنہیں سپرد قلم کرنے کا انہیں اس سے پہلے حوصلہ نہ ہو سکا تھا۔

"اوج" کے "قرارداد پاکستان" نمبر نے جہاں سید آفتاب احمد نقوی کو مختلف انجمنوں' اداروں اور افراد کی طرف سے عزت افزائی کے طور پر شیلڈ' تمغے اور میڈل دلوائے ہیں' وہاں ان کے حوصلوں کو بھی مہمیز لگائی ہے۔ چنانچہ "قرارداد پاکستان" نمبر کی فقید المثال کامیابی کے بعد انہوں نے "اوج" کا "نعت نمبر" مرتب کرنے کا منصوبہ بنایا۔ ان کا منصوبہ یہ تھا کہ اس نمبر میں نعت گو شعراء اور نامور نعت خوانوں کے انٹرویو شائع کئے جائیں' مختلف زبانوں' زمانوں اور علاقوں میں لکھی گئی نعت کو زیر بحث لایا جائے' نعت گوئی کے مختلف اسالیب پر مضامین پیش کئے جائیں' اردو' پنجابی' فارسی اور عربی نعتﷺ کا نمائندہ انتخاب پیش کیا جائے اور اس طرح نعت نمبر کو نعت کے حوالے سے ایک ایسی تحقیقی دستاویز بنا دیا جائے کہ نعت کے موضوع پر کام کرنے والے حضرات کو حوالے کی سہولت کے لئے بنیادی مواد فراہم ہو سکے۔ دو جلدوں پر مشتمل "اوج" کا یہ نعت نمبر آپ کے ہاتھوں میں ہے اور آپ خود دیکھ سکتے ہیں کہ چودہ صدیوں پر پھیلے ہوئے مواد کو جناب سید آفتاب احمد نقوی نے چودہ سو صفحات میں سمیٹ کر کس طرح کوزے میں دریا بند کر دیا ہے!

ڈاکٹر سید آفتاب احمد نقوی نے ان نمبروں کے علاوہ نیشنل بک کونسل کے لئے اسلامیات اور تفسیر و حدیث پر مشتمل کتابیات بھی ترتیب دیں جو شائع ہو کر خاصی مقبول ہوئی ہیں۔ "سیرت نگاری' تاریخ و جائزہ" ان کا ایک علمی شاہکار ہے جس

میں انہوں نے دنیائے اسلام میں سیرت رسولؐ کے موضوع ہونے والے کام کا جائزہ لیا ہے۔ یہ کتاب بنیادی طور پر ایک کتاب کا دیباچہ تھی لیکن کتاب کی افادیت کے پیش نظر اسے الگ بھی شائع کر دیا گیا۔

اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ جناب سید آفتاب احمد نقوی نے ڈاکٹریٹ (پی۔ ایچ۔ ڈی) کے لئے جو مقالہ تحریر کیا ہے' اس کا موضوع بھی پنجابی زبان میں نعت گوئی کا ارتقاء ہے۔ اس مقالے میں وہ پنجابی زبان کے آغاز سے دور حاضر تک پنجابی زبان میں لکھی گئی نعتیہ شاعری کو زیر بحث لائے ہیں۔ اس مقالے کو تحریر کرنے کے لئے انہوں نے نہ جانے کتنی لائبریریاں کھنگال ڈالیں اور نہ جانے کتنے قلمی مخطوطے حاصل کئے۔ اس مقالے کے ذریعے بہت سا ایسا مواد سامنے آیا ہے اور بہت سے ایسے شعراء کا ذکر پہلی بار منظر عام پر آیا ہے جن کا نام تک ہماری ادبی تاریخوں اور تذکروں میں نہیں ملتا تھا۔

جناب ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی کا یہ مقالہ جس کا عنوان "پنجابی نعت تحقیقی تے تنقیدی جائزہ" ہے۔ فہرست کتابیات کے علاوہ نو ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں عربی' فارسی' اردو اور پنجابی زبانوں میں نعت کے لغوی معانی اور مفہوم پر بات کی گئی ہے پھر لفظ نعت کے بارے میں تحقیق کی گئی ہے کہ یہ لفظ کب سے وصف رسولؐ کے بیان کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔ اس سلسلے میں جناب سید آفتاب احمد نقوی کی تحقیق سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ نعت کا لفظ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے پہلے بھی وصف رسولؐ کے بیان کے لئے استعمال ہوتا رہا ہے اور یہودی جب آخری نبی کی آمد کے لئے دعا کرتے تھے تو وہ نعت کا لفظ ہی استعمال کرتے تھے۔ اس تحقیق انیق کے ساتھ جناب نقوی نے اس باب میں نعت کے اصطلاحی مفہوم' موضوعات' فن اور لوازمات کے بارے میں بات کرتے ہوئے نعت کا انداز بیان اور زمانی اعتبار سے نعت کی اقسام بھی بیان کی ہیں۔

مقالے کے دوسرے باب میں جناب نقوی نے نعت کے محرک جذبوں پر قلم اٹھایا ہے اور اس حوالے سے نعت کی مقبولیت کے اسباب کا جائزہ لیا ہے۔ صوفیائے کرام نے اور مختلف ذرائع ابلاغ نے نعت کے فروغ میں جو اہم کردار ادا کیا ہے اس پر انہوں نے تفصیل سے روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

مقالے کے تیسرے باب میں جناب سید آفتاب احمد نقوی نے نعت کے ماخذات سے بحث کی ہے۔ اس سلسلے میں پہلے انہوں نے تورات' زبور اور انجیل جیسی الہامی کتابوں کا ذکر کیا ہے اور پھر مہابھارت' وید' اپنشد' پوران' بھگوت گیتا' اوستا اور دساتیر جیسی غیر الہامی مذہبی کتابوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بارے میں پیش گوئیوں کا مطالعہ کیا ہے۔ پنجابی نعت کے حوالے سے انہوں نے بتایا ہے کہ پنجابی نعت کے ماخذوں میں قرآن' حدیث اور کتب سیرت سرفہرست ہیں اور پنجابی نعت انہی مقدس کتابوں کی بدولت پروان چڑھی ہے۔ اس باب کے دوسرے حصے میں جناب سید آفتاب احمد نقوی نے عربی' فارسی اور اردو نعت کا تاریخی حوالے سے جائزہ لیا ہے تاکہ پنجابی نعت کی روایت کا عربی' فارسی اور اردو نعت کی روایت کے ساتھ رشتہ اور تعلق واضح ہو سکے۔

مقالے کے چوتھے باب میں جناب سید آفتاب احمد نقوی نے اصناف نعت سے بحث کی ہے۔ اصناف نعت سے بحث کرتے ہوئے انہوں نے نظم کے حوالے سے بھی ان اصناف کا جائزہ لیا ہے۔ علاوہ ازیں لوک ادب میں جن جن اصناف میں نعت کہی گئی ہے' ان کے بارے میں بھی بات کی گئی ہے۔

مقالے کے پانچویں باب میں ڈاکٹر صاحب نے پنجابی میں نعت کے ابتدائی نقوش اجاگر کئے ہیں۔ چنانچہ اس باب میں وہ اس دور کے شعراء میں سے بابا فرید، حاجی بابا رتن، بابا گورونانک، عبدی کو دھن، شاہ حسین، نو شاہ گنج بخش، حافظ برخودار، سلطان باہو، پیر محمد کاسبی اور شاہ مراد کے نعتیہ کلام کو زیر بحث لائے ہیں۔

مقالے کے چھٹے باب میں جناب ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی نے نعت کے فروغ کے اس اہم ترین دور کا جائزہ لیا ہے جو تقریباً ڈیڑھ سو سال پر پھیلا ہوا ہے۔ اس دور میں پنجاب پر پہلے مغلوں کی حکومت رہی اور اس کے بعد ۱۸۴۹ء تک سکھ حکومت کرتے رہے۔ اس دور کا جائزہ لیتے ہوئے محمد صدیق لالی، علی حیدر، بلھے شاہ، حامد شاہ عباسی، وارث شاہ، احمد یار مرالوی اور قادر یار کی نعتیہ شاعری کی بطور خاص نشاندہی کی ہے اور بتایا ہے کہ اس دور میں نعت کو نئی نئی اصناف ملیں اور اس دور میں عربی قصیدوں کے ترجمے بھی کئے گئے۔

مقالے کے ساتویں باب میں ڈاکٹر سید آفتاب احمد نقوی نے انگریزی دور حکومت میں نعت گوئی کا جائزہ لیا ہے اور بتایا ہے کہ یہ دور نعت گوئی کا بھرپور دور ہے۔ انگریز مشنریوں کی عیسائیت کی تبلیغ کی یلغار کا مقابلہ کرنے کے لئے جہاں علماء، واعظ، اور خطیب میدان عمل میں آئے، وہیں شاعروں نے بھی اس کار خیر میں بقدر توفیق حصہ ڈالا ہے۔ اگرچہ مسلمان علما اور واعظوں کے مقابلے میں مسلمان شعراء کا رد عمل اتنا شدید نہیں تھا مگر انہیں معاملے کی نزاکت کا احساس بہرحال تھا۔ چنانچہ اس دور میں مسلمان شاعروں نے نعت اور ذکر رسولؐ کے حوالے سے لکھا اور بہت کچھ لکھا۔ جناب ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی نے اس دور کا جائزہ لیتے ہوئے بتایا ہے کہ اس دور میں نعت گوئی میں بہت سے نئے حوالے سامنے آئے، نعت لکھنے کے کئی انداز مقبول ہوئے اور نعت کی کئی نئی اصناف وجود میں آئیں۔

مقالے کے آٹھویں باب میں جناب نقوی نے قیام پاکستان کے بعد لکھی جانے والی نعت سے بحث کی ہے اور اس ضمن میں انہوں نے تقریباً ان تمام شعراء کا ذکر کیا ہے جن کا کلام زیور طبع سے آراستہ ہو چکا ہے۔ ان ڈھیر سارے شاعروں کی فہرست میں نئی سوچ اور نیا انداز فکر رکھنے والے شاعر بھی ہیں اور وہ شاعر بھی جنہوں نے نعت گوئی کے قدیم رنگ کو آگے بڑھایا اور جدت سے ہمکنار کیا ہے۔ اس باب کے آخر میں انہوں نے ایسے شعراء کی ایک طویل فہرست دی ہے جن کے نعتیہ مجموعہ ہائے کلام تو اشاعت پذیر نہیں ہوئے مگر ان کا شمار بہرحال نعت گو شعراء میں ہوتا ہے۔ اس طرح اس فہرست میں متعدد ایسے نوجوان شاعر بھی شامل ہو گئے ہیں جن کی ایک دو نعتیں مختلف رسائل و جرائد میں چھپی ہوئی ملتی ہیں۔

اسی باب میں سید آفتاب احمد نقوی نے نعت گوئی میں نئے رجحانات کی نشاندہی کرتے ہوئے بتایا کہ شاعروں نے مغربی ادب سے متاثر ہو کر جس طرح اردو زبان کو بہت کچھ دیا ہے، اسی طرح انہوں نے پنجابی زبان کے دامن میں بھی بہت کچھ ڈالا ہے۔ تحریک پاکستان نے جس طرح ادب کی دیگر اصناف کو متاثر کیا، اسی طرح نعت میں بھی نئے رجحانات پیدا کئے۔ چنانچہ نئے رجحانات سے متاثر ہو کر شاعروں نے موضوعات کی پرانی درجہ بندی کو بدلا۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۶۵ء اور خاص طور پر ۱۹۷۰ء کے واقعات نے کسی نہ کسی رنگ میں نعت کے حوالے کو تبدیل کیا ہے۔ نثر کے حوالے سے بھی نعت کی ہیئت اور موضوعات دونوں میں بہت سی تبدیلیاں آئی ہیں۔

مقالے کے نویں اور آخری باب میں ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی نے نعت گوئی میں داخل ہونے والے تمام نئے رجحانات کا

جائزہ لیا ہے۔ یہ جائزہ لیتے ہوئے انہوں نے ایک بار پھر نعت کے ماضی پر نگاہ ڈالی ہے تاکہ اس تقابلی جائزے کی بدولت نئے رجحانات کی خوبیاں اور خامیاں دونوں سامنے آ سکیں۔ اس باب میں انہوں نے ان نعتوں کے نمونے دئے ہیں جو آزاد نظم کی ہیئت میں لکھی گئی ہیں، جن میں التجائیہ انداز اختیار کیا گیا ہے اور جن میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ کے حوالے پر بطور خاص زور دیا گیا ہے۔ اس طرح ایسے بہت سے شاعروں کا ذکر بھی ہو گیا ہے جن کا اس سے قبل کسی باب میں ذکر نہیں ہوا تھا۔۔۔۔ آخر میں نئے اور کلاسیکی انداز نعت گوئی کا تقابل کرنے کے بعد جناب سید آفتاب احمد نقوی نے نعت کے اس انداز پر بات ختم کی ہے جو دائمی، ابدی اور غیر فانی ہے۔

پنجابی نعت پر یہ مقالہ بظاہر نعتیہ شاعری پر تحقیق و تنقید ہے لیکن اس کے مطالعہ سے جہاں پنجابی ادب و تاریخ کو نئے موضوعات اور تحقیقی راستے ملتے ہیں وہاں یہ مقالہ ہمارے اسلامی ادب کے سلسلے میں ایک سنگ میل کی حیثیت بھی رکھتا ہے کیونکہ اس مقالے سے ادب اور اسلام کے ان رستوں اور رابطوں کو اور بھی مضبوط ہونے میں مدد ملتی ہے۔ اس طرح یہ مقالہ ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی کے علم و فضل کا شاہکار اور دین و ادب کے ساتھ ان کے والہانہ رشتے کی گواہی بھی ہے۔

میں نے اس مضمون کا آغاز اپنے ناول "سلیم کی آپ بیتی" کے حوالے سے کیا تھا مگر اتنا کچھ لکھ لینے کے باوجود مجھے محسوس ہوتا ہے کہ میرا قلم جناب سید آفتاب احمد نقوی کے ساتھ کچھ انصاف نہیں کر پایا۔ یہ ٹھیک ہے کہ وہ "سلیم کی آپ بیتی" کے لائق علی کی طرح محنت، مستقل مزاجی، کام سے لگن، مشکلات کے سامنے حوصلہ نہ ہارنے اور ثابت قدم رہنے کے اوصاف سے بہرہ ور ہیں اور یہ بھی درست ہے کہ وہ اس ناول کے دوسرے کردار رحمت کی طرح شرارت آمیز ذہانت کے مالک ہیں۔۔۔۔ مگر بات صرف اتنی ہی نہیں، جناب سید آفتاب احمد نقوی اور بہت سی اوصاف کے مالک ہیں اور یہ اوصاف نہ صرف ان کی جدوجہد زیست سے عیاں ہیں بلکہ ان کی تحریروں کے آئینے میں صاف جھلکتے نظر آتے ہیں۔ جناب سید آفتاب احمد نقوی ایک کثیر المطالعہ اور وسیع الاشغال شخص ہیں، نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ان کا میدان تحقیق ہے، ان کی تنقید اپنے اندر توازن و اعتدال رکھتی ہے۔ ان کے تبصرے بے لاگ تبصرہ نگاری کا حق ادا کرتے ہیں۔۔۔۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کا قلم ایک مومن کا قلم ہے اور یہ ایک ایسی سعادت ہے جو کسی بھی صاحب قلم کے لئے مایہ صد افتخار ہو سکتی ہے۔

نعت کتابیات

(اردو، پنجابی، سندھی)

پاکستان میں مطبوعات حمد و نعت

غوث میاں

ذکر رب جلیل کی عظمت تو اپنی جگہ مسلم اور برتری کی حامل ہے لیکن اس ذکر عظیم کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ سعادت عظمیٰ ہے جس کی ہمسری کا دعویٰ کوئی اور ذکر کر ہی نہیں سکتا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کی جتنی صورتیں اور جہتیں ہیں منظوم نعت ان میں سب سے زیادہ دلکش، دلنشیں، موثر اور من موہنے والی صنف ہے۔

ہمارا ملک دیگر ممالک اور زبانوں کے مقابلے میں ہر اعتبار سے اس نعت کے حوالے سے ممتاز اور منفرد ہے۔ اس سر زمین پر عقیدتوں کے گلدستے بڑی چاہتوں اور محبتوں کے ساتھ سجائے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج کے دور کو نعت کا دور کہا جاتا ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ بالکل درست اور بجا کہا جاتا ہے۔

پاکستان میں چھپنے والے حمد و نعت کے دیوان، نعتیہ انتخاب، رسائل و جرائد کے نعت نمبر، نعت پر تحقیقی اور علمی مقالات، جائزے و تبصرے تواتر کے ساتھ منظر عام پر آتے رہتے ہیں۔ ان کاوشوں کو دیکھ کر اس بات کا احساس پیدا ہوتا ہے کہ مطبوعات حمد و نعت کے حوالے سے منظر عام پر آنے والی تمام تر تخلیقات کا تذکرہ بار بار ہوتا رہے۔ اس سلسلے میں اہل علم حضرات مطبوعات کا تذکرہ پہلے بھی کرتے رہے ہیں۔ اس بار میں نے بھی ایک کوشش کی ہے۔ اللہ نے چاہا تو یہ سلسلہ آئندہ بھی تسلسل کے ساتھ جاری رہے گا۔

میں نے اپنے طور پر پوری کوشش کی ہے کہ کسی قابل ذکر کتاب کا تذکرہ نہ رہ جائے تاہم احباب سے گزارش ہے کہ ان کے علم میں اگر کوئی تخلیق ایسی ہو جس کا ذکر اس تذکرے میں رہ گیا ہو تو برائے کرم مجھے مطلع فرمائیں۔

ایک بات میں اور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان مطبوعات کے علاوہ بے شمار ایسی اور بھی تخلیقات ہیں جو ابھی زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہو سکیں۔ ایسی تمام تر تخلیقات کی فہرست خاصی طویل ہو سکتی ہے۔ صرف چند لکھنے والوں کے نام درج کرنا چاہتا ہوں۔ مثلاً" حضرت وقار اجمیری، جناب عبدالرشیدؔ پریمی، محترم اسرار عارفی اور جناب شعیب آبرویہ وہ حضرات ہیں جو اب اس دنیا میں موجود نہیں اس کے علاوہ کتنے ایسے لکھنے والے ہمارے ملک میں ہیں جو اپنی کاوشیں منظر عام پر لانا چاہتے ہیں لیکن وسائل کی کمی آڑے آ رہی ہے کاش اس حوالے سے بھی غور و فکر کا سلسلہ کہیں سے شروع ہو جائے۔ اللہ کرے ایسا ہو اور جلد ہو۔

حمد

۱۹۸۰ء

پتھر کی آگ، عبدالسلام طور، لاہور

۱۹۸۴ء

الحمد، مظفر وارثی، لاہور

۱۹۸۶ء

ذوالجلال و الاکرام، حافظ لدھیانوی، فیصل آباد

۱۹۸۸ء

صحیفہ حمد، لطیف اثر، کراچی

۱۹۹۰ء

سبحان اللہ وبحمدہ، حافظ لدھیانوی، فیصل آباد

سبحان اللہ العظیم، حافظ لدھیانوی، فیصل آباد

۱۹۹۲ء

صحیفہ ذات، لطیف اثر، کراچی

انتخاب حمد و مناجات

۱۹۸۱ء

نغمہ توحید، عبدالغفار ظفر صابری، لاہور

۱۹۸۵ء

حمد، درد اسعدی، حیدر آباد

۱۹۸۶ء

حمد و مناجات، ضیاء محمد ضیاء۔ طاہر شادانی، لاہور

س۔ن

گلدستہ مناجات، زوار حسین نقشبندی، کراچی

مجموعہ مناجات، عبدالغفور قریشی، کراچی

نعت

۱۹۴۷ء

۱۹۴۸ء

تابش افسر ظہور انور، مولانا افسر بیخودی، کراچی

کفر و ایمان، بہزاد لکھنوی، لاہور

۱۹۴۹ء

دفتر رباعیات، اصطفا لکھنوی، کراچی

سلام فیروز، مولانا فیروز الدین، لاہور

نغمہ ہائے مبارک، مولانا ضیاء القادری، کراچی

۱۹۵۰ء

آفتاب تاج، تاج الدین احمد، لاہور

دیار نبی، مولانا ضیاء القادری، لاہور

راز حیات، ہما صدیقی، کراچی

۱۹۵۱ء

جام وارث (اول)، قیصر وارثی، کراچی

۱۹۵۲ء

گنجینہ تاج سر عرش، تاج جام نگری، کراچی

معروضہ، محمد الیاس برنی، لاہور

میلاد حسن پیغمبر، مولانا افسر بیخودی، کراچی

۱۹۵۳ء

جام وارث (دوئم) قیصر وارثی، کراچی

شمع حرم، محمود حسن رضوی، کراچی

شاخ طوبیٰ، آغا صادق، کوئٹہ

۱۹۵۴ء

تحفہ حرم، اسد ملتانی، ملتان

مسدس کامل، کامل جوناگڑھی، کراچی

۱۹۵۵ء

شان مصطفیٰ، شیر محمد ترمذی، لاہور

فردوس، ماہر القادری، لاہور

۱۹۵۶ء

ذکر حضور، بہزاد لکھنوی، کراچی

صدق مقال، عبدالمجید صدیقی، کراچی

۱۹۵۷ء

خشت خوں، حکیم امامی، لاہور

فردوس عقیدت، صابر براری، کراچی

قصیدہ بردہ شریف، (منظوم ترجمہ) فیاض الدین نظامی، کراچی

کیف بہاراں، آرزو اکبر آبادی، کراچی

گہوارہ مغفرت، امداد حسین نصرت، کراچی

محامد سید المرسلین، محمد علیم الہ آبادی، میرپور خاص

۱۹۵۸ء

بحضور سرور کائنات، اثر صہبائی، لاہور

نقش وفا، وفا ڈبائیوی، کراچی

۱۹۵۹ء

خزینہ بہشت، مولانا ضیاء القادری، کراچی

ریاض ہاشمی، محمد سلیم، کراچی

والی بطحا، عنایت اللہ عنایت، لاہور

۱۹۶۰ء

افکار جمیل، طالق ہمدانی، فیصل آباد

تنویر، اصطفا لکھنوی، کراچی

جمال رسول، مولانا اختر الحامدی، حیدر آباد

رباعیات امجد، امجد حیدر آبادی، کراچی

فروغ محامد، میرافق امروہوی، ملتان

کمال رسول، مولانا اختر الحامدی، حیدر آباد

گلہائے عقیدت، صوفی رہبر چشتی، کراچی

نوائے خامہ، نظر زیدی، لاہور

۱۹۶۱ء

آمنہ کا چاند، صابر براری، کراچی

جام نور، عزیز حاصل پوری، لاہور

غبار حجاز، راسخ عرفانی، گوجرانوالہ

فخر کونین حصہ اول، محشر رسول نگری، کوئٹہ

۱۹۶۲ء

شعر و الہام، عبدالکریم ثمر، لاہور

فخر کونین حصہ دوئم، محشر رسول نگری، کوئٹہ

۱۹۶۳ء

انتخاب کامل نمبرا، کامل جوناگڑھی، کراچی

تسکین روح، سکندر لکھنوی، کراچی

خلوت ہاشم، ہاشم رضا ضیائی، کراچی

خونابہ دل، نور جہاں بدایونی، کراچی

منور نعتیں، منور بدایونی، کراچی

۱۹۶۴ء

دیوان دلدار علی، دلدار علی بدایونی، ڈھاکہ

فار قلیط، عبدالعزیز خالد، کراچی

گلگشت بہشت، میر سید علی شائق کراچی

محامد مصطفیٰ، محمود حسن رضوی، کراچی

نعت لطیف، عبداللطیف، کراچی

۱۹۶۵ء

ترتیل، اختر حسین اختر، کراچی

صہبائے مدینہ، آثم نظامی، لاہور

عطر جذبات، احمد علی اثر، کراچی

نالہ ذبیح، محمد اسمٰعیل ذبیح، کراچی

۱۹۶۶ء

تاریخ اسلام (منظوم)، منیر علی جعفری، کراچی

جان رحمت، ہلال جعفری، ملتان

چشمہ کوثر، ظہیر الدین علوی، گوجرانوالہ

گلشن چشتی، مقصود احمد چشتی، گجرات
منمنا، عبدالعزیز خالد، کراچی

۱۹۶۷ء

چشمہ کوثر، آغا صادق، ملتان
شاخ طوبیٰ، ادب سیمابی، ملتان
قصیدہ نعتیہ جن، عمرو الجنی، گجرات
کلام یکتا، محمد فرید الدین یکتا، کراچی
یہ ہیں کارنامے رسول خدا کے، راجا عبداللہ نیاز، لاہور

۱۹۶۸ء

چراغ مصطفوی، مولانا عرفان رشدی، لاہور
خزینہ نعت، بشیر زواری، کراچی
نخخانہ محمد، قمر یزدانی، سیالکوٹ
سحاب رحمت، سکندر لکھنوی، کراچی
گلبانگ حرم، حمید لکھنوی، کراچی
نغمات حرم، مریم قادری، کراچی

۱۹۶۹ء

بادہ رنداں، فقیر قادری، لاہور
تسبیح رعنا، رعنا اکبر آبادی، کراچی
تجلیات، حافظ مظہرالدین، راولپنڈی
مینائے کوثر، انجم وزیر آبادی، لاہور

۱۹۷۰ء

آہنگ حجاز، فضل حق، لاہور
ارمغان عقیدت، منظور حسین منظور، لاہور
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (منظوم سیرت)، ضمیر علی
دل، لاہور
وسلم (منظوم سیرت)
نخخانہ زمزم، مینا زبیری، کراچی

شعاع نور، مقبول قریشی، کراچی
فخر کونین حصہ (سوئم)، محشر رسول نگری، کوئٹہ
قصیدہ بردہ شریف، عبداللہ ہلال صدیقی، کراچی
(منظوم ترجمہ)
گلہائے عقیدت، مینا زبیری، کراچی
نیر اعظم، محمد اعظم چشتی، لاہور
یاد حرمین، سالک نقوی، کراچی

۱۹۷۱ء

ثنائے خواجہ، حافظ لدھیانوی، فیصل آباد
جنگ نامہ اسلام (سوئم)، منظور حسین، گوجرانوالہ
سبز گنبد، ساغر صدیقی، لاہور
عقیدت، محمود اختر کیانی، راولپنڈی
نغمات عشق، عبدالغنی علیگ، کراچی

۱۹۷۲ء

انوار عقیدت، اختر الحامدی، گوجرانوالہ
اصناف نظم، کامل جوناگڑھی، کراچی
برگ طوبیٰ، منظور حسین منظور، لاہور
دربار رسالت میں، صبا متھراوی، کراچی
ریاض رسول (دوئم) ریاض الدین سہروردی، کراچی
قندیل حرم، غافل کرنالی، لاہور
قصیدہ بلا الف، مولانا طاہر سیف الدین، کراچی

۱۹۷۳ء

اعجاز مصطفیٰ، اعجاز رحمانی، کراچی
افکار قادری، فقیر قادری، لاہور
جذبات قادری، فقیر قادری، لاہور
چشم نم، فقیر قادری، لاہور
نغمات قادری، فقیر قادری، لاہور

۱۹۷۴ء

ارمغان حرم، سکندر لکھنوی، کراچی
ارمغان ضمیر، سید ضمیر جعفری، راولپنڈی
دارین، احسان دانش، لاہور
قرار جاں، خالد محمود، کراچی
قندیل حرم، بیان و یزدانی میرٹھی، لاہور
نعت محل، مولانا اختر الحامدی، لاہور
زخمہ دل، حکیم سرو سہارنپوری، راولپنڈی

۱۹۷۵ء

جلوہ گاہ، حافظ مظہر الدین، راولپنڈی
جام طہور، عبدالرحمٰن عاجز، فیصل آباد
حرف و نوا، شمس وارثی، کراچی
درود ان پر، یکتا امروہوی، کراچی
ذکر حبیب، شفیق اکبر آبادی، کراچی
شعاع دل، الطاف احسانی، کراچی
شاخ سدرہ، عبدالکریم ثمر، لاہور
گلبیز مغفور، بہاء الدین وقار، کراچی
مہر عرب، فضل حق، لاہور
مینائے عقیدت، مینا زبیری، کراچی
نوائے بردہ (منظوم ترجمہ بردہ شریف)، فروغ احمد، لاہور

۱۹۷۶ء

اس قدم کے نشاں، ادیب رائے پوری، کراچی
باب حرم، مظفر وارثی، لاہور
تجلیات شمس، شمس ہنسوی، لاہور
ممطایا، عبدالعزیز خالد، لاہور
سرونور، ماجد صدیقی، راولپنڈی
شمس و قمر، قمر میرٹھی، لاہور
غذائے روح، اعظم چشتی، لاہور
فریاد طاہرہ، طاہرہ صدیقی، کراچی

فیوض الحرمین، عبدالعزیز شرقی، ملتان
مدحت، عاصی کرنالی، لاہور
ممدوح کائنات، سکندر لکھنوی، کراچی

۱۹۷۷ء

ارمغان حرم، راسخ عرفانی، لاہور
بقعہ انوار، شمیم یزدانی، فیصل آباد
جمال مدینہ، مرتضیٰ خاور، رحیم یار خان
روح کائنات، صائم چشتی، فیصل آباد
رنگ رنگ عقیدت، سکندر حیا بریلوی، کراچی
راز ہدایت، اختر اقبال، کراچی
سرونے، غلام حسین اویسی، لاہور
شمشیر ضیاء بار، رحمٰن کیانی، کراچی
عشق محمدی (حصہ دوئم)، انوری بیگم، سکھر
قاب قوسین، اقبال عظیم، کراچی
قندیل نور، صابر کا سگنجوی، راولپنڈی
مختار کل، انور فیروز پوری، لاہور
ور فعنا لک ذکرک، راجا رشید محمود، لاہور

۱۹۷۸ء

اوصاف ختم المرسلین، جمیل رضوی امروہوی، کراچی
باب جبریل، مظہر الدین مظہر، راولپنڈی
بصیرت، نعیم تقوی، کراچی
جام طہور، صابر براری، کراچی
چراغ حرا، مسرور کیفی، کراچی
روشنی، سیف زلفی، لاہور
صلو علیہ و آلہ، حفیظ تائب، لاہور
طیبہ کو چلو، حمید بیگ عالم، کراچی
فتوحات اسلام (منظوم)، ہما صدیقی، کراچی
قصیدہ بردہ (منظوم ترجمہ)، مہر عبدالحق، ملتان

لمعات، وحیدہ روشن، لاہور
نعت مصطفیٰ، قیوم نظر، لاہور
نوید سحر، قمر حجازی، اوکاڑہ
نورو نغمہ، ظہیر احمد تاج، کراچی
نذر حبیب، سید حبیب احمد، لاہور

۱۹۷۹ء

آیہ رحمت، ستار وارثی، کراچی
آخری کرنیں، خورشید آرا بیگم، کراچی
آں خنک شہرے، صائم چشتی، فیصل آباد
بحضور رحمتہ اللعالمین، مبارک علی، لاہور
تصویر کمال محبت، ادیب رائے پوری، کراچی
حسنت جمیع خصالہ، قمر الدین انجم، کراچی
خیر الوریٰ، ظہیر صدیقی، لاہور
ذکر خیر صلی اللہ علیہ وسلم، راسخ عرفانی، گوجرانوالہ
سامان بخشش، مفتی اعظم ہند نوری، سکھر
سفینہ دل، سکندر لکھنوی، کراچی
سراج منیر، بشیر اللہ جلپوری، کراچی
عقیدت کے پھول، محمد عاشق، لاہور
مدحت خیر البشر، راغب مراد آبادی، کراچی
ماذ ماذ، عبدالعزیز خالد، لاہور
نعت و سلام، وحیدہ نسیم، کراچی
نغمات نعت النبی، غلام نبی بسیط، کراچی
نور نکہت، فیاض احمد کاوش، سیالکوٹ

۱۹۸۰ء

ارمغان نور، نور الحسن، چشتی، لاہور
انوار سخن، ابوالفاروق انور، لاہور
ارمغان حق، محفوظ علی صابر، اٹک
افکار قدس، انور ڈیرہ دونی، کراچی

آہ سحر گاہی، بیگم نصرت رشید، لاہور
دیوان حمد و نعت، ماہر شکوہ آبادی، کراچی
سراجاً" منیرا"، سکندر لکھنوی، کراچی
سلسلہ خواب، بسمل آغائی، حیدر آباد
شعاع ایمان، الطاف احسانی، کراچی
شاخ بریدہ، شاد افسری، اوکاڑہ
صلی علی، محمد احمد شاد، گوجرانوالہ
قاسم خلد، سکندر لکھنوی، کراچی
گلدستہ عقیدت، محمد شفیع مجبور، لاہور
گنبد نور، وفا نازشی، کراچی
متاع عزیز، عزیز لدھیانوی، گوجرانوالہ
ملجا و ماویٰ، مسرور کیفی، کراچی
مہر درخشاں، قمر یزدانی، سیالکوٹ
نعم، کرم حیدری، لاہور
نور ازل، قیصری کانپوری، کراچی
نعت حبیب، شیدا وارثی، سکھر
نشید حضوری، حافظ لدھیانوی، لاہور
نجم سحر، ذوقی مظفر نگری، لاہور

۱۹۸۱ء

اقراء، صہبا اختر، کراچی
امام القبلتین، سکندر لکھنوی، کراچی
جمال حرم، مسرور کیفی، کراچی
حدیث آشنا، اقبال صلاح الدین، لاہور
حدیث جاں، راسخ عرفانی، گوجرانوالہ
حسن کائنات، صائم چشتی، فیصل آباد
رجائے بخشش، عبدالغنی سالک، لالہ موسیٰ
صبح ازل، نسیم امروہی، لاہور
طاب طاب، عبدالعزیز خالد، لاہور

مصحف بیدم، بیدم شاہ وارثی، لاہور
نعت کے پھول، محمد احمد شاد، گوجرانوالہ
نعتیہ قطعات، حافظ لدھیانوی، فیصل آباد
نور ابدیٰ، احسان فاروقی، کراچی
ہوائے طیبہ، عبدالرحمٰن، لاہور

۱۹۸۲ء

احسن تقویم، عبدالکریم ثمر، لاہور
بعد از خدا، طفیل دارا، لاہور
پہلی کرن آخری روشنی، اعجاز رحمانی، کراچی
پھول حمد و نعت کے، طالب حسین طالب، لاہور
تضمین مبین، عزیز حاصلپوری، ملتان
ثنائے حبیب، نجم پیلی بھیتی، کراچی
حمد و نعت، سرور بجنوری، فیصل آباد
حسرت نعت، آسی ضیائی، لاہور
حدیث شوق، راجا رشید محمود، لاہور
حرف حرف روشنی، قمر صدیقی، راولپنڈی
دیوان ریاض، ریاض الدین سہروردی، کراچی
دیوان اظہر، خدا بخش اظہر، شجاع آباد
رحمت کے دریچے، حمید بیگ عالم، کراچی
ساز حجاز، سیماب اکبر آبادی، کراچی
شان کائنات، صائم چشتی، فیصل آباد
صبح سعادت، یزدانی جالندھری، لاہور
عبدہ، عبدالعزیز خالد، لاہور
فخر کونین، محشر رسول نگری، کوئٹہ
قدم قدم سجدے، خالد محمود خالد، کراچی
کیف مسلسل، حافظ لدھیانوی، فیصل آباد
گفتار عزیز، عزیز الحق عزیز، کراچی
مرسل آخر، قمر ہاشمی، کراچی

مظہر نور، گوھر ملیسانی، صادق آباد
مولائے کل، مسرور کیفی، کراچی
میزاب، مظہر الدین مظہر، لاہور
مثنوی جمال محمد، شمس الحق بخاری، کراچی
میخانہ تصور، آباد پیلی بھیتی، کراچی
میلاد زہرا، فاطمہ بلگرامی، ملتان
موج کوثر، عبرت صدیقی، کراچی
نور جھرونکے، سیدہ رابعہ نہاں، لاہور

۱۹۸۳ء

آئنہ مظہر، مظہر قادری، پشاور
آیات عشق (دوئم)، عبدالغنی علیگ، کراچی
ارمغان عقیدت، اختر امروہوی، کراچی
ثناء، الطاف قریشی، مظفر آباد
جمال نور، عزیز حاصل پوری، ملتان
جان جہاں، محمد افضل فقیر، لاہور
چادر رحمت، منیر قصوری، لاہور
سید المرسلین، سکندر لکھنوی، کراچی
سلسبیل، اثر زبیری، کراچی
صبح سعادت، یزدانی جالندھری، گوجرانوالہ
صحیفہ نور، عزیز حاصل پوری، لاہور
فیضان کرم، عابد نظامی، لاہور
فرط عقیدت، ضمیر اطہر، راولپنڈی
قصیدہ بردہ (منظوم ترجمہ)، مبارک علی، لاہور
کتاب حرم، اطہر حسین زاہدی، کراچی
گلدستہ عقیدت سلطان محمود، کراچی
مدح رسول، راغب مراد آبادی، کراچی
م۔ ص، فدا خالدی، کراچی
مثنوی بحر عشق، عبدالغنی علیگ، کراچی

نور یزداں، مسرور کیفی، کراچی
نعت رسول، نجم نعمانی، ساہیوال
نور رب العالمین، حشمت آراء، لاہور
نعت رسول مقبول، حنیف احمد، کراچی
نعت و منقبت، سرور بخوری، فیصل آباد
ہلال حرم، ہلال جعفری، ملتان
۱۹۸۴ء
آیہ رحمت، مسرور بدایونی، فیصل آباد
ارمغان سیفی، مکرم علی سیفی، کراچی
تشبیب، خالد احمد، لاہور
ترجمان عقیدت، ملک نور محمد، لاہور
جلوہ تاباں، تاباں عابدی، ملتان
چاند ستارے، ع۔ بخار علیگ، کراچی
حمد و نعت، ع۔ س۔ مسلم، لاہور
حمد و ثناء، شاہد الوری، کراچی
حرف حرف عقیدت، غلام زبیر نازش، گوجرانوالہ
حریم نعت، محمد اقبال شیدا، فیصل آباد
خورشید حرا، رفیع الدین ذکی، لاہور
ذکر خیر الانام، حنیف اسعدی، کراچی
زاد سفر، باقی صدیقی، راولپنڈی
سراج المنیر، منیر علی جعفری، کراچی
سرود طیبہ، محمد حسن زبیری، کراچی
شراب طہور، اسماعیل ذبیح، راولپنڈی
عقیدت، راشد بزمی، ملتان
فیضان نظر، حکیم روکش اجمیری، حیدر آباد
قوس عقیدت، سہیل اختر، کوئٹہ
کلام ناصر، ناصر چشتی، ساہیوال
کاروان شوق، ناظم بزمی، لاہور

کلام حشمت، حشمت علی، حیدر آباد
گل فشاں، محمد احمد عزمی، کراچی
لو لاک لما، انور جمال، ملتان
مرے آقا، امید فاضلی، کراچی
میزاب رحمت، مسرور کیفی، کراچی
محفل نعت، ظہیر صدیقی، لاہور
نور حرا، نصیر آرزو، کراچی
نور ازل، مظفر وارثی، لاہور
ہلال حرم، ہلال جعفری، ملتان
۱۹۸۵ء
ارمغان جمیل، جمیل نقوی، کراچی
ارمغان حافظ، حافظ عبدالغفار، کراچی
بحضور خاتم الانبیاء، راغب مراد آبادی، کراچی
بے مثال، عارف عبدالمتین، لاہور
بعد از خدا بزرگ توئی، رحمٰن خاور، کراچی
پیامبر فجر، اصغر علی شاہ، ملتان
تقدیس، تابش دہلوی، کراچی
جمال الہام، حشمت یوسفی، کراچی
چراغ عالمین، اسماعیل انیس، کراچی
حرا کی خوشبو، انجم نیازی، جھنگ
رخت سفر، ذاکر علی خاں، کراچی
زاد راہ، شیدا جبل پوری، کراچی
سرمہ خاک پا، وقار صدیقی واصفی، کراچی
صل علی محمد، عابد نظامی، لاہور
صحیفہ ندرت، علامہ ندرت میرٹھی، کراچی
صل اللہ یا محمد، شکیل احمد طاہر، کراچی
عرفانیت، عارف سیمابی، کراچی
کلیات قادری، مولانا غلام رسول، کراچی

کلام سراج، سراج الدین، کراچی
گلدستہ حمد و نعت، اے۔ آر چنگیز، لاہور
گلدستہ نعت، صدا گجراتی، لاہور
محمد ہی محمد، امین علی نقوی، فیصل آباد
میرے حضور، محمد وجیہہ عرفانی، لاہور
ماحی، ساغر مشہدی، ملتان
معجزات رسول (بار دوئم) فضل جالندھری، لاہور
مدحت شان رسول، اخلاق احمد سالک، کراچی
نعت حبیب، سکندر لکھنوی، کراچی
نکہت نور، خادمی اجمیری، حیدر آباد
نسیم منیٰ، راسخ عرفانی، گوجرانوالہ
نور الانوار، صدر جگرانوی، لاہور
وسیلہ، عاصم گیلانی، لاہور
ہالۂ نور، مسرور کیفی، کراچی
ہلال طیبہ، احمد سہارنپوری، کراچی
یاد نبی میں، شبیر حسن انصاری، حیدر آباد

۱۹۸۶ء

الہام، خالد عرفان، کراچی
المزمل، طفیل دارا، لاہور
القلم، بدر ساگری، حیدر آباد
برق تجلی، بادشاہ حسین رعنا، کراچی
بہشت عقیدت، واثق بنگلوری، کراچی
ثنائے حبیب، علی اکبر سلیم، لاہور
حرف ثناء، محشر بدایونی، لاہور
دین ہمہ اوست، نصیرالدین نصیر، جہلم
ریاض رسول (حصہ سوئم)، ریاض الدین سہروردی، کراچی
سروش سدرہ، ارمان اکبر آبادی، کراچی
سید الکونین، مسرور کیفی، کراچی

سوئے حرم سوئے طیبہ، گہر اعظمی، کراچی
شمس الضحیٰ، قمر وارثی، کراچی
صاحب الجمال، انجم رحمانی، کراچی
ضیائے بدر، بدر عالم بدر، اسلام آباد
ضامن حقیقت سید ضامن علی، حیدر آباد
عکس جمال، اثر لدھیانوی، گوجرانوالہ
فردوس نعت، صائم چشتی، فیصل آباد
گلستان ثناء، سکندر لکھنوی، کراچی
معطر معطر، ستار وارثی، کراچی
مضراب جاں، اختر بجنوری، کراچی
نعتوں کے گلاب، عاصی کرنالی، ملتان
نور نظر، شمشاد علی اثر، کراچی
نغمہ نور، حامد الوارثی، فیصل آباد
یا ایہا الرسول، کرم حیدری، اسلام آباد

۱۹۸۷ء

اظہار عقیدت، صدیق فتحپوری، کراچی
افکار کی خوشبو، اعجاز رحمانی، کراچی
برگ سبز، اختر ہوشیار پوری، اسلام آباد
بخشش رب، محفوظ علی صابر، اٹک
بستان فیوض، عاشق حسین عاشق، راولپنڈی
ثنائے رسول، گہر اعظمی، کراچی
حرا کا چاند، محمد صابر کوثر، کراچی
خورشید رسالت، خورشید ایلچپوری، کراچی
خمستان حجاز، مولانا ظفر علی خان، لاہور
زاد عقبیٰ، ساقی گجراتی، لاہور
ساز عقیدت، رفیع الدین ذکی، لاہور
سیدنا، سلیم گیلانی، اسلام آباد
نہر علم، سہیل غازی پوری، کراچی

صبح بہاراں، عزیز لطیفی، کراچی
قندیل عرش، شریف امروہوی، کراچی
لب کشا، اقبال عظیم، کراچی
گلہائے عقیدت، انور فاخرہ انوری، سکھر
مطلع فاراں، حافظ لدھیانوی، فیصل آباد
معراج سخن، حافظ محمد مستقیم، کراچی
مرحبا، مسرور کیفی، کراچی
مینار حرم، بشیر فاروق، کراچی
مختار کونین، سکندر لکھنوی، کراچی
نعت ہی نعت، نیر اسعدی، کراچی
نور کی ندیاں رواں، نعیم صدیقی لاہور
نورونکہت، رفیع الدین ذکی، لاہور
نوائے خادم، محمد حنیف خادم، کراچی
ورثہ، سعید وارثی، کراچی
وحدت و مدحت، جمیل عظیم آبادی، کراچی

۱۹۸۸ء

آفتاب حرا، نظیر لدھیانوی، لاہور
آپ کی باتیں، محمد اقبال نجمی، گوجرانوالہ
برگ ثناء، تابش صمدانی، ملتان
باب حرم، مظفر وارثی، لاہور
باران رحمت، منیر کمال، فیصل آباد
برق تپاں، شیخ ننکانوی، لاہور
جذبہ محبت، یونس ہویدا، کراچی
چراغ طور، طور نورانی، گجرات
حدیث عشق، نذیر احمد علوی، لاہور
حضور، اختر لکھنوی، کراچی
رحمت لقب، اقبال صفی پوری، کراچی
ساغر کوثر، قمر یزدانی، سیالکوٹ

سجدہ حرف، مسرور کیفی، کراچی
سرشک تبسم، غلام مصطفیٰ تبسم، کراچی
شمع فروزاں، وحید انجم، سیالکوٹ
طائرین، وحید الحسن ہاشمی، لاہور
عقیدت خامہ، ممتاز راشد، لاہور
عشق محمد، سید محمد امین علی نقوی، فیصل آباد
قصیدہ رسول تہامی، حافظ عبدالغفار، کراچی
کاروان حرم، ع۔ س۔ مسلم، لاہور
کیف دوام، سجاد مرزا، گوجرانوالہ
لا نبی بعدی، سید محمد علی امین نقوی، فیصل آباد
لوح بھی تو قلم بھی تو، راز کاشمیری، گوجرانوالہ
نوائے حمد، بقا نظامی، کراچی
مے طہور، عبدالغفور ملک، ایبٹ آباد
مصدر انوار، مہر وجدانی، کراچی
نمود صبح، تہور علی زیدی، حیدر آباد
نغمہ فردوس، شکیل بدایونی، کراچی
نور ازل، مظفر وارثی، لاہور
نیر حرم، بے چین رجپوری، لاہور
ور فعنالک ذکرک، احمد اللہ فاروقی، کراچی
یارسول اللہ، رفیق احمد کلام، کراچی

۱۹۸۹ء

ارمغان عقیدت، حسین شاہ فدا، اسلام آباد
بیعت، جعفر بلوچ، لاہور
پھولوں کی ڈالی، ریاض زیدی، کراچی
تقدیس، حسین سحر، ملتان
تجلیات حرم، اثر فاضلی جے پوری، کراچی
حسن رحمت، منظور علی شیخ، لاہور
حرف نیاز، رفیع الدین ذکی، لاہور

ذکر جمیل، ماہر القادری، لاہور
ذکر خیر الوریٰ، عزیز الدین خاکی، کراچی
شمیم صحرا، الطاف احسانی، کراچی
شہ دوسرا، اصغر سودائی، سیالکوٹ
صبح صادق، منیر کمال، فیصل آباد
صحیفہ نعت، لطیفت اثر، کراچی
طلع البدر علینا، ریاض احمد پرواز، فیصل آباد
طلوع شمس، شمس الحق نظامی، کراچی
کعبہ عشق، مظفر وارثی، لاہور
گہرہائے فروزاں، عرفان رضوی، راولپنڈی
ماہ طیبہ، صبیح رحمانی، کراچی
محمد رسول اللہ، سید محمد امین علی نقوی، فیصل آباد
مینار نور، حیرت الہ آبادی، کراچی
مہرجہاں تاب، انور حسین انور، کراچی
مدحت رسول اللہ، محمد وکیل جیلانی، فیصل آباد
مدینے کی مہک، طاہر سلطانی، کراچی
نکہت حرا، راسخ عرفانی، گوجرانوالہ
نگار حرم، ممتاز بجنوری، کراچی
نگار عقیدت، حافظ عبدالغفار، کراچی

۱۹۹۰ء

آیہ رحمت، منیر قصوری، لاہور
اشک فروزاں، بدر فاروقی، کراچی
اساس، سرشار صدیقی، کراچی
بہار گلشن نعت، عزیز یار خاں، کراچی
بہار گلشن نعت، عزیز یار خاں، کراچی
راہ حجاز، عرفان رضوی، راولپنڈی
رؤف رحیم، عابد نظامی، لاہور
صلوۃ علی النبی، حافظ لدھیانوی، فیصل آباد

ضو فشاں، محبت خان بنگش، کوہاٹ
عنوان تمنا، محمد افضل کوٹلوی، فیصل آباد
قصیدہ بنام خیر الانام، قمر اجنالوی، لاہور
کشکول، ازہر درانی، لاہور
مہرجہاں تاب، مقبول شارپ، حیدر آباد
معراج سخن، مسعود رضا خاکی، لاہور
مہر فاراں، رفیع الدین ذکی، لاہور
میلاد عاشی، بیگم رضیہ احمد، کراچی
نعتیہ ہائیکو، محمد اقبال نجمی، گوجرانوالہ
نور و نکہت، حضرت علامہ خاکی، ملتان
و سلمو تسلیما، حفیظ تائب، لاہور
وما ارسلنک الا رحمتہ اللعامین، ندیم نیازی، رحیم یار خاں
وسیلہ بخشش، محمد حفیظ نقشبندی، کراچی
یا صاحب الجمال، حافظ لدھیانوی، فیصل آباد
وحدت کے پھول، رئیس جمالی، فیصل آباد

۱۹۹۱ء

ابر رحمت، مسعودہ خانم، کراچی
ابر کرم، طالب جلال، کراچی
المعراج، غلام فرید فریدی، فیصل آباد
بدر الدجیٰ، راغب مراد آبادی، کراچی
برگ سدرہ، خلیق قریشی، فیصل آباد
تاباں تاباں، لیث قریشی، کراچی
جذب حسان، حافظ لدھیانوی، فیصل آباد
رؤف رحیم، عابد نظامی، لاہور
شفاعت، سید قمر زیدی، کراچی
صبح تجلی، سیدہ رابعہ نہاں، راولپنڈی
صبح تجلی، شریف امروہوی، کراچی
عطائے محمد، محمد افضل فقیر، لاہور

عطا کی خوشبو، عارف رضا، فیصل آباد
فردوس آرزو، استاد عارف اکبر آبادی، کراچی
کیف و سرور، اکرم علی اختر، لاہور
کیف و سرور، مقبول احمد قادری، لاہور
کیفیات، اختیار حسین کیف، کراچی
کملی میں بارات، عرش صدیقی، ملتان
لالہ زار نعت، لالہ صحرائی، صادق آباد
نسیم حجاز، غنی دھلوی، کراچی
ھواللہ العشق، عنبر شاہ وارثی، کراچی
قندیل حرم، نجم نعمانی، لاہور
ثنائے حبیب، قاری حبیب اللہ، کراچی

۱۹۹۴ء

ارم دوام، نظیر شاہجہانپوری، کراچی
اے ہوا موذن ہو، نذیر قیصر، لاہور
باران نعت، لالہ صحرائی، لاہور
بلاوا، غوث متھراوی، کراچی
بام عرش (بار دوم) منظور احمد مہجور، لاہور
سرمایہ حیات، سید دانیال ساجد، لاہور
تجلی انوار، سخاوت علی جوہر، کراچی
تحفہ نظامی، شاہ انصار الہ آبادی، کراچی
تائید جبریل، حافظ لدھیانوی، فیصل آباد
توصیف، یزدانی جالندھری، لاہور
جمال، احمد ندیم قاسمی، لاہور
جمال کون و مکان، طاہر لاہوری، لاہور
جمالستان رحمت، حبیب اللہ حاوی، لاہور
چراغ آرزو، سجاد مرزا، گوجرانوالہ
حرف عطا، مسرور کیفی، کراچی
حسن محمد، سید محمد امین علی نقوی، فیصل آباد
دستہ گل، فاضل عثمانی، کراچی

دل سے در نبی تک، مظفر وارثی، لاہر
رحمت یزدان، طفیل ہوشیارپوری، لاہور
زاد آخرت، مولانا جامی بدایونی، کراچی
سحر کا غازہ، بشریٰ شمس، کراچی
سبز گنبد نیلا آسماں، احمد فاخر، کراچی
شہپر جبرئیل، بقا نظامی، کراچی
صحیفہ نور، نور صابری، شجاع آباد
قریہ قریہ خوشبو، اخلاق عاطف، سرگودھا
لازوال، حفیظ صدیقی، لاہور
میر حجاز، بشیر فاروقی، کراچی
موج عرفان، عارف رحمانی، حیدر آباد
نعت نفیس، نفیس قادری، کراچی
ورد نفیس، ریاض الدین عطش، کراچی

س ن

انوار طیبہ، بدل جبل پوری کراچی
آفتاب مدینہ، پروفیسر شوق فدائی، لاہور
ایوان نعت و سلام، آباد محمدی، حیدر آباد
انتخاب کامل ۲، کامل جوناگڑھی، کراچی
ارمغان فیض، صاحبزادہ فیضل الحسن، گوجرانوالہ
اعجاز بیان، اسرار احمد خان، گوجرانوالہ
افسر معراج، مولانا افسر صابری، کراچی
انا من الحسین، رئیس امروہوی، کراچی
ارمغان مدینہ، صوفی امینی، لاہور
انوار الحرمین، محمود حسن رضوی، کراچی
بہار عقیدت، اختر الحامدی، کراچی
تاج عرب، امیر صابری، لاہور
جام کوثر، درد کاکوروی، کراچی
جلوہ عریاں، صابر فقیر صابری، گوجرانوالہ
چمن مصطفیٰ، محمود حسن رضوی، کراچی

چمن حسن چمن، محمود حسن رضوی، کراچی
چشمہ کوثر، ظہیر الدین علوی، لاہور
چراغ نور، نور محمد سہارنپوری، کراچی
حسن کلام، راسخ عرفانی، گوجرانوالہ
حسن دو عالم، محمود حسن رضوی، کراچی
حمد و نعت، سرور بجنوری، فیصل آباد
خیابان قادری، جاوید اقبال قادری، فیصل آباد
دیوان بیکس، بیکس جبلپوری، کراچی
خمخانہ بادہ ولا، اشرف علی خان، میرپور خاص
درمان غم، بہزاد لکھنوی، کراچی
دیوان صفدر، صفدر حسین قادری، فیصل آباد
دعائے نیم شبی، بیگم نصرت رشید، بہاولپور
دیوان بیدم، بیدم شاہ وارثی، کراچی
دیوان سالک، احمد یار خان نعیمی، گجرات
درد کا درماں، درد کاکوروی، کراچی
ذوق نعت، حسن رضا بریلوی، کراچی
رحمت کے پھول، رئیس خان جمالی، فیصل آباد
رحمت فشاں، محمود حسن رضوی، کراچی
رفیق محمود، محمود شاہ ہزاروی، ہزارہ
ساز بطحی، محمد احمد صدیقی، کراچی
سلام بحضور خیر الانام، حافظ لدھیانوی، فیصل آباد
سدرہ و طوبیٰ، الم مظفر نگری، لاہور
شمع تجلی، فوق شوق ملیح آبادی، کراچی
شاہنامہ اسلام، حفیظ جالندھری، کراچی
شراب طہور، ابوالکمال ماہر، کراچی
شگوفہ محمدی، راغب رحمانی، کراچی
شب اسریٰ، محمد امین چشتی، کراچی
شعلہ عشق، نثار احمد، لاہور
صلی علی محمد، کیفی سرحدی، پشاور

ضمیر کے چراغ، طیب راقم علیگ، کراچی
طیبہ کے جانے والے، شمس وارثی، کراچی
ظہور ہدایت، ظہور شاہ قادری، لاہور
ظہور قدسی، ماہر القادری، کراچی
عقیدت جاوداں، استاد قمر جلالوی، کراچی
عقیدت، عرشیہ علوی، کراچی
عاشق رسول کریم، عبدالکریم عاشق، راولپنڈی
عقیدت کے پھول، اسلم جالندھری، گجرات
قبالۂ بخشش، جمیل الرحمٰن قادری، فیصل آباد
کرم بالائے کرم، بہزاد لکھنوی، کراچی
گلہائے عقیدت، سید حمید الدین، کراچی
گلدستہ رسالت، شوق مصطفائی، نواب شاہ
گلزار معرفت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، کراچی
گلہائے عقیدت، نذیر احمد علوی، لاہور
مدینہ کی دھول، مولانا الیاس قادری، کراچی
میرا سینہ مدینہ ہو، مولانا الیاس قادری، کراچی
مطلع الانوار، کامل جوناگڑھی، کراچی
محفل پر نور، محمود حسن رضوی، کراچی
موج نور، شہاب دہلوی، بہاولپور
مجلّہ ممتاز (حصہ اول) ممتاز حسین ممتاز، کراچی
میلاد صوفی، صوفی وارثی میرٹھی، لاہور
منبع انوار، یامین وارثی، کراچی
موج نور، نجم نعمانی، لاہور
مینار تجلی، حشمت آراء حجاب، لاہور
مدینہ کا تبرک، رشید گنواری، لاہور
نعمت عظمیٰ، محمود حسن رضوی، کراچی
نغمہ روح، بہزاد لکھنوی، کراچی
نذرانے، نادر جاجوی، فیصل آباد
نذرانہ، معینہ انور معین، کراچی

نوائے ظہوری، محمد علی ظہوری، لاہور
نغمہ میلاد، محمد احمد شاد، لاہور
نعت رسول، مجم نعمانی، لاہور
نعت رسول، حبیب احمد نقشبندی، حیدر آباد
نعت سید المزنبین، احمد حسین قاسم، آزاد کشمیر
نعت سید ولد آدم، احمد حسین قاسم، آزاد کشمیر
ندائے ظہور، ظہور احمد، فیصل آباد
نعت و سلام، حنیف اسعدی، کراچی
نغمہ ربانی، مولانا ضیاء القادری، کراچی
نقوش عقیدت، الطاف احسانی، کراچی
نغمات حرم، مرتضیٰ خاور، رحیم یار خان
نذرانہ، عاقل بریلوی، کراچی
ظہور قدسی، انتظام اللہ شہابی، کراچی
لمحات کریمی، پیر محمد طاہر، کراچی
سرور کائنات، درد کاکوروی، لاہور
لمعات اوج، اوج۔ گیاوی، لاہور
واحدنیہ، غلام محمد مخدومی، کراچی
توشہ، حسنین کاظمی شاد، اسلام آباد
تحفہ مہاجر، منشی کرامت اللہ لاہور
حدائق بخشش، احمد رضا بریلوی، کراچی
قصیدہ بردہ شریف (منظوم) درد کاکوروی، کراچی
قصیدہ باغ و بہار، محمود شاہ بزاروی، راولپنڈی
گلدستہ عقیدت، سید وارث جیلانی، فیصل آباد

نعتیہ انتخاب

۱۹۵۷ء

حمد و نعت، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور

۱۹۶۰ء

صحیفہ انوار، علامہ سید عشقی، لاہور

۱۹۶۳ء

بستان نبی صلی اللہ علیہ وسلم، غلام نبی، کراچی
ہندو شعرا کا نعتیہ کلام، فانی مراد آبادی، فیصل آباد

۱۹۶۵ء

فانوس رحمت، انجمن فانوس ادب کراچی، کراچی

۱۹۶۶ء

نقش سعادت، ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی، کراچی

۱۹۶۷ء

نوائے سروش، نثار احمد، کراچی

۱۹۷۲ء

گلدستہ نقشبندی، محمد بشیر نقشبندی، فیصل آباد

۱۹۷۳ء

مدح رسول، راجا رشید محمود، لاہور

۱۹۷۵ء

خیرالبشر کے حضور، ممتاز حسن، لاہور
اغثنی یا رسول اللہ، محمد منشا تابش قصوری، لاہور

۱۹۷۶ء

ارمغان نعت، شفیق بریلوی، کراچی
صحیفہ نعت، اکبر غالبی، کراچی

۱۹۷۷ء

مجموعہ نعت، انیس احمد نوری، سکھر
نعت خیرالبشر، سید فیضی، لاہور

۱۹۷۸ء

گلدستہ نعت، ضیاء محمد ضیاء۔ طاہر شادانی، لاہور

۱۹۷۹ء

خاصہ خاصان رسل، ادارہ علم و فن پاکستان، پشاور
مخزن نعت، پروفیسر محمد اقبال جاوید، لاہور

۱۹۸۰ء

صلی اللہ علیہ وسلم، راز کاشمیری، لاہور
گلدستہ بحضور خیرالانام، نذر صابری، اٹک

۱۹۸۱ء

صلی علیٰ محمدؐ، میر واصف علی، کراچی

جواہرالنعت، عزیز صابری، کراچی

۱۹۸۲ء

نعت خاتم المرسلین، راجا رشید محمود، لاہور

۱۹۸۳ء

ورفعنا لک ذکرک، سید انجم جعفری، میانوالی

مجموعہ نعت، محمد عثمان پیرزادہ، لاہور

۱۹۸۴ء

ثنائے خواجہ کونین، درد اسعدی، حیدر آباد

صلی اللہ علیہ وسلم، فاضل حمیدی، شہداد پور

شان محمدؐ، محبت خان بنگش، کوہاٹ

۱۹۸۵ء

انوار حرمین، صدیق اسماعیل، کراچی

بزم رسالت، حاجی گل بخشالوی، کھاریاں

۱۹۸۶ء

انوار حرم (اول)، مجلس احباب ملت، کراچی

۱۹۸۷ء

میرے آقا میرے حضور، ریاض ندیم نیازی، لاہور

۱۹۸۸ء

رحمت تمام، بزم ادب نیشنل بینک آف پاکستان، کراچی

کشف العرفان، ڈاکٹر نور محمد ربانی، کراچی

مجموعہ نعت، نور محمد قادری، لاہور

نور سخن، نور احمد میرٹھی، کراچی

۱۹۸۹ء

جان رحمت، اخلاق عاطف، سرگودھا

کشکول عقیدت خادمی اجمیری۔ ضامن حسنی، حیدر آباد

۱۹۹۰ء

بہار نعت، حفیظ تائب، لاہور

انوار حرم (دوئم)، مجلس احباب ملت، کراچی

۱۹۹۱ء

دربار رسالت، گل بخشالوی، کھاریاں

شاہکار نعتیں، سعد اللہ شاہ، لاہور

نعت مصطفیٰ، ناصر زیدی، راولپنڈی

نصاب عشق، محمد محب اللہ اظہر، لاہور

۱۹۹۲ء

ایوان نعت، سید صبیح الدین رحمانی، کراچی

منتخب نعتیہ کلام، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، کوئٹہ

نعتیہ انتخاب (خصوصی)

۱۹۵۵ء

انتخاب کلام امیر مینائی، امیر مینائی، خالد مینائی، لاہور

۱۹۸۷ء

قلزم رحمت، امیر مینائی، راجا رشید محمود، لاہور

۱۹۸۸ء

نعت حافظ، حافظ پیلی بھیتی، راجا رشید محمود، لاہور

۱۹۹۰ء

سفینہ نعت، مسرور کیفی، ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی، کراچی

۱۹۹۲ء

منتخب نعتیں، حضرت ستار وارثی، شہزاد احمد، کراچی

مقالات۔ پی۔ ایچ۔ ڈی (اردو)

۱۹۷۶ء

اردو میں نعتیہ شاعری، ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق، کراچی

۱۹۹۱ء

اردو میں نعت گوئی، ڈاکٹر ریاض مجید، لاہور

سندھی زبان میں نعتیہ کتب

پروفیسر سید گل محمد بخاری

سندھی زبان میں نعتیہ کتب پر مشتمل یہ مقالہ میں نے "اوج" کے نعت نمبر کے لئے برادر مکرم جناب پروفیسر ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی کی خواہش کے احترام میں تحریر کیا ہے۔ مجھے اس بات پر اور بھی زیادہ مسرت ہے کہ یہ مضمون پنجاب سے شائع ہو رہا ہے۔ اس فہرست میں سیرت النبیؐ پر مشتمل کتب جو زیادہ تر نثر میں ہیں لیکن کچھ حصہ منظوم بھی ہے کا ذکر نہیں ہو سکا۔ ان تفاصیل کے لئے میری کتاب "سندھی بولی میں ذکر حبیبؐ" کا مطالعہ اشد ضروری ہے۔ جس میں ۳۶۴ کتب کا تعارف کرایا گیا ہے۔ اپنے موضوع کے اعتبار سے سندھی زبان میں اپنی نوعیت کی یہ پہلی کتاب ہے۔ میری یہ کتاب سیرت النبیؐ کے موضوع پر میری ایک دوسری کتاب "رہبر کامل" کے آخر میں طبع ہو چکی ہے۔ بہرحال زیر نظر فہرست میں سندھی زبان کے نعتیہ ادب سے متعلق بہت سی کتب کا ذکر محفوظ کر لیا گیا ہے۔

اس فہرست کی تیاری میں مجھے سیرت لائبریری شہداد کوٹ کے علاوہ لائبریری انسٹیٹوٹ آف سندھیالوجی جام شورو اور مولانا محمد قاسم سومرو کی قاسمیہ لائبریری کنڈیارو کو دیکھنے کا موقع بھی ملا ہے۔ میں نے جن دیگر اصحاب علم و دانش سے اس سلسلے میں استفادہ کیا ہے ان میں ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی (لاڑکانہ) ڈاکٹر میمن الغفور سندھی (لاڑکانہ) پروفیسر عبدالرحمٰن جتوئی (شکارپور) ڈاکٹر گل حسن لغاری (ٹنڈو جام) محمد عثمان عباسی (کنڈیارو) اور ڈاکٹر محمد ادریس سومرو (کنڈیارو) شامل ہیں۔ اس فہرست کی تیاری میں جن کتب سے استفادہ کیا ان میں "رہبر کامل" (میری مطبوعہ کتاب) "محمد رسول اللہ" (کریم بخش خالد) مہران سیرت نمبر' ارمغان حق' سندھی دینی ادب جو کیٹلاگ' سندھی چھپل کتابن جی .بلوگرافی (ڈاکٹر غلام علی الانا) سندھی ثقافت کے اسلامی اثرات (ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی) اور سندھی میں لکھیل دینی اسلامی کتابن جو تنقید جائزو (ڈاکٹر محمد ادریس سومرو) شامل ہیں۔ کتب کی تفصیلات کے سلسلے میں نام کتاب' شاعر / مرتب / مولف' صفحات' سال اشاعت' ناشر' مقام اشاعت کو ترتیب وار لکھ دیا گیا ہے۔

یہاں ان کتب کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جن میں نعتیہ شاعری ہے اور اس ضمن میں وہ تمام کتب آ رہی ہیں جن میں سندھی شاعری کی اصطلاحات کے مطابق "مداح"' "مناجات"' "مولود"' "مناقبا"' "ٹیہ اکھری"' "معجزہ" اور "وفات نامہ" وغیرہ پر مشتمل شاعری شامل ہے۔ ان کتب کے تعارف میں جہاں ضرورت محسوس ہوئی ہے وہاں "دیگر احوال" کا کالم بھی شامل کیا گیا ہے لیکن جہاں "دیگر احوال" کا کالم تحریر نہیں کیا گیا وہاں سمجھ لیں کہ اس میں فقط عام نعتیہ شاعری ہے۔

(۱) انت محبوبی' مخدوم جمیل الزمان جمیل' ۱۱۴' ۱۹۹۰ء ذات پبلیکیشنز ہالا سندھ

اس میں ۷۷ شعرائے کرام کا منتخب نعتیہ کلام پیش کیا گیا ہے۔ اس کا مقدمہ پروفیسر محبوب سروری صاحب نے تحریر کیا ہے۔

(۲) احسن الاشعار' حافظ محمد احسن چند' ۵۰' ۱۹۶۶ء حکیم عبدالحق' حکیم نور الحق' تاجران کتب سکھر

شاعر نے حج کے موقع پر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں قیام کے دوران عشق حبیبؐ میں اشعار تحریر کئے۔ یہ ان کا مجموعہ کلام اور سندھی زبان میں منفرد حیثیت کا حامل ہے۔

(۳) انوار حبیبی، میر پسند خان چانڈیو، ۱۹۷۰ء مولوی محمد عظیم اینڈ سنز شکار پور سندھ

(۴) انوار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، فقیر در محمد چند، ۱۶۰، س ن، مدینہ پرنٹنگ پریس لاڑکانہ

(۵) انوار مصطفیٰ، ماسٹر الہ ڈنو خان، ۲۰، س ن، حاجی شیخ عنایت اللہ اینڈ سنز شاہی بازار لاڑکانہ سندھ۔

(۶) انداز الفت، فقیر الہ داد میسر، ۲۰، ۱۹۶۹ء، مولوی محمد عظیم اینڈ سنز شکار پور سندھ۔

(۷) اندر جا آلاپ، منصور ویراگی، ۳۰، ۱۳۹۱ھ، سنیاسی پبلیکیشنز ہالا۔

(۸) بیاض جیلانی، سید زین العابدین شاہ، ۱۳۸۰، ۸۰، ۱۹۶۳ء، غلام جیلانی نورائی شریف سندھ۔

یہ کتاب سندھ کی روایتی شاعری "مداح" پر مشتمل ہے۔ اس میں تیں مداحیں پیش کی گئی ہیں۔ جو مجاز کے رنگ میں ڈھلی ہوئی ہیں لیکن ان میں حقیقی تعریف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی، کی گئی ہے۔

(۹) بسنت بہار، فقیر الہ داد میسر، ۲۰، ۱۹۶۸ء، مولوی محمد عظیم اینڈ سنز شکار پور سندھ۔

(۱۰) بیاض پیر، پیر غلام جیلانی شاہ، ۱۳۰، ۱۹۸۱ء، فقیر خدا بخش کنبھر ٹنڈوجام سندھ۔

(۱۱) تاج حبیبی، محمد بچل ملاح، ۲۰، س ن، مولوی محمد عظیم اینڈ سنز شکار پور سندھ (یہ مختلف حصوں میں ہے)۔

(۱۲) تحفہ خدائی، محمد بچل ملاح، ۲۰، س ن، مولوی محمد عظیم اینڈ سنز شکار پور (یہ بھی مختلف حصوں میں ہے)۔

(۱۳) تار محمدی، فقیر محمد سومر، ۲۰، ۱۹۶۹ء، مولوی محمد عظیم اینڈ سنز شکارپور سندھ۔

(۱۴) تحفہ مدینہ عشاق مدینہ، حاجی محمد صدیق ماہوٹو، ۱۶، س ن، مولف خود۔

(۱۵) پیارو رب جو یار محمد مختیار، حافظ گل شیر سولنگی، ۱۰، س ن، قاسمیہ پرنٹنگ پریس مشوری شریف۔

(۱۶) پیغمبر حبیبی پریت، ماسٹر محمد رمضان چند، ۲۶، س ن، مغل کفایت پریس نواب شاہ۔

(۱۷) پیغمبر اسلام، مسز ایلسا قاضی، ۱۰، ۱۹۷۱ء، سیرت کانٹی سندھ یونیورسٹی جام شورو سندھ۔

لیڈی ایلسا قاضی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں انگریزی میں ایک نظم لکھی تھی۔ اس کا منظوم اردو ترجمہ ڈاکٹر نجم الاسلام نے کیا تھا۔ یہ اسی اردو ترجمے کا منظوم سندھی ترجمہ ہے جو ڈاکٹر عبدالجبار جونیجو نے کیا ہے۔

(۱۸) ٹیہ اکھریون جلد (۱)، ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ، ۵۱۲، ۱۹۶۱ء، سندھی ادبی بورڈ جام شورو سندھ۔

اس میں سندھی روایتی شاعری سی حرفی موجود ہے۔ جس میں عموماً" ذکر خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

(۱۹) ٹیہ اکھریون جلد (۲)، ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ، ۴۸۰، ۱۹۶۱ء، سندھی ادبی بورڈ جام شورو سندھ۔

دیگر احوال یہ مذکورہ سلسلے کی دوسری جلد ہے۔ دونوں جلدوں میں تقریباً" ایک سو شعراء کرام کی سی حرفیاں بیان کی گئی ہیں۔

(۲۰) ثنائے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم، غلام نبی میسر، ۲۵، س ن، مولوی محمد عظیم اینڈ سنز شکار پور سندھ۔

یہ کتاب گزشتہ تیس سالوں سے چھوٹے چھوٹے حصوں میں شائع ہو رہی ہے اس کے اب تک چالیس حصے شائع ہو چکے ہیں۔ ہر کتاب ۲۵ صفحات پر مشتمل ہوتی ہے۔

(۲۱) ثنائے مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم، شاہد محمد شاہد چانڈیو، ۱۶، س ن، حاجی شیخ عنایت اللہ اینڈ سنز لاڑکانہ سندھ۔

(۲۲) ثنائے محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم، ممتاز علی چند، ۱۶۰، س ن، شاعر خود۔

(۲۳) ثنائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، سید غلام محمد شاہ بیدم گیلانی، ۱۳۰، س ن۔

(۲۴) ثنائے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم، محمد سومر "ہمدم" جتوئی، ۲۰، ۱۴۰۴ھ، مصنف خود۔

(۲۵) ثنائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، محمد عاقل شیخ، ہری سنگھ، اینڈ سنز بک ڈپو سکھر سندھ۔

(۲۶) ثنائے محمدی، عبدالمجید سومرو، ۱۸، س ن، مصنف خود۔

(۲۷) جذبات جتوئی، مولانا غلام رسول جتوئی، ۴۲، س ن، علی گرہ بک سٹور سکھر۔

(۲۸) جام کوثر، مولوی عبداللہ اثر، ۲۶، س ن، علی اکبر شاہانی۔
یہ قصیدہ بردہ کا منظوم سندھی ترجمہ ہے جو بحر رمل میں کیا گیا ہے۔

(۲۹) جمال محمدی، احقر محمد عثمان جمالی، ۱۹، س ن، مولوی محمد عظیم اینڈ سنز شکار پور سندھ۔

(۳۰) چمن فردوس، حاجی خان عباسی، ۲۰، س ن، حاجی شیخ عنایت اللہ اینڈ سنز لاڑکانہ سندھ۔

(۳۱) حمدیہ نعت، شہباز علی "ملازم" مسروری، ۱۴۴، ۱۹۹۰ء، سندھی ادبی بورڈ جام شورو سندھ۔

(۳۲) دربار محمدی، شاہد نواز "شائق" بدینوی، ۳۲، ۱۹۷۲ء، لاڑ ادبی سوسائٹی بدین سندھ۔

(۳۳) دیدار مصطفیٰ، شہ بیگ بگھیو، ۱۲، س ن، کلیم پرنٹنگ پریس دادو سندھ۔

(۳۴) دیدار محمدی، محمد سومر، ۲۰، ۱۹۷۱ء، مولوی محمد عظیم اینڈ سنز شکار پور سندھ۔

(۳۵) دربار مدینہ، مولانا رحیم بخش قمر، ۲۰، ۱۹۶۷ء، مولوی محمد عظیم اینڈ سنز شکار پور سندھ۔

(۳۶) دلیل الوصال، میر محمد مقبول سومرو، ۲۰، س ن،

(۳۷) دل بہار، محمد بچل ملاح، ۲۴، س ن، مولف خود۔

(۳۸) ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم، سید گل محمد شاہ "گل" بخاری، ۱۷۶، ۱۹۹۰ء، سیرت اکیڈمی شہداد کوٹ ضلع لاڑکانہ سندھ۔

دیگر احوال۔ یہ نعتیہ کلام کا مجموعہ ہے۔ اس میں ایک نظم "اسماء النبی" کے عنوان سے بھی آگئی ہے۔ جس میں رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے چار سو صفاتی، اسمائے گرامی آگئے ہیں۔ اس کتاب پر مصنف کو صدارتی ایوارڈ بھی مل چکا ہے۔

(۳۹) ذوق عقیدت، سید گل محمد شاہ بخاری، ۱۱۲، س ن، سیرت اکیڈمی شہداد کوٹ ضلع لاڑکانہ سندھ۔

دیگر احوال : اس میں ننانوے نعتیں (جو مختلف شعراء کرام کی ہیں) ایک حمد اور ایک مناجات شامل ہے۔

(۴۰) ذکر حبیب، عبداللہ اثر، ۸۵، ۱۹۸۱ء پربھات پبلیکیشنز لاڑکانہ سندھ۔

دیگر احوال : یہ عربی کے ۲۸ حروف کے مطابق نعتیہ دیوان ہے۔

(۴۱) رہبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم سید رفیق احمد شاہ امروٹی، ۳۶، س ن

(۴۲) راض حبیبی، محمد بچل ملاح، ۲۰، س ن، مصنف خود۔

(۴۳) رضائے مصطفیٰ، محمد بچل عباسی، ۲۶، س ن، مصنف خود جنہوں نے اس کے تقریباً" اٹھارہ چھوٹے چھوٹے حصے شائع کئے ہیں۔

(۴۴) روضے پاک رسول جے، مولانا رحیم بخش قمر، ۱۲۸، ۱۹۸۳ء، احباب پبلی کیشنز حیدر آباد سندھ۔

(۴۵) زبان عقیدت، سید گل محمد شاہ بخاری، ۱۱۲، س ن، سیرت اکیڈمی شہداد کوٹ ضلع لاڑکانہ سندھ۔
دیگر احوال: اس میں مختلف شاعروں کی ننانوے نعتیں ایک حمد اور ایک مناجات ہے۔

(۴۶) سندھی میں نعتیہ شاعری، میمن عبدالمجید سندھی، ۳۰۰، ۱۹۸۰ء، سندھی ادبی اکیڈمی لاڑکانہ سندھ۔

اس میں نعت کی تعریف، عربی نعتیہ شاعری کا ذکر، سندھی شعراء کا عربی کلام، فارسی نعت گوئی، سندھ کے فارسی شعراء، سندھی میں نعتیہ شاعری کی ابتداء مدح، مناجات، مناقبا، معجزہ، سی حرفیاں، مولود پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ اس میں سندھی شعر کی قدیم صنفیں مثلاً" بیت، کتب، الف، اشباء، مداح، مناجات، معجزہ، مناجاتوں اور سی حرفی کے نمونے بھی دئے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ عروضی شاعری کی صنفیں مثلاً" مخمس، مسدس، مسمط، مثنوی، غزل، قطعات وغیرہ کے نمونے بھی پیش کئے گئے ہیں۔ کتاب کے صفحہ نمبر ۱۵۴ سے ۲۳۲، تک جملہ ۹۲ نعتیں اور مولود شریف تحریر کئے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ترجمہ تضمین، تتبع اور صنائع کے نمونے بھی دئے گئے ہیں۔ آخر میں ان شعرائے کرام کا تذکرہ کیا گیا ہے جن کا کلام اس کتاب میں درج ہے۔

(۴۷) سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم، گل محمد شاہ "گل" بخاری، ۱۲۸، ۱۹۹۱ء، سیرت اکیڈمی شہداد کوٹ ضلع لاڑکانہ سندھ۔

یہ سندھی حروف تہجی کے ۵۲ حروف کے مطابق، سندھی زبان میں پہلا مکمل نعتیہ دیوان ہے۔ اس میں ۹۲ مولود اور نعتیں ہیں۔ ان کے علاوہ ایک حمد بھی اس میں شامل ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے ۱۷۵ اسمائے گرامی قلمبند کئے گئے ہیں اور ایک نظم "اسماء القرآن" کے نام سے بھی اس میں درج کی گئی ہے۔ جس میں قرآن مجید کے ۵۵ نام قلمبند کئے گئے ہیں۔

(۴۸) سلطانی مولود، مولانا سلطان احمد جتوئی، ۱۶، ۱۹۸۳ء، مولوی محمد عظیم اینڈ سنز، شکارپور سندھ۔

(۴۹) سرکار مدینہ، غلام احمد عرف بانہو، ۲۰، س ن۔

(۵۰) سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم، گل محمد سولنگی قلبی، ۱۶، س ن، امین پیپر مارٹ حیدر آباد سندھ۔

(۵۱) سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم، غلام محمد قادری، ۱۴، س ن۔

(۵۲) سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم، سید گل محمد شاہ بخاری، ۱۳۶، ۱۹۹۱ء، سیرت اکیڈمی شہداد کوٹ ضلع لاڑکانہ سندھ۔

(۵۳) سجن آیو سنج تھیا، مولانا رحیم بخش قمر، ۱۲، س ن، حیدری پرنٹنگ پریس حیدر آباد۔

(۵۴) شمع رسالت، مولوی غلام محمد عولاچی، ۲۴، س ن، مولوی محمد عظیم اینڈ سنز شکار پور سندھ۔

(۵۵) شان شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم، ۲۰، س ن، مولوی محمد عظیم اینڈ سنز شکارپور سندھ۔

(۵۶) شان محمدی، فقیر عبدالرزاق گلال، ۲۴ (ہر ایک حصے کے)، س ن، خادم حسین گلال، جنہوں نے اس کتاب کو تین حصوں میں طبع کروایا ہے۔

(۵۷) شان محمد صلی اللہ علیہ وسلم، قربان علی زنگیبو، ۱۷، ۱۹۵۱ء، کاٹھیا وارڑ بک اسٹور لاڑکانہ سندھ۔

(۵۸) شان سروری، مخدوم طالب المولیٰ، ۵۰، ۱۹۵۸ء، بزم طالب المولیٰ ہالا سندھ۔

(۵۹) شان رسول اکرم، محمد مسکین عیوض، ۱۶، س ن، مولوی محمد عظیم اینڈ سنز شکارپور سندھ۔

(۶۰) عشق احمدی، مولانا عبداللہ چانڈیو، ۲۲، ۱۹۶۹ء، (دوسری بار)، مولوی محمد عظیم اینڈ سنز شکارپور سندھ۔

(۶۱) عربی امیر صلی اللہ علیہ وسلم، گل محمد سولنگی قلبی، ۲۰، ۱۹۹۰ء، صداقت بک ڈپو حیدر آباد سندھ۔

(۶۲) عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، فقیر محمد عاشق عباسی، ۲۴، ۱۹۷۷ء، مولوی محمد عظیم اینڈ سنز شکارپور سندھ۔

(۶۳) عبدی افکار، مولانا عبداللہ چانڈیو، ۲۰، س ن، مولوی محمد عظیم اینڈ سنز شکارپور سندھ۔

(۶۴) عشاق النبی، غلام نبی میسر، ۱۸، ۱۹۵۶ء، مولوی محمد عظیم اینڈ سنز شکار پور سندھ۔

(۶۵) عشق عربی گھوٹ، فقیر صاحب خان دردی، ۱۲، س ن، انصاف پرنٹنگ پریس لاڑکانہ۔

(۶۶) غزل در نعت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم، عبدالواحد محبوبانی، ۱۶، س ن، پاک لیتھو پریس سکھر۔

(۶۷) غزلیات عبدیہ، مولانا عبداللہ چانڈیو، ۲۰، س ن، مولوی شریف اللہ سومرو۔

(۶۸) فریاد ملک، نجم الدین، ۱۸، ۱۹۶۳ء۔

(۶۹) کلید محبت، محمد عثمان جمالی، ۲۰، س ن۔

(۷۰) کوثر جا ڈھک، گل حسن گوپانگ شاد، ۵۰، ۱۹۵۲ء، حاجی شیخ عنایت اللہ اینڈ سنز لاڑکانہ سندھ۔

(۷۱) کمال محمدی، شیدل بیوس، ۱۸، س ن، حاجی شیخ عنایت اللہ اینڈ سنز لاڑکانہ سندھ۔

(۷۲) گڏڻ مداحوں، مصنفین (تین مختلف شعرائے کرام)، ۳۶، س ن، حاجی شیخ عنایت اللہ اینڈ سنز لاڑکانہ سندھ۔

(۷۳) گڏ پنج مداحوں، نامعلوم، ۳۰، س ن، مولوی محمد عظیم اینڈ سنز شکارپور سندھ۔

(۷۴) گلشن کہاڑو، مولانا عبدالکریم کہاڑو، ۲۰، س ن، مولوی محمد عظیم اینڈ سنز شکار پور سندھ۔

(۷۵) گلشن امروٹی، مولانا تاج محمود امروٹی، ۲۰، مولوی محمد عظیم اینڈ سنز، شکار پور سندھ

(۷۶) گلشن کہاڑو، مولانا عبدالکریم کہاڑو، ۲۰، س ن، مولوی محمد عظیم اینڈ سنز شکارپور سندھ۔

(۷۷) گلشن جتوئی، مولانا غلام رسول جتوئی، ۱۲، س ن، مولوی محمد عظیم اینڈ سنز شکارپور سندھ۔

(۷۸) گلشن سلیم، عبدالسلام سلیم، ۱۶، س ن۔

(۷۹) گلدستہ احسن، حافظ محمد احسن چند، ۴۴، ۱۹۶۴ء، حکیم عبدالحق حکیم نور الحق تاجران کتب سکھر سندھ۔

(۸۰) گلزار مدینہ، حاجی محمد حسن چانڈیو، ۳۴، س ن، فیض عالم پریس لاہور۔

(۸۱) گلزار عشق، حاجی خان عباسی، ۱۶، س ن، سلطان بک اسٹور لاڑکانہ سندھ۔

(۸۲) گل عقیدت جا، ڈاکٹر عبداللطیف "قمر" لغاری، ۴۷، ۱۹۸۴ء، بھٹائی ادبی سنگت سندھ۔
یہ مختلف اصناف اشعار میں حمدیہ اور نعتیہ مجموعہ ہے۔

(۸۳) گل رہبر، سید محمد علی گوہر شاہ راشدی، ۱۸، ۱۹۵۲ء، ملہار فقیر فاصلی۔

(۸۴) گلہائے عقیدت، سید گل محمد شاہ بخاری، ۱۱۲، سیرت اکیڈمی شہداد کوٹ ضلع لاڑکانہ سندھ۔
اس میں مختلف شعراء کی ننانوے نعتیں، ایک حمد اور ایک مناجات شامل ہے۔

(۸۵) لاڑاین جون لاتیون، عنایت اللہ زحگیجو، ۱۰۹، ۱۹۷۱ء، مولف خود۔
اس میں سندھ کے علاقے لاڑ میں مولود خوانی کے شغل اور وہاں کے مولود خوانوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

(۸۶) مثنوی عشق مدنی، مجذوب لاشاری، ۱۵، ۱۹۶۹ء، آر ایم فتح اینڈ برادرس حیدر آباد۔

(۸۷) مداحوں مناجوتوں، ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ، ۵۱۰، ۱۹۵۹ء، سندھی ادبی بورڈ جام شورو سندھ۔
اس میں سندھ کے روایتی شاعری مداح اور مناجات کو جمع کیا گیا ہے۔ کتاب میں سندھ کے ستر سے زائد شعرائے کرام کا کلام آگیا ہے۔

(۸۸) مناقبا، ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ، ۳۹۲، ۱۹۶۰ء، سندھی ادبی بورڈ جام شورو سندھ۔
اس میں آپؐ اور صحابہ کرامؓ وغیرہ کے مناقب بیان کئے گئے ہیں۔

(۸۹) معجزا، ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ، ۲۹۰، ۱۹۶۰ء، سندھی ادبی بورڈ جام شورو سندھ۔
اس میں تیس سے زائد شعراء کا وہ کلام پیش کیا گیا ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بیان کئے گئے ہیں۔

(۹۰) مولود، ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ، ۴۵۸، ۱۹۶۱ء، سندھی ادبی بورڈ جام شورو سندھ۔
اس میں ۱۵۸ شعراء کے "مولود" جمع کئے گئے ہیں۔

(۹۱) مظاہر مصطفوی، حافظ محمد احسن چند، ۱۱۲، ۱۹۶۲ء، انجمن آفتاب ادب دادو۔

(۹۲) مولود شریف، مسکین عیوض اور دیگر، ۶۴۰، س ن، گولڈن بک اسٹور سکھر۔

(۹۳) مولود شریف، مختلف شعراء، ۱۰۰، س ن، مولوی محمد عظیم اینڈ سنز شکارپور سندھ۔

(۹۴) مولود شریف، مخدوم عبدالروف بھٹی، ۱۲۸۰، ۱۹۶۱ء۔

(۹۵) مولود شریف، محمد عثمان عباسی، ۲۴۰ (چار چار حصے)، ۱۹۸۶ء، مرتب خود۔

(۹۶) مولود شریف، آخوند ضیر محمد، ۴۸، ۱۳۴۵ھ، نہمن داس تاجر کتب سکھر سندھ۔

(۹۷) مولود شریف، آخوند میر محمد، ۴۸، ۱۹۶۰ء، محمد یوسف اینڈ برادرس حیدر آباد سندھ۔

(۹۸) مولود شریف، مولوی عبدالھادی، ۶۴، ۱۹۶۶ء، (تیسری بار)، آر ایچ احمد اینڈ برادرس حیدر آباد سندھ۔

(۹۹) مولود شریف، صالح سندھی، ۳۴، س ن،

(۱۰۰) مفرح قلب، میر محمد مقبول سومرو، ۱۰، ۱۹۷۶ء، حاجی اللہ ڈینو شیخ زرگر۔

(۱۰۱) مولود شریف، مولانا تاج محمود امروٹی، ۳۰، س ن، کتب خانہ مقبول عام سکھر سندھ۔

(۱۰۲) مولودء نعتوں، صالح سندھی، ۸۲، ۱۹۹۰ء، نوید بک ڈپو حیدر آباد سندھ۔

(۱۰۳) مدنی محبوب، مسرور کیفی، ۹۶، س ن، مکتبہ فروغ ادب کراچی سندھ۔

(۱۰۴) مٹھو نالو محمد جو، شاہد نواز شائق بدینوی، ۱۹، ۱۹۷۸ء، رحیمہ پبلیکیشنز سکھر سندھ۔

(۱۰۵) محمدی محفل، گل محمد سولنگی قلبی، ۳۶، ۱۹۷۹ء، صداقت بک ڈپو حیدر آباد سندھ۔

(۱۰۶) مجموعہ مولود شریف، ابوبکر شبلی، ۳۲، س ن، کتب خانہ مقبول عام سکھر۔

(۱۰۷) مولود شریف، گلزار احمد چنو، ۱۶، س ن، مولوی محمد عظیم اینڈ سنز شکارپور سندھ۔

(۱۰۸) ممیر مٹھو، شاہد نواز چند، ۱۲، س ن۔

(۱۰۹) محبت جو اظہار، حاجی انور علی ہیسبانی، ۲۰، س ن۔

(۱۱۰) مفتاح ابواب کرم، محمد انور عباسی، ۱۸، س ن، حاجی عبدالکریم جلبانی۔

(۱۱۱) معجزات مصطفیٰ، مولوی قادر بخش محزون، ۱۲، ۱۹۶۲ء۔

(۱۱۲) مناجات شریف، غلام اکبر جتوئی، ۳۷، س ن، مصنف خود۔

(۱۱۳) مناجات، محمدی، نامعلوم، ۱۲، س ن، علی گڑھ بک اسٹور سکھر سندھ۔

(۱۱۴) مداح اغنیٰ، حاجی صاحب ڈلو، ۳۰، س ن، منشی پوکر داس شکارپور سندھ۔

(۱۱۵) مجموعہ مدحیات، نامعلوم، ۱۶۰، س ن، رحمٰن برادرس کراچی۔

(۱۱۶) مجموعہ مولود شریف، نامعلوم، ۸۸، س ن، عباسی کتب خانہ کراچی۔

(۱۱۷) مجموعہ مولود شریف وڈا، نامعلوم، ۸۸، س ن، ہمن داس تاجر کتب سکھر سندھ۔

(۱۱۸) مجموعہ اٹھ معجزا، سید فقیر میاں غلام مہدی شاہ، ۵۰، س ن، شولداس تھانور داس تاجر کتب شکار پور سندھ۔

(۱۱۹) مجموعہ ڇھ معجزا، نامعلوم، ۶۲، س ن۔ مولوی محمد عظیم اینڈ سنز شکارپور سندھ۔

(۱۲۰) مجموعہ معجزات، آخوند آدم، ۱۶، س ن، منشی پوکر داس تاجر کتب شکارپور سندھ۔

(۱۲۱) مجموعہ وفات نامہ، نامعلوم، ۸۴، ۱۳۴۶ھ، ہمن داس تاجر کتب سکھر سندھ۔

(۱۲۲) مناجات ساقی، سید پاون علی شاہ، ۱۵، ۱۹۵۶ء، جیلانی پبلیکیشنز بدین۔

(۱۲۳) مداح بحضور سرور کائنات، سید مظہر علی مظہر مد بجوی، ۱۲، س ن، سید جمن شاہ۔

(۱۲۴) محمدی مجلس، فقیر نوازہ بروھی، ۲۴، س ن، مولوی محمد عظیم اینڈ سنز شکارپور سندھ۔

(۱۲۵) مولود شریف، شہ بیگ بگھیو، ۲۰، س ن۔

(۱۲۶) مدح خیر البشر، عبدالرحمٰن کھوسو، ۱۶، ۱۳۸۶ھ، مولف خود۔

(۱۲۷) معجزو ہرنی جو، محمد خان لغاری، ۷، س ن، مولوی محمد عظیم اینڈ سنز شکارپور سندھ۔

(۱۲۸) معجزو ہرنی جو، چکو پالاری، ۱۶، س ن۔

(۱۲۹) مداح، اھلا اسلام جون، میاں ماہر بخش، ۳۴، ۱۹۰۹ء، منشی پوکر داس شکار پور سندھ۔

(۱۳۰) نعت رسول، سید اظہر گیلانی، ۶۵، س ن، مکتبہ قصر الادب گھوٹکی سندھ۔

(۱۳۱) نعت حبیب، محمد نوح "ناقص" پنہور، ۲۶، ۱۹۶۱ء، سندھ پرنٹنگ پریس حیدر آباد۔

(۱۳۲) نعتیہ دیوان، مولانا ثناء اللہ ثنائی، ۱۲۸، س ن، میشرز ویڑھومل کھٹن مل لاڑکانہ سندھ۔
یہ عربی حروف تہجی، کے مطابق نعتیہ دیوان ہے۔

(۱۳۳) نعتن جونذ رانو، احمد خان آصف، ۵۵، ۱۹۸۲ء، بزم طالب لغاری۔

(۱۳۴) نور و سرور، آفتاب احمد صدیقی، ۱۰، ۱۹۷۶ء۔

(۱۳۵) واردات عشق، سید سرور علی شاہ ذاکر، ۱۰۳، ۱۹۸۳ء، سندھی ادبی بورڈ جام شورو سندھ۔
اس کتاب پر مولف کے ورثا کو "صدارتی ایوارڈ" مل چکا ہے۔

(۱۳۶) واکھان (تعریف)، درگاہی دیوانو، ۲۰، ۱۹۶۳ء، علی گڑھ بک اسٹور۔ سکھر۔

(۱۳۷) ہدیہ عقیدت، سید گل محمد شاہ بخاری، ۱۱۲، س ن، سیرت اکیڈمی شہداد کوٹ ضلع لاڑکانہ سندھ۔
اس میں سندھ کے ممتاز شعرائے کرام کی ننانوے نعتیں ایک حمد اور ایک مناجات شامل ہے۔

(۱۳۸) یا رحمت للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم، مداحی مکھن فقیر، ۲۰، ۱۹۸۵ء، مصنف خود۔

(۱۳۹) مدینے جو میر، گل محمد قلبی سولنگی، ۲۴، ۱۹۹۱ء، صداقت بک حیدر آباد سندھ۔

(۱۴۰) میر مٹھا مدنی، گل محمد قلبی سولنگی، ۲۴، ۱۹۹۲ء، صداقت بک ڈپو حیدر آباد سندھ۔

پیر محمد سلیم جان مجددي (سندھی)

نور مجسم رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
سڀ کان پلار وسڀ کان مُکرّم صلی اللہ علیہ وسلم

سيّد سرور اشرف انور ساقيءِ کوثر شافع محشر
افضل اجمل اکمل اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

بحرِ کرامت مخزنِ حکمت گنج شرافت آيتِ رحمت
فخرِ رسالت عزّتِ آدم صلی اللہ علیہ وسلم

نيڻ پر مازاغَ جو سُرمو وَاللّيل سنوارياکيڏا گيسو
موج تبسّم کوثر و زمزم صلی اللہ علیہ وسلم

اُبريو چمکيو شمس هدايت شرڪ شقاوت ڪفر جي ظلمت
ٿي ويا هڪدم درهم و برهم صلی اللہ علیہ وسلم

نالو به مِٺڙو جنهن جو محمّد راز به رب جو جنهن تي بيحد
روح جي راحت قلب جو مرهم صلی اللہ علیہ وسلم

پنجابی زبان میں کتب نعت

میاں ظفر مقبول

پنجابی زبان میں نعت کا ایک بیش بہا ذخیرہ موجود ہے۔ نعت کی چھوٹی بڑی سینکڑوں کتابیں طبع ہو چکی ہیں جبکہ ہزاروں ایسی ہوں گی جنہیں طبع ہونے کا موقع نہیں مل سکا۔ محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر آفتاب نقوی جنہیں پنجابی نعت پر پی ایچ ڈی کرنے کا اعزاز حاصل ہے کا حکم تھا کہ پنجابی نعت کی کتابوں کی ایک فہرست مرتب کروں----- یہ حکم میرے لئے سعادت سے کم نہ تھا۔ اس لئے جو' بن پڑا حاضر ہے۔

اس فہرست کو مکمل تو نہیں کہہ سکتا بہرحال میری یہ ابتدائی کاوش ہے اس سلسلے میں میرے ماخذ سبط الحسن ضیغم کی "پنجابی کتابیں" اور ڈاکٹر شہباز ملک کی "پنجابی کتابیات" ہیں۔ جبکہ میں نے بعض کتب کے اندراج اپنی ذاتی لائبریری سے بھی کئے۔ کتابوں کی ایک کثیر تعداد کے بارے میں ضروری معلومات ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی کے ذاتی کتب خانے سے بھی حاصل ہوئی ہیں۔ جس کے لئے میں تینوں افراد کا شکر گزار ہوں۔ پنجابی زبان میں نعت کے موضوع پر یقیناً" اور بھی بہت کچھ ہو گا لیکن وقت کی قلت کی بنا پر مجھے کام کو جلدی نبٹانا تھا اس لئے جو رہ گیا ہے اسے پھر کبھی مکمل کرنے کی کوشش کروں گا۔

کتب کے سلسلے میں میری ترتیب نام کتب' نام مصنف' مولف' مرتب' مقام اشاعت' ادارہ' سال اشاعت اور صفحات تک محدود ہے۔ اگر کبھی قدرت نے موقع دیا تو اس موضوع پر دیگر کتب کی تلاش کے بعد تفصیلی .بلوگرافی تیار کروں گا جس میں جدید ترین تقاضوں کے مطابق اشارات بھی شامل ہوں گے۔

آ

(۱) آتش عشق' سید امیر حیدر میرن بہاولپوری' ملتان' حافظ شمس الدین منور الدین' ۱۹۰۷ء' ص ۲۰

(۲) آرزوئے مدینہ' محمد الدین' لاہور' ملک بشیر احمد کشمیری بازار' س ن' ص ۸

(۳) آفتاب محمدؐ' حمید حقیقی' گجرات' شوکت بک ڈپو' س ن' ص ۸۴

(۴) آفتاب محمدؐ' (نظم وہابیوں کے خلاف)' امرتسر' عبدالاحد' ۱۹۱۱ء' ص ۹۲

(۵) آفتاب محمدؐ' (نظم وہابیوں کے خلاف)' امرتسر' عبدالاحد' س ن' ص ۱۱۲

(۶) آفتاب محمدؐ' (نظم وہابیوں کے خلاف)' گجرات' شوکت بک ڈپو چوک شاہدرہ' س ن' ص ۸۴

(۷) آفتاب محمدؐ' مولوی سید محمد غوث' امرتسر' ۱۹۱۱ء

(۸) آفتاب محمدؐ' مولوی سید محمد غوث' امرتسر' ۱۹۱۲ء

(۹) آفتاب مدینہ' غلام حیدر فدا' ملتان' مولوی غلام اصغر' ۱۹۲۳ء' ص ۶۶

(۱۰) آقا دی شان' مشتاق احمد امر' لاہور' راجا عزیز احمد شبیر احمد تاجر کشمیری بازار' س ن' ص ۶۴

(۱۱) آقا دی شان' مشتاق احمد امر' لاہور' راجا عزیز احمد شبیر احمد تاجر کشمیری بازار' س ن' ص ۲۴

(۱۲) آمنہ دا لاڈلا' محمد رمضان بانندہ' امرتسر' لطیف برادرز بک سیلز مغل گیٹ' س ن' ص ۸

(۱۳) آمنہ دا لال' محمد اشرف' لاہور' جہانگیر بک ڈپو' س ن' ص ۳۲

(۱۴) آئینہ معرفت یعنی سی حرفی رسول مقبول' میاں غوث محمد' لاہور' جوت سنگھ سنت' سنگھ پبلیشرز تاجران کتب اندرون لوہاری دروازہ' س ن' ص ۸

(۱۵) آیا پاک محمد (اردو پنجابی)' میر محمد صادق' صادق' امرتسر مصنف' س ن' ص ۸
آیا پاک محمد (اردو پنجابی)' میر محمد صادق' صادق' امرتسر' ماسٹر محمد جمیل کیپ میکر' س ن' ص ۸

(۱۶) آیا محمد پیارا' محمد دین' لاہور' عزیز دین تاجر کتب کشمیری بازار' س ن' ص ۸

(۱۷) آیا محمد پیارا کفرستان بدلے' محمد دین سفری' لاہور' خرم منشی' عزیزالدین تاجر کتب پبلشر کشمیری بازار' س ن' ص ۸

الف

(۱۸) ابر باراں المعروف انوار حق' سوم' ابر شاہ وارثی' لاہور' شیخ غلام حسین اینڈ سنز تاجران کشمیری بازار' ۱۹۴۸ء' ص ۱۲

(۱۹) ابر بہار مدینہ' سید حمید شاہ' لاہور' ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار' س ن' ص ۳۲

(۲۰) ابر بہار' نذیر وارث المعروف بار نہم' ابر شاہ وارثی جالندھری' لاہور' شیخ غلام حسین اینڈ سنز تاجران کتب کشمیری بازار' س ن' ص ۱۴۰

(۲۱) ابر بہار' ابر شاہ وارثی جالندھری' س ن' ص ۱۴۰

(۲۲) ابر جمال' ابر وارثی' لاہور' حاجی کریم بخش شاہ تاجریان کتب انار کلی' س ن' ص ۸۸

(۲۳) ابر حجاز' ابر شاہ وارثی' گوجرہ' خدا بھروسے بک سٹال' س ن' ص ۹۲

(۲۴) ابر دیاں نعتاں' ابر وارثی' لاہور' حمید بک ڈپو' س ن' ص ۶۴

(۲۵) ابر رحمت' ابر وارثی' لاہور' با شیخ غلام علی اینڈ سنز' ۱۹۴۲ء' ص ۱۲۰' بار ہفتم

(۲۶) ابر کرم (شبستان مدینہ)' ابر وارثی' لاہور' خورشید عالم پریس' س ن' ص ۱۲۰

(۲۷) ابر کرم (شبستان مدینہ)' ابر وارثی' لاہور' شیخ غلام حسین تاجر کتب' س ن' ص ۱۴۰

(۲۸) ابر مدینہ' ابر شاہ وارثی' گوجرہ' فدا بھروسے بک سٹال' س ن' ص ۶۴

(۲۹) ابر نور' نذیر حضرت حسان' ابر وارثی' لاہور' الامان پرنٹنگ پریس' ۱۹۵۵ء' ص ۱۷۰

(۳۰) ابر فردوس' ابر وارثی جالندھری' لاہور' شیخ غلام حسین تاجر کتب' س ن' ص ۱۳۰

(۳۱) اتھرو آندے موتی (مجموعہ)' دائم اقبال دائم' لاہور' شیخ برکت علی اینڈ سنز' ۱۹۶۴ء' ص ۹۶

(۳۲) اچاناں سوہنڑیں نبی دا (نثر)' ڈاکٹر عبدالرشید' ہندکو ادبی سنگت پاکستان' ۱۹۸۹ء' ص

(۳۳) احمد دا عاشق، احمد دین انصاری، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۳۴) احمد دی شان عرف احوال جابر، راجا تمولی خادم حسین قریشی، لاہور، شیخ غلام حسین اینڈ سنز، س ن، ص ۸

(۳۵) احمد عربی دیاں صفتاں، احمد دین انصاری، شیخوپورہ، منڈیالہ دیال شاہ، س ن، ص ۸

(۳۶) اخبار محمدی، رحیم بخش، لاہور، مطبع مجتبائی، ۱۸۶۹ء، ص ۱۳۶

(۳۷) اخبار محمدی، رحیم بخش، لاہور، مطبع مجتبائی، ۱۸۷۰ء، ص

(۳۸) اخبار محمدی، رحیم بخش، لاہور، محمد عبداللہ، س ن، ص ۱۳۶

(۳۹) اخبار محمدی، رحیم بخش، لاہور، مطبع محمدی، س ن، ص ۱۳۶

(۴۰) اخلاق محمدی تحفہ عبدی، عبداللہ، لاہور، محمد صوبہ گیان چند تاجران، س ن، ص ۲۸

(۴۱) اخلاق محمدی تحفہ محمدی، عبداللہ، لاہور، محمد صوبہ گیان چند تاجران، ۱۹۳۲ء، ص ۲۸

(۴۲) ارمان مدینہ، محمد شفیع عاشق، لاہور، ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۴۳) اس رات دے تارے ڈسدے نیں، مسلم اویسی، لاہور، شیخ محمد سعید، نو لکھا بازار، س ن، ص ۳۲

(۴۴) اساں شہر مدینے پایاں چٹھیاں، مولوی فضل حق، لاہور، ملک محمد افضل تاجر، ۱۹۲۸ء، ص ۸

(۴۵) اساں یا محمد کہنا ایں، مسلم اویسی، لاہور، حمید بک ڈپو نو لکھا بازار، س ن، ص ۳۲

(۴۶) اساں یا محمد کہنا ایں، مسلم اویسی، لاہور، جہانگیر بک ڈپو، س ن، ص

(۴۷) اساں یا محمد کہنا ایں، مسلم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد تاجر کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۴۸) اساں یا محمد کہنا ایں، مسلم اویسی، لاہور، شیخ محمد سعید تاجر کتب نو لکھا بازار، س ن، ص ۳۲

(۴۹) اساں یا محمد کہنا اے، مشتاق احمد اعجاز، لاہور، بڑا کتب خانہ کشمیری بازار، س ن، ص ۲۸

(۵۰) اسلامی شادی، ابو الحسن قادری گجراتی، لاہور، نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب، س ن، ص ۸

(۵۱) اسیران شام (اردو پنجابی)، مسلم اویسی، لاہور، آستانہ حیدری گو لمنڈی، س ن، ص ۸

(۵۲) اسیں لعل جگاون آئیاں، منشی احمد دین، لاہور، گلزار محمدی پریس، ۱۹۱۷ء،

(۵۳) اشعار حزنیہ، حزنیہ صاحبہ بنت حکیم محمد شفیع، لاہور، منشی عزیز الدین نجم الدین تاجران کتب، ۱۹۲۸ء، ص ۸

(۵۴) اظہار ایتم، محمد نواز ایتم، ملتان، مصنف، س ن، ص ۸

(۵۵) اظہار کمال محمدی، گلزار احمدی ترجمہ معارج انبوہ، مولوی غلام نبی، امرتسر وزیر ہند پریس، ۱۹۱۲ء، ص ۶۴۰

(۵۶) اعجاز محمدی المعروف تحفۃ البدر، کریم بخش بدر، لاہور، مطبع مصطفائی، ۱۸۸۸ء، ص ۳۰

(۵۷) اک میم محمد چمکے، مسلم اویسی، لاہور سیٹھ آدم جی عبداللہ نو لکھا بازار، س ن، ص ۳۲

(۵۸) اکرام محمدی، محمد اشرف، فاروقی فاضل گلیانوی، لاہور، ملک سراج الدین اینڈ سنز، س ن، ص ۵۵۲

(۵۹) اکرام محمدی، چراغ جونیکے والا، لاہور، ملک بشیر احمد تاجر، س ن، ص ۴۴۸

(۶۰) اکرام محمدی، دائم اقبال دائم

(۶۱) اکرام محمدی، مولوی دلپذیر، لاہور، ملک غلام محمد اینڈ سنز، بار پنجم، س ن، ص ۵۶۸

(۶۲) اکرام محمدی مکمل، بار سوم، محمد دلپذیر، لاہور، غلام محمد، ۱۹۲۷ء، ص ۵۶۸

(۶۳) اکرام محمدی، مولوی عبدالستار، لاہور، محمد معظم تاجر کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۴۲۴

(۶۴) اکرام مصطفےٰ، محمد حبیب اللہ کمیر

(۶۵) اکرام مصطفےٰ، مولوی محمد شاہ دین، سیالکوٹ

(۶۶) اگوں ہٹ جا ذرا پیہریدارا، مسلم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۶۷) اللہ والا، شیخ عنایت محمد صوفی، راولپنڈی، جنرل مینجر صوفی اینڈ کو، س ن، ص ۱۴۸

(۶۸) اللہ اکبر نعرہ (بار دوم)، محمد صادق صادق، امرتسر، مصنف، س ن، ص ۸

(۶۹) اللہ پاک بولدا اے نبی دی زبان وچ، محمد اسمٰعیل، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۷۰) الہادی (ہندکو لہجہ)، ڈاکٹر عبدالرشید، کراچی، شعبہ تصنیف و تالیف گورنمنٹ اسلامیہ کالج دسمبر ۱۹۸۳ء، ص ۲۸۷

(۷۱) امت دا ماہیا، فرشی، لاہور، جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز چوک مَتی، س ن، ص ۳۲

(۷۲) امت دا ماہیا بطرز ماہیا، بابو محمد بخش، لاہور، س ن، ص ۳۰

(۷۳) امت دا نگہبان، مبارک علی مبارک، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۷۴) امت دا پاسبان، مسلم اویسی، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ نو لکھا بازار، س ن، ص ۳۲

(۷۵) امت دے پیارے، شیر محمد علی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۷۶) امت دے سہارے آجا، مسلم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۷۷) ان ودھ موتی (برکت دے موتی)، برکت علی عاصی، فیصل آباد، شریف اینڈ سنز کارخانہ بازار، س ن، ص ۲۴

(۷۸) انتظار حادی، خادم دا عربی ڈھولا، مولوی خادم حسین، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ نو لکھا بازار، س ن، ص ۸

(۷۹) انوار دے جلوے، محمد صدیق محمد قادری، لاہور، اشرف بک ڈپو، س ن، ص ۳۲

(۸۰) انوار العشق، جندن ملتانی، ملتان، فیض بخش محمد ذوالفقار تاجران، ۱۹۳۰ء، ص ۲۴

(۸۱) انوار العشق، جندن ملتانی، ملتان، فیض بخش محمد ذوالفقار تاجران، س ن، ص ۳۲

(۸۲) انوار محمد، سید حمید شاہ، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۳۲

(۸۳) انوار محمدی، سید امیر الدین، امرتسر، ۱۹۱۱ء

(۸۴) انوار محمدی، محمد بخش عاجز، بہاولپور، رحمت بک کمپنی، ۱۹۴۹ء، ص ۸

(۸۵) انوار محمدی، عاشق محمد عاشق، ملتان، مصنف، س ن، ص ۸

(۸۶) انوار محمدی، مولوی محمد عبداللہ گلشن، سرگودھا، منوہر پریس، س ن، ص ۸

(۸۷) انوار مدینہ، مولوی محمد عاشق، عاشق، ملتان، یونین پریس، س ن، ص ۸

(۸۸) ان ودھ موتی، صمصام فیصل آباد، ملک سنز تاجران کتب کارخانہ بازار، س ن، ص ۳۲

(۸۹) انوکھے پھل' ابو کوثر تاج دین انصاری' لاہور' ملک بشیر احمد اینڈ سنز تاجران کتب کشمیری بازار' س ن' ص ۳۲

(۹۰) اوصاف محمدی و مطاف قادری' مولوی محمد یار' لاہور' محمد فضل حق تاجر' ۱۹۱۴ء' ص ۱۶

(۹۱) ایمان دی پچھان' محمد رفیق' لاہور' راجا عزیز احمد بشیر احمد تاجر' س ن' ص ۶۴

(۹۲) ایسہ کیہ جانن قدر نبی دی دنیا دار کمینے' ملک محمد اشرف' لاہور' جہانگیر بک ڈپو' س ن' ص ۳۲

ب

(۹۳) باب الرسول و صلوٰۃ النزول' محمد اسمٰعیل' لاہور' انقلاب پرس' ۱۹۳۳ء' ص ۲۶

(۹۴) بادشاہ دو جہاں' محمد صدیق خاور' لاہور' ملک بشیر احمد کشمیری بازار' س ن' ص ۸

(۹۵) باراں ماہ در عشق رسول مقبول' محمد حسین پردیسی' لاہور' ملک بشیر احمد کشمیری بازار' س ن' ص ۸

(۹۶) باراں ماہ در محبت حضرت محمدؐ' محمد عباس' لاہور' راجا بشیر احمد کشمیری بازار' س ن' ص ۸

(۹۷) باراں ماہ در محبت حضرت محمد و در فراق امام حسین' محمد عباس مرادے کلاں شیخوپورہ' لاہور' راجا بشیر احمد' س ن' ص ۸

(۹۸) باراں ماہ محمدی' میاں نتھو خاں' لاہور' عزیز الدین تاجر' ۱۹۲۹ء' ص ۸

(۹۹) بارہ ماہ' ملک اشرف ملک محمد اشرف' لاہور' جہانگیر بک ڈپو اردو بازار' س ن' ص ۳۲

(۱۰۰) باغ رسول سید' حمید شاہ صابر' لاہور' آرٹ کشمیری بازار' س ن' ص ۱۶

(۱۰۱) باغ صبر محمدی' حیات شاہ (دریک کمبل پور)' لاہور' الٰہی بخش محمد جلال الدین' ۱۹۲۵ء' ص ۴۸

(۱۰۲) باغ محمدی' پیر حیات شاہ' لاہور' مطبع اسلامیہ' ۱۹۲۵ء' ص ۴۸

(۱۰۳) باغ مصطفےٰ' فیض سندھڑ' ملتان' یونین پرنٹنگ پریس' س ن' ص ۸

(۱۰۴) بدر الدین دی پکار' بدر الدین' لاہور' ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار' س ن' ص ۸

(۱۰۵) بزم چشت حصہ دوم' محمد نعیم عطاء' فیصل آباد' ملک برادران تاجران کتب کارخانہ بازار' س ن' ص ۴۸

(۱۰۶) بزم مشتاق' محمد اسمٰعیل مشتاق' لاہور' ۱۹۱۴ء

(۱۰۷) بزم مشتاق نمبر ۴' محمد اسمٰعیل مشتاق' امرتسر' منشی مولا بخش کشتہ' ۱۹۱۷ء' ص ۱۶

(۱۰۸) بزم نیاز' منشی نیاز احمد' لاہور' منشی عزیز الدین نجم الدین تاجران کتب کشمیری بازار' ۱۹۲۹ء' ص ۸

(۱۰۹) بزم نیاز' منشی نیاز احمد' لاہور' منشی عزیز الدین نجم الدین تاجران کتب کشمیری بازار' ۱۹۲۹ء' ص ۸

(۱۱۰) بزم نیاز' منشی نیاز احمد' لاہور' کھوکھر برادرز س ن' ص ۸

(۱۱۱) بشارت محمدی' عبدالعزیز' لاہور' کتب خانہ اعظم اردو بازار' س ن' ص ۴۰

(۱۱۲) بشارت محمدی' مولانا مولوی عبدالعزیز' لاہور' مولوی محمد معظم فتح محمد تاجر' ۱۹۰۸ء' ص ۵۲

(۱۱۳) بشارت محمدی' مولانا مولوی عبدالعزیز' لاہور' مولوی محمد معظم فتح محمد تاجر' س ن' ص ۴۰

(۱۱۴) بشیر قادری دیاں نعتاں، بشیر قادری، لاہور، جہانگیر بک ڈپو اردو بازار، س ن، ص ۹۶

(۱۱۵) بطحا دا غازی، مسلم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد، کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۱۱۶) بلبل مدینہ حصہ اول یعنی انوار محمد، سید حمید شاہ صابر بٹالوی، لاہور، ملک بشیر احمد اینڈ تاجران کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۳۲

(۱۱۷) بناں عشق محمد، تنویر بخاری، فیصل آباد، مکتبہ غوثیہ، ۱۹۶۰ء، ص ۱۶

(۱۱۸) بناں عشق محمد توں، فقیر محمد تنویر بخاری، فیصل آباد، مکتبہ غوثیہ جھنگ بازار، س ن، ص ۶

(۱۱۹) بناں عشق محمد توں، فقیر محمد تنویر بخاری، فیصل آباد، مکتبہ غوثیہ جھنگ بازار، س ن، ص ۱۶

(۱۲۰) بولدا قرآن، مسلم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۱۲۱) بہار پنج تن، عبدالستار کرتار پوری، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ نو لکھا بازار، س ن، ص ۸۰

(۱۲۲) بہار خلد، سراج الدین القادری، گجرات، شوکت بک ڈپو، س ن، ص ۸۰

(۱۲۳) بہار خلد، فقیر سراج قادری، گجرات، شوکت بک ڈپو چوشاہدولہ، س ن، ص ۱۱۲

(۱۲۴) بہار رضا، اردو پنجابی، رضا، فیصل آباد، مکتبہ غوثیہ جھنگ بازار، س ن، ص ۱۶

(۱۲۵) بہاراں مسکرا ہٹیاں (اردو پنجابی)، صائم چشتی، فیصل آباد، چشتی کتب خانہ جھنگ بازار، ۱۹۶۶ء، ص ۹۶

(۱۲۶) بہاراں مسکرا ہٹیاں (اردو پنجابی)، صائم چشتی، فیصل آباد، چشتی کتب خانہ جھنگ بازار، ۱۹۷۶ء، ص ۹۶

(۱۲۷) بہار فردوس، محمد حسین، گجرات، شوکت بک ڈپو، س ن، ص ۳۲

(۱۲۸) بھر دو جھولی میری یا محمد (اردو پنجابی)، شاکر اقبال شاکر، لاہور، حمید بک ڈپو، س ن، ص ۳۲

(۱۲۹) بیاض الشائقین (حصہ دوم)، راحت العاشقین فی نعت ختم المرسلین، گل محمد زائر بہاولپوری، بہاولپور، میاں اللہ بخش، س ن، ص ۱۶

(۱۳۰) بیڑا محمدی، مولوی اللہ رکھا تخلص عبدالمجید، سیالکوٹ، طور بک ڈپو بازار کلاں، س ن، ص ۸

(۱۳۱) بیڑا محمدی، مولوی اللہ رکھا تخلص عبدالمجید، سیالکوٹ، اعجاز آرٹ پریس، س ن، ص ۸

(۱۳۲) بے نمازاں رسالہ عشق رسول، سرور، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ نو لکھا بازار، س ن، ص ۸

پ

(۱۳۳) پاک رسول، مکھی رام، لاہور، جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز، س ن، ص ۱۶

(۱۳۴) پاک نبی دے دربارے، محمد الدین، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۱۳۵) پنج تن پاک نامہ محمدی، محمد حسین ٹی غوث، گجرات، شوکت بک ڈپو مسلم بازار، ص ۸۰

(۱۳۶) پنج گنج عرفان، سید مہر علی شاہ گولڑوی

(۱۳۷) پنجابی دی چٹھی، اول، حکیم مولوی شاہ محمد، گجرات، محمد فتح محمد تاجر کڑیانوالہ، س ن، ص ۸

(۱۳۸) پنجابی نعت، انتخاب، حفیظ تائب، لاہور، پاکستان پنجابی ادبی پرہیا، ۱۹۸۱ء، ص ۱۸۶

(۱۳۹) پنچھی، خدا بخش صبر، لاہور، دیا سنگھ تاجر، ۱۹۱۴ء، ص ۸

(۱۴۰) پیا نور محمد چمکے، مبارک علی مبارک، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۱۴۱) پیارا رسول، تاج الدین تاج، لاہور، منشی فضل الدین اینڈ سنز، س ن، ص ۸

(۱۴۲) پیارا نبی، سیور، مولوی خادم حسین قریشی، کلام اللہ فرل، س ن، ص ۸

(۱۴۳) پیاری نعتیں، عبدالرشید عاصی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۱۴۴) پیارے رسول دیاں مٹھیاں گلاں، مولوی عبدالواحد بشیر، امرتسر، ۱۹۲۷ء، ص ۳۵

(۱۴۵) پیام اعجاز، مولوی عبدالستار، سیور، اعجاز برادرز پبلشرز پوسٹ بک نمبر ۹۵، س ن، ص ۸۰

(۱۴۶) پیام جبرائیل، حافظ محمد حسین، لاہور، جہانگیر بک ڈپو، ۱۹۷۶ء، ص ۱۴۴

(۱۴۷) پیانے مدینے دے، ڈاکٹر مشتاق احمد، لاہور، ملک بشیر احمد اینڈ سنز، س ن، ص ۱۶

(۱۴۸) پھولوں کی ڈالی، فضل الٰہی، لاہور، منشی عزیز الدین، نجم الدین تاجر، ۱۹۲۸ء، ص ۸

(۱۴۹) تاج دیاں نعتاں، ڈاکٹر حاجی محمد رفیق تاج، فیصل آباد، عرفی برادرز، ۱۹۸۳ء، ص ۱۶

(۱۵۰) تاج سلیمانی، غلام محمد عاشق، ملتان، غلام اصغر، ۱۹۲۳ء، ص ۴۸

(۱۵۱) تاجدار بطحا، حمید اللہ شاہ، لاہور، ملک آرٹ پبلشرز کشمیری بازار، س ن، ص ۳۲

(۱۵۲) تاجدار مدینہ، صوفی برکت علی نوشاہی قادری نعت خوان، لاہور، جہانگیر بک ڈپو، س ن، ص ۶۴

(۱۵۳) تانڈی سواری، فرشی امرتسری، لاہور، منشی نصیر احمد بشیر احمد تاجران کتب، س ن، ص ۸

(۱۵۴) تانڈی سواری، منشی محمد بخش فرشی امرتسری، لاہور، منشی عزیز الدین تاجر، ۱۹۳۹ء، ص ۸

(۱۵۵) تاہنگ رسولی، منشی محمد بخش فرشی، لاہور، خرم منشی عزیز الدین تاجر کتب پبلشرز باراز کشمیری، ۱۹۳۰ء، ص ۸

(۱۵۶) تاہنگ رسولی، منشی محمد بخش فرشی، لاہور، محمد الدین، ۱۹۳۰۵ء، ص ۸

(۱۵۷) تحفہ حبیب، مولانا حبیب اللہ نعمانی، لاہور، محمد اسمٰعیل تاجر کتب بنگلہ ایوب شاہ، س ن، ص ۴۰

(۱۵۸) تحفہ رسولیہ، رحیم بخش ڈھولن، ۱۹۳۰ء، ص

(۱۵۹) تحفہ سبحانی، حاجی محمد عبدالسبحان، بہاولپور، کتب خانہ سبحانی، ۱۹۱۱ء، ص ۲۴

(۱۶۰) تحفہ سبحانی، حاجی محمد عبدالسبحان، بہاولپور، کتب خانہ سبحانی، س ن، ص ۳۲

(۱۶۱) تحفہ سبحانی، حاجی محمد عبدالسبحان، بہاولپور، حافظ القران محمد سعید الرحمٰن، ۱۹۲۵ء، ص ۲۴

(۱۶۲) تحفہ سبحانی، حاجی محمد عبدالسبحان، بہاولپور، حاجی مرزا عبدالسبحان، س ن، ص ۳۲

(۱۶۳) تحفہ سبحانی، حاجی محمد عبدالسبحان، بہاولپور، حافظ مرزا محمد سعید الرحمٰن، س ن، ص ۲۴

(۱۶۴) تحفہ قادری و مدح غوث، محمد حیات غریب قادری، ساہیوال، مصنف، س ن، ص ۳۲

(۱۶۵) تحفہ محمدی، خزینہ اویسی، محمد دلپذیر، لاہور، محمد افضل حق، حمیدیہ پریس، س ن، ص ۴۰

(۱۶۶) تخیل صابری، نور محمد صابر، بہاولپور، مصنف، س ن، ص ۸

(۱۶۷) تذکرۃ الجمعہ، علم الدین لاہور، ملک ہیرا تاجر، ۱۹۰۰ء، ص ۳۲

(۱۶۸) ترانہ مجاہدانہ رسول کریم دیاں شاناں، عاشق محمد عاشق، ملتان، مصنف، س ن، ص ۱۶

(۱۶۹) تسکین قلب (حصہ پنجم) عبدالجبار قادری، لاہور، شیخ محمد سعید، س ن، ص ۱۶

(۱۷۰) تعریف ماہ رمضان و نعت نبی آخر الزماں، اللہ دتہ دتن ملتانی، ملتان، مولوی اللہ بخش اعجاز حسین، س ن، ص ۸

(۱۷۱) توجہ رسولی، ابوالتوقیر سراج القادری، مسلم بک ڈپو، س ن، ص ۱۶

(۱۷۲) توحید دا باغ سیرت، ولایت امرتسری، لاہور، ملک بشیر احمد تاجر کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۱۷۳) توحید و رسالت، فیض سندھڑ، ملتان، یونین پرنٹنگ پریس، س ن، ص ۸

(۱۷۴) توحید کا جس نے درس دیا، مسلم اویسی، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ نولکھا بازار، س ن، ص ۳۲

(۱۷۵) توحید محمدی، صمصام ایچ، لاہور، کتب خانہ عزیزیہ، س ن، ص ۸

(۱۷۶) توحیدی پھل، نیاز احمد گیلانی وزیر آبادی، لاہور، منشی نصیر احمد بشیر احمد تاجران کتب، س ن

(۱۷۷) تولد نامہ پنجابی، نامعلوم، لاہور، چراغ الدین سراج الدین، ۱۹۲۸ء، ص ۵۲

(۱۷۸) تولد نامہ حضرت رسول مقبول، غلام قادر جبلہ، ملتان، مولوی خدا یار فیض احمد، ۱۹۲۳ء، ص ۴۸

(۱۷۹) تولد نامہ، حلیہ شریف، مولود شریف عالم، لاہور، حاجی چراغ دین سراج دین، ۱۹۲۷ء، ص ۵۲

(۱۸۰) تولد نامہ، حلیہ شریف، مولود شریف عالم، گجرات، غلام مصطفےٰ تاجر کتب، س ن، ص ۵۱

(۱۸۱) تولد نامہ، حلیہ شریف، مولود شریف عالم، لاہور، منشی کریم بخش، س ن، ص ۵۲

(۱۸۲) تولد نامہ، عبدالمصطفےٰ محمد یوسف، ملتان، حافظ نور محمد حافظ عبدالرحیم، ۱۹۲۷ء، ص ۱۶

(۱۸۳) تولد نامہ، غلام قادر، لاہور، حسن سلیم پریس، ۱۹۲۳ء، ص ۴۵

(۱۸۴) تولد نامہ حلیہ مبارک مولود شریف، کریم بخش بدر، لاہور، ۱۹۰۵ء، ص ۵۲

(۱۸۵) تولد نامہ حلیہ مبارک مولود شریف، کریم بخش بدر، لاہور، چراغ دین سراج دین، ۱۹۲۷ء، ص ۵۲

(۱۸۶) تیری خیر ہووے پیہریدارا، خواجہ عبدالرشید، لاہو، شیخ محمد سعید نولکھا بازار، س ن، ص ۳۲

(۱۸۷) تیری خیر ہووے پہرے دارا، مسلم اویسی، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ نولکھا بازار، س ن، ص ۳۲

(۱۸۸) تیریاں عرشاں تے پین پکاراں مدینے دیا چن سوہنیا، استاد محمد دین وانش گھونڈ والے، لاہور، راجا شبر احمد تاجر کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۱۸۹) تینڈا ناں یا محمد سینے لا رکھا میں، صادق امرتسری، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

ٹ

(۱۹۰) ٹوناں (حصہ اول ۲۴ نعتاں)، میاں ظفر مقبول، گوجرانوالہ، سائیں مولا شاہ ویلفیئر سوسائٹی کڑیال کلاں، ۱۹۸۸ء، ص ۱۴۴

ث

(۱۹۱) ثنائے حضور، عبدالمجید، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ نولکھا بازار، س ن، ص ۴۸

(۱۹۲) ثنائے حضور عبدالمجید مجید کریام والا، لاہور، سیٹھ آدم جی، عبداللہ پبلشرز نولکھا بازار، س ن، ص ۴۸

(۱۹۳) ثنائے محمد، بشیر قادری، لاہور، صاحبزادہ میاں غلام یتیم خانہ، س ن، ص ۱۶

(۱۹۴) ثنائے محمدی، اللہ یار، ملتان، الیکٹرک پریس، س ن، ص ۸

(۱۹۵) ثنائے مصطفےٰ، صوفی منظور احمد، ناظم صابری، لیاقت پور بزم فیض، س ن، ص ۲۴

ج

(۱۹۶) جام خضر حسین خضر، فیصل آباد، چشتی کتب خانہ جھنگ بازار، س ن، ص ۶۴

(۱۹۷) جام سرور، حافظ محمد حسین حافظ، لاہور، جہانگیر بک ڈپو اردو بازار، ۱۹۷۵ء، ص ۱۱۲

(۱۹۸) جام نور (اردو پنجابی) سید حمید شاہ صابر بخاری، لاہور، ملک بشیر احمد اینڈ سنز، س ن، ص ۴۸

(۱۹۹) جدید پنجابی نعت (نعت گو شاعر تے اوہناں دیاں نعتاں)، ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد، لاہور، پاکستان پنجابی ادبی پرھیا، ۱۹۸۵ء، ص ۱۲۸

(۲۰۰) جان رحمت (اردو پنجابی) مرتبہ اخلاق عاطف، زب نواز مجازی، حمیدہ شاہین زبیری، سلطان محمود، سرگودھا، مجلس فدام اسلام، س ن، ص ۲۳۲

(۲۰۱) جذبات قادری (اردو، فارسی، پنجابی، پوربی، سرائیکی) فقیر قادری، لاہور، مکتبہ غوثیہ، ۱۹۷۳ء، ص ۱۲۸

(۲۰۲) جذبہ شوق (حصہ سوم)، سید غلام شمشیر، لاہور، کریمی پریس، ۱۹۲۸ء، ص ۱۶

(۲۰۳) جلوہ حضوری، منشی محمد بخش فرشی، لاہور، عزیز الدین تاجر کتب و جلز بازار کشمیری بازار، ۱۹۳۶ء، ص ۸

(۲۰۴) جلوہ طور، فیض محمد سندھڑ، ملتان، یونین پرنٹنگ پریس، س ن، ص ۸

(۲۰۵) [illegible] سور، نور محمد گدائی، ملتان، اخلاق بک ڈپو، س ن، ص ۱۶

(۲۰۶) جلوہ نعت، مسلم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد اینڈ سنز، س ن، ص ۱۶

(۲۰۷) جلوہ فگن، فیض محمد سندھڑ، ملتان، یونین پرنٹنگ پریس لاہور کشمیری بازار، س ن، ۸

(۲۰۸) جلوہ محمدی، محمد ایوب حشمت، لاہور، ملک بشیر احمد، کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۲۰۹) جلوہ محمدی، محمد دین صابر، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۲۱۰) جمال حضوری، معروف بعد شیشہ نوری، بابو محمد یوسف، نو شاہی قادری برقندازی، شیخوپورہ، حکیم نذیر حسین نوشاہی سجادہ نشین، آستانہ عالیہ قادریہ نوشاہیہ مردانہ س ن، ص ۳۲

(۲۱۱) جمال محبوب، امام الدین راقب، لاہور، جے ایس سنت سنگھ تاجر، ۱۹۲۷ء، ص ۸

(۲۱۲) جمال محمد، حشمت شاہ، لاہور، ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار، ص ۳۲

(۲۱۳) جمال مدینہ محمد رشید قاری، لاہور، جہانگیر بک ڈپو اردو بازار، ۱۹۸۳ء، ص ۹۶

(۲۱۴) جنت دی کنجی، حاجی محمد عمر، گورداسپور (انڈیا)، مصنف، ۱۹۲۹ء، ص ۲۴۲

(۲۱۵) جنت دی کنجی، حاجی محمد عمر، لاہور، سید ارشاد علی، س ن، ص ۲۶۰

(۲۱۶) جنج حافظ، حافظ محمد یار شہر فرید، لاہور، منشی عزیز الدین، س ن، ص ۸

(۲۱۷) جنہاں کھادے تیرے در دے ٹکڑے، شیخ محمد ابراہیم، فیصل آباد، مکتبہ غوثیہ، س ن، ص ۸

(۲۱۸) جوش عقیدت، فیض محمد سندھڑ، ملتان، مصنف، س ن، ص ۸

(۲۱۹) جیہڑے عشق نبی وچ مردے نیں، تاج الدین انصاری، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۲۲۰) جب عرش تے آ محبوب میرے، غلام حسن شاہ حسن، لاہور، بڑا کتب خانہ کشمیری بازار، س ن

(۲۲۱) جب ملئے دروازہ نبی چل ملئے، صادق امرتسری، لاہور، ملک شبیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۲۲۲) جھوک حبیب والی، ایچ صمصام، لاہور، کتب خانہ عزیزیہ، س ن، ص ۸

(۲۲۳) جھوک رسول، موسیٰ لدھیانوی، لدھیانوی (انڈیا)، شیخ افضل حسین تاجر کتب، س ن، ص ۱۶

(۲۲۴) جھوک رسول کریم، مولوی محمد اکبر، لاہور اسلامیہ سٹیم پریس، ۱۹۱۱ء، ص ۸

(۲۲۵) جھوک رسولی، محمد الدین واعظ اکبر، سیالکوٹ، مولوی نواب الدین تاجر، س ن، ص ۸

(۲۲۶) جھوک محمدی آس مولا تیری، نور احمد، لاہور، ۱۹۲۱ء

(۲۲۷) جھوک محمدی المعروف ماہی والی، احمد دین، لاہور، سردار جوت سنگھ سنت سنگھ صاحب، پبلشرز و تاجران کتب اندرون لوہاری دروازہ، س ن، ص ۱۶

(۲۲۸) جھوک محمدی جدید (اول)، نواب خاں، لاہور، آریہ سٹیم پریس، ۱۹۱۲ء، ص ۱۲

(۲۲۹) جھوک محمدی، ماہی، لاہور، جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز، س ن، ص ۱۶

(۲۳۰) جھوک مدینے والی ایچ صمصام، لاہور آدم جی عبداللہ نو لکھا بازار، س ن، ص ۸

(۲۳۱) جھوک مدینے والی احمد مختار دی، ایچ صمصام، فیصل آباد ملک برادرز، س ن، ص ۸

(۲۳۲) جھوک مدینے والی، ایچ صمصام، لاہور، کتب خانہ عزیزیہ، س ن

(۲۳۳) جھوک مدینے والے' احمد مختار' لاہور' راجا بشیر احمد تاجر کتب' س ن' ص ۸

(۲۳۴) جھوک مولا والی' احمد دین' لاہور' جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز' س ن' ص ۸

(۲۳۵) جھوک وسیندی ڈھٹی جگاں دے پیر دی' ایچ صمصام' فیصل آباد بلک برادرز' س ن' ص ۸

چ

(۲۳۶) چار یار شمع رسالت دے پروانے' ابوالمسعود محمد خلیل ثاقب' گجرات' شوکت بک ڈپو' مسلم بازار' ۱۹۶۵ء' ص ۱۴۴

(۲۳۷) چاہت رسولی' مرزا اختر حسین' لاہور' ملک بشیر احمد کشمیری بازار' س ن' ص ۸

(۲۳۸) چٹھی مدینے دی' منشی محمد اسمٰعیل' لاہور' عزیز الدین تاجر' ۱۹۲۸ء' ص ۸

(۲۳۹) چٹھی مدینے والی' مولوی جلال شاروی' منڈی بہاؤ الدین' رحمت بک ڈپو' س ن' ص ۳۲

(۲۴۰) چٹھیاں در داں دیاں' مولوی محمد اکبر قانون گو' لاہور' محمد عمر سوداگر قانونی گوئی' ۱۹۲۰ء' ص ۸

(۲۴۱) چراغ حرم' حافظ محمد حسین' لاہور' جہانگیر بک ڈپو اردو بازار' ۱۹۸۴ء' ص ۸

(۲۴۲) چراغ محمدی' مولوی اسمٰعیل' ۱۹۲۲ء' ص

(۲۴۳) چراغ ہدایت' چراغ دین (جونے کے) لاہور' ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار' س ن' ص ۸۰

(۲۴۴) چراغ محمدی' فقیر رحیم شاہ' فیصل آباد' جارج سٹیم پریس' ۱۹۲۶ء' ص ۸

(۲۴۵) چرحہ نعت محمدی' عبدی' لاہور' مولوی محمد معظم' محمد اعظم' س ن' ص ۸

(۲۴۶) چشمہ زمزم (اول) سید حمید شاہ صابر بٹالوی' لاہور' ملک بشیر احمد تاجر کتب و پبلشر کشمیری بازار' س ن' ص ۳۲

(۲۴۷) چک سوہنیا پردہ مکھڑے توں' عالم لاہوری' لاہور' بڑا کتب خانہ کشمیری بازار س ن' ص ۳۲

(۲۴۸) چلو چلو مدینے ول چلئے' مسلم ادیبی' لاہور' ملک بشیر احمد کشمیری سنز' س ن' ص ۸

(۲۴۹) چلو یا محمد سویرے سویرے' خواہش علی' لاہور' صابریہ بک ڈپو' س ن' ص ۸

(۲۵۰) چمکار محمدی' جھنڈی خاں' ۱۹۱۲ء' ص ۱۴۲

(۲۵۱) چمن محمدی' چراغ دین (جونے کے)' لاہور' سیٹھ آدم جی عبداللہ نولکھا بازار' س ن' ص ۳۲

(۲۵۲) چمن محمدی' نذیر احمد منظور بٹ' لاہور' مجازی پریس' س ن' ص ۸

(۲۵۳) چمن محمدی' میاں نذیر احمد منظور فاروق گنج' لاہور' شیخ حیدر بخش اینڈ سنز کشمیری بازار' س ن' ص ۸

(۲۵۴) چمن تارے' سعید الفت فیصل آباد' نگار پریس' ۱۹۶۰ء' ص ۱۲۰

(۲۵۵) چن ماہی مدینے والیا' عبدالمجید' لاہور' ملک بشیر احمد کشمیری بازار' س ن' ص ۱۶

(۲۵۶) چونویاں حدیثاں' مترجم خان محمد قادیانی ربوہ' نظامت اشاعت' س ن' ص ۷۱

(۲۵۷) چوہڑی' منشی غلام مصطفےٰ موسیٰ' امرتسر' اردو بازار سٹیم پریس' ۱۹۱۳ء' ص ۸

(۲۵۸) چوہتری، منشی غلام مصطفےٰ موسیٰ، امرتسر، شیخ عبدالرحمان حبیب الرحمٰن تاجر، ۱۹۲۰ء، ص ۸
(۲۵۹) جمل حدیث الٰہی بخش، فیروز پور (انڈیا)، ۱۹۰۸ء، ص

ح

(۲۶۰) حب حبیب نعت شعریف، صوفی میاں غمگین، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ نو لکھا بازار، س ن، ص ۸
(۲۶۱) حب مصطفےٰ، مسلم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد اینڈ سنز، س ن، ص ۱۶
(۲۶۲) حبیب الثقلین، محمد حبیب اللہ کمبو
(۲۶۳) حبیب دیار، مبارک علی مبارک، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۳۲
(۲۶۴) صبح نامہ یعنی تحفہ بے بہا مدینے دے موتی، حاجی چراغ دین چونے کے والا، لاہور، ملک بشیر احمد تاجر کتب، س ن، ص ۱۳۶
(۲۶۵) حدیث رسول، صادق قریشی راداس ناظم نشرو اشاعت دارلادب، ۱۹۳۱ء، ص ۱۱
(۲۶۶) حدیث غم، تنویر بخاری، گوجرانوالہ، پنجابی کلچرل سنٹر، ۱۹۸۹ء، ص ۱۶
(۲۶۷) حدیث کربلا، تنویر بخاری گوجرانوالہ، جماعت المومنین اندھیر، ۱۹۷۳ء، ص ۶۴
(۲۶۸) حریم نعت، اقبال شیدا، فیصل آباد شمع بک سٹال، ۱۹۸۱ء، ص ۶۹
(۲۶۹) حضرت جالب، مولوی روشن دین، لاہور، شیخ غلام حسین، س ن، ص ۲۴
(۲۷۰) حضرت دی حضوری، امام الدین راقب قصوری، لاہور، اسلامیہ سٹیم پریس، ۱۹۲۳ء، ص
(۲۷۱) حضرت دی حضوری، بار دوم، امام الدین، فروز پور انڈیا، شیخ سردار، س ن، ص ۱۶
(۲۷۲) حضور بشرنیں کہ نور، صائم چشتی، فیصل آباد، مکتبہ غوثیہ جھنگ بازار، س ن، ص ۸۸
حضور دا جلوہ (اردو پنجابی) شبیر قادری، لاہور، جہانگیر بک ڈپو، س ن، ص ۹۶
(۲۷۳) حضور دا عاشق، مہرالدین مہر، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ نو لکھا بازار، س ن، ص ۳۲
(۲۷۴) حضور دا نور، عاصم گوجروی، فیصل آباد، چشتی کتب خانہ، س ن، ص ۴۸
(۲۷۵) حضور دا نور، محمد حنیف عاصم گوجروی، سیصل آباد، چشتی کتب خانہ جھنگ بازار، س ن، ص ۴۸
(۲۷۶) حضور دی باندی، محمد بخش، لاہور، محمد الدین شہر محمد، ۱۹۳۵ء، ص ۸
(۲۷۷) حضور دی پچھان، تحفہ محمد رفیق، لاہور، شیخ محمد سعید نو لکھا بازار، س ن، ص ۳۲
(۲۷۸) حضور دی حضوری، شیخ افضل حسین لدھیانوی، لاہور، کتب خانہ حنفیہ کشمیری بازار، س ن، ص ۸
(۲۷۹) حضور دی حضوری، حافظ محمد حسین، فیصل آباد چشتی کتب خانہ جھنگ بازار، ۱۹۶۵ء، ص ۶۴
(۲۸۰) حضور دی حیاتی (نثر)، سمیع اللہ قریشی، لاہور، پاکستان پنجابی ادبی بورڈ، ۱۹۸۰ء، ص ۴۰

(۲۸۱) حضور دی شان، رفیق لائل پوری، لاہور، بڑا کتب خانہ کشمیری بازار، س ن، ص ۹۶

(۲۸۲) حضور دی کملی، مسلم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۲۸۳) حضور دے حضور، تنویر بخاری لاہور، ادارہ لکھاریاں جیا موسیٰ، ۱۹۸۶ء، ص ۱۳۰

(۲۸۴) حضور دے معجزے، حاجی میاں چراغ دین جونیکے والا، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۲۸۵) حضور دے روضے دی جالی، مسلم اویسی، لاہور، ملک شبیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۲۸۶) حق دی پچھان، دیوانہ نظامی، لاہور، شیخ محمد سعید تاجر کتب، ۱۹۶۴ء، ص ۱۶۸

(۲۸۷) حق دی پچھان، دیوانہ نظامی، لاہور، شیخ و سعید تاجر کتب، س ن، ص ۶۴

(۲۸۸) حق دی تائید (اردو پنجابی)، راجا رسید محمود میانوی، سرگودھا، مصنف ۱۶/۵ میانی، ۱۹۶۵ء، ص ۸

(۲۸۹) حقیقت دے پھل، عبدالغفور بانی، گوجرانوالہ، مصنف، س ن، ص ۸

(۲۹۰) حلیہ رسول مقبول غلام رسول عادل گڑھی، لاہور، ۱۸۷۰ء، ص ۱۴

(۲۹۱) حلیہ رسول مقبول مع حضرت بلالؓ حلیہ غوث الاعظمؒ، غلام رسول قلعہ لاہور، ۱۸۷۱ء، ص ۱۴

(۲۹۳) حلیہ رسول مقبول مع حضرت بلالؓ حلیہ غوث الاعظمؒ، غلام رسول قلعہ، لاہور، ۱۸۷۱ء، ص ۱۴

(۲۹۴) حلیہ رسول مقبول مع حضرت بلالؓ حلیہ غوث الاعظمؒ، غلام رسول قلعہ، لاہور، ۱۸۷۴ء، ص ۲۰

(۲۹۵) حلیہ رسول مقبول مع حضرت بلالؓ حلیہ غوث الاعظمؒ، غلام رسول قلعہ، لاہور، ۱۸۷ء، ص ۲۰

(۲۹۶) حلیہ رسول مقبول مع حضرت بلالؓ حلیہ غوث الاعظمؒ، غلام رسول قلعہ، لاہور، ۱۸۷۷ء، ص ۲۰

(۲۹۷) حلیہ رسول مقبول مع حضرت بلالؓ حلیہ غوث الاعظمؒ، غلام رسول قلعہ، لاہور، شاہی تجارتی کتب خانہ، س ن،

(۲۹۸) حلیہ شریف جھولا رحمت والا، محمد بخش فرشی، لاہور، عزیز الدین نجم الدین تاجر، ۱۹۳۹ء، ص ۱۶

(۲۹۹) حلیہ شریف، حیات محمد ٹھیکیدار، چکوال، دیوان وزیر سنگھ این سنز تاجر کتب، س ن، ص ۲۴

(۳۰۰) حلیہ شریف حضرت رسول مقبول حافظ محمد شاعری، لاہور، جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز، ۱۹۱۱ء، ص ۱۶

(۳۰۱) حلیہ شریف نبی کریم وقعہ بی بی فاطمہ، س ن

(۳۰۲) حلیہ شریف رسول مقبول، مولوی محمد محبوب عالم، منڈی بہاؤ الدین، مفتی محمد زبیر، س ن، ص ۲۴

(۳۰۳) حلیہ شریف رسول مقبول، امام الدین، لاہور، ۱۸۷۷ء، ص ۱۶

(۳۰۴) حلیہ شریف رسول معہ جھولا رحمت والا، مولوی سلطان محمود، لاہور، مولوی محمد معظم محمد اعظم، ۱۹۴۳ء، ص ۱۶

(۳۰۵) حلیہ شریف معہ رسالا محبوب رحمت والا، مولوی سلطان محمود، لاہور، مولوی محمد معظم محمد اعظم، ۱۹۴۶ء، ص ۱۶

(۳۰۶) حلیہ شریف رسول معہ جھولا رحمت والا، مولوی سلطان محمود، لاہور، مولوی محمد معظم محمد اعظم، ۱۹۵۸ء، ص ۱۶

(۳۰۷) حلیہ شریف رسول معہ جھولا رحمت والا، مولوی سلطان محمود، لاہور، منشی عزیز الدین تاجر کتب، س ن، ص ۱۶

(۳۰۸) حلیہ شریف رسول معہ جھولا رحمت والا، مولوی سلطان محمود، لاہور، مولوی محمد معظم محمد اعظم، س ن، ص ۱۶

(۳۰۹) حلیہ شریف شعلہ رحمت والا، میاں محمد حیات ٹھیکیدار، جہلم، دیوان وزیر سنگھ، تاجر، س ن، ص ۲۴

(۳۱۰) حلیہ شریف، نصیر الحق

(۳۱۱) حلیہ شریف، حضرت رسول مقبول صلعم وقعہ بی بی فاطمہ، نصیرا فاضل شاہی، لاہور، سردار سنت سنگھ جوت سنگھ پبلشرز، ۱۹۱۰ء ص ۱۶

(۳۱۲) حلیہ شریف مبارک نور رحمت، حکیم پیر نیاز احمد، لاہور، ظفر محمد تاجر، ۱۹۲۹ء، ص ۱۶

(۳۱۳) حلیہ شریف مصطفیٰ، حکیم صمصام، فیصل آباد، ملک برادرز، س ن، ص ۸

(۳۱۴) حلیہ شریف، مع درود شریف ترجمہ بر اسمائے حضرت خواجگان اہل چشت شعبہ تونسویہ رحمہم اللہ تعالیٰ، مولوی غلام احمد صاحب کولو تارڑ، حافظ آباد، فتح آباد کتاب گھر، س ن، ص ۱۶

(۳۱۵) حلیہ مبارک، پنجویں پھیرے، مولانا عزیز الرحمٰن عزیز بہاولپوری بہاولپور، محمد حفیظ ابو حسن حفیظ بہاولپوری، ۱۹۵۱ء، ص ۸

(۳۱۶) حلیہ مبارک حضرت سرور کائنات، غلام فرید، خلف دین محمد لاہور، گردھم سٹیم پریس، ۱۹۲۲ء، ص ۶۴

(۳۱۷) حلیہ مبارک حضرت سرور کائنات صلعم، غلام فرید عارف، لاہور، لالہ لال چند بہل پرنٹر، ۱۹۲۲ء، ص ۶۲

(۳۱۸) حلیہ مبارک رسول مقبول و حلیہ مبارک غوث الاعظم، مولوی احمد یار، پھالیہ، میاں جلال الدین، ۱۹۳۳ء، ص ۱۶

(۳۱۹) حلیہ مبارک غلام فرید عارف، حافظ آباد، مصنف، ۱۹۲۲ء، ص ۶۲

(۳۲۰) حلیہ مبارک محبوب خدا، قلندر علی قریشی، لاہور، رفیق عام پریس، ۱۹۲۸ء، ص ۱۶

(۳۲۱) حلیہ مبارک، مولوی نور محمد بہاولپوری، حاجی محمد اشرف آہیر، ۱۹۳۱ء، ص ۳۲

(۳۲۲) حلیہ مصطفیٰ معہ اسوہ مصطفیٰ، حکیم صمصام، فیصل آباد، ملک برادرز، س ن، ص ۳۲

(۳۲۳) حلیہ میلاد مبارک، مولوی عطاء اللہ، لاہور، ۱۸۸۹ء

(۳۲۴) حلیتہ النبی، مولوی محمد اعظم بہاولپوری، بہاولپور، صادق الانوار، ۱۸۷۸ء، ص ۳۲

(۳۲۵) حی علی الثناء (نعتیہ ہائیکو)، ریاض مجید، فیصل آباد، نعت اکیڈمی، ۱۹۹۱ء، ص ۱۴۴

خ

(۳۲۶) خاتم المرسلین، سید حمید شاہ، لاہور، ملک آرٹ پبلشرز، س ن، ص ۳۲

(۳۲۷) خاتم النبیین، مولوی امام الدین، لاہور، شیخ غلام حسین اینڈ سنز، س ن، ص ۴۸

(۳۲۸) خاک حرم (اردو پنجابی)، مسلم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۱۶

(۳۲۹) ختم نبوت، حشمت شاہ، لاہور، بشیر احمد اینڈ سنز، س ن، ص ۳۲

(۳۳۰) خدا دی قدرت تے شان محمد، محمد رمضان، لاہور، ملک بشیر احمد، کشمیری بازار، ص ۸

(۳۳۱) خزینہ معرفت یعنی رموز طریقت و عشق و محبت، سائیں نذیر عادل نوشاہی قادری، لاہور، مصنف، س ن، ص ۶۲

(۳۳۲) خطاب بہ دل المعروف دلا ناداناں، منشی احمد دین، لاہور، گلزار محمدی پریس، ۱۹۱۷ء، ص ۸

(۳۳۳) خطبات مولود، مولوی نور محمد، ۱۸۸۲ء

(۳۳۴) خلق محمدی یہودن لڑکی، مولوی خادم حسین، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ نولکھا بازار س ن، ص ۸

(۳۳۵) خمار اشیم، محمد نواز اشیم قاری، ملتان، عزیز پرنٹنگ پریس، ص ۸

(۳۳۶) خوش بہار، غلام نبی عطر، ملتان، مصنف، ص ۸

(۳۳۷) خوشبوئے مدینہ، حافظ محمد حسین، لاہور، جہانگیر بک ڈپو اردو بازار، ۱۹۸۴ء، ص ۹۶

(۳۳۸) خیر البشر، مبارک علی مبارک لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۳۳۹) خیر البشر، محمد عبداللطیف، گجرات، ۱۹۲۵ء، ص ۱۷۶

(۳۴۰) خیر البشر کملی والا، حکیم محمد عبداللطیف عارف، گجرات، مصنف، ۱۹۲۴ء، ص ۱۷۶

(۳۴۱) خیر البشر کملی والا، حکیم محمد عبداللطیف، لاہور، ملک بشیر احمد تاجر کتب، س ن، ص

د

(۳۴۲) داستان غم (اردو پنجابی)، صوفی برکت علی، لاہور، غوثیہ کتب خانہ، س ن، ص ۲۱۶

(۳۴۳) دائی حلیمہ دی قسمت، استاد برکت علی، فیصل آباد، مکتبہ غوثیہ، س ن، ص ۵

(۳۴۴) دربار احمد، محمد بخش، فرشی امرتسری، لاہور، منشی عزیز الدین نجم الدین تاجران کتب کشمیری بازار، ۱۹۳۲ء، ص ۸

(۳۴۵) دربار احمد، محمد بخش، فرشی امرتسری، لاہور، عزیز الدین نجم الدین تاجران کتب ۱۹۳۳ء، ص ۸

(۳۴۶) دربار خاتم الانبیاء، حشمت شاہ، لاہور، ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۳۲

(۳۴۷) دربار رسول، ایم ڈی سرور، لاہور، ملک دین محمد اینڈ سنز کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۳۴۸) دربار رسول، فیض سندھڑ، ملتان، مصنف، س ن، ص ۸

(۳۴۹) دربار محمدی، عبدالرشید عاصی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۳۵۰) دربار مدینہ، محمد اقبال، ملتان، مولوی فیض بخش محمد ذوالفقار حافظ محمد نواز، س ن، ص ۱۶

(۳۵۱) دربار مدینہ، نذیر احمد راز قادری، لاہور، شیخ محمد سعید تاجر کتب، نولکھا بازار، س ن، ص ۳۲

(۳۵۲) دربار مدینہ گلزار مدینہ، حاجی محمد برخوردار، ملتان، ۱۹۲۱ء، ص

(۳۵۳) دربار مصطفائی، نور محمد گدائی، ملتان، غلام اصغر، ص ۱۶

(۳۵۴) دربار نبی، محمد شفیع عاشق، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۳۵۵) دربار نگینہ، فیض سندھڑ، ملتان، یونین پرنٹنگ پریس، س ن، ص ۸

(۳۵۶) دربار ہادی، مولوی فضل حق، لاہور، ملک محمد افضل تاجر، ۱۹۲۸ء، ص ۸

(۳۵۷) درود ارواح (اسلامی)' سید حسن' راولپنڈی' ۱۸۸۳ء' ص

(۳۵۸) درود مستغاث (اسلامی)' احمد یار' لاہور' کستان سٹیم پریس' ۱۹۱۶ء' ص ۲۸

(۳۵۹) درود مستغاث' شرح اللہ بخش' لاہور' شیخ الٰہی بخش جلال الدین تاجر کتب کشمیری بازار' ۱۹۰۶ء' ص ۸

(۳۶۰) درود ماہی' منشی محمد حسن' لاہور' مطبع دین محمدی' الیکٹرک پریس' س ن' ص ۸

(۳۶۱) درود ہزارہ' معظم الدین' لاہور' ۱۹۲۲ء

(۳۶۲) دریائے رحمت' نتیجہ فکر' مسلم اویسی' لاہور' ملک بشیر احمد اینڈ سنز' س ن' ص ۲۴

(۳۶۳) در یتیم' حکیم علی محمد صمصام' فیصل آباد' ملک سنز تاجران

(۳۶۴) در یتیم' حکیم علی محمد صمصام' فیصل آباد' ۱۹۸۴ء' ص ۹۶

(۳۶۵) در یتیم' حکیم علی محمد صمصام' فیصل آباد' ملک برادرز' س ن' ص ۱۲۶

(۳۶۶) دکھیا ہجر فراق' محمد سعید کیانی' ناصر' لاہور' بڑا کتب خانہ کشمیری بازار' س ن' ص ۳۲

(۳۶۷) دکھیاں دا والی' مہر حامد قادری' لاہور' ملک بشیر احمد کشمیری بازار س ن' ص ۸

(۳۶۸) دلارے نبی صلعم' مولوی رحمت اللہ' فیصل آباد' سردار ایشر سنگھ بھوانہ بازار' س ن

(۳۶۹) دلداردی کمند' نذیر احمد نذیر' لاہوری' لاہور' ملک محمد دین شیر محمد' مالک کتب خانہ صوفیہ کشمیری بازار' س ن' ص ۸

(۳۷۰) دلدل دا اسوار' محمد الدین' لاہور' گلزار محمدی پریس' ۱۹۱۵ء' ص ۱۶

(۳۷۱) دلکش نعت عرف عاجزاں دا حامی' محمد شفیع عاشق لاہور' ملک بشیر احمد اینڈ سنز' س ن' ص ۴۸

(۳۷۲) دو جگ دا بانی' مبارک علی مبارک' لاہور' ملک بشیر احمد کشمیری بازار' س ن' ص ۸

(۳۷۳) دو جہاں کا لال' فیض سندھڑ' ملتان' نو بہار پرنٹنگ پریس مصنف' س ن' ص ۸

(۳۷۴) دو میم' مسلم اویسی' لاہور' ملک بشیر احمد کشمیر بازار' س ن' ص ۸

(۳۷۵) دہائی' میاں بڈھا مشتاق احمد' لاہور' حکیم عبدالقادر اینڈ سنز' ۱۹۱۷ء' ص ۸

(۳۷۶) دیدار رسول' مولا بخش' لاہور' محمد الدین شیر محمد' ۱۹۳۵ء' ص ۸

(۳۷۷) دیدار مصطفےٰ' محمد دین عاجز' لاہور' مصنف' س ن' ص ۴۰

(۳۷۸) دیدار نبی' حکیم عبدالرشید' فیصل آباد' مکتبہ غوثیہ' س ن' ص ۸

(۳۷۹) دیدار نبی' مسلم اویسی' لاہور' ملک بشیر احمد اینڈ سنز' س ن' ص ۱۶

(۳۸۰) دیوان صادق' صادق امرتسری' مہر محمد صادق امرتسری' لاہور' میر محمد سعید صدیقی امرتسری' س ن' ۲۴۰ ص

(۳۸۱) دیوانے نبی جی کے' مسلم اویسی' لاہور' ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار' س ن' ص ۳۲

(۳۸۲) دیوان بیکس' ابراہیم بیکس بٹالوی' لاہور' سیٹھ آدم جی عبداللہ س ن' ص ۲۵

(۳۸۳) دیوان راقب' امام الدین راقب' قصوری

(۳۸۴) دیوان محمدی (اردو' فارسی' پنجابی)' خواجہ محمد یار فریدی' رحیم یار خاں' آستانہ عالیہ دربار محمدیہ گڑھی

شریف، ۱۹۹۱ء، ص ۳۶۳

ڈ

(۳۸۵) ڈاک محمدی نعت محمدی المشہور، منشی محمد بخش فرشی، امرتسر(انڈیا) منشی شاہ دین اینڈ سنز، ۱۹۱۹ء، ص ۸

ر

(۳۸۶) راحتہ العاشقین کلاں دوجا حصہ، گل محمد زائر بہاولپوری، ملتان، حافظ شمس الدین منور الدین حمید الدین، س ن، ص ۲۴

(۳۸۷) راحتہ العاشقین فی نعت ختم المرسلین، مرزا مصاحب بیگ بہاولپوری ملتان حافظ شمس الدین منور الدین ۱۹۰۸ء، ص ۱۲

(۳۸۸) راحتہ العاشقین فی نعت ختم المرسلین مرزا، مصاحب بیگ بہاولپوری، ملتان، خدا یار اینڈ سنز، س ن، ص ۱۶

(۳۸۹) راقب دیاں نعتاں، راقب قصوری، سیٹھ آدم جی، عبداللہ پبلشرز، س ن، ص ۵۴

(۳۹۰) راقب قصوری دیاں نعتاں، مرتبہ ڈاکٹر شہباز ملک، قصور، مرکزی مجلس امیر ملت برج کلاں، ۱۹۸۲ء، ص ۱۲۸

(۳۹۱) راہیا مدینے جاندیا، صادق امرتسری، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ نو لکھا بازار، س ن، ص ۳۲

(۳۹۲) رب دا حبیب، مبارک علی مبارک، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۳۹۳) رب دا حبیب واقفیت اسلامی، حاجی چراغ دین جو لکے والا، لاہور، مصنف، ۱۹۸۴ء، ص ۲۴۸

(۳۹۴) رب دا جانی، شوکت علی قمر، فیصل آباد، مقبول عام کتب خانہ، ۱۹۶۹ء، ص ۱۶

(۳۹۵) رب دا ماہی، نگار نسیم برکت، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۳۹۶) رب دی بے پرواہی اور دعائے حاجات، حافظ نظام دین، لاہور، نامی پریس، س ن، ص ۸

(۳۹۷) رحمت دی بارش، عاشق لاہوری، لاہور، ملک بشیر احمد، س ن، ص ۳۱

(۳۹۸) رحمت عالم، محمد اسمٰعیل، فیصل آباد، سلیم گھی اینڈ کریانہ سٹور، س ن، ص ۸

(۳۹۹) رحمت اللعالمین عرف سراج المنیر، منظور بٹ، شیخ سراج الدین، س ن، ص ۲۲۴

(۴۰۰) رحمتاں دی دکان، نذیر احمد، لاہور، شیخ محمد سعید نو لکھا بازار، س ن، ص ۴۸

(۴۰۱) رحمتاں دی کان، نذیر احمد لاہور، شیخ محمد سعید نو لکھا بازار، س ن، ص ۶۴

(۴۰۲) رحمتاں والا نبی تے آخری نبی، حشمت شاہ، لاہور، سیٹھ آدم جی، س ن، ص ۸۸

(۴۰۳) رسول اعظم تے شہید اعظم' جوہر جالندھری' فیصل آباد' چشتی کتب خانہ' جھنگ بازار' ۱۹۷۰ء' ص ۹۶

(۴۰۴) رسول اللہ دی باندی' بابو ہمدم' لاہور' جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز' س ن' ص ۸

(۴۰۵) رسول اللہ دی باندی' بھائی تارا چند' لاہور' ۱۹۲۶ء' ص ۸

(۴۰۶) رسول اللہ دی باندی' بھائی تارا چند' لاہور' ۱۹۲۸ء' ص ۸

(۴۰۷) رسول اللہ دی بردی' محمد بخش فرشی امرتسری' لاہور' عزیز الدین نجم الدین تاجران کتب' ۱۹۳۲ء

(۴۰۸) رسول اللہ دی گولی' مولانا فضل حق' لاہور' ۱۹۲۹ء ص

(۴۰۹) رسول اللہ دی گولی' مولوی فضل حق' لاہور' ملک محمد افضل کوچہ گگے زئیاں عقب مسجد وزیر خاں' س ن' ص ۸

(۴۱۰) رسول دی اڈیک' فرشی امرتسری' لاہور' مجاز پریس' ۱۹۳۸ء' ص ۸

(۴۱۱) رسول دی باندی' ملک لال دین قیصر' لاہور' مصنف' س ن' ص ۸

(۴۱۲) رسول دی باندی' کے سی لاہور' تارا چند چھبر' تاجر ۱۹۲۷ء' ص ۸

(۴۱۳) رسول دی جوگن' محمد بخش' لاہور' محمد الدین شیر محمد' ۱۹۳۵ء' ص ۸

(۴۱۴) رسول دی کملی' محمد بخش' لاہور' محمد الدین شیر محمد' ۱۹۳۵ء' ص ۸

(۴۱۵) رسول دی محبت' محمد بخش فرشی' امرتسری' لاہور' منشی نصیر احمد تاجر کتب' ۱۹۳۳ء' ص ۸

(۴۱۶) رسول مقبول سوانح عمری' مولانا خادم حسین' لاہور' سیٹھ آدم جی عبداللہ نو لکھا بازار س ن' ص ۹۶

(۴۱۷) رسول مقبول' منشی محمد بخش فرشی' لاہور' ملک بشیر احمد کشمیری بازار' س ن' ص ۶۴

(۴۱۸) رسولی دربار' منشی محمد بخش فرشی' لاہور' منشی عزیز الدین نجم الدین تاجر' ۱۹۳۷ء' ص ۸

(۴۱۹) رشک جنت' مسلم اویسی' لاہور بشیر احمد تاجر' س ن' ص ۳۲

(۴۲۰) رشک جنت' ایم اے میر حامد اویسی' لاہور' ملک بشیر احمد تاجر کتب س ن' ص ۳۲

(۴۲۱) رمز توحیدی' مولوی خادم حسین خادم' لاہور' ملک محمد دین شیر محمد کشمیری بازار' ۱۹۴۰ء' ص ۸

(۴۲۲) رنگ برنگی نعت' فخر الدین' لاہور ملک بشیر احمد س ن' ص ۳۲

(۴۲۳) رنگ و بو (اردو پنجابی)' محمد اعظم چشتی' لاہور' مکتبہ نبویہ' س ن' ص ۱۲۸

(۴۲۴) روح العباد فی ذکر المیلاد' مولوی عبدالکریم' لاہور' مبارک کمپنی مقبول عام پریس' س ن' ص ۶۸

(۴۲۵) روح العباد فی ذکر المیلاد' مولوی محمد عبدالکریم قریشی گوجرانوالہ' مبارک کمپنی' ۱۹۴۹ء' ص ۶۸

(۴۲۶) روضہ رضوان معہ قصہ ہرنی' اللہ دتہ دتن ملتانی' ملتان' مولوی فیض بخش سوداگر' س ن' ص ۸

(۴۲۷) روضے دا نظارہ' صوفی برکت علی لاہور' ملک بشیر احمد کشمیری بازار' س ن' ص ۸

(۴۲۸) روضے پاک دی چوری' امام الدین راقب قصوری' لاہور' اسلامیہ' سٹیم پریس' ۱۹۲۳ء' ص ۸

(۴۲۹) روضے تو دور' ماسٹر صادق' لاہور' ملک بشیر احمد' س ن' ص ۳۲

(۴۳۰) روضے دی جالی چم لین دے' صبوحی ناز' لاہور' بڑا کتب خانہ کشمیری بازار' س ن' ص ۲۸

(۴۳۱) ریاض رسولی چمن، مولوی یار محمد خلیفہ، محمد جمال، لاہور، محمد عبداللہ معروف ملک ہیرا، س ن، ص ۱۲

(۴۳۲) ریاض الفردوس، مولوی غلام محمد، فیصل آباد، میاں رحمت علی دکاندار صوفی جلال الدین روپو روالی، س ن، ص ۲۰۰

(۴۳۳) ریاض مدینہ، بابا محمد انور قادری انور، لاہور، مصنف، ۱۹۸۰ء، ص ۶۴

(۴۳۴) ریاض مدینہ، حمید شاہ، لاہور، ملک بشیر احمد تاجر، س ن، ص ۳۲

(۴۳۵) ریاض نعت غلام احمد طاہر، لاہور، ملک بشیر احمد اینڈ سنز، س ن، ص ۲۴

ز

(۴۳۶) زمانے دی رحمت، محمد اسمٰعیل سفری، فیصل آباد، سلیم گھی اینڈ کریانہ سٹور، س ن، ص ۸

(۴۳۷) زاری معشوق دی، کریم دین وائیں، لاہور، کتب خانہ عزیزیہ، س ن، ص ۸

(۴۳۸) زیارت حسین (اردو پنجابی) سید زیارت حسین، جمیل، لاہور، جہانگیر بک ڈپو، ۱۹۷۸ء، ص ۹۶

(۴۳۹) زیارت محبوب، سید زیارت حسین جمیل رضوی، لاہور، جہانگیر بک ڈپو اردو بازار لاہور، س ن، ص ۹۰

(۴۴۰) زیارت مدینہ سید زیارت حسین جمیل، لاہور، جہانگیر بک ڈپو، ۱۹۷۸ء، ص ۱۱۲

(۴۴۱) زینت الاسلام، محمد ابن بارک اللہ، لاہور، ۱۸۷۳ء، ص

س

(۴۴۲) ساری رات تڑپدیاں لنگھ جاندی، عالم لاہوری، لاہور، بڑا کتب خانہ کشمیری بازار، س ن، ص ۳۲

(۴۴۳) ساری رات تڑپدیاں لنگھ جاندی، گلزار محمد، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ بازار، س ن، ص ۳۲

سائیں دا کرم، محمد صدیق صابر، لاہور، بٹ نیوز پیپرز اینڈ بک سٹال، س ن، ص ۹۶

(۴۴۴) سب پڑھو صلی اللہ شاہ مدینہ آئے، مسلم اویسی، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ نو لکھا بازار، س ن، ص ۳۲

(۴۴۵) سبز گنبد دے نظارے، حافظ محمد حسین حافظ، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۴۸

(۴۴۶) سچیاں گلاں (شاعری)، عبدالرشید عاصی، فیصل آباد، کتب خانہ مقبول عام نثر والا اڈا، س ن، ص ۸

(۴۴۷) سراپائے حبیب، احمد حسین قریشی قلعدار، محمد علی خائق، گوجرانوالہ، حکیم محمد علی خائق، ۱۹۶۲ء، ص ۳۰

(۴۴۸) سراپائے حبیب، محمد علی خائق، احمد حسین قریشی قلعداری، گوجرانوالہ، محمد علی خائق محلّہ چوہاں والا، ۱۹۶۲ء، ص ۲۹

(۴۴۹) سراج محمدی، مولوی روشن دین، لاہور، سٹیم پریس، س ن، ص ۱۸۸

(۴۵۰) سرخیل الانبیاء، اختر حسین سفری، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۴۵۱) سردار مدینہ، مولوی عطا محمد، لاہور، منشی عزیز الدین تاجر، ۱۹۲۹ء، ص ۸

(۴۵۲) سرکار بطحا' سید حمید شاہ' لاہور' ملک آرٹ پبلشرز' ص ۳۲

(۴۵۳) سرکار دا دربار' ایچ صمصام' لاہور' کتب خانہ عزیزیہ' س ن' ص ۸

(۴۵۴) سرکار دو جہاں' نذیر احمد کاہر' لاہور' ملک بشیر احمد کشمیری بازار' س ن' ص ۸

(۴۵۵) سرکار دو عالم' فیض سندھڑ' ملتان' مصنف' س ن' ص ۸

(۴۵۶) سرکار دو عالم' مظفر علی شاہ لاہور' ملک بشیر احمد کشمیری بازار' س ن' ص ۸

(۴۵۷) سرکار دو عالم' نذیر اویسی' لاہور' ملک بشیر احمد اینڈ سنز تاجران کتب' س ن' ص ۸

(۴۵۸) سرکار عرب' محمد دین صابر لاہور' ملک بشیر احمد کشمیری بازار' س ن' ص ۸

(۴۵۹) سرکار مدینہ' اللہ دتہ امرتسر (انڈیا)' چتر سنگھ جیون سنگھ' ۱۹۲۰ء' ص ۸

(۴۶۰) سرکار مدینہ حافظ حمید الدین ملتان' ۱۹۲۹ء

(۴۶۱) سرکار یثرب' سید حمید شاہ' لاہور' ملک بشیر احمد تاجر کتب' س ن' ص ۳۲

(۴۶۲) سرکار یثرب' مسلم اویسی' لاہور' حمید بک ڈپو نولکھا بازار' س ن' ص ۳۲

(۴۶۳) سرودنے (اردو پنجابی)' صوفی غلام حسین صوفی امینی اویسی نقشبندی' لاہور' بزم اویسیہ فیروز پور روڈ' س ن' ص ۳۲

(۴۶۴) سرور ای سرور' حافظ محمد حسین حافظ' لاہور' جہانگیر بک ڈپو اردو بازار' ۱۹۸۱ء' ص ۹۶

(۴۶۵) سرور دا سہرا' عنایت اللہ آزاد' لاہور' ملک بشیر احمد تاجر' س ن' ص ۴۰

(۴۶۶) سرور دی کالی کملی' عبدالرشید عاصی' فیصل آباد کتب خانہ مقبول عام نثر والا اڈا' س ن' ص ۸

(۴۶۷) سفرنامہ عرب و رسالہ سہرفی' مولانا کریم' لاہور' ۱۹۲۲ء' ص

(۴۶۸) سفینہ عرب' فیض سندھڑ' ملتان' یونین پرنٹنگ پریس' س ن' ص ۸

(۴۶۹) سک متراں دی' حفیظ تائب' لاہور' کتب مینار' ۱۹۷۸ء' ص ۹۶

(۴۷۰) سک متراں دی' حفیظ تائب' لاہور' عزیز پبلشرز' ۱۹۸۶ء' ص ۱۳۶

(۴۷۱) سلام' غلام رسول حسرت ملتان' مولوی فیض بخش محمد ذوالفقار حافظ' رحیم نواز' س ن' ص ۴۸

(۴۷۲) سلام آکھناواں' تنویر بخاری' گوجرانوالہ' پنجابی کلچرل سنٹر کڑیال کلاں' س ن' ص ۳۲

(۴۷۳) سلام محمد مصطفےٰ' مسلم اویسی' لاہور' ملک بشیر احمد کشمیری بازار' س ن' ص ۸

(۴۷۴) سلطان الرسل' مسلم اویسی' لاہور' ملک بشیر احمد کشمیری بازار' س ن' ص ۸

(۴۷۵) سلطان اعظم' محمد الدین مکرم لدھیانوی نو شاہی قادری' فیصل آباد' کتب خانہ مقبول عام جھنگ بازار' ۱۹۷۶ء' ص ۴۸

(۴۷۶) سلطان عرب فضل حق' لاہور' ملک محمد افضل' س ن' ص ۸

(۴۷۷) سلطان عرب' فیض سندھڑ' ملتان' مصنف' س ن' ص ۸

(۴۷۸) سنہری تسبیح' مولوی غلام محمد لاہور' امیر بخش تاجر' ۱۹۲۷ء' ص ۸

(۴۷۹) سنہری جالیاں، حافظ محمد حسین، لاہور، جہانگیر بک ڈپو اردو بازار، ۱۹۸۳ء، ص ۹۶

(۴۸۰) سوانح عمری رسول مقبول، خادم حسین خادم، عبداللہ نولکھا بازار، س ن، ص ۹۶

(۴۸۱) سوانح عمری رسول مقبول، ایم صادق سپروری، لاہور، بڑا کتب خانہ کشمیری بازار، س ن، ص ۲۴

(۴۸۲) سوانح عمری رسول مقبول، محمد بخش فرشی، لاہور، شریف بک ڈپو نولکھا بازار، ۱۹۳۸ء، ص ۶۴

(۴۸۳) سوز عشق معروف بہ مجمع الاشعار، غلام قادر بخش، شائق نگار، ملتان، حافظ شمس الدین، منور الدین، س ن، ص ۳۶

(۴۸۴) سوہنا نام محمد صلی اللہ، مسلم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۴۸۵) سوہنا کملی والا، مسلم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۴۸۶) سوہنا نام محمد صلی اللہ، مسلم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۴۸۷) سوہنی سرکار، دائم اقبال دائم، بہاؤ الدین، مکتبہ رومی و شامی، ۱۹۳۰ء، ص

(۴۸۸) سوہنے محمد دی شان، ایم خادم حسین خادم، لاہور، ملک دین محمد کشمیری بازار، ۱۹۴۰ء، ص ۸

(۴۸۹) سوہنے نبی دیاں سوہنیاں زلفاں، مولوی فضل حق، لاہور، ملک محمد افضل تاجر، ۱۹۲۸ء، ص

(۴۹۰) سی حرفی شان سرکار دو عالم محمد مصطفےٰ، نذیر افسر، نوشاہی لالہ موسیٰ رشید اینڈ کمپنی، س ن، ص ۸

(۴۹۱) سی حرفی حبیب، مولوی حبیب اللہ، شیخوپورہ، سید میراں بلبل ککھی، ۱۹۷۹ء، ص ۳۲

(۴۹۲) سی حرفی فیضان بر معراج جسمانی، عزیز فیضانی، لاہور، مکتبہ دارابی، س ن

(۴۹۳) سی حرفی محمدی، مٹھو پشاور، پشاور، کمرشل پریس بیرونی کابلی دروازہ، س ن، ص ۸

(۴۹۴) سی حرفی مناجات، جناب امیر علیہ السلوۃ، مرزا عبداللہ بیگ، لاہور، ہندوستانی سٹیم پریس، ۱۹۱۴ء

(۴۹۵) سید العالمین المعروف کملی والا، ثاقب زیروی، لاہور، کتب خانہ قادریہ، ۱۹۵۶ء، ص ۲۶۶

(۴۹۶) سیدی یا رسول اللہ، تنویر بخاری، امین خیال، محمد یوسف نگینہ، نادر جاجوی، محمد اکرم سعید، محمد اکرم رضا، غلام مصطفےٰ بسمل، مسعود ہاشمی، صدیق تاثیر، احمد شاد، اقبال زخمی، گوجرانوالہ، پنجابی ادبی مرکز، ۱۹۸۰ء، ص ۱۱۰

(۴۹۷) سیرت فلک عرف دیدار خدا، نذیر احمد نذیر، لاہور، بشیر سٹیشنری مارٹ کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۴۹۸) سیرت، مرزا احمد اختر

(۴۹۹) سیرت الحبیب، چودہری فضل حق جج، جہلم، مولوی اکرم الدین صاحب دبیر و کیس، ۱۹۳۳ء، ص ۱۳۰

(۵۰۰) سیرت رسول خادم حسین ہاشمی

(۵۰۱) سیرت محمدی، محمد اشرف گھیانہ، گجرات، ۱۹۱۲ء

(۵۰۲) سیرت محمدی، اشرف علی گلیانی

ش

(۵۰۳) شان حضور، عبدالطیف عارف، لاہور، ملک دین محمد اینڈ سنز، س ن، ص ۲۹۶

(۵۰۴) شان حضور سرور کائنات، محمد دین صابر، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۵۰۵) شان حضور عرف کملی والا، حکیم محمد عبداللطیف عارف، گجرات، مصنف، ۱۹۴۷ء، ص ۲۶۲

(۵۰۶) شان رسول نذر محبوب، محمد بخش فرشی، لاہور، منشی عزیز الدین تاجر کتب، ۱۹۳۰ء، ص ۸

(۵۰۷) شان محبوب خدا، صبوحی، لاہور، بڑا کتب خانہ، ص ۳۲

(۵۰۸) شان محمد، خورشید بی بی سانگھڑ سندھ، لاہور، سیٹھ محمد رفیق رعانیتی کتب خانہ کشمیری بازار، س ن، ص ۱۲

(۵۰۹) شان محمد خورد، خورشید بی بی، سانگھڑ سندھ، ص ۸

(۵۱۰) شان محمد، محمد اشرف، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۳۲

(۵۱۱) شان محمدی، مولوی دین سٹھیالوی، لاہور، مولوی محمد معظم محمد اعظم بیرون کشمیری دروازہ، س ن، ص ۱۶

(۵۱۲) شان محمد، غلام فرید پیر شاہی، ملتان، حافظ محمد رفیق، اخلاق پرنٹنگ پریس، س ن، ص ۸

(۵۱۳) شان محمدی، فرشی امرتسری، لاہور، منشی لاہور، منشی عزیز الدین نجم تاجران کتب، ۱۹۳۹ء، ص ۸

(۵۱۴) شان محمدی، محمد اسحاق، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیر بازار، س ن، ص ۸

(۵۱۵) شان نبوت، منشی خواہش علی، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ نولکھا بازار، س ن، ص ۳۲

(۵۱۶) شان نبوت، نذیر اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۵۱۷) شان مصطفےٰ صلعم، فیض سندھڑ، لاہور، مصنف، س ن، ص ۸

(۵۱۸) شاناں والی سرکار، محمد شفیع عاشق، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۵۱۹) شاہ انبیاء، نذیر اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۳۲

(۵۲۰) شاہ حجاز، مسلم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۵۲۱) شاہ زمن، صادق امرتسری، لاہور، حمید بک ڈپو، س ن، ص ۳۲

(۵۲۲) شاہ مدینہ، حشمت شاہ، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ نولکھا بازار، س ن، ص ۳۲

(۵۲۳) شاہ نامہ اسلام دو حصے، غلام سرور گگے زئی، لاہور، ملک دین محمد اینڈ سنز، ۱۹۵۲ء، ص ۲۰۸

(۵۲۴) شب معراج، محمد اسمٰعیل سفری، فیصل آباد، سلیم گھی اینڈ سنز سٹور، س ن، ص ۸

(۵۲۵) شب معراج، میاں راول عمرالدین، سیالکوٹ، پبلک سٹیم پریس، ۱۹۲۸ء، ص ۸

(۵۲۶) شبیر دیاں حب داراں نوں کوفے دا بہانہ نہیں بھلنا، ملک محمد اشرف سفری، لاہور، جہانگیر بک ڈپو اردو بازار، س ن، ص ۳۲

(۵۲۷) شجرہ شریف، حضرت محمد مصطفےٰ، محمد الدین، لاہور، دین محمد پریس، ۱۹۷۱ء، ص ۳۹

(۵۲۸) شجرہ قادریہ، غلام نبی قادری، لاہور، جی این سنز پبلشرو سن پورہ، س ن، ص ۱۶

(۵۲۹) شعہ محمدی، محمد افضل الٰہی، لاہور، رفیق عام پریس، ریلوے روڈ، ۱۹۲۶ء، ص ۲۲۶

(۵۳۰) شعلہ نور، عبدالمجید کریام والا، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ نولکھا بازار، س ن، ص ۴۷

(۵۳۱) شعلہ نور، محمد خلیل ثاقب، گجرات، شوکت بک ڈپو مسلم بازار، ۱۹۶۵ء، ص ۵۶

(۵۳۲) شمس الطریق معہ مولود شریف، مولوی محمد صدیق، ملتان، مولوی فیر محمد فیض بخش، س ن، ص ۲۴

(۵۳۳) شمع حرا، حمید شاہ، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۳۲

(۵۳۴) شمع محمدی، مولوی روشن دین، لاہور، محمد معظم تاجر، ۱۹۰۳ء، ص ۳۲

(۵۳۵) شمع محمدی، محمد مشتاق صاحب مشتاق گھرتلی، لاہور، میر امیر بخش اینڈ سنز کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۵۳۶) شمع محمدی، ابو عبدالرحمٰن، محمد شفیع مسکین، لاہور، محمدی مسجد اہل حدیث کیر کلاں، ۱۹۸۳ء، ص ۱۷۶

(۵۳۷) شمع محمدی، مولوی محمد مشتاق گھرکلوی، لاہور، امیر میر بخش اینڈ سنز، س ن، ص ۱۳۲

(۵۳۸) شمع محمدی، مغموم، لاہور، حافظ محمد الدین تاجر کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۵۶

(۵۳۹) شہنشاہ بیکساں، نذیر اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۵۴۰) شیر رسول مع رسالہ عقاب (مجموعہ)، مولوی غلام کبریا، لاہور، محمد جلال الدین تاجران کتب کشمیری بازار، ۱۹۱۳ء، ص ۲۱۴

ص

(۵۴۱) صائم دیاں نعتاں (اول)، علامہ حامد الوارثی (مترجم محمد ابراہیم صائم چشتی)، فیصل آباد، مکتبہ غوثیہ جھنگ بازار، س ن، ص ۴۰

(۵۴۲) صبح صادق پنجابی، میاں رحیم بخش، لاہور، قادری مطبع، ۱۸۷۴ء، ص ۱۶

(۵۴۳) صداقت سودائی، دین محمد سودائی، لاہور، میر امیر بخش اینڈ سنز تاجران کتب کشمیری بازار، ۱۹۲۴ء، ص ۸

(۵۴۴) صداقت شیر علی، میاں شبیر شیر علی گھوگھر، لاہور، منشی عزیز الدین نجم الدین، س ن، ص ۸

(۵۴۵) صدائے جعفری عرف پھلاں دے ہار، غلام فرید جعفری، گجرات، شوکت بک ڈپو چوک شاہدرہ، س ن، ص ۳۲

(۵۴۶) صدائے شاکر، عبدالکریم خاں شاکر، رحیم یار خاں، مدرسہ عربیہ احیاء العلوم ص ۱۶

(۵۴۷) صدائے عاطف، عاطف غفور عاطف، لاہور، راجا بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۳۲

(۵۴۸) صدق محمدی، مولوی محمد عبداللہ گلشن، ملتان مصنف، س ن، ص ۸

(۵۴۹) صفت رسول، مسلم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۵۵۰) صفت رسول صلعم، بشیر احمد پردیسی، ملتان، مصنف س ن، ص ۱۶

(۵۵۱) صفت محمدی، محمد دین سفری، لاہور، منشی عزیز الدین، نجم الدین، ۱۹۳۱ء

(۵۵۲) صفت محمدی، محمد دین سفری، لاہور، منشی عزیز الدین نجم الدین، س ن، ص ۸

(۵۵۳) صفت محمدی، میاں محمد دین سفری بٹالوی، لاہور، منشی عزیز الدین تاجر کتب، ۱۹۳۰ء، ص ۸

(۵۵۴) صفت محمدی، میاں محمد دین سفری بٹالوی، لاہور، منشی عزیز الدین نجم الدین تاجر کتب کشمیری بازار، ۱۹۳۱ء، ص ۸

(۵۵۵) صفت محمدی، میاں محمد دین سفری بٹالوی، لاہور، نصیر احمد تاجر، ۱۹۳۳ء، ص ۸

(۵۵۶) صفت محمدی گلدستہ، نور محمد ولد غلام محمد، لاہور، حمید بک ڈپو نو لکھا بازار، س ن،

(۵۵۷) صلوٰۃ نعت، ماسٹر خورشید عالم خورشید علوی گوجرانوالہ، کرشنا، الیکٹرک پریس، س ن، ص ۸

ض

(۵۵۸) ضرورت بعثت محمدی، اشرف سندھو

(۵۵۹) ضیائے نگینہ، محمد یوسف علی، فیصل آباد، آستانہ عالیہ پیلے گجراں شریف، س ن، ص ۹۶

ط

(۵۶۰) طبیب اعظم، حافظ محمد حسین حافظ، فیصل آباد، کتب خانہ مقبول عام، جھنگ بازار، ۱۹۷۰ء، ص ۹۶

(۵۶۱) طیبہ دیاں گلیاں، نذیر احمد طاہر، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۵۶۲) طیبہ کا چاند، سعید حمید شاہ صابر، لاہور، ملک آرٹ پبلشرز، س ن، ص ۳۲

ظ

(۵۶۳) ظہور حق تنظیم اہل سنت، نذیر محمد خاں نعت خواں، ملتان، بگو والہ، س ن، ص ۱۶

(۵۶۴) ظہور رحمت، فخر الدین، لاہور، ملک بشیر احمد تاجر کتب، س ن، ص ۳۲

(۵۶۵) ظہور والاسلام یعنی تواریخ اسلام، مولوی عمر الدین صاحب، لاہور، کتب خانہ عزیزیہ کشمیری بازار، س ن، ص ۲۹۴

(۵۶۶) ظہور ہدایت، پیر ظہور شاہ قادری بخاری، لاہور، ۱۹۲۴ء، ص ۴۸

(۵۶۷) ظہور ہدایت، پیر ظہور شاہ قادری بخاری، لاہور، کتب خانہ منشی عزیز الدین تاجر کشمیری بازار، ۱۹۲۶ء، ص ۴۸

(۵۶۸) ظہور ہدایت، پیر ظہور شاہ قادری بخاری، گجرات، سید قمر بک ایجنسی، ۱۹۲۶ء، ص ۴۸

(۵۶۹) ظہور ہدایت، پیر ظہور شاہ قادری بخاری، فیصل آباد، کتب خانہ مقبول عام، ص ۴۰

(۵۷۰) ظہور ہدایت، پیر ظہور شاہ قادری بخاری، لاہور، بڑا کتب خانہ، س ن، ص ۴۰

(۵۷۱) ظہور ہدایت، پیر ظہور شاہ قادری بخاری، لاہور، سیدار شاد علی اینڈ سنز، س ن، ص ۴۸

ع

(۵۷۲) عاجزی نامہ، غلام رسول عبید، ملتان، مولوی فیض محمد ذوالفقار محمد رحیم نواز، ۱۹۵۸ء، ص ۸

(۵۷۳) عاجزی نامہ، غلام رسول عبید، ملتان، مولوی فیض محمد ذوالفقار محمد رحیم نواز، ۱۹۶۶ء، ص ۱۲

(۵۷۴) عاجزی نامہ، غلام رسول عبید، ملتان، قاضی مولا بخش، س ن، ص ۱۲

(۵۷۵) عاشق رسول، اصغر عرف بانگے شاہ، لاہور، چترا پریس، س ن، ص ۴۸

(۵۷۶) عاشق صادق معروف مقبول حقیقی، مولوی فضل حق، لاہور،

(۵۷۷) ملک محمد افضل تاجر، ۱۹۲۸ء، ص ۸

(۵۷۸) عاشقاں دے ہوکے، پنڈت کرتار چند ستم، سیالکوٹ، ملک سٹیم پریس، ۱۹۲۹ء، ص ۱۲

(۵۷۹) عاشقان رسول، محمد دین سفری، لاہور، منشی عزیز الدین، ۱۹۲۲ء، ص ۸

(۵۸۰) عبدالنبی، مبارک علی مبارک، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۵۸۱) عرب دا باسی (پیارا محمد) نذیر احمد نذیر، لاہور، کتب خانہ صوفیہ، س ن، ص ۸

(۵۸۲) عرب دا تاجدار، مسلم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۵۸۳) عرب دا پھول، فرشی امرتسری منشی عزیز الدین نجم الدین تاجران کتب، ۱۹۳۲ء، ص ۸

(۵۸۴) عرب دا پھول، فرشی امرتسری، لاہور، راجا بشیر احمد، س ن، ص ۸

(۵۸۵) عرب دا چن، نذیر احمد منظور بٹ، لاہور، حمید بک ڈپو، س ن، ص ۲۴

(۵۸۶) عرب دا نظارہ، بشیر قادری، لاہور، جہانگیر بک ڈپو، ۱۹۷۷ء، ص ۹۶

(۵۸۷) عرب دا والی، فرشی امرتسری، لاہور، منشی عزیز الدین نجم الدین تاجران کتب، ۱۹۳۸ء، ص ۸

(۵۸۸) عرب دا والی، فضل کریم انور، لاہور، مستری امام بخش، س ن، ص ۸

(۵۸۹) عرب دی زمین، عبدالرشید عاصی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۵۹۰) عرب دی ہوا، مسلم اویسی لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۵۹۱) عرب دے نظارے (حصہ اول)، محمد بخش فرشی امرتسری، منشی عزیز الدین نجم الدین کشمیری بازار، ۱۹۳۱ء ص ۸

(۵۹۲) عرب دے نظارے (حصہ دوم)، محمد بخش فرشی، لاہور، عزیز الدین نجم الدین، ۱۹۳۰ء، ص ۸

(۵۹۳) عرب دے نظارے، منشی محمد بخش فرشی، امرتسری (انڈیا)، مصنف، ۱۹۳۰ء، ص ۸

(۵۹۴) عرب کا پھول و لعل، محمد بخش فرشی امرتسری، لاہور، منشی عزیز الدین نجم الدین، س ن، ص ۸

(۵۹۵) عرب کا پھول (دوم) محمد بخش امرتسری، لاہور، منشی عزیز الدین نجم الدین، س ن، ص ۸

(۵۹۶) عرب کا چاند ماسٹر جوگی عرف پردیسی امرتسری، لاہور، تعلیمی پریس، س ن، ص ۸

(۵۹۷) عرب کا چاند عرف آمنہ کا لال، احمد یار خاں احمد، لاہور، مصنف، س ن، ص ۸
(۵۹۸) عرب کا پھول، فیض سندھڑ، ملتان، مصنف، س ن، ص ۸
(۵۹۹) عربستان دا والی، مسلم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸
(۶۰۰) عربی دلارے، تاج الدین انصاری، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸
(۶۰۱) عربی ڈھولہ، مبارک علی مبارک، لاہور، راجا بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸
(۶۰۲) عربی سرکار، مسلم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۳۲
(۶۰۳) عربی سوہنا، عبدالرشید عدل، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸
(۶۰۴) عربی ماہی، خادم حسین شاہ خادم، لاہور، کتب خانہ صوفیہ کشمیری بازار، س ن، ص ۸
(۶۰۵) عربی ماہی، خادم حسین خادم، گوجرانوالہ، مصنف، س ن، ص ۸
(۶۰۶) عربی ماہی، خادم حسین شاہ خادم، لاہور، ملک محمد الدین شیر محمد، س ن، ص ۸
(۶۰۷) عربی ماہیا، مسلم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸
(۶۰۸) عربی ماہیا، نامعلوم، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۳۲
(۶۰۹) عربی محبوب، حشمت شاہ، لاہور، ملک بشیر احمد تاجر کشمیری بازار، س ن، ص ۳۲
(۶۱۰) عرش معلی، مسلم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸
(۶۱۱) عرشاں تے آ جا چپ گر کے، مسلم اویسی، لاہور، منشی عزیز الدین کشمیری بازار، س ن، ص ۳۲
(۶۱۲) عرشاں تے دھماں، مسلم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸
(۶۱۳) عرشاں دا مہمان، محمد دین صابر، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸
(۶۱۴) عرشاں دا والی، مسلم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸
(۶۱۵) عرشاں دی سیر، منشی محمد بخش فرشی امرتسری، لاہور، منشی عزیزالدین نجم الدین، تاجر کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۸
(۶۱۶) عرضی حیدر، مولوی سید غلام حیدر، لاہور، گلزار ہند پریس، ۱۹۲۱ء، ص ۸
(۶۱۷) عشق احمد، مسلم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸
(۶۱۸) عشق دیاں چھلاں، تنویر بخاری، فیصل آباد، مکتبہ غوثیہ، ۱۹۶۰ء، ص ۴۸
(۶۱۹) عشق رسول اللہ رسالہ، بخش فقیر، لاہور، شیخ برکت علی محسن علی تاجر، ۱۹۱۱ء، ص ۱۶
(۶۲۰) عشق رسول اللہ، بخش فقیر، لاہور، شیخ صادق علی تاجر کشمیری بازار، ۱۹۲۶ء، ص ۱۶
(۶۲۱) عشق رسول اللہ، رحیم بخش لاہور، ۱۸۷۷ء، ص ۱۶
(۶۲۲) عشق رسول، رحیم بخش، لاہور، ۱۸۷۹ء، ص ۱۱
(۶۲۳) عشق رسول، رحیم بخش، لاہور، چراغ دین کتب فروش، ۱۸۸۰ء، ص ۱۶
(۶۲۴) عشق رسول، رحیم بخش، لاہور، ملک ہیرا تاجر کتب، ۱۸۸۷ء، ص ۱۶

(۶۲۵) عشق رسول، رحیم بخش، لاہور، ۱۸۸۸ء

(۶۲۶) عشق رسول رحیم بخش، لاہور، ۱۹۰۹ء، ص ۱۶

(۶۲۷) عشق رسول صلعم، رشید احمد دردی، ملتان، دستور پرنٹنگ پریس، س ن، ص ۱۶

(۶۲۸) عشق رسول محبوب، محبوب عالم، گجرات، شوکت بک ڈپو چوک شاہدولہ، س ن، ص ۱۶

(۶۲۹) عشق رسول محبوب، میاں محمد محبوب عالم، لاہور، ملک ہیرا اینڈ سنز، ۱۹۱۹ء، ص ۸

(۶۳۰) عشق رسول منیر احمد چھمالوی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۶۳۱) عشق طمانچہ، بخش فقیر، لاہور، منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز تاجران کتب، ۱۹۱۰ء، ص ۱۶

(۶۳۲) عشق طمانچہ، بخش فقیر، لاہور، سردار جوت سنگھ سنت سنگھ اینڈ سنز، س ن، ص ۱۶

(۶۳۳) عشق طمانچہ، رحیم بخش، لاہور، ۱۸۶۹ء، ص ۱۶

(۶۳۴) عشق طمانچہ، رحیم بخش، لاہور، ۱۸۷۴ء، ص ۱۶

(۶۳۵) عشق طمانچہ، رحیم بخش، لاہور، ۱۸۷۶ء، ص ۱۶

(۶۳۶) عشق محمد، طالب حسین طالب، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۶۳۷) عشق محمدی، ابراہیم، لاہور، گلزار محمدی سٹیم پریس، س ن، ص ۸

(۶۳۸) عشق محمدی، حافظ مولوی غلام رسول، لاہور، مطبع تاج اسینڈ، ۱۸۸۷ء، ص ۳۲

(۶۳۹) عشق محمدی فقیر مہر علی جالندھری، امرتسر عبدالرحمٰن تاجر، ۱۹۱۳ء، ص ۸

(۶۴۰) عشق محمدی پیر محمد نیک عالم گجراتی

(۶۴۱) عشق محمدی تاہنگ مدینہ، فدا بخش فرخ پوری، ۱۹۲۰ء، ص ۸

(۶۴۲) عشق نبی، مسلم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۶۴۳) عقل تے شکل دا جھگڑا نعت تسنیم، مسلم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۳۲

(۶۴۴) عقیدت دے پھل، احمد الدین حنیف، منڈی بہاؤ الدین، مصنف، ۱۹۷۵ء، ص ۸

(۶۴۵) عقیدت دے پھل (فضل دین بخت)، فضل دین بخت

غ

(۶۴۶) غذائے روح (اردو پنجابی)، محمد اعظم چشتی، لاہور، مکتبہ نبویہ گنج بخش، ۱۹۷۶ء، ص ۱۲۶

(۶۴۷) غریب دالال، شیخ امیر بخش امیر قریشی، لاہور، ملک محمد الدین شیر محمد مالک کتب خانہ صوفیہ کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۶۴۸) غنچہ اثیم اول، محمد نواز اثیم، ملتان، فاروقی ہاؤس دہلی گیٹ، س ن، ص ۳۲

(۶۴۹) غنچہ اثیم دوم محمد نواز اثیم، ملتان، قریشی فاروقی، کتب اینڈ سٹیشنری ہاؤس، س ن، ص ۳۲

(۶۵۰) غنچہ باغ رسول مجموعہ، کریم بخش خادم، ملتان، مولوی فیر محمد مولوی فیض بخش، س ن، ص ۸

(۶۵۱) غنچہ توحید، مرتبہ نذر محمد خاں، ملتان، صدیقہ پریس، س ن، ص ۱۶

(۶۵۲) غنچہ توحید، مرتبہ نذر محم خاں، شجاع آباد، تنظیم اہل سنت، س ن، ص ۱۶

(۶۵۳) غنچہ راحت جدید، مولوی عبداللہ بے جاں، لاہور، اسلامیہ اسٹیم پریس، ۱۹۱۷ء، ص ۱۶

(۶۵۴) غنچہ رسول، محمد بشیر، لاہور، محمد الدین شیر محمد، ۱۹۳۵ء، ص ۸

(۶۵۵) غنچہ فیض، ملک محمد شبیر، لاہور، ملک محمد الدین کتب خانہ صوفیہ، س ن، ص ۸

(۶۵۶) غنچہ فیض رسانی، عبدالسلام بسمل، ملتان، فیر محمد فیض بخش، س ن، ص ۸

(۶۵۷) غنچہ محمد ذوالفقار، محمد ذوالفقار بسمل، ملتان، مولوی فیض بخش محمد ذوالفقار، س ن، ص ۸

(۶۵۸) غنچہ نعت، سید حمید شاہ صابر بٹالوی، لاہور، ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۳۲

(۶۵۹) غنچہ نعت، سید احمد شاہ صابر، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۳۲

ف

(۶۶۰) فخر موجودات، شر محمد ناصر، لاہور، کتب خانہ محمدی، اندرون موری گیٹ، س ن، ص ۸

(۶۶۱) فراق مدینہ یعنی باراں ماہ، حکیم حافظ شیر محمد ناصر، لاہور، مصنف، س ن، ص ۸

(۶۶۲) فراق نبی، محمد دین صابر، لاہور، ملک شبیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۶۶۳) فرحت العاشقین دوجا حصہ راحت العاشقین، گل محمد زائر، ملتان، مولوی محمد خیر الدین صابر، محمد فخر الدین، ۱۹۰۱ء، ص ۳۲

(۶۶۴) فرمائشی نعتاں، جوہر جالندھری، فیصل آباد، چشتی کتب خانہ، س ن، ص ۳۲

(۶۶۵) فریاد، فیروز امرتسر(انڈیا)، آفتاب برقی پریس، ۱۹۲۸ء، ص ۸

(۶۶۶) فریاد بدرگاہ رسول، فضل الٰہی، لاہور، انقلاب سٹیم پریس، ۱۹۲۹ء، ص ۸

(۶۶۷) فریاد عاشق، نذیر احمد نذیر، لاہور، فتح محمد اینڈ سنز برادرز زرگراں اینڈ حرافاں فرادی محلّہ، ۱۹۳۳ء، ص ۸

(۶۶۸) فریاد نور بدرگاہ حضور بیگم، دختر میاں امیر الدین کندھوالہ جویام، شیخوپورہ، عبدالقدوس، فیض پور گلاں، س ن، ص ۵۸

(۶۶۹) فریاد نور بدرگاہ حضور مسمات نور بیگم، ساہیوال، میاں محمد شریف میاں امیر الدین صاحب رئیس قوم جوئیہ چک نمبر ۳۱، س ن، ص ۵۸

(۶۷۰) فریادی ہرنی، مسلم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۶۷۱) فضائل محمدی، مولوی روشن دین، لاہور، ۱۹۰۸ء

(۶۷۲) فضائل محمدی (ترجمہ شمائل ترمذی)، مولوی عبدالعزیز، لاہور، مولوی محمد معظم محمد اعظم، ۱۹۰۸ء، ص ۸۸

(۶۷۳) فضائل مصطفیٰ معہ ایمان عمر، مولانا مولوی نور حسین گھر جاکی لاہور نعمانی، لاہور، نعمانی کتب خانہ اردو بازار، س ن، ص ۴۷

(۶۷۴) فضیلت نماز معراج رسول، خادم حسین، لاہور، حمید بک ڈپو، س ن، ص ۱۶

(۶۷۵) فیض حبیب، فیض سندھڑ، ملتان، مصنف، س ن، ص ۸

(۶۷۶) فیض عرب، فیض سندھڑ، ملتان، مصنف، س ن، ص ۸

(۶۷۷) فیض کبریا، فیض سندھڑ، ملتان، مصنف، س ن، ص ۸

(۶۷۸) فیض مجتبےٰ، فیض سندھڑ، ملتان، مصنف، ص ۸

(۶۷۹) فیض مدینہ، فیض سندھڑ، ملتان، مصنف، ص ۸

(۶۸۰) فیض محمد، نذیر احمد طاہر، لاہور، ملک بشیر احمد اینڈ سنز، س ن، ص ۱۶

ق

(۶۸۱) قدر نبی دا ایہہ کیہ جانن، سیٹھ محمد افضل، لاہور، منشی عزیز الدین کشمیری بازار، س ن، ص ۳۲

(۶۸۲) قصائد خرم، مولوی محمد نصیرالدین حسن خرم، بہاولپور، منشی محمد اکبر، س ن، ص ۸

(۶۸۳) قصیدہ بردہ، امام بوصیری، اسیر عابد، گوجرانوالہ، احباب پبلی کیشنز، ۹۱-۱۹۹۰ء، ص ۱۱۲

(۶۸۴) قصیدہ بردہ (امام بوصیری) فارسی، سرائیکی، اردو، انگریزی، ڈاکٹر مہر عبدالحق، ملتان، سرائیکی ادبی بورڈ، ۱۹۷۸ء، ص ۱۵ + ۱۹۳

(۶۸۵) قصیدہ بردہ مع شرح پنجابی، مولنا محمد شاہ بینک عالم، لاہور، اللہ والے کی قومی دکان، س ن، ص ۳۸

(۶۸۶) قصیدہ روحی، آقا حیدر شاہ، لاہور، ملک بشیر احمد تاجر کتب، س ن، ص ۴۷

(۶۸۷) قصیدہ روحی، حضرت علی ترجمہ منشی محمد شریف بن مولوی محمد دین طور، لاہور، شیخ برکت علی اینڈ سنز تاجران کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۴۸

(۶۸۸) قصیدہ الفیائیہ، غلام محی الدین چشتی، لاہور، حمدیہ پریس، ۱۹۰۸ء، ص ۸

(۶۸۹) قصیدہ جات (مجموعہ) محمد دین مست لہر جہلم، گڈ میری پریس، س ن، ص ۲۴

(۶۹۰) قطبی تارا، پیر فضل حسین فضل گجراتی، گجرات، زمیندار ایجوکیشنل ایسوسی ایشن، ۱۹۸۱ء، ص ۱۱۲

ک

(۶۹۱) کافی گلزار، غلام نبی عطر، ملتان، مصنف، ۱۹۰۱ء، ص ۸

(۶۹۲) کالی کملی، چراغ دین، لاہور، مصنف، س ن، ص ۳۲

(۶۹۳) کالی کملی والیا، عبدالمجید رحمت، لاہور، حجازی پرنٹنگ پریس، ۱۹۳۵ء، ص ۸

(۶۹۴) کالی کملی والیا، عبدالمجید رحمت، لاہور، منشی عزیز الدین نجم الدین تاجران کتب، ۱۹۳۵ء، ص ۸

(۶۹۵) کامن، قاضی غلام حسین، گوجرانوالہ میکی پریس، ۱۹۰۵ء، ص ۱۶

(۶۹۶) کامن، قاضی غلام حسین، لاہور، ملک دین محمد تاجر، ۱۹۳۳ء، ص ۸

(۶۹۷) کامن رسولی، مولوی محمد الدین واعظ، سیالکوٹ، قومی پریس، بار دوم، ۱۹۷۱ء، ص ۱۶

(۶۹۸) کامن رسولی، مولوی محمد الدین واعظ، سیالکوٹ، مولوی نواب دین تاجر، س ن، ص ۱۶

(۶۹۹) کامن محمدی، مولوی روشن دین

(۷۰۰) کامن النسا (حصہ اول)، مولوی شیخ محمد واعظ، لاہور، شیخ گلزار محمد احمد علی تاجر، ۱۹۱۹ء، ص ۲۴

(۷۰۱) کتاب عشق محمدی المعروف بہ فیض سرمدی، ملتان، حافظ شمس الدین میاں نور الدین، ۱۹۰۲ء، ص ۲۴

(۷۰۲) کتھے تیری ثنا، محمد علی ظہوری، قصور، مرکزی مجلس حسان، س ن، ص ۱۲۸

(۷۰۳) کرامت نامہ، مندری حضرت شاہ علی، محمد بخش فرشی امرتسری، لاہور، منشی عزیز الدین نجم الدین تاجران ۱۹۲۹ء، ص ۸

(۷۰۴) کلام فیض، فیض سندھڑ، ملتان، مصنف، ص ۸

(۷۰۵) کلام مقبول یعنی نعت رسول عبداللطیف افضل، کریسنٹ سٹیم پریس، ۱۹۳۲ء، ص ۱۶

(۷۰۶) کلے دیاں مندراں، غلام محمد حیدری، امرتسر کوٹ خاں محمد، مصنف، س ن، ص ۸

(۷۰۷) کلیات اعظم، محمد اعظم چشتی، لاہور، مکتبہ نبویہ، ۱۹۷۶ء، ص ۱۲۸

(۷۰۸) کمال محمدی، مولوی عاشق محمد شق، بہاولپور، مصنف، س ن، ص ۸

(۷۰۹) کمال مصطفٰے، مولوی عاشق محمد عاشق، ملتان، مصنف، س ن، ص ۸

(۷۱۰) کمبل پوش، دائم اقبال دائم، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ نو لکھا بازار، س ن، ص ۲۱۶

(۷۱۱) کمبل پوش توحید دا باغ، استاد محمد ولایت، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸۰

(۷۱۲) کملی والے دی تاہنگ، میاں محمد الدین عرف صابر، لاہور، ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیر بازار، س ن، ص ۸

(۷۱۳) کملی پوش، مبارک علی مبارک، لاہور، ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۳۲

(۷۱۴) کملی پوش، نذیر احمد منظور بٹ، لاہور، حمید بک ڈپو، س ن، ص ۵۶

(۷۱۵) کملی دا جھرمٹ، مبارک علی مبارک، لاہور، ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۷۱۶) کملی دا سایہ، مسلم اویس، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۷۱۷) کملی دا سہارا، نذیر اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۷۱۸) کملی دی چھاں، نذیر اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۷۱۹) کملی دی کملی، میر حامد قادری، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۷۲۰) کملی والا، نذیر احمد نذیر، لاہور، ملک محمد الدین شیر محمد، س ن، ص ۸

(۷۲۱) کملی والا ماہی، غلام فرید جعفری، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۷۲۲) کملی والے ساجن، محمد شفیع عاشق، لاہور، مکرم اللہ منزل کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۷۲۳) کملی والیا سائیں، بابو ہمدم، لاہور، جے ایس سنت سنگھ اینڈ تاجر، س ن، ص ۸

(۷۲۴) کوثر دا جام، صوفی برکت علی، لاہور، ملک بشیر احمد اینڈ سنز کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۷۲۵) کوثر نعت، مرزا رفیق احمد، لاہور، ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۳۲

(۷۲۶) کوئے محمد، صوفی پیر چشتی، لاہور، ملک بشیر احمد اینڈ سنز، س ن، ص ۳۲

(۷۲۷) کوئے مدینہ، سید حمید اللہ ہاشمی، لاہور، ملک آرٹ پبلشرز، س ن، ص ۳۲

(۷۲۸) کوئے مدینہ، حمید شاہ صابر، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

کھ

(۷۲۹) کھڑدے پھل، سعید الفت، فیصل آباد، نگار پریس، ۱۹۶۰

گ

(۷۳۰) گستاخ اکھیں جا لڑیاں، خواجہ آر، لاہور، شیخ محمد سعید نولکھا بازار، س ن، ص ۳۲

(۷۳۱) گفتار عشق، خادم حسین کمال، لاہور، حمید بک ڈپو نولکھا بازار، س ن، ص ۱۶

(۷۳۲) گل و گلزار، کرم بی بی پردہ نشین، راولپنڈی، مصنفہ، مکان نمبر ۳۹۸ بی گلی نمبر ۲، محلہ کرشن پورہ، س ن، ص ۸۸

(۷۳۳) گلاب دا پھل، برکت علی، لاہور، ملک بشیر احمد، س ن، ص ۱۶

(۷۳۴) گلاب کا پھول، منشی خدا بخش امرتسر (انڈیا)، منشی مولا بخش کشتہ تاجر، ۱۹۲۴، ص ۱۶

(۷۳۵) گلبہار مدینہ، حشمت شاہ، لاہور، ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۳۲

(۷۳۶) گلدستہ طالب، طالب حسین طالب، لاہور، ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۲۴

(۷۳۷) گل دستہ عشق، مولوی اللہ بخش، ملتان، حافظ شمس الدین نور الدین، ۱۹۱۹، ص ۱۶

(۷۳۸) گل دستہ عشق، مولوی اللہ بخش، ملتان، حافظ شمس الدین نورالدین، ۱۹۲۴، ص ۱۶

(۷۳۹) گل دستہ عقیدت، حافظ رسول بخش حافظ، ملتان، حافظ محمد اقبال حسین لنگاہ، س ن، ص ۸

(۷۴۰) گل دستہ عقیدت، حافظ رسول بخش حافظ، ملتان، محمد ابراہیم مانہ احمدانی، س ن، ص ۸

(۷۴۱) گل دستہ عقیدت اردو پنجابی، محمد شفیع مجبور، لاہور، مکتبہ شاہین ادب و تاریخ، ۱۹۷۹ء، ص ۲۴۰

(۷۴۲) گلدستہ فیض رسانی، مولوی غلام محمد، ملتان، مولوی فیض بخش اینڈ سنز، س ن، ص ۲۲

(۷۴۳) گلدستہ قیصر سنائی ملتانی، محمد اکمل، ملتان، مولوی فیض بخش اینڈ سنز، س ن، ص ۲۲

(۷۴۴) گلدستہ معجزات نو ترمیم تحفہ دلپذیر، محمد دلپذیر بھیروی عباسی، چنیوٹ، صغیر چنیوٹی، ابوالمنیر حافظ خدا بخش، ۱۹۶۴ء، ص ۸۴

(۷۴۵) گلدستہ محمد ذوالفقار، نور محمد گدائی، ملتان، مولوی فیض بخش محمد ذوالفقار، ص ۴۰

(۷۴۶) گلدستہ محمدی، مستری عبدالرحمٰن، لاہور، کتب خانہ عزیزیہ، س ن، ص ۸

(۷۴۷) گلدستہ مقبول معہ نوبہار غوثیہ، سرور احمد، ملتان، مولوی شمس الدین منور الدین حمیدالدین، س ن، ص ۱۲

(۷۴۸) گلدستہ مولود شریف، حافظ شمس الدین، ملتان، حافظ شمس الدین نورالدین حمید الدین، ۱۹۱۳ء، ص ۳۲

(۷۴۹) گلدستہ محمدی، حافظ حمید الدین ملتان، کتب خانہ حمیدیہ، س ن، ص ۱۶

(۷۵۰) گلدستہ مولوی دلپذیر نعت نور محمد، مولوی محمد دلپذیر، لاہور، کتب خانہ عزیزیہ کشمیری بازار، س ن، ص ۶۶

(۷۵۱) گلدستہ نعت، ایوب حمید، لاہور، جہانگیر بک ڈپو، س ن، ص ۳۲

(۷۵۲) گلدستہ نعت، عالم لاہوری، لاہور، عالم کتاب گھر محبوب روڈ، س ن، ص ۳۲

(۷۵۳) گلدستہ نعت، عتیق الرحمٰن، لاہور، بڑا کتب خانہ کشمیری بازار، س ن، ص ۳۲

(۷۵۴) گلدستہ و محبت شان محبت، منشی غلام رسول حسرت، ملتان، مولوی فیض بخش محمد ذوالفقار محمد رحیم نواز، س ن، ص ۴۸

(۷۵۵) گلزار احمد، محمد بخش فرشی امرتسری، لاہور، منشی نصیر احمد تاجر فاروق گنج، ۱۹۳۳ء، ص ۸

(۷۵۶) گلزار احمد پہلا حصہ، حافظ اللہ بخش شائق، ملتان، حافظ شمس الدین نور الدین، ۱۹۰۳ء، ص ۲۴

(۷۵۷) گلزار رسالت، مسلم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۳۲

(۷۵۸) گلزار طالب (اردو پنجابی)، طالب حسین طالب، لاہور، ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۳۲

(۷۵۹) گلزار عشق حصہ دوم، پیر فضل حسین شاہ، وزیر آباد، سعید مختار الحسن، س ن، ص ۱۶

(۷۶۰) گلزار عشق حصہ دوم، پیر فضل حسین شاہ، کھیڑانوالہ شریف

(۷۶۱) گلزار عشق حصہ دوم، پیر فضل حسین شاہ، کھیڑانوالہ شریف، غلام باقر قادری

(۷۶۲) گلزار عشق مولود شریف، خدا بخش، لاہور، ملک ہیرا اینڈ سنز تاجر، س ن، ص ۲۸

(۷۶۳) گلزار مدینہ، این۔ ڈی۔ زمیندار، لاہور، عزیز الدین نجم الدین تاجر کتب، س ن، ص ۱۶

(۷۶۴) گلزار مدینہ، این۔ ڈی۔ زمیندار، لاہور، عزیز الدین نجم الدین تاجر کتب، ۱۹۲۹ء، ص ۱۶

(۷۶۵) گلزار مدینہ، میاں محمد طفیل جگنو، لاہور، حمید بک ڈپو، س ن، ص ۲۴

(۷۶۶) گلزار مدینہ جدید المعروف مجموعہ خادم، مولوی اللہ بخش خادم، ملتان، کاظم علی غلام اصغر شبیر حسین، ۱۹۱۱ء، ص

(۷۶۷) گلزار مدینہ کلاں، مولوی اللہ بخش خادم ملتان مولوی فیض احمد، ۱۹۵۲، ص ۶۴
(۷۶۸) گلزار مدینہ جدید، مولوی اللہ بخش، ملتان، محمد بشیر الدین محمد منیر الدین محمد خیر الدین صابر، س ن، ص ۶۴
(۷۶۹) گلزار مدینہ جدید کلاں، مولوی اللہ بخش ملتان، مولوی فیض بخش محمد ذوالفقار رحیم نواز، س ن، ص ۶۴
(۷۷۰) گلزار مدینہ مجموعہ خادم، مولوی اللہ بخش، ملتان، حافظ شمس الدین، س ن، ص ۶۰
(۷۷۱) گلزار مدینہ، حافظ محمد دین وردی، لاہور، ملک معراج الدین تاجر کشمیری بازار، ۱۹۲۷، ص ۱۶
(۷۷۲) گلزار مدینہ کے نظارے، طالب حسین طالب، لاہور ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۳۲
(۷۷۳) گلزار محمدی، عبدالرحیم، جھنگ، خدا بخش، ۱۹۲۸، ص ۶۸
(۷۷۴) گلزار محمدی عجائب القصص مولوی محمد دلپذیر، لاہور، محمد عبداللہ المعروف ملک پیر، ۱۹۰۲، ص ۲۱۶
(۷۷۵) گلزار محمدی عجائب القصص، مولوی محمد دلپذیر، لاہور، جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز، ۱۹۲۱، ص ۲۱۴
(۷۷۶) گلزار محمدی چار قصے، مولوی محمد ازہر
(۷۷۷) گلزار محمدی، مولوی کرم دین ازہر، ۳ جلدیں
(۷۷۸) گلزار محمدی، چراغ دین جو لکے، لاہور، ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار، ۱۹۵۷، ص ۲۲۴
(۷۷۹) گلزار محمدی، مولوی عبداللہ گلشن، ملتان، مصنف، س ن، ص ۸
(۷۸۰) گلزار محمدی، مولوی محمد مسلم، ۱۹۸۰، ص ۲۲۰
(۷۸۱) گلزار محمدی، مولوی محمد مسلم، لاہور، حاجی چراغ دین سراج دین کشمیری بازار، ۱۹۰۷، ص ۲۱۶
(۷۸۲) گلزار محمدی، مولوی محمد مسلم، جالندھر (انڈیا) محمد علی شمس الدین تاجران کتب، س ن، ص ۲۲۰
(۷۸۳) گلزار محمدی، مولوی محمد مسلم، سیالکوٹ، مطبع مجمع البحرین، س ن، ص ۱۳۶
(۷۸۴) گلزار مصطفیٰ، غلام احمد طاہر، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸
(۷۸۵) گلزار مصطفیٰ، مولوی خادم حسین خادم، فیصل آباد، کتب خانہ مقبول عام، س ن، ص ۴۰
(۷۸۶) گلزار نعت، حمید شاہ صابر، لاہور، ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۳۲
(۷۸۷) گلزار نعت، نور محمد عاجز، سیالکوٹ، پبلک سٹیم پریس، ۱۹۲۹، ص ۵
(۷۸۸) گلزار یونس، مولی محمد ازہر
(۷۸۹) گلزار مصطفیٰ، احمد حسین اختر، لاہور، کربلائی شیخ غلام علی شہیدیہ، س ن، ص ۱۶
(۷۹۰) گلستان عزیز، تریجا حصہ کلام ریاستی، دبیرالملک مولانا محمد عزیز الرحمٰن، بہاول پور، محمد حفیظ الرحمٰن حفیظ بہاولپوری، ۱۹۴۹، ص ۳۵۱ - ۳۷۸
(۷۹۱) گلستان محمدی، مولوی محمد حافظ، سیالکوٹ، غلام علی بک سیلرز، ۱۹۱۴، ص ۶۴
(۷۹۲) گلستان مدینہ، سید حمید شاہ صابر بٹالوی، لاہور، ملک بشیر احمد اینڈ سنز، س ن، ص ۳۲

(۷۹۳) گلستان مدینہ، سید حمید شاہ صابر، لاہور، ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۳۲

(۷۹۴) گلستان مدینہ، صاحبزادہ فیض الدین، گجرات، شوکت بک ڈپو شاہدولہ، س ن، ص ۴۸

(۷۹۵) گلشن رسالت، مسٹر نسیم حسین، حافظ آباد، نسیم بک ڈپو س ن، ص ۱۶

(۷۹۶) گلشن رنگیلا، مولوی محمد بخش رنگیلا، فیصل آباد، ملک سنز تاجران کتب کارخانہ بازار، ص ۱۲۰

(۷۹۷) گلشن رنگیلا حصہ دوم، مولوی محمد بخش رنگیلا، فیصل آباد، شریف سنز تاجران کتب کارخانہ بازار، س ن، ص ۱۲۰

(۷۹۸) گلشن رنگیلا حصہ سوم، مولوی محمد بخش رنگیلا، فیصل آباد، شریف سنز تاجران کتب کارخانہ بازار، س ن، ص ۱۲۰

(۷۹۹) گلشن رنگیلا، عبدالمجید، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ نولکھا بازار، س ن، ص ۵۶

(۸۰۰) گلشن قادری، معراج دین سراج دین بادشاہ پوری، گجرات، شوکت بک ڈپو مسلم بازار، س ن، ص ۸۰

(۸۱۱) گلشن محمدی، شیر محمد گوندل، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ نولکھا بازار، س ن، ص ۴۸

(۸۱۲) گلشن محمدی، عبداللہ عبد محمد نواز نادر، ملتان، حافظ حمیدالدین عزیز الدین، س ن، ص ۸

(۸۱۳) گلشن محمدی، عظمت علی عظمت، لاہور، اتحاد پرنٹنگ پریس، س ن، ص ۳۲

(۸۱۴) گلشن محمدی، نذیر احمد منظور بٹ، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۶۴

(۸۱۵) گلشن محمدی، نذیر احمد منظور بٹ، لاہور، شیخ محمد سعید نولکھا بازار، س ن، ص ۴۸

(۸۱۶) گلشن نعت، طالب حسین طالب، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۸۱۷) گلشن نعت بے نظیر نعت، مولوی محمد بخش آسیر، ملتان، اقبال برقی پریس، س ن، ص ۴۰

(۸۱۸) گنج حبیب، محمد بخش وہابی، لاہور، جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز، ۱۹۱۳، س ن، ص ۸

(۸۱۹) گوہر لاثانی مع معجزہ یہودی لڑکی، مجموعہ، منشی نور محمد گدائی ملتان، فیض بخش محمد ذوالفقار، س ن، ص ۲۶

(۸۲۰) گیت مدینہ، حافظ تاج الدین، امرتسر "انڈیا"، کتب خانہ انوار الحق، ۱۹۲۱، ص ۱۶

(۸۲۱) گیت مدینہ، حافظ تاج الدین، امرتسر "انڈیا"، ملک راج گل اینڈ سنز تاجر، ۱۹۲۲، ص ۱۶

گھ

(۸۲۲) گھڑا گھڑولی، ناقص الاول ناقص الاخر، عظیم، نامعلوم، س ن، ص ۱۶

(۸۲۳) گھڑولی ابراھیم دی، حکیم محمد ابراھیم مہاجر خیلانوالہ نوشاہی، ساہیوال، مصنف، س ن، ص ۸

(۸۲۴) گھڑولی در نعت، غلام نبی، لاہور، ۱۸۷۰، ص ۱۶

(۸۲۵) گھڑولی لعل مع مولود شریف معراج، حافظ فیض رسول، ملتان، مصنف، ۱۹۱۷، ص ۱۶

(۸۲۶) گھڑولی لعل مع مولود شریف، نامعلوم، ملتان، حاجی مولا بخش اینڈ سنز، ۱۹۵۵، ص ۱۶

(۸۲۷) گھڑولی لعل مع مولود شریف، نامعلوم، لاہور، اقبال ڈپو، ۱۹۵۵، ص ۱۶

(۸۲۸) گھڑولی، نصیرالحق

ل

(۸۲۹) لچار المومنین، مطلوب الشائقین، اللہ دتہ، ملتان، مولوی اللہ بخش، والحجاز حسین، ۱۹۰۵، ص ۱۶

(۸۳۰) لوری دیندی مائی حلیمہ، عاشق حسین، لاہور، راجہ بشیر احمد کشمیری بازار، ص ۸

(۸۳۱) لوری محمدؐ، بشیر احمدؔ جھلا، لاہور، مصنف، تلک نگر بادامی باغ، ۱۹۶۹، ص ۸

(۸۳۲) لوری محمدی، محمدؐ بخش فرشی امرتسری، لاہور، منشی عزیز الدین، ۱۹۳۱، ص ۸

(۸۳۳) لوری نامہ رسول پاک، خلیفہ ملتان، حافظ شمس الدین منورالدین، ۱۹۲۰، ص ۸

م

(۸۳۴) مان بڑا سرکارے، بابو محمد رمضان ہمدم، لاہور، شیخ محمد امین اینڈ سنز، س ن، ص ۸

(۸۳۵) ماہی کر گیا وعدہ آون دا، محمد رفیق، لاہور، شیخ محمد سعید نولکھا بازار، س ن، ص ۳۲

(۸۳۶) ماہیا محمدی، محمد اشرف، لاہور، جہانگیر بک ڈپو، س ن، ص ۳۲

(۸۳۷) ماہیا جاوید دا، صوفی محمد جاوید پردیسی، اکاڑوی، لاہور، حمید بک ڈپو، س ن، ص ۳۲

(۸۳۸) ماہیا محمدی، محمد شفیع گنہگار، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ نولکھا بازار، س ن، ص ۳۲

(۸۳۹) مائی حلیمہ سعدیہ دا سلام، چراغ دین، لاہور، مطبع مصطفیٰ س ن، ص ۸

(۸۴۰) مبار اشیم، محمد نواز اشیم قادری، ملتان، عزیز پرنٹنگ پریس، س ن، ص ۸

(۸۴۱) مجاہداں دے نعرے، مہردین مہر، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ نولکھا بازار، س ن، ص ۶۴

(۸۴۲) مجموعہ اشعار دلپذیر مع چہل حدیث بہ شرح نظم پنجابی باغ رسول صلعم، مولوی دلپذیر، لاہور، شیخ الٰہی بخش محمد جلال الدین تاجران کتب بازار، ص ۱۵۸

(۸۴۳) مجموعہ خادمی، محمود بخش خادم، بہاولپور، مولوی اللہ بخش غلام رسول، س ن، ص ۱۶

(۸۴۴) مجموعہ دلپذیر، مولانا مولوی دلپذیر بھیروی، لاہور، شیخ الٰہی بخش و جلال الدین تاجر کتب کشمیری بازار، ۱۳۴۲ھ، ص ۲۸

(۸۴۵) مجموعہ فریاد بیصبر، عبد بے خبر، لاہور، شیخ گلزار محمد پرنٹر گلزار محمدی سٹیم پریس، س ن، ص ۶۲

(۸۴۶) مجموعہ کافیاں (نعتیہ)، سائیں لبھو شاہ، لاہور، جی این سنز پبلشرو سن پورہ، س ن، ص ۳۲

(۸۴۷) مجموعہ مناجات، مناقب و نعت، سید غلام نبی شاہ، امرتسر (انڈیا) نیاز علی خاں تاجر کتب، س ن، ص ۳۲

(۸۴۸) مجموعہ مناجات و مناقب و نعت، سید غلام نبی شاہ، امرتسر (انڈیا) مطبع انغانی، س ن، ص ۲۴

(۸۴۹) مجموعہ مولود مولوی عبیداللہ، لاہور، عبدالکریم تاجر، ۱۸۷۰ء ص ۱۲

(۸۵۰) مجموعہ مولود شریف، مولوی عبیداللہ، ملتان، مولوی خدایار، ۱۹۰۲ء ص ۱۲

(۸۵۱) مجموعہ مولود شریف، مولوی عبیداللہ چھڑیاں و تیر، پیرو جوگی، مولوی عبیداللہ، لاہور، شیخ غلام اینڈ سنز، کشمیری بازار، س ن، ص ۱۶

(۸۵۲) مجموعہ مولود شریف، مولوی عبیداللہ حاجی چراغ دین سراج دین، س ن

(۸۵۳) مجموعہ مولود شریف، مولوی عبیداللہ ملتان، شمس الدین حمید الدین، س ن، ص ۱۲

(۸۵۴) مجموعہ مولوی نور الدین، مولوی نور الدین، ملتان، حافظ شمس الدین، نور الدین حمید الدین، ۱۹۰۶ء ص ۸

(۸۵۵) مولوی خدا یار نور احمد، نور محمد فیض احمد، س ن، ص ۸ ملتان

(۸۵۶) مجموعہ مولوی نور الدین، مولوی نور الدین ملتان، حافظ شمس الدین نور الدین، س ن، ص ۸

(۸۵۷) مجموعہ نعت، مولوی محمد عبداللہ، بہاولپور، مصنف، س ن، ص ۸

(۸۵۸) مجموعہ نعت بشیر مرتبہ ملک خالد جاوید، لاہور، خالد برادرز ناشران و تاجران کتب، س ن، ص ۸۰

(۸۵۹) مجموعہ نعتیات، منشی امام الدین راقب قصوری، مرتبہ غلام رسول گوہر قصور، مکتبہ ماہنامہ انور الصوفیہ س ن، ص ۸۸

(۸۶۰) مجموعہ نور محمد حصہ دوم سوم، مولوی نور محمد نور، ایمن آبادی، گوجرانوالہ، مصنف، س ن، ص ۸۲

(۸۶۱) مجید دا شعلہ نور، عبدالمجید مجید، محمد رمضان صاحب صاحب، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ پبلشرز بمبئی والے، س ن، ص ۴۸

(۸۶۲) محبت رسول، سلیم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد اینڈ سنز، س ن، ص ۲۴

(۸۶۳) محبت رسولی، منشی محمد بخش فرشی، لاہور، ملک محمدالدین و شیر محمد تانک کتب خانہ، صوفیہ س ن، ص ۸

(۸۶۴) محبت کا پھول عرف مدینے کا پھول، محمد بخش فرشی امرتسری، لاہور، منشی نصیر احمد تاجر کتب بیرون شیرانوالہ دروازہ، ۱۹۳۳ء ص ۸

(۸۶۵) محبت کا چاند، فیض سندھڑ، ملتان، یونین پرنٹنگ پریس مصنف، س ن، ص ۸

(۸۶۶) محبت کی پڑیا، محمد جلال الدین عاشق، لاہور، اسلامیہ سٹیم پریس، ۱۹۲۵ء ص ۸

(۸۶۷) محبوب خدا، سید پیر غلام جیلانی، لاہور، اللہ والے کی قومی دکان ملک چنن الدین تاجر کتب، ۱۹۵۶ء ص ۲۶

(۸۶۸) محبوب خدا، اصغر بیگ لدھیانوی، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ نولکھا بازار، س ن، ص ۳۲

(۸۶۹) محبوب خدا، نسیمہ ناز، لاہور، بڑا کتب خانہ کشمیری بازار س ن، ص ۲۸

(۸۷۰) محبوب ذوالجلال، فیض سندھڑ، ملتان، مصنف، س ن، ص ۸

(۸۷۱) محبوب سرکار، فیض سندھڑ، لاہور، مصنف، س ن، ص ۸

(۸۷۲) محبوب الثقلین، فیض سندھڑ، ملتان، مصنف، س ن، ص ۸

(۸۷۳) محبوب العاشقین فی نعت سید المرسلین، حافظ فتح محمد جلالپوری

(۸۷۴) مولوی عبدالواحد و محمد محمود واحد شاگردو و ذاکر، محمد اکمل، ۱۹۱۸، ص ۱۶

(۸۷۵) محبوب نبی، سید پیر فضل حسین شاہ، گجرات، ادارہ نشر و اشاعت انجمن غلامان غوث الاعظم، ۱۹۸۳، ص ۱۰۴

(۸۷۶) محمد دی شان، خادم حسین خادم، لاہور، ملک محمد الدین، شیر محمد، س ن، ص ۸

(۸۷۷) محمدی انوار، محمد رمضان، بیوس، ملتان، مصنف، س ن، ص ۸

محمدی پروانے، مولوی خادم حسین، لاہور سیٹھ آدم جی عبداللہ نولکھا بازار، س ن، ص ۲۴

(۸۷۸) محمدی جوگن، محمد بخش فرشی امرتسری، لاہور، منشی نصیر احمد، بشیر احمد تاجران کتب فاروق گنج بیرون شیرانوالہ دروازہ، س ن، ص ۸

(۸۷۹) محمد چمن، فیض سندھڑ، ملتان، مصنف، س ن، ص ۸

(۸۸۰) محمدی معجزات عرف حمد ترانہ، راجا تمولی خادم حسین قریشی، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، س ن، ص ۸

(۸۸۱) مداح رسولیہ مداح غوثیہ، قریہ سید میاں حافظ احمد شاہ، لاہور، مصنف، س ن، ص ۲۴

(۸۸۲) مداح امیراعلی، امیر علی، لاہور، منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز تاجران کتب، ۱۸۹۱

(۸۸۳) لاہور ملک بشیر احمد تاجران کتب س ن، ص ۸

(۸۸۴) مدح رسول و مجموعہ باراں ماہ، مولوی عبدالستار مرحوم، ص ۱۳۸

(۸۸۵) مدح نبی کریم، رحیم بخش دھولن، مدنی آفتاب، محمد حسین طاہر امرتسری، لاہور، بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۸۸۶) مدنی پیا، مسلم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۸۸۷) مدنی ڈھولا، مشتاق احمد امرچک، لاہور، راجہ عزیز احمد بشیر احمد تاجران کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۸۸۸) مدنی مٹھا من ٹھار (سیرت)، سجاد حیدر پرویز، مظفر گڑھ، سرائیکی پبلشرز، ۱۹۸۶، ص ۲۰۰

(۸۸۹) مدینے پاک دی کستوری، منشی امام الدین راقب، لاہور، اسلامیہ سٹیم پریس، ۱۹۲۳، ص ۸

(۸۹۰) مدینے دا تحفہ حصہ اول، چراغ دین، لاہور، شیخ غلام حسین، س ن، ص ۱۳۶

(۸۹۱) مدینے دا تحفہ حصہ دوم، چراغ دین، لاہور، شیخ غلام حسین، س ن، ص ۱۳۶

(۸۹۲) مدینے دا تحفہ، درویش محمد دین صابر، لاہور، ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۳۲

(۸۹۳) مدینے دا ساقی حشمت شاہ، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ نولکھا بازار، س ن، ص ۴۸

(۸۹۴) مدینے دا طوطا، عبدالرشید، فیصل آباد، مکتبہ غوثیہ، جھنگ بازار س ن، ص ۸

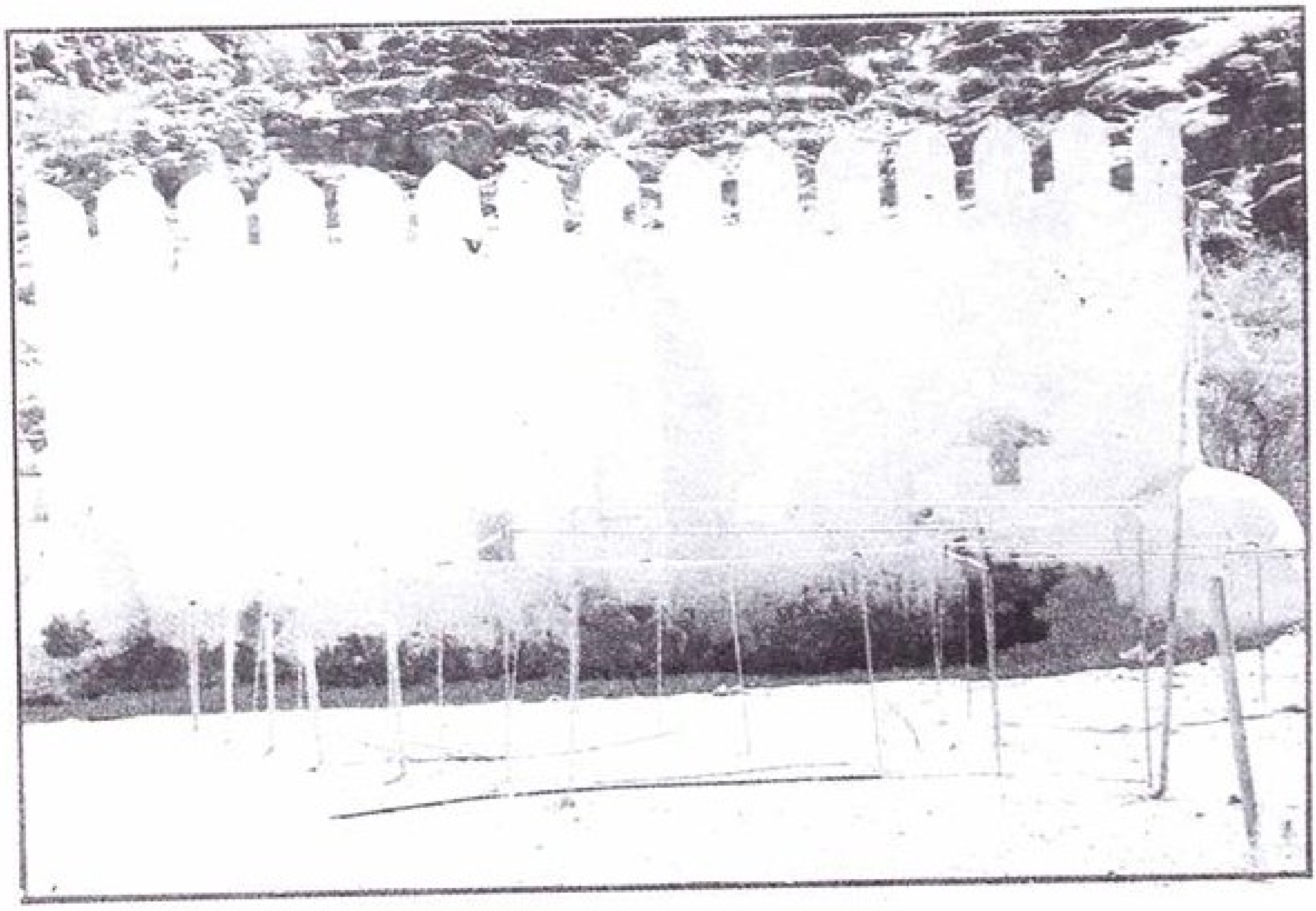
(۸۹۵) مدینے دا والی، مبارک علی مبارک، عاشق لاہوری، لاہور، ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۳۲

(۸۹۶) مدینے دا والی، مبارک علی مبارک، لاہور، ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۳۲

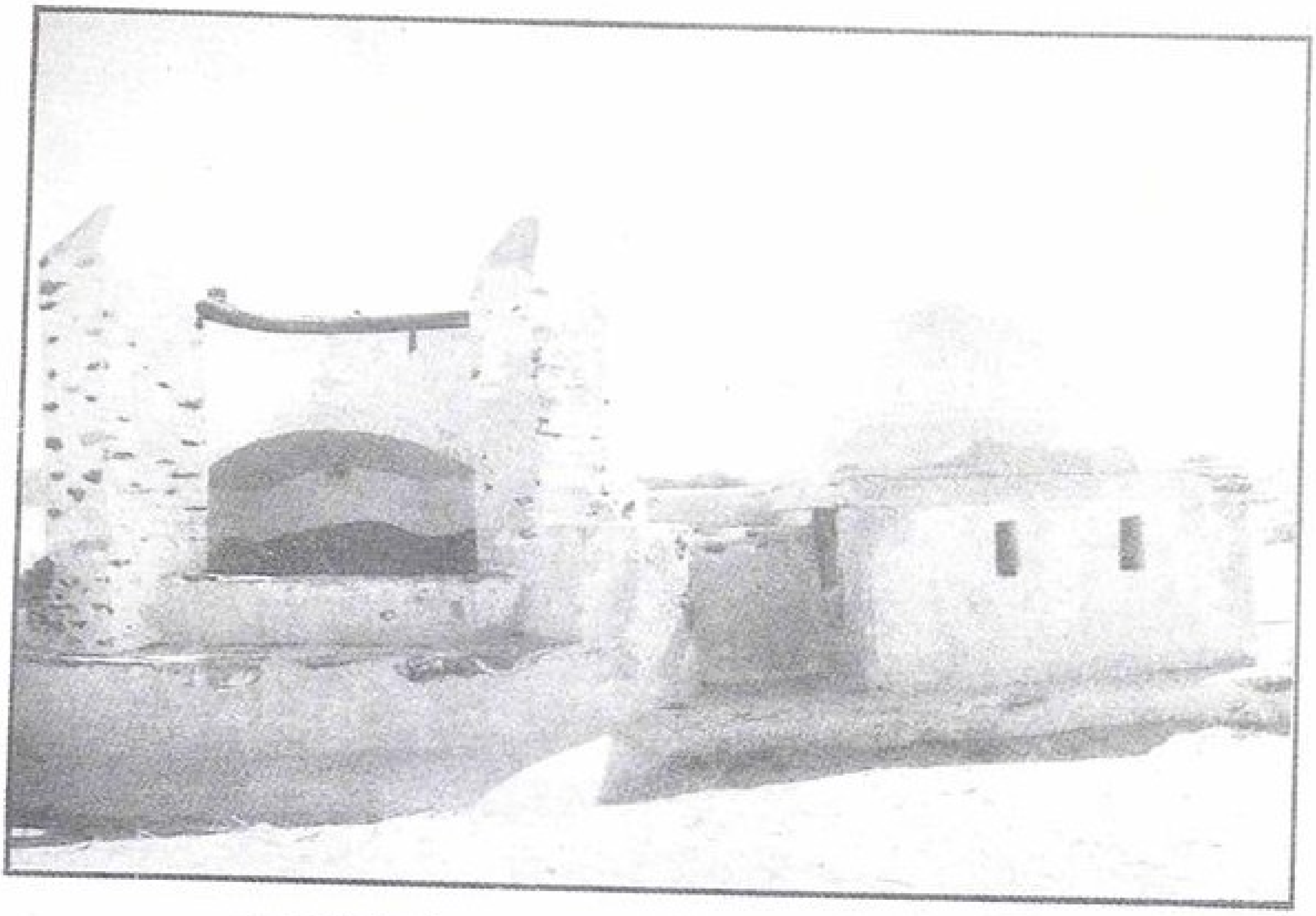
(۸۹۷) مدینے دا والی (بار دوم) حافظ محمد حسین، لاہور، جہانگیر بک ڈپو اردو بازار، ص ۹۶



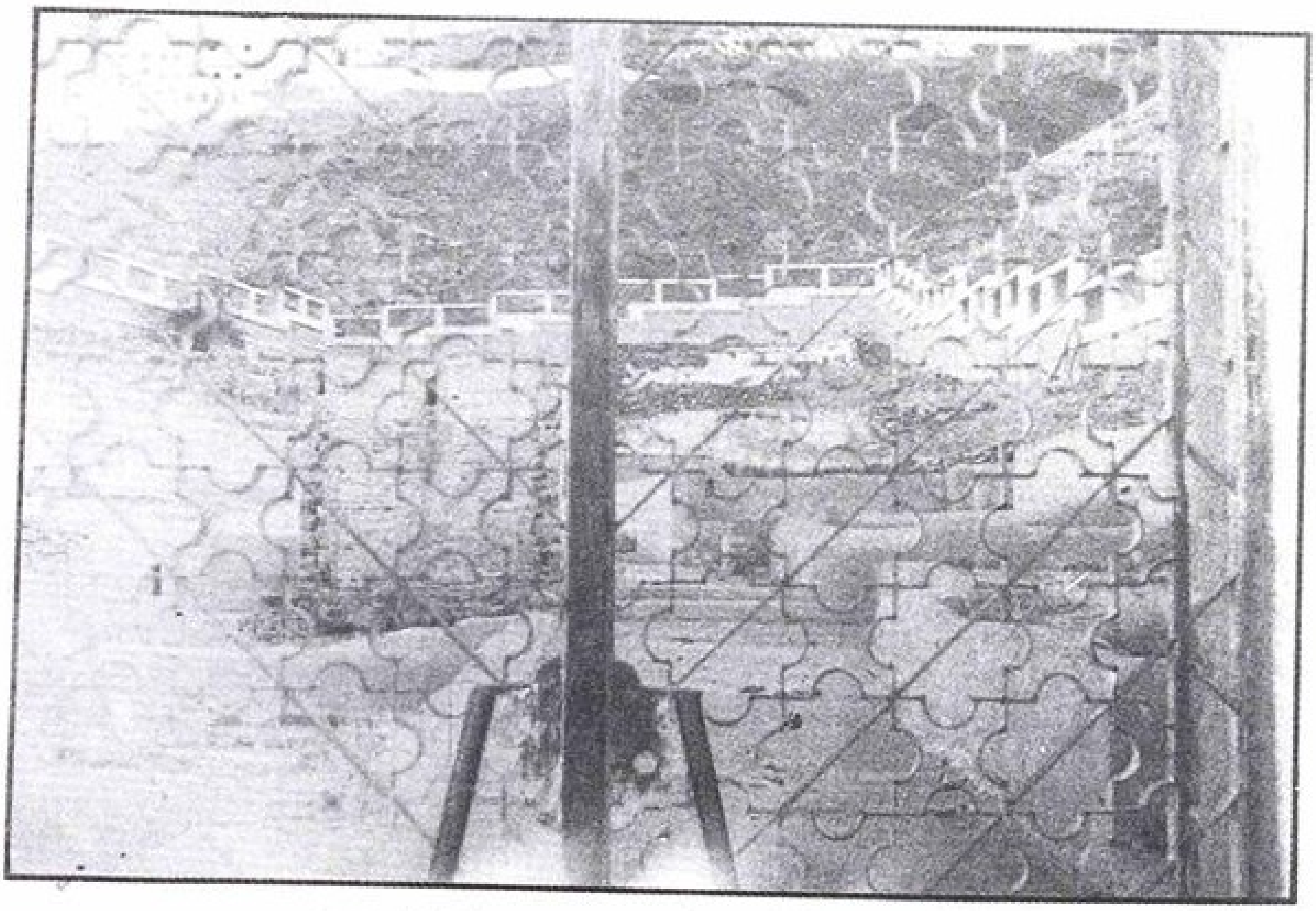
وہ جگہ جہاں ابابیلوں نے ابرہہ کی فوج کو کنکریوں سے مار ڈالا



عقبہ کی گھاٹی ... وہ غار جہاں اہل مدینہ نے حضورؐ کے ہاتھ پر بیعت اولیٰ اور بیعت ثانی کی۔



حدیبیہ کا کنواں   یعنی وہ کنواں جہاں صلح حدیبیہ ہوئی۔ پس منظر میں ببول کے درخت بیعت رضوان کی یاد تازہ کراتے ہیں



جنت المعلیٰ کا ایک منظر۔ یہاں ساٹھ ہزار سے زائد صحابہؓ کرام کی قبریں ہیں۔

(۸۹۸) مدینے دا ماہی، محمد شفیع عاشق، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ نولکھا بازار، س ن، ص ۳۲

(۸۹۹) مدینے دی تاہنگ، میاں محمد دین سفری، ولد حکیم مہرالدین، لاہور، عزیز الدین نجم الدین، ۱۹۳۰، ص ۸

(۹۰۰) مدینے دی تاہنگ، میاں محمد دین سفری لاہور، منشی عزیز الدین، ۱۹۳۲، ص ۸

(۹۰۱) مدینے دی تاہنگ، میاں محمد دین سفری لاہور، ملک بشیر احمد س ن، ص ۸

(۹۰۲) مدینے دی تاہنگ، محمد رمضان قادری، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ پبلشرز، نولکھا بازار، س ن، ص ۶۴

(۹۰۳) مدینے دی جوگن، سائیں فیروز دین کاشمیری، امرتسر، عبدالرحمٰن تاجر، ۱۹۲۲، ص ۸

(۹۰۴) مدینے دی جوگن، محمد دین سفری، لاہور، منشی عزیز الدین نجم الدین، ۱۹۳۲، ص ۸

(۹۰۵) مدینے دی ہوا، نذیر احمد طاہر چشتی، لاہور، حمید بک ڈپو، نولکھا بازار، س ن، ص ۳۲

(۹۰۶) مدینے دے تبرک یعنی شان محمدی، حشمت شاہ چشتی، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ نولکھا بازار، س ن، ص ۳۲

(۹۰۷) مدینے دی کستوری، حافظ عالم خان خاکی، لاہور، حافظ مظفر علی پسروری، پرکاش سٹیم پریس س ن، ص ۱۶

(۹۰۸) مدینے دی کستوری، حافظ عالم خاں خاکی لاہور، بابو دیوان سنگھ، س ن، ص ۱۶

(۹۰۹) مدینے دے پھل، میاں غلام محمد سخی، لاہور، حمید بک ڈپو، س ن، ص ۲۴

(۹۱۰) مدینے دے موتی، مولوی دلبر حسین، لاہور، بڑا کتب خانہ کشمیری بازار، ۱۹۹۲، ص ۴۰

(۹۱۱) مدینے دے موتی + مکے دا میلہ، عبدالمجید کریام والا، لاہور، سیٹھ آدم عبداللہ نولکھا بازار، س ن، ص ۵۶

(۹۱۲) مدینے دے بنجارے، میاں محمد منیر، لاہور، حمید بک ڈپو، س ن، ص ۲۴

(۹۱۳) مدینے دے نظارے، شوکت علی قمر، افتخار خالد، فیصل آباد، مصنفین، ۱۹۷۰، ص ۱۶

(۹۱۴) مدینے دیاں تاہنگاں، میاں تاج الدین، بشیر، لاہور حمید بک ڈپو، س ن، ص ۲۴

(۹۱۵) مدینے والا سائیں، منشی خواہش علی، لاہور، غلام رسول تاجر، س ن، ص ۸

(۹۱۶) مدینے وچ اوسے سرکار دا دربار اے، مولوی حسام، لاہور، کتب خانہ عزیزیہ کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۹۱۷) مراد العاشقین (اردو پنجابی) غوث محمد شاہ نقوی بخاری، لاہور، مصنف، ۱۳۵۵، ص ۱۰۶

(۹۱۸) مراد العاشقین جدید فی نعت سیدالمرسلین مجموعہ، مولوی محمد بخش

(۹۱۹) بہاولپور، مولوی محمد بخش اللہ بخش غلام رسول، ۱۹۰۶، ص ۱۶

(۹۲۰) مراد العاشقین فی نعت ختم المرسلین مجموعہ مرزا مصاحب بیگ، ملتان، حافظ شمس الدین منور الدین، س ن، ص ۱۶

(۹۲۱) مراد العاشقین فی نعت ختم المرسلین مجموعہ مرزا مصاحب بیگ بہاولپور، مرزا محمد عبدالسبحان بیگ تاجر کتب، س ن، ص
۱۲

(۹۲۲) مراد العاشقین فی نعت المرسلین، مرزا محمد مصاحب بیگ، ملتان، کتب خانہ حافظ شمس الدین منور الدین، س ن، ص ۱۲

(۹۲۳) مراد العاشقین فی نعت ختم المرسلین بمع مولود، قاضی گل محمد معہ اسرار فاتحہ، میاں قاضی گل محمد، ملتان، شمس الدین منور الدین، ۱۹۰۸، ص ۲۴

(۹۲۴) مراۃ العرفان، مہر علی شاہ گولڑوی، راولپنڈی، غلام معین الدین، ۱۹۷۶، ص ۴۰

(۹۲۵) مرشد نامہ، محمد اکمل، ملتان، مصنف، ۱۹۴۱، ص ۸

(۹۲۶) مرغوب العاشقین فی نعت المرسلین، مولوی اللہ بخش خادم، جلال پور، عبدالواحد و محمد محمود احمد و شاکر محمد، ذاکر محمد، محمد اکمل، ۱۹۰۹، ص ۱۲

(۹۲۷) مرقع غلام اول، غلام محمد نقشبندی، فیصل آباد، مولانا سید محمد حسین شاہ، س ن، ص ۲۴

(۹۲۸) مرقع ہستی، ماسٹر روشن دین، لاہور، بھائی تارا چند چھبر تاجر، ۱۹۳۱، ص ۱۶

(۹۲۹) مرقع ہستی امرتسر، ۱۹۲۷

(۹۳۰) مرقع ہستی، بابو ہمدم، لاہور، ۱۹۲۶

(۹۳۱) مرقع ہستی، لاہور، جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز، س ن، ص ۱۶

(۹۳۲) مستان دا کعبہ دسواں ایڈیشن، حافظ محمد حسین حافظ، لاہور، جہانگیر بک ڈپو اردو بازار، ۱۹۷۶، ص ۹۶

(۹۳۳) مسدس حالی، ترجمہ سر شہاب الدین، لاہور، مکتبہ، پنج و ریاس، س ن، ص ۱۲۸

(۹۳۴) مسکیناں دے وارث، سید رفیق حسین شاہ رفیق، سیالکوٹ، ڈاکٹر مشتاق احمد ولد احمد علی شاہ، س ن، ص ۳۲

(۹۳۵) مشتاق مدینہ، بڈھا مشتاق، لاہور، منشی عزیز الدین تاجر کتب، س ن، ص ۸

(۹۳۶) مسی روٹی مع معراج نامہ نعتیہ، سید میر حسین، لاہور، مطبع مجتبائی، ص ۲۴

(۹۳۷) مسی روٹی، لاہور، چراغ دین سراج دین، ۱۹۱۴، ص ۲۴

(۹۳۸) مسی روٹی مع معراج نامہ نعتیہ (بارھویں بار) لاہور، محمد شریف عبدالغنی، ۱۹۳۲، ص ۲۴

(۹۳۹) مسی روٹی منظوم معہ معراج نامہ، لاہور، مصطفائی پریس، س ن، ص ۲۴ ۔

(۹۴۰) مشعل رسالت، مسلم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد اینڈ سنز، س ن، ص ۱۶

(۹۴۱) مشہور بیان محمدی، محمد اسمٰعیل، لاہور، فقیر اللہ تاجر، س ن، ص ۱۲

(۹۴۲) معجزات رسول، گلزار احمد گلزار گل، جے وی نیاز بیگی، لاہور، بڑا کتب خانہ کشمیری بازار، س ن، ص ۲۴

(۹۴۳) معجزات رسول، یاسین مصور، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ، نولکھا بازار، س ن، ص ۳۲

(۹۴۴) معجزات محمدی، حسین، لاہور، جوت سنگھ سنت سنگھ پبلشرز تاجران کتب لوہاری دروازہ، ۱۹۱۰، ص ۳۲

(۹۴۵) معجزات محمدی تحفہ حسین، حسین، لاہور، حاجی چراغ الدین سراج الدین، ۱۹۱۱، ص ۱۶

(۹۴۶) معجزات محمد یعنی تحفہ حسین، لاہور، حاجی چراغ دین سراج تاجران کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۳۲

(۹۴۷) معجزات محمدی، حکیم ابوالصمصام، امرتسر، آفتاب پریس، ۱۹۲۹، ص ۱۶

(۹۴۸) معجزات محمدی، مولوی ابوالحمد امرتسر، ۱۹۲۵

(۹۴۹) معجزات محمدی عرف میلاد نبی، نذیر احمد منظور بٹ، لاہور، حمید بک ڈپو، س ن، ص ۲۴

(۹۵۰) معجزات محمدی عرف میلاد النبی، خادم حسین، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ نولکھا بازار، س ن، ص ۳۲

(۹۵۱) معجزات محمدی، نامعلوم، لاہور، چراغ الدین، سراج الدین، ۱۹۲۰، ص ۳۲

(۹۵۲) معجزات النبی، سید حمید شاہ صابر، لاہور، گیلانی پریس، س ن، ص ۳۲

(۹۵۳) معجزہ آل نبی، نامعلوم، لاہور، علمی پرنٹنگ پریس، س ن، ص ۱۶

(۹۵۴) معجزہ آنحضرت، حافظ معزالدین، لاہور، مطبع مصفائی، ۱۹۵۶، ص ۱۶

(۹۵۵) معجزہ بکری، نذیر احمد راز، لاہور، راجا بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۱۴

(۹۵۶) معجزہ رسول، عطاء الرحمٰن جاوید، لاہور، مکتبہ پنجاب موری گیٹ، س ن، ص ۱۶

(۹۵۷) معجزہ شق القمر، مولوی محمد حسین، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ نولکھا بازار، س ن، ص ۲۴

(۹۵۸) معجزہ محمدی، رسالہ ہرنی، شیخ امام الدین، ہری پور ہزارہ، میاں محمد بخش تاجر کتب، س ن، ص ۱۶

(۹۵۹) معجزہ محمدی، رسالہ ہرنی، شیخ امام الدین امرتسر عبدالرحیم، ۱۹۱۰، ص ۱۶

(۹۶۰) معجزہ محمدی، رسالہ ہرنی، شیخ امام الدین راولپنڈی، میاں غلام محمد تاجر، ۱۹۲۰، ص ۲۴

(۹۶۱) معجزہ، معہ رسالہ ہرنی، امام الدین گجرات، شیخ الٰہی بخش رحیم بخش، ۱۹۴۷، ص ۱۶

(۹۶۲) معجزہ محمدی، نامعلوم، لاہور، چراغ الدین، سراج الدین، ۱۹۰۳، ص ۱۶

(۹۶۳) معجزہ محمدی، نامعلوم لاہور، جے ایس سنت سنگھ، ۱۹۲۳، ص ۸

(۹۶۴) معجزہ منیر محمدی، میاں اللہ بخش منیر، لاہور، جے ایس سنت سنگھ، اینڈ سنز، س ن، ص ۸

(۹۶۵) معجزہ ہرنی، چنن دین، لاہور، جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز، س ن، ص ۱۹

(۹۶۶) معجزہ ہرنی، آقا حیدر شاہ، ہوشیارپوری، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۹۶۷) معجزہ ہرنی، محمد زمان ولد نور محمد، کوئٹہ، اسلامیہ پریس، س ن، ص ۸

(۹۶۸) معجزہ ہرنی، مکھی رام، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ نولکھا بازار، س ن، ص ۸

(۹۶۹) معجزہ ہرنی، مکھی رام، لاہور، جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز، س ن، ص ۸

(۹۷۰) معجزہ ہرنی، مولوی نور الدین، لاہور، ۱۹۲۲

(۹۷۱) معجزہ محمدی، مولوی عبدالحق، لاہور، ۱۸۷۹، ص ۲۸

(۹۷۲) معراج دی رات، بشیر احمد بٹ، لاہور، ایم شمس الدین تاجر، چوک انارکلی، ۱۹۵۶، ص ۱۷۴

(۹۷۳) معراج دی رات، ملک عبدالمجید شفیقی، لاہور، جہانگیر بک ڈپو اردو بازار، ۱۹۸۱، ص ۸۰

(۹۷۴) معراج دی رات، ملک عبدالمجید شفیقی، لاہور، کتب خانہ مہتاب غلام، ۱۹۵۶، ص ۱۵۰

(۹۷۵) معراج دی رات شفیق دی، شفیق، لاہور، مہر امیر بخش تاجر، ۱۹۲۴، ص ۸

(۹۷۶) معراج رسول، مسلم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۹۷۷) معراج نامہ سرائیکی، مرتبہ حافظ محمد شاعر دلشاد کلانچوی، بہاولپور سرائیکی لائبریری، س ن، ص ۱۲

(۹۷۸) معراج نامہ، رحیم یار

(۹۷۹) معراج نامہ' اسیروارثی' لاہور' ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار' س ن' ص ۸

(۹۸۰) معراج نامہ اکبر شاہ' ملتان' ۱۹۲۱

(۹۸۱) معراج نامہ بانفندگان' شیخ محمد حسین' احمد آبادی' لاہور' ملک دین محمد اینڈ سنز' س ن' ص ۸

(۹۸۲) معراج نامہ بانفندگان' شیخ محمد حسین' راولپنڈی' ۱۹۸۹' ص

(۹۸۳) معراج نامہ بطرز چٹھی' منشی نبی بخش شوق' مستان' مولوی' غلام اصغر' س ن' ص ۱۶

(۹۸۴) معراج نامہ جدید' نبی بخش شوق' ملتان' مولوی فیض بخش اینڈ سنز' س ن' ص ۱۶

(۹۸۵) معراج نامہ جدید یعنی معراج مانڑلیس' منشی نبی بخش شوق' ملتان' مولوی فیض اینڈ سنز' س ن' ۱۸۸۸' ص

(۹۸۶) لاہور رفاہ عامہ' ۱۹۰۷' ص ۱۶

(۹۸۷) معراج نامہ صمصام

(۹۸۸) معراج نامہ کلاں ناقص الاول' اللہ دتہ شاد' س ن' ص ۱۱۲

(۹۸۹) معراج نامہ کلاں سلیمان' لاہور' محمد عبدالکریم' تاجر' کتب کشمیری بازار' ۱۸۹۹' ص ۶۴

(۹۹۰) معراج نامہ' حافظ شمس الدین' لاہور' ۱۹۱۷

(۹۹۱) معراج نامہ (بار نہم) غلام حسین خوشنویس' لاہور' مولوی محمد معظم' فتح محمد' مالکان اسلامی دوکان کشمیری بازار' ص ۱۶

(۹۹۲) معراج نامہ' غلام حسین خوشنویس بار دھم' لاہور' محمد معظم' فتح محمد تاجران کتب کشمیری بازار' ۱۹۰۶' ص ۱۶

(۹۹۳) معراج نامہ' محمد حبیب اللہ کمیو' ۱۹۴۵' ص

(۹۹۴) معراج نامہ' مولانا مولوی محمد دلپذیر بھیروی' لاہور' ملک غلام محمد اینڈ سنز تاجران کتب کشمیری بازار' س ن' ص ۸۰

(۹۹۵) معراج نامہ' مرتبہ حافظ محمد شاعر دلشاد کلانچوی' بہاولپور سرائیکی لائبریری' س ن' ص ۱۲

(۹۹۶) معراج نامہ سرائیکی' مرتبہ حافظ محمد شاعر دلشاد کلانچوی بہاولپور' سرائیکی لائبریری' س ن' ص ۱۲

(۹۹۷) معراج نامہ ملتانی' حافظ محمد' ملتان' حافظ شمس الدین منور الدین حمید الدین' ۱۹۲۰' ص ۱۳۰

(۹۹۸) معراج نامہ میزبان ملتانی' حافظ محمد' لاہور' شیخ غلام حسین اینڈ سنز' س ن' ص ۱۶

(۹۹۹) معراج نامہ بزبان ملتانی' حافظ محمد' لاہور سراج الدین اینڈ سنز' س ن' ص ۱۶

(۱۰۰۰) معراج نامہ ملتانی' نامعلوم' لاہور' حافظ حمید الدین' ۱۹۲۲' ص

(۱۰۰۱) معراج نامہ' نامعلوم' لاہور' دین محمد' ۱۹۲۷' ص ۴۸

(۱۰۰۲) معراج النبی' ڈاکٹر ایم اے ظفر' لاہور' سیٹھ آدم جی عبداللہ نولکھا بازار' س ن' ص ۸۰

(۱۰۰۳) معراج النبی' غلام نبی' سیالکوٹ' مصنف' ۱۹۱۰' ص ۱۴۸

(۱۰۰۴) معراج النبی' لاہور' مولوی غلام نبی قریشی مفید عام پریس' ۱۹۰۹' ص ۱۴۴

(۱۰۰۵) مفید المسلمین مع سی حرفی و حکایت افضل المرسلین' مولوی علم الدین' خلف مولوی چراغ الدین' لاہور' احمد الدین کتب فروش' وقف میاں امیر الدین مرحوم' ۱۹۰۶' ص ۳۶

(۱۰۰۶) مکرم دے دوہڑے' محمد دین مکرم لدھیانوی نوشاہی قادری' لاہور حمید بک ڈپو' ۱۹۸۰' ص ۳۲

(۱۰۰۷) مکہ تے مدینہ واصف شبیر واصف' لاہور' ملک آرٹ پبلشرز س ن' ص ۳۲

(۱۰۰۸) مکی مدنی' مسلم اویسی' لاہور' بشیر احمد کشمیری بازار س ن' ص ۸

(۱۰۰۹) مکے دیاں عورتاں دے گیت' تاج الدین انصاری' لاہور' ملک بشیر احمد کشمیری بازار س ن' ص ۸

(۱۰۱۰) مکھڑا نور بھیا' میر محمد صادق' لاہور' ملک بشیر احمد' تاجر کتب کشمیری بازار س ن' ص ۳۲

(۱۰۱۱) ملاقات رسول" طالب حسین طالب' لاہور' ملک بشیر احمد اینڈ سنز' س ن' ص ۲۴

(۱۰۱۲) مناجات بدرگاہ' قاضی الحاجات مجموعہ فضل حق' ملتان' میاں محبوب احمد' س ن' ص ۸

(۱۰۱۳) مناجات رسول' میاں عبدالستار' لاہور ۱۹۲۲' ص

(۱۰۱۴) مناجات رسول و مناجات غوث الاعظم' مولوی احمد یار' گجرات' میاں جلال الدین' س ن' ص ۸

(۱۰۱۵) مناجات رفیق' محمد رفیق مخلص' لاہور' بڑا کتب خانہ' س ن' ص ۳۲

(۱۰۱۶) مناجات مجموعہ بشارت' انبالہ (انڈیا) ۱۸۹۵' ص ۱۶

(۱۰۱۷) مناجات مجموعہ' حاجی بدرالدین' لاہور' ۱۹۲۳

(۱۰۱۸) مناجات مجموعہ' حافظ شمس الدین' لاہور' ۱۹۱۷

(۱۰۱۹) مناجات محمدی' کلیم یزدانی' لاہور' ملک محمد امین اینڈ سنز اکبری گیٹ س ن' ص ۲۴

(۱۰۲۰) مناجات' مسافر' مشتاق بڈھا مسافر' لاہور' ۱۹۲۲

(۱۰۲۱) مناجات مقبول سیٹھ ابراہیم خان محمد صالح' لاہور سیٹھ آدم جی عبداللہ نو لکھا بازار' س ن' ص ۳۲

(۱۰۲۲) مناقب رسول اکرم' مولوی عبدالستار' راولپنڈی' راولپنڈی پریس' ۱۹۰۵' ص ۲۴

(۱۰۲۳) موت دا نظارہ مرن توں بعد کی ہووے گا' حاجی نذیر احمد منظور بٹ' لاہور' جہانگیر بک ڈپو' س ن' ص ۲۴۷

(۱۰۲۴) مولا کی محفل' مسلم اویسی' لاہور' ملک بشیر احمد س ن' ص ۱۶

مولود اعظم' اعظم' ملتان' ۱۹۲۲' ص

(۱۰۲۵) مولود اعظم مولوی محمد اعظم' ملتان' حافظ شمس الدین نور الدین' ۱۹۰۹' ص ۱۶

(۱۰۲۶) مولود اعظم ملتان' مولوی فیض بخشی محمد ذوالفقار محمد رحیم نواز' س ن' ص ۲۴

(۱۰۲۷) مولود اعظم ملتان کتب خانہ تجارتی' ص ۱۶

(۱۰۲۸) مولود اعظم مع معراج نامہ' جلال پور' پیروالا' مولوی ذاکر' محمد عبدالقیوم' س ن' ص ۱۶

(۱۰۲۹) مولود شریف' عبدالرحیم' لاہور' شیخ غلام حسین تاجر' س ن' ص ۸۰

(۱۰۳۰) مولود شریف' میاں عبداللہ' لاہور' ۱۸۹۱

(۱۰۳۱) مولود شریف بار ششم' منشی غلام حسین خوشنویس' لاہور' مولوی محمد معظم تاجر' ۱۹۲۲' ص ۱۶

(۱۰۳۲) مولود شریف' مولوی عبیداللہ' ملتان' مولوی خیر محمد' ۱۸۹۰' ص ۱۲

(۱۰۳۳) مولود شریف احمدی، مولوی نور احمد، لاہور، رفاہ عام سٹیم پریس، ۱۹۱۴، ص ۸

(۱۰۳۴) مولود شریف اصل چیدہ مجموعہ مولوی کہترو گلشن، ملتان، حافظ شمس الدین منور الدین، س ن، ص

(۱۰۳۵) مولود شریف اصل مجموعہ کلاں اول، مولوی کہتر و گلشن، ملتان، حافظ شمس الدین، مولوی فیض بخش، محمد ذوالفقار، حافظ محمد رحیم نواز، س ن، ص ۲۴

(۱۰۳۶) مولود شریف وڈا مجموعہ، مولوی کہترو گلشن، ملتان، کتب خانہ، صادقیہ، س ن، ص ۴۴

(۱۰۳۷) مولود شریف پنج گنج محمدی، مجموعہ، پیر غلام شاہ زمان، لاہور، ۱۹۱۱، ص ۵۲

(۱۰۳۸) مولود شریف جدید مع معجزہ ہرنی جناب رسول کریم، نور محمد گدائی، ملتان، شمس الدین منور الدین، حمید الدین، ۱۹۱۸، ص ۳۳

(۱۰۳۹) مولود شریف جدید مع معجزہ ہرنی جناب رسول کریم، نور محمد گدائی، ملتان، مولوی فیض بخش محمد ذوالفقار س ن، ص ۳۲

(۱۰۴۰) مولود شریف جدید معہ معجزہ ہرنی فقیر والد مجموعہ، نور محمد گدائی، ملتان، حافظ حمید الدین عزیز الدین بشیر الدین، س ن، ص ۳۲

(۱۰۴۱) مولود شریف جدید مع معجزہ ہرنی، ملتان، مولوی فیض محمد ذوالفقار، س ن، ص ۳۲

(۱۰۴۲) مولود شریف جدید مع معجزہ ہرنی، ملتان، حافظ حمید الدین، عزیز الدین، بشیر الدین، س ن، ص ۳۲

(۱۰۴۳) مولود شریف جدید مع معجزہ ہرنی، ملتان، حافظ نجم الدین، س ن، ص ۴۰

(۱۰۴۴) مولود شریف جدید مع معجزہ ہرنی، ملتان، حافظ شمس الدین بٹ، س ن، ص ۳۲

(۱۰۴۵) مولود شریف جدید مع معجزہ ہرنی، ملتان، کاظم علی س ن، ص ۳۲

(۱۰۴۶) مولود شریف مکمل، نور محمد گدائی ملتان، مولوی خیر الدین، ۱۹۱۸، ص ۳۲

(۱۰۴۷) مولود شریف جدید مع معجزہ ہرنی جناب رسول کریم و کافیاں، فقیر والا، نور محمد گدائی، ملتان، حافظ محمد نجم الدین، س ن، ص ۴۰

(۱۰۴۸) مولود شریف جدید مع معجزہ ہرنی، نور محمد گدائی، ملتان، حافظ شمس الدین بٹ، س ن، ص ۳۲

(۱۰۴۹) مولود شریف جدید معہ معجزہ ہرنی نور محمد گدائی، ملتان، حافظ کاظم علی بٹ، س ن، ص ۳۲

(۱۰۵۰) مولود شریف مکمل، نور محمد گدائی، ملتان، مولوی خیر الدین، ۱۹۱۸، ص ۳۲

(۱۰۵۱) مولود شریف، فدوی، ملتان، مولوی، خدایار نور احمد نور محمد فیض احمد، س ن، ص ۸

(۱۰۵۲) مولود شریف مجموعہ مولوی کریم بخش پردیسی، ملتان، مولوی خیر محمد مولوی فیض بخش، س ن، ص ۸

(۱۰۵۳) مولود شریف، محمد مسلم، لاہور، ۱۸۸۲

(۱۰۵۴) مولود شریف معہ دوہڑہ جات و ڈھولہ دین محمد متعلم، ملتان، مولوی فیض بخش محمد رحیم نواز، س ن، ص ۱۶

(۱۰۵۵) مولود شریف مع حلیہ شریف معراج نامہ مدح پیراں، نامعلوم، ۱۸۷۰، ص ۱۶

(۱۰۵۶) مولود شریف بزبان ملتانی، معہ مناجات مخدوم حقانی، احمد یار، ملتان، حافظ شمس الدین، س ن، ص ۸

(۱۰۵۷) مولود شریف موسومہ توصیف احمدی رسالہ' حافظ محمد اکمل' بہاولپور' میاں غلام احمد تاجر کتب' ۱۸۹۵' ص ۵۰

(۱۰۵۸) مولود لاثانی المعروف سوداگر ملتانی مجموعہ' حاجی خدا بخش عبدالحق' ملتان' مولوی فیض بخش محمد ذوالفقار' س ن'

(۱۰۵۹) مولود لاثانی مجموعہ نور محمد گدائی' کمتر احمد' اکبر خادم' ملتان' مولوی فیض بخش محمد ذوالفقار س ن' ص ۱۶

(۱۰۶۰) مولود نبی المختار' مخدوم نوبہار' ملتان' مولوی فیض احمد' س ن' ص ۳۲

(۱۰۶۱) میخانہ' تنویر بخاری' گوجرانوالہ' پنجابی کلچرل سنٹر کڑیال کلاں' ۱۹۶۸' ص ۴۸

(۱۰۶۲) میرے مولا بلا لو مدینے مجھے' راقب' بھائی تارا چند جھبر س ن' ص ۸

(۱۰۶۳) میریاں گلیاں مائے نی بھوری والے دے ناں' رحیم بخش' لاہور' ملک دین محمد تاجر' ۱۹۲۳' ص ۸

(۱۰۶۴) میلاد انور' حکیم عبدالرشید عاصی' فیصل آباد' کتب خانہ

(۱۰۶۵) مقبول عام جھنگ بازار' س ن' ص ۸

(۱۰۶۶) میلاد رسول' نیاز احمد نیاز' لاہور' جہانگیر بک ڈپو' س ن' ص ۳۲

(۱۰۶۷) میلاد شریف پنجابی' سید نبی بخش بن وارث علی' جالندھر (انڈیا) مطبع قیصر ہند' ۱۸۹۱' ص ۵۲

(۱۰۶۸) میلاد صابر' حمید شاہ صابر' لاہور' ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار س ن' ص ۳۲

(۱۰۶۹) میلاد حامد' حامد الوارثی' فیصل آباد' چشتی کتب خانہ جھنگ بازار' ۱۹۶۷' ص ۸۰

(۱۰۷۰) میلاد شاہ نور جمال' مولوی' رحمت اللہ امام مسجد لدھیانہ (انڈیا) قیصر ہند' ۱۹۰۰' ص ۱۶

(۱۰۷۱) میلادالنبی' خادم حسین خادم' لاہور' سیٹھ آدم جی عبداللہ' ۱۹۴۴' ص ۳۲

(۱۰۷۲) میلاد النبی' حافظ عبدالواحد عاصی' امرتسری' امرتسر محمد شفیع ولی محمد تاجران کتب مغل گیٹ' ۱۹۲۹' ص ۸

(۱۰۷۳) میم دی مروڑی' استاد محمد شفیع عاشق' لاہور' ملک بشیر احمد تاجران کشمیری بازار' س ن' ص ۳۲

(۱۰۷۴) میم دے نظارے' مسلم اویسی' لاہور' ملک بشیر احمد کشمیری بازار' س ن' ص ۸

ن

(۱۰۷۵) نال تکلیفاں ملدا ٹکٹ دربار دا' ایچ صمصام' لاہور' کتب خانہ عزیزیہ' س ن' ص ۸

(۱۰۷۶) نام محمد والا کالجہ ٹھار دا' مولوی صمصام' فیصل آباد' ملک برادرز' س ن' ص ۸

(۱۰۷۷) نام محمد والا کالجہ ٹھار دا' مولوی صمصام' لاہور' کتب خانہ عزیزیہ' س ن' ص ۸

(۱۰۷۸) پاک محمد صلعم پڑھ' صادق امرتسری' لاہور' ملک آرٹ پبلشرز' س ن' ص ۳۲

(۱۰۷۹) نبی پاک دے خطبے ترجمہ (خطبات نبی) شریف کنجاہی' لاہور' اسلامک فاؤنڈیشن' ۱۹۸۷' ص ۲۰۸

(۱۰۸۰) نبی توں انکار نہ کریں' مسلم اویسی لاہور' راجہ بشیر احمد کشمیری بازار' س ن' ص ۸

(۱۰۸۱) نبی توں انکار نہ کریں، مسلم اویسی لاہور، عزیز احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۱۰۸۲) نبی دا باغ، ملکھی رام، لاہور، جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز، ۱۹۳۸

(۱۰۸۳) نبی دا شان، مولوی نذیر احمد، لاہور، کتب خانہ عزیزیہ، س ن، ص ۸

(۱۰۸۴) نبی دا عشق، محمد بخش، لاہور، محمد الدین، شیر محمد، ۱۹۳۵، ص ۸

(۱۰۸۵) نبی دا وچھوڑا، محمد بخش، لاہور محمد الدین، شیر محمد، ۱۹۳۵، ص ۸

(۱۰۸۶) نبی دی جنگنی، حشمت شاہ، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۱۰۸۷) نبی دی دوری، امام الدین راقب قصوری، لاہور، اسلام سٹیم پریس، ۱۹۲۳، ص ۸

(۱۰۸۸) نبی دی صفت، محمد بخش، لاہور، محمد الدین، شیر محمد، ۱۹۳۵، ص ۸

(۱۰۸۹) نبی دی صفت، منشی محمد بخش فرشی، لاہور، ملک محمد الدین و شیر محمد تانک کتب خانہ صوفیہ، س ن، ص ۸

(۱۰۹۰) نبی دی نرالی کملی، محمد بخش فرشی، امرتسری، لاہور، منشی عزیز الدین نجم الدین، تاجر کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۱۰۹۱) نبی دیاں زلفاں، عاشق لاہوری، لاہور، ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۳۲

(۱۰۹۲) نذرانہ عقیدت، فیض سندھڑ، ملتان، مصنف، س ن، ص ۸

(۱۰۹۳) نشان محمدی، مولوی اسمٰعیل، ۱۹۲۲

(۱۰۹۴) نشان محمدی کلاں، مولوی محمد اسماعیل ثانی، س ن، ص ۸۴

(۱۰۹۵) نصیحت نامہ غمگیں و حب حبیب، میاں خاں غمگین، لاہور، سیٹھ آدم جی پبلشرز، ۱۹۴۱، ص ۱۶

(۱۰۹۶) نظر کرم دی میں وِلے، محمد الدین صابر، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری، بازار، س ن، ص ۸

(۱۰۹۷) نعت ابر کرم، ملک محمد اشرف، لاہور، بشیر احمد اینڈ سنز، س ن، ص ۳۲

(۱۰۹۸) نعت، مولوی احمد دین فیروز پور، لاہور، جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز ص ن، ص ۱۲

(۱۰۹۹) نعت احمد مختار، محمد بخش فرشی، لاہور، ۱۹۲۹، ص

(۱۱۰۰) نعت اشرف، ملک محمد اشرف سفری، لاہور، جہانگیر بک ڈپو، س ن، ص ۸۰

(۱۱۰۱) نعت بے نظیر، مجموعہ محمد بخش آہیر، ملتان، مولوی فیض بخش تاجر، ۱۹۲۴، ص ۴۰

(۱۱۰۲) نعت حبیب کبریا، مولوی حبیب اللہ، شیخوپورہ، سید میراں بلبل بھکھی، س ن، ص ۳۲

(۱۱۰۳) نعت قصوری ہمدم، بابو ہمدم، لاہور، جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز، س ن، ص ۸

(۱۱۰۴) نعت ذکر حبیب، نذیر احمد زخمی، لاہور، جہانگیر بک ڈپو، س ن، ص ۳۲

(۱۱۰۵) نعت رسول، رحیم بخش، لاہور، ۱۸۶۹، ۱۶

(۱۱۰۶) نعت رسول، مولوی عاشق، محمد عاشق، ملتان، یونین پرنٹنگ، پریس، س ن، ص ۸

(۱۱۰۷) نعت رسول عنایت اللہ، امرتسر، ۱۹۲۰، ص

(۱۱۰۸) نعت رسول، فی محمود رمضان، لاہور، کتب خانہ، حنفیہ، ۱۹۱۸، ص ۸

(۱۱۰۹) نعت رسول مکھی رام' لاہور جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز س ن' ص ۱۶

(۱۱۱۰) نعت رسول اللہ' شہاب الدین' امرتسر (انڈیا) شفیع عبدالرحمان' حبیب الرحمٰن' ۱۹۱۳' ص ۸

(۱۱۱۱) نعت رسول اللہ' شہاب الدین امرتسر (انڈیا)' مولوی محمد عنایت اللہ چشتی قادری تاجر' ۱۹۱۶' ص ۸

(۱۱۱۲) نعت رسول اللہ' شہاب الدین' جالندھر (انڈیا) فقیر اللہ' س ن' ص ۸

(۱۱۱۳) نعت رسول کریم' سید حمید شاہ صابر' لاہور' ملک بشیر احمد کشمیری' س ن' ص ۳۲

(۱۱۱۴) نعت رسول کریم' المشہور عرب کا چاند' منشی محمد بخش فرشی' لاہور' منشی عزیزالدین تاجر کتب' ۱۹۳۰' ص ۸

(۱۱۱۵) نعت رسول کریم' المشہور عرب کا چاند' منشی محمد بخش فرشی' لاہور' منشی عزیز الدین نجم الدین تاجران کشمیری بازار' ۱۹۳۲' ص ۸

(۱۱۱۶) نعت رسول مدح و نصیحت نامہ' مولوی عبدالستار' لاہور' ملک دین محمد اینڈ سنز کشمیری بازار س ن' ص ۸

(۱۱۱۷) نعت رفیق' رفیق' لاہور' ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار' س ن' ص ۳۲

(۱۱۱۸) نعت رفیق' رفیق' فیصل آباد' لاہور' حمید بک ڈپو نولکھا بازار' س ن' ص ۳۲

(۱۱۱۹) نعت سی حرفی صمصام

(۱۱۲۰) نعت شریف' حمید بک ڈپو' لاہور' ادارہ' س ن' ص ۳۲

(۱۱۲۱) نعت شریف سرور کائنات' سید نواب شاہ لاہور' شیخ الٰہی بخش و رحیم بخش تاجران' س ن' ص ۸

(۱۱۲۲) نعت شریف فقیر اللہ لاہوری' لاہور' ملک دین محمد' ۱۹۱۹' ص ۹۹

(۱۱۲۳) نعت شریف ہمراہ بدیع الجمال' فقیر اللہ لاہوری' لاہور' ۱۹۲۸' ص ۹۹

(۱۱۲۴) نعت شمع' سید حمید شاہ صابر' لاہور' ملک بشیر اینڈ سنز' س ن' ص ۱۶

(۱۱۲۵) نعت عالم لوہار' ملک محمد اشرف' لاہور' جہانگیر بک ڈپو س ن' ص ۳۲

(۱۱۲۶) نعت عزیز' مولانا محمد عزیز الرحمٰن بہاولپوری' دہلی (انڈیا) محبوب المطابع پریس' ۱۹۲۴' ص ۴۴

(۱۱۲۷) نعت عزیزی' میاں عزیزالدین' لاہور' بھائی تارا چند چھبر' ۱۹۲۴' ص ۸

(۱۱۲۸) نعت عزیزی' میاں عزیزالدین' لاہور' جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز' ص ۸

(۱۱۲۹) نعت مبارک' مبارک علی مبارک' لاہور' ملک بشیر اینڈ سنز' س ن' ص ۱۶

(۱۱۳۰) نعت مجموعہ نسیم' لاہور' ۱۹۱۶

(۱۱۳۱) نعت مجموعہ' خواجہ غلام محمد الدین' ساہیوال' مولوی رحمت علی سائیں' پرانا گمیر'

(۱۱۳۲) نعت محبوب خدا' غلام احمد طاہر' لاہور' ملک بشیر احمد اینڈ سنز' س ن' ص ۲۴

(۱۱۳۳) نعت محمدؐ شفیع واعظ' لاہور جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز' س ن' ص ۸

(۱۱۳۴) نعت محمدؐ صلعم' مولوی احمد دین بھکھی' لاہور' معراج دین تاجر بھاٹی دروازہ' س ن' ص ۱۲

(۱۱۳۵) نعت محمدؐ صلعم' مولوی احمد دین بھکھی' لاہور' جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز' س ن' ص ۱۲

(۱۱۳۶) نعت محمدی، مبارک علی مبارک، لاہور، ملک بشیر اینڈ سنز، س ن، ص ۱۱

(۱۱۳۷) نعت محمدی، سراج الدین، عزیز الدین، برادر مالی امرتسری لاہور، بھائی تارا چند جھبر، س ن، ص ۸

(۱۱۳۸) نعت، مسلم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۱۱۳۹) نعت مقبول، شہزادہ ایوب حمید، لاہور، حمید بک ڈپو، س ن، ص ۸۰

(۱۱۴۰) نعت مقبول، مسلم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۱۱۴۱) نعت مصطفائی، نور محمد گدائی، ملتان، حافظ شمس الدین، منور الدین، ۱۹۱۲، ص ۴۷

(۱۱۴۲) نعت نور محمدؐ، نور محمدؐ، لاہور، ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار لاہور، س ن، ص ۳۲

(۱۱۴۳) نعت نور محمدؐ، نور محمدؐ، لاہور، مولوی محمد معظم، محمد اعظم، س ن، ص ۴۸

(۱۱۴۴) نعت نور محمدؐ، نور محمدؐ، لاہور، کتب خانہ عزیزیہ، س ن، ص ۶۶

(۱۱۴۵) نعت ۴ حصے، نور محمدؐ نور، لاہور، حمید بک ڈپو، س ن، ص ۸۰

(۱۱۴۶) نعت و ثناء مدینہ، غلام محمدؐ، نعت خواں سرگودھا، ایم صادق کتاب گھر، س ن، ص ۳۲

(۱۱۴۷) نعتاں پھُلکی، موسیٰ لدھیانوی

(۱۱۴۸) نعتاں دی اٹی، راجا رشید محمود، لاہور، ادلیس کمپنی، ۱۹۸۵، ص ۱۴۴

(۱۱۴۹) نعتاں، منشی امام دین راقب، لاہور، سیٹھ آدم جی، عبداللہ نولکھا بازار، س ن، ص ۶۴

(۱۱۵۰) نعتاں رفیق دیاں، رفیق، مرتبہ صبوحی ناز، لاہور، بڑا کتب خانہ کشمیری بازار، س ن، ص ۲۸

(۱۱۵۱) نعتاں صائم دیاں، صائم چشتی، فیصل آباد، چشتی کتب کانہ جھنگ بازار، س ن، ص ۳۲

(۱۱۵۲) نعتاں، عاصی دیاں، عبدالرشید عاصی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۱۱۵۳) نعتاں، منشی امام دین راقب، لاہور، سیٹھ آدم جی، عبداللہ نولکھا بازار، س ن، ص ۶۴

(۱۱۵۴) نعتیات راقب قصوری، امام الدین راقب قصوری، لاہور، منشی عزیز الدین تاجران کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۴۸

(۱۱۵۵) نعتیہ کلام، مرزا اختر حسین، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۱۱۵۶) نعتیہ کلام، حشمت شاہ، لاہور، بشیر احمد اینڈ سنز، س ن، ص ۳۲

(۱۱۵۷) نعتیہ کلام، جمال محبوب، میاں محبوب عالم، لاہور، شیخ غلام علی برکت علی تاجران کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۱۱۵۸) نغمات صداقت، چشتی صاحب، راولپنڈی، عمر حیات، س ن، ص ۱۶

(۱۱۵۹) نغمہ رمضان نعت ہادی دوجہاں، رمضان، لاہور، میرا میر بخش تاجر کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۱۱۶۰) نغمہ محبوب، محمد رفیق قادری، ڈسکہ، مکتبہ، مہریہ، رضویہ، ۱۹۷۸، ص ۹۶

(۱۱۶۱) نقارہ محمدی، روشن دین، لاہور، محمد معظم، محمد اعظم تاجر کتب، س ن، ص ۸

(۱۱۶۲) نقارہ محمدی، مولوی روشن دین

(۱۱۶۳) نگار مدینہ، میر محمد صادق، لاہور بشیر احمد اینڈ سنز، س ن، ص ۳۲

(۱۱۶۴) نگینے دے نگینے، پیر محمد یوسف علی صاحب، لاہور، نگینہ کتب خانہ دس پورہ، س ن، ص ۹۶

(۱۱۶۵) نگینے کے نگینے، پیر محمد یوسف علی، فیصل آباد، آستانہ عالیہ گوجرہ شریف، س ن، ص ۸۸

(۱۱۶۶) نماز حسینی، حافظ تاج الدین صاحب، فیصل آباد، چودھری عبدالحق امرتسری منٹگمری بازار، س ن، ص ۱۶

(۱۱۶۷) نوائے صائم، صائم چشتی، فیصل آباد، چشتی کتب خانہ، ۱۹۷۴ء چھبویں وار، ص ۹۶

(۱۱۶۸) نوائے ظہوری، محمد علی ظہوری، قصور، مرکزی مجلس حسان، س ن، ص ۱۲۸

(۱۱۶۹) نوائے فیض، فیض سندھڑ، ملتان، مصنف، س ن، ص ۸

(۱۱۷۰) نوائے واصف، واصف بڈیانوی، لاہور، ملک آرٹ، پبلشرز تاجر کتب اردو بازار، ۱۹۷۶ء ص ۳۲

(۱۱۷۱) نور دا چشمہ (اردو پنجابی) صائم چشتی، فیصل آباد، چشتی کتب خانہ ۱۹۷۴ء ص ۹۶

(۱۱۷۲) نورانی جولے، میاں صاحب شاد گیر، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ نولکھا بازار، س ن، ص ۴۸

(۱۱۷۳) نورانی کرناں، سردار حسین سردار، فیصل آباد، چشتی کتب خانہ جھنگ بازار، س ن، ص ۴۸

(۱۱۷۴) نورانی موتی، مشتری خانم، ساہیوال، بیگم محمد شفیع ریٹائرڈ ایس پی پولیس لائن، س ن، ص ۳۲

(۱۱۷۵) نورالاسلام حصہ سوم، المعروف مکمل سوانح حیات النبی فی تردید مذاہب فتح حاجی محمد اسماعیل، لاہور، حامی چراغ الدین سراج الدین تاجران کتب کشمیری بازار، ۱۹۴۱ء س ن، ص ۱۴۴

(۱۱۷۶) نورالاسلام فیض سندھڑ، ملتان، مصنف، س ن، ص ۸

(۱۱۷۷) نور ای نور، صائم چشتی، فیصل آباد، چشتی کتب خانہ س ن، ص ۹۶

(۱۱۷۸) نو بہار غوثیہ، شائق عاجز، ملتان، حافظ شمس الدین منور الدین، حمید الدین، س ن، ص ۲۰

(۱۱۷۹) نو بہار غوثیہ مع حلال نواب بہاول خان احمد، سرور، عاجز زائر ملتان، حافظ شمس الدین، س ن، ص ۱۲

(۱۱۸۰) نو بہار مدینہ مٹھا، ملتان، حافظ شمس الدین، س ن، ص ۳۲

(۱۱۸۱) نور خدا، مسلم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۱۱۸۲) نور دا ظہور اول، صائم چشتی، فیصل آباد، چشتی کتب خانہ، جھنگ بازار، ۱۹۶۴ء ص ۹۶

(۱۱۸۳) نور دا ظہور دوم، صائم چشتی، فیصل آباد چشتی کتب خانہ جھنگ بازار، ۱۹۶۷ء ص ۹۶

(۱۱۸۴) نور دا نظارہ، مسلم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۱۱۸۵) نور دی بارش، حافظ محمد حسین، فیصل آباد، چشتی کتب خانہ جھنگ بازار، س ن، ص ۵۶

(۱۱۸۶) نعتیہ کلام، حشمت شاہ، لاہور، بشیر احمد اینڈ سنز، س ن، ص ۳۲

(۱۱۸۷) نور دیاں کرناں، سرور حسین سرور، فیصل آباد، چشتی کتب خانہ، س ن، ص ۴۸

(۱۱۸۸) نور کردگار، مسلم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۱۱۸۹) نور کی شعاع، فیض سندھڑ، ملتان، یونین پرنٹنگ پریس، س ن، ص ۸

(۱۱۹۰) نور محمد، چودھری محمد ریاض، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ نولکھا بازار، س ن، ص ۸۰

(۱۱۹۱) نور محمد، مولوی فضل الٰہی، مصنف، س ن، ص ۱۲۰

(۱۱۹۲) نور محمدی، حکیم افضل الٰہی، لاہور، علمی پرنٹنگ پریس، ۱۹۳۰، ص ۱۳۰

(۱۱۹۳) نور نامہ، الٰہی بخش، لاہور، ۱۸۷۰، ص ۸

(۱۱۹۴) نور نامہ الٰہی بخش، لاہور، ۱۸۷۱، ص ۸

(۱۱۹۵) نور نامہ الٰہی بخش، لاہور، ۱۸۷۸،

(۱۱۹۶) نور نامہ مولودی مائی حلیمہ، لاہور، ۱۹۲۴، ص

(۱۱۹۷) نور نامہ معہ لوری، الٰہی بخش، لاہور، مصطفائی پریس، س ن، ص ۸

(۱۱۹۸) نور نامہ، معہ لوری، دائی حلیمہ، میرا میرالدین امرتسر، ۱۹۲۰

(۱۱۹۹) نور نامہ بزبان پنجابی، غلام، لاہور، کتب خانہ اشاعت الاسلام، س ن، ص ۱۶

(۱۲۰۰) نور نامہ شمس الدین، حافظ شمس الدین، لاہور، ۱۹۱۷، ص

(۱۲۰۱) نور نامہ، مولوی غلام رسول، لاہور، ۱۹۲۱، ص ۸

(۱۲۰۲) نور نامہ، مولوی غلام رسول، لاہور، ۱۹۲۴، ص ۸

(۱۲۰۳) نور نامہ، محمد افضل، لاہور، ۱۸۷۴، ص ۱۶

(۱۲۰۴) نور نامہ، محمد افضل، ۱۸۹۰، ص ۱۶

(۱۲۰۵) نورنامہ محمدی، امام الدین، امرتسر، ابوعطاء اللہ پرنٹر ثنائی، برقی پریس ہال بازار، س ن، ص ۳۲

(۱۲۰۶) نور نامہ محمدی، امام الدین، امرتسر، مصنف، س ن، ص ۳۲

(۱۲۰۷) نور نامہ محمدی، امام الدین، لاہور، غلام حسین، س ن، ص ۳۲

(۱۲۰۸) نور نامہ مدح، غوث نوری نامہ، مراد بخش، نابینا، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ نولکھا بازار س ن، ص ۱۶

(۱۲۰۹) نور نامہ، مرتبہ دلشاد کلانچوی، بہاولپور، سرائیکی لائبریری، ۱۹۷۵، ص ۳۲

(۱۲۱۰) نور نامہ، نامعلوم، لاہور، دین محمد، ۱۹۲۴، ص ۳۱

(۱۲۱۱) نور نامہ، صحت نامہ، اعراب والا۔ مرتبہ دلشاد کلانچوی، بہاولپور سرائیکی لائبریری، ۱۹۷۵، ص ۳۲

(۱۲۱۲) نور نامہ ملتانی، ملتان، شیخ عبدالکریم اینڈ سنز، س ن، ص ۳۲

(۱۲۱۳) نور نامہ ملتانی، ملتان، ہیرانی پبلشنگ کمپنی، س ن، ص ۳۲

(۱۲۱۴) نور نامہ ملتانی، لاہور، حاجی محمد شریف اینڈ برادرز، س ن، ص ۳۲

(۱۲۱۵) نور نامہ ملتانی لاہور، ملک دین محمد اینڈ سنز، س ن، ص ۳۲

(۱۲۱۶) نور نامہ ملتانی معہ آئین، لاہور، ملک بشیر، س ن، ص ۳۲

(۱۲۱۷) نور نامہ ملتانی معہ آئین، بہاولپور، ملک بشیر، س ن، ص ۳۲

(۱۲۱۸) نور نامہ ملتانی معہ آئین، لاہور، شیخ سراج الدین، ص ۳۲

(۱۲۱۹) نور نامہ معہ نوری نامی، تارا کمپنی، ناشران قرآن مجید، لاہور، مصنف، س ن، ص ۳۲

(۱۲۲۰) نور وحدت، ملک یاسین، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ نولکھا بازار، س ن، ص ۸۰

(۱۲۲۱) نور نبی، مسلم اویسی، لاہور، ملک بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۸

(۱۲۲۲) نوری دی بہادری، غلام محی الدین پارس، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ نولکھا بازار، س ن، ص ۸

(۱۲۲۳) نوری دی لٹک، مولانا غلام اعظم، جہلم، مولانا غلام اعظم مشن محلہ، ۱۹۷۸ء، ص ۲۳۰

(۱۲۲۴) نوری سفینہ، سردار حسین سردار، چشتی، لاہور، جہانگیر بک ڈپو، ۱۹۸۰ء، ص ۹۶

(۱۲۲۵) نور کرناں، سائیں محمد حیات پسروری، سیالکوٹ، مکتبہ رشیدیہ جامع مسجد پسرور، س ن، ص ۱۳۶

(۱۲۲۶) نیاز دی منظوری، نیاز احمد نیاز، لاہور، گلزار محمد سٹیم پریس، س ن، ص ۸

(۱۲۲۷) نئی نعت، میاں خاں خادم، لاہور، بشیر احمد اینڈ سنز، س ن، ص ۳۲

(۱۲۲۸) نئی نعتیں، حمید شاہ، صابر، لاہور، ملک آرٹ کشمیری بازار، س ن، ص ۲۴

(۱۲۲۹) نیر اعظم (اردو، فارسی، پنجابی) محمد اعظم چشتی، لاہور، مکتبہ نبویہ، ۱۹۸۱ء، ص ۱۸۴

(۱۲۳۰) نین نامہ، حشمت شیخوپورہ، لاہور، ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۴۸

و

(۱۲۳۱) وارث کوثر، صابر بخاری، لاہور ملک آرٹ پبلشرز، س ن، ص ۳۲

(۱۲۳۲) وصال محمدی مع بشری نامہ، خاکی شاہ، لاہور، میاں کریم الدین اینڈ سنز تاجران کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۱۶

(۱۲۳۳) وصال محمدی مع بشری نامہ، منشی غلام حسین، لاہور، کریم الدین تاجر، ۱۹۱۵ء، ص ۱۶

(۱۲۳۴) وصال نامہ، مولوی شیر محمد، لاہور، مطبع مجتبائی، ۱۹۰۱ء، ص ۱۶

(۱۲۳۵) وضع اطوار محمدی، مولوی غلام حسین خوشنویس، لاہور، میاں کریم الدین تاجر کتب، س ن، ص ۱۶

(۱۲۳۶) وفات آنحضرت صلعم، غلام حسین خوشنویس، لاہور، میاں کریم الدین تاجر کتب، س ن، ص ۱۶

(۱۲۳۷) وفات سرور کائنات، لالہ بالک رام، راولپنڈی، ۱۹۰۸ء، ص

(۱۲۳۸) وفات محمدی، محمد حسین پردیسی، لاہور، کتب خانہ عزیزیہ، س ن، ص ۸

(۱۲۳۹) وفات نامہ، ولا سنگھ، ترجمہ محمد امین، لاہور، ملک فضل الدین، س ن، ص ۱۲

(۱۲۴۰) وفات نامہ رسول مقبول، سلطان محمد ولد میاں چنوں داروغہ، لاہور، اینگلو سنسکرت پریس، ۱۸۹۳ء، ص ۱۶

(۱۲۴۱) وفات نامہ، محمد بوٹا، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ نولکھا بازار، س ن، ص ۴۸

(۱۲۴۲) وفات نامہ جناب سرور کائنات، محمد بوٹا، گجرات، شیخ الٰہی بخش تاجر، ۱۹۲۴، ص ۵۶

(۱۲۴۳) وفات نامہ سرور کائنات، محمد بوٹا، گجرات، شوکت بک ڈپو شاہ دولہ گیٹ، ۱۹۱۴، ص ۵۶

(۱۲۴۴) وفات نامہ جناب سرور کائنات، مولوی خادم حسین، لاہور، شیخ غلام حسین اینڈ سنز تاجران کتب کشمیری بازار، س ن، ص ۲+۲۶

(۱۲۴۵) وفات نامہ سرور کائنات، نامعلوم، لاہور، منشی گلاب سنگھ، ۱۹۰۰، ص ۸

(۱۲۴۶) وفات نامہ، غلام رسول عادل گڑھی، لاہور، ۱۸۷۱، ص ۱۲

(۱۲۴۷) وفات نامہ، مولوی غلام رسول عادل گڑھی، لاہور، ۱۸۷۳، ص ۱۲

(۱۲۴۸) وفات نامہ، مولوی غلام رسول، لاہور، ۱۸۷۱، ص ۱۲

(۱۲۴۹) وفات نامہ معہ منقبت غوث الاعظم، مولوی غلام رسول، لاہور، ۱۸۷۳، ص ۱۲

(۱۲۵۰) وفات نامہ معہ منقب غوث الاعظم، مولوی غلام رسول، لاہور، ۱۸۷۴، ص ۱۲

(۱۲۵۱) وفات نامہ، مولوی غلام رسول، لاہور، ۱۸۷۵، ص ۱۲

(۱۲۵۲) وفات نامہ، مولوی غلام رسول، لاہور، ۱۸۷۷، ص ۱۲

(۱۲۵۳) وفات نامہ، مولوی غلام رسول، لاہور، ۱۸۷۸، ص ۱۲

(۱۲۵۴) وفات نامہ، مولوی غلام رسول، لاہور، میاں چراغ الدین کتب فروش، ۱۸۸۲، ص ۱۲

(۱۲۵۵) وفات نامہ حضرت رسول اللہ، لاہور، ۱۹۲۰، ص ۱۲

(۱۲۵۶) وفات نامہ معہ مناقب، لاہور، ۱۹۲۶، ص ۱۲

(۱۲۵۷) وفات نامہ والدہ رسول مقبول، حکیم شیخ احمد، لاہور، زمیندار سٹیم پریس، س ن، ص ۲۸

(۱۲۵۸) ولادت محمدی، محمد اشرف، لاہور، ۱۹۲۴، ص ۱۸

(۱۲۵۹) ویکھی جا مولا دے رنگ، منظور جھلا، لاہور، راجہ بشیر احمد کشمیری بازار، س ن، ص ۳۲

(۱۲۶۰) ہجر رسول، خادم حسین خادم، لاہور، سیٹھ آدم جی عبداللہ نولکھا بازار، س ن، ص ۸

(۱۲۶۱) ہجر رسول، محمد بخش فرشی، لاہور، غلام محمد، س ن، ص ۸

(۱۲۶۲) ہجرت محمدی، مولوی روشن دین، لاہور، مطبع اسلامیہ، ۱۹۰۷، ص ۴۸

(۱۲۶۳) ہجرت محمدی، شہاب الدین ثاقب زیروی، لاہور، کتب خانہ عزیزیہ، س ن، ص ۸

(۱۲۶۴) ہجر نامہ مقبول سوم، مولوی اللہ داد، لاہور، کتب خانہ نامی، ۱۹۲۲، ص ۲۴

(۱۲۶۵) ہجرت نبوی، از مکہ شریف تا مدینہ منورہ، اللہ بخش ولد محمد بخش، منچن آباد، ملک شیخ ولی محمد پبلشر، ۱۹۳۹، ص ۱۲

(۱۲۶۶) ہدایت اشرف ملک محمد اشرف' لاہور' جہانگیر بک ڈپو' س ن' ص ۹۶
(۱۲۶۷) ہرنی اصلی تے مکمل قصہ' نور محمد گدائی' ملتان' ہیرانی پبلشنگ کمپنی' س ن' ص ۸
(۱۲۶۸) ہرنی بزبان ملتانی قصہ' نور محمد گدائی' ملتان کتب خانہ حاجی نیاز احمد' س ن' ص ۸
(۱۲۶۹) ہرنی روزہ رکھنا امام حسینؓ قصہ نور محمدؒ گدائی' لاہور' ملک سراج دین اینڈ سنز' س ن' ص ۱۶
(۱۲۷۰) ہرنی قصہ' نور محمد گدائی' ملتان' حاجی مشتاق احمد تاجر' س ن' ص ۱۶
(۱۲۷۱) ہرنی معجزہ رسول قصہ' نور محمد گدائی' ملتان' کتب خانہ حاجی نیاز احمد اویسی' س ن' ص ۸
(۱۲۷۲) ہرنی بزبان ملتان' محمد شاہ سیری نوبہار' ملتان' مولوی خدا یار نور احمد' س ن' ص ۸
(۱۲۷۳) ہرنی قصہ' اللہ ڈتل ملتانی' ملتان' مولوی اللہ بخش اعجاز حسین' س ن' ص ۸
(۱۲۷۴) ہرنی بابو کرم الدین کرم' امرتسر' منشی مولا بخش کشتہ اینڈ سنز' ۱۹۲۰' ص ۸
(۱۲۷۵) ہوکا محمدی' مولوی عبدالعزیز بن مولوی روشن دین
(۱۲۷۶) ہیریاں دی کان دوسرا حصہ' نذیر احمد' منظور بٹ' لاہور' شیخ محمد سعید' تاجر کتب کشمیری بازار' س ن' ص ۴۸
(۱۲۷۷) ہیریاں دی کان (مجموعہ) حافظ محمد حسین حافظ' لاہور' جہانگیر بک ڈپو' ۱۹۷۷' III ایڈیشن' ص ۹۶

ی

(۱۲۷۸) یا جناب غوث الاعظم میں تیرے بلہاریاں' منشی محمد اسحاق زخمی' لاہور' منشی عزیز الدین' نجم الدین تاجر' ۱۹۱۴' ص ۸
(۱۲۷۹) یا جناب غوث الاعظم' منشی محمد اسحاق زخمی' لاہور' ۱۹۲۵' ص ۸
(۱۲۸۰) یا جناب غوث الاعظم' منشی محمد اسحاق زخمی لاہور' ۱۹۲۵' ص ۸
(۱۲۸۱) یا جناب غوث الاعظم میں تیرے بلہاریاں' منشی محمد اسحاق زخمی' ۱۹۲۹' ص ۸
(۱۲۸۲) یاد مدینہ' ابراہیم بیکس' لاہور' سیٹھ آدم جی عبداللہ نولکھا بازار' س ن' ص ۱۹
(۱۲۸۳) یاد محبوب' سی حرفی' محمد یعقوب سیالکوٹ' مصنف ہیبت پوری' س ن' ص ۳۰۰
یا رسول اللہ' تنویر بخاری' لاہور' پنجابی ادبی مرکزی' ۱۹۸۰' ص ۱۱۰
(۱۲۸۴) یا شافع یا احمد میرے پیارے نبی' محمد صادق' لاہور' ملک آرٹ پبلشرز' س ن' ص ۳۲
(۱۲۸۵) یا نبی سلام علیک' ابراہیم بیکس' لاہور' سیٹھ آدم جی عبداللہ نولکھا بازار' س ن' ص ۱۵
(۱۲۸۶) یثرب دا دولھا' بابو ہمدم' لاہور' جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز' س ن' ص ۸
(۱۲۸۷) یثرب دا دولھا' بابو ہمدم' لاہور
(۱۲۸۸) یثرب دی جوگن' ایم نذیر احمد نذیر' لاہور' ملک محمد دین و شیر محمد تاجران کتب کشمیری بازار' س ن' ص ۸
(۱۲۸۹) یثرب دی مرغابی' بڈھا میاں مشتاق احمد مشتاق' لاہور' کتب خانہ تجارتی' ۱۹۲۲' ص ۸

نعت خواں حضرات سے قلمی مذاکرہ

نعت خوانوں سے چند سوالات........قلمی مذاکرہ

حضور سرور کائنات، فخر موجودات، محمد مصطفےٰ، احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اظہار عقیدت و ارادت کے جہاں بے شمار انداز و اسلوب ہیں وہاں نعت خوانی بھی ایک منفرد اظہار کا ڈھنگ ہے جو نعت پڑھنے والا اختیار کرتا ہے۔ نعت خواں بظاہر اپنے سامعین کے سامنے نعت سرا ہوتا ہے لیکن اس کی بند آنکھیں اسے کسی اور منزل کی طرف لے جا چکی ہوتی ہیں۔ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جب لڑیاں رواں ہوتی ہیں تو بے ساختہ اقبال کا یہ شعر سننے والوں کے ذہن میں مچلنے لگتا ہے

قطرے جو تھے میرے عرق انفعال کے — موتی سمجھ کے شان کریمی نے چن لئے

اور پھر سننے والوں پر بھی ایسی رقت طاری ہوتی ہے کہ بس محفل نعت میں آبگینے چھلکنے لگتے ہیں۔ پڑھنے اور سننے والوں کو وہ کچھ حاصل ہوتا ہے جسے الفاظ بیان کرنے سے عاجز اور جذبے اظہار سے عاری نظر آنے لگتے ہیں۔

نعت خوانی کی یہ سعادت بس ~ یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

یہاں نہ نسب دیکھا جاتا ہے اور نہ ہی علم۔ کتنے ان پڑھ تھے وہ نعت خواں لیکن جب محفل میں نعت رسول گنگنانے لگے تو قدرت نے ایسے لحن داؤدی سے نوازا کہ سننے والے عش عش کر اٹھے، علم والے انگشت بدنداں رہ گئے۔ نعت خوان بلند تر کیوں نہ ہوں؟ یہ سنت حسان کے وارث ہیں۔ نعت پڑھنا سنت صحابہ ہے اور نعت سننا بلا شبہ سنت رسول ہے۔

"اوج" کے نعت نمبر کے سلسلے میں ہم نے بھی حضرت حسانؓ بن ثابت کے ان پیروکاروں سے رابطہ قائم کیا تاکہ اپنے قارئین کو ان کی ظاہری اور باطنی کیفیات سے آگاہ کر سکیں اور ان کے وسیع تر مشاہدات سے ہم بھی کچھ مشاہدہ کر سکیں۔ اس سلسلے میں وطن عزیز میں ہی نہیں بلکہ بیرون ملک بھی نعت خوانوں کے پتے تلاش کرنے کی کوشش کی۔ مختلف نعت خوانوں، مشاعروں اور محافل نعت منعقد کرنے والی انجمنوں سے بھی ایڈریس حاصل کر کے سوالنامہ بھجوایا گیا اور بے شمار بھجوایا گیا۔ لیکن جو جوابات موصول ہوئے ان کی تعداد پچاس تک بھی نہ پہنچ سکی۔ ظاہر ہے جوابات لکھنے کے لئے وقت، تعلیم اور یقین (کہ جوابات شائع بھی ہوں گے یا نہیں) کی جو ضرورت تھی اس کا بھی بہت سی جگہوں پر فقدان تھا۔ بہرحال ہمیں جہاں کہیں سے بھی ایڈریس ملا۔ ہم نے سوالنامہ بھجوا دیا۔

ہمارے سوالنامے میں کیا تھا؟ اور کیا نہیں تھا؟ اس کا فیصلہ تو آپ بہتر طور پر کر سکیں گے۔ ہماری کوشش تھی کہ ہم نعت خوانوں کے مختصر تعارف بھی جوابات سے قبل شائع کرتے لیکن مدحت سرایان رسول کی اکثریت نے مختصر کوائف بھجوانے سے گریز کیا۔ میں اسے بھی ان کی محبت رسول میں گم ہونے کی دلیل خیال کرتا ہوں کہ انہوں نے بلبل رسول بننے کے بعد اپنی ذات کو اس اہل ہی نہ سمجھا۔ اس طرح ہماری یہ خواہش پوری نہ ہو سکی اور جن چند افراد نے کوائف بھجوائے وہ بھی مذاکرے میں یکسانیت قائم رکھنے کے لئے شائع نہ کئے جا سکے۔ اچھا پھر کبھی سہی انشاء اللہ العزیز۔

ہمارے ان نعت خوانوں میں اگرچہ زیادہ تر اردو میں نعت پڑھنے والے شامل ہیں لیکن پنجابی، پشتو، سندھی، بلوچی، عربی اور فارسی نعت خوانوں کی بھی آپ نمائندگی محسوس کریں گے۔ جس سے یہ بھی ثابت ہوگا کہ وطن عزیز کے ہر خطے سے متعلق نعت پڑھنے والے سوچ اور فکر میں کس طرح یکسانیت رکھتے ہیں۔

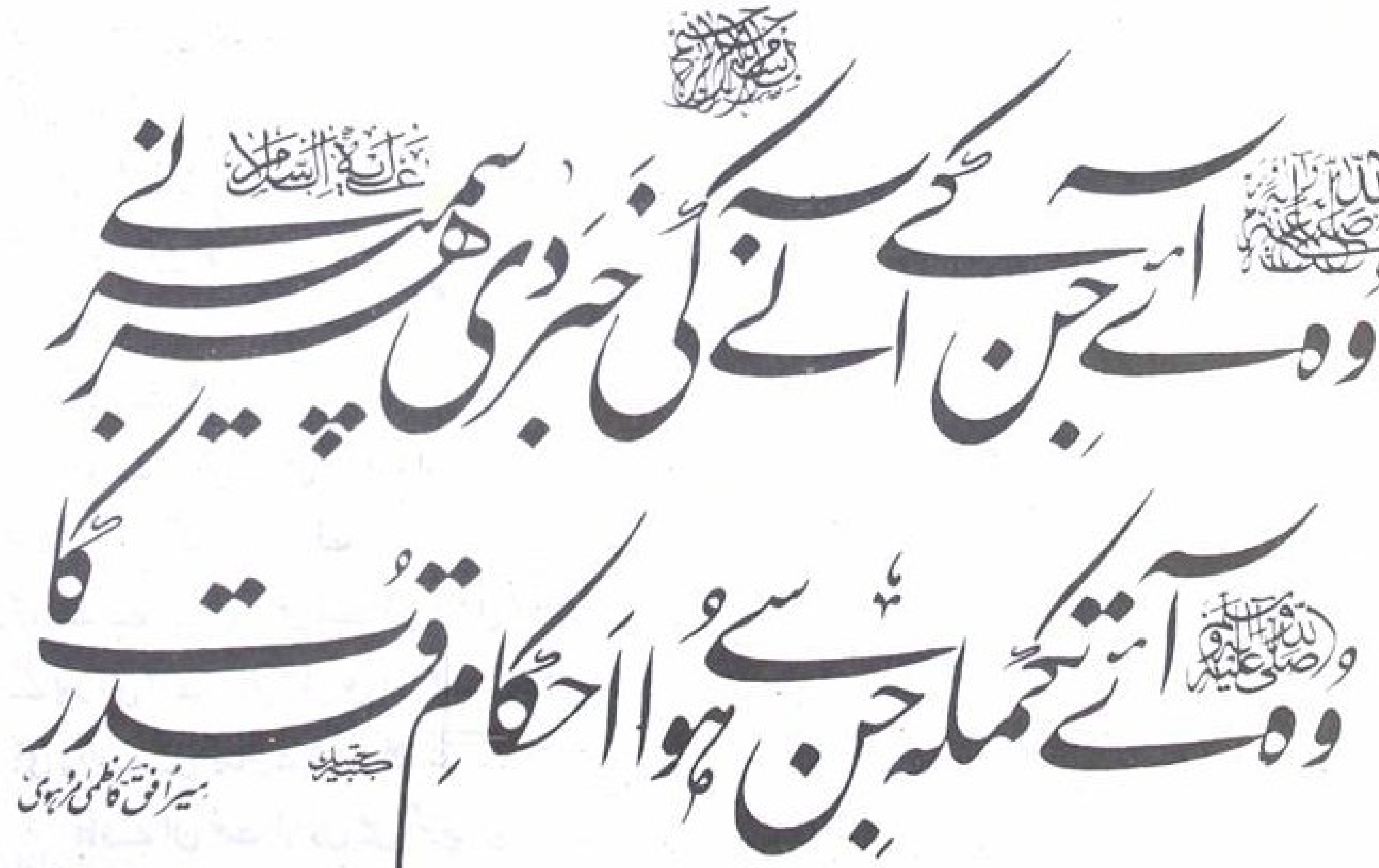
آپ جوابات میں جہاں خیالات کی انفرادیت بھی محسوس کریں گے وہاں آپ کو تکرار (Duplication) کی بھی شکایت ہوگی۔ لیکن یہ ہماری مجبوری تھی اور نعت خوانوں کی بھی کیونکہ بالعموم خیالات و مشاہدات ایک جیسے ہی ہوتے ہیں۔

ادارہ اپنے ان تمام نعت گو حضرات کا شکر گزار ہے جنھوں نے اپنا قیمتی وقت ہمارے لئے نکالا اور سوالات کے جوابات مرحمت فرمائے۔

ان جوابات میں آپ کو ادبی چاشنی بھی ملے گی اور سادگی بھی۔ لیکن یہاں ہمیں ان حضرات کی سوچ اور فکر سے استفادہ کرنا ہے کیونکہ لفظوں کے ان پردوں کے پیچھے کئی زندگیاں بدلتی نظر آتی ہیں جن میں خلوص، صداقت اور عشق رسالت ماب کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر موجزن ہے۔ اس طرح ہماری یہ غوطہ خوری ہماری دنیا کو سنوار اور آخرت کو بنا بھی سکتی ہے۔ تو آیئے سنت حسان کے ان وارثوں کے خیالات سے آگاہی حاصل کریں۔ کیونکہ ان خوش نصیبوں کا ذکر اور فکر ہمارے لئے خوش بختی کے دریچے وا ہونے کا باعث بھی بن سکتا ہے۔

ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی

مرتب و مدیر اعلیٰ "اوج"



نعت خوانوں کے لئے سوالنامہ

۱۔ آپ کو مدحت سرکار دو عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا شرف حاصل ہے۔ آپ کے نعت خوانی کی طرف مائل ہونے کے محرک جذبے کیا تھے۔

۲۔ نعت خوانی کے حوالے سے آپ کی سوچ یا نظریہ کیا ہے۔ تفصیل سے لکھیں۔

۳۔ آپ کے خیال میں نعت خواں کو عقیدت اور فن کے حوالے سے کن باتوں کا بطور خاص خیال رکھنا چاہیے۔

۴۔ آپ نعت کے کن شعراء سے متاثر ہیں۔

۵۔ نعت خوانی کے حوالے سے آپ کی زندگی کا یادگار واقعہ جسے آپ کبھی فراموش نہ کر سکیں۔

۶۔ دور حاضر کو نعت کا دور بھی کہا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ضیاء الحق مرحوم کے دور میں نعت کو زیادہ فروغ حاصل ہوا۔ آپ ان آراء سے کہاں تک اتفاق کرتے ہیں۔

۷۔ نعت خوانی کرتے ہوئے آپ زندگی کا ایک بڑا حصہ گزار چکے ہیں۔ آپ کے دل میں روضہ رسول پر حاضری کی تمنا کب پیدا ہوئی۔ آپ مدینہ منورہ سے دوری کی کیفیت کو کن حالات میں شدت سے محسوس کرتے ہیں۔

۸۔ کیا آپ کو حرمین شریفین اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری کا موقع ملا۔ آپ نے مدینہ طیبہ میں حاضری کے موقع پر نعت پیش کی۔ اس لمحہ خاص کے محسوسات سے مستفید فرمائیں۔

۹۔ آپ نعت خواں ہیں۔ بہت سے نعت خواں نعتیں پڑھتے پڑھتے نعت گو بن گئے۔ کیا آپ کو نعت گوئی کی سعادت بھی حاصل ہے۔ اگر ایسا نہیں تو آپ اس کمی کو کیسے محسوس کرتے ہیں۔

۱۰۔ نعت پڑھتے ہوئے آپ سننے والوں کی ضروریات کا کہاں تک خیال کرتے ہیں۔

۱۱۔ فروغ نعت کے سلسلے میں آپ نے ذاتی یا اجتماعی (ادارہ کی) سطح پر کیا خدمات سرانجام دیں۔ آپ کے ذہن میں فروغ نعت کے حوالے سے کیا تجاویز ہیں۔

۱۲۔ آپ کو قدرت نے مداح رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنایا۔ نسل نو کے لئے اپنے پیغام سے نوازیں۔



منصور تابش (راولپنڈی)

یہ صحیح ہے کہ اس گنہگار سیاہ کار کو آقائے کائنات سرکار دو عالمؐ کا مدحت سرا ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اس میں مجھ ہیچ مدان کا کوئی کمال نہیں بلکہ آقائے نامدار کی نگاہ کرم ہے جس پر پڑ جائے اور شاید یہ اس لئے ہے کہ میرے آقا نے رب کائنات سے عرض کیا تھا کہ ”اے اللہ اچھے تیرے اور برے میرے“۔ اور میری خوبی قسمت یہ ہے کہ بروں کی اس فہرست میں اس سراپا گنہگار کا نام بھی ہے جس پر میں جتنا ناز کروں کم ہے ورنہ

این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

نعت خوانی کی طرف مائل ہونے کے جذبہ کا جہاں تک تعلق ہے تو عرض کروں کہ مجھے ابتدا ہی سے شعر و شاعری سے بہت شغف رہا ہے اللہ تعالیٰ نے اچھی آواز سے نوازا ہے۔ تو میں اپنا کلام غزلیں، نظمیں وغیرہ ترنم سے مشاعروں میں پڑھا کرتا تھا اور میرا خیال ہے کہ پسند بھی کیا جاتا تھا۔ تخلص تابش ہے اور نام منصور علی۔

ا۔ یہ واقعہ ۱۹۵۳ء کا ہے کہ ایک رات میں مشاعرہ سے حسب معمول دیر سے گھر لوٹا۔ میرے والد مرحوم و مغفور جو میرے لئے ولی کا درجہ رکھتے تھے، مکان کے صدر دروازہ کے ساتھ ہی ایک کمرہ میں شب بیداری کیا کرتے تھے اور دیر سے آنیوالوں کے لئے دروازہ بھی کھول دیتے تھے لہٰذا اس دن بھی یہی ہوا کہ والد محترم نے دروازہ کھولا اور پوچھا کہاں سے آرہے ہو میں نے جواب دیا کہ ایک مشاعرہ سے آرہا ہوں۔ یہ سن کر فرمایا کہ اللہ نے تمہیں اچھی آواز دی ہے نعتیں لکھا کرو اور نعتیں پڑھا کرو دین دنیا دونوں سنور جائیں گے ان مشاعروں وغیرہ میں کیا رکھا ہے۔ میں اپنے کمرہ میں اس وقت تو جاکر سو گیا لیکن یہ بات میرے دل پر نقش ہو گئی اور آج میں جو کچھ ہوں اپنے والد محترم کی دعاؤں کے طفیل ہوں۔ میرا سب سے بڑا اعزاز یہ ہے کہ میں رسالتمآبؐ کی بارگاہ کا ایک ادنیٰ لیکن مقبول نعت خواں ہوں۔ کچھ حضرات شاید اس بات کو تعلی قرار دیں اور خود ستائی سے تعبیر کریں تو ان کی تشفی کے لئے میں یہ عرض کروں گا کہ مندرجہ ذیل چند سطور کو ضرور پڑھیں اور پھر فیصلہ کریں۔

ا۔ اس گنہگار، سیاہ کار، بے زر، بے پر انسان کو تین مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔

ب۔ لا تعداد عمرے ادا کئے جن کی تعداد بھی اب یاد نہیں۔

ج۔ اس خاکسار نے ایسے ایسے مقامات پر نعت خوانی کی جہاں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ مثلاً میدان عرفات، مسجد نبوی میں سرکار کائنات کے مبارک سرہانے پر، مسجد نبوی کے صحن میں اور مدینتہ النبیؐ کے گلی کوچوں میں۔

د۔ اس کے علاوہ اس گنہگار کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آسٹریلیا۔ سنگاپور۔ ملیشیا۔ انگلینڈ۔ امریکہ۔ کینیڈا۔ ابوظہبی ۔ دبئی۔ شارجہ۔ چین۔ جاپان اور کوریا اور دیگر ممالک میں نعت خوانی کے مواقع میسر آئے۔ بہت سی جگہوں پر بلایا گیا اور بہت سے ممالک کا دورہ شہید ضیاء الحق مرحوم کے ساتھ کیا اور وہ بھی صرف نعت خوانی کے لئے۔

ہاں تو میں ذکر کر رہا تھا اپنے والد محترم کی نصیحت کا۔ میں نے اگلے روز ہی یہ فیصلہ کر لیا کہ میں آئندہ غزل گوئی چھوڑ دوں گا اور نعت گو اور نعت خواں بنوں گا۔ میں نے اس دور میں چند نعتیں کہیں اور والد محترم کو سنائیں۔ والد محترم نے ان نعتوں کے متعلق یہ فرمایا کہ اچھی ہیں لیکن تاجدار عرب و عجم کی ثنا کے معیار کے مطابق نہیں ہیں۔ لہٰذا اساتذہ کی نعتوں کا مطالعہ کروں اور جو نعت پسند آئے اسے ترنم سے پڑھوں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے سب سے پہلی نعت جو پڑھی وہ حضرت بیدم وارثی کی مشہور نعت تھی۔

آئی نسیم کوئے محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کھنچنے لگا دل سوئے محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم

دوسری نعت جو میں نے اپنے والد محترم کی فرمائش پر پڑھی وہ مولانا عبدالسمیع بیدل کی تھی جو میرے دادا تھے۔

محبوب ہے کیا صلی اللہ نام محمدؐ آنکھوں کی ضیا دل کی جلا نام محمدؐ

یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا اور میں نعت خوانی کے ابتدائی دور سے گزرتا رہا اور تعلیم بھی جاری رہی اور میں نے ۱۹۵۷ء میں ایم۔ اے اردو کیا۔ اس ضمن میں ایک بات لکھنا میں بھول ہی گیا وہ یہ کہ والد صاحب نے فرمایا کہ عمدہ نعتوں کا ذخیرہ فارسی میں بہت زیادہ ہے۔ لہٰذا اپنے والد صاحب کی خوشنودی کے لئے میں نے منشی فاضل بھی کیا اور بہت سا فارسی کلام یاد کیا۔ فارسی کلام سنکر والد صاحب مرحوم و مغفور پر رقت طاری ہو جایا کرتی تھی۔ مجھے سینے سے لگا کر دعاؤں سے نوازا کرتے تھے اور وہی دعائیں میرے آج تک کام آ رہی ہیں۔

۲۔ ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید این جا

اس سوال کا جواب تو میرے خیال میں یہ شعر بہت کافی تھا لیکن آپ نے میری رائے پوچھی ہے تو عرض کرتا ہوں کہ جب ہم نعت خوانی کرتے ہیں تو ہم اللہ تعالٰی کے شریک کار ہوجاتے ہیں کیونکہ رب کریم کا فرمان ہے کہ اللہ اور اس کے فرشتے نبی مکرم پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ لہٰذا اے ایمان والو! تم بھی اپنے نبی پر درود و سلام بھیجا کرو۔ اب آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ کتنا عظیم اور نازک کام ہے۔ میرے خیال میں جب ایک نعت خواں خلوص دل سے نعت خوانی کر رہا ہو تو اس کو اپنی کم مائیگی اپنی بے بسی' اپنی بیچارگی' اپنی گنہگاری کا پورا پورا احساس ہونا چاہئے اور اس ذات پاک کی عظمت' بلندی' پاکیزگی پوری طرح ذہن میں ہونی چاہیے جس کے متعلق اللہ جل شانہ نے فرمایا:

"اے حبیب اگر ہم تمھیں پیدا نہ کرتے تو اس کائنات کو بھی پیدا نہ کرتے"۔ آپؐ کی ذات اک وجہ وجود کائنات ہے اور ہمارے منہ سے آپ کی تعریف چھوٹے منہ اور بڑی بات کے مترادف ہے۔

۳۔ میں سمجھتا ہوں کہ نعت خواں کا پڑھا لکھا ہونا بہت ضروری ہے اگر نعت خواں پڑھا لکھا نہیں ہوگا تو وہ نفس مضمون سے بے بہرہ ہوگا اور آواز اور ترنم کے بل پر لوگوں کو متاثر کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس طریقہ کار سے اَن پڑھ لوگ تو شاید متاثر ہوں لیکن پڑھا لکھا طبقہ یقیناً کوئی اثر نہیں لے گا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جس ذات پاک کی خوشنودی کے لئے وہ کلام پڑھا جا رہا ہے ان کے حضور بھی مقبولیت حاصل نہ کر سکے گا۔ سوال میں دو اہم الفاظ

عقیدت اور فن استعمال ہوئے ہیں۔ فن سے مراد اگر موسیقی یا گائیکی ہے تو میں واضح طور پر یہ عرض کروں گا کہ موسیقی یا گائیکی کا تعلق نعت خوانی سے قطعاً" نہیں ہے۔ نعت گائی نہیں جاتی اور جن لوگوں نے نعت گانے کی کوشش کی ہے انہوں نے نعت کے ساتھ زیادتی کی ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ اکثر محفلوں میں کچھ حضرات نعتیں گاتے ہیں جو اکثر فلمی گانوں کی طرز پر ہوتی ہیں۔ ایسا کرنے والے حضرات شاید مالی منفعت تو حاصل کر لیتے ہوں لیکن ثواب کے حصہ دار نہیں بن پاتے۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ الٹا گنہگار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی چیزوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

دوسرا لفظ اسی سوال میں عقیدت کا ہے۔ عقیدت ہی نعت کی روح ہے۔ عقیدت سب سے پہلے صاحب نعت سے ہونی چاہیے۔ پھر نعت سے اور پھر نعت کے الفاظ سے اگر صاحب نعت سے عقیدت نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ یہ ایسا ہی ہے کہ آواز کے بل پر کوئی غزل، نظم یا کوئی اور چیز گائی اور کہہ دیا کہ نعت پڑھی۔ اس دعوے کے ثبوت میں میں یہ عرض کروں کہ کچھ فلموں میں بھی نعتیں گائی گئی ہیں۔ ان میں اثر کس حد تک تھا اس کا فیصلہ آپ خود کریں۔ وجہ اس کی صرف عقیدت کا فقدان تھا۔ کچھ مشہور گویوں نے بھی نعتیں گائی ہیں لیکن لوگوں کو متاثر نہیں کر سکے۔ مثلاً ملک کے مشہور گلوکار مہدی حسن نے جب یہ نعت ریکارڈ کرائی۔ "مرحبا سید مکی مدنی العربی" تو میں نے ان سے ایک دو اشعار کے معنی پوچھے تو وہ نہ بتلا سکے۔ پھر میں نے ان سے یہ بھی کہا کہ شراب پی کر نعت پڑھنا تمہیں عجیب سا نہیں لگتا۔ اس پر وہ ہنس کر خاموش ہو گئے۔ میں نے آخر میں اسے یہی کہا تھا کہ تم بہت بڑے گویے ہو لیکن نعت خواں نہیں ہو۔

۴۔ اس سوال کا جواب تو بہت طویل بھی ہے اور بہت مشکل بھی کیونکہ عربی، فارسی اور بہت کم عمر زبان اردو میں سرکار دو عالم کی اتنی مدح سرائی کی گئی ہے کہ کس کس شاعر کا ذکر کیا جائے۔

۵۔ مجھ گنہگار کے ساتھ تو ایسے بے شمار واقعات ہوئے ہیں جو ناقابل فراموش ہیں لیکن ایک واقعہ ایسا ضرور پیش آیا کہ میں مرتے دم تک بھی نہیں بھول سکتا۔ یہ واقعہ ۱۹۶۴ء کا ہے۔ ہمارے ایک کرم فرما نسیم احمد خاں صاحب جو وزارت مالیات میں جوائنٹ سیکرٹری ہوا کرتے تھے وہ ہر سال بڑے اہتمام سے محفل میلاد اپنے گھر کیا کرتے تھے۔ ایک دن ان کے یہاں یک بہت عمدہ محفل کا اہتمام تھا۔ میں نے اس محفل میں کئی نعتیں پڑھیں۔ مجھ سمیت تمام حاضرین پر رقت طاری رہی جب محفل ختم ہوئی تو ایک عجیب سماں تھا۔ تمام حاضرین محفل اہل خانہ سے بغلگیر ہو رہے تھے اور مجھے بھی مبارکباد دے رہے تھے کہ اسی دوران ایک صاحب. جن سے میں واقف بھی نہیں تھا۔ میرے پاس تشریف لائے اور بڑے تحکمانہ انداز میں فرمانے لگے کہ دیکھئے صاحب اگلے اتوار کو (ایک صاحب کی طرف اشارہ کر کے کہا) ان کے یہاں محفل ہے وہاں ضرور آئیں۔ میں اس وقت اس نادر شاہی حکم سننے کے بالکل موڈ میں نہیں تھا لہٰذا مجھے بہت برا لگا اور میں نے ان صاحب سے کہا کہ آپ ہیں کون صاحب اور آپ کو بات کرنے کا کوئی سلیقہ نہیں ہے۔ ان صاحب نے فرمایا کہ میں وزارت اطلاعات میں سیکشن آفیسر ہوں۔ ان کے خیال میں چونکہ میں ریڈیو پاکستان کا ملازم تھا لہٰذا ان کا ماتحت تھا اور اسی لئے انہوں نے حکما" مجھے آنے کی دعوت دی تھی۔ ہماری باتیں سن کر اور لوگوں کے علاوہ

اہل خانہ نسیم احمد صاحب بھی میرے پاس آئے اور ماجرا پوچھا۔ میں نے ساری بات سنائی تو سب نے ہی انہیں سرزنش کی کہ یار یہ کونسا طریقہ ہے کسی کو مدعو کرنے کا۔ جن صاحب کے یہاں وہ حضرت مجھے بلا رہے تھے وہ بھی آگئے اور کہنے لگے کہ صاحب وہ محفل میرے گھر پر ہے۔ ان صاحب نے واقعی غلط طریقہ استعمال کیا جس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں اور فرمایا کہ یہ صاحب میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے میں نے کہا تھا کہ میں بھی تابش صاحب کو اپنے یہاں بلاؤں گا۔ ان صاحب نے کہا کہ میں انہیں کہہ دیتا ہوں میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ اس طرح دعوت دیں گے۔ بہر حال میں اب دعوت دیتا ہوں۔ آپ تشریف لائیں گے نا۔ میں نے عرض کیا کہ جناب نعت پڑھنا اور نعت سننا میرے نزدیک دونوں ہی بہت حسین اور لطیف کام ہیں۔ اور جس کام میں بدمزگی ہو جائے میں وہ کام نہیں کرتا لہٰذا معذرت خواہ ہوں۔ ان صاحب نے جواباً" دعائے خیر کی اور فرمایا کہ جیسے آپ کی مرضی اس وقت بات آئی گئی ہوگئی۔ سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ اسی رات میں نے اپنے والد صاحب مرحوم و مغفور کو خواب میں دیکھا کہ میں نعت پڑھ رہا ہوں اور والد محترم بڑے خشوع و خضوع سے نعت سن رہے ہیں۔ اور جب میں نعت پڑھ چکا تو حسب معمول بہت دعائیں دیں اور فرمایا کہ بیٹا جب کوئی نعت پڑھنے کے لئے بلایا کرے تو منع مت کیا کرو۔ یہ خواب دیکھ کر میری حالت غیر ہوگئی۔ میں نے صبح اٹھ کر اپنے والد صاحب کے ایصال ثواب کے لئے نفل پڑھے اور عہد کیا کہ جب کوئی نعت پڑھنے کے لئے بلائے گا ضرور جاؤں گا۔ اور آج تک اس عہد پر قائم ہوں۔ یہ واقعہ میرے والد بزرگوار کے انتقال کے چار سال بعد پیش آیا۔ اگلے روز میں دفتر گیا تو میں نے نسیم احمد خان صاحب کو فون کیا تاکہ معلوم کر سکوں کہ وہ صاحب کون تھے جن کے یہاں محفل ہے۔ نسیم صاحب نے پوچھا کیوں کیا جانے کا موڈ بن گیا۔ میں نے کہا کہ ہاں صاحب ضرور جانا ہے۔ نسیم صاحب نے بتلایا کہ ان کا نام شبر حسین شاہ ہے وہ بھی جوائنٹ سیکرٹری ہیں اور بہت اللہ والے ہیں۔ ساتھ ہی ان کے گھر کا پتہ بھی بتا دیا۔ اگلے اتوار کا میں نے بڑی بے صبری سے انتظار کیا اور اتوار کے دن ان کے یہاں محفل میں شرکت کی غرض سے گیا۔ شبر حسین شاہ نے بڑی محبت سے بٹھایا۔ محفل جاری تھی۔ جب میرا نمبر آیا میں نے نعت پڑھی۔ اس کے بعد لوگوں کی فرمائش پر ایک نعت پڑھی پھر میں نے کہا کہ حضرات اگر آپ اجازت دیں تو میں مولانا جلال الدین رومی رحمتہ اللہ کی ایک فارسی غزل پیش کروں۔ سب حضرات نے یک زبان ہو کر کہا کہ ضرور اور میں مولانا روم کی یہ غزل پڑھی۔

نہ من بیہودہ گرد کوچہ و بازار می گردم　　مذاق عاشقی دارم پئی دیدار می گردم

غزل کے ایک ایک شعر پر لوگوں نے داد دی اور محفل کا سماں ہی اور ہوگیا۔

جب محفل ختم ہوگئی تو شبر حسین شاہ صاحب اٹھے۔ مجھے گلے لگایا اور فرمایا کہ کھانا کھا کر ضرور جائیں اور مجھے ملے بغیر نہ جائیں۔ جب کھانا کھا چکے تو میں نے شبر حسین صاحب کو تلاش کیا وہ کوٹھی کے گیٹ پر مہمانوں کو رخصت کر رہے تھے مجھے دیکھ کر میری طرف آئے اور مجھے ایک طرف لے گئے اور فرمانے لگے کہ بھائی میں نے آپ کو بلایا تو آپ نے انکار کر دیا تھا لہٰذا میں آپ کا شکریہ بھی ادا نہیں کرتا۔ اب جنہوں نے آپ کو بھیجا ہے وہ جانیں یا جن کی محفل میں آپ آئے ہیں وہ جانیں۔ خدا حافظ۔　یہ سن کر میں ششدر رہ گیا۔ شبر حسین صاحب الحمد للہ زندہ ہیں۔ سیکرٹری کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے

ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ شبر حسین شاہ صاحب اس دور میں زندہ ولی ہیں۔

۶۔ اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ ضیاء الحق مرحوم کے دور میں نعت کو جو فروغ حاصل ہوا وہ اس سے پہلے یا اس کے بعد حاصل نہیں ہوا۔ اس کی وجہ شاید ضیاء الحق مرحوم کی رسالتمآب کی ذات پاک سے عقیدت اور محبت کا نتیجہ تھی۔ ہم نے تو اپنی گنہگار آنکھوں سے یہ بھی دیکھا کہ ضیاء الحق مرحوم اپنے سر سے ٹوپی اتار کر اس جگہ رگڑا کرتے تھے جہاں مسجد نبوی میں امام الانبیاء کھڑے ہو کر امامت فرماتے تھے۔ ضیاء الحق شہید وہاں اپنی پیشانی بھی رگڑتے تھے اس جگہ کو چومتے تھے اس کو ہاتھ لگا کر اپنے تمام جسم پر ملا کرتے تھے۔

۷۔ اے صبا اے پیک دور افتادگاں اشک ما بر خاک پاک او رساں

موجودہ حالت تو یہ ہے اور خواہش یہ ہے کہ کاش یہ نجس مٹی اسی خاک پاک میں جا ملے۔ آمین۔

۱۰۔ یہ بہت ضروری ہے کہ مجمع اگر پڑھے لکھے لوگوں کا ہے تو میں مشکل نعتیں بھی پڑھ لیتا ہوں اور اگر مجمع کم پڑھے لکھے لوگوں کا ہوتا ہے تو ضروری ہوتا ہے کہ آسان زبان کی نعتیں پڑھی جائیں۔

۱۱۔ ذاتی طور پر تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں نے یہ خدمت انجام دی کہ میں نے نعت خوانی کو پیشہ نہیں بنایا۔ مالی فائدے کے لئے نعت خوانی نہیں کی۔ سرکار دو عالمؐ کی خوشنودی کے لئے نعتیں پڑھتا ہوں یا عزت حاصل کرنے کے لئے۔ مجھ پر اللہ اور اس کے حبیبؐ کا اتنا کرم ہے کہ ریڈیو پاکستان سے اسٹیشن ڈائریکٹر کے عہدے سے ریٹائر ہوا ہوں۔ میرے تین بیٹے کاروبار کرتے ہیں۔ ایک بیٹا تحصیلدار ہے اور ایک بیٹا F.Sc میں پڑھ رہا ہے۔ ملتان میں کچھ زمین بھی ہے جس کی آمدنی آتی ہے۔ یہ سب کچھ سرکار کی ثنا خوانی کا صلہ ہے۔

میں کیا اور کیا مری حقیقت' سب کچھ ہے سرکار کی نسبت
میں تو برا ہوں' لیکن میری لاج ہے کس کے ہاتھ' نہ پوچھو

۱۲۔ رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ جس نے رسول سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی اور جس نے رسول سے منہ موڑا اس نے اللہ سے منہ موڑا۔

نذیر حسین نظامی (لاہور)

۱۔ میں نے جب ہوش سنبھالا والد گرامی پنجابی کی مشہور تصانیف ہیر وارث شاہ اور احسن القصص پڑھتے اور گاتے تھے۔ ریڈیو پروگرام بھی کرتے اور حضور کی نعت بھی پڑھتے' والد گرامی پر سوز آواز' عشق رسول اور بزرگان دین سے عقیدت کی دولت عظمیٰ سے بہرہ ور تھے۔ والد گرامی کو راگوں سے بھی واقفیت تھی۔ انہوں نے مجھے بچپن میں کچھ راگ بھی سکھائے۔ ان کی صحبت کامل نے مجھے نعت خوانی کی طرف مائل کیا۔ والد گرامی کا حضورؐ اور بزرگان دین سے عشق و محبت ہی میرے محرک جذبات تھے۔

۲۔ نعت خوانی ایک ایسا عمل ہے جو خوشنودی خدا اور عشق رسول کے حصول کا انمول وظیفہ ثابت ہوتا ہے اور انسان

کو مقصد حیات تک پہنچانے کے لئے اہم کردار ادا کرتا ہے۔

۳۔ عقیدت کے حوالے سے نعت خواں کو سب سے پہلے شریعت مطہرہ کا پابند ہونا چاہیے اور وہ جو شعر پڑھے ان کو وارد وجود کرتا چلا جائے اور خود کو حضور کی بارگاہ میں حاضر تصور کرے۔ فن کے حوالے سے نعت خواں کو چاہیے کہ علم موسیقی سے کچھ واقف ہو۔ سرلے کے زیر و بم کو سمجھے اور شعر کے وزن کی صحیح تقطیع کرے۔

۴۔ نعت کے جن شعراء سے متاثر ہوں ان میں پنجابی کے نامور نعت گو شاعر خواجہ غلام فریدؒ حضرت بلھے شاہؒ حضرت شاہ حسینؒ، راقب قصوریؒ، فارسی کے مولانا جامیؒ مولانا رومؒ عراقیؒ ہلالیؒ سعدیؒ اور حافظ شیرازیؒ اردو کے بیدم وارثی، مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ، جگر مراد آبادیؒ، مہر علی شاہؒ مولانا حسن رضا خاں بریلویؒ، عیسیٰ امرتسری، حافظ مظہر الدینؒ، حفیظ تائب، محمد اعظم چشتی، بشیر حسین ناظم، احمد ندیم قاسمی، صاحبزادہ نصیر الدین گولڑوی، کلیم عثمانی، عابد نظامی، عبدالعزیز خالد شامل ہیں۔

۵۔ بہت سے ایسے واقعات ہیں جو کہ میں زندگی بھر فراموش نہیں کر سکتا۔ کس کس کو تحریر کروں۔

۶۔ موجودہ دور کو نعت کا دور کہنے سے اتفاق نہیں کرتا، ہاں اگر کرکٹ اور ٹیلیویژن کا دور کہا جائے تو بالکل درست ہوگا۔ کیونکہ قوم کی اکثریت کرکٹ کھیلنے، ٹیلیویژن پر ہفتہ میں تین تین فلمیں اور وی سی آر پر عریاں فلمیں دیکھنے میں مصروف ہے۔ جہاں تک ضیاء الحق کے دور میں نعت کے فروغ کا تعلق ہے اس سے کچھ اتفاق کرتا ہوں۔ کیونکہ ایوب دور میں ریڈیو پاکستان پر محفل میلاد کا آغاز ہوا اور وقت کے ساتھ ساتھ ترقی کرتا ہوا یہاں تک پہنچا کہ اب اسمبلیوں میں بھی نعت پڑھی جانے لگی۔

۷۔ والد گرامی کی تربیت میں ہی روضہ رسول کی حاضری کا شوق پیدا ہوگیا تھا جو کہ نعت خوانی کے ساتھ ساتھ مزید بڑھا۔ بالخصوص حضرت صوفی محمد ابراہیمؒ کی نظر کرم اور حضرت سید امانت علی شاہؒ صاحب گنجوی کی علمی و ادبی تربیت سے میرے دل میں زیارت روضہ رسولؐ کی خواہش کو مزید تقویت ملی۔ بالآخر حضورؐ نے کرم فرما ہی دیا۔ جب سے حضورؐ نے در پہ بلایا ہے، کبھی بھی خود کو مدینہ منورہ سے دور نہیں سمجھا اور نہ ہی دور کا کوئی احساس ہوتا ہے۔

۸۔ بندہ پرخطا کو حرمین شریفین کی حاضری کا موقع ملا جس پر خدا کا شکر گزار ہوں۔ اس موقع کے محسوسات کو یہاں بیان کرنا ممکن نہیں سمجھتا۔ صرف یہی عرض کروں گا کہ دنیا کا ہر رنج فہم و فراست سے دور تھا۔ علاوہ ازیں شہر طیبہ کی مختلف محافل میں نعت شریف پڑھنے کی سعادت بھی حاصل کی۔

۹۔ حضور کی نعت پڑھتے پڑھتے مجھے بھی نعت گوئی کی سعادت حاصل ہوگئی ہے۔ میرے کلام میں اردو، فارسی، پنجابی، مناقب، عارفانہ کلام اور نعتیں شامل ہیں۔ یہ کلام انشاء اللہ العزیز رواں سال میں طبع ہوجائے گا۔

۱۰۔ نعت پڑھتے ہوئے سننے والوں کا بہت خیال رکھتا ہوں۔ لیکن کبھی کبھار طبیعت لگی ہوئی ہو تو خود کو مقید بھی نہیں سمجھتا، سرکار دو عالمؐ کے عطا کردہ کرم اور شعور سے عشق و محبت کی بات کہہ دیتا ہوں۔

۱۱۔ فروغ نعت کے سلسلہ میں میں نے ذاتی طور پر سینکڑوں شاگرد تیار کئے ہیں اور ابھی تک بھی دن رات زیر تربیت ہیں اور ان کا شمار ملک کے نامور نعت خوانوں میں ہوتا ہے۔ اجتماعی طور پر اپنے ساتھیوں اور شاگردوں سے مل کر ایک

مرکزی انجمن فروغ نعت پاکستان کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جس کی ذیلی شاخیں، کراچی، اسلام آباد، گجرات، فیصل آباد، شیخوپورہ اور گوجرانوالہ شہر میں اچھا کام کر رہی ہیں۔

فروغ نعت کے سلسلہ میں میری تجویز ہے سکولوں کالجوں میں کھیلوں میں نمایاں کارکردگی پر سرٹیفکیٹ دیئے جانے کی طرح اچھی نعت شریف پڑھنے والے طلباء و طالبات کو سرٹیفکیٹ دیے جائیں۔ تمام نجی و سرکاری اداروں میں محافل نعت کا انعقاد شایان شان طریقے سے کیا جائے۔

۱۲۔ نسل نو کے لئے میرا یہی پیغام ہے کہ محافل نعت میں شرکت کیا کریں، اور نہایت ہی ادب و احترام کے ساتھ محبوب خدا کی ثناء سنا کریں کیونکہ ذکر محبوب خدا کرنا اور سننا سنت رسول اللہ ہے اور یہ دین و دنیا کی بھلائی کا موجب بھی ہے۔ کیونکہ نعت پڑھنے سننے سے ایمان میں پختگی ہوتی ہے۔

سید شریف الدین نیر (سہروردی)

۱۔ والد مرحوم شاعر، ماموں جان شاعر، دو برادران بزرگ شاعر تھے۔ اس کے علاوہ گھر کا ماحول انتہائی مذہبی تھا۔ علاوہ ازیں خانوادہ سادات سے تعلق تھا۔ جس کی وجہ سے کوئی نہ کوئی تقریب ہوتی رہتی تھی۔

۲۔ توشہ آخرت اور اصل عبادت۔

۳۔ عقیدت و احترام ہر لحاظ سے پیش نظر رہے۔ فن کے لئے علم موسیقی کا جاننا اشد ضروری ہے۔

۴۔ ڈاکٹر قمر میرٹھی رحمتہ اللہ علیہ کا شاگرد بھی ہوں اور متاثر بھی۔ اس کے علاوہ حزیں کاشمیری صاحب (معین الدین صاحب) سے متاثر ہوں۔

۵۔ نعت خوانی کے حوالے سے میری تمام زندگی یادگار ہے۔ تقریباً چھ برس کی عمر میں نعت خوانی کی ابتداء کی اور اب تک یہی کچھ ہو رہا ہے۔

۶۔ دور حاضر نعت کا دور ہے۔ مگر فروغ نعت کے لئے جو خدمات انجمن عندلیبان ریاض ر رسول نے سرانجام دی ہیں۔ وہ سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر کسی کو نصیب نہیں۔

۷۔ جب سے ہوش سنبھالا حاضری کی تمنا رہی۔ گذشتہ برس رمضان المبارک میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔

۸۔ میں نے مدینہ طیبہ میں حاضری کے موقع پر سرکار کی بارگاہ میں نعتیں پیش کیں۔ بطور نعت گو شاعر وہاں نعت شریف کہہ نہیں سکا۔ البتہ پہلی کہی ہوئی نعتیں پیش کرنے کا مسجد نبوی شریف میں شرف حاصل ہوا۔ بیت اللہ شریف میں نعت پاک پیش کرنے کا موقع میسر آیا۔

۹۔ نعت گوئی مجھے وراثت میں نصیب ہوئی۔

۱۰۔ نعت پیش کرتے ہوئے کچھ ہوش نہیں رہتی۔ سننے والے از خود محظوظ ہوتے چلے جاتے ہیں۔

۱۱۔ میں نے کئی برس بغیر تنظیم کے فروغ نعت کے لئے کوششیں کیں۔ بعد میں انجمن عندلیبان ریاض رسول کی لاہور میں بنیاد ڈالی۔ پھر احباب کے پرزور اصرار پر مرکزی انجمن احباب نیر لاہور پاکستان کی تقریباً آٹھ برس قبل لاہور میں بنیاد رکھی جو الحمدللہ اپنے اغراض و مقاصد میں کامیاب و کامران ہے۔

۱۲۔ فلمی نغموں سے گریز کریں۔ سرکار کی نعتیں پڑھنے کی کوشش کریں اور سننے کے لئے قریہ بہ قریہ محافل کے انعقاد کی کوشش کریں۔

قاری محبوب سلیم (گوجرانوالہ)

۱۔ میرے لئے یہ فخر کی بات ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اپنے محبوب فخر موجودات حضرت محمدؐ کی مدحت و توصیف کا شرف بخشا ہے۔ میرے گھر کا ماحول مذہبی تھا۔ میرے بڑے بھائی مولانا عبدالرحمٰن جامی عالم دین تھے اور بادشاہی مسجد کی خطابت کا شرف بھی انہیں حاصل تھا۔ میرے والد بھی صوم و صلواۃ کے پابند تھے۔ اسی مذہبی ماحول کی وجہ سے میرا نعت خوانی کی جانب راغب ہونا کوئی غیر فطری بات نہیں تھا۔

۲۔ نعت سنت خداوندی ہے۔

۴۔ تمام نعت گو میرے لئے احترام کا درجہ رکھتے ہیں۔

۶۔ یہ بالکل درست ہے کہ ضیاء الحق مرحوم کے دور میں نعت کو زیادہ فروغ حاصل ہوا۔ وہ درویش منش انسان تھے اور مذہب سے انہیں گہرا لگاؤ تھا۔

۷۔ روضہ رسول پر حاضری کی تمنا تو ہروقت دل میں رہتی ہے۔

۸۔ مجھے حرمین شریفین اور روضہ رسول پر حاضری کا موقع نہیں ملا۔ اگر زندگی نے وفا کی تو انشاء اللہ اپنی یہ خواہش ضرور پوری کروں گا۔

۹۔ میں بنیادی طور پر نعت خوان ہوں۔ نعت خوانی کرنے کے ساتھ ساتھ مجھے نعت گوئی کی سعادت بھی حاصل ہے۔ لیکن میں نے ابھی تک اپنے کلام کو کتاب کی شکل نہیں دی۔

۱۰۔ نعت پڑھتے ہوئے میری یہ کوشش ہوتی ہے کہ میں محفل کے تقاضوں کا پورا پورا خیال رکھوں۔

۱۲۔ اپنے وطن، دین اور قوم سے پیار کریں۔ اسی میں قوموں کی ترقی کا راز مضمر ہے۔

محمد ثناء اللہ بٹ (لاہور)

۱۔ میرے والد مرحوم حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت میاں رحمت علی رحمتہ اللہ علیہ گھنگ شریف والوں کے بیعت تھے۔ اکثر مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامیؒ اور مولانا غلام رسولؒ عالم پوری کے اشعار درد ناک ترنم سے پڑھتے۔ سید فضل نوابؒ کوٹی کے بہت سے اشعار بھی انہیں از بر تھے جو اکثر پڑھتے تھے۔ میرے ننھیال بھی نعت پاک نہایت عقیدت و احترام سے سنتے تھے۔ بڑے ماموں حافظ خورشید احمد بٹ مرحوم قرآن حکیم کی تلاوت اس قدر درد ناک لہجہ میں کرتے تھے کہ سننے والوں میں ہر کوئی اشکبار ہوجاتا تھا۔ کبھی مولوی عبدالستار کی تصنیف "اکرام محمدی" سے اشعار پڑھتے تو عجیب کیفیت پیدا کر دیتے۔ میں نے میٹرک تک تعلیم اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ دروازہ لاہور سے حاصل کی۔ ہمارے اردو کے ایک معلم مولوی مطیع الحق پیامی تھے جو اردو میں نعت پاک کہتے تھے۔ "پیامی" تخلص کرتے تھے۔ میں نے نویں اور دسویں جماعت میں اردو انہی سے پڑھی۔ انجمن حمایت اسلام کے

سالانہ جلسوں میں انجمن کے زیر انتظام سکولوں کے طلباء نعتیں پڑھا کرتے تھے۔ ہمیں بھی پیامی صاحب نعتیں دیتے جو مناسب تیاری کے بعد پڑھتے۔ مجھے جہاں تک یاد پڑتا ہے میں نے ۱۹۵۳ء میں انجمن حمایت اسلام کے سالانہ اجلاس کے موسع پر نعت پڑھنے کی سعادت حاصل کی تھی۔ یوں مجھے گھر اور سکول ہر دو جگہ بزرگوں کی نعتیں سننے' پڑھنے اور یاد کرنے کا موقع میسر آیا۔ یہ اسی ماحول کا نتیجہ ہے کہ میں نے کبھی کسی کاپی' کاغذ' کتاب یا بیاض کا سہارا نہیں لیا۔ جو کچھ پڑھتا ہوں از بر ہے۔ یہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر عنایت اور میرے بزرگوں کی خصوصی توجہ اور دعاؤں کا ثمرہ ہے۔

۲۔ نعت خوانی کے لئے میری سوچ اور جذبہ یہ ہے کہ ہر نعت خواں' نعت پاک کا انتخاب کرتے وقت معیاری نعت پاک منتخب کرنے کی بھرپور کوشش کرے۔ نعت کے معانی تو تعریف و توصیف ہیں۔ مگر جو آجکل نعت خوانی ہو رہی ہے۔ یا جو شعراء حضرات آج کل نعت پاک کہہ رہے ہیں۔ اللہ ہدایت دے مثلاً۔

"ترا کھاواں تے تیرے گیت گاواں یا رسول اللہ ترا میلاد میں کیوں نہ مناواں یا رسول اللہ

اس شعر میں کیا نعت کہی گئی ہے۔ کم از کم میں تو نہیں سمجھ سکا۔ باری تعالیٰ سرکار ابد قرار کے صدقہ میں ایسے نعت گو شعراء اور نعت خوان حضرات کو ہدایت دے۔ نعت پاک کے معیار کو گرانے کے بجائے بلند و بالا کرنے کی سعی کریں۔ الفاظ کی درستگی کی جانب خصوصی توجہ دیں۔ نعت خوان حضرات کو چاہیے کہ کبھی کسی نعتیہ مشاعرہ کی محفل میں بھی شرکت کی تکلیف گوارا کر لیا کریں تاکہ اشعار کے اوزان کا شعور پیدا ہو۔ انتخاب کلام کی راہیں آسان ہوں اور الفاظ کی نشست برخاست کا صحیح انداز ہوسکے۔

۳۔ نبی اکرم' نور مجسمؐ کے ننانوے اسماء گرامی ہیں۔ ان میں سے نبی کریمؐ کا ذاتی نام نامی یعنی "محمدؐ" بار بار کسی نعت پاک میں لینا۔ میری عقیدت مجھے اس بات کی اجازت نہیں دیتی۔ سننے والے کبھی بھی آپ کا ذاتی اسم گرامی سن کر درود پاک کا ورد نہیں کرتے۔ سبھی نہیں مگر اکثریت ایسی ہی ہے۔ آپؐ نے اپنا اسم گرامی سن کر درود پاک کا ورد نہ کرنے والوں کے متعلق بہت کچھ کہا ہے۔ حدیث پاک میں وارد ہے کہ میرا نام نامی سن کر درود پاک کا ورد نہ کرنے والا بخیل ہے اور فرماتے ہیں

بخیل ار بود زاہد بحر و بر بہشتی بناشد بحکم خبر

فنی لحاظ سے نعت خوان کو صوتی نشیب و فراز سے اگر مکمل طور پر نہیں تو کچھ نہ کچھ سوجھ بوجھ ضرور ہونی چاہیے۔ آوازیں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک سریلی اور دوسری رسیلی۔

- سریلی آواز وہ ہے جو آواز کے زیر و بم سے آشنا ہو کر نکالی جائے۔
- رسیلی آواز وہ ہے جس میں رس ہو مٹھاس ہو۔

ان دونوں آوازوں کے علیحدہ علیحدہ اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ مگر جب ان دونوں آوازوں کا اکٹھ ہو جائے تو سامعین مسحور ہو جاتے ہیں۔ بہت سے نعت خوان حضرات ایسے ہیں جو سریلے ہیں مگر رسیلے نہیں بہت سے ایسے ہیں جو رسیلے

ہیں مگر سریلے نہیں۔ بہت سے ایسے ہیں جو سریلے بھی ہیں اور رسیلے بھی۔

۵۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں اور قاری محمد مشتاق صابری صاحب (مصنف چالیس روزہ قاری کلاس) کسی کام سے گجرات شہر میں سید اعجاز حسین گیلانی صاحب ایڈووکیٹ کے ہاں گئے۔ (گیلانی صاحب بیک وقت اچھے شاعر' ادیب' وکیل' موسیقار اور کنجاہ کے جوار میں ایک قصبہ جھیوراں والی کے خانوادہ سادات کے کھاتے پیتے گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔ آج کل لاہور میں وکالت کرتے ہیں۔ ان دنوں کچہری روڈ گجرات کی ایک گلی میں علمی اور ادبی محافل جماتے' مقدمات کی تیاری کے بعد رات گئے تک مجلس یاراں میں طنز و مزاح کا سلسلہ جاری رہتا۔ ہمیں دیکھ کر گیلانی صاحب نے کہا کہ مفتی بشارت احمد منیر کے ہاں چلو میں وہیں آتا ہوں۔ مفتی بشارت احمد منیر ایک نوجوان وکیل خوبرد اور خوش پوش شخصیت کے حامل تھے۔ ان دنوں گجرات شہر بار کونسل کے صدر تھے۔ کچہری روڈ پر لب سڑک ایک کوٹھی نما مکان میں رہائش پذیر تھے۔ مکان کے اگلے حصے میں ان کی ان گنت کتب پر مشتمل لائبریری اور دفتر تھا۔ پچھے حصے میں رہائش تھی۔ دفتر میں مفتی صاحب مقدمات کی تیاری میں مصروف تھے کہ میں اور قاری صاحب پہنچ گئے۔ سردی کا موسم تھا۔ چائے پی' اتنے میں سید اعجاز حسین گیلانی صاحب مع دو رفقاء کے تشریف لے آئے۔ گیلانی صاحب کی معیت میں آنے والے حضرات گجرات شہر کے قریب کسی بہت بڑے قصبہ "ہریا" کے رئیس تھے۔ ان میں سے کسی صاحب کے بیٹے کی شادی تھی۔ وہ شادی کے دعوتی کارڈ کا مضمون گیلانی صاحب سے تیار کروانے کے لئے آئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد گیلانی صاحب نے نعت پاک پڑھنے کے لئے کہا میں نے اصغر نثار قریشی صاحب کی نعت پاک شروع کی جس کا مطلع یہ تھا۔

جو لوگ تری زلف کے سائے میں مکیں ہیں　　　دراصل وہی وارث فردوس بریں ہیں

اسی نعت پاک پر تضمین کرتے کرتے رات کے دو بج گئے۔ چوہدری صاحب زار و قطار رو رہے تھے۔ اس کیفیت کا احاطہ بشکل الفاظ محال ہے۔ گیلانی صاحب نے فرمایا یہ تو سلسلہ عجیب مرحلہ میں داخل ہوچکا ہے۔ تھوڑا وقفہ کریں اور چائے کا دور ہوجائے۔ وقفہ کے دوران وہ چوہدری صاحب جو اشکبار تھے گویا ہوئے۔ "مجھے دل کا دورہ پڑا تھا۔ مجھے مرجانا تھا۔ اب سمجھ آئی کہ کیوں زندہ رہا۔ صرف اور صرف آج کی رات کے لئے زندہ رہا۔ ایسے لاحل مسائل حل ہوگئے ہیں جو کوئی فقیہ شہر حل نہ کرسکا۔ میں زندگی بھر کبھی نہیں رویا۔ مگر آج مجھے کچھ سوجھتا نہیں۔ میرے آنسو تھمنے کا نام نہیں لیتے۔ رات میں سیالکوٹ شہر میں ایک دوست کے ہاں مہمان تھا۔ میرے میزبان نے قوالی کا کیسٹ لگایا۔ وہ سنتا تھا۔ جھومتا تھا اور روتا تھا۔ اور میں اسے پاگل گردانتا تھا"۔ میرے خیال میں یہ نعت پاک کا اعجاز ہے کہ ایک شخص جو کبھی رویا نہ ہو اسے رقت میں عظیم نعت میسر آجائے۔ قلبی کیفیت بدل جائے۔ تمام تر لاحل مسائل از خود حل ہوجائیں۔

۶۔ بلا شک و شبہ دور حاضر نعت پاک کا دور ہے۔ مگر میں اس رائے سے متفق نہیں کہ ضیاء الحق کے دور حکومت میں فروغ نعت کا کوئی کام ہوا ہے۔

۷۔ ایک مرتبہ سید سعید الحسنؒ شاہ صاحب ریٹائرڈ کنٹرولر ملتان ڈویژن پاکستان ریلویز جو کہ ایک صاحب حال بزرگ تھے۔ انہوں نے مدینہ طیبہ میں ماہ رمضان المبارک کی کیفیات اور حرم نبوی میں افطار کی منظر کشی کچھ انداز سے کی کہ

میرے جذبات بے قابو ہوگئے اور میں اشکبار ہوگیا۔ چنانچہ اس سال ۱۹۷۸ء میں سرکار کی بارگاہ بیکس پناہ میں میری طلبی ہوگئی۔ الحمد للہ مگر افطار کے مناظر سے آنکھیں محروم تھیں۔ سرکار نے کرم فرمایا گذشتہ رمضان المبارک میں دوبارہ طلبی ہوگئی۔ ویسے قلبی کیفیت بقول راجا رشید محمود کا کچھ یوں ہی رہتی ہے۔

کبھی یہاں سے مدینہ' کبھی وہاں سے یہاں　　　میرا خیال' مسلسل سفر میں رہتا ہے

۸۔ الحمد للہ میں نے ۱۹۷۸ء میں قطب مدینہ حضرت مولانا محمد ضیاء الحق قادریؒ کی محفل میں نعت پاک پڑھی۔ ان دنوں آپ مسجد نبوی شریف کے بالکل قریب رہائش پذیر تھے۔ یہ میرے لئے دوہرا اعزاز ہے۔ ایک مدینہ منورہ اور دوسرا ایک ولئی کامل کے روبرو بیٹھ کر نعت سرا ہونا۔ علاوہ ازیں اور جگہوں پر بھی نعت پاک پیش کرنے کا موقع ملا۔ مدینہ منورہ مارچ ۱۹۹۲ء میں بے شمار محافل نعت میں مجھے نعت پاک پڑھنے کا موقع ملا۔ اور تقریباً ہر محفل میں میری نعتیں ریکارڈ کی گئیں۔ کعبہ شریف کی حدود میں بیٹھ کر اردو اور پنجابی نعتیں پڑھنے کی سعادت سے شرف ہوا۔ جدہ میں میری نعتیں ریکارڈ کی گئیں۔ خاص طور پر حکیم نذیر گولڑوی صاحب نے ایک عظیم الشان محفل نعت جدہ میں منعقد کی جس میں میرے علاوہ عزیز نور محمد جرال نے بارگاہ رسالت میں نعتوں کے گلاب پیش کئے۔ محسوسات کے متعلق چوہدری اکبر لاہوری مرحوم کا غزل کا یہ شعر کافی ہے:

گل عرفان وچہ نہ آوے "اکبر" ماہی دی　　　کجھ ویکھیا تے کجھ وکھایا ہور تینوں کی نی دساں

۹۔ میں شعر نہیں کہتا۔ نہ اسے کمی ہی گردانتا ہوں۔ بلکہ اللہ کا فضل و کرم خیال کرتا ہوں۔ کیونکہ اگر میں خود شعر کہنا شروع کر دوں تو اپنے غیر معیاری اشعار کو معیاری اشعار پر اہمیت دوں گا۔ اچھا شعر پڑھنے سے محروم ہوجاؤں گا۔ کسی استاد کا معیاری اور اچھا شعر پڑھنے کی بجائے غیر معیاری اور سطحی اشعار پڑھ کر اپنی فوقیت کا لوہا منوانے کی ناکام کوشش میں کوئی شرم محسوس نہیں کروں گا۔

۱۰۔ میں نعت پاک پڑھتے ہوئے سامعین کی کسی ضرورت کو پیش نظر نہیں رکھتا۔ میرے پیش نظر خوشنودی و رضا جوئی خدا و رسول خدا ہوتی ہے۔ الحمد للہ میں ہمیشہ معیاری' غیر سطحی اور خوبصورت شعر پیش کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ بار بار کسی مصرعہ کو پڑھنے سے گریز کرتا ہوں۔ زیادہ سے زیادہ کلام منتقل کرنے کی کوشش میں رہتا ہوں۔ اکثر سننے والوں کا ذوق اور ضرورت سطحی اور غیر معیاری کلام ہے۔ اس لئے اکثریت کی ضروریات میرے جیسے نعت خواں سے نہ پوری ہوسکتی ہے اور نہ ہی کوئی امید رکھنی چاہیے۔

۱۱۔ میں نے مسلسل کئی برس انجمن عندلیان ریاض رسول لاہور کے سیکرٹری نشریات کے منصب پر فائز رہ کر شب و روز فروغ نعت پاک کے لئے خدمات سرانجام دی ہیں۔ اسی انجمن کی ذیلی شاخ انجمن عندلیان ریاض رسول حلقہ مصطفیٰ آباد (دھرم پورہ) لاہور کے بطور جنرل سیکرٹری گذشتہ کئی برس کام کیا ہے اور آج پورے ملک میں جس انداز میں محافل نعت انعقاد پذیر ہو رہی ہیں یہ محض اور محض انجمن عندلیان ریاض رسول کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ سالہا سال سے میں بزم غوثیہ رجسٹرڈ مصطفےٰ آباد لاہور کا جنرل سیکرٹری ہوں۔ یہ تنظیم گذشتہ بیس برس سے سالانہ جلوس جشن عید میلاد کا

۱۲ ربیع الاول کو نہایت عقیدت و احترام سے انتظام و اہتمام کرتی ہے۔

۱۲۔ نسل نو اگر نعت پاک خوش الحانی سے پڑھے گی تو یقیناً یہ عمل ان کے لیے زاد راہ اور توشہ آخرت ہوگا۔ نعت پڑھنا ہر کسی کے بس کی بات بھی نہیں۔ یہ تو وہی کرے گا جسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے لحن داؤدی عطا کیا ہے۔ جو نونہال خوش گلوئی سے یہ کام سرانجام دے گا۔ دین و دنیا میں سرخرو ہوگا۔ عزت افزائی ہوگی۔

محمد یوسف چشتی (گجرات)

۱۔ مدحت رسولؐ کا چمکتا جذبہ مجھے میری والدہ مرحومہ سے عطا ہوا۔ بچپن میں میری "آواز" سن کر ماں کی خواہش تھی کہ میں نعت خواں بنوں۔

۲۔ ذکر رسولؐ جب سوچ کا معیار بن جائے تو نعت خوانی کے حوالے سے نظریہ کی پہچان واضح ہوجاتی ہے۔

۳۔ عقیدت اور فن کے حوالے سے بحث تو کافی طویل ہے۔ مختصر یہ کہ نعت خواں کو حرص اور ہوس سے دور رہنا چاہیے۔ فلمی گانوں کی بندشوں میں نعت پڑھنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

۴۔ پسندیدہ نعت گو شعراء تو بہت سے ہیں لیکن مولانا احمد رضا بریلوی، حسن رضا بریلوی، بیدم وارثی، مولانا جامیؒ، محمد اعظم چشتی اور حفیظ تائب سے زیادہ متاثر ہوں۔

۵۔ وزیر آباد کے مشہور عالم دین عبدالغفور ہزاروی کے ہاں محفل میلاد کا اہتمام تھا۔ مجھے بھی شرکت کی دعوت تھی۔ نعت کے ایک شعر پر سارے لوگ دست بستہ کھڑے ہوگئے۔ محفل کی کیفیت بدل گئی۔ شعر تھا:

طیبہ کی گدائی پہ کیوں نہ ہو، رشک جہاں کی شاہی کو
وہ در ہے نبی کا جس در پر، منگتوں کے گذارے ہوتے ہیں

۶۔ بے شک دور حاضر نعت کا دور ہے لیکن میرے خیال میں فروغ نعت کا زمانہ اسی لمحے شروع ہوگیا تھا جب سب سے پہلے کسی کہنے والے نے نعت رسول کہی تھی۔

۷۔ اذن حضوری ملے تو تمنا کیا، روضہ رسولؐ پر حاضری کا شرف مل جاتا ہے۔ حضورؐ کا کرم ہے کہ سفر حجاز سے نوازا گیا ہوں۔ لیکن مدینہ منورہ سے دوری کی کیفیت ہر حال میں شدت سے محسوس ہوتی ہے۔

۸۔ ادب کا تقاضا ہے کہ روضہ رسولؐ پر تو دل کی زبان ساتھ دیتی ہے۔ لیکن اس محبتوں کے شہر کے ایک محلہ میں مقیم مولانا ضیاء الدین جو پچاس سال سے وہاں رہ رہے ہیں۔ ان کی دعوت پر ان کے گھر محفل نعت جمی۔ جناب اعظم چشتی صاحب بھی شریک تھے۔ بس پھر تو جی بھر کے اپنی اپنی گذارشات دربار رسالت میں پیش کی گئیں آج تک اس کیفیت کی محفل محسوسات سے نہیں گذری۔

۹۔ نعت گوئی کی سعادت تو حاصل نہیں لیکن ہمارے ہاں بہت سارے شاعر جس انداز سے نعتیں کہہ رہے ہیں۔ اس سے ڈر لگتا ہے۔ بس قافیہ ردیف کے سہارے نعت کہہ ڈالی۔ میرے خیال میں نعت گوئی بڑا نازک فن ہے۔ اس میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے میں اس کمی کو نعت کے اچھے کلام کا انتخاب کر کے پورا کرلیتا ہوں۔

۱۰۔ مجھے یاد ہے آج تک کسی کو شکایت کا موقع نہیں دیا۔

۱۱۔ میرے شہر گجرات میں فروغ نعت کے سلسلے میں کام ہو رہا ہے۔ گھروں میں مساجد میں دوست احباب عقیدت سے حصہ لیتے ہیں اور میں باقاعدہ شرکت کرتا ہوں۔

۱۲۔ نسل نو یقیناً اچھی رہے گی اگر وہ بھی مداح رسول ہوجائے۔

مشتاق احمد رحمانی (لاہور)

۲۔ نعت خوانی میرے نزدیک ایمان کا حصہ ہے۔

۳۔ نعت خوانی کے لئے اس کی آواز کا اچھا اور سریلا ہونا ضروری ہے۔ اس میں استاد سے سیکھنا بھی ضروری ہے۔ نعت خواں کو ہر قسم کے لالچ کے بغیر ثنا خوانی کرنی چاہیے۔

۴۔ حفیظ تائب، حافظ مظہر الدین، منور بدایونی، خالد محمود کراچی، ریاض الدین سہروردی۔

۷۔ میں جب بھی نعت رسول پڑھتا ہوں تو میری یہی تمنا ہوتی ہے کہ میں مدینہ منورہ میں روضہ رسول پر نعت پڑھوں۔

سید منظور الکونین (واہ کینٹ)

۱۔ میں ۱۵ جنوری ۱۹۴۴ء کو اپنے ننھیال شہر گجرات میں پیدا ہوا حضرت مولنا محمد یوسف قادری رحمتہ اللہ علیہ میرے نانا مرحوم و حضور قادریہ سلسلے سے متعلق تھے۔ مذہبی اور دیندار گھرانا ہے۔ میری والدہ مرحومہ مغفورہ اپنے والد کی طرح عشق رسالتمابؐ کے رنگ میں رنگی ہوئی تھیں۔ میرے چھوٹے بہن بھائیوں کو جب وہ لوری دے کر سلاتیں تو وہ لوری مجھے مسحور کر دیتی۔ حمدیہ اور نعتیہ اشعار پر مشتمل وہ پرسوز آواز میں لوری بھی دیتیں اور آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی بھی لگ جاتی۔ میں یہ منظر دیکھ کر سوچتا کہ "ماں کیوں روتی ہے"۔ بعد میں جب شعور پختہ ہوا اور حضور کی محبت کی کلی میرے دل میں کھلی تو خودبخود سمجھ آگئی کہ اپنے آقا و مولاؐ کا اسم گرامی لب پر آتے ہی تمام جسم کا پانی نتھر کر آنکھ سے کیوں بہنے لگتا ہے۔ حضور کی محبت کے اس منہ زور سوتے کی متحمل صرف اور صرف آنکھ ہی ہو سکتی ہے۔ میری والدہ کی پرسوز آواز جو صرف انکی اولاد تک محدود رہی، میں اسکا امین ہوں اور فن نعت خوانی بھی انہیں کی امانت ہے۔ میں نے اس لوری کو صوت و صدا کے قالب میں ڈھال کر اپنے اور سامعین کے جذبات کو جلا بخشنے کا ایک وسیلہ بنا لیا ہے۔ میں اس وسیلے سے ماں کی سنت بھی ادا کرتا ہوں اور خدا کی پیروی بھی کرتا ہوں۔

۲۔ میرا ایمان، سوچ اور نظریہ یہ ہے کہ اللہ نے حضورؐ کے "ذکر" کو رفعت دی، خود حضورؐ یعنی مذکور کو رفعت مسلسل سے نوازا اور پھر ہمیں ایمان والوں کو یعنی "ذاکر" نعت خواں کو حکم دیا کہ میری اور میرے فرشتوں کی طرح تم بھی ذکر کرو۔ اور اس رفعت مسلسل کے جلو میں آ جاؤ جو حضورؐ اور حضورؐ کے ذکر کے طفیل تمہیں بھی عطا ہو سکتی ہے۔ میں نے بطور ایمان نعت خوانی کو اپنایا اور حضورؐ کی جوتیوں کا صدقہ مجھے بھی وہ رفعتیں عطا ہوئیں کہ میں ہی جانتا ہوں۔

وہ مزے لوٹے ہیں رحمت کے کہ جی جانتا ہے   بن کے درگاہ محمدؐ کا سوالی میں نے

(حافظ مظہرالدین)

سب سے اہم بات جو پیش نظر رہتی ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عطاکردہ ہر صلاحیت کا حساب لیا جائے گا۔ خوش الحانی اور آواز

بھی اسکی عطا ہے جو لاکھوں میں ایک کا تناسب رکھتی ہے۔ مجھ سے جب اس بارے میں سوال ہو گا تو میں تو وہ بات کہوں گا جو ساری عمر کرتا اور کہتا رہا ہوں۔ میری زبان سے نعت سن کر کیاسوال کرنے والوں کو وجد نہ آ جائے گا؟

۳۔ میرے خیال میں ایک نعت خوان کے دل میں اولاً مقام مصطفیٰ، عشق مصطفیٰ اور اختیار مصطفیٰ کا "Conception" صاف شفاف ہو۔ تب ہی وہ اپنی نعت میں اثر اور کیف پیدا کر سکے گا۔ بقول حافظ مظہرالدین ۔

نعت میں کیف و اثر کی جو طلب ہے "مظہر" مانگ لے سوز در شاہ و ہدا سے پہلے

اسکے بعد فن کی بات ہے۔ نعت خوان کو صوم و صلوٰۃ کا پابند ہمیشہ باوضو، اور نیک خصائل کا مالک ہونا چاہئے۔ اسے ہر حال میں شیریں مقال ہونا چاہیے۔ سگریٹ نوشی، نسوار خوری اور نشے کی ہر قسم سے منہ کو پاک رکھنا ازحد لازمی ہے۔ کیونکہ ۔

ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

جس منہ اور زبان سے اللہ اور اسکے نبیؐ کی حمد و ثناء بیان ہو وہ زبان کسی اور کی بے جا توصیف و تحمید نہ کرے۔ ایک نعت خوان کے لئے فن شعر و شاعری سے لگاؤ نہایت ضروری ہے۔ عروض و بحور کے اسلوب سے آشنا ہونا ضروری ہے۔ مصرعوں کی تقطیع و اوقاف کے رموز سے آگہی بھی لازمی ہے۔ ندرت فکر و فن پر نظر رکھتا ہو۔ خود شعر بھی کہتا ہو لیکن شعری ذوق دوسرے لوگوں سے بلند ہو۔ مسلسل مطالعے اور شعر و ادب کی محافل میں شرکت کرتا ہو۔ مقتدر شعراء کا کلام یاد ہو۔ یادداشت اور حافظہ تیز ہو اور بر محل شعر کہنے کی عادت ہو۔ ہجر و فراق، وصل و تمنا، خلقت سرکارؐ، میلاد مصطفیٰ، معراج نبوی، خصائل رسالت، سیرت پاک پیمبرؐ اور رحمت سرکار دو عالم اور ان جیسے ہزاروں مضامین کے اشعار زبانی یاد ہوں۔ حرمین شریفین کی زیارت کی تمنا اور زیارت سرکارؐ مدینہ کی خواہش دل میں رکھتا ہو۔ فن موسیقی سے آگاہی بھی ضروری ہے۔ صرف اس حد تک نعت کے مضمون کو دل نشین انداز میں لوگوں تک پہنچا سکے۔ اپنی نعتوں کی دھنیں خود تیار کرے۔ فلمی گانوں اور بیہودہ گیتوں کی طرز پر نہ نعتیں سنے اور نہ پڑھے۔ مجازی اور دنیا کے محبوب کے لئے جس قدر محنت کی جاتی ہے اس سے کہیں بڑھ کر اللہ کے محبوب کی صفت و ثناء کے لئے احتیاط اور محبت کرے، نہ کہ طوائفوں کے گائے ہوئے لچر گانوں کے ہم قافیہ اور ہم وزن نعتیں لکھ کر انہیں بے ہودہ طرزوں میں پڑھے۔ یہ سخت ناپسندیدہ حرکت ہے۔ مقصود لوگوں کو خوش کرنا نہ ہو بلکہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی خوشنودی پیش نظر رہے۔ روپے پیسے کا لالچ، پہلے سے کچھ طے کر کے دعوت پر جانا اور اس فن کو صرف معاش کا ذریعہ بنا لینا نہایت معیوب اور گمراہ کن بات ہے اس سے بجائے ثواب کے الٹا گناہ کا ارتکاب ہونے کا خطرہ ہے۔ نعت پڑھتے رہیے۔ عزت، شہرت، آبرو، مال، نفع، رحمت، برکت اور سلامتی ہر منزل پر آپ کے ہم رکاب رہیں گے کیونکہ یہ قرآنی فیصلے ہیں اور اٹل ہیں۔

۴۔ میں نے چھ سال کی عمر سے نعت پڑھنا شروع کی۔ اب انچاس (۴۹) کا ہونے والا ہوں اس دوران ہزاروں کی تعداد میں نعتیں سینکڑوں شعراء کا کلام، ریڈیو، ٹیلیویژن، عوامی جلسوں، محافل نعت، میلاد النبیؐ کے جلسوں، عرائس بزرگان عظام، خاص قومی تہواروں، بے شمار کانفرنسوں، سرکاری اور غیر سرکاری تقریبات، قومی اسمبلی، صوبائی اسمبلی، سینیٹ مختلف وزارتوں کے تحت ہونے والی محفلوں میں پڑھ چکا ہوں۔ ۔

ہو چلی نصف صدی آپؐ کی مداحی میں　　　”عمر گزری ہے اسی دشت کی سیاحی میں“

دو واقعے ہیں۔ ۱۹۸۶ء میں جنرل ضیاء الحق مرحوم و مغفور کی صدارت میں اسلام آباد حج کمپلیکس کا افتتاح تھا۔ قاری خوشی محمد کی تلاوت اور میری نعت تھی۔ مجھ سے پہلے قاری صاحب کا نام الحاج کے سابقے کے ساتھ پکارا گیا۔ میرے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ حضورؐ کے صدقے مجھے بھی کاش حج سے نوازے۔ نعت کے لئے جب میرا نام پکارا گیا تو میں نے صاحبزادہ نصیرالدین گولڑوی کی تازہ نعت پڑھی:

تھی جس کے مقدر میں گدائی تیرے در کی　　　قدرت نے اسے راہ دکھائی تیرے در کی

نعت اس قدر رقت آمیز اور کیف آور تھی کہ حاضرین مع صدر صاحب کے رو رہے تھے۔ اچانک سیکرٹری وزارت مذہبی امور نے نعت کے دوران صدر صاحب سے کچھ کہا اور بات ختم ہو گئی۔ تقریب کے بعد چائے پیتے ہوئے سیکرٹری محمد یوسف صاحب نے مجھے مبارک دی اور کہا کہ ”میں نے آپ کے لئے صدر صاحب سے اجازت لے لی ہے“ ”آپ اس سال حج پر جائیں گے“۔ یہ حیرت انگیز خوشی نہ زندگی میں کبھی ملی تھی اور نہ آئندہ ملے گی۔

دوسرا واقعہ کراچی میں پیش آیا۔ سالانہ محافل نعت کے سلسلے میں اس رات تیسری محفل نعت میں پڑھ کر گاڑی میں واپسی کے لئے کراچی سے چلنے کو تھے کہ کراچی کے میمن برادری کے دو نعت خوان بھائی جاوید ابراہیم‘ انور ابراہیم اپنے والد ابراہیم بھائی کے ساتھ موٹر سائیکل پر تعاقب کرتے ہوئے پہنچے۔ ابراہیم بڑے تپاک سے ملے اور بچوں کو شاگردی میں لینے کی درخواست کی اور اپنے گھر چلنے کو کہا۔ رات کے ساڑھے تین بج چکے تھے۔ میرے ساتھ کراچی کے نعت خوان عبدالرؤف بھٹی بھی تھے۔ ہم کلفٹن سے کھانا کھا کر ان کے ساتھ بولٹن مارکیٹ میں بمبئی بازار کی نکڑ پر واقع آصف منزل پہنچے۔ چھٹی منزل پر انور ابراہیم کا فلیٹ ہے۔ انہوں نے گھر میں تقریب کا باقاعدہ اہتمام کر رکھا تھا اور گھر والے جاگ رہے تھے۔ صبح کے چار بج چکے تھے۔ میں نے انور ابراہیم سے نعت کی کوئی کتاب لانے کو کہا تو وہ سیٹھ قمرالدین انجم کی کتاب ”حسنت جمیع خصالہ“ لے آیا۔ ورق گردانی کرتے ہوئے ایک نعت ۔

سینہ ہستی روشن روشن کا ہکشاں ہے‘ جگمگ جگمگ
ماہ مدینہؐ ‘ تیری ضیاء سے‘ سارا جہاں ہے جگمگ جگمگ
(قمرالدین انجم)

پر نظر ٹھہر گئی۔ کچھ گنگنانے کے بعد دھن ترتیب دی اور بسم اللہ کر کے انور ابراہیم کو کہلوانا شروع کیا۔ مجھے خوشی ہوئی کہ انور ابراہیم نے بہت کم وقت میں وہ نعت تیار کر لی۔ یوں استادی شاگردی کی رسم پوری ہوئی‘ مٹھائی تقسیم ہوئی۔ دعا ہوئی اسکے بعد چائے پی گئی. اور فجر کی اذان کے بعد نماز فجر ادا کر کے ایک کمرے میں‘ میں اور بھٹی صاحب ڈبل بیڈ پر آرام کی غرض سے لیٹ گئے۔ کچھ دیر کے بعد میں نیند سے اچانک بیدار ہوا۔ مجھے اپنی ایڑیوں کے نیچے تپش محسوس ہو رہی تھی۔ کسی کے ہاتھوں کی لمس کے حدت۔ میں بالکل چت لیٹا ہوا تھا۔ آنکھیں کھولیں تو میں نے عجیب منظر دیکھا کہ میرے پائینتی کی جانب ایک دھڑ ہے جسکے آٹھ دس ہاتھ ہیں جو رقص کی صورت میں حرکت کر رہے ہیں اور ان میں سے دو ہاتھ میرے پاؤں

یعنی ایڑیوں کے نیچے دھرے ہیں جن کی حدت سے میں جاگا۔ چہرہ اور گردن غائب اور اس جگہ پر روشنی کچھ زیادہ۔ آٹھ دس ہاتھ جیسے خوشی میں جھومر ڈال رہے ہوں۔ میں نے دائیں جانب دیکھا تو بھٹی صاحب خراٹے لے رہے تھے۔ کمرے میں یہ منظر دیکھ کر فطری طور پر میں ایک لمحے کے لئے خوفزدہ ہوا۔ دوسرے لمحے میں مجھے کلمہ طیبہ اور آیت الکرسی پڑھنے کے بعد حوصلہ ہوا کہ میں حضور پاکؐ کا نام لیوا ہوں جو تمام انبیاء کے سردار ہیں اور جن کا دین تمام ادیان پر غالب ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ ہیولی غائب ہو گیا اور مجھ پر پھر نیند طاری ہو گئی۔ تقریباً ساڑھے آٹھ بجے سو کر اٹھا۔ ناشتہ تیار تھا۔ منہ ہاتھ دھو کر کھانے کی میز پر بیٹھے۔ میں صبح کے واقعے کے زیر اثر چپ چپ تھا۔ ابراہیم بھائی نے پوچھا "کیا بات ہے طبیعت ٹھیک ہے" میں اپنے خیالوں میں گم ہندو مذہب کی اس دیوی کے نام کے بارے میں سوچ رہا تھا جسکے دس بارہ ہاتھ ہوتے ہیں۔ اچانک میں نے ابراہیم بھائی سے سوال کیا کہ "کیا یہاں قریب کوئی مندر ہے" تو انہوں نے جواب میں یہ کہا کہ آصف منزل ایک مندر ہی میں واقع ہے۔ میرا خیال تصدیق پا چکا تھا۔ میں نے ناشتہ چھوڑ کر کھڑکی کھولی اور نیچے دیکھا تو مندر نظر آیا۔ جس میں ہندو اب بھی رہائش پذیر ہیں اور حیرت کی بات ہے کہ مندر میں وہی مورتی دیوار سے جڑی کھڑی تھی۔ دس بارہ ہاتھوں والی۔

میں نے اس واقعے کا تذکرہ رئیس امروہوی مرحوم سے کیا تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ یہ واقعہ بالکل درست ہو گا اور آپ نے جو کچھ دیکھا وہ جیتے جاگتے دیکھا۔ تمام رات آپ کائنات کے محسن اور اللہ کے محبوب کی نعتیں پڑھتے رہے۔ باوضو تھے۔ صبح کے پرنور ماحول میں ایک معصوم بچے کو شاگرد کیا' نئی نعت ترتیب دی' باوضو اذان فجر سنی' نماز فجر ادا کی' دعا کی' اسکے بعد سوئے۔ اس مندر کی دیوی نے سرکار رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ثناء خوان کے چرنوں کو چھو کر سعادت حاصل کی اور آرتی اتاری ہے' خوشی سے رقص کیا ہے۔ اس دیوی کا نام ہندو مت میں سرسوتی دیوی ہے۔ ظاہر ہے یہ واقعہ بھی ذہن سے کیسے فراموش ہو سکتا ہے۔

۶۔ ہر دور نعت کا دور تھا اور ہر دور نعت کا دور رہے گا۔ کیونکہ حضورؐ کے ذکر کو اللہ رب العزت نے وہ رفعت دی ہے کہ ہر لحظہ جو کہ آنے والا ہے' گزرے ہوئے لمحے سے فزوں تر ہے۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ دور حاضر کے شاعر نے اپنا قبلہ درست کر کے سعادت حاصل کر لی ہے۔ ضیاء الحق کے دور میں یقیناً نعت کو سرکاری حوالے سے پذیرائی ملی۔ لیکن یہ بھی حصول سعادت کے زمرے میں آتا ہے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس صنف سخن کو بھی سیاسی شطرنج کا مہرہ بنا کر استعمال کیا گیا ہے۔

۷۔ سینکڑوں سرکاری کانفرنسوں' سیرت اور میلاد کے جلسوں میں نعت خوانی کا موقع ملا۔ وزارت مذہبی امور جب سے وجود میں آئی۔ اس کی تمام اہم تقاریب میں نعت خوانی کا شرف حاصل رہا۔ ہر شخص کو کشکول گدائی اٹھائے حج کی درخواست تھامے دیکھتا تو عجیب سا محسوس کرتا۔ اخباروں میں برائے پبلسٹی پڑھتا کہ فلاں کو حج پر بھیج دیا جائے فلاں کو عمرہ کروا دیا جائے تو دل کے کسی گم نام گوشے میں ایک موہوم سی خواہش سر اٹھاتی۔ لیکن جب ۱۹۸۶ء میں حج کمپلیکس اسلام آباد کے افتتاح کے موقع پر نعت کے لئے میرا نام پکارا گیا تو اللہ تعالیٰ سے یہ سوال دل ہی دل میں کیا تھا کہ "مولا! کیا میرا کام افتتاح کروانا اور حاجیوں کے قافلوں کی روانگی اور الوداع کہنا ہی ہے؟ میں تیرے اور تیرے محبوبؐ

کے ہوتے ہوئے کسی اور کے سامنے دست سوال کیوں دراز کروں؟ جبکہ تو مجھے باوقار انداز میں اپنے در پر بلانے پر قادر ہے تو پھر اور دیر کیوں؟" بس پھر کیا دیر تھی۔ تمام انتظام اپنے آپ ہوتے چلے گئے اور ہم نے VIP حج کیا' ہر لحاظ سے۔ غالباً یہ خلوص تمنا کی انتہا کا دن تھا۔

۸۔ دل میں ہزاروں منصوبے تھے کہ حرمین شریفین میں پہلی حاضری پر یہ پڑھوں گا' وہ کروں گا' یہ مصرع دہراؤں گا' حضور کے سامنے مواجہ شریف میں یہ پڑھوں گا' قدموں میں یہ پڑھوں گا' لیکن میری برسوں کی نعت خوانی نے وہاں چپ سادھ لی۔ یوں لگتا تھا کہ جسم کا تمام پانی آنکھوں سے بہہ جائے گا۔ بقول سلیم گیلانی ؎

شاہا! نیاز و عجز گدایاں قبول ہو　　آقا! سلام حلقہ بگوشاں قبول ہو

الفاظ ساتھ چھوڑ گئے گنگ ہو گئے　　بے ربطیٔ نوائے پریشاں قبول ہو

ساری دعائیں سیل تجلی میں بہہ گئیں　　لرزاں اک اشک ہے سر مژگاں قبول ہو

وہاں سے آتے ہوئے بہت کچھ لے کر آیا ہوں۔ میرے اندر ہجر کی وہ جلن نہیں ہے کہ میں ہر ایک سے کہتا پھروں کہ "مدینے لے چلو مجھ کو کوئی خدا کے لئے" بخدا ہر روز فجر سے قبل میں حضور کی بارگاہ میں ہوتا ہوں۔ وہ میری سنتے ہیں۔ مدارات فرماتے ہیں۔ جب نوازشات کا سلسلہ اس طرح سے جاری ہو تو پھر میں کیوں شور مچاؤں۔ میں گناہ گار اور سیاہ کار تھا۔ بے نمازی تھا۔ بے وضو رہا کرتا تھا۔ بے سلیقہ تھا بے ہنر تھا۔ مجھے نور عطا ہوا۔ میں پابند صوم و صلوٰۃ ہوا۔ میں ظاہر باطن کا پاک اور صاف ہوا۔ مجھے سلیقہ اور ہنر عطا ہوا۔ مجھے دنیا ملی۔ عقبیٰ ملی۔ عبادت میں لذت ملی۔ وظائف میں مداومت نصیب ہوئی۔ میں کیا عرض کروں مجھے بقدر ظرف میری اوقات سے سوا عطا ہوا۔ اس کے لئے تو دفتر چاہیے۔

۹۔ میں طبعاً" اور مزاجاً" شاعر ہوں۔ نعت حضور کی محبت جب دل میں چٹکی لیتی ہے تو کہتا ہوں۔ آواز کی خوبی اس صلاحیت پر حاوی ہے اور کچھ نعت گو شعراء کی کتابوں کی فراوانی سے' کچھ زبانی اور کچھ ادھر ادھر سے سن کر اچھے اور اعلیٰ پائے کے نعتیہ اشعار اس قدر ذہن میں ہیں کہ صبح پڑھنا شروع کروں تو رات بھی بیت جائے نعت کے اشعار ختم نہ ہوں۔ ایسے میں باقاعدگی سے نعت کس طرح کہی جا سکتی ہے۔ بہرحال کوشش جاری رہتی ہے۔ پروگراموں سے ہی فرصت نہیں ہوتی۔ شعر کہنے کے لئے مخصوص جذبہ' ماحول اور تنہائی چاہیے۔ یہ چیزیں اکثر میسر نہیں ہو پاتیں۔ جب میسر ہوتی ہیں تو نعت بھی ہو جاتی ہے۔

۱۰۔ میرے سامعین مخصوص ہیں۔ میرا فن نعت' شعر و شاعری' موسیقی' پیشکش کا انداز منفرد ہے۔ میں سامع کو اپنے معیار اور ذوق کی سطح پر لا کر نعت سناتا ہوں۔ سامع کی سطح پر جا کر نہیں سناتا۔ میرے دل میں چراغ عشق محمدؐ ہے۔ جسے اپنا چراغ جلانا ہو وہ میرے قریب آئے اور لو سے لو ملا لے۔ میرے دل میں اگر یہ سمائی ہے کہ جامی کی زبان سے آقا کے شہر کی آرزو بیان ہو تو کوئی مائی کا لال مجھے میاں محمد بخش کی سیف الملوک سنانے کے لئے نہیں کہہ سکتا۔ اس معاملے میں کچھ مشکل سا شخص ہوں۔ بس اس بے ہنر کو حضور قبول فرمالیں یہی کافی ہے۔

۱۱۔ میری خواہش ہے کہ ہر خوش گلو شخص یا تو قاری بنے' نعت خوان بنے یا اپنی آواز سے ملی اور قومی نظمیں پڑھے۔

خوش الحان خطیب بنے۔ موذن بنے۔ عارفانہ کلام پڑھے۔ اسکے علاوہ وہ جو کچھ بھی بنے گا اور جس طرح بھی اس نعمت خداداد کا استعمال کرے گا۔ جنت سے دور ہوتا چلا جائے گا۔ اس نظریہ کے تحت ۱۹۷۱ء میں' میں نے "پاکستان قرات و نعت کونسل" کی بنیاد رکھی۔ آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ میں باقاعدہ سند یافتہ قاری بھی ہوں اور یہ سند میں نے ۱۹۶۲ء میں حاصل کی تھی۔ سینکڑوں کی تعداد میں شاگرد ہیں جو ریڈیو' ٹیلیویژن کے علاوہ عوام میں مقبول ہیں۔ ہر جمعے کے دن صبح اور سہ پہر کو باقاعدہ کلاسز کا اہتمام ہوتا ہے۔ جس میں نعت خوانی کے پورے لوازمات کے ساتھ شاگردوں اور مبتدیوں کو تعلیم دی جاتی ہے۔ ملک کے طول و عرض میں یہ تعلیم کیسٹوں کے ذریعے' بذریعہ ڈاک' دی جاتی ہے۔ میں خوش گلو بچوں اور بچیوں کو تلاش کرتا ہوں اور انہیں قرآن اور نعت کی طرف رغبت دلاتا ہوں۔ میری زندگی کا اب یہی مقصد ہے۔ جس محفل میں شعرو سخن کے حوالے سے ایمان و عقائد اور فن کے حوالے سے کوئی بھی نامناسب بات ہو' برملا اس کی اصلاح کرتا ہوں کونسل کی پاکستان بھر کے علاوہ بیرون ملک بھی شاخیں ہیں جہاں اپنے اپنے حلقے میں فروغ نعت کا یہ مقدس مشن جاری ہے۔

۱۲۔ نوجوان نسل کیلئے بحیثیت ایک مدح خوان رسالتماب ہونے کے یہ پیغام دیتا ہے کہ ۔

ہر دل میں شمع عشق محمدؐ جلائی جائے ذہنوں کی تیرگی کا مداوا اسی سے ہے

(اعظم چشتی)

حضورؐ کا نام عقیدت و محبت سے لیتے رہئے۔ کسی نہ کسی لمحے یہ صدا قبول بارگاہ ہوگی اور آپ کی صورت' سیرت اور شب و روز ایسے سانچے میں ڈھل جائیں گے جو اللہ اور اسکے رسول کی خوشنودی کا باعث ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

وکیل احمد صابری (کنجروڑ)

۱۔ والد ماجد اور تایا جان نعت خوان تھے۔ انہی کی تربیت نعت خوانی کی طرف سے لے آئی۔

۴۔ احمد رضا بریلوی' حسن رضا بریلوی' صائمہ چشتی' محمد علی ظہوری' عبدالستار نیازی' محمود احمد قادری۔

۵۔ بہت سے واقعات ہیں لیکن میں ان کا ذکر کرنا ضروری خیال نہیں کرتا

۶۔ رائے سے اتفاق ہے۔

۷۔ تڑپ کیوں نہ ہو لیکن ابھی تک اس سعادت سے محروم ہوں۔

۹۔ نعت گوئی کی سعادت سے محروم ہوں۔

۱۰۔ کوشش کرتے ہیں تاکہ سامعین سے کسی بھی صورت میں بیزاری کا جرم سرزد نہ ہو۔

۱۲۔ سنت رسول پر عمل کرے کیونکہ اسی میں دنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔

محبوب احمد ہمدانی (لاہور)

۱۔ ہوش سنبھالا تو گھر میں محفل میلاد اور نعت خوانی کا ماحول تھا کہ والد مرحوم حکیم منظور احمد ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ

پاکستان آنے سے پہلے مسلم لیگ کے جلسوں اور محافل میلاد میں نعتیں اور نظمیں پڑھا کرتے تھے۔ لاہور میں اعظم چشتی اور جان محمد کو امرتسر سے بطور خاص بلا کر اپنے گھر محفل میلاد کا انعقاد کیا کرتے تھے۔ والد بزرگوار نے پاکستان آ کر کچھ عرصہ نجی محافل میں نعت خوانی بھی کی۔ لیکن سرکار عالم پناہؐ کے عشق و محبت میں اس قدر غرق ہو چکے تھے کہ بے تحاشہ رقت طاری ہو جاتی تھی اور باقاعدہ نعت نہ پڑھ سکتے تھے۔ کچھ والد صاحب کی پڑھی ہوئی نعتوں کے اشعار ذہن میں ہوتے تھے بچپن کی عادت کے مطابق میں گنگنایا کرتا تھا والد صاحب نے سنا تو فرمایا تم نعت پڑھا کرو۔ پھر میں نے باقاعدہ نعت خوانی والد صاحب کی سرپرستی میں شروع کی۔ والد صاحب سے جو نعت میرے ذہن اور عقل کے مطابق سمجھ آتی۔ لکھوا لیتا اور محافل میں پڑھتا۔

۲۔ اللہ تبارک تعالیٰ رسالت مآب کا سب سے بڑا نعت خوان ہے قرآن مجید حضورؐ کی تعریف سے بھرا ہوا ہے۔

میرا ایمان ہے جس طرح درود پاک کبھی رد نہیں ہوتا فوراً مقبول بارگاہ ہوتا ہے اسی طرح نعت پاک بھی اگر خلوص دل اور محبت سے پڑھی جائے تو بارگاہ رسالتؐ میں فوراً مستجاب ہوتی ہے یا یوں کہہ لیجئے کہ نعت سرکار دو عالمؐ بھی وہی عمل ہے جو اللہ اور اس کے فرشتے کرتے ہیں کوئی عربی میں' کوئی پوربی میں' کوئی فارسی' کوئی اردو' کوئی پنجابی غرضیکہ دنیا میں جو زبان بولی جاتی ہے اسی زبان میں نعت پڑھی جاتی ہے اور یہ وہ عمل ہے جو رحمت مجسمؐ نے اپنے صحابہؓ کی محفل میں سنا اور بے حد پسند فرمایا اور آپؐ اس طرح جھومتے تھے جیسے کوئی ٹہنی ہوا کے ساتھ جھومتی ہو۔

۳۔ سب سے پہلے نعت خوان کو پاک صاف اور باوضو ہونا چاہیے۔ نعت پڑھتے ہوئے تصور میں گنبد خضرا اور روضہ انور کی جالیوں کا نقشہ سامنے ہونا چاہیے۔ دنیاوی غرض و غایت یا لالچ کو قطعی ذہن میں نہ لانا چاہیے۔ خصوصی طور پر ایسے شعراء کے کلام کا انتخاب کرنا چاہیے جن کی نعت میں حمد و نعت کا فرق موجود ہو۔

۴۔ موجودہ دور کے شعراء میں احمد ندیم قاسمی' حافظ لدھیانوی' طفیل ہوشیار پوری' حفیظ تائب' منیر قصوری' اعظم چشتی' مظفر وارثی اچھے لگتے ہیں۔

۵۔ ایک بار بارگاہ رسالتؐ میں حاضری نصیب ہوئی۔ دل نہیں بھرا بار بار جانے کی تمنا اور تڑپ ہے۔ سرکارؐ کی بارگاہ میں روزانہ مواجہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر میں اور قبلہ والد صاحب بعد نماز فجر تھوڑی سی آواز کے ساتھ "یا نبی سلام علیک" پڑھا کرتے تھے نجی محافل میں بھی شرکت ہوتی تھی لیکن آخری روز ایک پاکستانی ہوٹل میں جس میں ہم مقیم تھے اس کے مینجر نے اپنے ہاں محفل کا اہتمام کیا۔ جو کیفیات اس روز تھیں' وہ تحریر میں لانا ممکن نہیں صرف محسوس کی جا سکتی ہیں۔ جب بھی وہ دن' وہ راتیں' وہ وقت' جو مدینہ طیبہ میں گزارا یاد آتا ہے بے چین کر دیتا ہے۔

۶۔ دور حاضر کو نعت کا دور کہنا بالکل درست ہے جتنی نعتیں اس دور میں لکھی گئیں میرے ناقص علم کے مطابق اتنی شاید کبھی کسی دور میں نہیں لکھی گئیں۔ اسی دور میں مختلف لوگوں نے نعت پر بے پناہ تحقیق کی۔ بہت سے ایسے شاعر جنہوں نے اپنی زندگی میں صرف زلف و رخسار کی بات کے علاوہ کوئی بات نہ کی تھی وہ بھی سرکار دو عالمؐ کی نعتیں لکھنے لگے اور اسی نسبت سے مشہور ہوئے۔ اس کا کریڈٹ بلاشبہ ضیاء الحق مرحوم کو جاتا ہے کیونکہ انہوں نے نعت کو بے حد پسند کیا اور جس وقت ان کو لحد میں اتارا جا رہا تھا میں اور برادر اصغر حافظ مرغوب احمد ہمدانی وہاں موجود تھے اور

اس وقت بھی سرکارؐ کی نعت پڑھی جا رہی تھی۔ ضیاء صاحب کی پسندیدگی کو دیکھتے ہوئے' ریڈیو۔ ٹی وی اور سرکاری تقریبات میں نعت کو بہت اہمیت دی گئی خود ضیاء صاحب نعت خوانوں کی بہت قدر کرتے تھے۔ مجھے کئی مرتبہ ان کی موجودگی میں نعت پڑھنے کا موقع ملا۔ نعت سننے کے بعد اٹھ کر مصافحہ کرتے گلے لگاتے اور غیر ملکی سربراہ جو محفل میں موجود ہوتے' ان سے تعارف کراتے۔

۷۔ اس بات کا صحیح تعین تو نہیں ہو سکتا لیکن جوں جوں انسان کے اندر عمر کے ساتھ ساتھ اللہ اور رسول پاکؐ کا عشق بڑھتا ہے حاضری کی کشش زیادہ ہوتی ہے اور اب دلی کیفیت یہ ہے کہ جونہی حالات اجازت دیں اڑ کر مدینہ منورہ پہنچا جائے اور بار بار سرکارؐ کی بارگاہ اقدس میں قدم بوسی کا شرف حاصل ہو۔

۸۔ بیت اللہ میں جس روز ہم پہنچے تو عصر کی نماز کا وقت تھا' عصر کی نماز پڑھی اور یوں محسوس ہوا کہ صحیح نماز آج ہی پڑھی ہے پاکستان میں نماز پڑھتے تھے لیکن اس نماز کا کیف و سرور کچھ اور ہی اہمیت کا حامل تھا آنکھوں کو یقین نہ تھا کہ میں واقعی کعبۃ اللہ کے سامنے سر **بسجود** ہوں۔ آج تک اس نماز کا کیف و سرور باقی ہے۔ مدینہ منورہ میں مسجد نبویؐ یا اس کے علاوہ کہیں بھی محفل نعت کا انعقاد کرنے کی ممانعت ہے لیکن پھر بھی جیسے میں پہلے عرض کر چکا ہوں ہم درود' سلام اور نعت خوانی کرتے رہے۔

۹۔ نعت پڑھنا اور بات ہے۔ نعت لکھنا بہت نازک معاملہ ہے جب تک حضورؐ کی سیرت پاک کا مکمل مطالعہ نہ ہو اور ایسے الفاظ کا ذخیرہ نہ ہو جو سرکارؐ کی شان میں استعمال ہوں' نعت لکھنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ نقل یا تک بندی سے انسان بے ادبی کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ میں ان باتوں سے بہت ڈرتا ہوں۔

۱۰۔ محفل نعت ہو تو سب سے پہلے یہ اندازہ لگانا پڑتا ہے کہ جو لوگ اس محفل میں موجود ہیں وہ کس ذوق کے مالک ہیں اگر پنجابی سننے والوں کی کثرت ہے تو پنجابی' ورنہ اردو نعت اور اگر علماء یا دانشور موجود ہوں تو فارسی۔ کئی دفعہ غیر ملکی مہمان جو خلیج سے تشریف لاتے ہیں تو عربی نعت کی بھی فرمائش پوری کرنی ہوتی ہے۔ ریڈیو کا معیار کچھ یوں ہے کہ ان کے ہاں اساتذہ یا پھر ریڈیو کے منظور شدہ شعراء کا کلام پڑھا جاتا ہے۔ ٹی وی پر بھی اسی طرح معیاری شعر لکھنے والے شعراء کے کلام کو اہمیت دی جاتی ہے۔

۱۱۔ فروغ نعت کے سلسلے میں' میں نے ہمیشہ اجتماعی کوشش کو ترجیح دی ہے اور اس سلسلے میں مختلف اداروں کو جو اس سلسلے میں خلوص سے کام کرتے ہیں اپنی خدمات پیش کی ہیں اور کبھی کسی ادارے' انجمن کا عہدہ لینے کی دل میں خواہش نہیں رکھی۔

۱۲۔ مداح رسول بننا میرے جیسے گناہگار کے لئے بہت بڑی سعادت ہے اور میں بچوں اور نوجوانوں کو جو سرکارؐ کی نعت خوانی کرتے ہیں یہی پیغام دوں گا کہ نعت کو صرف ذریعہ نجات سمجھ کر اور سرکارؐ کے عشق میں ڈوب کر پڑھیں دنیا اور آخرت دونوں میں انشاء اللہ سرخروئی ہو گی۔

محمد حسین چشتی پھالیہ (پھالیہ)

۱۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میری والدہ ماجدہ اکثر ہمیں حضور کی پیاری پیاری نعتیں سنا کر محظوظ فرماتیں۔ دوسری وجہ یہ ہے سکول میں داخل ہوا تو وہاں سیکنڈ ہیڈ ماسٹر جن کا اسم گرامی صوفی محمد حسین تھا تمام مسلمان بچوں کو دینی تعلیم دیتے اور نعت پڑھنے کی ترغیب دیتے۔ بس اس طرح شوق بڑھتا گیا۔

۲۔ نعت سننا سنت رسولؐ ہے اور نعت پڑھنا سنت صحابہ کرامؓ ہے۔

۳۔ نعت پڑھتے ہوئے باوضو ہو۔ کپڑے پاک ہوں۔ سنت کا پابند ہو۔ نعت سیکھنے کے لئے کسی خوش گلو اور نیک استاد کی ضرورت ہے۔

۴۔ شاہ احمد رضا بریلوی اور حسن رضا خاں سے متاثر ہوں۔

۶۔ یہ درست ہے کہ دور حاضر کو فروغ نعت کا دور کہا جاتا ہے۔

۸۔ الحمدللہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری نصیب ہوئی۔ دھیمی آواز میں تین نعتیں اور سلام پیش کئے۔

۹۔ خدا کے فضل سے نعت گوئی کا بھی خداوند قدوس نے شرف بخشا مگر میں زیادہ تر بزرگان دین اور صوفیائے کرام کا کلام پسند کرتا ہوں۔

۱۰۔ نعت شریف پڑھتے ہوئے وقت سے تجاوز نہیں کرتا۔ ایسا نہ ہو سامعین بیزار ہوں اور میں گنہگار ہو جاؤں۔

قاری محمد فاروق (اسلام آباد)

۱۔ میں نے نعت خوانی سید منظور الکونین اور غلام رسول سے سیکھی۔

۲۔ نعت عشق و سوز سے پڑھنی چاہیے نہ کہ پیشہ ورانہ حیثیت سے۔

۳۔ نعت جب بھی پڑھی جائے آپ کو موجود سمجھ کر پڑھی جائے جیسے کہ آپؐ سن رہے ہیں۔

۴۔ میں اعلیٰ حضرت مولانا محمد رضا خاں بریلوی کے کلام کو زیادہ پسند کرتا ہوں۔

۶۔ اس میں شک نہیں کہ مرحوم ضیاء الحق کے دور میں نعت کو بہت فروغ ملا۔

۷۔ حاضری کی تمنا تو شروع ہی سے ہے اور دعا کرتا رہتا ہوں۔ نہ جانے کب حاضری نصیب ہو۔ اللہ تعالیٰ یہ تمنا جلد پوری کرائے۔

۹۔ نعت خواں تو ہوں اللہ کرے نعت گو بھی بن جاؤں۔

سعید ہاشمی (کراچی)

۱۔ الحمدللہ گھر کا ماحول مذہبی پایا۔ تمام اہل خانہ کو نعت خوانی سے خاص شغف تھا۔ لہٰذا میں بھی متاثر ہوا۔ اس سلسلے میں جو شہرت، مقبولیت اور کرم نوازی ہوئی وہ سب میرے والدین اور بزرگوں کی دعاؤں کا اثر ہے۔

۲۔ نعت خوانی سے دل میں حضور کی محبت اور عشق پیدا ہوتا ہے۔

۳۔ نعت خوانی اس انداز میں کی جائے کہ جس سے سامعین بھی متاثر ہوں اور ان کا ایمان بھی تازہ ہو جائے۔ لہٰذا

میں سمجھتا ہوں کہ ایک اچھی نعت پیش کرنے کے لئے بہترین طرز' نغمگی' سوز و گداز اور خوش الحانی بہت ضروری ہے۔

۴۔ مولانا جامی' شیخ سعدی' امیرمینائی' احمد رضا بریلوی' حسن رضا بریلوی' منور بدایونی' بہزاد لکھنوی' سکندر لکھنوی' اقبال عظیم' ادیب رائے پوری' حفیظ تائب' قمرانجم' مسرور کیفی۔

۵۔ نعت خوانی کے حوالے سے میری زندگی میں بے شمار یادگار واقعات پیش آئے جن کے ذکر کے لئے اگر کتاب تحریر کی جائے تو شاید وہ بھی ناکافی ہو۔ خود میری زندگی میں انقلاب آیا۔ سوچ میں تبدیلی پیدا ہوئی اور بے شمار ایسے لوگوں کی زندگیوں میں انقلاب آیا جو صرف محفل نعت میں شریک تو ضرور ہوتے تھے لیکن عملی اعتبار سے بہت دور تھے۔ اب الحمدللہ صوم و صلوٰۃ اور شرع کے پابند ہیں اور بہت مرتبہ حضور کی بارگاہ میں حاضری کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔

۶۔ یہ حقیقت ہے کہ دور حاضر میں نعت خوانی کو بہت زیادہ فروغ حاصل ہوا۔ اس میں ریڈیو پاکستان اور ٹیلی ویژن نے اہم کردار ادا کیا۔ ضیاء الحق مرحوم کے دور میں بھی نعت خوانی کو بہت فروغ حاصل ہوا کیونکہ انہوں نے ہر سرکاری تقریب میں تلاوت کلام پاک کے بعد نعت خوانی کروائی۔ جس کی دیگر اداروں نے بھی تقلید کی اور اس طرح عوام میں نعت خوانی سے دلچسپی پیدا ہوئی۔

۷۔۸ الحمدللہ چار مرتبہ حرمین شریفین کی حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ مدینہ طیبہ حاضری کے موقع پر بارگاہ رسالت مآب میں بہت سی نعتیں پیش کیں۔ محسوسات تحریر کرنے سے قاصر ہوں۔ بقول ادیب رائے پوری

میں سناؤں کیسے لوگو در مصطفٰے کی باتیں   یہ خدا کرے کہ تم بھی کبھی جا کے دیکھ آنا

۹۔ خواندہ نعت خواں ویسے بھی آدھا شاعر ہوتا ہے۔ میں نے بھی چند نعتیں لکھنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

۱۰۔ محفل نعت میں پیش کیا جانے والا کلام عام فہم ہو۔ ایسی طرز پیش کی جائے جس میں نغمگی اور اثر ہو۔ تب ہی سامعین پر اثر ہو گا۔ میں اس بات کو اولیت دیتا ہوں کہ لوگ کیا سننا چاہتے ہیں۔

۱۱۔ میں نے ریڈیو' ٹیلی ویژن' کیسٹ' گراموفون ریکارڈ اور محافل میں بہترین کلام کا انتخاب نئے انداز میں' نعت خوانی کے تقدس کا خیال کرتے ہوئے خوبصورت' آسان اور متاثر کن انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی۔ الحمدللہ کافی پذیرائی اور مقبولیت حاصل ہوئی۔ نوجوان نسل نے خاص طور پر اس کا اثر قبول کیا اور میرا انتخاب اور طرز میں عموماً محافل میں پیش کی جانے لگی ہیں۔ فروغ نعت کے سلسلے میں یہ میری ذاتی کوشش تھی۔

۱۲۔ نسل نو کے لئے یہی پیغام ہے کہ سب سے پہلے اپنے والدین اور بڑوں کا احترام کریں۔ اچھی صحبت اختیار کریں۔ دنیاوی علوم کے ساتھ ساتھ اسلامی علوم حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

مشتاق احمد رحمانی (لاہور)

۲۔ نعت خوانی میرے نزدیک ایمان کا حصہ ہے۔

۳۔ نعت خوان کے لئے اس کی آواز کا اچھا اور سریلا ہونا ضروری ہے۔ اس میں استاد سے سیکھنا بھی ضروری ہے۔ نعت خوان کو ہر قسم کے لالچ کے بغیر ثناء خوانی کرنی چاہیے۔

۴۔ حفیظ تائب، حافظ مظہر الدین، منور بدایونی، خالد محمود (کراچی)، ریاض الدین سہروردی۔

۷۔ میں جب بھی نعت رسول پڑھتا ہوں تو میری یہی تمنا ہوتی ہے کہ میں مدینہ منورہ میں روضہ رسول پر نعت پڑھوں۔

۸۔ چونکہ میری یہ تمنا ابھی تک پوری نہیں ہوئی اس لئے اس کے محسوسات کے بارے میں کچھ کہنے سے قاصر ہوں۔

۹۔ میں اچھے نعت گو شعراء کی نعتیں پڑھتا ہوں اور مجھے اچھا کلام میسر ہے۔ اس لئے مجھے نعت لکھنے کی کمی کبھی محسوس نہیں ہوئی۔

۱۰۔ نعت پڑھتے وقت میں اچھے سے اچھا کلام پیش کرتا ہوں تاکہ عقیدت مند اس سے بھرپور مستفید ہوں۔

۱۱۔ میں ان تمام انجمنوں اور لوگوں کا احترام کرتا ہوں جو فروغ نعت کے سلسلے میں کام کر رہے ہیں۔

۱۲۔ میں نئی نسل کے تمام نعت خوانوں کے لئے دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے آواز و کلام میں برکت دے اور ان کے جذبے ہمیشہ قائم و دائم رہیں۔

ملک غلام محمد (ڈیرہ نواب صاحب)

۲۔ نعت خوانی ایک عظیم ذریعہ تبلیغ ہے اس سے بڑھ کر اور کوئی تبلیغ کارگر نہیں ہے۔

۴۔ جن شعراء کے کلام سے متاثر ہوں۔ حسن رضا بریلوی، حضرت بیدم وارثی، عابد حسین عابد، خواجہ غلام فرید، نور محمد صابر، مولانا محمد یار فریدی، عبدالستار نیازی۔

۶۔ دور حاضر میں جنرل محمد ضیاء الحق کی وہ شخصیت ہے جو سراپا عشق تھی نعت سے بے حد لگاؤ تھا۔ آپ کے دور سے قبل نعت خوانی مساجد اور مذہبی محافل تک محدود تھی۔ آپ کے دور صدارت میں قومی اسمبلی، صوبائی اسمبلی ہر سرکاری و قومی تقریب اور ریڈیو، ٹیلی ویژن سے پڑھی جانے لگی۔

۸۔ یہ نعت خوانی کی برکت ہے۔ سرکار مدینہ کی بارگاہ میں ۱۹۸۱ء میں حاضری نصیب ہوئی۔ وہاں جو نعت پڑھنے کا مزا اور لطف آیا وہ یہاں نہیں۔ ہر وقت یہ نعت زبان پر رہی۔

کس منہ سے بیاں ہوں تیرے اوصاف حمیدہ　　　خوشبو ہے دو عالم میں تیری اے گل چیدہ

۱۰۔ نعت پڑھتے وقت دو چیزوں کا خیال رکھتا ہوں ایک یہ کہ اتنی لمبی نعت نہ ہو جس سے مجمع اکتا جائے اور نعت مجمع کی سمجھ کے مطابق پڑھی جائے تاکہ کم فہم کم اور علم لوگ استفادہ اٹھا سکیں۔

۱۲۔ نسل نو کو چاہئے کہ وہ خود بھی نعت خوان بنے اور جو نہ بن سکیں انہیں بھی فروغ عشق رسول کے لئے کام کرنا چاہئے۔

بدر الدین بدر (گوجرہ)

۱۔ گھر کا ماحول اور سکول کی فضا نعت خوانی کی طرف لے آئی۔

۲۔ "اعظم" میں ذکر شاہ زمن کیسے چھوڑ دوں میرے لئے یہی تو ہے سرمایہ حیات

۴۔ نعت گو شعراء تمام تر قابل تحسین ہیں کہ وہ میرے آقا و مولا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا خوانی میں مصروف عمل ہیں۔

۶۔ ازل سے ابد تک نعت ہی نعت کا دور ہے اور رہے گا۔

۸۔ الحمد للہ بفضل تعالیٰ حجاز مقدس کی سر زمین پر سب سے پہلے ۱۹۸۹ء میں دربار رسالت مابؐ میں نعت کی محفلوں میں حاضری کا شرف حاصل ہوا وہاں کی حاضری کا منظر تحریر نہیں کر سکتا۔ ایک لمحہ ایسا بھی آیا کہ مواجہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام کے گجرے پیش کرتے ہی پلکوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ یہ کیفیت کافی دیر تک رہی۔ مواجہ شریف کی جالی مبارک سے دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی مس کر کے آنکھوں کے اندر لگائی تو جو سکون اور ٹھنڈک محسوس ہوئی وہ کبھی بھی میسر نہ آئی تھی۔

۹۔ ثنا خوانی سے ہی فرصت نہیں۔

۱۰۔ سامعین کرام کے وقت کو ملحوظ خاطر رکھنا نعت خواں کا اخلاقی فرض ہے۔

۱۲۔ نسل نو کو اطاعت رسولؐ کے زیور سے اپنے آپ کو آراستہ کرنا چاہیے کیونکہ اسی میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔

غلام حسن قادری (پشاور)

۱۔ سکول کے زمانے میں ہی نعت خوانی کا شوق پیدا ہو گیا تھا۔

۲۔ نعت خوانی میرے نزدیک عبادت ہے۔ اس سے روح کو تسکین ملتی ہے۔

۳۔ نعت خواں جب نعت پڑھتے ہیں تو ان کو یہ خیال ہونا چاہیے کہ ہم سرکارؐ کو نعت سنا رہے ہیں۔

۴۔ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا بریلوی' سید محمد ریاض الدین سہروردی' سید شریف الدین نیر' علامہ اقبال' محمد علی ظہوری' عبدالستار نیازی۔ ان کا کلام مجھے بے حد پسند ہے۔

۶۔ دور حاضر واقعی نعت کا دور ہے۔

۷۔۸ حرمین شریفین میں ابھی تک حاضر نہیں ہوا جب بھی بلاوا آیا تو ضرور حاضر ہوں گا اور جب حاضر ہوں گا تو پھر نعت شریف بھی ضرور پیش کروں گا۔

۹۔ اللہ کا شکر ہے کہ مجھے نعت پڑھنے کی سعادت حاصل ہے لیکن مجھے کبھی ایسا محسوس نہیں ہوا کہ مجھ میں نعت لکھنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ مجھے اچھے اچھے شعراء کا کلام ملتا ہے۔ میں پڑھتا ہوں جن کا کلام لوگ بے حد پسند کرتے ہیں۔ میں نے ابھی تک کوئی نعت نہیں لکھی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رب العزت مجھے بھی وہ علم عطا فرما دے تو میں لکھنے

کے قابل ہو جاؤں۔

اختر حسین قریشی (لاہور)

۱۔ میں نے جس گھرانے میں آنکھ کھولی اس کی پوری فضا "محبت رسول" کی خوشبو سے مہکی ہوئی تھی۔ اس فضا میں حمد و نعت کے زمزمے قلب و روح میں پیدا ہونے والے کیف و سرور اور جذب و گداز میں ہر لحہ اضافہ کرتے رہتے اور میں اپنے وجود کو ایک نامعلوم مگر مقدس آنچ میں پگھلتا ہوا محسوس کرتا۔ جب بھی اپنے اردگرد کے ماحول میں یا ریڈیو پر کسی کو خوش الحانی کے ساتھ حمد سرائی یا بارگاہ مصطفویؐ میں مدحت سرائی کرتے سنتا تو مجھے اس کی خوش نصیبی پر بڑا رشک آتا اور میرے دل میں یہ خواہش انگڑائیاں لینے لگتی کہ کاش میں بھی ممدوح کائناتؐ کے ثنا خوانوں میں شمار کیا جاؤں اور مجھے بھی کبھی وہ عزت' وہ مقبولیت اور وہ پذیرائی حاصل ہو جو آج ان خوش نصیبوں کو حاصل ہے چونکہ میرے گھر والوں کی نظر میں حضورؐ کے ثنا خوانوں کا مقام بہت ارفع و بلند تھا' لہٰذا اوائل عمر ہی سے میں اس مقام پر فائز ہونے کے خواب دیکھنے لگا اور یہی میرے ذوق و شوق کی منزل قرار پائی۔

۲۔ میں نے ہوش سنبھالنے کے بعد سے اب تک نعت خوانی کو دولت و شہرت کی بجائے' اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب پاکؐ کی رضا و خوشنودی اور سعادت دارین کا ذریعہ سمجھا ہے۔ میرا پختہ عقیدہ ہے کہ ثنا خوانی رسولؐ کا حق اخلاص نیت' ایثار نفس اور عمل و کردار کی پاکیزگی کے بغیر ادا کیا ہی نہیں جا سکتا۔ ہر لحہ یہی آرزو دل میں مچلتی رہتی ہے کہ کاش میں ثنا خوانی کا حق ادا کرنے کے قابل ہو جاؤں۔

۳۔ میرے خیال میں ایک نعت خوان کو عقیدت کے حوالے سے جن باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے' ان میں بنیادی بات فکر و عمل کی یکسانیت اور ہم آہنگی ہے۔ اس کا کوئی قول اور فعل ایسا نہیں ہونا چاہیے جو جذبہ حب رسولؐ کے منافی ہو' یعنی ثناء خوان رسولؐ کی عملی زندگی میں وہ تمام خوبیاں نظر آنی چاہئیں جو اسلام کے اعلیٰ اخلاقی نظام کا خاصہ ہیں۔ فن کے حوالے سے نعت خوان کے لئے جن باتوں کو بطور خاص مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ ان میں سب سے پہلے نعت کا انتخاب ہے۔ مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ بعض نام نہاد نعت خوان محفلوں میں جو کلام پڑھتے ہیں ان پر "نعت" کا اطلاق ہی نہیں ہوتا اور وہ کلام ایسے متشاعروں کی کج فکر کا نتیجہ ہوتا ہے جو فن شاعری کی نزاکتوں اور لطافتوں سے بے بہرہ اور اس کے تقاضوں سے نابلد ہوتے ہیں۔ لہٰذا سب سے پہلی اور ضروری بات صحیح نعت کا انتخاب ہے۔ پھر اسے ترنم اور خوش الحانی سے اس طرح پیش کرنا چاہیے کہ اس کا تقدس اور معنویت دل کی گہرائیوں میں اترتے چلے جائیں۔

۴۔ قدیم شعراء میں امیر خسرو' جامی اور قدسی ----- متاخرین میں امیر مینائی' مولانا احمد رضا خان بریلوی' مولانا حسن رضا خاں بریلوی' مولانا ظفر علی خاں' بیدم وارثی اور محسن کاکوروی اور جدید شعراء میں حافظ مظہرالدین' محمد اعظم چشتی' حفیظ تائب' احمد ندیم قاسمی اور حافظ لدھیانوی۔

۶۔ اگرچہ جنرل ضیاء الحق مرحوم کے عنان اقتدار سنبھالنے سے پہلے ہی نعت اور نعتیہ ادب کو ملک میں کافی فروغ حاصل ہو چکا تھا اور ملک کے تمام حصوں میں نعت خوانی کے مقابلے اور محفلیں منعقد ہوتی رہتی تھیں تاہم اس

حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جنرل ضیاء الحق مرحوم کی دینی اقدار سے گہری وابستگی کے سبب نعت خوانی کو سرکاری سرپرستی حاصل ہوئی اور اس نے عوامی مقبولیت کی شکل اختیار کر لی ----- لہٰذا یہ کہنا کسی طرح بھی غلط نہ ہو گا کہ ضیاء الحق مرحوم کے دور میں نعت کو زیادہ ہی نہیں بلکہ قابل قدر حد تک فروغ حاصل ہوا۔

۷۔ میری نعت خوانی روضہ رسولؐ پر حاضری کی تمنا ہی کی مرہون منت ہے۔ بچپن میں امیر مینائی کا یہ شعر اکثر گنگنایا کرتا تھا۔

جب مدینے کا مسافر کوئی پا جاتا ہوں　　حسرت آتی ہے' وہ پہنچا' میں رہا جاتا ہوں

اور جب یہ تمنا بر آئی تو اس وقت سے اب تک حفیظ تائب کا یہ شعر میری دلی کیفیات و جذبات کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

یوں دور ہوں تائب میں حریم نبویؐ سے　　صحرا میں ہو جس طرح کوئی شاخ بریدہ

۸۔ جی ہاں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور ثنا خوانی رسولؐ کے طفیل' میں اس سعادت عظمیٰ سے بہرہ یاب ہو چکا ہوں۔ پہلی حاضری رمضان شریف میں ہوئی اور میں مسجد نبویؐ میں اعتکاف میں بیٹھا۔ عیدالفطر' جنت البقیع کے باہر اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قبور پر نور پر حاضری دیتے گزاری۔ ان نورانی اور انمول ساعتوں میں میرے محسوسات کے ترجمان مرحوم حافظ مظہرالدین کے یہ دو شعر ہیں۔

میری آہوں کو مدینے سے ملی ہے تاثیر　　میری فریاد میں طیبہ سے اثر آیا ہے
نظر آتا تھا پریشان و فسردہ ''مظہر''　　رنگ چہرے کا مدینے میں نکھر آیا ہے

۹۔ تمام اہل فکر و نظر کی رائے ہے کہ دنیا کے تمام دوسرے فنون کے برعکس' فن شاعری اکتسابی نہیں بلکہ وہبی چیز ہے۔ یعنی کوشش' محنت اور جدوجہد سے شاعری کے علاوہ ہر فن میں کمال حاصل کیا جا سکتا ہے۔ نعت ہو یا شاعری کی دوسری اصناف میں سے کوئی صنف' اس کا تخلیق کار پیدائشی طور پر شعرگوئی کا جوہر لئے ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر نعت گوئی کے لئے شاعر ہونا بنیادی شرط ہے۔ جس کو قدرت نے شاعر نہیں بنایا' وہ نعتیں پڑھ پڑھ کر تک بند تو ہو سکتا ہے ''نعت گو'' ہرگز نہیں۔ اگر قدرت نے مجھے شعرگوئی کا وصف عطا فرمایا ہوتا تو یقیناً'' میں ''نعت گوئی'' ہی کو ترجیح دیتا' لیکن نعتیں پڑھ پڑھ کر تک بندی کرنا اور وہ بھی توصیف حبیب کبریاؐ کے باب میں' میرے نزدیک بڑی بدنصیبی کی بات ہے---- مجھے اپنے نعت گو نہ ہونے پر ہرگز کوئی تاسف یا کمی کا احساس نہیں' بلکہ اپنے نعت خوان ہونے کو میں اپنی انتہائی خوش نصیبی اور اپنی بخشش و نجات کا ذریعہ خیال کرتا ہوں۔

۱۰۔ نعت کی ان محفلوں میں جہاں زیادہ تعداد کم پڑھے لکھے لوگوں کی ہو' وہاں ان کی فرمائش یا مزاج کے مطابق سادہ اور عام فہم الفاظ پر مبنی نعتیں پڑھتا ہوں۔ اسی طرح جہاں خواص کا مجمع ہو اور لکھے پڑھے لوگ زیادہ ہوں' وہاں علمی اور محاکاتی الفاظ اور صنائع و بدائع سے پر ایسی نعتیں پڑھتا ہوں جن میں فکر کی بلندی' خیال کی ندرت اور تاثر آفرینی زیادہ سے زیادہ ہو۔ تاہم مجمع خواص کا ہو یا عوام الناس کا مقصد تو ان کے ذوق کی تسکین ہوتا ہے۔ میں ہر قسم کے

اجتماع میں وہاں کے سامعین کی ذہنی سطح کا خیال رکھتے ہوئے نعت گو شعراء کا معیاری کلام ہی پڑھتا ہوں۔

۱۱۔ میں "مرکزی نعت مشن پاکستان" کا بانی اور صدر ہوں جس کا دفتر مال روڈ پر ہے۔ اس کے علاوہ فروغ نعت کے سلسلے میں میری کاوشوں کو دیکھتے ہوئے مجھے "مرکزی مجلس محمدیہ (رجسٹرڈ) پاکستان" کا سینئر نائب صدر اور "مجلس حسانؓ لاہور" کا مشیر اعلیٰ بنایا گیا ہے۔

۱۲۔ نئی نسل کے لئے میرا پیغام یہی ہے کہ وہ مغربی ثقافت اور غیر اسلامی افکار سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لئے سیرت نبویؐ کا زیادہ سے زیادہ مطالعہ کرے اور اپنی بقا اور استحکام کے لئے سنت رسولؐ کی پیروی اور بزرگان دین کی تقلید کو اپنا شعار بنائے۔ یہی وہ طریقہ ہے جو ہمیں حقیقی ترقی و فلاح سے ہمکنار کر سکتا ہے اور یہی وہ ذریعہ ہے جو حب رسولؐ کے حوالے سے ہماری مادی اور روحانی ضروریات کی کفالت کا امین ہے۔

محمد سلیم صابری (چیچہ وطنی)

۱۔ میرے والد گرامی ملک کے ایک نامور نعت خوان تھے وہ مجھے بچپن سے ہی اپنے ساتھ لے جایا کرتے تھے اور مجھے نعت پڑھنے کا سلیقہ سکھایا کرتے تھے۔

۲۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت خوانی ایک عبادت ہے اور نبی پاکؐ سے اظہار محبت کا ایک خوبصورت فن ہے وہ فضل ہے خود رب العزت کرتے ہیں۔

۳۔ ہر نعت خواں کو نبی پاکؐ سے عشق و محبت ہونا ضروری ہے اور اس کے ساتھ ساتھ علم کا ہونا بھی ضروری ہے۔

۴۔ نصیر الدین نصیر، خالد محمود خالد، سید ریاض الدین، محمد اعظم چشتی، ناصر چشتی، حافظ مظہر الدین، حفیظ تائب، صائم چشتی۔

۶۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہ دور نعت کا دور ہے اور اس بات کو بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا کہ ضیاء الحق کے دور میں نعت خوانی کو بہت عروج ملا۔ نعت خوانی کرتے ہوئے مجھے تیس سال ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک دیار حبیبؐ پر حاضری نہیں ہوئی ہر وقت روضہ رسولؐ کی تمنا رہتی ہے جب بھی کوئی روضہ رسولؐ سے ہو کر آتا ہے تو دیکھ کر آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں کہ کبھی ہمیں بھی سرکارؐ مدینہ اپنے دربار میں بلا لیں گے۔

۹۔ میں اک عرصہ دراز سے نعت خوانی کر رہا ہوں لیکن نعت گو نہیں بن سکا اور نہ ہی مجھے یہ کمی محسوس ہوتی ہے کیونکہ نعت گو شاعر اللہ کے فضل سے میرے ملک میں بہت ہیں۔

۱۰۔ نعت پڑھتے وقت یہ خیال رکھتا ہوں کہ ماحول اردو سمجھنے والا ہے یا پنجابی۔ اگر اردو ہو تو اردو میں اور اگر پنجابی ہو تو پنجابی میں نعت پڑھتا ہوں۔

۱۱۔ فروغ نعت کے سلسلے میں میری یہ تجویز اور رائے ہے کہ ہر شہر میں فروغ نعت کے لئے اک ادارہ قائم کیا جائے اور ایسا ادارہ ہو جو نعت گو کی تعلیم کو عام کر سکے۔

کرم الٰہی نقشبندی (لاہور)

۱۔ میرے عربی کے استاد حضرت مولانا انوار الحق جناب مرحوم جن کی کوششوں سے میں چھٹی کلاس میں دعا کے لئے چنا گیا۔ اس کے بعد بزم ادب میں نعت کے لئے میرا چناؤ ہوا۔ اس طرح میری نعت خوانی کا آغاز ہوا۔ ایک دن جمعرات کو داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے دربار میں والد صاحب کے ہمراہ گیا۔ وہاں محفل میں نعت شریف پڑھی۔ لوگ بہت خوش ہوئے۔ یہیں سے ایک ریڈیو پاکستان کا آفیسر جو نعت خوانی کی محفل میں موجود تھا مجھے بچوں کے پروگرام میں ریڈیو پاکستان لے گیا۔ نعت خوانی کی طرف مائل ہونے کے محرک جذبے یہی ہیں۔

۲۔ میں نعت کو ذریعہ نجات سمجھ کر پڑھتا ہوں۔

۳۔ باوضو، صاف ستھرے کپڑے پہن کر، مودب ہو کر نعت خوانی کرنی چاہئے۔

۴۔ جن شعرا کے کلام سے متاثر ہوں۔ تحریر میں لکھنا چاہوں تو بات لمبی ہو جائے گی۔

۵۔ کافی واقعات ہیں جو زندگی کی حسین یادگار بنے ہوئے ہیں۔

۶۔ صدر پاکستان ضیاء الحق مرحوم کے دور حکومت میں نعت کو بہت فروغ ملا۔

۷۔ یہ حالت کیا ہے بس سرکارؐ ہی جانتے ہیں۔

۸۔ انشاء اللہ جب کرم ہو گا مدینے جاؤں گا پھر یہ کیفیات احاطہ تحریر میں لاؤں گا۔

۹۔ پنجابی میں کبھی کبھی نعت یا دوہے لکھتا رہتا ہوں۔

۱۰۔ جب تک سننے والے سننا چاہیں، اتنی دیر تک پڑھتا ہوں۔

۱۱۔ کل پاکستان مرکزی جمعیت حسانؓ کا میں جنرل سیکرٹری اور جناب محمد اعظم چشتی سرپرست ہیں۔ اس جمعیت کے زیر اہتمام محافل نعت منعقد کرواتا ہوں جس میں ممتاز نعت خواں حضرات کو مدعو کیا جاتا ہے۔

۱۲۔ در دل مسلم مقام مصطفیٰ است　　آبروی ما ز نام مصطفیٰ است

محمود غازی (قصور)

۱۔ میرے والد مرحوم نماز فجر کے بعد گھر میں اکثر درود تاج اور نعت کے اشعار پڑھتے۔ کبھی مسجد میں اذان سے قبل دو چار اشعار نعت کے پڑھتے تھے۔ علاوہ ازیں بچپن ہی سے نعت سے میرا لگاؤ رہا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اسکول میں داخلہ لینے سے قبل مسجد میں جا کر نعت پڑھنے کی سعادت حاصل کرتا تھا۔

۲۔ نعت خوانی کو پیشہ کے طور پر نہیں اپنانا چاہیے۔ نعت، عشق نبیؐ کے جذبے سے سرشار ہو کر پڑھنی چاہیے اور اگر کوئی محبت سے تحفہ انعام پیش کرے تو اس کو قبول کرنا چاہیے۔

۳۔ ایک نعت خواں کو ان باتوں کا بطور خاص خیال رکھنا چاہیے۔ پھر یقیناً وہ عزت کی نظر سے دیکھا جائے گا۔ اسے زبان و بیان پر دسترس حاصل ہو۔ نعت کا مفہوم خود سمجھتا ہوں۔ کسی اچھے ماہر سے شرف تلمذ حاصل کرے کیونکہ پھر روحانی اشتراک شامل ہوتا ہے۔ نعت کا انتخاب موقع/موضوع کے لحاظ سے کرے۔ قرآن و حدیث کا مطالعہ رکھے۔

نعت میں حسن، عقیدت سے پیدا ہوتا ہے۔ نعت کا ہر شعر سچی محبت، عقیدت، محنت اور لگن سے عبادت ہے لہٰذا اسے نعت کے لوازمات و احترام سے واقفیت ہونی چاہئے۔ نعت خواں کو جذبے کی شدت بھی رکھنی چاہیے۔

۵۔ اگرچہ سبھی نعت گو پسند ہیں مگر نعت میں جنہوں نے بڑا کام کیا ان میں حضرت حسانؓ بن ثابت اور کعبؓ بن ظہیر کے بعد مولانا جامی، مولانا رومی، حافظ، سعدی، علامہ اقبال، مولانا احمد رضا خاں شامل ہیں۔

۶۔ آج کے دور کو بلاشبہ نعت کا دور کہا جا سکتا ہے۔ ضیاء الحق مرحوم کے دور میں محافل نعت بکثرت منعقد ہوتی رہیں اور موجودہ دور میں بھی عروج کی منازل طے کرتی چلی جا رہی ہیں۔

۷۔۸ ہر مسلمان کے دل کی دعا اور اس کے قلب و روح کا محور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ ہے۔ کس کا دل دیار حبیبؐ میں جانے کو نہیں کرتا۔ ابھی تک زیارت حرمین شریفین سے مستفید نہیں ہوا۔ مدینہ منورہ سے دوری کی کیفیت ----- کیا لکھوں جیسے سورج اپنی توانائی کے بغیر، زمین موسموں کے لئے سورج کی گردش کے بغیر، سمندر اپنی موجوں کے بغیر، چاند اندھیری راتوں میں روشنی کے لئے اپنی چاندنی کے بغیر، پھول اپنی خوشبو کے بغیر اور ہر پودے کی نمو اس کے بیج کے بغیر نامکمل ہے۔ ویسے ہی مدینہ شریف سے دوری ----- ایک تشنگی ہے۔ ایک ادنیٰ غلام ہونے کے ناطے امید رکھتا ہوں کہ ؎

ہم بھی ان کے دیار جائیں گے　　جائیں گے بار بار جائیں گے

۹۔ نعت کہی نہیں جاتی بلکہ کہلوائی جاتی ہے جب تک فیض پروردگار اور کرم مدنی سرکارؐ نہ ہو اشعار نہیں بنتے۔ بحمد اللہ ایک ربع صدی گزر گئی مدحت نبی کرتے۔ چند نعتوں کی سعادت حاصل کی ہے۔ ابھی مجموعہ کلام نامکمن ہے۔

۱۰۔ کوشش یہی ہوتی ہے کہ حاضرین کو بوریت کا احساس نہ ہو۔

۱۱۔ فروغ نعت کے سلسلہ میں ہر ماہ باقاعدگی سے محفل نعت کا اہتمام کرتا ہوں کوشش یہ رہی ہے کہ ان مساجد میں محافل کا انعقاد ہو جو بے آباد ہیں ان جگہوں پر محفل کا بندوبست ہو جہاں لوگ آسانی سے شریک ہو سکیں۔ فروغ نعت کے سلسلہ میں میری چند تجاویز درج ذیل ہیں۔

الف۔ اچھے اور بڑھے لکھے نعت خواں حضرات کو نہ صرف ریڈیو اور ٹی وی پر مواقع دیئے جائیں۔

ب۔ نعت خواں حضرات کے مابین مقابلے کر کے حوصلہ افزائی ہونی چاہیے۔

ج۔ ہر صوبائی اسمبلی اور قومی اسمبلی میں تلاوت کے بعد نعت کو لازمی قرار دیا جائے۔

۱۲۔

آؤ کہ پھر بسائیں دلوں کی یہ بستیاں　　گھر گھر نبیؐ کے ذکر کی محفل سجائی جائے

عبدالستار نظامی (اوکاڑہ)

۱۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو کسی نہ کسی نعمت سے نوازا ہوتا ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ نے آواز عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ اللہ نے مجھے اپنے محبوب کی ثناء کے لئے چن لیا۔ یہ ان کا کرم ہے کہ نعت کے حوالے سے لوگ مجھے بہت جانتے ہیں۔

ورنہ میری حقیقت کچھ بھی نہیں۔

۲۔ ہمارا نظریہ یہ ہے کہ نعت ایک ایسا عمل ہے جس کے کرنے سے دین و دنیا سنورتی ہے۔ دل کو سکون ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور حضور نبی پاکؐ خوش ہوتے ہیں حقیقت میں ہم اپنی حاجتیں عرض کرتے ہیں جسے دعا کی صورت میں کہا جاتا ہے۔

۳۔ نعت خواں کو ان باتوں کا خاص خیال رکھنا چاہیے جب محفل میں نعت پڑھنے کا موقعہ ملے تو حضور کا روضہ تصور میں ہو۔

۴۔ تمام نعت گو شاعروں سے بہت متاثر ہوں۔

۵۔ نعت کا عروج تو اس وقت سے چلا آ رہا ہے جب سے دنیا بنی ہے وقت کے ساتھ ساتھ نعت گو شاعر اپنی عقیدت و محبت سے نعت لکھتے رہے۔

فصیح الدین سہروردی (کراچی)

۱۔ میرے والد، حضرت علامہ سید محمد ریاض الدین سہروردی، فروغ حمد و نعت کی تحریک مرکزی انجمن عندلیبان ریاض رسولؐ کے بانی و صدر ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ جید عالم دین، نعت گو اور انتہائی خوش الحان نعت خوان ہیں۔ لہٰذا قبلہ والد محترم کی تربیت نے دل میں عشق رسولؐ کے جذبے کو اجاگر کیا اور اس کے تحت ہی نعت خوانی کی طرف سرکار دو عالمؐ کے صدقے طبیعت مائل ہوئی۔

۲۔ نعت خوانی وہ مقدس عمل ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مقبول ہے اور یقیناً" نعت لکھنے، نعت پڑھنے اور نعت سننے سے دلوں میں عشق رسولؐ کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور یہی ایمان کی بنیاد ہے۔ دورہ لندن کے دوران حضرت صاحب زادہ سلطان فیاض الحسن قادری کی رہائش گاہ پر چورہ شریف کے بزرگ حضرت سید شبیر علی شاہ صاحب نے فرمایا تھا کہ بڑے بڑے وظائف سے وہ چیز حاصل نہیں ہوتی جو نعت خوانی کے محفل کے ذریعہ نصیب ہو جاتی ہے بالخصوص حضور ختمی مرتبتؐ کی زیارت کا اکثر ذریعہ نعت خوانی ہی بنتا ہے۔

۳۔ میرے خیال میں نعت خوانی کے لئے اولین شرط حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات سے عقیدت و محبت ہے اور اس کے بعد فن جس کو آپ لحن اور ادائیگی کہہ سکتے ہیں اس کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔

۴۔ نعت گو شعراء میں اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مولانا حسن رضا خاں بریلوی، اپنے والد محترم حضرت علامہ سید محمد ریاض الدین سہروردی، حفیظ تائب، صابر اکبر آبادی، عشرت گودھروی، حافظ مظہر الدین سے خاص طور پر بہت زیادہ عقیدت ہے اور ان بزرگوں کا کلام ہی کثرت سے پڑھتا ہوں۔ فیصل آباد کے مشہور شاعر عبدالستار نیازی بھی میرے پسندیدہ شاعر ہیں۔

۵۔ نعت خوانی کے حوالے سے زندگی کے وہ یادگار لمحات ہیں جو سرکار دو عالمؐ کی نعت خوانی کے طفیل مدینہ منورہ میں نصیب ہوئے۔ حضورؐ کے دربار کی حاضری ہی سب سے عظیم واقعہ اور سب سے بڑی یادگار ہے۔

۶۔ مرحوم صدر ضیاء الحق نے نعت خوانی کو پسند ضرور کیا لیکن نعت خوانی کے فروغ میں مرکزی کردار انجمن عندلیبان

۷۔ پانچ مرتبہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دربار میں مجھ گنہگار کو حاضری کی سعادت عطا فرمائی اور سب نعت خوانی کا صدقہ ہے۔ بالخصوص حضورؐ کی بارگاہ میں حاضری کے لئے نعت کے ساتھ ساتھ آپؐ کے اہل بیت اطہار اور ان میں خصوصیت کے ساتھ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرہؓ اور حضرت امام زین العابدینؓ کے واسطے کو بڑا دخل ہے۔ میری حاضری ان مبارک ہستیوں کے طفیل ہی ہوئی ہے اور انشاء اللہ اہل بیت کے صدقے میں حضور یہ کرم بار بار فرمائیں گے اور مدینہ شریف حاضری کا سلسلہ زندگی کے اختتام تک جاری رہے گا۔

۸۔ بحمد اللہ تعالیٰ ہر بار مدینے شریف کی حاضری کے دوران نعت شریف کا نذرانہ پیش کرنے کی اجازت حضورؐ نے عطا فرمائی ہے۔

۹۔ نعت گوئی بھی حضورؐ ہی کے کرم سے ملتی ہے ابھی تک نعت لکھنے کی اجازت بارگاہ رسالت سے عطا نہیں ہوئی اور جس دن یہ کرم ہو گیا تو انشاء اللہ یہ کمی بھی پوری ہو جائے گی۔

۱۰۔ آپ یقین کریں یا نہ کریں لیکن میرا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ میں ہمیشہ اس نظریے کو سامنے رکھ کر نعت پڑھتا ہوں کہ میرے آقاؐ خود سن رہے ہیں لہٰذا حضورؐ کی بارگاہ میں نذرانہ پیش کرتے ہوئے سامعین سے زیادہ بارگاہ رسالتؐ کے آداب کی دعا اور التجا اللہ کے حضور پیش کرتا ہوں۔

۱۱۔ میں اللہ کے فضل سے نعت خوانی کے فروغ کی عالمگیر تنظیم انجمن عندلیبان ریاض رسولؐ کا سیکرٹری جنرل ہوں اس انجمن نے نعت خوانی کے فروغ میں مرکزی کردار ادا کیا ہے۔

۱۲۔ نسل نو کے لئے یہ پیغام ہے کہ اگر رسول کریمؐ کی خوشنودی کے لئے نعت خوانی کو اختیار کیا جائے تو اس سے اچھا عمل کوئی نہیں ہے۔

افتخار حسین طاہر (گوجرہ)

۱۔ الحمدللہ میں نے ایک مذہبی گھرانے میں جنم لیا ہے اور مجھے نعت سرکارؐ کا شوق بھی ورثہ میں ملا ہے۔ میرے والد محترم حاجی فقیر حسین بھی بہت اچھے نعت خوان تھے۔ لوگ آپ کی آواز سننے کے لئے ہمہ تن گوش رہا کرتے تھے اور سرکارؐ کی ثنا خوانی کی وجہ سے ان کی بہت عزت کیا کرتے تھے۔ بس ان کو دیکھتے ہوئے مجھے بھی نعت پڑھنے کا شوق ہو گیا۔ میں نے پہلی دفعہ دوسری کلاس میں میلاد النبیؐ کے سلسلے میں مقابلہ نعت خوانی میں حصہ لیا اور اول انعام حاصل کیا۔ جس سے مجھے اعتماد حاصل ہوا۔ اس طرح میرا شوق روز بروز بڑھتا گیا۔

۲۔ نعت خوان سرکارؐ کی نعت کو خوشنودی رسولؐ سمجھ کر پڑھیں گے تو دین بھی ملے گا اور دنیا بھی۔

۳۔ نعت خوانی ایک ایسا فن ہے جس کے لئے صدق دل اور محبت سرکارؐ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت ضروری ہے۔

۴۔ حضرت الشاہ احمد رضا خان بریلوی، شیخ سعدی، حضرت مولانا جامی، حافظ مظہر الدین مظہر، الحاج عبدالستار نیازی، خالد محمود خالد، قمر الدین انجم، حافظ محمد مستقیم۔

۵۔ نعت خوانی کے حوالے سے میری زندگی کا ناقابل فراموش واقعہ میری روضہ رسولؐ پر حاضری ہے جب میں در رسولؐ پر پہنچا تو مجھے یقین نہیں آتا تھا کہ میں اور یہاں۔ کبھی میں اپنے آپ کو اور کبھی سرکارؐ کی چوکھٹ کو دیکھتا تھا۔

مجھے آپؐ نے بلایا' یہ کرم نہیں تو کیا ہے   میرا مرتبہ   بڑھایا' یہ کرم نہیں تو کیا ہے

میں یہاں ایک واقعہ تحریر کر رہا ہوں جس نے میری زندگی میں ایک بہت بڑا انقلاب پیدا کر دیا اور جسے میں کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔

ہوا یوں کہ میں اکثر اوقات روضہ رسولؐ پر کھڑے ہو کر سرکارؐ کی جالیوں کے سامنے اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی کی نعت "لم یات نظیرک فی نظر" "مثل تو نہ شد پیدا جانا" پڑھا کرتا تھا۔ ایک دن میں سرکارؐ کی بارگاہ میں یہی نعت پڑھ رہا تھا کہ روضہ اطہر پر کھڑے ایک پہرے دار نے مجھے اپنے پاس بلا لیا۔ پہلے تو میں ڈر گیا پھر اس نے مجھے بڑے پیار سے بلایا۔ میں چلا گیا۔ عربی زبان میں بڑی دیر ہم کلامی ہوئی۔ پھر اس نے پوچھا کہ تم کیا پڑھ رہے تھے تو میں نے کہا کہ میں نعت مصطفےٰؐ پڑھ رہا تھا۔ اس نے مجھے کہا کہ مجھے بھی سناؤ۔ تو ہم وہاں سے ہٹ کر مسجد نبویؐ کے ایک کونے میں آ بیٹھے۔ میں عربی میں ترجمہ کر کے اسے نعت سناتا گیا اور وہ سن سن کر روتا گیا۔ (میں یہاں یہ بات واضح کرتا چلوں کہ جس دن میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا مجھے سعودیہ میں رہتے ہوئے تقریباً ٦ سال کا عرصہ گزر چکا تھا اور میں عربی خوب بول لیتا تھا۔ اس لئے میرے لئے اس نعت کا عربی ترجمہ کرنا کچھ مشکل نہ تھا) جب میں اسے ساری نعت سنا چکا تو اس نے مجھے گلے سے لگا لیا اور وہ بڑی دیر تک روتا رہا۔ پھر مجھے اٹھا کر اپنے ساتھ مواجہ شریف میں لے آیا اور مجھے روضہ اطہر کی سنہری جالیوں کے بوسے دلوانے لگ گیا۔ پھر کیا تھا۔ میرا جب بھی جی چاہتا اس کے پاس چلا جاتا اور خوب جی بھر کر جالیوں کو چوم لیتا میرے اس عظیم محسن کا نام عبدالعزیز علیوی تھا اور وہ اکثر میرے ساتھ رات کو حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی کے ہاں محفل نعت میں بھی چلا جاتا تھا۔

٦۔ میں اس سوال سے اتفاق نہیں کرتا۔ جنرل ضیاء الحق نے جو بھی عزت پائی وہ سرکارؐ کی نعت ہی سے پائی انہوں نے اپنے دور حکومت میں سرکارؐ کے ثنا خوانوں کو بہت عزت دی۔ کئی نعت خوانوں کو تو حج بیت اللہ کی سعادت کے لئے دیار مقدس بھی بھیجا۔ وہ مرد قلندر تو نعت سرکارؐ میں کچھ اس طرح سے محو ہو جاتا تھا کہ نعت سنتے سنتے آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی تھی۔

٧-٨ میں اپنے آقاؐ کی عنائیوں کے صدقہ ١٩٧٩ء سے لے کر ١٩٨٦ء تک سعودی عرب میں رہا ہوں اور الحمدللہ مجھے پانچ مرتبہ حج کی سعادت بھی نصیب ہوئی ہے۔ ١٩٩٣ء کو حج اکبر میں نے اپنے والدین کے ساتھ کیا۔

جناب! میں وہاں ملازمت کے سلسلے میں گیا ہوا تھا۔ میں نے وہاں کام کر کے خوب دنیاوی دولت بھی کمائی اور اپنے آقاؐ کی چوکھٹ پر حاضری دے کر سرکارؐ کے نغمے سرکارؐ کے سامنے کھڑے ہو کر' سنا کر اپنی عاقبت کے لئے کمائی بھی کی۔

٩۔ میں نعت نبیؐ لکھنے کی سعادت سے محروم ہوں بہت ہی جی چاہتا ہے کہ سرکار کی نعتیں لکھوں۔

١٠۔ میں نعت نبیؐ اتنی دیر پڑھنے کا قائل ہوں جب تک کہ سامعین ذوق و شوق سے سننے کے متمنی ہوں۔

١١۔ فروغ نعت کے حوالے سے میری یہ تجویز ہے کہ سکول کے بچوں کو نعت سرکارؐ کے لئے تیار کیا جائے۔ اپنی کوشش کے مطابق انعامات مہیا کر کے ان میں مقابلے کروائے جائیں۔

۱۲۔

جہاں میں اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گی قدر دانی　　　ہمارے حصے میں آئی سرکارؐ کی ثنا خوانی

حافظ محمد ایوب (حافظ آباد)

۱۔ حضورؐ نے اپنی نعت شریف کے لئے پسند فرما لیا اور ہم مائل ہوتے چلے گئے۔

۴۔ جو بھی اچھا لکھے گا وہ اچھا شاعر کہلائے گا اور ہر نعت خواں کا جی چاہے گا کہ اس کا کلام پڑھے۔

۶۔ دور حاضر کو واقعی نعت شریف کا دور کہا جاتا ہے۔ یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ جناب جنرل ضیاء الحق نے نعت شریف کو بہت فروغ دیا۔

۹۔ نعت گوئی کی باقاعدہ کوشش تو نہیں کی' کمی محسوس کرتا ہوں۔

۱۱۔ بچوں کو ذکر رسول اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز جاننا چاہیے۔

محمد قمر رحمانی (کراچی)

۱۔ ذکر مصطفےٰؐ دراصل سنت الٰہیہ ہے۔ اللہ جس کا ذکر خود کرتا ہے یقیناً" اس کا ذکر افضل ترین ہے یہی محرک نعت خوانی کا سبب بنا۔

۲۔ تاریخ میں ہمارے عروج و زوال کی جو داستان ہے وہ دراصل جذبہ حب رسولؐ کی فراوانی یا مفقود ہونے کی داستان ہے۔ موجودہ دور میں اتحاد عالم اسلام کی اہم ترین ضرورت ہے اور یہ جذبہ حب رسولؐ کے بغیر ناممکن ہے۔ نعت رسولؐ دلوں میں عشق رسولؐ کی شمع روشن کرنے کا سب سے موثر ذریعہ ہے اس کی سماعت سے خدائے قدوس کی رحمت کے صلہ پر یقین اور اس کے محبوب کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ نعت اسلامی ثقافت کی آئینہ دار ہے اور محافل نعت سے اتحاد و یگانگت کے جذبات کو تقویت ملتی ہے جو موجودہ دور کی اہم ترین ضرورت ہے۔

۴۔ وہ نعت گو حضرات پسند ہیں جو نعت کو مدحت رسولؐ کے ساتھ ساتھ اسلامی' اصلاحی اور تعمیری پیغام و مقاصد کو اجاگر کرنے کے لئے استعمال کریں۔

۵۔ ایک مرتبہ ہم مرکزی گلبہار نعت کونسل پاکستان (ٹرسٹ) کے زیر اہتمام سالانہ محفل نعت ترتیب دے چکے تھے مگر شہر کے ناگزیر حالات کے سبب فنڈ کی کافی کمی محسوس کر رہے تھے اور ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ ہم یہ پروگرام اپنے سابقہ روایتی انداز کے مطابق منعقد نہ کر سکیں گے۔ ایک صاحب ہمارے مرکزی آفس تشریف لائے اور پروگرام کی بابت ہم سے پوچھا۔ چلتے وقت انہوں نے ہمیں ایک بند لفافہ دیا اور کہا میرے جانے کے بعد اس کو کھول لینا۔ جب لفافہ کھولا تو اس میں کئی ہزار روپے تھے۔ پروگرام کے انعقاد کے موقع پر اور بعد ازاں کراچی کی بے شمار محافل نعت میں ہماری آنکھیں اس چہرے کو آج تک تلاش کرتی ہیں۔ مگر وہ شخص پانچ سال گزرنے کے باوجود ہمیں پھر کہیں نہ ملا۔ وہ شخص کون تھا؟ کس نے بھیجا تھا؟ ہمارے لئے آج تک معمہ ہے۔

۶۔ کوئی دور ایسا نہیں گزرا جس میں ذکر مصطفےٰؐ نہ ہوا ہو۔ سرکارؐ کا ذکر تخلیق کائنات سے قبل جاری تھا' جاری ہے

اور جاری رہے گا۔ موجودہ دور میں اسی سلسلے کو کافی فروغ حاصل ہوا۔ مرد مومن ضیاء الحق (مرحوم) نے ہر سرکاری تقریب کی ابتداء میں نعت خوانی کو لازمی قرار دے کر نعت کی اہمیت کو بہت اجاگر کیا اور ذاتی طور پر نعت خوانوں کی فلاح و بہبود کے لئے ہر ممکن کام بھی کیا۔

۷۔ نعت پڑھنے کے دوران میرے دل میں روضہ رسولؐ کی حاضری کی تمنا شدت اختیار کر لیتی ہے۔

۸۔ اس سعادت سے ابھی تک محروم ہوں۔

۹۔ فن نعت گوئی شاعری کی انتہائی مشکل صنف ہے کیونکہ اس میں کافی احتیاط درکار ہوتی ہے۔ جذبات کو شرک سے بچانا اور عقیدت کے جذبے کو معیار مصطفےٰؐ کے عین مطابق رکھنا لازمی ہے۔ ویسے بھی ممدوح کبریا کا ذکر انسان کے لئے اتنا آسان نہیں۔ انہی خدشات کے سبب قلم اس طرف نہیں اٹھ سکا ہے۔

۱۰۔ علاقے، ماحول اور مجمع میں شریک افراد کے معیار کو مدنظر رکھ کر نعت منتخب کر کے پڑھتا ہوں تاکہ اس کا اثر زیادہ ہو۔

۱۱۔ فروغ نعت کے سلسلے میں ہم نے مرکزی گلبہار نعت کونسل پاکستان (ٹرسٹ) قائم کی ہے اور اس کونسل کے زیر اہتمام محفل نعت کے علاوہ ایک نعت انسٹی ٹیوٹ قائم کیا ہے۔ جہاں ایک سلیبس کے تحت نعت خوانی سکھائی جاتی ہے، حسانؓ نعت لائبریری قائم کی گئی ہے۔ ہر سال لیلتہ النعت کے عنوان سے ایک سوونیر شائع کیا جاتا ہے اور دیگر مذہبی کتب کے علاوہ کئی شعراء کے نعتیہ دیوان بھی شائع کئے ہیں نعت کے فروغ کے لئے شعبہ خواتین بھی قائم ہے۔

۱۲۔ مداح رسولؐ ہونا ایک سعادت عظیم ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ افراد جو ایمانی زوال کے اس پرفتن دور میں اس سعادت سے سرشار ہیں۔ یہ وہ فعل سعید ہے جو انسان کی دین و دنیا سنوار دیتا ہے۔ نسل نو اس نعت کی دنیا میں داخل ہونے کے بعد ہر برائی سے بچ سکتی ہے اور دین و دنیا بھی مثالی بن سکتی ہے۔ نعت خوانی تسکین روح بھی ہے اور عبادت بھی۔ اس لئے نسل نو کو نعت پڑھنے اور سننے کی طرف راغب ہونا چاہیے۔

منیر حسین ہاشمی (ملتان)

۱۔ مجھے بچپن ہی سے مدحت سرکار دو عالمؐ کا بے حد شوق تھا۔ محبوبؐ خدا کی تعریف اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ اسی جذبے کے تحت میں نے نعت خوانی اختیار کی۔ "الحمدللہ" میں سرکار دو عالم کی ثنا خوانی پیشہ نہیں، عبادت سمجھ کر کرتا ہوں۔

۲۔ نعت خوانی قلب و دماغ کو جلا بخشتی ہے، فکر و خیال کی تطہیر کرتی ہے اور ایمان کو تازہ اور شگفتہ کرتی ہے۔

۳۔ نعت خوانوں کو دوران نعت، مجسم ادب اور سراپا عقیدت ہو کر سر خمیدہ اور دست بستہ نعت پڑھنی چاہیے۔ موزوں کلام، درست تلفظ، خوشگوار لب و لہجہ اور آواز کا حسین اتار چڑھاؤ نعت خوانی کے اجزائے ترکیبی ہیں۔

۴۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی، مولانا حسن رضا خان بریلوی، حافظ مظہر الدین، پیر مہر علی شاہ گولڑوی، حفیظ تائب، محمد اعظم چشتی، صاحبزادہ سید نصیر الدین نصیر گولڑوی، عاصی کرنالی، محمد علی ظہوری، تابش صمدانی، سید محمد ریاض الدین سہروردی۔

۵۔ پہلی مرتبہ جب دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری نصیب ہوئی' گھر سے روانگی کے موقعہ پر میری والدہ محترمہ نے بطور خاص ہدایت کی تھی کہ مدینہ منورہ سے خاک شفا ضرور لانا۔ مدینۃ الرسول میں حاضر ہوا تو وہاں کے انوار و تجلیات میں کھو گیا۔ وہاں کا ایک ایک لمحہ حاصل زیست اور ایک ایک گھڑی متاع حیات ہے۔ والدہ محترمہ کی ہدایت کے تحت' وہاں ایک پاکستانی واقف کار سے اپنا مدعا بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ان دنوں خاک شفا تو دستیاب نہیں البتہ سرکارؐ کے روضہ مبارک کے اندر کی مقدس و مطہر خاک پاک جیسے تیسے آپ کو فراہم کر دوں گا۔ یہ میرے لئے بہت بڑی سعادت تھی۔ میری روانگی کا دن آ پہنچا اور وہ صاحب دوبارہ نہ مل سکے۔ گنبد خضرا پر الوداعی سلام پیش کرنے کے لئے حاضر ہوا۔ مواجہ شریفہ کے سامنے سر جھکائے' اشکبار آنکھوں سے صلواۃ و سلام عرض کیا اور الٹے پاؤں چند قدم ہٹ کر حرم نبوی میں گنبد خضرا کے بالکل سامنے بیٹھ گیا۔ سردی کا موسم تھا۔ میں ایک بڑی سی چادر اوڑھے ہوئے تھا اور وہاں میرا جاننے والا بھی بظاہر کوئی نہ تھا۔ اسی اضطراب کے عالم میں بے اختیار زبان پر یہ شعر جاری ہوا ۔

سنا ہے آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں　　　میرے گھر میں بھی ہو جائے چراغاں یا رسول اللہ

جدائی کے لمحات قریب تھے اور ابھی تک ان صاحب کے ایفائے عہد کی کوئی صورت نظر نہ آئی تھی۔ اچانک ایک حسین و جمیل پیکر' جو سفید کپڑوں میں ملبوس تھا' پیچھے سے میرا کندھا ہلا کر پوچھنے لگا کہ آپ نے روضہ مبارک کی خاک پاک طلب کی تھی۔ میں نے مجسم اشتیاق ہو کر اثبات میں جواب دیا انہوں نے معاً" میرے ہاتھ میں خاک پاک ڈال دی اور فوراً" ہی روپوش ہو گئے۔ میں نے ان کو مڑ کر دیکھنے کی جسارت کی۔ لیکن وہ تشریف لے جا چکے تھے۔

میری طلب بھی انہی کے' کرم کا صدقہ ہے　　　قدم یہ اٹھتے نہیں ہیں' اٹھائے جاتے ہیں

٦۔ بلاشبہ دور حاضر کو نعت کا دور کہا جاتا ہے۔ جنرل محمد ضیاء الحق نے نعت کے فروغ کے لئے مخلصانہ کوششیں کیں۔ انہوں نے سرکاری تقریبات میں تلاوت کے بعد نعت کو لازم قرار دیا۔ نعت سنتے ہوئے وہ مجسم عقیدت بن جاتے تھے۔ ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی جاری ہو جاتی تھی۔ وہ پہلے سربراہ حکومت تھے' جنہوں نے نعت خوانوں کی عزت افزائی کی اور انہیں معاشرے میں صحیح مقام دینے کی کوشش کی۔

٨۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ نعت خوانی کے صدقے مجھے دو مرتبہ عمرے کی شکل میں حرمین شریفین کی حاضری نصیب ہوئی اور ثنائے حبیبؐ کے طفیل اللہ کا گھر اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ مبارک دیکھنا نصیب ہوا۔ مدینہ منورہ کی حاضری کے دوران دیار حبیبؐ میں نعت خوانی کا شرف حاصل ہوا۔ وہاں رہنے والے کرم فرماؤں نے میری بے پناہ پذیرائی کی' دیار حبیبؐ میں' ثنائے حبیبؐ کا لطف ہی کچھ اور ہے اور اس لذت کو وہی محسوس کر سکتا ہے جسے یہ سعادت نصیب ہوئی۔

١٠۔ میں سامعین کی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے عام فہم اور عشق و محبت سے لبریز کلام پیش کرنے کی کوشش کرتا ہوں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ فیض یاب ہو سکیں۔

١١۔ فروغ حمد و نعت کی ملک گیر تحریک مجلس حسانؓ کی ملتان شاخ کا ناظم اعلیٰ اور اشاعت ثنائے حبیبؐ کی عظیم انجمن

عندلیبان ریاض رسولؐ کا ناظم اعلیٰ ہوں۔ فن نعت خوانی کا منظم ادارہ مرکزی نعت اکیڈمی پاکستان ملتان کا بانی ہوں۔ ہماری مجلس حسانؓ شاعر دربار رسالت صحابی رسول' حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد میں ملک بھر میں یوم حسانؓ کے نام سے ایمان افروز اور روح پرور محافل منعقد کرتی ہے۔ اس سلسلہ میں پاکستان بھر میں ملتان شاخ کی کارکردگی بھی نمایاں ہے۔ انجمن عندلیبان ریاض رسولؐ ملتان شاخ کی طرف سے ہر سال درگاہ عالیہ قطب الاقطاب حضرت شاہ رکن عالم نوری حضوری رحمتہ اللہ علیہ پر کل پاکستان محفل نعت منعقد ہوتی ہے۔ نعت اکیڈمی ملتان کے زیر اہتمام ہر سال رمضان المبارک کے جمعتہ الوداع کو ملتان آرٹ کونسل میں مقابلہ نعت خوانی کا اہتمام ہوتا ہے۔ جس میں سکول کالج اور یونیورسٹی کے طلباء و طالبات حصہ لیتے ہیں۔ اول' دوم' سوم آنے والے نعت خوانوں کو گراں قدر اور بیش قیمت انعامات دیئے جاتے ہیں اور حوصلہ افزائی کے خصوصی انعامات بھی دیئے جاتے ہیں۔ نعت اکیڈمی کی طرف سے نو آموز نعت خوانوں کو تعلیم و تربیت کا خصوصی اہتمام ہے۔ اس سلسلے میں ان کی ہر ممکن طریقہ سے راہنمائی کی جاتی ہے۔

۱۲۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے ❊ دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کر دے

اختر حسین شکر گڑھی (شکر گڑھ)

۱۔ سکول کے زمانے میں دعائے صبحگاہی میں نعت پڑھتے پڑھتے نعت خوان بن گیا۔ اب الحمدللہ کراچی سے خیبر تک سرکار کی مدحت سرائی کے لئے بلاوے آتے ہیں۔

۲۔ نعت خوانی کرنے سے دین بھی حاصل ہوتا ہے اور دنیا بھی۔

۳۔ نعت خوان کو محبت رسول میں غرق ہو کر نعت پڑھنی چاہیے۔

۷۔ نعت خوانی کرتے ہوئے ایک عرصہ گزر چکا ہے۔ حاضری کی تڑپ بدستور بڑھتی جا رہی ہے۔ اب تک مدینہ منورہ کی حاضری نصیب نہیں ہوئی۔

۹۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر نعت خواں' نعت گو بھی ہو۔ نعت لکھنا نبتاً" بڑا اعزاز ہے۔ خدا کرے مجھے بھی یہ سعادت حاصل ہو۔

۱۰۔ نعت سننے والوں کی ضروریات کا خیال ہم کیا کر سکتے ہیں۔ یہ تو نعت سننے والے ہی بتا سکتے ہیں۔

۱۱۔ فروغ نعت کے سلسلے میں انجمن ریاض رسول کی شاخ قائم کی۔ سال میں دو تین مرتبہ محفل منعقد کرتے ہیں۔

۱۲۔ نئی نسل کے لئے یہی پیغام ہے کہ سرکارؐ کی ثناء خوانی خوب کرو' دلجمعی سے کرو' محبت سے کرو کیونکہ یہی فلاح کا راستہ ہے۔

محمد نذیر سیالوی (اسلام آباد)

۱۔ میں جب بھی قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہوں (یا کیا کرتا تھا) تو یہ امر میری سوچوں کا محور ہوتا ہے کہ اللہ پاک خود اپنے پسندیدہ و منتخب نبیؐ کی تعریف و توصیف قرآن فرقان میں قیامت تک کے لئے محفوظ کر رہا ہے۔ نبی کا ذکر خیر اور آپؐ کے صدق و صفا کو تا حشر دوام بخش رہا ہے تو کیوں نہ سنت الہیہ پر عمل کرتے ہوئے مجھے بھی شرف و اعزاز کا حقدار بننا چاہیے۔ امیدوار بخشش بننا چاہیے اور مشتاق رضاء الٰہی محمدیؐ بننا چاہیے۔ لہٰذا میں نے از خود مدحت رسولؐ کا آغاز کیا۔ میرے والد محترم کی طرف سے میری قدم قدم پر رہنمائی اور گام گام پر حوصلہ افزائی میرے شوق کے لئے مہمیز ثابت ہوئی۔ یہی جذبہ ترقی کرتا رہا۔ یہی شوق پروان چڑھتا رہا۔ یہی عشق نمو پاتا رہا۔ یہی دلی خواہش فنی کامیابی میں نمایاں معاون ثابت ہوتی رہی اور آج بندہ حضور پر نور شافع یوم النشورؐ کے ثناء خوانوں میں ایک ادنیٰ حیثیت و شناخت کا حامل ہے۔

۲۔ نعت خوانی کے حوالے سے میری سوچ یہ ہے کہ ہمیں اس باعث عزوشرف عمل کو حرز جاں بنانا چاہیے تاکہ جب رسولؐ کا جذبہ عام ہو۔ ذات محمدی سے سرفروشانہ رشتہ مضبوط ہو اور نعت کے دوام و تواتر سے ذکر' تقویٰ' خشیت' ارادت اور قرب کے مقاصد حاصل ہوں اور دلوں میں نرمی پیدا ہو سکے۔

۳۔ میری ناقص رائے میں نعت خوانی وہ عمل خیر ہے جس میں حزم و احتیاط کا حد درجہ خیال رکھنا چاہیے۔ بقول عرفی "نعت کہنا دراصل تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف ہے۔ اگر خیریت سے پار چلا گیا تو بھی زخمی اور اگر پار نہ جا سکا تو بھی زخمی" عقیدت اور فن کے حوالے سے نعت خوانوں کو چاہئے کہ

نعت کو برائے نعت نہیں بلکہ اسے اظہار عقیدت کے طور پر ممدوح عالم کے دربار میں عجز و خشیت کے ساتھ برائے تعریف و توصیف پڑھنا چاہیے۔ نعت خوانی کرتے وقت موقع محل کو مدنظر رکھنا کمال ادب ہے چنانچہ یہ کوشش کرنا چاہیے کہ نعت خوانی کرتے ہوئے کسی ایسے موقع محل کا انتخاب نہ کیا جائے جو شان ختمی المرتبت کے منافی ہو۔ نعت خواں کو کلام کا انتخاب خوب سوچ سمجھ کر کرنا چاہیے تاکہ سامعین کی طبیعت پر خاطر خواہ روحانی اثرات مرتب ہو سکیں۔ دراصل محفل نعت کا انعقاد روحانیت کے حصول کے لئے ہی عمل میں لایا جاتا ہے۔ فنی اعتبار سے تلفظ کی ادائیگی' لب و لہجہ اور اگر موسیقی بھی ساتھ ہے تو دھنوں کا خیال رکھنا چاہیے کہ یہ نعت کے وقار کے منافی نہ ہوں۔ حقیقی روحانی لطف حاصل کرنے کے لئے نعت خواں کا پاکیزہ بدن' پاکیزہ لباس اور پاکیزہ خیالات ہونا ضروری ہے۔ بعینہ سامعین میں بھی یہ ساری خصوصیتیں بدرجہ اتم پائی جانی چاہئیں تاکہ وہ بھی روحانی سرشاری کی منزل کو پا سکیں۔

۴۔ نعت خوانی کے حوالے سے عرض ہے کہ مجھے ہر اس شاعر کا کلام پسند ہے جو شاعری میں الفاظ و معانی اور ان کے استعمال کی موزونیت کا خیال رکھتا ہو اور اگر عشق رسولؐ کے جذبے سے بھی سرشار ہو تو یہ سونے پر سہاگہ ہے۔ اگر نعت گو عاشق رسولؐ نہ ہو کو کم از کم اس کے کلام سے تو عشق رسولؐ کا تاثر ابھرنا چاہیے۔ عشق رسولؐ کا یہ تاثر "با محمد ہوشیار" سے مزین ہونا چاہیے۔

۵۔ نعت خوانی کے حوالے سے میرا یادگار ذاتی واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ ۱۹۹۰ء میں مجھے ایک صاحب دل عاشق رسولؐ

اور اہل ثروت کی طرف سے دیار حبیبؐ پر بھجوانے کی پیش کش ہوئی۔ میں بھی تقریباً نیم رضا مند تھا مگر جونہی میں نے یہ معاملہ اپنی اہلیہ کے گوش گزار کیا تو اس اللہ کی بندی نے اس سے سختی سے انکار کیا اور کہا کہ "ہم کسی کے خرچ پر کیوں دیار حبیبؐ کی زیارت کو جائیں۔ انہیں اگر بلوانا ہو گا تو خود بلوائیں گے۔ اپنی جناب سے عطا کریں گے ہمارے وسائل میں اضافہ کر دیں گے۔" زوجہ محترمہ کے یہ پختہ خیالات میری پختگی کا باعث بنے اور میں نے اپنے مہربان سے معذرت کر لی۔ لیکن اللہ کے حبیب اور مجھ جیسے غلاموں کے دستگیر کو گوارا نہ ہوا کہ میں حضور کے دربار کا (ادنیٰ) ثنا خواں بھی ہوں اور سعادتوں سے محروم بھی رہوں۔ چنانچہ اسی سال میرا کاسہ گدائی بھر دیا گیا۔ اس طرح کہ نہ مجھے الجھن ہوئی اور نہ ہی کسی کا احسان مند ہونا پڑا۔ انہوں نے دیا میں نے لیا۔ ان کا کام ہے ہی دینا اور میری حیثیت ہے ہی لینا۔ اللہ کے فضل اور رسول اللہؐ کی رحمت سے اسی سال حج بیت اللہ کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔

۶۔ اس حقیقت میں کوئی شک نہیں کہ مرحوم جنرل محمد ضیاء الحق نے اپنے دور صدارت میں پاکستان میں دینی تحریکوں کی کثرت سے سرپرستی کی۔ سیرت کانفرنسوں کو منظم کیا مشائخ کانفرنسوں کا انعقاد کیا۔ قرآن و سنت کے حوالے سے تمام مطالبات کو ہوش و گوش سے سنا۔ نعت خوانی کے مقابلوں کی سرکاری و غیر سرکاری سطح پر بنیاد ڈالی۔ نعت خوانی کی محفلوں اور محافل میلاد کو بھی سرکاری و غیر سرکاری سطح پر متعارف کروایا۔ نعت گوؤں اور نعت خوانوں کو مسکراہٹوں سے نوازا۔ کتب سیرت پر حوصلہ افزائی کے سرکاری طور پر ہر سال انعامات کا اجراء کیا گیا۔ جن میں مجموعہ ہائے نعت رسول مقبولؐ کو بھی ایک صنف سیرت کے طور پر شامل کیا گیا۔

پاکستان میں دور حاضر کو "نعت کا دور" کہا جا سکتا ہے لوگوں میں نعت پڑھنے اور اسے سمجھنے کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ "نعت" کی مخالفت میں کمی دیکھنے میں آ رہی ہے۔ شاید حکومت کی سرپرستی کی وجہ سے کینہ جو خواہ مخواہ نعت النبیؐ سے اپنی دلی کدورت کو ظاہر نہیں کرتے اور خلیقانہ رواداری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ عام طبقے نے بھی نعت سننے میں دلچسپی کا مظاہرہ کیا ہے بحیثیت مجموعی دور حاضر نعت کے سلسلے میں بہترین ماحول کا عکاس ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس صورت حال کو نہ صرف قائم رکھا جائے بلکہ اگر ہو سکے تو اسے اور مستحکم کیا جائے تاکہ نعت خوانی کے ذریعے سے "عشق محمدیؐ" قلوب مسلمانان عالم میں زندہ رہے ورنہ حال یہ ہو گا:

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے   مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

۷۔ الحمد للہ میں مسلمان ہوں اور اول تا آخر مسلما ہوں۔ میرے دل میں بھی حاضری کی تمنا آغاز سے ہی رہی۔ مگر اس میں شدت اس وقت سے پیدا ہوئی جب میں نے "نعت خوانی" کو سرمایہ حیات بنایا۔ جب حب رسولؐ میرے دل میں جاگزین ہوئی۔ ہر سانس، ہر لمحہ، ہر صبح، ہر شام ہجر کے کچوکے لگتے۔ ہر وقت دل یہی چاہتا کہ روضہ رسولؐ پر حاضری نصیب ہو جائے۔ اسی غم میں زندگی اور مادی خوشیاں "تپ ہجراں" کا شکار ہو جاتیں۔ نمناکی میرے، مشاغل کا حصہ بن گئی اور دعائیں اور تمنائیں میری خلوت کا معمول بنیں۔ اللہ سے دعا اور رسول مقبولؐ سے زیارت و حاضری کی تمنا کو میں نے اپنا شعار بنایا۔ حاضری کی خواہش میری دعاؤں کا جزو اعظم بن گئی۔ ہر وقت یہ خیال سوہان روح رہتا کہ نہ معلوم یہ اعزاز، یہ عطا، یہ سرفرازی نصیب ہوتی بھی ہے یا نہیں۔ کہیں "محرومی" کے ساتھ ہی کوچ نہ ہو جائے۔

زندہ رہنے پہ شکر کرتا تھا اور محروم التفات ہونے پہ گریاں ہوتا تھا۔ یہی کیفیت ایک عرصہ تک میرا معمول رہی کہ پھر "بلاوا" آگیا۔ گویا زندگی آگئی، توانائی آگئی، سکون آگیا، مسرت آگئی، حرارت آگئی، رونق آگئی، بشاشی آگئی، بہار آگئی، عزت آگئی، سرفرازی آگئی، کیا کیا آیا، کیا کیا محسوس ہوا، کیا کہوں، کس طرح کہوں بقول شاعر اس طرح کہوں ؎

ماہ نو، محراب کعبہ، موج مے، قوس و قزح
سو طرح سے یاد ہے اک تیری انگڑائی مجھے

۸۔ الحمد للہ مجھے ۱۹۹۰ء میں حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ حرمین شریفین کی زیارت سے شاد کام ہوا اور دربار نبویؐ میں بھی حاضر ہوا۔ شکر خدا ہے کہ یہ سعادت اور سرفرازی حاصل ہوئی۔ میں اپنی دلی اور روحانی خواہش کے سامنے سرخرو ہوا۔ مناسک حج کی ادائیگی تو اسی صورت میں کی، جس طرح کہ مشروع ہے۔ روضہ رسولؐ پر حاضری کے وقت اور خانہ کعبہ میں ارکان حج کی ادائیگی کے وقت، دل جس خشیت اور عجیب سرور سے متعارف ہوا وہ کیفیت رقم کرنا کم از کم میری قلمی اور بیانی بساط سے باہر ہے۔ الفاظ محسوسات کی درست نمائندگی نہیں کر سکتے روضہ رسولؐ پر میں نے نعت بھی کہی، آنسوؤں کی جھڑی بھی نذرانے میں پیش کی۔ عجز و درماندگی کا اظہار بھی جن جن طریقوں سے کر سکتا تھا کیا۔ درود و سلام اور نعت کے گجرے پیش کرنے کے علاوہ اس دربار میں اظہار شیفتگی کا اور کوئی ذریعہ نہیں۔ دعائیں کثرت سے کیں، شفاعت کی درخواست بھی کی۔ رحمت آمیز توجہ کے لئے بھی ہاتھ اٹھائے کیا بتاؤں کہ وہاں کیا کیا ہوا، کن کن انداز میں ہوا اور کس کس کیفیت میں ہوا۔ دل کو کیا کیا تسلی ملی اور میں کن کن بلندیوں اور سعادتوں سے نوازا گیا۔ بس آپ یہ سمجھ لیں کہ "تمنا مختصر سی تھی اور تمہید طولانی"

۹۔ نعت خوانی کا آغاز میں نے دیکھا دیکھی کیا اور عشق وارادت نے مجھے نعت خوانی کی باریکیوں اور فنی قواعد کے حصول پر اکسایا۔ یہ عشق ہی تھا جس نے مجھے عاشقانہ نعت خوانی کا خوگر بنایا لیکن تاحال میں نعت گو نہیں بن سکا۔ شاید میرا جذبہ اور عشق معراج کو نہیں پہنچا۔ شاید مجھ میں فنی پختگی کی کمی ہے۔ شاید مجھ میں علمیت کی کمی ہے۔ شاید ابھی وہ وقت نہیں آیا جب عشق و ربط کی فراوانی خفتہ صلاحیتوں کو بیدار کرتی ہے اور محبان و عشاق اچانک میدان کارزار میں اترتے ہیں۔ مشق جاری ہے مطالعہ کر رہا ہوں۔ علم کے حصول میں لگا ہوا ہوں اور پیوستگی کو نمی چشم سے جلا دے رہا ہوں ہو سکتا ہے کہ کبھی وہ وقت بھی آ جائے جب مجھے تائید ایزدی حاصل ہو اور خوشنودی رسول انامؐ کی سعادت بھی مل جائے اور مجھے نعت خواں سے نعت گو کے مرتبے پر سرفراز کر دیا جائے۔ فی الحال تو دلی قلق اور قلبی اندوہ کے ساتھ یہی کہہ سکتا ہوں:

"نہ میں نعت گو، نہ نعت گو کا بھائی"

لیکن یہ قلبی و روحانی تمنا ہر وقت سر اٹھاتی رہتی ہے کہ

یا رب مجھے بھی نعت گوئی سے نواز دے   سب کچھ دیا ہے ایک مجھ کو یہ اعزاز دے

۱۰۔ سامعین کی ضرورت کا خیال رکھنا نعت خواں اور محافل نعت کے منتظمین پر برابر فرض ہے اور میں تو یہ سمجھتا

ہوں کہ دونوں فریقوں کو برابر سامعین کی اس اہم ضرورت کا خیال رکھنا چاہیے- دوسری طرف سامعین و حاضرین کو بھی نعت خوانی کے صحیح لطف سے شاد کام ہونے کے لئے نعت خوانوں اور منتظمین سے برابر کا تعاون کرنا چاہیے اور بھرپور توجہ دینی چاہیے- اس حوالے سے میں اپنے سامعین اور محافل نعت کے کار پردازان کا بہت خیال رکھتا ہوں- مثلاً" میں نعت خوانی اس وقت کرتا ہوں جب انہیں واقعی مجھ سے نعت سننے کی خواہش ہوتی ہے- میں نعت خوانی روک دیتا ہوں جب محسوس کرتا ہوں کہ سامعین کسی وجہ سے نعت (خوانی اور کلام) پر ضروری توجہ نہیں دے رہے- اکثر میں سامعین کی پسند کے شعرا حضرات (نعت گو) کا کلام سناتا ہوں- یہ کلام اردو' پنجابی' فارسی' عربی' سرائیکی' ہندکو اور دوسری علاقائی زبانوں میں ہوتا ہے- عموماً" میں ایک نعت پڑھ کر ہٹ جایا کرتا ہوں تاکہ میرے دوسرے نعت خواں بھائی بھی سامعین کے سامنے پیش ہو سکیں- ویسے اگر کبھی حاضرین محفل بضد ہو جائیں تو دو یا تین نعتیں بھی پڑھ لیتا ہوں- میں معیاری سلیس اور شستہ کلام پڑھتا ہوں تاکہ سامعین کو سمجھنے میں آسانی رہے اور وہ کلام کی ثقالت سے بیزار نہ ہو جائیں- جہاں حاضرین محفل کی طرف سے مختلف قسم کے کلام اور ایک سے زیادہ شعرا کو سننے کی فرمائش ہو وہاں میں اکثریت کی فرمائش کو اولیت دیتا ہوں- موسیقی کے راگوں اور طویل تانوں سے اکثر لوگ بیزار ہوتے ہیں اور بعض نعت خواں' خواہ مخواہ راگوں کی لمبی تانیں کھینچتے ہیں جس سے نعت کا تقدس بھی مجروح ہوتا ہے اور سامعین کی دلچسپی بھی- میں کوشش کرتا ہوں کہ اس طرح کی حرکت نہ کی جائے- "نعت" کا تقدس قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ نعت کو باذوق حضرات کے سامنے پڑھا جائے- ہر کہ و مہ کے سامنے موقع بے موقع نعت خوانی کرنا نعت کے "وقار" کو دھچکا پہنچاتا ہے- بے ہنگم ہجوم' نا مناسب مقام' غیر موزوں وقت اور بے ذوق حضرات کے سامنے میں معذرت کر لیا کرتا ہوں- نعت خوانی کرتے وقت میں آواز کو دھیمی رکھتا ہوں تاکہ سماعت پر گراں نہ گزرے اور اونچی رکھتا ہوں تاکہ بخوبی ہر حاضر سامع تک پہنچ جائے اتنی مترنم اور لجہ آور رکھتا ہوں کہ جیسے جنگل کی خاموشی میں جھرنے کی آواز رس گھولتی ہے اتار چڑھاؤ اور لب و لہجہ کی احتیاط کرتا ہوں تاکہ نعت خوانی کا تقاضا یا حسن پورا ہو جائے- نعت خوانی کرتے وقت میں تکرار کو روا تو رکھتا ہوں تاکہ کلام کو سب اچھی طرح سن اور سمجھ لیں لیکن غیر ضروری اور بیزار کن تکرار سے بچتا ہوں-

۱۱- فروغ نعت کے لئے میں ذاتی سطح پر پچھلے کئی سالوں سے بالخصوص ربیع اولاال کے مہینے میں خاص طور پر کوشاں ہوتا ہوں- گزشتہ دو سالوں کے دوران میں نے اپنے غریب خانہ پر دو مقابلہ ہائے نعت منعقد کروائے جن میں پندرہ سال سے کم عمر بچوں اور بچیوں کو شریک کیا جاتا ہے اور اول' دوئم اور سوئم آنے والوں کو نقد انعام اور دینی کتب دی جاتی ہیں- تمام بچوں اور حاضرین کی تواضع کی جاتی ہے- مزید برآں میں اپنی دو بچیوں کو تربیت کر رہا ہوں- انشاء اللہ وہ کل کی اچھی نعت خواں ثابت ہوں گی- اپنی عمر کے بچوں میں مقابلہ ہائے نعت خوانی میں اللہ کے فضل و کرم سے اور عنایت نبویؐ سے میری بیٹیاں پوزیشنیں لے رہی ہیں- الحمدللہ علی ذالک !!

۱۲۔

انہی کی راہ سے ملتی ہے منزل عرفان! انہی کی چاہ سے وابستہ ہے سرور حیات!

محمد یوسف میمن (کراچی)

۱۔ اللہ تعالیٰ کا انتہائی کرم ہوا کہ اس نے اپنے محبوب کے صدقے بچپن ہی سے نعت خوانوں کی صف میں کھڑا کر دیا۔ البتہ میں اپنے آپ کو آج تک اس منصب کا اہل نہیں سمجھتا لیکن اس سلسلے میں کمال انکساری، کفران نعمت کے زمرے میں آنے کے پیش نظر میں خدا اور اس کے محبوبؐ کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے اس قابل بنایا کہ میں نعت شریف پڑھنے کی کوشش کر سکوں۔ نعت خوانی کی طرف مائل ہونے کے محرکات کے سلسلے میں عرض یہ ہے کہ میں ۱۹۶۷ء میں ساتویں جماعت کا طالب علم تھا۔ ہمارا اسکول (کتیانہ میمن ایسوسی ایشن اسکول) جو کہ ہونہار طلبہ (سوائے میرے) کی وجہ سے کراچی بھر میں معروف تھا اور اب بھی ہے۔ ہمارے اسکول میں سال بھر میں مختلف تقریبات کا انعقاد ہوتا تھا۔ ان ایام میں ۱۹۶۵ء کی جنگ میں ہمارے جیالوں کے کارناموں کا بہت چرچا تھا اور انہیں خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے متعدد پروگرام ہوا کرتے تھے۔ انہی ایام میں ایک فلم "ہمراہی" بنی۔ اس فلم کے مختلف نغموں کو ہمارے اسکول کے طلبہ نے باری باری مقابلے میں گایا۔ میرے حصے میں جو نغمہ آیا اس کے بول تھے "کیا کہوں اے دنیا والو، کیا ہوں میں" اس مقابلے میں مجھے اول انعام دیا گیا اور ان ایام میں میری کامیابی کے سلسلے میں ہمارے اسکول کے حوالے سے لوگوں نے بہت سراہا۔ ذاتی طور پر مجھے بھی بہت خوشی تھی مگر افسوس اس وقت ہوا جب میرے والد گرامی نے اس سلسلے میں اپنی ناراضگی کا اظہار فرمایا کیونکہ میرے والد ماجد مذہبی ماحول کے حامل تھے اور یہ میری خوش نصیبی کہ والد محترم نعتیہ شعر و سخن سے زندگی کے آخری ایام ۱۹۷۷ء تک وابستہ رہے۔ بہرحال قبلہ والد گرامی محمد حسین "غریب" قادری نے مجھ سے فرمایا کہ بجائے نغموں کے نعت شریف پڑھا کرو۔ بس انہی ایام سے میں نے نعت شریف پڑھنے کی کوشش کی اور آج تک اسی کوشش میں ہوں کہ نعت شریف پڑھ سکوں۔ رفتہ رفتہ یہ سلسلہ بڑھتا گیا اور ہمارے اسکول کے اساتذہ جناب عبدالرحمان صاحب، جناب عظیم صاحب، جناب کھتری صاحب (پرنسپل) وغیرہ کی کاوشوں سے پاکستان ٹیلی ویژن سنٹر سے بچوں کے پروگرام "ہماری شام" (جس کے پروڈیوسر سید آفتاب عظیم تھے) میں میری پڑھی ہوئی پہلی نعت ۱۹۶۹ء میں ٹیلی کاسٹ ہوئی اور یہ سلسلہ ۱۹۸۰ء تک ٹیلی ویژن پر جاری رہا۔ ۱۹۸۰ء کے بعد ٹیلی ویژن کو میری اور مجھے ٹیلی ویژن کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ ثبوت کے لئے ۱۹۶۹ء سے ۱۹۸۰ء تک کے کونٹریکٹ فارم میرے ریکارڈ میں موجود ہیں۔ ۱۹۷۷ء میں والد محترم جناب محمد حسین "غریب" قادری وصال فرما گئے مگر ان کی دعاؤں اور روحانی فیض سے الحمدللہ میں آج بھی نعت شریف پڑھنے کی کوشش میں مصروف ہوں۔ بنیادی طور پر میری نعت خوانی کے محرک میرے والد گرامی ہی تھے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی تمام عبادتیں، تمام فرائض اور دیگر تمام نیکیاں ذریعہ بخشش ہیں۔ جبکہ اللہ کے محبوب کی محبت میں نجات ہے۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ تمام عبادتوں، ریاضتوں اور نیکیوں کے لئے دنیا کی کوئی شخصیت ضمانت نہیں رکھتی کہ ہم جو عبادات اور نیک اعمال کر رہے ہیں وہ بارگاہ لم یزل میں قبولیت کا درجہ بھی حاصل کر رہی ہیں یا نہیں

جبکہ حضورؐ پرنور کی آل پر ان کے گھرانے پر درود و سلام اور نعت شریف کی قبولیت کے لئے کسی قسم کے شک و شبے کی گنجائش نہیں۔ حضورؐ کی صفت و ثنا واحد عمل ہے کہ خدا بھی کر رہا ہے اور مخلوق بھی کر رہی ہے۔ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ سرکارؐ کی محبت تمام عبادتوں سے افضل ہے اور حضورؐ کی محبت کے اظہار کا صحیح طریقہ سرکارؐ کی نعت خوانی۔ اور سچی بات یہ ہے کہ میں ذاتی طور پر اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ سرکار رسالت مابؐ کے حضور میری پڑھی ہوئی نعت کا ایک شعر بھی حضورؐ نے قبول فرما لیا تو میری اور میرے گھر والوں کی بخشش ہو جائے گی۔

۳۔ میرا ذاتی مشاہدہ یہ ہے کہ نعت خوانی کے لئے عقیدت اور فن کے باوجود یہاں تو صرف کرم ہی کرم کام آتا ہے۔ جو کہ حضورؐ کی جانب سے ہوتا ہے۔ اظہار عقیدت و اظہار فن کے باوجود کون مقرب بارگاہ ہے اس کا علم خدا اور اس کے محبوبؐ کو ہی ہے۔ اپنا کام تو صرف خلوص اور بے لوثی سے اپنے آپ کو آقاؐ کے حضورؐ پیش کر دینا ہے۔

البتہ اس سلسلے میں بزرگوں نے کچھ اصول مقرر کئے ہیں کہ پہلے حمد باری تعالیٰ پھر نعت شریف، پھر مناقب اور آخر میں وقت اور محفل کی مناسبت سے عارفانہ کلام ہونا چاہیے وہ بھی بوقت ضرورت ورنہ صرف اور صرف نعت شریف ہی پڑھی جائے۔ بقول شاعر۔

خدا کی حمد کو کافی ہے اتنا یہ کہہ دینا محمدؐ کا خدا ہے

البتہ نعت خواں ساتھیوں سے گزارش یہ کرنی ہے کہ اللہ کے محبوب میدان محشر حضرت حسانؓ کے جھنڈے تلے ہمیں انعام عطا فرمائیں گے ہی۔ مگر ہماری دنیاوی ضرورتوں کا بھی ہمارے آقاؐ کو علم ہے اور وہ ہی ہمارے کارساز و مشکل کشا ہیں۔ لہٰذا کسی بھی دنیا دار سے نعت خوانی کے سلسلے میں لین دین کی پیشگی شرط نامناسب ہے۔ مجبوری کے عالم میں صرف کرائے کا مطالبہ کیا جائے تو بہتر ہو گا۔ ورنہ ایمانداری کی بات تو یہ ہے کہ حضور ہم لوگوں کو بن مانگے' ضرورت سے زیادہ عطا فرماتے ہیں۔ لہٰذا خلوص و عقیدت بنیادی باتیں ہیں۔ فن کی حیثیت ثانوی ہے۔

۴۔ نعت شریف کے سلسلے میں ہر اس شاعر سے متاثر ہوں جو خود نعت لکھتا ہے اور اس بات کا خواہش مند یا متقاضی نہیں ہوتا کہ بہر صورت اس کا کلام پڑھا جائے۔

۵۔ نعت خوانی کے حوالے سے کئی واقعات یادگار ہیں اور تقریباً سبھی واقعات ناقابل فراموش ہیں۔ کسی ایک یا دو واقعات ہی کو درج کرنا بددیانتی ہو گی اور تمام واقعات درج ہو نہیں سکتے۔

۶۔ دور حاضر ہی نہیں بلکہ ہر دور نعت کا دور رہا ہے اور یہ سلسلہ ہمیشہ قائم رہا اور رہے گا کیونکہ کائنات میں سب سے بڑا اور بہتر نعت خواں باری تعالیٰ ہے جس نے اپنے محبوبؐ کے اوصاف ظاہر کرنے کے لئے قرآن پاک نازل فرما دیا اور قرآن پاک سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت اپنے محبوبؐ کی ثنا فرماتا ہے۔ بقول مولانا جامی:

نہ تنہا ہست جامی نعت خوانش خدای ما ثنا خوان محمدؐ

دنیا والے ہی محسوس نہ کریں تو بدنصیبی ہے ویسے ہر دور' نعت کا دور ہے۔ لہٰذا یہ بات درست نہیں کہ فلاں حکمران کے دور میں نعت کو زیادہ فروغ حاصل ہوا۔ بلکہ ہوا یہ کہ نعت کی وجہ سے اس حکمران کے اقتدار کو فروغ حاصل ہوا' مگر افسوس کہ

خلوص کا فقدان تھا ورنہ نعت کے حوالے سے دلوں پر حکومت ہوتی۔ انجام کیا ہوا دنیا نے دیکھ لیا۔ البتہ نعت کا دور برقرار ہے اور ہمیشہ قائم رہے گا۔

۷۔ حاضری کی تمنا تو اسی دن سے تھی جس دن سے مدینے کا ذکر سنا۔ بہرحال کرم ہے اللہ کے محبوبؐ کا کہ انہوں نے بار بار مجھے اپنے قدموں میں طلب فرمایا اور انشاء اللہ آئندہ بھی بلاتے رہیں گے۔ البتہ مدینہ منورہ سے دوری کا احساس اس وقت شدت سے ہوتا ہے جب کوئی مدینے جا رہا ہو یا مدینے کا ذکر چھیڑ دے۔

۸۔ یہ بات میں نے گزشتہ جواب میں تحریر کی کہ حضورؐ نے بار بار کرم نوازی فرماتے ہوئے، مجھ کمینے کو مدینے میں طلب فرمایا لیکن مدینے پہنچ کر نعت خواں، نعت شریف پڑھنے سے محروم رہے۔ ایسا تو نہیں ہو سکتا۔ کوئی نہ کوئی موقعہ مل ہی جاتا ہے کہ نعت خواں اپنا نذرانہ حضورؐ کی بارگاہ میں پیش کر ہی دیتا ہے لو لگی ہوئی ہو تو گھر بیٹھے بھی، آقاؐ کی بارگاہ میں ہدیہ پیش ہو سکتا ہے اور اللہ کے محبوب کرم بھی فرماتے ہیں مگر مدینے میں پہنچ کر تو نعت خواں کی تڑپ میں شدت قدرتی بات ہے۔ مگر مجبوری یہ ہے کہ حجاز مقدس میں ناجائز قابضین من مانی کرتے ہیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ لوگ کسی مجبوری کی وجہ سے اللہ رسولؐ کو مانتے ہیں۔

۹۔ الحمدللہ لوگ مجھے نعت خواں کہتے ہیں اور خواہش بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیبؐ کے صدقے مجھے واقعی نعت خواں بنا دے۔ البتہ نعت گوئی کی خواہش اس لئے نہ ہوئی کہ مطالعہ اور جستجو سے اور شعرائے کرام کی مہربانی سے ہر موضوع پر کلام مل جاتا ہے۔ اس لئے اس سلسلے میں کوئی کمی محسوس نہیں ہوئی۔

۱۰۔ جہاں تک سننے والوں کی ضروریات کا سوال ہے۔ میرے اپنے تئیں یہ سوال بہت اہم ہے۔ عرض یہ ہے کہ کبھی کبھی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ مقام امتحان ہے کیونکہ عام محفلوں میں ہر قسم کا آدمی ہوتا ہے۔ کسی محفل میں اکثریت پڑھے لکھے لوگوں کی ہو یا کسی محفل میں کم خواندہ لوگ ہوں تو ہم مطمئن ہوتے ہیں کہ موجود سامعین کے معیار کے مطابق کلام پڑھنا ہے مگر جب مخلوط قسم کا مجمع ہو تو اس وقت بہت پریشانی ہوتی ہے کیونکہ سب کو مطمئن کرنا ناممکن ہوتا ہے مگر تعجب یہیں ہوتا ہے کہ لوگ عام طور پر خوش ہو کر ہی جاتے ہیں کیونکہ آقاؐ اپنے غلام کی پریشانی دور کر چکے ہوتے ہیں۔ لہٰذا نتیجہ یہی نکلا کہ ہم اپنے سننے والوں کی ضروریات کا کیا خیال رکھیں۔ کملی والے آقاؐ خود ہی پڑھنے اور سننے والوں کا خیال رکھتے ہیں۔

۱۱۔ فروغ نعت کے سلسلے میں میری ذاتی کوئی تنظیم یا انجمن نہیں۔ البتہ ہر اس تنظیم اور انجمن میں اپنے آپ کو شامل سمجھتا ہوں جو خلوص نیت سے اور بے لوث ہو کر فروغ نعت کے لئے کام کر رہی ہے اور اس سلسلے میں تجویز تو نہیں البتہ تمام تنظیموں سے گزارش کرتا ہوں کہ مزید اتحاد و اجتماعیت کا مظاہرہ کریں۔

۱۲۔ نسل نو کے لئے ایک نعت خواں کا پیغام اور کیا ہو سکتا ہے کہ ہمارے نوجوان ساتھی آج ان لوگوں کو دیکھیں جو جوانی میں دین کی طرف راغب نہ تھے آج ان میں سے تقریباً لوگ جو ہمیں نظر آ رہے ہیں اپنے تمام گناہوں سے توبہ کر کے اللہ رسولؐ کی طرف راغب ہیں اور خوش قسمت ہیں کہ زندگی نے ساتھ دیا ورنہ عاقبت بگڑ جاتی۔ لہٰذا نوجوان ساتھیوں سے گزارش ہے کہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں بڑھاپے کی امید میں اپنے آقاؐ کی طرف مائل نہ ہونا بدنصیبی

ہے کیونکہ اگر بڑھاپے ہی میں نہ پہنچے تو قبر و حشر میں کیا ہو گا۔

وقف ذکر حبیبؐ ہو جاؤ دوستو خوش نصیب ہو جاؤ
گر خدا کے قریب ہونا ہے مصطفےٰؐ کے قریب ہو جاؤں

محمد ارشد اقبال ملک (کوئٹہ)

۱۔ نعت خوانی کی جانب مائل ہونے کا بہترین محرک گھر کا ماحول تھا۔ میلاد النبیؐ کی محافل میں پہلے تو سامعین کی صورت میں شرکت کی اور پھر جلد ہی اپنی آواز کو مدحت رسولؐ سے منور کرنا شروع کر دیا۔ تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ ذوق نعت خوانی پروان چڑھ رہا ہے۔

۲۔ اللہ رب العزت جب کسی کو اپنے فضل سے نوازنا چاہتے ہیں تو اسے اپنے حبیب مکرمؐ کی مدح سرائی کے لئے چن لیتے ہیں۔میرے نزدیک نعت گوئی و نعت خوانی انتہائی سعادت کی بات ہے۔ نعت رسول کہنا اور سنناً پڑھنا بہت بڑا اعزاز ہے۔

۳۔ ذکر رسولؐ نعت خواں کے مزاج میں رچ بس چکا ہو اور اس کے فیضان کاادراک وہ خود بھی محسوس کرے۔ نعت خواں عقیدت کے اس سفر میں محبت کا دامن تھامے رکھے۔

۴۔ حضرت حسان بن ثابت' مولانا احمد رضاؒ' مولانا حسن رضاؒ' ڈاکٹر محمد اقبالؒ' بیدم وارثیؒ' سید محمد ریاض الدین سہروردی' محمد علی ظہوری قصوری' عبدالستار نیازی۔

۵۔ نعت کے حوالے سے منعقد ہونے والی تقریباً ہر محفل یادگار واقعہ کی صورت میں دل و دماغ پر نقش ہوجاتی ہے اس لئے ہر محفل نعت میری زندگی کا یادگار واقعہ ہے۔

۶۔ آج جس قدر کثرت کیساتھ نعت کہی جا رہی ہے۔ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔ آئے دن نعت کے دیوان شائع ہو رہے ہیں اور اس ذوق میں دن بدن ترقی ہو رہی ہے۔ ریڈیو' ٹیلی ویژن' سرکاری و غیر سرکاری تقاریب میں ضیاء الحق مرحوم کے دور میں نعت کو خاصا فروغ حاصل ہوا۔

۷۔ روضہ رسولؐ پر حاضری کی تمنا نے تو نعت کا ولولہ پیدا کیا۔

یا رب عدم کی سمت سفر ملتوی رہے جب تک کہ میرا جانب طیبہ سفر نہ ہو

۸۔ زیارت حرمین شریفین اور روضہ رسولؐ پر حاضری کی ابھی تک اجازت نہیں ملی۔ اس لئے اس لمحہ خاص کے محسوسات کو قلمبند کرنے سے قاصر ہوں۔

۹۔ نعت گوئی سراسر توفیق الٰہی کا اعجاز ہے۔ قلبی کیفیات کو بیان کرنے کے لئے اس کی کمی کا شدت سے احساس ہوتا ہے۔ لیکن دوسری جانب

یہ شرف بڑا شرف ہے' میرا رخ تیری طرف ہے مجھے نعت خواں بنایا' یہ کرم نہیں تو کیا ہے

۱۰۔ نذرانہ نعت پیش کرتے ہوئے پوری کوشش ہوتی ہے کہ سامعین و حاضرین کی ضروریات کا لحاظ رکھا جائے۔ عوام

کی جانب سے مکمل پذیرائی حاصل ہوتی ہے۔ سب سے بڑی بات خلوص نیت ہے۔

۱۲۔ سہارا کافی ہے اس در سے آشنائی کا نہیں ہے دعویٰ کوئی مجھ کو پارسائی کا
امیر سارے جہاں کے سلام کرتے ہیں ہے جس کے ہاتھ میں کاسہ تیری گدائی کا

ہمیں تجدید عہد کرنا چاہیے کہ ہم نہ صرف خود محسن کائنات اسوہ حسنہ کی پیروی کریں گے بلکہ آپ کے پیغام کو دنیائے انسانیت کے گوشہ گوشہ میں پھیلا دیں گے۔ ہماری تمام تر کامیابی و کامرانی ترقی و خوشحالی کا دارومدار اتباع رسولؐ میں ہے۔

محمد سلیم میمن (حیدر آباد)

۱۔ کیا فکر کی جولانی کیا عرض ہنر مندی توصیف پیمبرؐ ہے توفیق خداوندی

۲۔ نعت خوانی موت بھی ہم سے چھڑا سکتی نہیں قبر میں بھی مصطفیٰؐ کے گیت گائے جائیں گے

۳۔ یہ تڑپ یہ سوز یہ شورشیں دل مضطرب تیری بھول ہے یہاں کام ہوش و ادب سے لے یہ بارگاہ رسولؐ ہے

۴۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان، حسن رضا خان، سید سلیم گیلانی، بہزاد لکھنوی، حفیظ تائب، حافظ محمد افضل فقیر، اعظم چشتی، محمد علی ظہوری، ادیب رائے پوری، خالد محمود خالد۔

۵۔ اس یادگار واقعہ سے بڑا کون سا واقعہ ہوگا کہ مجھ سا خطا کار گنہگار انسان سرکار دو عالمؐ کی نعت کی محافل کی نظامت کے شرف سے مشرف ہے۔

۶۔ نعت کا دور تو جب یہ دنیا بھی نہ بنی تھی، اس وقت سے جاری ہے۔ اس وقت بھی جاری رہے گا جب اس دنیا میں ایک بھی ذی روح نہ ہوگا۔

۷۔ مدینے سے دوری کی کیفیت کو کچھ اس انداز سے محسوس کرتا ہوں۔

یوں دور ہوں تائب میں حرم نبوی سے صحرا میں ہو جس طرح کوئی شاخ بریدہ

۸۔ ابھی تک تو اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہوں۔

۹۔ ثنا کروں تو سلیقہ نہیں، بیاں کے لئے جو چپ رہوں تو یہ ممکن نہیں، زباں کے لئے

۱۲۔ نسل نو کے لئے یہی پیغام ہے

کاشف اسرار کی باتیں کریں سید ابرار کی باتیں کریں
جس سے پائی ہے گلوں نے تازگی اس گل رخسار کی باتیں کریں
فیض سے جن کے جہاں روشن ہوا پھر انہیں افکار کی باتیں کریں

محمد سلیم فریدی (راولپنڈی)

۱۔ ذی وقار محترمہ والدہ صاحبہ صبح سویرے اٹھ کے نماز کے بعد خوش الحانی سے نعت رسولؐ متواتر پڑھا کرتی تھیں۔ (ماشا اللہ اب بھی یہی معمول ہے) اور ساتھ ہمیں بھی فرماتی تھیں کہ بیٹا آپ بھی پڑھیں۔ ایک دو نعتیں انہوں نے ہمیں تیسری جماعت میں ہی سیکھا دی تھیں۔ بس ان کی شفقت اور تربیت خاص نے ہمارے دلوں میں سرکارؐ کی ثنا خوانی کی تحریک پیدا کر دی۔ اس طرح ہم نے اوائل عمری میں یعنی ۶ سال کی عمر میں ہی سرکار دو عالمؐ کی نعت سلیقے سے پڑھنی شروع کر دی اور اس طرح یہ جذبہ آہستہ آہستہ بڑھتا چلا گیا۔

۲۔ نعت خوانی کے حوالے سے ہماری سوچ یہ ہے کہ دنیا میں محبت و آشتی قدر و منزلت' قرب رب قدیر اور خود اپنی شناخت کے لئے نعت سرکار دو عالمؐ سے بڑا حوالہ اور کوئی نہیں ہے۔

۳۔ نعت خواں کو بھی بڑے قرینے سلیقے عیقدت و محبت اور عشق و مستی سے سرکار دو عالم کی توصیف کرنی چاہیے۔ جس میں فلمی طرزوں سے گریز کرنا چاہیے۔ کلام' طرز ادائیگی' تلفظ کی صحت کا پورا پورا خیال رکھنا چاہیے۔ جب عقیدت محمدیؐ کے فطری تقاضوں کو پورا کیا جائے گا۔ جب محبت کی چاشنی اثر انداز ہوگی۔ عالم وجد میں ڈوب کر نعت پڑھی جائے گی تو پھر سب دنیوی مزے پھیکے پڑ جائیں گے اور سننے والے کہہ دیں گے۔

جلال کبریائی ازجمال مصطفےٰ دیدم   بہ فانوس تعین جلوہ شمع بقا دیدم

۴۔ نعت گوئی کی توفیق بغیر عشق رسولؐ نہیں ملتی۔ سرکار کے سبھی نعت گو شعراء کرام قابل عزت و احترام ہیں۔

۵۔ کچھ واردات قلبی ایسی ہوتی ہیں جو بیان کرنا بھی چاہیں تو بیان نہیں ہو سکتیں اور وہ احساسات و جذبات لفظوں میں سموئے نہیں جاسکتے۔

چھڑ جائے جس گھڑی شر کون و مکاں کی بات   پڑھئے درود' چھوڑیے سود و زیاں کی بات
ہر اشک ایک رمز ہے' ہر آہ ایک راز   پوچھے نہ کوئی ان کے مرے درمیاں کی بات

۶۔ نعتؐ یعنی توصیف حضور سید کونینؐ کا سلسلہ گرامی روز اول سے رونما ہوا اور روز آخر تک جاری رہے گا۔ قیام پاکستان کے بعد اردو نعت نے حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ اسلام کے نام پر وجود میں آنے والی اس نظریاتی مملکت میں ذکر رسول کا چرچا ہونا قدرتی اور فطری عمل ہے۔ ابلاغ عامہ کے قومی اور نجی ذرائع کی طرف سے حوصلہ افزائی کی بدولت نعت گوئی کی رفتار تیز تیز ہوتی ہوتی گئی۔ رہی بات دور حاضر میں ضیاء الحق مرحوم کے دور کی بات' تو عرض ہے کہ واقعی اس دور میں نعت کے اس انقلاب کی بازگشت صاف سنائی دینے لگی تھی۔ جسے برپا کرنے کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اس دور میں روحانی' تمدنی اور اخلاقی آشوب بطور خاص نعت کا موضوع بن رہا تھا۔ اور اس دور میں انفارمیشن میڈیا نے اپنا کردار بڑے احسن طریقے سے ادا کیا۔ کیونکہ ضیاء الحق مرحوم نے سرکاری طور پر نعت کی برکت اور سعادت کو اجاگر کیا ہر پروگرام میں تلاوت اور نعت ضروری قرار پائی۔ ریڈیو' ٹیلی ویژن سے صبح و شام نعتیں سنی اور دیکھی جاتی تھیں۔ سکول کالجز میں اور کل پاکستان مقابلوں کا اہتمام ہوا۔ موصوف اس بات کے دل

داد ہ تھے۔ اس لئے خوشنودی سربراہ مملکت کی خاطر کچھ احباب اس کو سعادت سمجھ کر محبت سے' عقیدت سے' اور کچھ کو مجبوراً" یہ اقدام کرنے پڑے۔ اس طرح محافل نعت منعقد ہوئیں۔ جب ایک اسلامی مملکت کا سربراہ ہی محبت عشق رسولؐ میں مستغرق ہو تو اس کا پرتو عوام میں ضرور نظر آئے گا۔ بلا شبہ سرکارؐ کی مدح سرائی کو اس دور میں بہت زیادہ فروغ حاصل ہوا۔

۷۔ جس دن سے ہوش سنبھالا تھا اسی روز سے تمنا تھی کہ جن کے شہر پاک' گنبد خضرا اور سنہری جالیوں کا تذکرہ ہم نعت خوانی میں کرتے ہیں۔ وہ جگہیں وہ منظر خود جاکر دیکھیں۔ ۱۹۸۶ء میں نعت سرورؐ ابر کرم بن کر چھا گئی اور ہمارے دل مضطر میں دے۔ پاؤں بہار آگئی اور سرکارؐ نے اپنے قدموں میں بلا لیا۔ پھر دیار محبوبؐ دیکھ کر وہ پیاری پیاری سنہری جالیاں دیکھ کر دل کہہ اٹھا۔

اعزاز یہ حاصل ہے تو حاصل ہے زمین کو　　　افلاک پہ تو گنبد خضرا نہیں کوئی

اور جب وہاں سے رحمتوں' برکتوں' شفقتوں سے دامن زیست بھر کے لئے آئے تو اب یہ حال ہے کہ

جب سے ہوا' دیار نبیؐ کی ہوا سے عشق　　　سر میں سرور آنکھوں میں ٹھنڈک ہے دل میں کیف
طیبہ کی دھن' نجف کی لگن' کربلا سے عشق　　　دیوانہ رسولؐ و علیؓ و حسین کو

۹۔ جی ہاں یہ ذوق بدرجہ اتم ہم میں ہے۔ کیونکہ اسی شوق کے سبب کالج میں اردو اعلیٰ کے طالب علم تھے۔ شعری ذوق فہم و فراست تو تھی۔ پھر خدا نے توفیق بخشی سرکارؐ کی ثناگوئی بھی کی! کافی نعتیں کہی ہیں۔ بحمد اللہ یہ کمی کبھی محسوس نہیں کی۔ جب ضرورت محسوس کی خود اچھے اور معیاری اشعار کہے۔ لیکن ایک بات خصوصاً" عرض ہے کہ نعت کہنا گویا پل صراط پر چلنا ہے۔ اس وجہ سے ڈر لگتا ہے۔ ورنہ تو سرکارؐ نے اس نعمت سے بھی نوازا ہے۔ بحمد اللہ۔

۱۰۔ سننے والوں کو ساتھ لے کر ہی اس بارگاہ تک جانا ہوتا ہے۔ اس لئے ان کے احساسات بھی خیال رکھتے ہیں کیونکہ جب ہم سفر اچھے ہوں تو سفر کا پتہ نہیں چلتا پھر یہ سفر تو سرکار دو عالمؐ کی محبتوں کا سفر ہے۔ اس لئے ان کی ضروریات کے پیش نظر ویسے ہی پڑھتے ہیں جب وہ چاہیں جسے وہ داد تحسین دیں۔

۱۱۔ نعت سرور کونین کو فروغ تو صدیوں سے ہے۔ مگر ذکر رسول سے ہم اپنے درجات بلند کرتے ہیں۔ فروغ نعت خوانی کے لئے جداگانہ اسلوب سے سامعین کے خرابہ دل کو آباد کرتے ہیں۔ اسکولوں کے بچوں کو نعت کی تعلیم دیتے ہیں۔ جہاں ہماری خدمات کی ضرورت ہو' بلا معاوضہ وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ انڈین دور درشن کی ثقافتی یلغار پاکستانی معاشرے پر کوئی مستقل نقش ثبت نہیں کر سکیں۔ تو ہمارے اس دعوے کی اساس یہی اسلامی روایات اور محافل نعت کی کثرت ہے' جو ان گئے گزرے لمحات میں بھی اپنے رسولؐ سے عقیدت کی کئی قندیلیں روشن کئے ہوئے ہیں۔ نعت خوانی کی محفلوں میں آکر زندگیاں تابندگی پاتی ہیں۔ اور دانش مسلماں کو نئی سمتیں ملتی ہیں۔ اس لئے بستی کوچوں اور محلوں میں زیادہ سے زیادہ شرکت کرتے ہیں۔

۱۲۔ جملہ دوستوں سے گذارش ہے کہ اپنے حلقہ احباب میں زیادہ سے زیادہ محفل نعت منعقد کریں تاکہ نئی نسل خرافات اور گمراہی سے محفوظ رہ سکے۔ کیونکہ ان محافل میں قرآن کی یا صاحب قرآن کی باتیں ہوں گی۔

لیاقت حسین گیلانی (بورے والا)

۱۔ نعت پڑھنے کا شوق بچپن سے ہی تھا۔ ریڈیو سے اکثر محمد اعظم چشتی کی آواز میں نعتیں نشر کی جاتی تھیں۔ میں انہیں بڑے غور سے سنتا اور کمرے میں بند ہو کر ان کی نقل کیا کرتا۔ پانچویں کلاس میں اپنے سکول میں جب بزم ادب کا پیریڈ آتا تو اساتذہ مجھے نعت پڑھنے کو کہتے تو میں بڑے شوق سے حضورؐ کی نعت پڑھتا۔ ہمارے گھر کا ماحول چونکہ دینی تھا اس لئے والدین نے میری اس نیک کام میں بہت حوصلہ افزائی فرمائی اور یہی بات مجھے نعت خوانی کی طرف مائل کرنے کا محرک بنی۔

۲۔ ہم اس ہستی کی ثنا خوانی کرتے ہیں جو محبوب خدا بھی ہے۔ یہ بہت بڑا اعزاز ہے۔ جس شخص کو خدا تعالیٰ نے اچھی آواز سے نوازا ہو اس کو چاہیے کہ وہ اپنی آواز کو صرف اور صرف حضور کی ثنا خوانی کے لئے وقف کر دے۔ یہی میری سوچ ہے اور یہی میرا نظریہ ہے۔

۳۔ نعت پڑھتے وقت یوں محسوس ہو جیسے نعت خواں، نعت کے سانچے میں ڈھل گیا ہو۔

۴۔ حفیظ تائب، محمد اعظم چشتی، حافظ مظہرالدین، احمد ندیم قاسمی، بیدم وارثی، پیر مہر علی شاہ گولڑوی، خالد محمود نقشبندی

۶۔ میں ان آراء سے سو فیصد اتفاق کرتا ہوں۔

۷۔ ۱۹۸۱ء میں سرکار مدینہ کے در پر جانے کا شرف حاصل ہوگیا۔ اب جبکہ اس بات کو ایک عرصہ ہوگیا ہے میرے پیش نظر محمد اعظم چشتی کا یہ شعر ہمیشہ رہتا ہے۔

چھوڑ آیا ہوں دل و جان یہ کہہ کر "اعظم" آرہا ہوں، میرا سامان مدینے میں رہے

۸۔ جی ہاں مجھے حرمین شریفین اور روضہ رسول پر حاضری کا موقع ملا۔ نعت پڑھنے کی جسارت نہیں کر سکا۔ میں ان لمحات کو کیسے رقم کروں، مجھ میں ہمت نہیں ہے۔ یوں سمجھ لیجئے۔

بس یاد رہا اتنا سینے سے لگی جالی پھر یاد نہیں کیا کیا انوار نظر آئے

۹۔ نعت پڑھتے پڑھتے اچانک دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر نعت خود لکھی جائے خود طرز بنائی جائے اور خود ہی پڑھی جائے تو کیسا لگے گا حضورؐ نے کرم کیا اور یہ سعادت بھی حاصل ہوگئی۔ اب انشاء اللہ جلد ہی کتابی صورت میں ان نعتوں کو پیش کروں گا۔

۱۰۔ نعت پڑھتے وقت میں یہ کوشش کرتا ہوں کہ نعت جو بھی سنے وہ یہ محسوس کرے کہ کوئی چیز میرے دل میں اتر رہی ہے۔ جب نعت محفل میں پڑھی جائے تو سننے والوں کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوں اور میں یہ محسوس کروں کہ میں نے سننے والوں کی ہر ضرورت کا خیال رکھا ہے۔

۱۱۔ فروغ نعت کے سلسلہ میں، میں نے یہ کوشش کی ہے کہ نعت سرکار مدینہ کو گلی گلی اور گھر گھر پہنچا دوں۔

۱۲۔ نسل نو کے لئے میرا یہی پیغام ہے کہ وہ حضور کی سیرت کو اپنائیں۔ اگر اچھی آواز خدا نے دی ہو تو اس کو حضور کی نعت سرائی کے لئے وقف کر دیں۔

محمد افضل جبیبی (چونیاں)

۱۔ میرے والد محترم ایک نیک اور پرہیز گار انسان تھے۔ جس کی وجہ سے گھریلو ماحول میں پہلے ہی ایک روحانی فضا موجود تھی۔ جس کا میری طبیعت پر گہرا اثر ہوا۔ انہیں اپنے پیر خانہ سے خاص ارادت تھی جو مجھے بچپن ہی سے اپنے پیرخانہ میں لے جاتے۔ جہاں پر جید نعت خوانان عظام کو سننے کا موقع ملا۔ بدیں طور مجھے بھی نعت خوانی کا شوق پیدا ہوا۔ اور یہی میرے والد گرامی کی خواہش تھی۔

۲۔ نعت مدحت رسول ہے اور دیگر اصناف سخن کی طرح ایک صنف سخن ہے۔ جس میں اعلیٰ و ارفع شاعرانہ فکر جذبے کی مکمل ہم آہنگی، سوزوگداز، سیرت رسول کا علم، قرآن و حدیث سے آگاہی اور عشق رسولؐ کی خداداد صلاحیت سے بہرہ ور ہونا ضروری ہے۔ نعت کہنے والا کہہ کر اور پڑھنے والا اسے پڑھ کر اپنا دامن پر خطا نیکیوں اور سعادتوں سے بھر لیتا ہے۔ نعت خوانی تبلیغی مشن کا حصہ ہے۔

۳۔ نعت خواں کے لئے لازمی ہے کہ وہ اپنے ممدوح یعنی سرکار دو عالمؐ کی تعریف کرنے سے پہلے ان کی عقیدت اور محبت کو دل میں بسائے تاکہ تعریف سرکار دو عالم کرتے وقت اس کے قلب اور زبان سے یکسوئی کا اظہار ہو۔ فن کو عقیدت پر غالب نہیں آنا چاہیے بلکہ عقیدت کے تابع کر کے نعت خواں نعت پڑھنے میں خوبصورتی پیدا کر سکتا ہو۔ تاہم ادب کا دامن کسی صورت میں بھی نہیں چھوٹنا چاہئے۔

۴۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی۔ عبدالعزیز خالد، حفیظ تائب، احمد ندیم قاسمی، محمد علی ظہوری۔

۵۔ سال ۱۹۸۷ء میں ایک محفل میلاد میں نعت خوانی کرتے ہوئے جب یہ شعر پڑھا کہ

کب کوئی سنائے گا یہ بات "جبیبی" کو — چلنے کو سوئے طیبہ باری ہے تیری آئی

تو محفل میں موجود ایک شخص نے مجھے عمرہ کا ٹکٹ دینے کا اعلان کر دیا۔ لہٰذا میں نے پہلے عمرہ کی سعادت سال ۱۹۸۸ء میں حاصل کی۔ یہ منظوری کا لمحہ میری زندگی میں نعت خوانی کے حوالے سے یادگار ہے۔

۶۔ مرحوم ضیاء الحق کے دور میں حکومتی ایوانوں میں نعت کو اس کا مقام ملا۔ اور نعت خوانی کی بطور خاص پذیرائی ہوئی۔ جس کا بین ثبوت یہ ہے کہ نعت خوانی اور اور نعت گوئی کی بدولت کئی ایک حضرات دیار حبیب کی زیارت سے بہرہ ور ہوئے۔

۷۔ یہ تمنا خاص طور پر اس وقت پیدا ہوئی جب میں ۱۹۸۶ء میں ایک محفل نعت میں بسلسلہ نعت خوانی حاضر تھا۔ اور اس میں میرے کئی ہم عصر نعت خواں بھی موجود تھے۔ جن کو کسی نہ کسی صورت دیار رسول میں حاضری کا شرف حاصل ہوچکا تھا۔ اس وقت مجھے اس بات کا شدت سے احساس ہوا کہ میرے تقریباً تمام ہمعصر نعت خواں حضورؐ کے در

اقدس سے ہو کر آگئے ہیں۔ آخر میں ہی کیوں رہ گیا۔ میں چپکے چپکے اسی درد کو اپنے سینے میں لیے رو رو کر سرکار دو عالمؐ کے در اقدس پر حاضری کے لئے محفل میں دعائیں مانگنے لگا۔ اور اس کے بعد پہلے عمرہ تک یہی تمنا مچلتی رہی۔ بلاخر حاضری کا موقع میسر آگیا۔

۸۔ روضہ رسولؐ پر بلند آواز سے نعت پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ لیکن سنانے والے کسی نہ کسی طرح درد دل چپکے چپکے سنا ہی لیتے ہیں۔ میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا۔ میں نے نعت کے منتخب اشعار سنانے کے لئے مسجد نبوی کے پہلے صحن کے دائیں جانب کے برآمدے کو منتخب کیا اور وہاں برآمدہ کے ایک ستون کے ساتھ سبز گنبد کے سامنے ہوتے ہوئے آنسوؤں کی جھڑی میں نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ قرب محبوب میں بیٹھ کر سنانے کا جو لطف آیا وہ کسی اور جگہ میسر نہ ہوا۔ لطف اور سرور کیوں نہ آتا جب ممدوح سامنے ہو تو سنانے والے کی کیفیت کچھ اور ہی ہوتی ہے۔ اس وقت کی کیفیات کوالفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ صرف محسوس کیا جاسکتا ہے۔

۹۔ الحمد للہ میں نعت خواں اور نعت گو ہوں۔

۱۰۔ سامعین کی سوچ، قابلیت، ذہنی اہلیت، زبان اور وقت کی مناسبت کو مدنظر رکھ کر نعت خوانی کرنا اچھے نعت خواں کی خوبی ہے۔

۱۱۔ فروغ نعت کے لئے آج سے ۱۷۔۱۸ سال قبل چونیاں میں مجلس حسانؓ کا قیام عمل میں لایا گیا جس کے تحت ہر سال یوم حسانؓ کی تقریب کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ جب میں ملک کے کم و بیش تمام نامور نعت خواں، نعت گو، مشائخ عظام اور علماکرام شرکت فرما چکے ہیں۔ مجلس حسانؓ کا دائرہ دور و نزدیک تک پھیلایا جا چکا ہے۔ مزید برآں راقم الحروف اس سلسلہ میں پنجاب کے تمام چھوٹے بڑے شہروں میں مجلس حسانؓ اور دیگر تنظیموں کے تحت منعقدہ محافل میلاد کے پروگراموں میں شرکت کر کے اس مشن کو آگے بڑھانے کی سعی کر چکا ہے۔

۱۲۔ محبت رسولؐ کو شعائر بنایا جائے۔

ذاکر حسین چشتی (سکھیکی)

۱۔ جب بندہ پرائمری سکول میں زیر تعلیم تھا تو سکول میں ہمارے استاد صاحب ہفتے میں ایک دن بزم ادب منایا کرتے تھے۔ ہر لڑکا اپنی اپنی پسند کی چیز سناتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے خوش الحانی کی نعمت عطا کی تھی جس کی وجہ سے بندہ سکول میں دعا بھی کہلوایا کرتا تھا۔ جبکہ بزم ادب میں بھی حمد و نعت کے شعر خوش الحانی سے پڑھا کرتا تھا۔

۲۔ نعت خواں صوم و صلواۃ کا پابند ہو اور ہر برائی سے بچنے کی کوشش کرے۔

۵۔ نعت خوانی کو فروغ دینے کے لئے اور اپنے شوق کا اظہار کرنے کے لئے بندہ نے تنظیم حضرت حسانؓ بنائی اور یوم حضرت حسانؓ اس طرح مناتے ہیں کہ دور دراز سے بڑے بڑے مایہ ناز نعت خواں حضرات کو مجلس میں دعوت دی جاتی ہے اور یوم حسانؓ تمام رات نعتوں کی محفل میں گزرتی ہے۔ جس کے ناظم اعلیٰ حاجی ملک عبدالرحمٰن صاحب صدر حضرت الحاج سید پیر عارف حسین شاہ صاحب بخاری (دوہٹہ عظمت) اور استاد، استاد علامہ الحاج مولانا نذیر احمد صاحب نقشبندی ہیں۔ اس نورانی محفل میں جناب استاد ظہوری قصوری صاحب بھی تشریف لائے اور انہوں نے مجھے تحصیل

حافظ آباد کی تنظیم حضرت حسانؓ کا صدر منتخب کیا اور دستار بندی کی جو کہ بندہ اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہے اور یہ کہ زندگی بھر نہ بھولنے والی بات ہے۔

۶۔ ضیاء الحق کے دور میں نعت خوانی کو فروغ ضرور حاصل ہوا ہے۔

۷،۸۔ جب اللہ تعالیٰ نے عقل اور سمجھ کی نعمت عطا کی تو دل سرکار کے روضہ کی زیارت کا مشتاق ہوا لیکن ابھی تک اس بدنصیب کے حصے میں یہ دولت آئی نہیں ہے۔

۹۔ نعت خوانی کرتے ہوئے تقریباً پچیس سال گزر چکے ہیں اب نعت خوانی کے ساتھ ساتھ نعت گوئی کا بھی شرف حاصل ہے۔

۱۰۔ ہر مجلس میں لوگوں کی اپنی اپنی پسند ہوتی ہے۔ مگر بندہ نعت پڑھنے کے لئے اپنی پسند کو زیادہ ترجیح دیتا ہے۔

۱۲۔ آپؐ کی اطاعت میں اعلیٰ زندگی کی تلاش کریں یہی میرا پیغام ہے۔

محمد یوسف خان (کراچی)

۱۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ دیگر نعت خواں حضرات کی طرح مجھے بھی مدحت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف حاصل ہے۔ اس طرف مائل ہونے کا محرک گھریلو ماحول ہے جس میں میں نے آنکھ کھولی ہے۔

مدحت شاہ مدینہ میں کھلی ہیں آنکھیں   ترجماں دل کی ہمیشہ سے رہی ہیں آنکھیں

۲۔ نعت پڑھنا دراصل اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی تعمیل ہے۔

۳۔ انسان یہ تصور کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہے اور اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔ بالکل اسی طرح ہدیہ نعت پیش کرتے وقت نعت خواں کو تصور کرنا چاہیے کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کمال شفقت سے اس کی پیش کردہ نعت سماعت فرما رہے ہیں۔ یہ بنیادی تصور پیدا ہوجائے تو دیگر آداب خود بخود آجاتے ہیں۔

۷۔ بارہا ایسا ہوا کہ مدینہ منورہ کی حاضری پر مشتمل اشعار سن کر نہ صرف آنکھیں پرنم ہوجاتی ہیں بلکہ بعض اوقاف تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتی ہیں۔

۱۱۔ فروغ نعت کے سلسلے میں میری ذاتی کوششیں بہت محدود ہیں البتہ اجتماعی طور پر ان کوششوں میں دیگر نعت خوانوں کے ساتھ مل کر اس کارخیر میں برابر کا شریک ہوں۔

عبدالمجید سندھو (کوئٹہ)

۱۔ میں اپنے بچپن ہی سے نعت شریف بڑے شوق سے سنتا تھا اور ٹوٹی پھوٹی آواز میں پڑھتا بھی تھا اور خاص طور پر جناب محمد اعظم چشتی صاحب کو جو ہمارے ملک کے نامور نعت گو اور نعت خواں ہیں بڑے شوق سے سنتا تھا اور دل میں شوق پیدا ہوتا تھا کہ کبھی مجھ ناچیز کو بھی ریڈیو پر نعت شریف پڑھنے کا موقع ملے گا۔ یہی جذبہ نعت خوانی کا محرک

ٹھہرا۔

۵۔ حضرت حسان بن ثابتؓ، اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی، جناب علامہ سید محمد ریاض الدین ریاض سہروردی، جناب محمد اعظم چشتی، جناب محمد علی ظہوری جناب، عبدالستار نیازی کے کلام سے بہت متاثر ہوں۔

۶۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دور حاضر کو نعت کا دور کہا جاتا ہے اور یہ بھی بلا مبالغہ کہوں گا کہ جتنا نعت خوانی کو فروغ مرحوم صدر جناب ضیاء الحق کے دور ملا کم از کم میری زندگی میں نعت خوانی کو اتنا فروغ نہیں ملا۔

۷۔ اس دوری کو بیان کرنے کے لئے میرے پاس تو الفاظ ہی نہیں وہ تو صرف محسوس ہی کی جاسکتی ہے۔

۸۔ ابھی تک مدینہ پاک کی حاضری کو ترس رہا ہوں۔

تڑپ رہا ہے جو روضے کی حاضری کے لئے   اسی غریب سے پوچھو کہ بے بسی کیا ہے

۹۔ جناب اب تک میں اس سعادت سے محروم ہوں۔ خدا کرے کہ اس کے حبیب کی نعت کے صدقے ایسا ہو۔

۱۰۔ جہاں تک سرکار کی بارگاہ میں نعت پڑھنے کا تعلق ہے۔ وہ تو صرف حاضری کی تمنا ہوتی ہے۔ لیکن اگر سننے والے کبھی فرمائش کر دیں تو سرکارؐ کا کرم سمجھتے ہوئے بحمد اللہ وہ بھی پوری کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

۱۱۔ فروغ نعت کے سلسلے میں پچھلے کافی عرصہ سے مرکزی انجمن عندلیبان ریاض رسول کراچی بڑے وسیع پیانے پر کام کر رہی ہے۔ الحمد للہ میں اس انجمن کی کوئٹہ شاخ کا صدر ہوں۔

۱۲۔ نسل نو کے لئے یہی پیغام ہے کہ جس طرح ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں اسی طرح اس کے حبیبؐ سے بھی والہانہ محبت کریں کیونکہ سرکار کی حدیث مبارکہ بھی ہے کہ جب تک کوئی مسلمان اپنے ماں باپ، اپنی جان و مال سے زیادہ مجھے عزیز نہ سمجھے اس کا ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ تو اس محبت کے ساتھ ساتھ سرکار کی ثنا خوانی بھی ایک محبت ہے۔ سرکار کی ثنا خوانی بھی ذوق و شوق سے کی جائے۔

اشتیاق علی قادری (میرپور خاص)

۱۔ میں جس گھرانے سے تعلق رکھتا ہوں وہ مذہبی گھرانا ہے۔ جب ہوش سنبھالا تو اپنے بزرگوں کو نعت رسول مقبولؐ کی خوشبوئیں پھیلاتے ہوئے دیکھا۔ اللہ رب العزت کا شکر ہے جس نے مجھ ناچیز کو بھی اس قابل بنایا کہ اس کے حبیب کی ثنا خوانی کے ترانے قریہ قریہ بستی بستی جاکر سناؤں۔

۲۔ گذرا ہوا دور ہو یا دور حاضر، ہر دور نعت کا دور رہا ہے۔

۸۔ بدقسمتی سے حرمین شریفین اور روضہ رسول پر حاضری کا موقع ابھی تک نصیب نہیں ہوا۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے ذکر خیر کے صدقے حاضری کے اسباب ضرور پیدا کرے گا۔

۹۔ میں بنیادی طور پر ایک نعت خواں ہوں۔ لیکن اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ نعت رسول پڑھتے پڑھتے نعت خواں، نعت گو بن جاتا ہے جس کی کئی مثالیں موجود ہیں۔ میں نعت گو تو نہیں مگر اللہ کے کرم سے تین چار نعتیں ضرور لکھی ہیں۔

۱۰۔ میری ہمیشہ یہی کوشش ہوتی ہے کہ آسان اور سادہ اردو میں نعت پیش کی جائے تاکہ سننے والا اسے سمجھ سکے۔

۱۱۔ فروغ نعت کے سلسلے میں ایک تنظیم کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ جس کے تحت مختلف پروگرام ترتیب دیئے جاتے ہیں۔

۱۲۔ نسل نو کے لئے میرا پیغام یہ ہے کہ اللہ اور اللہ کے حبیب کی محبت کو اپنے دل میں بھرپور انداز سے جگہ دیں۔ اسی میں بھلائی ہے۔ یہی وہ راستہ ہے جو منزل مقصود کا پتہ دیتا ہے۔ اگر منزل مقصود پر پہنچنا ہے اور اللہ کا قرب حاصل کرنا ہے تو اس کے لئے حب رسول بہت ضروری ہے۔

توفیق احمد باجوہ (لاہور)

۱۔ نعت کا شوق مجھے بچپن سے تھا۔

۲۔ نعت خوانی ایک عبادت ہے۔

۳۔ نعت خوان کو نعت پڑھتے وقت سرکارؐ مدینہ کا دل میں تصور ہونا چاہیے۔ ایسے محسوس کرلے کہ جیسے وہ مسجد نبوی میں نعت پڑھتا ہے۔

۴۔ میں نعتیہ اشعار لکھنے والے میں اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ علیہ، پروفیسر حفیظ تائب، عبدالستار نیازی اور محمد علی ظہوری کو بہت پسند کرتا ہوں۔

۵۔ میں ایک دن نعت پڑھ رہا تھا۔ ادارہ منہاج القرآن کی محفل تھی۔ جب میں نے قصیدہ بردہ شریف پڑھا۔ آنکھیں بند تھیں اور میں تصور میں گنبد خضرا کے سامنے کھڑا تھا اور میری آنکھوں سے موتیوں کی لڑی جاری تھی۔ جب میں نعت سے فارغ ہوا تو آنکھیں کھولی تو کیا دیکھتا ہوں کہ پاکستان میں ایک محفل نعت میں بیٹھا ہوا ہوں یہ میری زندگی کا یادگار واقعہ ہے۔

۶۔ نعتیں، قیامت تک نعتیں پڑھی جائیں گی۔

۷۔۸۔ مجھے ابھی حاضری کا موقعہ نہیں ملا۔ اللہ تعالیٰ میری سرکارؐ مدینہ کی حاضری جلد قبول فرمائیے۔

۹۔ مجھے صرف نعت پڑھنے کا شوق ہے۔ میں نے نعت گوئی کی کبھی کمی محسوس نہیں کی۔

۱۰۔ جب میں نعت پڑھتا ہوں تو میرے نزدیک اتنی بڑی بارگاہ کوئی نہیں ہے کہ سننے والے ادب سے نہ بیٹھیں۔

۱۱۔ میں نے اکثر نعتیہ مقابلوں میں خود حصہ لیا اور انعام حاصل کیے اس کے علاوہ خود بھی نعتیہ مقابلے کروائے۔

عبدالمصطفےٰ سعیدی (ڈیرہ نواب صاحب)

۱۔ جب ہوش سنبھالا تو گھر میں سرکار دو عالمؐ کی بارگاہ میں درود و سلام کے نذرانے پیش ہوتے ہوئے دیکھے۔ اپنے ہی گھر میں ماہانہ محفل میلاد ہوتے دیکھی۔ مداحان سرکار مدینہ کو بارگاہ حضور سید عالمؐ میں خوبصورت ترنم کے ساتھ نعت پڑھتے دیکھا اور پھر سب سے بڑی بات یہ کہ میرے والد بزرگوار جناب ملک غلام محمد صاحب اپنے علاقہ کے انتہائی خوبصورت نعت پڑھنے والے ہیں۔ یہی تمام حالات نعت خوانی کی طرف مائل ہونے کی محرک بنیں۔

۲۔ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ذریعہ ہے جس سے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چشمے پھوٹتے ہیں۔

۳۔ عقیدت کے ساتھ اگر من کی معراج بھی شامل ہو تو سونے پہ سہاگہ والی بات ہو جاتی ہے۔ لیکن عقیدت کو پہلا درجہ حاصل ہے۔

۴۔ میرے آقاؐ کی بارگاہ بے کس پناہ میں ہرنعت لکھنے والا محترم شاعر اپنا اچھا اثر چھوڑتا ہے۔ چونکہ وہ میرے آقاؐ کے اوصاف حمیدہ بیان کرتا ہے۔

۵۔ نعت خوانی کے حوالے سے میری زندگی کا یادگار واقعہ وہ لمحہ ہے۔ جب مجھے مقابلہ نعت خوانی میں اول انعام عمرے کا ٹکٹ حاصل ہوا۔

۶۔ دور حاضر کو نعت کا دور کہنا بالکل حقیقت پر مبنی ہے۔

۷۔ میں نے جب نعت خوانی شروع کی تو دل میں ایک خواہش سی ہوتی تھی کہ کاش کبھی وہ ساعت آئے کہ مجھ نالائق کی بارگاہ آقا میں حاضر ہو۔ لیکن یہ تمنا اس وقت شدت اختیار کر گئی جب اخبارات میں خبر پڑھی کہ ۵ مئی کو مقابلہ نعت ہو رہا ہے جس میں اول آنے والے نعت خوان کو عمرے کے ٹکٹ سے نوازا جائے گا۔ اس آس پر اس مقابلہ میں حصہ لیا کہ شاید آقاؐ اپنے نواسوں کا صدقہ کرم کر دیں۔ جب کرم ہو گیا اور عمرے کا ٹکٹ مل گیا تو دل مچل اٹھا۔ آنکھیں اکثر پرنم ہوجاتیں کہ آقا اس بے سرو ساماں کو کتنا بڑا اعزاز عطا کیا ہے۔ ٹکٹ ملنے کے بعد ایک سال تک کی کوششیں بیکار ثابت ہوئیں کہ مکہ پاک کا ویزہ نہیں مل رہا تھا۔ اس وقت کی کیفیت قابل دید تھی۔ آقاؐ کی بارگاہ سے دوری کا احساس دل کو رلائے جا رہا تھا۔

ایک لمبے عرصے تک یہ کیفیت طاری رہی اور سچی بات یہ ہے کہ اس کیفیت انتظار میں مزہ ہی الگ ہے۔

۸۔ اس لمحہ خاص کی کیفیت بیان سے باہر ہے۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں کہ میں تحریر کر سکوں۔

۹۔ جب تک آقاؐ کا کرم شامل حال نہ ہو تو نعت لکھنا بہت مشکل ہوجاتا ہے۔ میں اس سعادت سے ابھی تک محروم ہوں۔

۱۲۔ نسل نو کے لئے پیغام کے سلسلے میں اقبال کا شعر حاضر ہے۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے   دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے

حکیم کرم نواز صابری (لاہور)

۱۔ میرے نعت خواں بننے میں میری والدہ ماجدہ کی تربیت کا زیادہ حصہ ہے۔

۲۔ نعت خوانی کا پہلا اور آخری مقصد، پس پردہ کار فرما تمام سوچیں اور بنے ہوئے تمام نظریات کا خلاصہ بس یہی ہے کہ کسی نہ کسی طرح حب رسول اکرمؐ کا اظہار کیا جائے۔ عشق مصطفےٰؐ سے سرشار ہو کر مدحت سرکارؐ ہر عالم ہی سرمایہ حیات ہو۔

۴۔ احمد رضا خان بریلوی، حسن رضا بریلوی، بیدم وارثی، حافظ مظہر الدین، حفیظ تائب، احمد ندیم قاسمی، محمد اعظم چشتی

سے متاثر ہوں۔

۵۔ میرا نعت خواں بننا ہی میری زندگی کا یادگار اور اہم واقعہ ہے جسے میں کبھی بھی فراموش نہیں کر سکتا۔

۶۔ میں ضیاء الحق مرحوم کی خدمات کا اعتراف کرتا ہوں۔

۷۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے روضہ رسولؐ عربی پر حاضری کی تمنا رکھنا اور بار بار رکھنا تو یقینی بات ہے۔

۸۔ مجھے ابھی تک حرمین شریفین اور روضہ رسولؐ عربی کی زیارت کی سعادت حاصل کرنے کا موقع نصیب نہیں ہوا۔

۱۲۔ ہم ہر شعبہ حیات میں بھرپور طریقہ سے اسوہ حسنہ رسولؐ خدا کو اپنائیں دنیا کے عزت و احترام کے علاوہ نجات اخروی سے بھی بہرہ مند ہو سکیں۔

محمد اکرم صابری (جہلم)

۱۔ کلام باہو پڑھتے پڑھتے میں نعت خواں بن گیا۔

۲۔ نعت خوانی عبادت کی ایک صورت ہے۔

۴۔ سبھی نعت گو اچھے لگتے ہیں۔

۶۔ پاکستان میں نعت خوانی کو جتنی پذیرائی جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کے دور میں ہوئی اس سے قبل اس کی مثال نہیں ملتی۔

۷۔ تمنا دل میں ہے۔ اب دیکھئے حضورؐ کب بلواتے ہیں۔

۹۔ کبھی کبھی کمی محسوس ہوتی ہے۔

۱۰۔ نعت پڑھتے ہوئے خیال رکھتا ہوں کہ سامعین کے دل میں دوبارہ نعت سننے کی خواہش رہے۔

۱۲۔

نعت کہنا عبادت میرے دوستو' دل میرا نعت سوہنے دی گاوندا رہوے
ہر دیوانے نوں مولا ایہو ذوق دے' جو وی آوے اوہ نعتاں سناندا ہوے

حافظ مشتاق احمد (ایبٹ آباد)

۱۔ آپؐ کا وجود رحمت ربانی ہے۔ رب کی رحمت کی تعریف نہ کرنا ناشکری کی علامت ہے۔ بس شکرانے اور تشکر کے جذبات میری نعت خوانی کے محرک بنے۔

۲۔ نعت خوانی ایک سعادت' اعزاز اور انعام ہے۔ اس کے لئے ذوق' شوق اور جذبہ کامل کی ضرورت ہے۔

۳۔ کتاب و سنت کا تقاضہ تو یہی ہے کہ ہر انسان حضورؐ کی نعت میں ڈھل جائے۔ مگر اس تقاضے کی تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ عشق کی معراج ہو اور شوق و وارفتگی کے کمال پر ہو۔ نعت خوانی کا تقاضہ یہ ہے کہ کلام معیاری ہو' تلفظ درست ہو' اور مجموعی تاثر نہ ٹوٹنے پائے احترام محبت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ نعت خوان مفہوم سے واقف ہو۔ مطالب سمجھتا ہو تاکہ تاثیر و لذت کا نشہ اسے بھی ملے اور سامعین بھی سرور پائیں۔

۴۔ مجھے بیدم وارثی، حافظ لدھیانوی، خالد محمود خالد، حسن رضا بریلوی، امام احمد رضا خاں بریلوی کی نعتوں نے بہت متاثر کیا ہے۔

۵۔ حضور پر نورؐ کے نام پر عقیدت سے سجائی جانے والی ہر محفل میں ایسے واقعات ہوتے ہیں کہ جو واقعی ناقابل فراموش ہوتے ہیں اور کیوں نہ ہوں کہ شان رسالتؐ کے گلشن کے پھولوں کی خوشبو سارے جگ سے نرالی ہوتی ہے۔

۶۔ جہاں تک ضیاء الحق مرحوم کے دور کا تعلق ہے یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ ان کے دور میں نعت کے افق پر سرگرمیوں میں بھرپور تیزی آئی ہے۔ یہ مدت واقعی یادگار شمار کی جائے۔ جب تک یہ کارخانہ ہست و بود موجود ہے نعت فروغ پاتی رہے گی۔ اور ذکر میں، فکر میں، اظہار میں، تخلیق میں نکھار اور جمال ابھرتا رہے گا۔ ہر عہد ان کے ذکر کی مہکار سے معطر رہے گا۔

۷۔ مچھلی کو پانی سے دور کر دیجئے تو وہ یقیناً تڑپے گی اور ضرور پھڑکے گی۔ جب سے نعت خوانی کر رہا ہوں در رسولؐ پر حاضری کی خواہش مچل رہی ہے۔

۸۔ تاحال یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی۔ مگر یقین ہے کہ میرے آقا مجھے ضرور یہ شرف بخشیں گے۔

میں صدائے عشق رسول ہوں، میرا رابطہ تو بحال ہے
وہ ابھی بلائیں کہ بعد میں، مجھے محو رہنا ہے یاد میں

۹۔ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا صدقہ ہے کہ میں ان کے ثنا خوانوں میں شمار ہوتا ہوں۔ نعت گوئی کی طرف گو بہت سے نعت خواں راغب ہوئے ہیں مگر میرے نزدیک نعت گوئی دو دھاری تلوار پر چلنے کے مترادف ہے۔ یہ تمنا ضرور ہے کہ آقا کے فیضان سے نعت گوئی کی سعادت مل جائے مگر محرومی کا احساس اس لئے نہیں ہوتا کہ نعت خوانی بھی کوئی کم اعزاز تو نہیں۔ انہی کا کرم ہے کہ ان کی عنایت کے سبب نعت خواں ہوں اور یہ نسبت کوئی کم تو نہیں۔

۱۰۔ نعت کی محفلیں مختلف شہروں میں مختلف انداز میں منعقد ہوتی ہیں۔ محافل کی نوعیت سامعین کے ذوق اور استعداد کے مطابق ہی کلام کا انتخاب کیا جانا چاہیے۔ تاکہ سننے والوں کو مفہوم تک رسائی حاصل ہوسکے۔ میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ سننے والوں کے ذوق کو تسکین ملے۔

۱۱۔ فروغ نعت کے سلسلے میں اللہ کریم نے مجھے یہ سعادت بخشی ہے کہ میں حلقہ ذکر حبیبؐ کے نام سے صوبہ سرحد میں نعت کے لئے کام کر رہا ہوں۔ یہ اللہ کا کرم ہے کہ اس نے اپنے حبیبؐ کے نعلین مقدسہ کا صدقہ ہمیں بے شمار کامیابیاں عطا کی۔

۱۲۔

یہی ہے "خالد" اساس رحمت، یہی ہے "خالد" بنائے عظمت
نبیؐ کا عرفان بندگی ہے، نبی کا عرفان زندگی ہے

شبیر حسین ہاشمی (مخدوم رشید)

۱۔ ایک مسلمان ہونے کے ناطے عشق رسولؐ کا ہونا لازمی ہے۔ نعت شریف کا پڑھنا حضرت حسان بن ثابتؓ کی سنت

اور سننا آقائے دو جہاں رسول اکرمؐ کی سنت مبارکہ ہے۔ میرے والد محترم جناب مخدوم مرید حسین شاہ ھاشمی عرصہ چالیس سال سے نعت خوانی سے منسلک ہیں۔ اس لحاظ سے میں ایک نعت خواں کے گھر پیدا ہوا۔ میں نے فن نعت خوانی کی بنیادی تربیت والد ماجد سے ہی حاصل کی ہے۔

۲۔ نعت پڑھنا اللہ تعالیٰ کے حکم کی پیروی کرنا ہے۔

۴۔ نعت شریف کے شعرا میں سے میں جن سے متاثر ہوں ان میں قدیم دور کے حضرت حسان بن ثابتؓ حضرت عبدالرحمان جامی، حضرت شیخ سعدی، حضرت علامہ محمد اقبال، اور حضرت امام اہلسنت احمد رضاخاں بریلوی اور جدید دور میں محمد اعظم چشتی۔ محمد علی ظہوری، سکندر لکھنوی، خالد محمود نقشبندی، عبدالستار نیازی، ریاض الدین سہروردی اور علامہ خدا بخش اظہر شامل ہیں۔

۲۔ دور حاضر میں اس بات سے مکمل اتفاق کرتا ہوں کہ جنرل محمد ضیاء الحق شہید ایک مخلص اور دین سے واقفیت رکھنے والے انسان تھے ان میں عشق رسولؐ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے فن نعت خوانی کو اجاگر کرنے میں بہت سی خدمات سرانجام دیں۔

۹۔ ابھی تک تو میں صرف نعت خواں ہوں اور نعت گوئی کرنا ایک خدائی عمل ہے کیونکہ ایک شاعر بنیادی طور پر قدرتی صلاحیتوں کا مالک ہوتا ہے۔

۱۰۔ اس بارے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ جب تک سامعین کی دلچسپی برقرار ہے اس وقت تک پڑھنی چاہیے۔

۱۱۔ میں نے اس سلسلے میں ملک کے مختلف حصوں میں ہونے والی نعتیہ محفلوں میں شریک کی ہے۔

۱۲۔ جس طرح سے اللہ تعالیٰ نے مجھ جیسے ناچیز پر کرم کیا ہے میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ نسل کو بھی نعت سننے اور پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نشاط احمد ساقی (خانیوال)

۱۔ نعت خوانی کی طرف مائل کرنے کے محرک جذبے حاجی غلام فرید مقبول صابری قوال کی نعتیہ قوالی "بھر دو جھولی میری یا محمدؐ لوٹ کر میں نہ جاؤں گا خالی" کا سننا اور مولانا محمد حنیف اختر کا حوصلہ افزائی فرمانا ہے۔

۳۔ نعت خواں کے لئے ضروری ہے کہ اس کا کردار معاشرے کے لئے قابل تقلید اور قابل رشک ہو، دنیاوی حرص و لالچ کے بغیر نعت پڑھے، معیاری کلام کا انتخاب کرے، آواز کا ضرورت سے زیادہ استعمال نہ کرے، گانوں اور غزلوں کی طرز پر نعت پڑھنے سے پرہیز کرے۔

۴۔ میں حضرت امام احمد رضا بریلوی، الحاج محمد علی ظہوری قصوری، عبدالعزیز خالد، صائم چشتی اور مولانا محمد حنیف اختر سے متاثر ہوں۔

۶۔ دور حاضر کو نعت کا دور کہا جاتا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ضیاء الحق مرحوم کے دور میں نعت کو زیادہ فروغ حاصل ہوا۔ میرا ان آراء سے کلی طور پر اتفاق نہیں ہے البتہ جزوی طور پر یہ بالکل صحیح اور ٹھیک ہے۔

۷۔ روضہ رسول پر حاضری کی تمنا دسمبر ۱۹۸۸ء میں پیدا ہوئی۔ مدینہ پاک سے دوری کی کیفیت کو الحاج محمد علی ظہوری

قصوری کے اس نعتیہ شعر سے بیان کر سکتا ہوں۔

اوڑک نوں تے ٹر جانا کوئی کار تے کر جاواں سرکار دے بوہے تے سر رکھ کے تے مرجاواں

اور مدینہ شریف کی دوری ایسے حالات میں زیادہ محسوس ہوتی ہے جب کوئی شخص عمرہ کی سعادت کے لئے روانہ ہوتا ہے اور حج کے مہینہ میں لوگ حج کی سعادت کے حصول کی خاطر سعودی عرب روانہ ہوتے ہیں اور اس وقت جب کوئی نعت خواں ایسی نعت پڑھتا ہے جس میں مدینہ شریف کا ذکر ہو۔

۸۔ ابھی حرمین شریفین اور روضہ رسول پر حاضری کا اتفاق نہیں ہوا۔

۹۔ میں صرف نعت خواں ہوں نعت گوئی کی سعادت حاصل نہیں ہے۔ نعت گوئی کی کمی کو میں محسوس نہیں کرتا۔

۱۰۔ نعت پڑھتے ہوئے سننے والوں کی ضروریات کا خیال میں اس طرح رکھتا ہوں کہ اگر سننے والے تھک چکے ہیں تو پھر بالکل مختصر نعت پڑھتا ہوں۔ سننے والے اگر پنجابی زبان زیادہ پسند کرتے ہیں تو پھر پنجابی نعت پڑھتا ہوں اور اگر اردو سننے والے زیادہ لوگ ہوں تو پھر اردو کلام پڑھتا ہوں۔ کئی پروگراموں میں اندازہ کر لیتا ہوں کہ یہاں جو بھی کلام پڑھا جائے وہ پسند کیا جائے گا۔ چنانچہ وہاں اردو اور پنجابی ملا جلا کلام پیش کر دیتا ہوں۔ مختصر یہ کہ سننے والوں کی نفسیات کے مطابق نعت پڑھتا ہوں۔

محمد نبیل عباسی (حویلیاں)

۱۔ جہاں تک کسی محرک جذبے کا تعلق ہے تو اس میں میرا کوئی کمال نہیں۔ یہ صرف اور صرف میرے والدین اور بزرگوں کی دعائیں ہیں جو مجھے نعت خواں بنا گئی ہیں۔

۳۔ نعت خواں کو اپنی عملی زندگی میں اپنے بلند اخلاق کا عملی نمونہ پیش کرنا چاہیے تاکہ لوگ اس کی طرف مائل ہوں۔

۴۔ خالد محمود خالد، اعظم چشتی، عبدالستار نیازی، حفیظ تائب۔

۵۔ نعت خوانی کے حوالے سے میری زندگی کا یادگار واقعہ وہ ہے جب میں نے اپنے والدین اور بزرگوں کی پر خلوص دعاؤں اور اپنے استاد صاحب کی فنی محنت کے بل بوتے پر ۲۷ ستمبر ۱۹۹۰ء کو کل پاکستان مقابلہ نعت خوانی میں ۱۵ سال سے زیادہ عمر کے نوجوان نعت خوانوں میں کل پاکستان میں اول پوزیشن حاصل کی تھی۔

۶۔ بے شک دور حاضر کو نعت خوانی کا دور کہا جاتا ہے اور میں اس بات کی بھی تائید کرتا ہوں کہ ضیاء الحق کے دور میں نعت خوانی کو کافی فروغ ملا ہے کیونکہ وہ خود ایک عاشق رسول تھے اور نعت کو بہت زیادہ پسند کرتے تھے۔

۷۔نظر سے چوم لوں اک بار سبز گنبد کو بلا سے پھر میری دنیا میں شام ہوجائے

۸۔ ابھی تک مجھے یہ سعادت حاصل نہیں ہوئی مگر خدا کی بارگاہ میں کسی چیز کی کمی نہیں۔

۹۔ نعت خوانی کرتا ہوں۔ نعت گوئی کی مجھے آج تک کمی محسوس نہیں ہوئی۔

ثنائے خواجہ

ابو الامتیاز ع۔ س۔ مسلم (کراچی)

نسیم طیبہ ادھر بھی جو آ نکلتی ہے
دلوں کو دے کے نوید شفا نکلتی ہے

بکھیرتی ہے بہاریں مشام عالم میں
کھلا کے غنچہ صوت و صدا نکلتی ہے

مرے طبیب سے کہتی ہے حال دل میرا
بقائے زیست کی لے کر دوا نکلتی ہے

عروس بام فلک کہکشاں کے محمل میں
سجا کے رخ پہ ترا نقش پا نکلتی ہے

نظر گدا کی ٹھہرتی ہے صرف اسی در پر
سمیٹ کر زر لطف و عطا نکلتی ہے

حریم قلب میں کیف حضور ہو ہر دم
تڑپ یہ سینے سے بن کر دعا نکلتی ہے

اگرچہ لاکھ بھٹکتی رہے نظر میری
وہ گھوم پھر کے اسی در پہ آ نکلتی ہے

گماں کی تیرہ شبی میں انہیں کی لو "مسلم"
لیے چراغ یقین و ہدیٰ نکلتی ہے

سید محمد امین علی نقوی (فیصل آباد)

سید لولاک، سلطان الوریٰ
ہر کس و ناکس کے دل کے آسرا

دین و دنیا کے لئے حاجت روا
حق تعالیٰ کی عطا، اس کی عطا

ہے جہاں کے واسطے راہ صفا
اس نے ہی اللہ کو ظاہر کیا

درگہ اللہ تعالیٰ کے رسول!
کل رسولوں کے لئے کان سخا

حق کے دل آرا سہارا خلق کے
راہی اسرا شہنشاہ ولا

تاج دوراں، راجدار انس و جاں
سرور کونین، احسان خدا

شافع روز جزا، شاہ جہاں
شاہ دنیا، شاہ دیں، شاہ ہدیٰ

دل کے داتا، دل کے ساقی، دل کے دل
دل کے یاور، دل کی جاں، دل کی ضیا

دل کی ٹھنڈک، دل کی راحت، دل کا چین
دل کی دنیا کے قریں، دل آشنا

ہیں وہی اہل ثنا کے واسطے
دل نواز و دل نشین و دل کشا

اللہ اللہ شان سردار رسل
ہے خیال اہل دنیا سے ورا

یا رسول اللہ یہی ہے آرزو!
تیرے ہی درکار ہوں دل سے گدا

ہیں کھلے جس طرح ہونٹ اس نعت سے
ایسے ہی دروازۂ دل ہو کھلا

کہہ دے اے "نقوی" لسان حال سے
ہیں وہیں ہر دور کے صدرالعلیٰ

---

1 یاد رہے یہ نعت پڑھتے وقت دونوں ہونٹ آپس میں نہیں ملتے

راغب مراد آبادی (کراچی)

حاصل مدام دل کو گل مدعا ہوا — دائم در رسولؐ ملا' اور کھلا ہوا
کوہ ملال درد و الم اور ہو سد راہ! — حاصل کرم رسولؐ کا دل کو سدا ہوا
صلی علیٰ محمد و آل رسول کا — اہل ولا و مہرؔ علم ہو کھلا ہوا
لعل و در مرام ملا' واہ واہ واہ — محو دعا اگر' دل اہل ولا ہوا

راغب گل مراد کھلا' ورد حمد کر
دل محرم صراط رسول ھدا ہوا

جلیل نقوی

میری جانب بھی ہو اک نگاہ کرم — اے شفیع الوریٰ خاتم الانبیاء
آپ نور ازل آپ شمع حرم — آپ شمس الضحیٰ خاتم الانبیاء
اے جمیل الشیم اے امام الامم — آپ ہیں صاحب جود و ابر کرم
ہستی محتشم قبلہ محترم — اے رسول خدا خاتم الانبیاء
آپ ہیں حق نگر آپ ہیں حق رساں — سدرۃ المنتہیٰ آپ کے زیرپا
آپ ہیں مظہر ذات رب العلا — رہبر حق نما خاتم الانبیاء
آپ فخر عجم آپ شان عرب — آپ فضل اتم آپ رحمت لقب
سرور ذی حشم شاہ والا نسب — مرتضےٰ مجتبیٰ خاتم الانبیاء
آپ ہیں وجہ تخلیق کون و مکاں — آپ کے دم سے ہیں یہ زمیں آسماں
آپ ہیں بے` نشانی کا بین نشاں — اے شہہ دوسرا خاتم الانبیاء
اے فصیح البیاں اے بلیغ اللساں — اے وحید الزماں ماورائے گماں
آپ کا نور ہے از کراں تا کراں — شاہد کبریا خاتم الانبیاء
مرسل مرسلاں سرور عرشیاں — ہادی انس و جاں مقبل مقبلاں

آپ کی ذات ہے باعث کن فکاں
راز ارض و سما خاتم الانبیاء

نعیم تقوی (کراچی)

خاک در محبوب سے چہرے جو سجے ہیں — یہ شمس و قمر ہم سے ضیا مانگ رہے ہیں
آ سکتی نہیں پاس کبھی دھوپ اجل کی — ہم قبلہ گہ زیست کے سائے میں پلے ہیں
اے ابر کرم کشت تمنا بنے گلشن — ہم دشت الناک میں مٹی کے ڈلے ہیں
شیدائی ہیں سب خشک درختوں کی طرح چپ — انگنائی میں ہستی کی جو خاموش کھڑے ہیں
خوابوں کے دریچوں سے ذرا جھانک کے دیکھو — فرقت کے وہ صدمات زمانے میں سہے ہیں

"تقوی" ہے میسر ہمیں دامان پیمبرؐ
ہم ان سے ہیں منسوب برے ہیں کہ بھلے ہیں



کالج کونسل: محمد سلیم قریشی (رکن)، عابد رشید میر (رکن)، سید محمد باقر رضوی (وائس پرنسپل)، میاں مقبول احمد (پرنسپل)، منور حسین نقوی (رکن)، ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی (سیکرٹری)، میاں محمد معظم (رکن)



پراکٹوریل بورڈ: پرنسپل پروفیسر میاں مقبول احمد اور چیف پراکٹر پروفیسر محمد افضل ملک کے ہمراہ

ڈاکٹر عبدالرحمٰن عبد (امریکہ)

بزم کونین کے سردار ہیں میرے آقاؐ
رحمت ہر دو جہاں آپ ہیں سب کے مولاؐ
قلزم جود و سخا لطف و عطا فخر و غنا
باعث صبح و مسابندہ و محبوب خدا
پاک و بے عیب کیا آپ کو حق نے پیدا
شان وہ بخشی زمانے میں کہ اللہ اللہ
وہ کمالات کہ اوروں میں تھے چیدہ چیدہ
آپؐ کی ذات میں موجود ہیں سارے یکجا
آپؐ کا ذکر ہے ہر دور میں سب سے اونچا
ہاں وہی ذکر **ورفعنا لک ذکرک** والا
ہے تبسم رخ پر نور پہ رشک لالہ
گفتگو ایسی کہ دشمن بھی ہوں سن کر شیدا
شان و شوکت میں جو ہو ان کے غلاموں جیسا
آج تک کوئی ہوا ہے نہ ہی آگے ہو گا
آپ کے در پہ جو پہنچا وہ خدا تک پہنچا
کوئے طیبہ سے ہے فردوس کا رستہ سیدھا
خوب پایا ہے غلاموں نے جہاں میں رتبہ
خاک طیبہ کے عوض جان کا کر کے سودا

آگ سے انؐ کے غلاموں کو ہو کوئی خطرہ
عبد لا حول ولا قوۃ الا باللہ

غنی دہلوی (کراچی)

وجود نور دو عالم کی ابتدا ہیں رسول
خدا کے حسن کا دراصل آئینہ ہیں رسول
حدود شرح و معانی سے ماوری ہیں رسول
شعور و فکر کی معراج ارتقا ہیں رسول
بروز حشر بزرگی کی انتہا ہیں رسول
خدا خدا ہے تو سردار انبیاء ہیں رسول
مری تلاش کا حاصل ہے روضہ اطہر
مری نگاہ مرے دل کا مدعا ہیں رسول
بہار حسن تجلی ہے جس طرف دیکھو
بساط دہر پہ پھیلی ہوئی ضیاء ہیں رسول
کوئی یہ کہدے خدا تک پہنچنے والوں کو
بشر کی منزل عظمت کا راستہ ہیں رسول

"غنی" یہ چاند ستاروں میں روشنی کب تھی
مہ و نجوم میں تنویر کی بنا ہیں رسول

ڈاکٹر خیال امروہوی (لیہ) (غیر منقوط)

علم ہے، حلم سے اکرام و حکم سے ہو گا
درس کردار عطا، اس کے کرم سے ہو گا
واہمہ اس کے احاطے سے سراسر طاری
اس کا احصائے عمل کیسے ہمم سے ہو گا
وہ ہے اسرار و محامد کا کھرا معمور
اس کے اکمال کا احساس حرم سے ہو گا
سروری علم سے معمو ہے اسی کا درود
ورد اللہ، محمدؐ ہی کے دم سے ہو گا

کار آگاہی عالم ہے عمل کا داعی
مرحلہ وار ہی طے معرکہ ہم سے ہو گا!

عطاالحق قاسمی (لاہور)

ہے مرا چارہ گر مدینے میں منزل و راہ بر مدینے میں
کتنی صبحیں ظہور کرتا ہے جاگنا رات بھر مدینے میں
کتنی صدیوں پہ ہو گئے ہیں محیط میرے شام و سحر مدینے میں
تو نے کچھ بھی دیکھنے نہ دیا اے مری چشم تر مدینے میں
یاد فرمایئے مرے مولاؐ مجھ کو بار دگر مدینے میں
کتنے ہوتے ہیں خوش نصیب "عطا"
جن کے ہوتے ہیں گھر مدینے میں

خلش مظفر (حیدر آباد)

جب ایک آخری قندیل جگمگائی گئی یہ بے چراغ زمیں آئینہ بنائی گئی
پھر اس کے نام کو لکھا گیا کواڑوں پر پرانے گھر میں نئی روشنی سجائی گئی
سنگھار بن گئی سورج کا، سادگی اس کی گلوں میں اس کے بدن کی مہک رچائی گئی
اسی کے چہرۂ انور کی نرم کرنوں سے صدی صدی کے اندھیروں کی چھت گرائی گئی
اسی نے آئینہ خانے کو آئینہ بخشا اسی کی شکل پس آئینہ بنائی گئی
اسی کا نور بکھیرا گیا فضاؤں میں اسی کے واسطے ٹھنڈی ہوا چلائی گئی
اسی کے روئے منور سے روشنی لے کر
کئی اداس چراغوں کی لو بڑھائی گئی

طاہر لاہوری (لاہور)

جمال کون و مکاں تیرے حسن کی آیات ترے وجود کی طلعت ضیائے مہر حیات
ترے نفس کی صدا کاشف غم حالات تری نگاہ کی جنبش شکست لات و منات
جو قدسیوں کی فراست میں ایک راز رہا ترے غلام سمجھتے ہیں وہ مقام حیات
وجود کون و مکاں تیری ذات کا مظہر فراز حسن جہاں تیرے نقش پا کی صفات
ترے قدم سے مدینے کی خاک ہے اکسیر تری نمود سے روشن ہے کائنات حیات
سمندروں کی سی وسعت فراز موج میں ہے ترے کرم کے زمانے میں بہہ رہے ہیں فرات
اسی سے درد کی دولت کا راز مجھ کو ملا ترے کرم کے خزانے سے جو ملی خیرات
ترے حضورؐ ندامت سے جھک رہی ہے نظر تڑپتے اشکوں میں ہیں شوق دید کے جذبات
جہاں جہاں مرے آقا کا نام روشن ہے وہیں وہیں پہ برستی ہے نور کی برسات
فلک فلک کے، زمیں کے پریشاں سازوں کو ترے جمال نبوتؐ کو مل گئے نغمات
ہے تیرے در کے گداؤں میں ایک "طاہر" بھی
ہیں شوق دید میں گم جس غریب کے دن رات

خالد احمد (لاہور)

خلق میں انساں تھا لیکن خلق میں قرآن تھا
وہ کہ سر تا پا جمال سورہ رحمان تھا
سطر خاتم تھا خدا کے آخری فرمان کی
سلک تسبیح رسل کا آخری مرجان تھا
چال تک معجز نما تھی آمنہ کے لال کی
ہر قدم، ہر سانس اک معراج کا عنوان تھا
میزبانی کے لئے کس رخ سے جھکتے آسماں
وہ زمیں پر بھی فقط اللہ کا مہمان تھا
مدح دانائے سبل، مولائے کل کیا کیجئے
خلق پر جن کے شہادت آزما قرآن تھا

پروفیسر اصغر سودائی (سیالکوٹ)

کچھ آسرے کسب فیض کے ہیں کچھ آئینے کشف نور کے ہیں
عجب سلیقے شہ زماں کے، عجب قرینے حضور کے ہیں
حرا سے کرنوں کی جگمگاہٹ ہمارے دل تک پہنچ رہی ہے
یہ گھڑیاں پل پل مسرتوں کی یہ لمحے پیہم سرور کے ہیں
میں دل میں جھانکوں تو دیکھتا ہوں جھلک ترے روضہ حسیں کی
کہ فاصلے جو نگاہ میں ہیں مغالطے نزد و دور کے ہیں
حبیب مولائے کل کے اعجاز فقر و جود و سخا کے آگے
جو ریزہ ریزہ بکھر رہے ہیں صنم متاع غرور کے ہیں
مرے نبی کی نظر مکمل جمال یزداں میں منہمک ہے
مقام سدرہ کی وسعتوں میں کہاں حجابات طور کے ہیں
خدا سے بندے کی قربتوں میں کوئی مزاحم نہیں ہے "اصغر"
جو اٹھ رہے ہیں گماں کے پردے یہ سب کرشمے حضور کے ہیں

الطاف پرواز

تو رونق گلستان عالم
اے وجہ قرار، جان عالم
تو سرور دودمان عالم
تو سرخی داستان عالم
اے رہبر رہبران عالم
سردار پیمبران عالم
ہو گا نہ ہوا ہے پیدا اب تک
تجھ سا کوئی نکتہ دان عالم
اے صل علیٰ مقام عالی
"بے سایہ و سائبان عالم"
دنیا ترے راستے کی راہی
تو رہبر کاروان عالم
"پرواز" پہ بھی نگاہ الطاف
اے خسرو خسروان عالم

پروفیسر سید حسین شاہ فدا (اسلام آباد)

پردہ بھی نہ تھا بیچ میں حائل شب معراج
تھا قرب محمدؐ کو یہ حاصل شب معراج
بخشش کے وہاں آپؐ تھے سائل شب معراج
امت تھی یہاں خواب میں غافل شب معراج
جز نور نہ آتا تھا نظر عرش سے تا فرش
خالق سے ہوئے آپؐ جو واصل شب معراج
موسیٰؑ نے کہاں وہ جبل طور میں پائی
جو بات ہوئی آپؐ کو حاصل شب معراج
تھی عرش سے تا فرش ندا صلی علی کی
تھے حور و ملک نعت میں شامل شب معراج
سرد آتش دوزخ ہے "فدا" امت پہ دوائم
ابلیس تھا پابند سلاسل شب معراج

ڈاکٹر نذیر احمد علوی (لاہور)

جسے بھی ہو نسبت محمدؐ کے در سے
وہ کس واسطے رحمت حق کو ترسے
جو نزدیک رہتا ہے آقاؐ کے گھر سے
یہ ممکن نہیں اس پہ رحمت نہ برسے
جدھر سے وہ گزرے معطر فضا کی
ٹپکتی ہے خوشبو ہر اک دا ہگنو سے
گدا تیرے روضے پہ کاسہ اٹھائے
چلے آ رہے ہیں ادھر سے اودھر سے
میں رویا ہوں یاد مدینہ میں اتنا
کہ آنسو ہیں ختم اب مری چشم تر سے
ہیں آنکھوں میں جس کی ندامت کے آنسو
کرم اس پہ سرکارؐ کا کیوں نہ برسے
مدینے کے راہی کو جب بھی میں دیکھوں
مرا قلب غمگیں مدینے کو ترسے
اسی آسرے پر میں اب جی رہا ہوں
کبھی آپؐ دیکھیں کرم کی نظر سے
خدا را اسے اپنے در پہ بلا لیں!
کہاں تک مدینے کو "علوی" بھی ترسے

ضیا محمد ضیا (پسرور)

نور چمکا حرا تا حرم آپ کا
فیض پہنچا عرب تا عجم آپ کا
بادشاہ و گدا، منعم و بینوا
سب پہ برسا ہے ابر کرم آپ کا
کعبہ انس و جاں بارگہ آپ کی
آستاں قبلہ گاہ امم آپ کا
زندگی کی شب تیرہ و تار میں
مشعل رہ ہے نقش قدم آپ کا
سرور سروراں، شاہ کون و مکاں
وصف کیونکر ہو ہم سے رقم آپ کا
سر ادب سے جھکاتا ہے قرطاس پر
نام لکھتا ہے جب بھی قلم آپ کا
راہ رشد و ہدایت دکھائی ہمیں
ہم پہ احساں نہیں کچھ یہ کم آپ کا
ہے ولا آپ کی حاصل زندگی
نام لے لے کے جیتے ہیں ہم آپ کا
ہے "ضیاء" عاشقوں کا وظیفہ یہی
ذکر کرتے رہیں دمبدم آپ کا

راجہ رشید محمود (لاہور)

یارب! در نبیؐ پہ رسائی ہو کس طرح
رنج و غم و الم سے رہائی ہو کس طرح

عکس جمال سرور کونین کے بغیر
روح دل و نظر کی صفائی ہو کس طرح

محبوب کبریا کا در پاک چھوڑ کر
اللہ تک کسی کی رسائی ہو کس طرح

قرآں میں جنؐ کی شان بیاں خود خدا کرے
بندے سے ان کی مدح سرائی ہو کس طرح

صبح و مسا جو نام محمدؐ لیا کرے
دیگر و غمزدہ وہ فدائی ہو کس طرح

جب تک دکھائے راہ نہ سیرت حضورؐ کی
بھٹکے ہوؤں کی راہنمائی ہو کس طرح

جب تک پرت پرت میں نہ عشق رسولؐ ہو
دل کی تہوں سے ختم برائی ہو کس طرح

"محمود" میں ہوں بندہ محبوبؐ کبریا
غیروں کے در پہ ناصیہ سائی ہو کس طرح

ایاز صدیقی (ملتان)

ہر نبیؐ شاہد خدا نہ ہوا
آپ سا کوئی دوسرا نہ ہوا

کرم شہر علم سے پہلے
نعت کہنے کا حوصلہ نہ ہوا

دل رہا ہر قدم پہ سر بسجود
میں مدینے کو جب روانہ ہوا

لاکھ پلکوں سے خاک طیبہ چنی
"حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا"

فرش خاکی سے عرش نوری تک
کس جگہ ذکر مصطفیٰ نہ ہوا

آپ کی یاد کے سوا کوئی
کشتی جاں کا ناخدا نہ ہوا

دل کہ تھا ایک بے نوائے ازل
آپ کے لطف کا خزانہ ہوا

آپؐ کا در نہ وا ہوا جس پر
کوئی دروازہ اس پہ وا نہ ہوا

جالیوں ہی کو چوم لیں گے ایاز
گر کرم بالمشافہ نہ ہوا

مسعودہ خانم (کراچی)

اللہ کے حبیب کی عظمت نہ پوچھئے
فرش نشیں سے عرش کی رفعت نہ پوچھئے

ہم کیا پڑھیں ثنائے رسول کریم سن
خالق نے کی ہے مدح سراحت نہ پوچھئے

کونین کے مالک بھی ہیں اور خلق ہے میراث
وہ کیا ہیں وہ مجسم رحمت' نہ پوچھئے

دنیا میں اور حشر میں ہم طالب کرم
کیا خوب ان کی چشم عنایت نہ پوچھئے

صبح ازل سے شام ابد تک جہاں میں
رحمت فشاں ہیں' منبع رحمت نہ پوچھئے

نذرانہ پیش کر دوں درود و سلام کا
ہم عاصیوں پہ ان کی وہ شفقت نہ پوچھئے

تھی رات دن "مسعودہ" اسی فکر میں غلطاں
بخشش انہی کی ان کی شفاعت نہ پوچھئے

ڈاکٹر انور سدید (لاہور)

وہ جو نکلی تھی مرے دل سے ندا کی صورت — یا نبیؐ! آپ نے سن لی وہ صدا کی صورت
میں نے خود تو کو چھپایا تھا کہ کھل کر رو لوں — دیکھ لی آپ نے کب اپنے گدا کی صورت
میں خزاں دیدہ شجر ہوں یہ یقیں ہے مجھ کو — مجھ پہ برسے گا کرم ان کا گھٹا کی صورت
کون ہے رقص کناں خوں میں حرارت بن کر — کون ہے راہنما باد صبا کی صورت
کس نے ذروں کو دیا اوج ثریا کا مقام — کس نے بدلی ہے جہالت کی فضا کی صورت
پھر وہی نور زمانے پہ چمکتا دیکھوں — پھر بدل جائے زمانے کی ہوا کی صورت
کاسہ جسم کو انوار سے اپنے بھر دے — میں کہ ہوں شہر مدینہ کے گدا کی صورت

تو نے جن لفظوں سے یہ نعت لکھی ہے "انور"
ڈال لے سر پہ وہی لفظ ردا کی صورت

پروفیسر جعفر بلوچ (لاہور)

چمک اٹھا ہے شہر جاں کا طاق طاق دیکھنا — فروغ عشق مصطفےٰ کا اشتقاق دیکھنا
میں حرف کم نما سہی بیاض شوق کا مگر — مرا سیاق دیکھنا، مرا سباق دیکھنا
یہ کس کی سمت پے بہ پے رواں دواں ہیں ساعتیں — یہ کس کے پائے بوس کا ہے اشتیاق دیکھنا
افق افق ہیں مطلع عرب کی ضو فشانیاں — ازل رباط دیکھنا، ابد رواق دیکھنا
جو اک جھلک سی دیکھنی ہو محفل رسولؐ کی — نجوم و ماہتاب کا کبھی وفاق دیکھنا
نبیؐ کی جلوہ گاہ کی لطافتیں ہیں دیدنی — اگر ہو (اور خدا کرے ہو) اتفاق دیکھنا

خدا ہی جانے کب تلک ہے میری سرنوشت میں
رہ وصال و ظلمت شب فراق دیکھنا

پروفیسر حسن رضوی (لاہور)

میں آفتاب کہوں یا اسے ستارہ لکھوں — اسے لکھوں میں سمندر، اسے کنارہ لکھوں
زمانے بھر کی کڑی دھوپ کی تمازت میں — میں دوجہاں کا اسے آخری سہارا لکھوں
میں اس کے سوچ چراغوں کی روشنی میں لکھی — عبارتوں کے ہر اک لفظ کو ستارہ لکھوں
دلوں میں اسم محمدؐ کی جگمگاہٹ کو — جہاں میں بہتا ہوا روشنی کا دھارا لکھوں

میں کائنات کے ہر حسن کو "حسن رضوی"
جمال احمدؐ مرسل کا استعارہ لکھوں

ابرار کرتپوری (دہلی)

ہیں معطر جان و دل از بوے دوست　　رشک جنت ہے فضائے کوے دوست
جس سے انساں کو ملی ہیں عظمتیں　　ہے یہ اعجاز و عطائے خوے دوست
بارگاہ ناز میں سر خم کروں　　کہہ رہے ہیں یہ خم ابروے دوست
اس سے پوچھو فلسفہ دن رات کا　　جس نے دیکھے ہوں رخ و گیسوے دوست
کاش حاصل ہو ہمیں یہ فخر و فیض　　ہم بھی ہو جائیں روانہ سوے دوست
کاش اشعار عقیدت اور سلام　　ہوں قبول و باریاب کوے دوست

ہم غلامان شہ ابرار ہیں
جان و دل ایماں فدا بر روے دوست

ڈاکٹر ریاض مجید (فیصل آباد)

مشاہد ہیں شہؐ انوار کے جنت میں رہتے ہیں　　خوشا وہ جو رسول اللہؐ کی صحبت میں رہتے ہیں
مواجہ کی فضا میں معتکف رہتے ہیں جان و دل　　زہے قسمت حضور آیہ رحمت میں رہتے ہیں
درود پاک اٹھتے بیٹھتے پڑھتے ہیں مولاؐ پر　　سکینت آشنا' جذب طمانیت میں رہتے ہیں
ہے اطمینان کی اک لہر جاں سے حد امکاں تک　　بہ فیض یاد طیبہ قریہ بہجت میں رہتے ہیں
مناظر سیر ہفت افلاک کے پھرتے ہیں آنکھوں میں　　عجب نا آشنا دنیاؤں کی حیرت میں رہتے ہیں
اوسی نسبتیں دوری میں بھی سر شار رکھتی ہیں　　کہیں پر بھی رہیں سرکارؐ کی خدمت میں رہتے ہیں

کسی بھی پل سرک سکتے ہیں پردے روزن جاں کے
"ریاض" اک انتظار دید کی لذت میں رہتے ہیں

خواجہ عابد نظامی (لاہور)

بھٹکتے پھرتے ہیں جو جا بجا دوا کے لئے　　انہیں کہو کہ مدینہ چلیں شفا کے لئے
خدا نے بھیجا ہے دنیا میں اس لئے ہم کو　　کہ زیست وقف ہو تقلید مصطفیؐ کے لئے
خدا نے مجھ کو دیا ہے جو عشق سرورؐ دیں　　بچا کے رکھا ہے سرمایہ وہ قضا کے لئے
نبیؐ پہ پہلے درود و سلام پڑھتا ہوں　　پھر اپنے ہاتھ اٹھاتا ہوں میں دعا کے لئے
کرم ہے انؐ کا جو آساں ہے زندگی ورنہ　　یہ راستہ تھا کٹھن مجھ شکستہ پا کے لئے
بچشم گریاں نبیؐ پر درود پڑھتے رہو　　کہ خاص ذکر ہے یہ رنج و ابتلا کے لئے
خدا نے خلعت لولاک ان کو بخشا ہے　　بنے ہیں دونوں جہاں شاہؐ دوسرا کے لئے

حضورؐ نے ہمیں "عابد" یہی بتایا ہے
ہر ایک کام ہو خوشنودی خدا کے لئے

امجد اسلام امجد (لاہور)

اداسی کے سفر میں جب ہوا رک رک کے چلتی ہے
سواد ہجر میں ہر آرزو چپ چاپ جلتی ہے
کسی نادیدہ غم کا گھر میں لپٹا ہوا سایا
زمیں تا آسماں پھیلا ہوا محسوس ہوتا ہے
گزرتا وقت بھی ٹھہرا ہوا محسوس ہوتا ہے
تو ایسے میں تری خوشبو
محمد مصطفےٰ صل علیٰ کے نام کی خوشبو
دل حسرت زدہ کے ہاتھ پر یوں ہاتھ رکھتی ہے
تھکن کا کوہ غم ہٹتا ہوا محسوس ہوتا ہے
سفر کا راستہ کٹتا ہوا محسوس ہوتا ہے

پروفیسر محمد اکرم رضا (گوجرانوالہ)

خلق سرکارؐ دل و جاں میں بسایا جائے
دشمن جاں کو بھی سینے سے لگایا جائے
قلب مومن میں ہو پھر عشق محمدؐ کا وفور
نغمہ شوق زمانے کو سنایا جائے
آج پیغام ہے ناموس رسالت کا یہی
عصر حاضر کے ہر اک بت کو گرایا جائے
آپؐ کی بعثت قدسی کا تھا مقصود یہی
نوع انساں کو غلامی سے چھڑایا جائے
چار سو عظمت اسلام مسلم ہو گی
پرچم عشق محمدؐ جو اڑایا جائے
پھر شب تار سے ایماں کے اجالے پھوٹیں
یوں چراغ آپؐ کی سیرت کا جلایا جائے
زندگی ملتی ہے ناموس نبیؐ پہ کٹ کر
پھر سے جینے کا یہ انداز سکھایا جائے
ہے رضا نور نبیؐ مظہر انوار خدا
کس طرح کفر کی پھونکوں سے بجھایا جائے

منیر قصوری (لاہور)

میں اذن زیارت کی دعا مانگ رہا ہوں
سرکار کی قربت کی دعا مانگ رہا ہوں
میں بھی کسی دن نعت پڑھوں باب کرم پر
اس خوبی قسمت کی دعا مانگ رہا ہوں
پھر نرغہ دشمن میں مسلمان گھرے ہیں
ان کے لئے رحمت کی دعا مانگ رہا ہوں
اے خواجہ گیہاں مرے ہاتھوں کی طرف دیکھ
بیداری ملت کی دعا مانگ رہا ہوں
پھر ملت بیضا کو عطا عہد سلف ہو
ایام خلافت کی دعا مانگ رہا ہوں
ناموس رسالتؐ پہ مری جان فدا ہو
اعزاز شہادت کی دعا مانگ رہا ہوں
اس وقت "منیر اور تو کچھ یاد نہیں ہے
میں شہر نبوت کی دعا مانگ رہا ہوں

شہاب کاظمی (امریکہ)

کب طاقت گفتار دکھانے کے لئے ہے
یہ نعت تو بگڑی کو بنانے کے لئے

والفجر کی تفسیر ہے تیرا رخ انور
گیسو تیرا واللیل کے شانے کے لئے ہے

جس خاک پہ پڑتے ہوں قدم سرور دیں کے
وہ خاک تو آنکھوں میں لگانے کے لئے ہے

کشکول ہے خالی یہ گدائے ازلی کا
سر ہے تو ترے در پہ جھکانے کے لئے ہے

انسان کی صورت میں تنویر کا پیکر
انسانوں کو آئینہ دکھانے کے لئے ہے

پھر سارا زمانہ بھی تو اس کے لئے ہو گا
جب میرا نبی سارے زمانے کے لئے ہے

ہم کو تو یقیں ہے کہ ہوئے چاند کے ٹکڑے
حیرت ہے تو بس آئینہ خانے کے لئے ہے

یہ حمد و ثنا، منقبت و مرثیہ گوئی
ناخن کے کچھ قرض چکانے کے لئے ہے

ادنیٰ سا بھکاری ہے "شہاب" آپ کے در کا
شاعر ہے اگر یہ تو زمانے کے لئے ہے

جمشید مسرور (اوسلو ناروے)

جب لوگ زمانے کے خریدار بنیں گے
ہم اسم محمدؐ کے طلبگار بنیں گے

ہیں ظلمت عصیاں میں بھی اس آس پہ زندہ
انوار عنایت کے سزاوار بنیں گے

جو اشک ندامت میں بہاتے ہیں ابھی ہم
اک روز یہی ابر گہر بار بنیں گے

ہو گی جو رواں خاک بسر سوئے مدینہ
اس بھیڑ کے ہم قافلہ سالار بنیں گے

ہم دامن احمدؐ ہیں سمٹ جائیں گے "جمشید"
جب شہر میں اندیشہ و آزار بنیں گے

حنیف اخگر ملیح آبادی (نیویارک)

جس قدر تمکنت قیصر و کسریٰ دیکھی
کم تر از جاہ سگ یثرب و بطحیٰ دیکھی

مسند چرخ چہارم مئے عیسیٰ دیکھی
"تیری توقیر سر عرش معلی دیکھی"

حمد جیسی جو کمائی مرے مولیٰ دیکھی
پیشہ نعت محمدؐ کے سوا کیا دیکھی

جھلاتی مری پلکوں پہ ستاروں کی طرح
مضطرب اذن حضوری کی تمنا دیکھی

زہے خورشید رسالت تری کرنوں کا خیال
دل کے ہر ذرہ کی آغوش طلب وا دیکھی

دل میں ہے عشق محمدؐ کا سمندر بے شک
قطرہ اشک میں طغیانی دریا دیکھی

کی جو اس در کی گدائی کی تمنا "اخگر"
اپنے دامن میں ہر اک نعمت عظمیٰ دیکھی

پروفیسر محمد ایوب رضوی (لاہور)

رحمت بن کر آئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم — ابر کرم برسائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
دن ہے پر تو خد منور، رات ہے ان کی گیسوئے عنبر — شام و سحر پر چھائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
سورج پر تو روئے معظم، چاند ہے ان کا ہلکا تبسم — انجم نشان پائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
لوح ہے صفت نبی کا کتبہ، عرش بریں بیتاب تمنا — چین ہے اس کا پائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
میم ہے بحر سخا کا قطرہ، رزق ہے ان کی عطا کا صدقہ — حق کو حق سے ولائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
گلشن عالم ان کی مہک سے، دہر منور ان کی چمک سے — رحمت باراں لائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
روح جہان و گردش دوراں، وجہ نشان ہستی امکاں — نظم جہاں بدلائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

تیرے کرم سے شاہ معظم جاری زباں پہ رہتا ہے ہردم
"رضوی" بنے شیدائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

پروفیسر شیخ محمد اقبال (سرگودھا)

نعت لکھنے لگا، زندگی لکھ گیا — اپنی تقدیر میں ہر خوشی لکھ گیا
نعت کے نور سے میرا ذوق یقیں — وقت کی آنکھ میں روشنی لکھ گیا
جب کسی شخص کو مجھ سے تسکیں ملی — میرا ایماں نعت نبیؐ لکھ گیا
حسن کردار سے میرا پیارا نبیؐ — لوح افلاک پر آدمی لکھ گیا

نعت لکھنے کا جب بھی ارادہ کیا
رنگ، خوشبو، سحر، تازگی لکھ گیا

اظہار قریشی (کراچی)

یا نبیؐ آپ سا جمال کہاں — آپ کے حسن کی مثال کہاں
آپ سے مل گیا کمال جسے — پھر اسے خطرہ زوال کہاں
آپ کا جو ہوا حقیقت میں — پھر اسے خطرہ مال کہاں
طالب دید تو بہت ہیں مگر — تاب نظارہ جمال کہاں
یوں موذن ہوئے بہت لیکن — جذبہ حضرت بلالؓ کہاں
مالک خلد شافع محشر — اس میں ہے جائے احتمال کہاں
آپ کی مثل ہے نہ کوئی نظیر — آپ سا صاحب کمال کہاں

کیا کروں ان سے مدعا "اظہار"
ہے مجھے تاب عرض حال کہاں

سلطان فاروقی (لندن)

بعد از خدائے کون و مکاں آپ ہی تو ہیں — انسانیت کی روح رواں آپ ہی تو ہیں
ختم الرسل بھی آپ ہیں دانائے کل بھی آپ — درویش اور شاہ زماں آپ ہی تو ہیں
عشق خدا کا جزو ہے عشق رسول بھی — مومن کی دھڑکنوں میں نہاں آپ ہی تو ہیں
دربار جبر و ظلم میں' اک بے گناہ کے — رکھ دی ہے جس نے منہ میں زباں آپ ہی تو ہیں
آقا غلام و ملک و وطن' رنگ و نسل کے — جس نے مٹائے نقش بتاں آپ ہی تو ہیں
شاہ و گدا کو جس نے بغلگیر کر دیا! — میزان عدل و امن و اماں آپ ہی تو ہیں
مکہ کا اک یتیم خدا کا بنا کلیم — پہنچے کہاں سے چل کے کہاں آپ ہی تو ہیں
گیسو دراز خندہ جبیں رنگ گندمی — ہنس مکھ' حسین' راحت جاں آپ ہی تو ہیں

"سلطان" جس کے واسطے ہے' دل کی سیپ میں
گوہر عقیدتوں کا نہاں' آپ ہی تو ہیں

طلعت سلیم (برمنگھم)

نوک قلم پہ آ گئے فکر و بیاں کے پھول — یکجا کئے ہیں نعت میں دنیا جہاں کے پھول
مقدور ہو تو آپؐ کی مدحت کے واسطے — دامن میں بھر کے لاؤں میں باغ جناں کے پھول
کیں جمع سب لطافتیں فکر و خیال کی — ٹانکے ہیں سلک نعت میں حسن بیاں کے پھول
قرآں میں خود خدا نے سراہا حضورؐ کو — کب انؐ کی شان کے شایاں ہیں عاجز بیاں کے پھول
وہ باغ ہاشمی کا معطر حسیں گلاب — شرمائیں جس کے سامنے دنیا جہاں کے پھول
عرش بریں کے سائے ہیں' اللہ نے آپؐ پر — برسائے لطف خاص سے کون و مکاں کے پھول
اس شب بچھا کے عرش پہ نورانیت کا فرش — خور و ملک نے نذر کئے کہکشاں کے پھول
ہوتے ہیں ڈھیر آپؐ کے قدموں میں ہر گھڑی — ہر ہر نگر کے شاعر شیریں بیاں کے پھول

آقاؐ! قبول کیجئے لائی ہوں شوق سے
نم کر کے آنسوؤں سے میں جذب نہاں کے پھول

پروفیسر اختر شمار (لاہور)

آنکھوں کے لئے اور چمک مانگ رہا ہے — دل گنبد خضرا کی جھلک مانگ رہا ہے
اک ٹوٹتے تارے کو ہے درکار سہارا — آنسو مرا کرنوں کی پلک مانگ رہا ہے
صحنوں میں اتر آئے ہیں پرنور پکھیرو — یہ کون مدینے کی مہک مانگ رہا ہے

کشکول بدست ایک فقط میں ہی نہیں ہوں
اس در سے تو ہر جن و ملک مانگ رہا ہے

رشیدہ عیاں (نیو جرسی، امریکہ)

دونوں جہاں میں سب سے حسیں آپ ہی تو ہیں
پر تو ہے جس کا ماہ مبیں آپ ہی تو ہیں

اقلیم لا مکاں کے مکیں آپ ہی تو ہیں
ہے فرش جس کا عرش بریں آپ ہی تو ہیں

کرتے ہیں مہر و ماہ سدا جس سے کسب نور
وہ نور کل وہ ذات حسیں آپ ہی تو ہیں

ذروں میں جس کا ذکر ہے، تاروں میں جس کا نور
مبدائے حسن نور مبیں آپ ہی تو ہیں

میں مہ جبیں ستارہ جبیں کس طرح کہوں
انوار کل کی وجہ حسین آپ ہی تو ہیں

مقصود کائنات ہیں، مطلوب لم یزل
وجہ قرار چرخ و زمیں آپ ہی تو ہیں

جو وجہ کائنات ہے، جو اصل کائنات
اس عشق بے کراں کے امیں آپ ہی تو ہیں

رہتا ہے دھڑکنوں میں سدا ذکر آپ کا
لا ریب میرے دل کے مکیں آپ ہی تو ہیں

پاس ادب ہے، خوف ہے اخفائے راز کا
پردہ کہوں، کہ پردہ نشیں، آپ ہی تو ہیں

ہر اک شہود میں ہے عیاں پر تو وجود
اور اس کی اک مثال حسیں آپ ہی تو ہیں

عبدالقوی ضیا (کینیڈا)

نمود دوجہاں تم ہو، وجود بے کراں تم ہو
حدیث دلبراں تم ہو، درود قدسیاں تم ہو

جلال آسماں تم ہو، جمال کہکشاں تم ہو
زمیں تم ہو، زماں تم ہو، مکیں تم ہو، مکاں تم ہو

نسیم گلستاں تم ہو، شمیم بوستاں تم ہو
نہ ہو جس کی خزاں ایسی بہار جاوداں تم ہو

نہ جانے کتنے ہی پیغمبراں ہیں یہاں آئے
مگر تم حرف آخر ہو امام مرسلاں تم ہو

تمہارے واسطے کون و مکاں پیدا کئے اس نے
ازل سے تا ابد زندہ رہے جو داستاں تم ہو

نہیں جن کا سہارا کوئی تم ان کا سہارا ہو
انیس خستہ جاں تم ہو، شفیع عاصیاں تم ہو

ہمارے سامنے منزل نہ منزل کا نشاں کوئی
غبار کارواں ہم ہیں امیر کارواں تم ہو

ادھر ظلمت ہی ظلمت ہے "ضیا" اب جس جگہ میں ہوں
ادھر بس اک چراغاں ہی چراغاں ہے جہاں تم ہو

پروفیسر اطہر رضا ناسک (لاہور)

مزا تو جب ہے لکھا ہو جبیں پہ نام ترا
جدھر بھی جاؤں کہے ہر کوئی غلام ترا

عقیدتوں کے گلستاں میں خوشبوئیں تیری
گلاب فکر میں رنگوں کا اہتمام ترا

کبھی چٹائی کبھی کرسی عدالت پر
حدود عقل سے ہے ماورا مقام ترا

ہر ایک لمحے کی رفتار تیری مٹھی میں
سفر ترا ہے زمانوں کا اہتمام ترا

جو کم سے کم بھی ملے تو ملے ولی کی سند
کرم دوام ترا مدرسہ دوام ترا

خدا کو ڈھونڈنا چاہے جو یہ ترا "ناسک"
شعور و فکر کو بننا پڑے غلام ترا

سید عاشور کاظمی (لندن)

بے یقینی کے دھندلکوں میں ہے امت تیری
آج تو کل سے بھی زیادہ ہے ضرورت تیری
قائد قافلہ عظمت و ادراک بشر
ثبت ہے لوح حقیقت پہ صداقت تیری
دل میں بوجہل، زبانوں پہ تیرے ذکر کا نور
قہر نازل نہیں ہوتا یہ ہے رحمت تیری
وجہ تخلیق بساط ہمہ اسباب و علل
زندگی بخش گئی خلق کو خلقت تیری
تیرے مسلک سے جنہیں کوئی سروکار نہیں
وہ بھی کہتے ہیں کہ ہے دل میں محبت تیری
دعوی عشق نہیں، فخر غلامی ہے مجھے
اور غلامی کا تقاضہ ہے اطاعت تیری
حرف حق کب لب اظہار کا محتاج رہا
ہر زمانے سے مسلسل ہے ہدایت تیری
چشم گستاخ نے دیکھا لب و خسار کا رنگ
اور عقیدت کو ملی دانش و حکمت تیری
حاکم وقت کی خیرات پہ پلنے والے
کیا قیامت ہے کہ چاہیں ہیں شفاعت تیری
سچ کے اظہار کی "عاشور" کو توفیق ملی
میرے مولا تیرا احسان، عنایت تیری

جمیل احسن (سویڈن)

دنیا نے لے لیا ہے اثر تیری چاہ کا
یہ کائنات فیض ہے تیری نگاہ کا
بس اک یہی طریقہ ہے غم سے نباہ کا
سودا ہو سر میں عشق حبیب اللہ کا
عالم ہے فیض یاب فقط ان کی ذات سے
ہر زاویہ بتاتا ہے ان کی نگاہ کا
اب تو غم حیات سے گھبرا گیا یہ دل
اے کاش اب ہو قصد مدینے کی راہ کا
یوں موجزن ہو دل میں محبت رسولؐ کی
ہر سانس میں ہو ذکر رسالتؐ پناہ کا
بول اٹھے بے زباں بھی محمدؐ کو دیکھ کر
کیا کام پتھروں نے دیا ہے گواہ کا
آقا تمہارے حسن کے جلوے سمیٹ کر
چہرہ چمک اٹھا ہے ہر اختر کا، ماہ کا
دل میں بسا کے یاد محمدؐ "جمیل" نے
سمجھوتہ کر لیا ہے غموں سے نباہ کا

جلیس ترمذی (جنڈیالہ شیر خان)

محمدؐ نے سکھایا ہے محبت آشنا ہونا
تعصب کو مٹا کر پیکر مہر و وفا ہونا
خدا رکھے وہ تہذیب و تمدن کی بنا ڈالی
کہ تقدیر عرب بگڑی ہوئی پھر سے بنا ڈالی
بسائی عشق کی بستی، حجازی ریگزاروں میں
بہائی نہر، امرت جل کی تلواروں کی دھاروں میں
در دولت سے پایا، جاہلوں نے درس قرآنی
فقیروں کو عطا کی شوکت و شان سلیمانی
نکالا قعر گمنامی سے حق نا آشناؤں کو
سخی نے دولت کونین دے دی بے نواؤں کو
رواں ہے اس فضائے دہر میں اب تک پیام ان کا
موذن کی زباں پر پانچ وقت آتا ہے نام ان کا

غلام علی بلبل (لندن)

اے رسول ہاشمی، اے رحمتہ اللعلمیں دو جہانوں پر ترا ابر کرم چھایا رہے
روز محشر جب سوا نیزے پہ آئے آفتاب عاصیوں پر سائباں بن کر ترا سایہ رہے

آفتاب و ماہ و انجم، کہکشاں، ارض و سما مصحف روئے محمدؐ کی ہیں تفسیریں تمام
یہ بھی معراج نبیؐ کے معجزے کا ہے ثبوت اب بشر کے بس میں ہیں گردوں کی تسخیریں تمام

ریاض نبیؐ کی شگفتہ کلی ہوں میں باران رحمت سے پھولی پھلی ہوں
علیؑ بلبل گلشن مصطفیٰ تھے
مجھے یہ شرف ہے غلام علی ہوں

حکم غلام نبی حکیم (لندن)

ثنائے احمد مرسلؐ میں کیا کوئی زباں کھولے خدا قرآں کے ہر پارے میں خود جس کا بیاں کھولے
خدا کے سر مخفی کو محمدؐ کی زباں کھولے محمدؐ کی حقیقت کو خدائے راز داں کھولے
مجھے گلدستہ نعت شہ والا بنانا ہے صبا رضواں سے کہہ دینا در باغ جناں کھولے
ازل سے اہل عالم میں جو سربستہ معمے تھے محمدؐ ہی نے دنیا میں وہ راز کن فکاں کھولے
اماں جس کو کہیں ملتی نہ ہو اس کے لئے حق نے مدینہ اور مکہ دو حرم دار الاماں کھولے
ادھر آئے جو متوالا محمد مصطفیٰ کا ہے یہاں وہ جام ملتا ہے جو راز دو جہاں کھولے
حکیم اس پر کھلیں گے سب مسائل دین و دنیا کے
اگر کوئی کتاب اسوۂ خیر الزماں کھولے

ہارون الرشید ارشد (امریکہ)

عقیدت اور اعجاز عقیدت لے کے آیا ہوں میں دل سے بھی سوا درد محبت لے کر آیا ہوں
در آئیں روح میں میری، سما جائیں، مرے دل میں میں سینے کے حرا میں خاص خلوت لے کے آیا ہوں
تجلی ہی تجلی ہے، تحیر ہی تحیر ہے بہت حیران ہوں، حیرت ہی حیرت لے کے آیا ہوں
جہاں تک ہو سکا، لی ہے تجلی، روشنی لی ہے جمال مصحف و تنویر سیرت لے کے آیا ہوں
مقدر جاگ اٹھا، جذبات موزوں گنگنا اٹھے حضورؐ خواجہؐ پھر اشعار مدحت لے کے آیا ہوں
میں پہنچا روح کے بل، دل کے بل، آنکھوں کے بل ارشد!
ادب کی جو بھی صورت ہے وہ صورت لے کے آیا ہوں

منظور عباس ازہر

مرے نبیؐ نے زمین صحرا پہ کیسے کیسے گلاب لکھے
اندھیری راتوں میں چاندنی کے حسین تر کتنے باب لکھے
وہ لاکھ چشمے محبتوں کے دلوں کے پتھر سے پھوٹ نکلے
وہ نخوتوں کے فلک پہ آقاؐ نے عجز کے یوں سحاب لکھے
وہ جن کے دم سے مقام انسان نگاہ انسان سے ماورا تھا
وہ ایک اک کر کے سب ہٹائے ہوس نے جتنے حجاب لکھے
چہار سو جب اندھیرے رقصاں تھے اس زمانے کی وسعتوں میں
ہر ایک ذرے کے رخ پہ مولاؐ نے سینکڑوں آفتاب لکھے
جو ایک پل ہاتھ انؐ کا ہاتھوں میں آ گیا تو جہاں نے دیکھا
کبھی نہ لمحوں نے میری قسمت میں رنج و غم اضطراب لکھے
مہک اٹھی ہے بہار جاں بھی چمک اٹھی ہے دلوں کی بستی
نبیؐ کی یادوں نے ایسے ایسے نگر نگر انقلاب لکھے
ہوا کا دامن ہوا معطر چراغ گل سے فضا منور
یہ کس کے ہاتھوں نے قریہ قریہ ہیں موسموں کے نصاب لکھے
در نبیؐ سے ملے ہیں جن کو متاع لطف و سکون ہستی
انہوں نے دنیا کے گوشے گوشے میں الفتوں کے ہیں باب لکھے
چلا ہے ازہر خیال اپنا دیار رحمت کی سمت جب بھی
تو رحمتوں نے کرم کے منظر مرے لئے بے حساب لکھے

پروفیسر مکرم حسین خورشید (جہلم)

جو اس کا نام لینا ہے تو زمزم سے زباں دھو لو
اخوت کا سبق جس نے دیا دنیا کے لوگوں کو
محمد بھی مزمل بھی مدثر بھی وہی ہے جو
تخیل کو ہمارے بخشش دیتا ہے جہان نو
وہی تو ہے جسے ہم سب حبیب اللہ کہتے ہیں
اسی کے دین کی خاطر مصائب ہنس کے سہتے ہیں

○

حسین ایسا ابھی تک چشم انساں نے نہیں دیکھا
مٹا دی جس نے دست آدمی سے ظلم کی ریکھا
وہ دنیا بھر کے اہل عقل و دانش میں رہا یکتا
وہی تو تھا فقط ہمدرد مفلس کا یتیموں کا
اسی نے صنف نازک کو وہ اعلیٰ مرتبہ بخشا
کہ ماں بھی محترم ٹھہری، بہن کی ہو گئی رکھشا

بخار علیگ (کراچی)

جذبہ صادق نہ ہو تو پیچ و خم کی بات ہے
ورنہ طیبہ کا سفر اک دو قدم کی بات ہے

عشق عارض، یہ مگر عشق صنم کی بات ہے
یہ ہی عشق عارضی ہم پر ستم کی بات ہے

کیسے ممکن ہے نہ ہو ہم پر نگاہ التفات
ایک دل پر شوق کی اک چشم نم کی بات ہے

میرے آقا کیا بتاؤں کارواں کیسے لٹا
رہبروں میں سب سے اونچی ہمقلم کی بات ہے

اک جنم کو یاد رکھ آواگوں کو بھول جا
میرے آقا کا جنم سب کے جنم کی بات ہے

کوئی ہے مدحت سرا اور کوئی منکر آپ کا
ایک ہے تریاق کی اور ایک سم کی بات ہے

کون ہے مومن؟ جسے سرکار سے الفت نہیں
آپ سے الفت ہے سب کو بیش و کم کی بات ہے

میرے آقا کوئی بھی دوزخ نہ اپنی بھر سکا
دانہ گندم کی اور باغ ارم کی بات ہے

ہم ترستے ہی رہے حدت طرازی کو "بخار"
آج ہر اک وصف میں وصف عجم کی بات ہے

پروفیسر رئیس احمد عرشی (میانوالی)

رتبے میں گو بلند یہ ارض و سما تو ہے
اس سے کہیں عظیم تری خاک پا تو ہے

ان کے سبب ملے نہ ملے میرا رب مجھے
لیکن یہی خیال ---- مرا آسرا تو ہے

کشتی بھنور میں ہو تو محمدؐ کا نام لو
واللہ خدا نہیں ہے مگر ناخدا تو ہے

تربت تلک میں نقش قدم چومتا چلوں
یہ بھی روا نہیں ہے چلو ناروا تو ہے

جو اشک ان کی یاد میں پلکوں پہ تھم گیا
گرچہ بہا نہیں ہے مگر بے بہا تو ہے

بعداز نبی کسی نے نہ پایا کوئی حسین
ورنہ جہاں میں آج بھی کرب و بلا تو ہے

اس زندگی کو نذر و نیاز نبی کرو
"عرشی" یہ زندگی کہ بالآخر فنا تو ہے

عزیز الدین خاکی قادری (کراچی)

سرکار اپنا روضہ انور دکھائیے
ہم درد کے ماروں کو بھی طیبہ بلائیے

گزرے ہماری زندگی گنبد کے سائے میں
بس ایسی زندگی ہمیں سرکار چاہئے

جائیں کہاں در چھوڑ کر ہم آپ کا شہا
ہم عاصیوں کو اپنے دامن میں چھپائیے

صدقہ حسن حسین کا جھولی میں ڈال کر
مجھ بے نوا فقیر کی بگڑی بنائیے

جس دم ہو تذکرہ شہ عالی وقار کا
اپنے دل و نگاہ ادب سے جھکائیے

ہم کو بھی اے رسول خدا رحمت جہاں
اپنے دیار پاک کا منگتا بنائیے

عشاق کر رہے ہیں تقاضا یہ بار بار
"خاکی" رسول پاک کی نعتیں سنائیے

ارتضیٰ کاظم (شیخوپورہ)

حبیب کبریا کی شان کا آغاز ہوتا ہے
عروج عظمت انسان کا آغاز ہوتا ہے
چمکتا ہے وہ ذرہ دھر میں مہر جبیں بن کر
کہ جس پر آپ کے فیضان کا آغاز ہوتا ہے
جہاں کونین کی حد فراست ختم ہو جائے
وہاں سے آپ کے عرفان کا آغاز ہوتا ہے
مرے الفاظ کو پیراہن تدبیر دے مولا
بصد حسرت مرے ارمان کا آغاز ہوتا ہے
ہوا ہے ثبت جس جا آپ کا نقش قدم آقا
وہاں سے منزل ایقان کا آغاز ہوتا ہے
بفرمان محمدؐ ہے یقیں کا نام ہی ایماں
یقیں کامل ہو تب ایمان کا آغاز ہوتا ہے
مسلسل کر رہے ہیں جو محمدؐ کی ثنا خوانی
انہیں الفاظ سے قرآن کا آغاز ہوتا ہے
وہ انساں شورش عالم سے ہرگز بچ گیا "کاظم"
کہ جس پر آپ کے احسان کا آغاز ہوتا ہے

ساغر مشہدی (کبیر والہ)

تابع ہیں جسؐ کے شمس و قمر، ایک ہی تو ہے
کونین پر ہے جس کی نظر، ایک ہی تو ہے
خیرؐ البشر کہیں کہ کہیں سیدؐ البشر
روئے زمیں پہ ایسا بشر، ایک ہی تو ہے
یہ کائنات سجدہ کناں جس کے در پہ ہے
وہ قدسیوں کے پیرؐ کا در، ایک ہی تو ہے
عرش علیٰ کہ فرش زمیں ہو کہ انس و جاں
یکساں ہے جس کی سب پہ نظر، ایک ہی تو ہے
پھوٹے ہیں جس مقام سے چشمے شعور کے
وہ آستاں علم و ہنر، ایک ہی تو ہے
نازل ہوا جہاں پہ کلام خدائے حق
معمور نور حق سے وہ گھر، ایک ہی تو ہے
تابہ ابد دوام ہے جس خاندان کو
وہ چشمہ حیات وہ گھر، ایک ہی تو ہے

پروفیسر انور جمال (ملتان)

منزل کا صرف ایک ہی رستہ ہے اور بس
اور وہ رسول پاک کا اسوہ ہے اور بس
روئے زمیں پہ ایک ہی جلوہ ہے اور بس
دنیا میں کیا ہے گنبد خضریٰ ہے اور بس
ظلمت کدہ حیات کے گمراہ قافلو!
روشن انہیؐ کا نقش کف پا ہے اور بس
سچ پوچھیے تو حشر کدہ کائنات میں
فردوس کوئی ہے تو مدینہ ہے اور بس
بس ایک نام ہے کہ ہے تسکین جسم و جاں
اک ذات ہے کہ دل کا سہارا اور بس
گرمی ہو جس میں حب رسول انام کی
میری نظری میں دل وہی زندہ ہے اور بس
جب بھی کھلیں نبی کا مدینہ ہو سامنے
آنکھوں کی صرف ایک تمنا ہے اور بس

ڈاکٹر سرور اکبر آبادی (کراچی)

عالم میں اجالا ہے اسی ماہ مبیں سے
ظلمات میں ابھرا تھا جو طیبہ کی زمیں سے

دل میں ہے مدینہ، مری آنکھوں میں مدینہ
سرکار کے جلوے نظر آتے ہیں یہیں سے

جنت بھی بڑی چیز ہے کوثر بھی بڑی چیز
لیکن مجھے ہٹنا نہیں طیبہ کی زمیں سے

سر پر کبھی رکھیں، کبھی آنکھوں سے لگائیں
خاک در اقدس جو ملے ہم کو کہیں سے

اس نور رسالت پہ، مری جان بھی قرباں
سایہ کوئی گزرا نہ کبھی جس کے قریں سے

وہ اپنے نظارے کا شرف تو مجھے بخشیں
میں تاب نظر مانگ کے لاؤں گا کہیں سے

دن رات یہی لو ہے "سرور" اب میرے دل کو
روضہ کبھی سرکارؐ کا دیکھوں میں قریں سے

طارق سلطان پوری (حسن ابدال)

قائم ہو تعلق کسی انسان کا رب سے
ممکن ہے فقط واسطہ شاہ عربؐ سے

کیا منزلت و عظمت سلطان امم ہے
پوچھے کوئی جبریل سے خدام ادب سے

جو ان کا نہیں ہے وہ خدا کا بھی نہیں ہے
تعظیم خدا بھی ہے محمدؐ کے ادب سے

اک عالم حیرت ہے تری بزم فصاحت
ہیں سینکڑوں سحبان یہاں مہر بہ لب سے

ہنگامہ ہستی تری خاطر ہوا برپا
قائم ہوئی یہ محفل کن تیرے سبب سے

آئیں گے بالاخر تری خدمت میں سر حشر
مایوس گنہگار جب ہو جائیں گے سب سے

پاکیزگی مشغلہ نعت عطا کی
حق نے مجھے محفوظ رکھا لہو و لعب سے

سرکار مدینہؐ کی ستائش کی سعادت
طارق کو وراثت میں ملی ہے جدواب سے

پروفیسر بشیر احمد قادری (لاہور)

مری زباں پہ ہے ہر دم ثنائے کوئے رسول
یہ دل ہے مرجع حب و ولائے کوئے رسول

خدا ہمیں جو مدینے کی حاضری بخشے
کریں گے ہم بھی دل و جان فدائے کوئے رسول

نظر میں اس کے سمائے نہ پھر بہشت بریں
کہ جس کے دل میں بسی ہے فضائے کوئے رسول

جو ایک بار مدینے کو دیکھ آئے ہیں
زباں پہ ان کے وظیفہ ہے ہائے کوئے رسول

ترے غلام کو جنت میں چین کیسے ملے
کہاں بہشت کہاں جلوہ ہائے کوئے رسول

بروز حشر مجھے دیکھ کر کہیں قدسی
کہ آ رہا ہے وہ دیکھو گدائے کوئے رسول

یہی ہے دل میں تمنا خدائے ہر دوجہاں
یہ "قادری" بھی کبھی دیکھ آئے کوئے رسول

پروفیسر صدیق شاہد (شیخوپورہ)

جو خوف حشر سے یاد نبیؐ ابھرتی ہے
خیال و فکر میں مستی سی رقص کرتی ہے
میں جن کا بن نہ سکا اپنی تیرہ بختی سے
انہی کے نور سے دنیا مری نکھرتی ہے
ہمارے اشک ندامت سے ہوتی ہے نمناک
نسیم کوئے رسالتؐ سے جب گزرتی ہے
علی الصباح اجالے کی بھیک لینے کو
ہر اک کرن اسی دہلیز پر اترتی ہے
جبین و رخ پہ ترے در کی خاک ملتا ہوں
یہی وہ در ہے جہاں نخوت آ کے مرتی ہے
گل نبیؐ سے زباں عرض حال کی خاطر
نسیم صبح کا لہجہ تلاش کرتی ہے
ملے جو لہجہ کروں کیسے سامنا انؐ کا
کہ روسیاہی مری سامنے سے ڈرتی ہے
یقیں کریں جو غم روزگار کے مارے
نظر سے آپؐ کی زلف جہاں سنورتی ہے
وہ تمکنت ہے رسالت ماب کی "شاہد"
شہوں کی شاہی جہاں آ کے پانی بھرتی ہے

اجمل جنڈیالوی (شیخوپورہ)

تمہید کائنات' اے سردار شش جہات
تو مہر التفات' اے سردار شش جہات
تیری ہمیش ذات اے سردار شش جہات
رہتی ہے سب کے سات اے سردار شش جہات
شامل ہے الکتاب میں شامل اذان میں
تو مرکز صلواۃ' اے سردار شش جہات
دنیا کے سب علوم پہ تیری ہے دسترس
اے شہر علم ذات اے سردار شش جہات
تو ہے دعا خلیلؑ کی' عیسیٰؑ کی ہے نوید
آدمؑ کی بھی نجات اے سردار شش جہات
سب مومنوں کو ایک ہی صف میں کھڑا کیا
دیکھی نہ ذات پات اے سردار شش جہات
قرآن اور حدیث کی صورت ہوئی رقم
تیری ہر ایک بات اے سردار شش جہات
تاریخ انس میں نہیں کوئی تری نظیر
صادق امیں صفات اے سردار شش جہات
میری طلب ہے گنبد خضریٰ پہ حاضری
کیجئے قبول بات اے سردار شش جہات
ظلم و ستم میں پیش تھے بوجہل و بو لہب
دی خلق سے تھی مات اے سردار شش جہات
امت پہ آج تیری" برا وقت آ گیا
اک چشم التفات اے سردار شش جہات
کافور سب کے کیجئے اے رشک ماہ تاب
دل کے تفکرات اے سردار شش جہات
"اجمل" گھرا ہوا ہے بڑی دیر سے حضورؐ
ہوں دور مشکلات اے سردار شش جہات
اکمل کہا گیا کہیں "اجمل" کہا گیا
اے محور صفات اے سردار شش جہات
مجھ کو تمہاری میم نے "اجمل" بنا دیا
نور تجلیات اے سردار شش جہات

خالد شفیق (لاہور)

وہ اک امی کہ جب رہبر بنا خونخوار لوگوں کا
محبت میں بدل کر رکھ دیا کردار لوگوں کا

اسی نے لا الٰہ کو تقویت بخشی زمانے میں
جھکا کر رکھ دیا سر مشرک و بدکار لوگوں کا

نبیؐ تشریف لائے، جس ٹوٹا اور چلی پروا
وگرنہ زندہ رہنا تھا بہت دشوار لوگوں کا

اٹھا خاک عرب سے گمرہوں کی راہنمائی کو
حبیبؐ کبریا، وہ قافلہ سالار لوگوں کا

انہی سے روز محشر اب تو امید شفاعت ہے
بنایا میرے اللہ نے جنہیں غمخوار لوگوں کا

عرب کا چاند چمکا، ساری دنیا ہو گئی روشن
منزہ ہو گیا اخلاق اور معیار لوگوں کا

یہ سب میرے نبی کے اسوہ حسنہ کا صدقہ ہے
بلندی پر جو پہنچا طالع بیدار لوگوں کا

بگڑتا جا رہا ہے دم بدم حیرت زدہ ہوں میں
مذاق زندگانی اے شہ ابرار لوگوں کا

مری راتیں نبیؐ کی یاد سے روشن ہیں مولا!
عنایت ہو مجھے وہ قرب شب بیدار لوگوں کا

مرے مولا! مجھے ذوق خودی ایسا عطا کر دے
نہ بن پاؤں کبھی میں حاشیہ بردار لوگوں کا

سبھی لوگوں کی خواہش ہے وہیں چل کر رہیں "خالد"
مدینہ وہ مدینہ ہے جہاں دلدار لوگوں کا

سعید بدر (لاہور)

اے پناہ بے کساں! آقا! رسول ہاشمی
چارہ بے چارگاں! آقا! رسول ہاشمی

اے مددگار غریباں! اے نصیر عاجزاں
عز و فخر امتاں! آقا! رسول ہاشمی

آپؐ کی نسبت سے قائم ہے جہان رنگ و بو
باعث کون و مکاں! آقا! رسول ہاشمی

آپؐ ہیں ظل الٰہی، آپؐ ہی کے نور سے
جگمگاتا ہے جہاں! آقا! رسول ہاشمی

آپؐ کے فیضان سے شمس و قمر ہیں ضو فشاں
تابش سیارگاں! آقا! رسول ہاشمی

آپؐ کی مدح و ثنا، تسکین دل، آرام جاں
اے شفیق و مہرباں! آقا! رسول ہاشمی

پیارے مولاؐ! ہو شب تاریک غم کی اب سحر
دور ہوں جاں کاہیاں! آقا! رسول ہاشمی

آہ! میری زندگی کا نخل ہے بے برگ و بار
ہو بہار بے خزاں! آقا! رسول ہاشمی

باب رحمت پر میں حاضر ہوں بصد عجز و نیاز
سن لیں فریاد و فغاں! آقا! رسول ہاشمی

قیصر و کسریٰ کا شاہی کا نہیں خواہاں "سعید"
بس تلاش آستاں! آقا! رسول ہاشمی

"بدر" کامل ہو گیا ہے آپؐ کے فیضان سے
نعت میں رطب اللساں! آقا! رسول ہاشمی

متین فکری (راولپنڈی)

اک انقلاب دہر میں ایسا بپا ہوا ۔۔۔ تشریف آپ لائے تو باطل ہوا ہوا
فسق و فجور کی سبھی تاریکیاں چھٹیں ۔۔۔ انسانیت کا محل تمنا ہرا ہوا
مال و منال و تخت شہی ہیچ ہو گئے ۔۔۔ شاہ امم کے در کا زمانہ گدا ہوا
فقر و غنا زمانے میں پھر معتبر ہوئے ۔۔۔ صبر رسول شیوہ اہل وفا ہوا
ان سے ملا سکون دل بے قرار کو ۔۔۔ تہذیب عاشقی سے جہاں آشنا ہوا
صدیوں سے جو غلام تھے آزاد ہو گئے ۔۔۔ جو ناروا تھا پہلے وہی اب روا ہوا
جن کو غرور نسل و امارت تھا مٹ گئے ۔۔۔ اک لقب رسول شہ دوسرا ہوا
دستور زندگی کا بدل ڈالا آپؐ نے ۔۔۔ مرنے کا حق کی راہ میں اب حوصلہ ہوا

جو لمحہ ذکر و فکر نبیؐ میں گذرا
ہے لمحہ زندگی کا وہی جاگتا ہوا

عبدالغنی تائب (حافظ آباد)

نبیؐ کے در کا جو سائل نہیں ہے ۔۔۔ ابھی ایمان میں کامل نہیں ہے
ادھوری زندگی وہ ہے کہ جس میں ۔۔۔ رضائے مصطفےٰ شامل نہیں ہے
جو دل عشق محمدؐ سے ہے خالی ۔۔۔ خدا لگتی کہوں! وہ دل نہیں ہے
سوائے طیبہ و بطحا کے میرا ۔۔۔ کوئی مقصود اور منزل نہیں ہے
کرم سرکارؐ کا جب سے ہوا ہے ۔۔۔ رہی مشکل کوئی مشکل نہیں ہے
خدا کا فضل ہے کہ مجھ سا عاصی ۔۔۔ نبیؐ کی یاد سے غافل نہیں ہے
جو انؐ کی یاد میں ہے، وہ ہے محفل ۔۔۔ بدوں ذکر نبیؐ محفل نہیں ہے

کرے توصیف و مدحت کیسے "تائب"
مرے آقا! یہ اس قابل نہیں ہے

شریف ظفر پسروری

خلق بے پایاں کی عظمت کا قرینہ دیکھا ۔۔۔ بحر ظلمات میں رحمت کا سفینہ دیکھا
نگہ فیضان کا پر تو ہے ازل سے جس جا ۔۔۔ منبع جودِ کرم، شہر مدینہ دیکھا
بوئے فردوس ہے کونین میں پھیلی ہر سو ۔۔۔ اس کے ہر گل میں محمدؐ کا پسینہ دیکھا
آنکھ جھپکی تو تھا قدموں میں مقام سدرہ ۔۔۔ آپؐ نے شہ پر جبریل کو زینہ دیکھا
ہم نے ہر بات میں دیکھی ہے جہاں کی وسعت ۔۔۔ ہم نے ہر بات میں عرفاں کا خزینہ دیکھا

گرچہ ہیں قابل تعظیم "ظفر"! ماہ تمام
سب سے افضل ہے ولادت کا مہینہ دیکھا

اشرف جاوید (لاہور)

یہ زخم جسم و جاں بھرے، مرے نبیؐ مرے نبیؐ
عذاب بے کسی ٹلے مرے نبیؐ مرے نبیؐ
قدم قدم یہ تیرگی نگل رہی ہے آدمی
ہوائے روشنی چلے مرے نبیؐ مرے نبیؐ
صعوبتیں، شقاوتیں، یہ نفرتیں، حقارتیں
اخوتوں کی پو پھٹے مرے نبیؐ مرے نبیؐ
ہزار پاس پاس ہیں، کہاں یہ دل شناس ہیں
ہیں فاصلے ہی فاصلے مرے نبیؐ مرے نبیؐ
روائے جور و غم تنی، تمیز روز و شب مٹی
چراغ جاں نہ جل بجھے مرے نبیؐ مرے نبیؐ
بدن گلاب رنگ ہیں مگر یہ وقف جنگ ہیں
غلام ہیں فقط ترے مرے نبیؐ مرے نبیؐ
ازل سے ہیں رواں دواں، قدوم زندگی نشاں
یہ قافلے کہاں تھکے مرے نبیؐ مرے نبیؐ
گناہ سے پناہ دے کے راستی کی راہ دے
سواد بندگی ملے مرے نبیؐ مرے نبیؐ

ساحر شیوی (نیروبی)

پاکیزہ زندگی ہے دیار حبیب میں!!!
وحدت کی روشنی ہے دیار حبیب میں!!!
سائل کوئی بھی جا کے وہاں دل سے مانگ لے
پھر کیا اسے کمی ہے دیار حبیب میں
آتا نہیں خیال کسی کو گناہ کا
کیا لطف بندگی ہے دیار حبیب میں
ہو دھوپ بھی تو دھوپ کا احساس ہی نہیں
شبنم کی سی نمی ہے دیار حبیب میں
جائے گا جو بھی، لائے گا بھر بھر کے جھولیاں
سامان راستی ہے دیار حبیب میں
ہوتا ہے رحمتوں کا خدا کی، یہاں نزول
اک نور آگہی ہے دیار حبیب میں
گرتوں کو تھام لیتے ہیں سردار انبیاء
درمان بے کسی ہے دیار حبیب میں
سمجھوں گا موت آئے جو طیبہ کی خاک پر
اک زندگی ملی ہے دیار حبیب میں
ہر دم ادب کا پاس رہے سر جھکا رہے
"ساحر" یہ لازمی ہے دیار حبیب میں

ڈاکٹر یوسف جاوید (گوجرانوالہ)

در نبی ہو میسر تو سر جھکانا ہے
کہ اس کے بعد کوئی در نہ آستانہ ہے
بہار عرش کا ہر احترام اپنی جگہ
نظر میں منظر طیبہ کو اب سجانا ہے
زبان عشق میں طیبہ اسی کو کہتے ہیں
ہر ایک منظر فطرت جہاں سہانا ہے
مقام عرش سے گذرا تو یہ ہوا معلوم
مجھے مدینے کی جانب یہیں سے جانا ہے
کہاں چمن کی فضائیں کہاں یہ شادابی
بہار لالہ و گل ان کا مسکرانا ہے
مجھے رسول خدا کی تلاش ہے یارو
زیارت حرم و دیر تو بہانا ہے
غزل کے رنگ میں کہتا ہوں نعت بھی "جاوید"
مرا مذاق ادب کتنا والہانا ہے

مرزا عبداللطیف (کراچی)

بہ نگاہ لطف کوئی، مری سمت دیکھتا ہے
چھڑے تار میرے دل کے، کوئی ساز بج رہا ہے

میں زبان و دل پہ اپنی فدا کیسے ہو نہ جاؤں
ہے خیال دل میں ان کا، تو زبان پر ثنا ہے

کڑا وقت جب بھی آیا، مری لاج تم نے رکھی
یہ کرم نہیں تو کیا ہے، یہ کرم نہیں تو کیا ہے

ہے اللہ کون میرا، مجھے کچھ خبر نہیں ہے
جو خدائے مصطفیٰ ؐ ہے، وہی بس مرا خدا ہے

یہ کلام پاک بے شک، ہے کلام اس خدا کا
یہ مری نظر میں لیکن، رخ شاہ مصطفیٰ ؐ ہے

وہ ہے نام پاک احمدؐ جو علاج لا دوا ہے
یہی ایک ہے دوائی، اسی نام میں شفا ہے

دل و جان فدا کروں میں، در مصطفیٰ ؐ پہ اک دن
یہی میری آرزو ہے، یہی مرا مدعا ہے

جو ہے روضہ پیمبر، وہ ہے خلد سے بھی بڑھ کر
وہی ایک ایسی جا ہے، جہاں خلد بھی فدا ہے

تجھے اے لطیف غم کیا، سر حشر مغفرت کا
وہ شفیع روز محشر، تو غلام مصطفیٰؐ ہے

گل بخشالوی (کھاریاں)

جمال دوجہاں محبوب رب العالمین آئے
دلیل کبریا ہو کر وہ ختم المرسلیں آئے

مہک اٹھی فضا غار حرا میں حق اتر آیا
معطر درس اقراء کے جبریل امیں آئے

حرا کی روشنی پھیلی اندھیرے ہو گئے رخصت
سراپا نور بن کر مرشد دنیا و دیں آئے

کہا جبریل نے آ کر مبارک باد اے لوگو
شہ کون و مکاں آئے وہ نور اولیں آئے

کیے سجدے مدینے کی گلی کوچوں کے ذروں نے
زمیں جھومی مسرت سے جو یثرب کے مکیں آئے

دمک اٹھی زمیں تاریک شب مرجھا گئی ڈر سے
زمیں کی بزم میں جب عرش کے مسند نشیں آئے

جناب آمنہ کی گود میں ماہ جبیں چمکا
خلیل اللہ کی بن کر تمنا شاہ دیں آئے

ملک دیدار محبوب ازل کے منتظر تھے "گل"
صدا آئی محمد عرش پر صد آفریں آئے

وزیری پانی پتی (کراچی)

خدا کی سمت سفر کس طرح خدائی کرے
اگر وہ ذات گرامی نہ رہنمائی کرے

یہ کوئی عقدہ دشوار ہے کہ غنچہ دل
ہوائے خلد مدینہ گرہ کشائی کرے

سنا ہے منزل عرفاں کے رہ نوردوں سے
رہ مراد کو آساں شکستہ پائی کرے

نظر میں ہیچ ہے اس کی شکوہ سلطانی
جو کوئے احمدؐ مختار میں گدائی کرے

یہی دعا ہے کہ لب پہ وہ نام نامی ہو
یہ جان جسم سے جس وقت بے وفائی کرے

ہم اپنے طالع بیدار کی قسم کھائیں!
وہ نور پاک جو دریا میں رونمائی کرے

مرا طریق "وزیری" یہ ہے کہ دنیا میں!
کسی کا جتنا بھی مقدور ہو بھلائی کرے

اخلاق عاطف (سرگودھا)

وفا وفا تری سوچیں کرم کرم تری ذات
ہے سر بلند و سرافراز و محتشم تری ذات
ریاض خلد کی بے حد طویل راہوں پر
لئے کھڑی ہے اجالے قدم قدم تری ذات
رخ حیات میں جس نے بھرے ہیں رنگ نئے
وہ کامیاب وہ نایاب مو قلم تری ذات
تری عطا نہیں مخصوص ایک خطے تک
عرب عرب تری خوشبو' عجم عجم تری ذات
ہے قدسیوں میں بھی تیرے شکوہ کا چرچا
ہے خاکیوں کو بھی ہر شے سے محترم تری ذات
سب انبیاء کی امامت ثبوت ہے اس کا
سب انبیاء کے لئے لوح مختتم تری ذات
گماں گماں مری سوچیں' یقیں یقیں تو ہے
خطا خطا میں سراسر' بھرم بھرم تری ذات
رہے نہ تنہا کبھی طالبان راہ ھدیٰ
قدم قدم رہی عاطف بہم بہم تری ذات

پروفیسر ظفر چشتی (لاہور)

میں ہوں بے نوا' میں شکستہ دل مجھے آرزوئے وصال ہے
نہ یہ حال ہے' نہ یہ قال ہے' یہ ترے کرم کا کمال ہے
نہیں یہ طلوع سحر نہیں' نہیں یہ فروغ قمر نہیں
نہیں میرا حسن نظر نہیں یہ ترا ہی عکس جمال ہے
تری راہگذر بڑی دور ہے کہاں کہکشاں کہاں طور ہے
جسے عشق جوہر جاں کہے وہ تمہارا کوئے بلال ہے
میں ہوں بے ہنر' میں ہوں بے ہنر' میں ترا گدا میں ترا "ظفر"
وہی ناصیہ' وہی آستاں' وہی گردش مہ و سال ہے

بشیر حامد (فیصل آباد)

کرم حبیب خدا کا دکھائی دیتا ہے
گل مراد شگفتہ دکھائی دیتا ہے
بفیض عشق محمدؐ مرے مقدر کا
بلندیوں پہ ستارا دکھائی دیتا ہے
دیار سرور کونینؐ کا ہر اک ذرہ
برنگ عرش معلی دکھائی دیتا ہے
جو اسم آپؐ کا ورد زبان رکھتے ہیں
انہیں بھنور بھی کنارا دکھائی دیتا ہے
نہیں ہے سایہ مگر کل جہاں پہ ہے سایہ
وجود آپؐ کا یکتا دکھائی دیتا ہے
مری زباں پہ جب آتا ہے ان کا ذکر جمیل
اک آفتاب ابھرتا دکھائی دیتا ہے
مرے خیال کا طائر بفیض حب رسولؐ
فراز عرش پہ اڑتا دکھائی دیتا ہے
خدا کا شکر کہ نعت رسولؐ میں حامد
مجھے نجات کا رستہ دکھائی دیتا ہے

پروفیسر عطاء الرحمٰن عتیق (گوجرانوالہ)

مہبط وحی و مجسم الکتاب — رحمت عالم نوید فتح باب
فخر عالم، نازش کون و مکاں — احمد مرسل، نقیب انقلاب
آپؐ کی آمد سے دنیا پر کھلا — باب رحمت بے شمار و بے حساب
آپؐ کی نگہ کرم جس پر پڑی — ہو گیا وہ ذرہ رشک آفتاب
آپؐ نے توڑا طلسم قیصری — آپؐ نے کھولا مسیحائی کا باب
آپؐ کے در کے توسل سے ہوا — کوئی بوذرؓ اور کوئی بو ترابؓ
زندگی کو مل گئی آسودگی — آپؐ کی نسبت سے ٹھہری کامیاب
ذرہ ذرہ از زمیں تا . آسماں — آپؐ کے فیضان سے عزت ماب
عالم امکاں کی ہر اک جہت — آپؐ کے اشراق سے ہے فیضیاب

آپؐ کی توصیف کیسے ہو رقم
آپؐ ہیں رب علا کا انتخاب

محمد احمد اریب (گوجرانوالہ)

بدلی یوں آج وقت کی رفتار یا نبیؐ — بکنے لگی ہے رفعت کردار یا نبیؐ
اس عہد ناسپاس میں ہر سمت ان دنوں — ہے گرم حرص و آز کا بازار یا نبیؐ
کیسے کٹیں گی عمر پریشاں کی ساعتیں — ملتا نہیں ہے سایہ دیوار یا نبیؐ
تنہائیوں کے دشت میں پہنے کھڑا ہوں میں — احساس کا لباس گرانبار یا نبیؐ
جس پر فریب خوردہ بہاروں کو ناز ہو — کب آئے گی وہ صبح ضیا بار یا نبیؐ
ہم خستگان شہر محاصی ترے سوا — ہوں کس کی رحمتوں کے طلبگار یا نبیؐ
مٹ جائے ظلم و جبر کی یہ رات اور پھر — پیدا ہوں صبح خیر کے آثار یا نبیؐ
جو مصلحت زدہ میں زمانے کے خوف سے — دے ان .لبوں کو جرات اظہار یا نبیؐ
گو ہم ہیں تیری راہ سے بھٹکے ہوئے مگر — ہیں تیری رحمتوں کے سزا وار یا نبیؐ
اب کس کو دیں صدا کہ ہمارا جہاں میں — تیرے بغیر کون ہے غم خوار یا نبیؐ

اس تیرگی میں تابش فکر اریب سے
روشن ہو شمع عظمت کردار یا نبیؐ

مامون ایمن (نیویارک)

بتوں کے دیس میں جس نے خدا کا نام لیا
دلوں کو جس نے حقیقت سے ہمکنار کیا
ستم کا نام زباں پر کبھی نہ لاتا تھا
سبق کرم کا زمانے کو جو سکھاتا تھا
وہی جو دیتا تھا بندوں کو بندگی کا پیام
رسول امن' سناتا تھا زندگی کا پیام
خدا کے نام سے دنیا میں روشنی لایا
جہان غم میں بھی جو دولت خوشی لایا
اصول حسن اطاعت پہ سر جھکاتا تھا
خدا کی ذات سے بندوں کو جو ملاتا تھا
وہ جس کا چہرہ مہ و مہر سے بھی روشن تھا
جناں سے بڑھ کر حسیں جس کے گھر کا آنگن تھا
زمین جس کے قدم چومتی تھی چاہت سے
نثار ہوتے تھے افلاک جس پہ الفت سے
جہان شفقت و رحمت' عظیم انساں تھا
جہان فانی پہ لافانی ایک احساں تھا
رسول' جس کو محمدؐ زمانہ کہتا ہے
جو قلب و روح کی سب دھڑکنوں میں رہتا ہے
اسی کے ذکر سے دامن میں نور بھرتا ہوں
رسول پاک کو' "ایمن"! سلام کرتا ہوں

زاہد فخری (فیصل آباد)

طلوع شمس و قمر سے پہلے میں تجھ پہ آقاؐ درود بھیجوں
ہر ایک شام و سحر سے پہلے میں تجھ پہ آقاؐ درود بھیجوں
سفر کا آغاز جو کروں میں میرے لبوں پہ ہو نام تیرا
پلٹ کے آؤں تو گھر سے پہلے میں تجھ پہ آقاؐ درود بھیجوں
خدا کی بھیجی کتاب تو ہے مرا تو سارا نصاب تو ہے
حصول علم و ہنر سے پہلے میں تجھ پہ آقاؐ درود بھیجوں
ہے رونق کائنات تجھ سے لہرا ہے نخل حیات تجھ سے
شجر پہ برگ و ثمر سے پہلے میں تجھ پہ آقاؐ درود بھیجوں
میں اپنے بچوں میں بیٹھ کر ... ں سناؤں* جنگ احد کی باتیں
کشا کش خیر و ... سے پہلے میں تجھ پہ آقاؐ درود بھیجوں
میں اپنے ...ے میں میرے آقاؐ فقط تیری نعت چھوڑ جاؤں
... اختتام سفر سے پہلے میں تجھ پہ آقاؐ درود بھیجوں

آصف راز (سرگودھا)

تعلق ان سے بنا لیا تو، بہشت رستوں پہ ڈال دے گا
وہی تعلق تمہارے دل سے تمام کانٹے نکال دے گا
وہؐ جس نے طائف میں کھا کے پتھر، عطا و بخشش کی دی دعائیں
وہؐ کملی والا، ہمارے سر پہ بھی اپنی رحمت کی شال دے گا
کسی بھی حصے میں زندگی کے، کسی بھی شعبے میں بندگی کے
اگر ضرورت پڑی جہاں کو وہ آپؐ ہی کی مثال دے گا
درود پڑھ کے سلام پڑھنا، سلام پڑھ کر درود پڑھنا
یہ ورد ایسا ہے، تیرے دل کو، ترے بدن کو، اجال دے گا
یہ آرزو تھی کہ میں بھی آصف ثنائے خیر الانام لکھوں
خدائے برتر مجھے بھی اک دن سخنوری کا کمال دے گا

محبت خاں بنگش (کوہاٹ)

سکوں ملا نہیں جن کو کبھی زمانے سے
قرار ان کو ملا تیرےؐ آستانے سے
درِ نبیؐ کے لئے رات دن تڑپتا ہے
یہ دل سنبھلتا نہیں ہے کسی بہانے سے
جہاں کے سارے غموں سے نجات ملتی ہے
کہ چین آتا ہے نعت نبیؐ سنانے سے
ترا کرم جو ہوا تیرے در پہ آؤں گا
مراد پاؤں گا اک دن ترے خزانے سے
مرے نبیؐ مری حالت یہ تو کرم کر دے
ترس رہا ہوں مدینے کو اک زمانے سے
نبیؐ کی یاد کو دل میں بسا لیا "بنگش"
قرار مل گیا دل کو اسی بہانے سے

احسان رانا (کاموںکے)

منسوب ہو کے کوئے رسالت مآب سے
آنکھیں ملا رہی ہے کرن ماہتاب سے
حرف و بیاں میں تازگی ان کی نظر سے ہے
تاروں میں روشنی ہے اسی آفتاب سے
صحن حرم میں گر گئے اصنام سب کے سب
ٹوٹا نگاہ و دل کا تعلق سراب سے
چمکا تھا جو حرا سے نبوت کا آفتاب
ضو بار آج بھی ہے اسی آب و تاب سے
تھی پتھروں کی زد میں بہار جہاں نما
شاخ بدن پہ کھلتے رہے ہیں گلاب سے
فکر و عمل کی تازگی سیرت ورق ورق
دستور عام مل گیا ان کے خطاب سے
احسان میں تو شہر محبت کی دھول ہوں
نسبت ہے رہگذار رسالت مآب سے

محمد خالد جذبی (گوجرانوالہ)

رخ فلک پہ جو روشن ہیں کہکشاں کے چراغ
یہ ہیں نقوش قدوم شہہ جہاں کے چراغ

ہوئی ہے صحن چمن میں حضورؐ سے رونق
انہی کے دم سے فروزاں ہیں گلستاں کے چراغ

بہ فیض حسن ولائے محمد عربیؐ
مثال ماہ، منور ہیں قلب و جاں کے چراغ

عطا ہوا ہے انہیں نور ماہ طیبہؐ کا
زبان شوق پہ روشن ہوئے بیاں کے چراغ

زمیں کو ایسے ستارے حضورؐ نے بخشے
کہ ماند جن کے مقابل میں آسماں کے چراغ

بجھا سکی نہ انہیں کفر و شرک کی آندھی
جلے جو سرور عالم کے آستاں کے چراغ

ہوا ہے ذکر شہہ دوجہاںؐ یہاں "جذبی"
سدا رہیں گے فروزاں مرے مکاں کے چراغ

صبیح رحمانی (کراچی)

تھے عالی مرتبہ سب انبیاؑ اول سے آخر تک
مگر سرکارؐ سا کوئی نہ تھا اول سے آخر تک

نکل آئیں گے حل سب مسئلوں کے چند لمحوں میں
حیات مصطفیٰؐ کو سوچنا اول سے آخر تک

اتارے جسم و جاں پر سارے موسم شادمانی کے
بدل دی شہر ہستی کی فضا اول سے آخر تک

جنہیں امی لقب کہہ کر زمانہ یاد کرتا ہے
وہی ہیں حامل علم خدا اول سے آخر تک

فرشتوں نے مری لوح عمل پر روشنی رکھ دی
ثنا خوان محمدؐ لکھ دیا اول سے آخر تک

ملی ہے کاسہ فن کو میرے خیرات طیبہ سے
مرا دیوان ہے ان کی عطا اول سے آخر تک

بہار نعت سے باغ سخن مہکا "صبیح" ایسا
ترو تازہ رہی فصل نوا اول سے آخر تک

ثاقب عرفانی (گوجرانوالہ)

کراچی، آگرہ، لاہور دیکھا
مدینے سا نہ خطہ اور دیکھا

مہک، رم جھم، دھنک، رحمت کی بارش
بہر سو حسن ماہ ثور --- دیکھا

منیٰ، غار حرا، خمسہ مساجد
نشاں اک اک پہ نظر غور دیکھا

تصور کا وہ اعجاز درخشاں
صحابہ کا سنہری دور دیکھا

لب زمزم ہر اک دست طلب میں
چھلکتا ساغر بلور دیکھا

رہ طیبہ کی کیف آور ریاضت
مسافت میں مزا ہی اور دیکھا

زہے طیبہ کے صبح و شام "ثاقب"
زمانے سے جدا ہر طور دیکھا

سید قمر زیدی (کراچی)

چاہتیں لاکھ سہی سب سے مقدم تو ہے
انبیاء اور بھی ہیں سب سے معظم تو ہے
بانی و راہ بر دین منظم تو ہے
محترم، شاہ امم، مرسل خاتم تو ہے
تیرے آنے سے زمانے میں اجالا پھیلا
خوش قدم، شمع حرم، نور مجسم تو ہے
ظلم دنیا سے مٹانے کے لئے تو آیا
صرف تعلیم نہیں عزم مصمم تو ہے
حق کی ترویج و بقا اول و آخر تجھ سے
روح ذی الحج بھی ہے تو اصل محرم تو ہے
نسل آدم کو ملا در سے ترے آب حیات
آدمی کشت ہے برسات کا موسم تو ہے
تو ہے انسان کے پیکر میں خدا کی تنویر
تجھ میں قرآن ہے قرآن میں مدغم تو ہے
نعت کہنے کا شرف اور سلیقہ بھی دیا
واقعی بحر کرم، رحمت عالم تو ہے
ہے سعادت ہو "قمر" تیرے اشارے سے دو نیم
جانتا ہے کہ ہر اک درد کا مرہم تو ہے

قمر حجازی (اوکاڑہ)

مجتبیٰؐ بھی آپؐ ہیں اور مصطفیٰؐ بھی آپؐ ہیں
رحمت عالم، حبیب کبریا بھی آپؐ ہیں
آپؐ سے وابستہ ہے تقدیر ہر فرد بشر
صاحب تفسیر لولاک لما بھی آپؐ ہیں
میں ثنا خوان محمدؐ ہوں، میں بخشا جاؤں گا
میرے آقا، میرے رہبر رہنما بھی آپؐ ہیں
جلوہ گر ہیں چاند تاروں میں ضیائیں آپؐ کی
درحقیقت نیر غار حرا بھی آپؐ ہیں
آپؐ کے افکار نے بخشا غریبوں کو شعور
بے کسوں اور بے نواؤں کی نوا بھی آپؐ ہیں
مشعل رہ آپؐ کی سیرت ہے آدم کے لئے
بحر غم میں کشتیوں کے ناخدا بھی آپؐ ہیں
اہل مکہ کے ستائے لوگ شاہد ہیں "قمر"
غمزدوں اور دکھ کے ماروں کی دوا بھی آپؐ ہیں

غلام زبیر نازش (گوجرانوالہ)

مرے دل میں تمنا قرب سلطان عرب کی ہے
یہی اک نعمت عظمیٰ در حق سے طلب کی ہے
وجود صبح تابندہ ہے خورشید رسالت سے
جمال ماہ طیبہ سے ضیا مہتاب شب کی ہے
عدوئے مصطفیٰ کیواسطے تبت یدا آیا
کلام کبریا میں یہ مذمت بولہب کی ہے
خزانے علم و حکمت کے دیئے سرکار نے سب کو
کرم فرمائی دنیا پر اسی امی لقب کی ہے
انہیں بھی جام کوثر کا عطا ہو ساقی کوثر
نظر بس آپ پر آقا لگی ہر تشنہ لب کی ہے
زمانہ یاد رکھے مجھ کو مداح نبیؐ کہہ کر
ازل سے مجھ کو اے "نازش" تمنا اس لقب کی ہے

بشیر ساجد (لاہور)

اے رحمت عالم! مجھے تیری ہی قسم ہے — ٹوٹا تیری امت پہ عجب کوہ الم ہے
اپنوں ہی کے ہاتھوں سے ہے بربادی ملت — اغیار پہ الزام اگرچہ ہے پہ کم ہے
جو سر کبھی جھکتا تھا فقط اللہ کے آگے — اک دخت برہمن کی وہ دہلیز پہ خم ہے
اللہ کے بندوں کی جھکی جاتی ہے گردن — پندار خدا کی لئے ہر ایک صنم ہے
ہم جان جہاں جانتے ہیں دشمن جاں کو — جاتی رہی تمیز بد و نیک، ستم ہے
اس مملکت پاک کی اے صاحب لولاکؐ — تقدیر نگوں منتظر چشم کرم ہے
رہنے دے ابھی ساغر وحدت، مرے آگے — گو ہاتھوں میں جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے
اصلاح عمل کی ہمیں توفیق عطا ہو — دنیا میں ترے نام کا منظور بھرم ہے
سرسبز ہو پھر ملت بیضا کا گلستاں — تو ابر کرم، ابر کرم، ابر کرم ہے

یاد آج تری آتی ہے اس رنگ سے آقاؐ
آنکھوں میں ہے نم کانپتے ہاتھوں میں قلم ہے

ساقی گجراتی (لاہور)

آئے گا زندگی میں وہ لمحہ بھی ایک دن — دیکھیں گے روضہ شہ والا بھی ایک دن
چومیں گے جا کے گنبد خضرا کی جالیاں — مہکے گا گلستاں تمنا بھی ایک دن
اک روز ہوں گے اشک ندامت بھی سرخرو — لائے گا رنگ دل کا سلگنا بھی ایک دن
گھیرے ہوئے ہیں آج تو نادار زحمتیں — پائیں گے رحمتوں کا خزینہ بھی ایک دن
یارب ! طفیل باعث تکوین کائنات — بدلے جہان زیست کا نقشہ بھی ایک دن
دھوپیں ہیں ریگزار نبیؐ میں تو غم نہیں — کملی کا مل ہی جائے گا سایہ بھی ایک دن

"ساقی" نگاہ ساقی کوثر کے فیض سے
سرشار ہو گا روح کا کاسہ بھی ایک دن

منیر الحق کعبی (گجرات)

بشر ہے اور بشر سے وہ ماورا بھی ہے — خدا کا نور ہے اور بندہ خدا بھی ہے
نہ جبرئیل نہ کوئی پیمبر و مرسل — حریم قدس میں اس کا وہ مرتبہ بھی ہے
کلیم و یوسف و آدم مسیح و نوح و خلیل — سبھی رسول مگر کوئی مصطفٰی بھی ہے
اس کے نور سے ہر اک چراغ کی طلعت — ہر اک چراغ کی طلعت مگر جدا بھی ہے
ہر اک رسول اسی کا مبشر و مناد — ہر اک رسول کا مقصود و مقتدا بھی ہے
ہر اک نبی کی نبوت کی سلطنت محدود — ہر اک نبی کے سفر کا وہ منتہا بھی ہے

دوام اس کی حکومت کو ہے زمانے میں
ابد اسی کی شریعت کا سلسلہ بھی ہے

محمد اقبال نجمی (گوجرانوالہ)

دلکشی، روشنی نور ہی نور ہے
نور طیبہ سے ہر آنکھ معمور ہے
بھرتا رہتا ہے ان کا کرم جھولیاں
مانگ لو جس قدر تم کو مقدور ہے
وہ سبھی قافلے پا گئے منزلیں
آپ کی رہبری جن کو منظور ہے
والضحیٰ کی تلاوت جو کرتا رہے
نوری جلووں میں رہتا وہ مسحور ہے
ایک ہی صف میں بیٹھے گا ہر آدمی
یہ مدینے کے والی کا دستور ہے
ان کا دیدار ہو جاگتی آنکھ سے
میں یہ جانوں ملا جلوہ طور ہے
جس نے فکر و نظر کو جلا بخش دی
میرے آقا کا روشن وہ منشور ہے

جام رحمت پلایا مجھے اس طرح
نشہ سا چھا گیا "نجمی" مسرور ہے

عالم فدائی (حافظ آباد)

سرور و سلطان آقا اے حبیب کبریا
باعث تکوین عالم غایت ہر دوسرا
دستگیر بے کساں اے تاجدار مرسلاں
اے شفیع المذنبیں، اے شافع روز جزا
شمع بزم کائنات، اے نور حسن شش جہات
مخزن رشد و ہدیٰ صلے علیٰ صلے علیٰ
والضحیٰ کے نور کے پر تو سے تیرے دن بنا
رات کی گھمبیرتا ہے عکس تیری زلف کا
تیرے ذکر خیر سے روشن جہان رنگ و بو
رحمۃ للعالمین اے مصطفیٰ اے مجتبیٰ
کاشف انوار قدرت رخ کا تیرے آئینہ
جس سے پائی ہے فلک پہ چاند تاروں نے ضیا
ہے ترے لطف و عطا سے صبح صادق کی جلا
ورد کرتی رات بھر ہے شام تیرے نام کا
ہے معطر ہر نفس تیرے سے دنیا کی بہار
تیرے ہی تو دم قدم سے ہے یہ عالم جی رہا
تیرے رخ کی طلعتوں کے روپ کی کلیاں ہیں یہ
پھول مستی رنگ خوشبو حسن کی ہر اک ادا
رونقیں سب محفلیں یہ رنگ و بو ہست و بود
انفس و آفاق کو دم خم ترے دم سے ملا
تیرے حسن پاک سے ہے سب حسینوں کا بھرم
حسن ہر دم بھیک تیرے نام کی ہے مانگتا
ذرہ ذرہ ہے ترے ہی پیار کا طالب ہوا
سرور کون و مکاں اے مرکز مہر و وفا
ہر گھڑی لیتا بلائیں ہے خدا تیری شہا!
حور و غلماں انس و جاں ارض و سما کے دلربا
ظلمتوں پہ ظلمتیں پھیلی ہوئی ہیں ہر طرف
روشنی کی اک شعاع بہر خدا نور خدا
تیرے در کو چھوڑ کر جائیں تو ہم جائیں کدھر
منبع مہر و وفا آقا شہ ہر دوسرا

بے سہاروں کے سہارا بے نواؤں کی نوا
اب ہمارے بخت کی ساری سیاہی دے مٹا

شوکت ہاشمی (ساہیوال)

آپؐ ہیں میرے دل و جان رسول عربیؐ — آپؐ کا در مری پہچان رسول عربیؐ
سارے عنوانوں کا عنوان رسول عربیؐ — سارے امکانوں کا امکان رسول عربیؐ
سرخرو مجھ کو کیا اذن حضوری دے کر — مجھ پہ اتنا بڑا احسان رسول عربیؐ
آپؐ کی ذات بڑی ذات ہے آقاؐ میرے — آپؐ کی شان بڑی شان رسول عربیؐ
آپؐ آقاؐ ہیں مرے آپؐ مسیحا ہیں میرے — آپؐ کے در کا میں دربان رسول عربیؐ
آپؐ کی ذات تو ہے ملجا و ماویٰ سب کو — آپؐ سلطانوں کے سلطان رسول عربیؐ
ہر طرف چھائی ہوئی آپؐ کی کملی کالی — آپؐ کونین کا عنوان رسول عربیؐ
میں کہ اک ذرہ ناچیز لکھوں آپؐ کی نعت — آپؐ کی اتنی بڑی شان رسول عربیؐ
ہر طرف آپؐ ہی کی زمزمہ خوانی آقاؐ! — چار سو آپؐ کا فیضان رسول عربیؐ
سب جہانوں کو ملی سارے زمانوں کو ملی — آپؐ کی دولت عرفان رسول عربیؐ
بس مجھے خاک مدینہ کا لبادہ مل جائے — میرے دل کا یہی ارمان رسول عربیؐ

چشم رحمت بکشا! رحمت کل ختم رسل
سخت مشکل میں ہے انسان رسول عربیؐ

بشیر رحمانی (لاہور)

فکر کی شان وہی، حرف کی شوکت ہے وہی — رنگ توصیف وہی، نور فصاحت ہے وہی
حق کا شہکار وہی، شاہد فطرت ہے وہی — جس کی تفسیر ہے الحمد، وہ سیرت ہے وہی
معنی سنت و قرآں ہے طبیعت اس کی — شہر ظلمت میں اجالوں کی شریعت ہے وہی
اس کی آمد سے اندھیروں میں ہوا حشر بپا — مہر ایماں ہے وہی، صبح رسالت ہے وہی
جس کو پتھر کے خداؤں نے کئے ہیں سجدے — جان توحید وہی، پیکر مدحت ہے وہی
جس کے در پر ہیں شہنشاہ بھی کشکول بکف — مخزن لطف وہی، جذب سخاوت ہے وہی
جس کا دستور بہر طور ہے دستور حیات — ناز قائد ہے وہی فخر قیادت ہے وہی
مردہ پودوں کو عطا جس نے کیا رنگ حیات — کشت ہستی کے لئے بارش رحمت ہے وہی
جس کے قدموں کے نشاں سجدہ گہہ شمس و قمر — مسند خالق کونین کی زینت ہے وہی
کیوں نہ ہوں جن و بشر اور فرشتے بھی غلام — ہر زمانے میں شہہ ختم نبوت ہے وہی

جس نے بخشش کی بشارت سے نوازا ہے بشر
زحمت حشر میں، اللہ کی رحمت ہے وہی

مسعود مظفر ہزاروی (لاہور)

جس کی دربار پیمبر میں رسائی ہو گئی — وہ خدا کا ہو گیا اس کی خدائی ہو گئی
اس کے کشکول طلب میں ہے جہاں کی سروری — جس کو حاصل آپؐ کے در کی گدائی ہو گئی
آپؐ سے پہلے تھی ہر سو تیرگی ہی تیرگی — آپؐ آئے روشنی کی رونمائی ہو گئی
اللہ اللہ آپ کا وہ مرہم لطف و نظر — جبر کے ناسور کی یکسر صفائی ہو گئی
جب اٹھایا چہرہ ختم نبوت سے نقاب — آپؐ کے جلووں کی اک دنیا فدائی ہو گئی
آپؐ جب آئے شبستاں میں اجالے اوڑھ کر — ظلمتوں میں گمرہوں کی رہنمائی ہو گئی
ہجر سرکارؐ دوعالم میں ہوا جب بے قرار — اشک آنکھوں سے بہے، دل کی دھلائی ہو گئی
کاش ایسے میں ہو امت پر نگاہ التفات — قصہ پارینہ امت کی اکائی ہو گئی

آپ نے مظفر کے سینے میں بہائے ہیں فرات
زندگی کی ہر ادا جب کربلائی ہو گئی

حافظ عبدالغفار حافظ (کراچی)

جس کی کتاب زیست میں ان کی الفت کا عنوان نہیں — اور بہت کچھ ہو سکتا ہے لیکن وہ انسان نہیں
تاریخ انساں میں یوں تو گزرے ہیں ذیشان بہت — شان ہے جو محبوب خدا کی ایسی کسی کی شان نہیں
آپ نے کلمہ ہم کو پڑھایا اور اپنی امت میں لیا — یا شہ بطحا بھولنے والا آپ کا یہ احسان نہیں
جتنے ہیں احکام شریعت ان سب پر لازم ہے عمل — دعویٰ عشق سرور عالم مشکل ہے آسان نہیں
کوئی سخنور مانے نہ مانے کب اس کی پروا ہے مجھے — نعتیں چھوڑ کے غزلیں لکھوں اتنا بھی نادان نہیں
پیش نظر ہو جب در احمد یارب اس دم آئے قضا — ایک یہی ارمان ہے دل میں اور کوئی ارمان نہیں

مجھ سے کیا توصیف رقم ہو ذات رسول اکرم کی
قاری ہوں، قرآن نہیں ہوں، "حافظ" ہوں، حسان نہیں

قمر وارثی (کراچی)

کہیں خوشبو کہیں روشن دیا ہے — عجب حرف ثنائے مصطفےٰ ہے
طواف گنبد خضرا کیا کیا! — مری آنکھوں پہ بینائی فدا ہے
دم یاد شہ والاؐ ہر آنسو! — نمائندہ لب اظہار کا ہے
چراغ مقصد ہستی فروزاں — بفیض اتباع مصطفےٰ ہے
تجسس کے تسلسل میں مدینہ — تخیل سے تیقن تک سجا ہے
اتر آیا ہے جیسے دل میں سورج — غم عشق نبیؐ جب سے ملا ہے

"قمر" کیا ذکر ہے جن و بشر کا
درود ان پر خدا بھی بھیجتا ہے

محمد حفیظ نقشبندی (کراچی)

ترے سوا نہیں محبوب کبریا کوئی
شرف ملا نہ کسی کو نہ پا سکا کوئی
قدم قدم پہ ہمیں ہی سنبھالیں گے
نہیں ہے اور ہمارا تو آسرا کوئی
نوازنے سے غرض ہے انہیں کریم ہیں وہ
یہ دیکھتے نہیں اچھا ہے یا برا کوئی
در نبی سے جو ناکام و نامراد آیا
لگا سکا نہ سر آستاں صدا کوئی
جو چھوڑ دیتا ہے دامن رسول اکرمؐ کا
کہیں بھی اس کو نہیں ملتا آسرا کوئی
اگر حضور کی سیرت نہ رہنما ہوتی
دکھائی دیتا نہ منزل کا راستہ کوئی
کسی پہ کھل نہ سکی عظمت حبیب خدا
نہ ابتدا کوئی سمجھا نہ انتہا کوئی
دیار سرور کونین جس کی منزل ہو
خدا ملائے مجھے ایسا قافلہ کوئی
بقدر ظرف نوازہ گیا سوالی کو
در کریم سے محروم کب ہوا کوئی
بہت قریب ہے منگتوں سے آپ کی رحمت
نہیں ہے بندہ سے آقا کا فاصلہ کوئی
چلو "حفیظ" چلیں ہم بھی اب اسی در پر
جہاں پہ رد نہیں ہوتا ہے مدعا کوئی

پیرزادہ حمید صابری (لاہور)

حبیبؐ کبریا کے دہر میں تشریف لانے پر
اندھیرے چھٹ گئے انوار برسے ہیں زمانے پر
بھٹکتا پھر رہا تھا آدمی گمراہ جنگل میں
بنی آدم نے منزل پائی ان سے راہ پانے پر
فرشتے کیوں نہ چومیں گنبد خضریٰ کی چوکھٹ کو
جبین نور کا سجدہ ہے نوری آستانے پر
شعور آگہی بخشا ہے جن کی ذات والا نے
بتان دہر اوندھے منہ گرے ہیں ان کے آنے پر
میں اکثر سوچتا ہوں اس گھڑی کیا کیفیت ہو گی
اچانک جب میں پہنچوں گا نبی کے آستانے پر
ملیں اے کاش پھر لا تقنطو کے خوشنما سائے
بلا کی دھوپ ہے پھر عاصیوں کے شامیانے پر
پرندے صبحدم صل علےٰ کا ورد کرتے ہیں
تو کرنیں نور برساتی ہیں ان کے آشیانے پر
مجھے بھیجے ہیں تحفے آسماں سے چاند سورج نے
نبیؐ کے ہجر میں شام و سحر آنسو بہانے پر
نظر کو ماورائے دولت کونین پاتا ہوں
جھکا ہے جب سے دل مختار کل کے آستانے پر
مرے گھر میں قدم رنجہ ہوئے محبوبؐ سبحانی
یہ نعمت میں نے پائی کعبہ دل کو سجانے پر
"حمید" الطاف کے گوہر مجھے سرکارؐ نے بخشے
حدیث درد و غم اشکوں کے لہجے میں سنانے پر

ظہیر احمد ظہیر (لاہور)

جس پر پڑا ہے سایہ داماں حضورؐ کا ممنون حشر تک ہے وہ انساں حضورؐ کا

سب امتوں سے آپؐ کی امت ہے محترم کتنا عظیم ہم پہ ہے احساں حضورؐ کا
یہ رحمت تمام کی اعلیٰ دلیل ہے لطف و کرم ہر ایک پہ ہے یکساں حضورؐ کا
دنیا و آخرت کی سبھی مشکلات میں محتاج ہر طرح سے ہے انساں حضورؐ کا
آتی ہیں مرحبا کی صدائیں فضاؤں سے ہوتا ہوں جس گھڑی میں ثنا خواں حضورؐ کا
دنیائے بے بسی کی کڑی دھوپ میں "ظہیر"
صد شکر مجھ کو مل گیا داماں حضورؐ کا

سید اوصاف نقوی (علی پور)

دامن شعر کو نعتوں سے سجا لیتے ہیں اس بہانے سے مدینے کی ہوا لیتے ہیں
نعت کے شعر پہ اشکوں کو بہا کر اکثر اپنے آقاؐ کو ہر اک درد سنا لیتے ہیں
ہم صدا دیتے ہیں آقاؐ کے کرم کو پیہم دور ہو اے غم دنیا ترا کیا لیتے ہیں
تذکرہ صل علیٰ لب پہ سجا کر ہم تو حسب خواہش در سرکارؐ سے پا لیتے ہیں
ان کے قدموں ہی میں ملتا ہے زمانے کو سکوں اسم سرکارؐ کا جو ورد کما لیتے ہیں!!
دو جہانوں کے غموں سے وہی پاتے ہیں نجات جو غم عشق نبیؐ دل میں بسا لیتے ہیں
یاد کرتے ہیں جو "اوصاف" انہیں شام و سحر
اپنے در پر انہیں سرکارؐ بلا لیتے ہیں

امجد حمید محسن (گوجرانوالہ)

لرزے ہیں کفر و شرک کے ایوان آپؐ سے پھر زندگی کے سل گئے دامان آپؐ سے
خلق عظیم آپؐ کا سرمایہ حیات قرآن آپؐ ہیں تو ہے قرآن آپؐ سے
نسبت ہوئی نصیب تو خوشبو بکھر گئی مہکا ہے میری روح کا گلدان آپؐ سے
ہر اک کو عطا ہوا توحید کا شعور پائی خدائے پاک کی پہچان آپؐ سے
آئے جو آپ کھل اٹھا گلزار آگہی پایا بہار زیست کا سامان آپؐ سے
اللہ رے شان آپؐ کی ہوتی نہیں بیاں عظمت نصیب آج ہے انسان آپؐ سے
سلطان دوسرا کا ہے "محسن" بڑا کرم
دل کو ملی ہے دولت عرفان آپؐ سے

سید معراج جامی (کراچی)

اس قدر پھیلی نہ پھیلے گی کسی کی روشنی
عرش سے تا عرش ہے میرے نبیؐ کی روشنی
مرکزِ انسانیت سے آشنا اس کو کیا
جب بھٹکتی پھر رہی تھی زندگی کی روشنی
دے رہی تھی آمد فصلِ بہاراں کی خبر
آپؐ کی آمد سے پہلے آپؐ ہی کی روشنی
اب زمانے میں بھٹکنے کا کوئی خطرہ نہیں
کیونکہ رہبر ہے مری نعتِ نبیؐ کی روشنی
آپؐ کی چشمِ کرم نے اس کو ظاہر کر دیا
ذات تک محدود تھی خود آدمی کی روشنی
حضرتِ آدم سے لے کر آخری انسان تک
رہبری کرتی رہے گی آپؐ ہی کی روشنی
منزلیں آساں ہوئیں "جامی" انہی کے فیض سے
راستہ دیتی گئی نعتِ نبیؐ کی روشنی

فرزند گورداسپوری (لاہور)

یہی ہے آرزو میری کسی دن اے خدا دیکھوں
مدینے کے نظاروں میں جمالِ مصطفیٰؐ دیکھوں
اسی امید پر میں جی رہا ہوں جلد ہو پوری
میں اپنے ملک میں یا رب نظامِ مصطفیٰؐ دیکھوں
یہی ہے آرزو میری یہی دل کی تمنا ہے
وہاں پر جو برستی ہے وہ رحمت کی گھٹا دیکھوں
مجھے "فرزند" اب ہرگز کسی در کی نہیں حاجت
نبیؐ کا دیکھ کر روضہ بھلا میں اور کیا دیکھوں

علیم الدین علیم (میرپور)

نعت منشائے الٰہی نعت نطقِ جبرئیل
نعت ہے حکمت کی برہاں نعت عرفاں کی دلیل
نعت جذبِ جاودانی نعت کیفِ سرمدی
نعت ہے مینائے کوثر نعت موجِ سلسبیل
نعت ہے مردِ مسلماں کے لئے فردوسِ گوش
نعت ہے توصیفِ محبوبِ خداوندِ جلیل
سیدِ اولادِ آدم ہادیِ جن و بشر
وہ نویدِ ابنِ مریم وہ تمنائے خلیل
عالمِ امکاں کے اندر ہے کہاں اس کی نظیر
وسعتِ کون و مکاں میں کون ہے اس کا مثیل
چشمِ گردوں نے نہیں دیکھا کہیں ایسا حسین
بطنِ گیتی نے نہیں پیدا کیا ایسا جمیل
اس کے اصحابِ مکرم سربلند و سرفراز!
ہیں "علیم" اس کے عدو خوار و زبوں زار و ذلیل

جمشید چشتی (لاہور)

مشکلیں لاکھ سہی، پر تری رحمت بھی تو ہے — تلخ دن رات میں یہ لمحہ راحت بھی تو ہے
کیوں نہ خوابوں میں نظر آئے مدینہ مجھ کو — آخر اس قریہ پر نور کی حسرت بھی تو ہے
یخ زمانوں میں بھی کانپی نہیں آواز مری — میرے لفظوں میں ترے نام کی حدت بھی تو ہے
صاف ہو جائے گا اک روز گناہوں کا حساب — میری بھیگی ہوئی آنکھوں میں ندامت بھی تو ہے
ڈھونڈتے ہیں ترے دشمن بھی پناہیں تیری — بخش دینا مرے آقاؐ تری عادت بھی تو ہے
کسی حیلے سے بھٹکتی ہی نہیں سوچ مری — زین پر، تیرے تدبر کی حکومت بھی تو ہے

محفل نعت میں "جمشید" بھی کیوں ہو نہ شریک
اس گنہگار کو سرکارؐ سے نسبت بھی تو ہے

ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی (لاہور)

تو اوج رسالت ہے، شہ خیر امم ہے — تو وہ ہے کہ زیبا جسے ہر جاہ و حشم ہے
خالق نے بنایا تجھے ہر چیز کا مولا — کونین کی ہر شے تری ممنون کرم ہے
ادراک میں کس طرح سمائے تری عظمت — ہر رفعت افلاک ترا نقش قدم ہے
گونجے ہے زمانے میں تیرا اسم گرامی — قائم ہے تو اس نام سے کچھ اپنا بھرم ہے
آنے سے ترے دور ہوئے ظلم کے سائے — تو عدل کا انصاف کا لہراتا علم ہے
خالق نے سکھایا مجھے مدحت کا سلیقہ — محبوب دو عالم کی عطا میرا قلم ہے

زندہ ہے جو اس عہد پر آشوب میں "نقوی"
یہ تیری دعا، تری نظر، تیرا کرم ہے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تعجب کیا، اگر آزاد وصفِ سرورِ دیں سے
زمینِ شعر میں ہو رفعتِ ہفت آسماں پیدا

محمد ابراہیم آزاد بیکانیری

آثم میرزا (سیالکوٹ)

نعت سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم

وہؐ جو روزِ محشر شفاعتوں کی نوید ہیں
وہؐ جو بحر و بر کی مسافتوں میں
حسیں منازل کا نور ہیں
وہؐ جو سرزمین حجاز کا مرتبہ فلک سے بڑھا گئے
وہ جو ریگ زاروں کی آگ کو
جنتوں کی ٹھنڈک بنا گئے
وہؐ جو آدمیت کے سارے زخموں کو
مندمل کر کے قصرِ ظلمت کو ڈھا گئے
وہؐ جو کاروانِ حیات کو
گمراہی کی سازش کی دسترس سے بچا گئے
وہؐ جو بند مٹھی میں سب سیانوں کے سامنے
کنکروں کو کلمہ پڑھا گئے
وہ درِ نجات پہ گڑگڑاتے
سکندروں، فقیروں کو
فقر و غنا کے حلقہ میں لے کے انسانیت کو افضل بنا گئے
وہؐ جو حق پرستوں کے پیشوا ہیں
وہؐ جو آج بھی ٹوٹتے دلوں کو ہیں جوڑتے
وہؐ جو زندگی کے نشیب کی اور فراز کی
سب کدورتوں کو
محبتوں سے نوازتے ہیں
وہؐ
جن کے نام کی برکتوں سے
یہ سرزمین سبز پرچموں کی امیں بنی ہے
ہم انہی کے در کی گدائی سے
پا رہے ہیں پھر سے وہ حوصلہ
جو شکست دے گا
نئے زمانہ کے ہر ستم گر کو
سامری کو

عمران نقوی (لاہور)

تیری نعت لکھوں

میری تیری مدح کروں
مدح خوان کہلاؤں
ثنا کے پھول چنوں
خوشبوؤں میں بس جاؤں

○

کچھ ایسے یاد میں تیری
میں محو ہو جاؤں
ہو ذہن و قلب پہ اک
وجد کی سی کیفیت
ستارہ اوج پہ چمکے
مرے مقدر کا
ہو ناز زیست پہ اپنی
خوشی سے اتراؤں

○

مرے حبیبؐ!
میں تیری ثنا کروں کیسے
تری ثنا کہ ہے سنت خداوندی
میں ایک ادنیٰ بشر
معصیت، شعار مرا
میں چند حرف چنوں
نعت کہہ نہ پاؤں انہیں
مرا عمل میرے ایماں کا ترجمان نہیں
میں کیسے نعت کہوں
کس طرح کروں توصیف

○

مرے نبیؐ!
مرے دل کی ہو آرزو پوری
سراپا نعت بنوں
نعت میں جیوں
مہکوں
میں بھول جاؤں سبھی راستے، سبھی چہرے
ترے خیال میں آقا ترے جلو میں چلوں
مرے قلم میں روانی تیرے کرم سے ہو
خیال و فکر ہوں الفت سے تیری عنبر ریز
ضیائے عشق سے، سینہ مرا منور ہو
رضا سے تیری مجھے خوئے امتیاز ملے
گلاب لفظ چنوں
روشنی کی بات لکھوں
میں تیری نعت لکھوں

○

مختلف زبانوں میں نعت

(مضامین)

چینی زبان میں نعت

سید علی حسین ادیب رائے پوری

دنیا کی قدیم تہذیب اور زبان میں چین کا ایک تاریخی مقام ہے۔ اور علم کی جستجو اور حصول کے لئے ملک عرب سے چین کے دور دراز کا سفر کرنے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بھی موجود ہے۔ حضورؐ کے اس ارشاد مبارک کی تعمیل میں مسلمان چین تک کسی نہ کسی طرح پہنچے اور اسلام کا پرچم سرزمین چین میں بھی لہرایا۔ جہاں اسلام کا پرچم لہرائے وہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف و مدح و ستائش کے گہرے نقوش نہ ہوں یہ ناممکن ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ہم نے اس کی تلاش و جستجو خود ہی نہ کی ہو، میں آپ کو چین کی تاریخ کے پس منظر میں رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا کے دو ایسے نمونے پیش کرتا ہوں جو چینی ادب کی بے نظیر مثال ہیں۔ جادو بیانی کا اعلیٰ نمونہ ہیں اور فن کا انتہائی کمال ہیں۔

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ اسلام کا پرچم لے کر اسلامی حکومت کے سفیر کی حیثیت سے چین کے دربار میں تشریف لے گئے تھے، آپ کنتن میں بھی قیام فرما چکے ہیں۔ آپؓ نے بادشاہ وقت کی اجازت سے ایک مسجد بھی تعمیر کرائی جس کا نام آپ نے "یادگار نبیؐ" رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ ملک چین کے مسلمان باشندے حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کو بہت احترام سے یاد کرتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں مسجد تعمیر کرانا اور اس یادگار کا نام بھی حضور صلی اللہ علیہ الصلوۃ و السلام سے منسوب کرنا سنت صحابہؓ ہے۔ یہ حوالہ ہم نے تعلیق "حیاۃ محمدؐ" الیوتشی چینی سے لیا ہے جو مطبوعہ پیکن ہے اور اگست ۱۹۲۴ء میں شائع ہوئی ہے۔ اس کا ایک ترجمہ انجمن ترقی اردو کے کتب خانہ عام میں موجود ہیں۔

چین کا ایک شہر "تسن چاؤ" ہے۔ جہاں ۱۹۳۰ء کے مطابق مسلمانوں کی آبادی شہر اور شہر کے مشرقی علاقے میں ۳/۴ اور دوسرے مقامات پر ۱/۴ ہے۔ یہاں کے بازار مسلمانوں سے بھرے ہوئے تھے۔ جن کے مشہور نام "نانیون کائی" "جنفو کائی" اور "دی کائی" ہیں (چینی زبان میں بازار کو کائی کہتے ہیں) یہ شہر صوبہ شانتانگ میں واقع ہے۔ یہ شہر بہت خوبصورت اور قدرتی مناظر سے بھرپور ہے۔ اس شہر میں چار مسجدیں ہیں۔ (آج سے پچاس سال قبل) سب سے مشہور مسجد مشرقی علاقے میں ہے۔ اس مسجد کی عمر غالباً چھ سو برس سے کہیں زیادہ ہے۔ کیونکہ ان کتبوں سے ان کی تعمیر کی تاریخ کے علاوہ اسلام کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔ یہ دونوں کتبے کسی غیر معروف شخصیت کے لکھے ہوئے نہیں ہیں۔ بلکہ ایک کتبہ شاہی خاندان "مینگ" کے پہلے فرماں روا، شہنشاہ تائی چو (TAI CHU) کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اس کتبہ میں وہ نعت شریف ہے جو "نعت صد حروف" کے نام سے مشہور ہے۔ یعنی اس نعت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں چینی زبان میں یک صد حروف ہیں۔ اور اس کی عبارت چار چار حروف کی مسجعات میں لکھی گئی ہیں۔ جو اپنے فن کا انتہائی کمال ہے (ہمیں افسوس ہے کہ باوجود اپنی تگ و دو کے اصل چینی زبان کے کتبہ کا عکس جمیل حاصل نہ کر سکے) مگر یہ بھی مقام شکر ہے کہ نعت صد حروف کا لفظ بہ لفظ ترجمہ ہمیں میسر آگیا۔ ایک بزرگ چینی محقق جن کا نام بدر الدین چینی تھا۔ اور جو ایک عرصہ تک دارالعلوم ندوہ کے مدرس بھی رہ چکے ہیں وہی اس کے مترجم تھے۔ اس نعت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو خود بادشاہ وقت نے لکھا اور اپنی حیات میں خانہ خدا میں کتبہ پر لکھوا کر لگوایا گیا ہے۔ اس سے آپ چین کے قدیم مسلمانوں کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم

سے بے پناہ محبت اور عقیدت کا اندازہ کر سکتے ہیں، فنی نقطہ نگاہ سے بھی نعت کا چار چار حروف کے مسجعات میں ہونا اور ایسے یک صد حروف میں تکمیل پانا از خود شاعرانہ فن کا کمال اور ادب کا بہترین نمونہ ہے۔ یہ عجیب بات بھی ہے کہ اسی دور میں جب کہ ادب کا یہ مرقع فن کے کمال کا مظہر ہے۔ چینی مسلمانوں کی ثقافتی اور علمی سرگرمیوں کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ اس وقت حصول علم سے بیزاری، ذوق علم تو کجا، علم سے گریزاں ہیں۔ ان حالات میں علم و فن کا ایسا چراغ جلنا، قرین قیاس نہیں جب تک اس میں رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کا فیض اور کرم شامل حال نہ ہو، کیوں نہیں جن کا کرم گونگوں کو زبان، سنگ ریزوں کو قوت کلام، فقیروں کو تاج سلطانی اور ڈاکوؤں کو مقام و منصب نگہبانی عطا کر سکتا ہے وہاں ایک عقیدت مند چینی مسلمان بادشاہ کو وہ کمال بھی عطا کرتا ہے جو اسے تاریخ میں بھی ایک خاص مقام بخشتا ہے اور عقبیٰ کی دولت سے بھی سرفراز فرماتا ہے۔ چین کے اس تاریخی شہر ٹسن چاؤ میں عیدین کے علاوہ "یوم النبی" بھی نہایت احترام سے منایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ "یوم فاطمہؓ" اور "یوم السلام" بھی مناتے ہیں۔ (یوم السلام چینی مسلمانوں کی خاص تقریب ہے جس کا مقصد خدا سے امن اور سلامتی طلب کرنا ہے) چینی زبان میں مولوی کو "آہون" کہتے ہیں۔ اور مسجد کے متولی کو "شیان لو" کہتے ہیں۔

ترجمہ: "نعت صد حروف"

"زمین و آسمان کے ظہور سے پہلے آپ کا نام مبارک عرش پر لکھا تھا۔ بلاد عرب میں پیغمبراسلام محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا اور آپ کو قرآن پاک عطا ہوا، اس کے ذریعہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمام مسلمانوں کو ظلمت سے نکالا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں انسانوں کے استاد اور ہادی، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں تمام نبیوں کے سردار، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی ہیں تمام امتوں کے رہبر، پانچ وقت کی عبادت انسان کی نجات کا ذریعہ ہے، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دل خدا سے ہمکلام ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رحمت و محبت شکستہ دلوں کی دمساز ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) آلام و تکالیف سے نہیں ڈرتے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) تاریک اور اندھیرے دلوں کو روشن کرتے ہیں۔ تمام روحیں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آتی ہیں اور شفاعت چاہتی ہیں۔ دنیا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی برکات سے معمور ہے۔ زمانے کی خباثت آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سعادت سے دور ہوگئی ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ظہور نے باطل کا سایہ مٹایا اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وجود نے حق کا جھنڈا لہرایا، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دین اسلام ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کا نام ہے۔ پیغمبر اعظم آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی ہیں۔ و انک خلق عظیم آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے ہی ہے۔"

اس گرانقدر جواہرپارے کے بعد اب ایک اور چینی نعت ملاحظہ فرمایئے۔ اس میں بھی چار چار حروف کا ایک ایک جملہ ہے جو نہایت پرزور مسجع ہے۔ یہ نعت شریف نہ صرف عام چینی مسلمانوں کے لئے بلکہ چینی ادیبوں کے لئے ایک نادر تحفہ ہے۔ چینی ادب کی اس سے بہتر عکاسی قدیم چینی کے علمی خزانہ میں شاید ہی کسی اور کلام سے ہوسکے۔ حاجی محمد یوسف یوئنانی مرحوم نے چینی زبان میں ایک کتاب تصنیف کی جسے ان کے ایک دوست "مالیان یوان" نے شائع کرائی ہے۔ "مالیان یوان"

جب ہندوستان کی سیاحت کو نکلنے تو شہر کانپور پہنچ کر ان کا اسی شہر میں انتقال ہوگیا اور یہیں ان کا مقبرہ تعمیر ہوا۔ یہ کتاب عقائد سے متعلق ہے اور حاجی محمد یوسف یونائی کی جادو بیانی کا اعلیٰ نمونہ ہے، بالخصوص اس کتاب کا وہ حصہ جو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے لکھا گیا ہے وہ نثر میں ایسا قصیدہ ہے کہ چینی زبان میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ جس کا اردو ترجمہ اتنا حسین ہو اس کا اصل متن کس قدر پر انوار ہوگا۔ اس نثری قصیدہ کا عنوان ہے۔ "خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم۔"

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ کائنات میں انسان ہی اشرف المخلوقات ہے۔
انسانوں میں انبیاء ہیں، حکما ہیں، علماء ہیں، جہلاء ہیں۔
نبیوں میں انبیاء مطلق ہیں، مرسلین ہیں، الوالعزم ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں۔
خاتم الانبیاء ہی افضل الانبیاء ہیں۔
نبیوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھ کر ہیں۔
وہ سب نبیوں سے افضل ہیں وہ سید الانبیاء اور خاتم الانبیاء ہیں۔

۲۔ تقسیم عالم سے قبل ارواح نو درجوں میں تقسیم کی گئیں۔
خاتم الانبیاء کی روح کا درجہ سب سے اوپر ہے
مشت خاک سے تعلق پیدا کرنے کے بعد انسان کا ملکہ نو درجوں میں تقسیم کیا گیا۔
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ملکہ سب سے مکمل ہے۔
عالم ملکوت میں وہ سب سے اعلیٰ ہیں، عالم اجسام میں وہ سب سے اونچے ہیں۔
اس لئے وہ خاتم الانبیاء ہیں۔

۳۔ آسمان نو ہیں، زمین سات جو مخلوقات اور کائنات کا مسکن اور مکان ہے۔
آسمان زمین سے افضل ہے اور عرش آسمان ہے۔
عرش آپ کی روح مبارک کا مسکن ہے۔
جو فضیلت میں تمام مساکن سے بڑھ کر ہے۔

۴۔ کرہ ارض پر ہفت اقلیم ہیں۔
جن میں اقلیم عربستان سب سے افضل ہے۔
آپ عرب ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)
عربستان میں حرمین شریفین ہیں جو تمام مقامات سے افضل ہیں۔
مکہ میں آپؐ کی پیدائش اور مدینہ میں آپؐ کی وفات ہے۔
دنیا کی تمام فضیلتیں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ہیں۔

۵۔ عرب کے قبائل میں قریش سب سے افضل ہے۔
آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) قریشی ہیں۔
آپ نے تمام ادیان کو اسلام میں مدغم کیا۔
اور تمام احکام خدائی کو قرآن مجید کے اندر جمع کر دیا۔
دین اسلام دنیا کا بہترین دین ہے۔
یہ سکان عالم کے لئے ھادی ہے اور مسافرین زمانہ کے لئے رہبر ہے۔
یہ ہے آپ کی فضیلت کا نشان۔

۶۔ ہر بشر کے اسلاف مسلسل دس پشتوں یا کئی پشتوں (دس پشتوں) تک اشراف نہ تھے اور نہ خدا کے نیک بندے ہو سکتے تھے۔
آپ کے والد ماجد سے لے کر ابو البشر تک
جتنی پشتیں ہوئی ہیں سب اشراف اور صاحب جلال ہیں۔
یا تو وہ نبی ہوئے یا باشادہ ہوئے۔
ہر عہد میں ان کو اعزاز ملے' ہر زمانے میں وہ صاحب الکرام رہے۔
یہ ہے آپ کی فضیلت کی دلیل۔

۷۔ دو طریقے سے انسان چلتے ہیں' سیدھے اور ٹیڑھے۔
سیدھے سے مشرق اور ٹیڑھے سے مغرب۔
آپ سیدھے کو پسند فرماتے ہیں۔
کیونکہ جنت سیدھے ہاتھ میں ہے۔
راستے تین ہیں' دائیں' بائیں' اور درمیانی۔
بائیں معصیت' دائیں عصبیت اور درمیان میں اطاعت۔
یہی بہترین راہ ہے جو آپ نے اختیار فرمائی۔
یہ ہے آپؐ کی فضیلت کی برہان۔

۸۔ عالم کی تخلیق اگر درخت جیسی ہے۔
تو آپؐ ہی اس کا ثمر ہیں۔
اگر زینت مکان کے جیسی ہے۔
تو آپؐ ہی نگار۔
اگر حکومت کے جیسی ہے۔
تو آپؐ ہیں' بادشاہ دربار۔

اگر فوجی نظام کے جیسی ہے۔

تو آپؐ ہیں، سپہ سالار۔

۹۔ آپ کا نام مبارک عرش پر مکتوب ہے۔

آسمان کے دروازے پر منقوش ہے۔

قدیم کتابوں میں مذکور ہے۔

انس و جن کی زبان پر محفوظ ہے۔

آپ کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

اور آپؐ کی ذات محبوب ہے۔

آپ ہی سید الکونین و الثقلین ہیں۔

آپ ہی ہادی اولین و آخر ہیں۔

آپ کے دست مبارک میں کتاب مبین ہے جو لوگوں کے لئے سراج منیر ہے۔

انسان کی نجات آپؐ کی ہدایت سے ہے۔

اور امت کی حیات آپؐ کی اطاعت سے ہے۔"

(ماخوذ از "چینی مسلمان" (بدر الدین چینی بی۔ اے)

اندازہ کیجئے چینی مسلمانوں کی نسبت، عقیدت، ارادتمندی، محبت، جوش اور ولولہ کا اور انہی اوصاف نے ان ادیبوں میں وہ صلاحیتیں اجاگر کر دیں کہ ان کا کلام بے مثل، ان کی تحریر بے نظیر اور سب سے بڑھ کر مقبول بارگاہ ہوگی۔ ہمیں یقین ہے کہ چینی ادب میں بھی ایسے اور جواہر پارے اور نوادرات ہوں گے۔ انشاء اللہ اگر زندگی نے وفا کی تو آئندہ ان نوادرات کو تلاش کر کے قارئین کی خدمت میں پیش کر سکیں گے۔

نعت

پردیسی برہمچاری (بزبان ہندی)

پریم کی بنسی بجائی سید ابرارؐ نے ۔۔۔ پاپ کی کایا مٹائی سید ابرارؐ نے
شدر پاپی شدھ ہو کر بن گئے بالکل پوتر ۔۔۔ وہ مدھر بانی سنائی سید ابرارؐ نے
جو تپت اور راکش تھے وہ ہوئے ایشور بھگت ۔۔۔ ایسی سامر تھی دکھائی سید ابرارؐ نے
پاپ میں ڈوبے تھے جو ان کو ڈبویا پریم میں ۔۔۔ خوب ہی بگڑی بنائی سید ابرارؐ نے
ہو گیا ہر ہر میں ہر ہر آ گیا جی دھیان میں ۔۔۔ کچھ عجب شکتی دکھائی سید ابرارؐ نے
کر دیارج تم کو ستو پرنتر کو یکدم ستنتر ۔۔۔ من میں یہ لیلا رچائی سید ابرارؐ نے
انتی میں کر دیا منتشت سب سنسار نے ۔۔۔ پریم کی مدرا پلائی سید ابرارؐ نے
جو اہنکاری تھے آیت کاری بنا کر اس نے پھر ۔۔۔ حق کی دلوائی گواہی سید ابرارؐ نے

اے پیارے دھرم سے سمبندھ پردیسی کرو
ہے یہی شکشا سکھائی سید ابرارؐ نے

اندلسی شاعری میں روایت مدح رسول

پروفیسر محمد شریف سیالوی

عربی شعر و ادب میں اسلامی اندلس کا بہت بڑا حصہ ہے۔ بایں ہمہ یہ ایک حقیقت ہے کہ شعر و شاعری میں ان کا امتیاز نظم بدیع، توشیح اور زجل ہیں جو صرف اور صرف اہل اندلس کی اختراع ہیں۔ ان جدید اصناف سخن اور روایت شعری کے ناطے سے ابن المعتز، ابن زمرک اور ابن قزمان کے نام تاریخ ادب اندلس میں بہت نمایاں ہیں۔ طائرانہ نظر سے ہی یہ بات واضح ہے کہ شعر و ادب نیز دیگر علوم و فنون بہر نوع مشرقی علوم (مشرقی بلاد اسلام) کی توسیعی شکل ہیں۔ تاریخ نے عبدالواحد المراکشی، ابو الولید الباجی، ابوبکر بن العربی، ابن العربی الشیخ الاکبر اور ان جیسے سینکڑوں علماء، فقہاء، صوفیاء اور ادباء کے اسماء گرامی محفوظ کئے ہیں جنہوں نے مشرق میں واقع اسلامی ممالک کا رخ کیا، اور علوم و فنون کے خزانے اندلس منتقل کئے۔ سچ یہ ہے کہ مغرب یعنی یورپ کی علمی بیداری میں اہم ترین کردار بھی اسلامی اندلس کا ہے۔

موضوع زیر بحث اندلسی شاعری کے جملہ اصناف نہیں بلکہ صرف نعتیہ شاعری ہے۔ بالخصوص پانچویں اور چھٹی صدی ہجری میں۔ اس صنف میں اندلسی شعراء اور ان کے کلام کا باختصار تعارف مقصود ہے۔ نعتیہ شاعری کے حوالے سے سب سے بڑا محرک تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ہے۔ بتقاضائے ایمان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اتباع ناگزیر امر ہے۔ یوں جسے دولت ایمان میسر آ جاتی ہے۔ وہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور قلب و نگاہ فرش راہ کر دیتا ہے اور جسے زبان و بیان پر قدرت حاصل ہو وہ اپنے آقاؐ کے حضور ہدیہ عقیدت پیش کرتا ہے۔ فکر قلم اور زبان کو پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے وقف کر دیتا ہے۔ انہیں پاکیزہ جذبات اور قدرت زبان و بیان سے شعر کی "صنف مدح" میں ایک اور روایت جنم لیتی ہے۔ جو ریاء سے پاک، لالچ اور حرص سے منزہ ہے، ممدوح بھی مخصوص ہوتا ہے جسے "نعتیہ شاعری" اور "مدیح الرسول" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ موضوع کے اعتبار سے اس شعری روایت کا سلسلہ حضرت حسان بن ثابتؓ تک پہنچتا ہے۔ البتہ اسالیب کے اعتبار سے اندلسی شعراء نے جدت طرازی بھی کی۔ اندلس کے فقہاء و صوفیاء نے نعتیہ شاعری کو محبت و عقیدت کے ساتھ ساتھ علم کا پیرایہ بھی مہیا کیا۔ صرف فقہاء و صوفیاء اور ادباء ہی نہیں تھے جنہوں نے یاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پھول سجا کر قلب و نظر کی تازگی کا اہتمام کیا بلکہ اس کار خیر میں حکام، امراء اور سلاطین بھی برابر کے شریک رہے۔ احمد المقری نے نعتیہ شاعری کی ان پروقار محافل کا ذکر بڑی تفصیل سے کیا ہے۔

اندلسی نعتیہ شاعری میں اصناف و اسالیب کے لحاظ سے بڑا تنوع ملتا ہے۔ تشبیب سے قصیدے کا آغاز حسان بن ثابتؓ کی روایت کا تسلسل دکھائی دیتا ہے۔ کہیں واردات قلبی کا بیان نمایاں ہے تو کہیں سراپا قدسی کی توصیف و ثناء ہے۔ معجزات اور کمالات مصطفویؐ کا تذکرہ بڑی عقیدت سے ہے۔ عروض و قوافی کی مناسبت سے قصیدہ "بانت سعاد" کی تضمین اور وزن پر متعدد قصیدے نظم ہوئے، موشحات، مخمسات اور مسدسات میں نعتیں لکھی گئیں، نظم بدیع میں ایسے قصائد ہیں جن میں قافیہ حروف تہجی کی ترتیب سے آتا ہے، بعض قصیدوں کے ہر بیت کے اول و آخر میں خاص حروف تہجی کی ترتیب کا انتظام کیا گیا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں درود و سلام اور شفاعت کی درخواست کا مضمون بکثرت ملتا ہے۔ نیز خلفاء راشدین، صحابہ کرام اور اہل بیت علیہم الرضوان کے ساتھ تعلق خاطر اور اس کا اظہار نعتیہ کلام کا حصہ سمجھا جاتا تھا۔

ابو زکریا تحیی بن محمد بن خلدون کا نعت گوئی میں ایک خاص مقام تھا۔ وہ دیار حبیبؐ کا ذکر کرتے ہیں اور ہجر و فراق کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی کیفیات کے ذکر سے قصیدے کا آغاز کرتے ہیں ملاحظہ ہو۔

ما علی القلب فی الھویٰ من جناح ان بری حلف عبرة و افتضاح
و اذا ما المحب عیل اصطبارا کیف یصغی الی نصیحة لاحی

اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہر عاشق محبت کے نتیجہ میں رسوائی اور بہتے آنسو دیکھتا ہے۔ عاشق کا پیمانہ صبر جب لبریز ہو جاتا ہے تو وہ کسی ملامت کرنے والے کی نصیحت پر کان دھرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتا۔

اس قصیدہ میں حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عظمت میں گلہائے عقیدت پیش کرنے کے بعد اس قلبی تعلق کو اخروی بخشش کے لئے بطور وسیلہ پیش کرتے ہیں۔

و اخساری یوم القیامة منه ان لم یغفر الله زللی و اجترا حی
لم اقدم وسیلة منه الا حب خیر الوریٰ الشفیع الماحی

اگر بروز قیامت اللہ میری لغزش اور گناہ کو نہ بخشے تو یہ بہت بڑا خسارہ ہے اس لئے میں اس کی بارگاہ میں سید کائنات، شفیع اور ماحی ذات کی محبت کے اور کوئی وسیلہ پیش نہیں کر سکتا۔ واردات قلبی اور جذبات محبت کی ایسی حسین تصویر عبدالعزیز بن علی غرناطی کے ہاں ملتی ہے۔

القلب یعشق و المدا مع تنطق برح الخفاء فکل عضو منطق
ان کنت اکتم ما اکن من الھویٰ فشحوب لونی فی الغرام مصدق
فلکم سترت عن الوجود محبتی والدمع یفضح مالیسر المنطق
فمتی نظرت فانت موضع نظرتی و متی نطقت فما بغیرک انطق
یا سائلی عن بعض کنه صفاته کل اللسان و کل عنه المنطق

دل محبت کناں ہے اور آنسو بول رہے ہیں، حجاب اٹھ گیا تو ہر عضو بولنے لگ گیا، اگر میں اپنی پنہاں محبت کو چھپاتا ہوں تو عشق میں رنگت کی تبدیلی اس امر کی تصدیق کر دیتی ہے۔ کتنی بار میں نے اپنی محبت کو چھپایا لیکن آنسو اس کا اظہار کر دیتے ہیں، جسے زبان چھپاتی ہے۔ میں جب بھی بولنا چاہتا ہوں تو آپ کے علاوہ کسی اور کے بارے میں کہہ نہیں سکتا، اے وہ شخص کہ آپ کے بعض صفات کی حقیقت کے بارے میں سوال کرتا ہے حق یہ ہے کہ اس بارے تو زبان و کلام کی ساری قوتیں کند ہو گئی ہیں۔

امام اثیر الدین محمد بن حیان کا ایک مشہور نعتیہ قصیدہ جو "بانت سعاد" کی بحر میں ہے۔ اس میں حضور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد معجزات کا تذکرہ نہایت دل نشین انداز میں کرتے ہیں۔

و کم لہ معجزا غیر القران اتی — فیہ تضا فر منقول و معقول
فالرسول انشقاق البدر نشہدہ — کما لموسیٰ انفلاق البحر منقول
و نبع ماء فرات من انا ملہ — کالعین ثرت فما الھتان و النیل
وروی الخمیس و سم زھا سبعی — مع الرکاب نشر وب و محمول
و رد عین بکف جاء یحملھا — قتادۃ و لہ شکوی و تعویل

قرآن کے علاوہ بھی آپ کے بہت سے معجزے ہیں اس بارے عقلی اور نقلی روایات بکثرت ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چاند کے دو ٹکڑے ہو جانے کا معجزہ کچھ ایسے ہی ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر کے پھٹ جانے کا معجزہ منقول ہے۔ آپؐ کی انگشت مبارک سے زور دار چشمہ کی طرح فرات کا پانی بہہ نکلا' ہتان اور نیل کی حیثیت ہی کیا ہے! سات سو افراد سے زائد لشکر بمع سواریوں کے سیراب ہوا' پانی پیا بھی گیا اور ضرورت کے لئے ساتھ اٹھا لیا گیا۔ حضرت قتادۃ ہتھیلی پر اپنی آنکھ رکھ کر لائے تو آپؐ نے اسے اپنی جگہ لوٹا دیا' کیونکہ ان کی فریاد اور بھروسہ بھی آپؐ پر تھا۔

اندلسی شاعری میں معجزات کے موضوع پر بہت سے قصیدے نظم ہوئے' البتہ بحور و قوافی کے اعتبار سے تنوع ہے۔ ابوبکر احمد بن جزی اندلسی کا ایک قصیدہ ہے جس میں ہر بیت کا دوسرا مصرع جاہلی دور کے مشہور شاعر امرء القیس کے قصیدے سے ماخوذ ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

الم تر ان الظبیۃ استشفعت بہ — تمیل علیہ ہو نتہ غیر مجفال
وقال لھا عودی فقالت لہ نعم — ولو قطعوا راسی لدیک او صالی
وانجی بن جحش بالعسیب مقاتلا — ولیس بذی رمح ولیس بنبال
وحسبک عن سوط الطفیل اضاءۃ — کمصباح زیت فی قنا دیل ذبال

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ہرنی آپؐ سے سفارش کی درخواست کرتی ہے۔ وہ بلا خوف و خطر بڑے سکون سے آپؐ کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔ جب آپؐ نے فرمایا کہ لوٹ کر آ جانا تو اس نے جواب میں کہا "ہاں" خواہ وہ اس کا سر اور اعضاء کاٹ ہی ڈالیں۔ ابن جحشؓ کھجور کی شاخ کے ساتھ لڑنے لگے اس وقت نہ تو وہ نیزے والے تھے اور تیر انداز' طفیلؓ کی لاٹھی جو یوں روشنی دیتی ہے جیسے قندیل میں رکھا ہوا زیتون کے تیل سے روشن بتی والا چراغ ہو' بیان معجزہ کے لئے کافی ہے۔

مدح الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صنف شاعری میں کلیدی کردار لسان الدین ابن الخطیب کا ہے۔ وہ اسلامی اندلس کے نامور ادیب' مورخ اور شاعر تھے۔ کثیر التصانیف ہونے کے ساتھ ساتھ وزارت اور قضاء کے عہدوں پر فائز رہے۔ ان کے عہد میں بالخصوص سلاطین اور امراء کے ہاں محافل میلاد کی تقریبات کا انعقاد ہوتا۔ ہر سال میلاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا اجتماع ہوتا جس میں گوناگوں کھانوں کے دستر خوان بچھا دیئے جاتے اور نعتیہ قصائد پڑھے جاتے۔ وقت کے حکمران بھی اس میں شریک ہوتے۔ احمد المقری صاحب نفح الطیب نے متعدد سالوں کی اس پروقار تقریب میں پڑھے جانے والے نعتیہ قصائد کا ذکر کیا ہے۔ لسان الدین بن الخطیب کے ان تقریبات کی نسبت سے قصیدے بڑی خصوصیت کے حامل ہیں۔

سال ۷۶۳ ھ کی محفل میلاد کے قصیدے کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

نشد تل یارکب الحجاز تضائلت	لک الارض فمما استعرض السھل و امت
اذا انت شافت الدیار بطیبتہ	وجئت بھا القبر المقدس و للحدا
و انست نورا من جناب محمد	یجلی القلوب الغلف والاعین الردا

اے حجاز کے راہی! زمین کے میدان طویل ہوں یا عریض تیرے لئے آسان ہو جائیں۔ جب تو مدینہ طیبہ کے دیار دیکھے تو وہاں اس قبر مقدس پر حاضر ہونا اور بارگاہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے مانوس ہو جانا کیونکہ وہ نور تاریک دلوں کو جلا بخشتا ہے اور آشوب زدہ آنکھوں کو روشنی دیتا ہے۔

لسان الدین بن الخطیب کا امتیاز اس لحاظ سے بھی ہے کہ ان کے مشائخ اور اساتذہ میں بھی نعت گوئی کا ذوق بدرجہ کمال تھا۔ ابوالقاسم بن جزی بارگاہ نبوی میں اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہیں کہ ثنائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کرنا کسی کے بس میں نہیں، نعت گو شعراء کے ہاں اس مضمون پر کلام بکثرت ملتا ہے۔ شیخ ابوالقاسم بن خبری نے اس مضمون کو کتنی خوبصورتی سے پیش کیا۔ فرمایا:

اروم امتداح المصطفیٰ فیر دنی	قصوری عن ادراک تلک المناقب
ومن لی بحصر البحر والبحر زاخر	ومن لی با حصاء الحصا والکواکب
ولو ان اعضائی غدت السانا"	عا بلغت فی المدح بعض المارب
ولو ان کل العارفین تابوا	علی مدحہ لم یبلغوا بعض واجب

جب میں مصطفیٰ علیہ الصلواۃ والسلام کی مدح سرائی کا ارادہ کرتا ہوں تو ان عظیم مناقب کے ادراک میں میری طبعی کمزوری مجھے اس سے باز رکھتی ہے۔ آخر کون ہے جو بحر زخار کا احاطہ کر سکے اور ان بے شمار سنگریزوں اور ستاروں کو گن سکے، اگر میرے سارے اعضاء زبان بن جائیں تو بھی آپؐ کی مدح کے بعض مقاصد کو بھی نہیں پہنچ سکتا اور اگر تمام عارفین اکٹھے ہو کر آپؐ کی مدح کرنا چاہیں تو وہ اس واجب کا بعض بھی ادا نہ کر سکیں۔

لسان الدین ابن الخطیب بلاشبہ نعتیہ شاعری کی روایت کے سب سے بڑے مبلغ تھے۔ ان کے تلامذہ اور اولاد امجاد نے اس صنف سخن میں وقیع خدمات سرانجام دیں، ان قصائد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل، محاسن، شمائل اور معجزات و کرامات کا دل نشین اور ایمان افروز اظہار ہے۔ چونکہ یہ لوگ محض شاعر ہی نہ تھے بلکہ وہ علوم شریعت کے ماہر بھی تھے اس لئے ان قصائد میں قرآن و سنت اور آثار و تواریخ اور سیر کے کئی حوالے اور اشارے ملتے ہیں۔ اندلس میں قاضی عیاضؒ کی کتاب "الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ" بڑی مقبول تھی۔ ہر خاص و عام اس کتاب کا مطالعہ بڑے شوق سے کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نعتیہ قصائد کے مضامین کا ایک بڑا ماخذ یہی کتاب رہی ہے یہ قصائد فنی اعتبار سے نظم بدیع اور فصاحت و بلاغت میں بھی شاعری کی کسی دوسری صنف سے ہرگز کم نہیں۔ میلاد رسولؐ کے موضوع پر لسان الدین ابن الخطیب کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

لمولدک احترا لوجود فاشرقت — قصور ۔بصدئ ضاء ت الهضب والوهدا
ومن دعبه الا و ثان خرت مهابته — ومن حصوله ایو ان کسری قد انهدا
دعٰی الله منه لیلته اطلع اهدیٰ — علی الارض من افاقها القمر السعدا

آپ کی ولادت سے کائنات جھول اٹھی، بصرہ کے محلات روشن ہو گئے، بلندی و پستی چمک اٹھی، آپؐ کے رعب سے بت اوندھے منہ گر پڑے۔ آپؐ کے دبدبہ سے ایوان کسریٰ لرز گیا۔ اللہ کی طرف سے اس رات کی خیر ہو جس میں زمین پر آفاق سے ہدایت کا سعادت مند چاند طلوع ہوا۔ بارگاہ نبویؐ کی مدحت و ثناء میں اپنی عاجزی اور درماندگی کا یوں اعتراف کرتے ہیں۔

یا مصطفیٰ من قبل نشاۃ ادم — والکون لم تفتح لہ اغلاق
ایر وم مخلوق ثنائک بعد ما — اثنی علی اخلاقک الخلاق

اے وہ ذات جسے تخلیق آدمؑ سے پہلے چن لیا گیا اور جب کائنات کو عدم سے وجود کی طرف نہیں لایا گیا تھا۔ کیا مخلوق آپؐ کی ثناء کا حق ادا کر سکتی ہے جب کہ خود خلاق کائنات نے آپؐ کے اخلاق کی تعریف فرمائی ہے۔
نعتیہ شاعری کے لئے "مخمسات" کا قالب بہت پسند کیا گیا، بالعموم تذکار حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور محافل درود و سلام میں انہیں بڑے ذوق و شوق سے پڑھا جاتا تھا۔ ابن الجیان کا کلام ملاحظہ ہو۔

دنت النجوم الزھر یوم ولادۃ — ورات حلیمۃ ایۃ لسیادۃ
و تحدثت سعد بذکر سعادۃ — فتناء لو انعم الیتیم یتیما
صلوا علیہ وسلموا تسلیما — لما تر عرع جاء الملاکان
بالطست فیہا حکمۃ الرحمٰن — فاستخر جا القلب العظیم الشان
منہ و طہر لم عاد سلیما — صلوا علیہ وسلموا تسلیما

آپؐ کی ولادت کے وقت روشن ستارے قریب آئے تو حلیمہؓ نے آپؐ کی سیادت کی نشانی دیکھ لی، سعدیہ نے آپ کی نیک بختی کے بارے میں اہل خانہ کو بتایا تو انہوں نے اسے نیک شگون قرار دیا اور کہا کہ یہ یتیم بھی خوب ہے۔ جب آپ پروان چڑھے تو دو فرشتے طشتری میں حکمت ربانی بھر کر لائے۔ انہوں نے اس قلب ذی شان کو باہر نکالا، اسے پاک کیا اور صحیح و سلامت لوٹا دیا۔

ابو اسحاق ابراہیم بن سہیل الاشبیلی پہلے یہودی تھے اور پھر اسلام قبول کر کے اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کی اور کمال حاصل کیا۔ اپنے بارے میں کہتے ہیں:

ترکت ھدیٰ موسیٰ لحب محمد — ولو لا ھدیٰ الرحمن ما کنت اھتدی

وما عن قلی منی ترکت واننما　　شریعت موسیٰ عطلت محمد

ان کے نعتیہ قصائد تمیس میں سے ایک قطعہ ملاحظہ فرمایئے:

ابدی جبین ابیہ شاھد نورہ　　بجعت بہ الکھان قبل ظھورہ
کا لطیر غرد معر با بصفیرہ　　عن وجہ اصباح یطل نسیما
صلوا علیہ وسلمو استلیما

آپؐ کے والد محترم کی پیشانی سے آپؐ کا نور ظاہر ہوا' کاہنوں نے آپؐ کے ظہور سے قبل ہی آپؐ کے گن گائے جیسے پرندہ اپنی آواز سے چہچہا کر طلوع صبح کا اعلان کرتا ہے اور باد نسیم کی طرح جھانک رہا ہوتا ہے۔ ماہ ربیع الاول اور محفل نعت کی مناسبت سے ادریس بن موسیٰ قرطبی یوں مخاطب ہیں۔

اھلا بکم یا اھل ھذا الغادی　　اھل اعتقاد الو عد و المیعاد
احد وا الصلوۃ الی النبی الھادی　　وصلوا السلام کہ مع الاتباد
یندی نسیما مذکرا تنسما　　ذاک القام الا شھر الحمود
ھو اللنبی محمد موعود　　فیہ الشفا عنہ ذخر ھا موجود
درک المرادو خوضہ المورود　　فضل الکلیم بہ و ابرا ھیما

مخمسات میں ایک اور جدت یہ بھی کی گئی کہ ہر بند کو خاص حرف تہجی سے شروع کیا جاتا ہے۔ بیت کا اول و آخر اسی حرف تہجی پر مشتمل ہوتا ہے اور یوں پورا قصیدہ حروف ہجاء کی ترتیب سے موزون کیا جاتا' مالک بن المرحل مالقی کے قصیدہ کا قطعہ الف اور قطعہ قاف ملاحظہ ہو۔

الف اجل الانبیاء نبی　　بضیائیہ شمس النہار تضیئی
و بہ یدمل محسن و مسیئی　　فضلا من اللہ العظیم عظیما
صلوا علیہ وسلموا تسلیما
قاف قوانی النظم عنہ تضیق　　ا یطیقہ الانسان لیس یطیق
فالخلق فی التقصیر عنہ خلیق　　ویوا نہم ملووا الفضاء ر قوما
صلوا علیہ وسلموا تسلیما

الف' انبیاء میں سے عظیم تر نبیؐ جس کی روشنی سے دن کا سورج چمکتا ہے۔ نیک و بد ہر ایک آپ کے کرم کا امیدوار ہے کیونکہ آپؐ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا فضل عظیم ہیں۔ قاف' قوافی شعر آپؐ کے بارے تنگ ہو جاتے ہیں' کیا کوئی آپؐ کی مدحت کی طاقت رکھتا ہے؟ نہیں۔ پس مخلوق اپنی عاجزی کا اظہار کرتی ہے تو وہ اسی لائق ہے اگرچہ وہ صفحہ کائنات کو آپؐ کی وصف و ثناء سے پر ہی کر دیں۔ صوفیاء اندلس میں سے الشیخ الاکبر محی الدین ابن العربی کا نام قابل ذکر ہے۔ اپنی شہرہ

آفاق علوم و معارف کی بے مثال تصنیف "الفتوحات المکیہ" میں ہزاروں اشعار مدحت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں وقف کرتے ہیں۔ نمونہ کلام پیش خدمت ہے۔

الا بابی من کان ملکا و سیدا　　و آدم بین الماء والطین واقف
فذاک الرسول الابطحی محمد　　لہ فی العالا مجد تلید و طارف
اذا رام امرا لا یکون خلافہ　　فلیس لذاک الامر جی الکون صارف

میرا باپ قربان ہو اس ذات پر جسے سروری و سیادت زیبا ہے اور جو اس وقت بھی تھا جب کہ آدمؑ پانی اور مٹی میں تھے، محمدؐ وادی بطحا کے مکین وہ رسول ہیں جن کی بزرگی قدیم موروثی بھی ہے اور نئی بھی۔ جب وہ کسی معاملہ کے بارے فیصلہ فرما لیتے ہیں تو اس کے خلاف ہو نہیں سکتا اور نہ کائنات کی کوئی قوت آپ کو اس کام سے باز رکھ سکتی ہے۔

یا جذا المسجد من مسجد　　وحبذا لہ الرو ضۃ من مشھد
وحبذا الطیبۃ من بلدۃ　　فیھا ضریح المصطفی احمد
صلی علیہ اللہ من سیدہ　　لو لدہ لم نفلح و لم نھتد
قد قرن اللہ بہ ذکرہ　　فی کل یوم فا عتبر تر شد

سجدہ گاہوں میں سے سجدہ گاہ مدینہ خوب ہے، زیارت گاہوں میں سے روضہ رسولؐ خوب ہے، شہروں میں سے طیبہ خوب ہے جس میں احمد مصطفیٰؐ کی قبر مبارک ہے، اس سید و سردار پر اللہ کی طرف سے درود ہو کیونکہ وہ نہ ہوتے تو ہم نہ فلاح پاتے اور نہ ہدایت۔ ہر روز (اذان و نماز میں) اللہ نے ذکر حبیبؐ کو اپنے ساتھ ملا دیا اس سے نصیحت حاصل کر ہدایت پائے گا۔ المقری نے اپنی کتاب "فتح المتعال" میں اندلسی شعراء کے ایسے قصائد نقل کئے ہیں جن میں نقش نعل مصطفیٰؐ کو بھی لائق تعظیم اور ذریعہ برکت گردانا گیا۔ اس بارے ایک اندلسی خاتون کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

سالم التر مثال اذا لم اجد　　للم نعل المصطفی من سبیل
لعلنی احظی بتقبیلہ　　فی جنتہ الفردوس اسنی مقبل

اگر نعل پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چہرے پر رکھنے کی کوئی صورت نہ نکلی تو میں اس کے نقش پاک ہی کو اپنے چہرے پہ رکھ لوں گی تاکہ مجھے اس کے چومنے کی برکت سے جنت الفردوس میں بلند ٹھکانہ مل جائے۔

اندلس میں روایت نعت کا دلچسپ پہلو یہ ہے کہ عربی زبان سے مور سکی اور قستانی زبانوں میں بھی یہ صنف شاعری منتقل ہوئی۔ عیسیٰ بن جابر کو ان زبانوں میں قصائد نظم کرنے کا اعزاز حاصل ہوا نمونہ کلام کا عربی ترجمہ ملاحظہ ہو۔

یا ربنا صل علیہ
وا شملنا بحبک معہ
جی رحاب محمد

یا حبیبی یا محمد
وا لصلاۃ علی محمد
ومن برد حسن المال
و بلوغ المقام العالی
فلیکثر فی ظلام اللیالی
من الصلاۃ علی محمد
یا حبیبی یا محمد
وا لصلاۃ علی محمد

اس مقالہ میں بغرض اختصار چند شعرا کا کلام بطور نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ اندلس میں نعت گوئی کے ارتقاء' عوامل و محرکات اور اسالیب و موضوعات کے علاوہ تنقیدی مطالعہ کی خاصی گنجائش ہے۔ آخر میں ابن العریف کی کتاب "مطالع الانوار و منابع الاسرار" کے آخری اشعار پیش کئے جاتے ہیں جو ان کی نعت گوئی اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار کا نمونہ کمال ہیں۔

صلی الالہ علی النبی الہادی — ما لاذت الا رواح بالا جساد
صلی علیہ اللہ ما حمع الحیا — فسقی البلاد بر الح اوضادی
صلی علیہ خیر الانام محمد — من خصہ بالنور و الارشاد
صلی الالہ علی رسول خاتم — ختم النبوۃ بالکتاب الہادی

محمد یٰسین عصرو باگھوڑوی (لاہور) (بزبان میواتی)

جہاں یار کو دیار' ہون کو بنوں بھکاری — ٹک ایک نظر ہو جائے' اود سا' کٹ جائے ساری
کوئی مانگے محل مکان' کوئی مایا اور کرسی — میں مانگو دید کی بھیک' دیکھ لوں صورت پیاری

واکیؔ دین عجیب' انوکھی ہے داتارو — آپؔ رہے کنگال' گدا کی بھرے بھکاری
ہے او سخی' گھنو دا تار' بھرے بن مانگے جھولی — پی پیارے کے دیس' فیض کے چشمے جاری
او سب کو سر موڑ' اور سب واسو نیچے — گگن' دھرن کے بیچ' ملی واکو سرداری

ملے یار سو یار' ہٹا دوئی کا پڑدہ
ہیا ایک جیو دو کھوڑ کہاں یاسو دلداری

فارسی ادب میں نعت گوئی

پروفیسر سید خورشید حسین بخاری

فارسی زبان و ادب میں نعت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بے پایاں ذخیرہ موجود ہے۔ تاہم یہ امر حیران کن ہے کہ ظہور اسلام کے بعد پہلی تین صدیوں تک ایران میں نعت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کچھ زیادہ حصہ نظر نہیں آتا۔ اس دور میں نعت کے ایک ایک دو دو شعر کسی شاعر کے کلام میں نظر آ جاتے ہیں۔ ابو عبداللہ رودکی، فردوسی، عنصری رازی اور اسدی طوسی ایسے ہی شعراء کی صف میں شامل ہیں۔ ادبیات فارسی کے نقاد اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ کسائی مروزی (۳۹۱ھ / ۱۰۰۰ء) پہلا شاعر ہے جس کے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ائمہ کرام اور اہم بیت اطہار کی تعریف میں شعر ملتے ہیں۔ لیکن کسی نقاد نے کسائی مروزی کے کلام سے کوئی شعر بطور سند نہیں دیا۔ دور غزنوی کے معروف شاعر مسعود سعد سلمان (م ۴۴۴ھ / ۱۰۵۲ء) کے دیوان میں ایک نعتیہ رباعی ملتی ہے۔

آن زبانی کہ مدح شاہان گفت   مدح حضرت خداست کنون
لہجہ پر نوای خوش نعت   بلبل باغ مصطفیٰ ست کنون

حقیقت یہ ہے کہ فارسی میں نعت گوئی کا باقاعدہ آغاز فخر الدین اسعد گورگانی (م ۴۴۶ھ / ۱۰۵۴ء) کی مثنوی "ویس و رامین" (نوشتہ ۴۴۶ھ / ۱۰۵۴ء) سے ہوا۔ اس کے بعد فارسی مثنوی کی یہ روایت بن گئی کہ قصہ کے آغاز سے پہلے حمد و مناجات، نعت پاک اور پھر قصہ کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔ اسعد کی زبان سادہ اور رواں ہے۔ ذبیح اللہ صفا کے مطابق اس کے یہاں جدت مضامین کے ساتھ ساتھ تشبیہات و استعارات بھی بکثرت ملتے ہیں۔ لیکن ان میں حسن اور زیبائی ہے۔ یہ پڑھنے والے یا سننے والے کو گراں نہیں گزرتے بلکہ یہ فارسی ادب میں ایک جدت کے حامل ہیں۔ اسعد کا ایک معاصر ابوالفرج رونی (م ۴۹۰ھ / ۱۰۹۷ء) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت کہتے ہوئے الفاظ بھی ایسے استعمال کرتا ہے جس میں صوتی لحاظ سے ایک رعب ہے۔ یہ الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری شخصیت کو دل آویز الفاظ میں ہمارے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔

چھٹی صدی ہجری اور ساتویں صدی ہجری، سرزمین ایران کے لئے خوشگوار زمانہ نہیں۔ اس دور میں ایران میں سیاسی افراتفری رہی۔ حکومتیں آئے دن بنتی اور بگڑتی تھیں۔ اسی دور میں فتنہ مغول نے ایران کی سرزمین کو تہ و بالا کیا۔ ایسے عالم میں شعرا دنیاوی درباروں سے مایوس ہوئے اور کائنات کے سب سے بڑے دربار یعنی دربار رسالت سے اپنے آپ کو وابستہ کرنے میں عافیت سمجھی۔ اگرچہ اس دور میں ہمیں ایسے شعراء تو نظر نہیں آتے جنھوں نے صرف اور صرف نعت گوئی کو صنف شعر کے طور پر اختیار کیا ہو لیکن یہ ضرور ہے کہ انہوں نے نعت کو اپنے کلام کا طراز عنوان ضرور بنایا۔ ان میں سے بعض شعراء نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں اپنا اور قوم کا استغاثہ پیش کیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس سے استمداد کیا۔ ان شعراء میں سنائی (م ۵۳۵ھ / ۱۱۴۰ء) سرفہرست ہے۔ انہوں نے اپنے کلام سے اپنے بعد آنے والے شعرا کو متاثر کیا اور آج بھی یہ اثرات بہت نمایاں ہیں۔ سنائی کی متصوفانہ طبیعت نے انہیں

نعت گوئی کی طرف مائل کیا۔ اس دور میں شیخ ابو نصر احمد جام (ژندہ پیل (م ۵۳۶ھ / ۱۱۴۲ء)' عمر خیام (۵۳۶ھ / ۱۱۴۲ء)' ابو نصر ظہیر فاریابی (م ۵۵۸ھ / ۱۱۶۳ء)' سید عبدالقادر جیلانی معروف بہ غوث پاک (م ۵۶۲ھ / ۱۱۶۶ء)' شیخ شہاب الدین سہروردی (م ۵۸۷ھ / ۱۱۹۱ء)' انوری (۵۸۷ھ / ۱۱۹۱ء) ' جمال الدین محمدؒ بن عبدالرزاق اصفہانی (م ۵۸۸ھ / ۱۱۹۲ء)' افضل الدین بدیل خاقانی (م ۵۹۵ھ / ۱۱۹۹ء)' نظامی گنجوی (م ۶۱۴ھ / ۱۲۱۷ء)' شیخ فرید الدین عطار (م ۶۲۷ھ / ۱۲۳۰ء)' اوحد الدین کرمانی (م ۵۳۵ھ / ۱۲۳۷ء) خلاق المعانی کمال الدین اسماعیل (م ۶۳۵ھ / ۱۲۳۸ء)' مولانا جلال الدین رومی (م ۶۷۲ھ / ۱۲۷۳ء) سعدی شیرازی (م ۶۹۰ھ / ۱۲۹۱ء) ایسے شعرا ہیں' جن میں سے بیشتر کا تعلق قصیدہ گوئی سے ہے اور وہ حکمرانان وقت کے درباروں سے وابستہ بھی رہے۔ مگر انہوں نے نعت میں بھی جوہر دکھائے ہیں چنانچہ فصاحت و بلاغت اور ایجاز و اختصار کے لحاظ سے سعدی کا یہ شعر زبان زد عام ہے۔

خلاف پیمبرؐ کسی راہ گزید   کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

غزل کی طرح سعدی نے نعت کے میدان کو بھی بہت وسیع کر دیا۔

ان شعرا نے یوں تو اپنی نعت میں خصائل و شمائل نبوی' اسوۂ حسنہ' معجزات نبوی کا تذکرہ کیا ہے۔ لیکن بعض شعراء نے اپنا اور اپنی قوم کا استغاثہ نعت کی صورت میں بارگاہ نبوی میں پیش کیا ہے۔ مثلاً" نظامی گنجوی کے یہ اشعار دیکھئے۔

یا رسول اللہ بسی درماندہ ام   باد بر کف خاک برسر ماندہ ام
بیکساں را کس توی در ہر نفس   من ندارم در دو عالم جز تو کس
یک نظر سوی من غمخوار کن   چارہ کار من بیچارہ کن
گرچہ ضائع کردہ ام عمر از گناہ   توبہ کردم عذر من از حق بخواہ
حاجتم ایں است ای عالی گہر   کز سر فضلی کنی در من نظر
از گنہ رویم نگردانی سیاہ   حق ہمنای من داری نگاہ
طفل راہ تو منم غرقہ شدہ   گرد من آب سیہ حلقہ زدہ
چشم آن دارم کزین آب سیاہ   دست من گیری و باز آری براہ

اسی دور میں برصغیر پاک و ہند میں صوفیائے کرام نے اپنے کلام کو نعت کے لئے وقف کیا۔ ان کے کلام کا بیشتر حصہ نعت پر مشتمل ہے۔ ایسے صوفیا میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی (م ۶۳۳ھ / ۱۳۳۵ء)' شیخ فخرالدین ابراہیم عراقی (م ۶۸۸ھ / ۱۳۸۹ء) علاؤالدین علی احمدؒ صابر کلیری (م ۶۹۰ھ / ۱۲۹۱ء) کے نام نمایاں ہیں۔ ان صوفیا کے دواوین عشق الٰہی' محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معمور ہیں۔ ان حضرات کے کلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی ہونے' آپ کی دوسرے انبیاء پر فضیلت اور آپؐ کے معجزات کا بیان پایا جاتا ہے۔ نعت میں قرآنی حوالے اس پر مستزاد ہیں۔ برصغیر کے شعراء میں اسی دور کا ایک شاعر عمید لویکی (م ۶۷۵ھ / ۱۲۷۶ء) ہے۔ یہ قصیدہ گو شاعر سلطان ناصرالدین محمود (م ۶۶۴ھ / ۱۲۶۶ء) اور سلطان غیاث الدین بلبن (م ۶۸۶ ھ / ۱۲۷۱ء) کے درباروں سے منسلک رہا۔ عمر کے آخری حصے میں اس

نے قصیدہ گوئی کی طرف توجہ دی۔ اس کے دیوان کا بیشتر حاصل ضائع ہو چکا ہے۔ تاہم دستیاب دیوان میں اڑتیس نعتیں ملتی ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کی بہت سی نعتیں ضائع ہو گئی ہوں گی۔ اس طرح ساتویں صدی ہجری تک کے شعراء میں وہ پہلا شاعر ہے۔ جس نے اتنی تعداد میں نعتیں لکھی ہیں۔ نعتوں کی یہ تعداد اس کے خلوص اور صداقت کا پتہ دیتی ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے ساتھ اس کی والہانہ محبت کی انمٹ نشانی ہے۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ نعت کے چند اشعار کی حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں کیا وقعت ہے۔ گویا وہ نعت گوئی میں اپنے عجز بیان کا اظہار یوں کر رہا ہے۔

یا رسول اللہ چنانک آن آستان را در خورد — این سخن در مدح توئی آن چنان آمد پدید
اگر کسی عمر موبد خواہد ز نظم سخن — پس مرا زین نعت عمر جاوداں آمد پدید
نی چہ خیزد زین دوسہ حرفم کہ در ہر دفتری — از ثنایت داستان بر داستان آمد پدید

برصغیر پاک و ہند میں اسی دور میں ایک سربرآوردہ نام مولانا شہاب الدین مہمرہ بدایونی (م ۷۰۲ھ / ۱۳۰۳ء) کا ہے۔ اس کی شاعرانہ عظمت کے پیش نظر ذبیح اللہ صفا نے اس کا تذکرہ اپنی "تاریخ ادبیات در ایران" میں کیا ہے۔ اس کے نعتیہ کلام میں عذوبت بیان کے ساتھ احترام و عقیدت کے جذبات ملتے ہیں۔

آٹھویں صدی ہجری میں ایران اور برصغیر پاک و ہند میں ایسے شعراء کے نام ملتے ہیں جنھوں نے فارسی ادب میں دائمی نقوش چھوڑے ہیں۔ خواجہ ہمام تبریزی (م ۷۱۳ھ / ۱۳۱۳ء) کی نعت کے اس شعر کو کون فراموش کر سکتا ہے۔

ہزار بار بشستم دہن بمشک و گلاب — ہنوز نام تو بردن مرا نمی شاید

خواجہ بو علی قلندر (م ۷۲۴ھ / ۱۳۲۴ء) کا تعلق تصوف سے ہے۔ ان کا دیوان "مفتاح الغیب" کے نام سے چھپ چکا ہے۔ اس دیوان میں کوئی ایسی نظم تو نہیں ہے جس باقاعدہ نعت کہہ سکیں تاہم متعدد غزلیں نعتیہ انداز میں لکھی گئی ہیں۔ مثلاً" ان کی یہ نعت بہت مشہور ہے۔

ای ثنایت رحمتہ للعالمین — یک گدای فیض تو روح الامین

برصغیر میں خواجہ نظام الدین اولیا (م ۷۲۵ھ / ۱۳۲۵ء)، امیر خسرو (م ۷۲۵ھ / ۱۳۲۵ء)، حسن سجزی (م ۷۳۸ھ / ۱۳۳۷ء) شعر اور تصوف میں اپنی مثال آپ تھے۔ ان کے کلام میں نعت کا وافر حصہ ہے۔ امیر خسرو کی مثنویوں میں نعت کا اہتمام موجود ہے۔ امیر خسرو کے یہاں نعت خوبصورت تراکیب، الفاظ کی عمدہ دروبست اور معانی کے موتیوں سے عبارت ہے۔ قرآنی آیات ان اشعار کو آبدار بناتی ہیں۔ وہ عشق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس قدر سرشار ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق نہ رکھنے والے کے سائے کو بھی اپنے قریب آنے نہیں دینا چاہتے۔

ہر کہ از مصطفیٰ ندارد نور — سایہ اش دور باد از ما دور

حسن سجزی اپنے نعتیہ کلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ، کمالات و صفات اور معجزات کو بیان

کرتا ہے اور کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجہ کائنات ہیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاک راہ کو سرمہ بنا لینا چاہتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو نعت لکھنے میں قاصر سمجھتا ہے۔ اس لئے اپنی کوتاہیوں کی معافی اس طرح مانگتا ہے۔

اے سزا وار صد چنین مدحت　　　عفو کن ہر چہ نا سزا گفتم

آٹھویں صدی ہجری میں ہی دو نا۔غہ روزگار شعراء نے اپنے کمال فن کو نعت کے لئے استعمال کیا۔ ان میں ایک یعنی کیچ مکران کے ایک حاکم حمید الدین حاکم (م ۷۳۷ھ / ۱۳۳۶ء) نے دنیا ترک کر کے دین کی راہ اپنائی۔ تصوف کے حلقے میں آ کر نام پیدا کیا۔ ان کے دیوان میں نو نعتیں ہیں۔ نعتیں کیا ہیں' شاعر نے اپنے دل کے ٹکڑے قرطاس پر بکھیرے دیئے ہیں۔ یہ نعتیں کافی طویل ہیں۔ تین نعتیں صنعت توشیح میں ہیں۔ حمید الدین حاکم پہلے شاعر ہیں جنہوں نے صفت توشیح میں نعت لکھی ہیں۔ دوسرا شاعر یعنی بدر چاچ (م ۷۴۶ھ / ۱۱۴۵ء) سلطان محمدؐ تغلق کے دربار سے وابستہ تھا۔ سلطان نے اسے فخر الزمان کا خطاب دیا تھا۔ اس کے قصائد کے مجموعے میں حمد و نعت بھی ہے۔ اس کی نعت نئے اور نادر تجربہ کی حامل ہیں۔ جو اس سے پہلے یا اس کے بعد دیکھنے میں نہیں آیا۔ اس کی ندرت یہ ہے کہ اس نے ایک نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کہلوائی ہے۔ اس نے اپنی دوسری نعتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہنشاہ بحرو بر اور جمال جہاں آرا کہا ہے۔

خواجہ کرمانی (م ۷۵۰ھ / ۱۳۴۹ء) نے نظامی گنجوی کی نعتوں کا جواب لکھا ہے۔ اپنی ان مثنویوں میں اس نے نعت کی روایت برقرار رکھی ہے۔ اس نے قرآنی آیات اور احادیث نبوی سے عام استفادہ کیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود سلام بھیجا ہے۔ وہ نعتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خزانے کی کنجی' درج خلیل کے موتی' امام ہدیٰ' سید الانبیاء اور پناہ رسل اور کن فکاں ایسے القاب سے یاد کرتا ہے۔ اور بارگاہ رسالت میں اپنی التجا کے لئے دعا کرتا ہے۔

کوکب دری زمین' دری کوکب سما　　　بلبل بوستان شرع' اختر آسمان دین
کارکشائی مرسلین' راہنمائی انبیاء　　　تاج دہ پیمبران' باج ستان قیصران
برق رو براق ران' خاکی عرش متکا　　　ہستی امام کن فکاں مقصد حرف و کاف و نون
خوان شفاعتی' کہ ما' مشتہیم و ناشتا　　　دست عنایتی کہ ما' مفتریم و تنگ دست

مولانا ضیاء الدین نخشی (م ۷۵۱ھ / ۱۳۵۰ء) ہندوستان کے صوفیا میں ممتاز مقام کے حامل ہیں۔ ان کے دیوان میں دستیاب نعتوں میں بے ساختہ پن پایا جاتا ہے۔ عماد فقیہ کرمانی (م ۷۵۳ھ / ۱۳۷۲ء) کی نعتوں میں اس کے قصیدوں کی طرح کی صفائی' روانی اور تراکیب کی چستی موجود ہے۔ قصیدوں کی طرح نعت میں بھی صنائع بدائع سے کام لیتا ہے۔ آیات قرآنی اور احادیث نبوی کا استعمال بڑی خوبی سے کرتا ہے۔ اسی دور کے سید علی ہمدانی (م ۷۸۶ھ / ۱۳۸۶ء) کی زندگی تصوف میں بسر ہوئی۔ ان کے نعتیہ کلام میں ایک سچے مسلمان کی دھڑکنیں موج زن ہیں۔ اسی دور کے ایک شاعر حافظ شیرازی (م ۷۹۱ھ / ۱۳۸۹ء) "لسان الغیب" کے لقب میں معروف ہیں۔ غزل میں ان کا بڑا نام ہے۔ لیکن ان کے کلام میں نعت ہے نہ نعتیہ غزل' البتہ ایک آدھ نعتیہ شعر ضرور بن جاتا ہے۔ مثلاً"

نگار من کہ مکتب نہ رفت و خط ننوشت　　　بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد

ابن عماد شیرازی (م ۸۰۰ھ / ۱۳۹۸ء)، شاہ نعمت اللہ ولی (م ۸۲۸ھ / ۱۴۲۵ء)، مولانا عبدالرحمان جامی (م ۸۴۸ھ / ۱۴۴۵ء)، شرف الدین بخاری (م ۸۵۸ھ / ۱۴۵۴ء)، مسعود قمی (م ۸۹۰ھ / ۱۴۸۵ء) کے کلام کی شیرینی اور عذوبت بیان نے نویں صدی ہجری میں اقصائے عالم کو بھر دیا تھا۔ انہوں نے دیگر اصناف سخن کے علاوہ نعت میں بھی گلہائے نو بہار کا جلوہ دکھایا ہے۔ یہ زمانہ قدرے عافیت کا زمانہ ہے۔ ملک میں امن و چین ہے۔ حکومت مستحکم ہے اس لئے اس دور کی نعت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں استغاثہ کی وہ کیفیت تو نظر نہیں آتی، جو نظامی یا سعدی کے ہاں دکھائی دیتی ہے۔ تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے قربت، اسوۂ رسولؐ سے اکتساب فیض اور آپ کی شفاعت کی خواہش ان شعراء کے کلام میں جلوہ گر ہے۔ جامی کا حسب ذیل شعر اسی امر کی عکاسی کرتا ہے۔

نسیما جانب بطحا گزر کن　　　ز احوالم محمدؐ راخبر کن

یہی کیفیت ہمیں دسویں صدی ہجری کے شعراء میں نظر آتی ہے۔

یا رسول اللہ شفاعت از تو می دارم امید　　　باوجود صد ہزاراں جرم در روز حساب
درخیال من نمی گنجد تمنائی بہشت　　　دارم از قلت امید رستگاری از عذاب

مولانا معین الدین معینی (م ۹۰۷ھ / ۱۵۰۲ء)

چو ہر سو چشم رحمت افگنی از گوشہ چشم　　　"بفانی" بین کہ او ہم چشم دارد یک نگاہت را

میر علی شیر نوائی "فانی" (م ۹۰۶ھ / ۱۵۰۲ء)

ای واقف راز آسمانی، دل تو　　　وی کاشف اسرار نہانی، دل تو
با سوختہ تشنہ لبی رحم! کہ ہست　　　سر چشمہ آب زندگانی، دل تو

بیرم خان (م ۹۶۷ھ / ۱۵۶۱ء)

"ہاشمی" از کثرت خود پاک شو　　　در قدم آل نبی خاک شو

محمد ہاشم جہانگیر ہاشمی (م ۹۷۳ھ / ۱۵۶۵ء)

یا نبی اللہ غلام تو ام　　　طالب دیوانہ کام تو ام
خوش دلم زانم کہ شفیعم رسول　　　ہست بدرگاہ الٰہی قبول
بر من مسکین نظر خویش کن　　　از دوجہان تارک درویش کن
ای دل من راہ نبی پیش　　　زود برو خدمت اقدام پیش

شاہ موسیٰ ابوالمکارم (مدفن قبولہ شریف، پاکستان) (م ۹۸۵ / ۱۰۷۷)

در آتشیم چو "وحشی" ز سوز سینہ ولی　　　چو ہست قطرہ فشاں ابر رحمت تو، چہ باک

سحاب لطف بباران بما سیہ کاران   کہ حرف نامہ عصیان مابشوید پاک

کمال الدین وحشی بافقی کرمانی (م ۹۹۱ ھ / ۱۵۸۳ء)

یا مالک الامم کہ بدعوی بندگیت   بنوشتہ از مبالغہ صد محضر آفتاب

آن ندہ است "محتشم" اندر پناہ تو   کاویختہ بدست توسل در آفتاب

ظل ہدا۔تش بسرا افگن کہ ذرہ را   رہ گم شو دگرش نبود رہبر آفتاب

محتشم کاشی ۹۹۶ھ / ۱۵۸۸ء)

فغانی شیرازی (م ۹۲۵ھ / ۱۵۱۹ء) بنیادی طور پر غزل گو شاعر ہے۔ چنانچہ نعت کہتے ہوئے غزل کی خوبیاں اس کے نعتیہ کلام میں بھی آ جاتی ہیں۔ اس کے برعکس جمال الدین خاں کنبوہ جمالی دہلوی (م ۹۴۲ ھ / ۱۵۳۵ء) مثنوی گو ہے۔ اگرچہ اس کی تمام مثنویوں کے آغاز میں نعت موجود ہے۔ اس کے باوجود وہ کہتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پاک کہتا ہے تو کوئی بندہ خاکی کیسے نعت کہہ سکتا ہے۔

میان امتت از ہیچ ہیچم   چہ باشم من کہ در نعت تو پیچم

چو نعتت می سراید ایزد پاک   چہ باشد' در صفاتت' زہرہ خاک

غالباً" مرزا غالب نے بھی "جمالی" کے اسی شعر سے یہ خیال اخذ کیا ہے' جب وہ کہتا ہے۔

"غالب" ثنای خواجہ بہ یزداں گذاشتیم   کان ذات پاک مرتبہ دان محمدؐ است

اسی دور میں فارسی ادب میں محمدؐ عرفی شیرازی (م ۹۹۹ ھ / ۱۵۹۱ء کی شخصیت ابھرتی ہے وہ اگرچہ قصیدہ گوئی کے لئے مشہور ہے لیکن نعت گوئی میں بھی پیچھے نہیں رہا۔ اس کے نعتیہ قصیدوں سے نعت گوئی کے اصول وضع کئے جا سکتے ہیں تاہم وہ نعت گوئی میں احتیاط کا قائل ہے اور کہتا ہے :

"عرفی" مشتاب این رہ نعت است نہ صحراست   آہستہ کہ رہ بر دم تیغ است قدم را

ہشدار کہ نتوان بیک آہنگ سرودن   نعت شہ کونین و مدح کی و جم را

دسویں صدی ہجری کے آخری دہے اور گیارہویں صدی ہجری کے پہلے عشرے میں برصغیر پاک و ہند شعرا کا مرکز بن گیا تھا۔ سرزمین ایران سے بھی شعرا نقل مکانی کر کے برصغیر میں آنے لگے تھے۔ چنانچہ گیارہویں صدی ہجری میں ایران میں کوئی قابل ذکر شاعر نہیں ملتا۔ البتہ برصغیر میں نظیری' ابو طالب کلیم' طالب آملی' مرزا صائب وغیرہ ایسے شعرا تھے جو ایران سے آئے تھے۔ ان شعرا کے فکر و فن کی پختگی سے کسے انکار ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس دور میں ایران کے برعکس برصغیر میں نعت گوؤں کی تعداد قابل ذکر ہے۔ ان میں وہ شعراء بھی شامل ہیں جو درباروں سے وابستہ رہے اور وہ بھی ہیں جنھوں نے تصوف کے دائرے سے باہر قدم نہ نکالا اور ان کی خانقاہیں مرجع خلائق بنی رہیں اور وہ بھی ہیں جن کا تعلق شاہی خاندان سے تھا۔ ابوالفیض فیضی (م ۱۰۰۴ھ / ۱۵۹۶ء) خواجہ باقی باللہ قدس سرہ (م ۱۰۱۲ ھ / ۱۶۰۳ء)' محمود دلاہوری (م ۱۰۱۵ ھ /

۱۶۰۹ء) آصف جاه (م ۱۰۲۱ھ / ۱۶۱۳ء) محمد حسین نظیری (۱۰۲۳ھ / ۱۶۳۱ء)، ظہوری ترشیزی (۱۰۲۵ھ / ۱۶۱۶ء) ادراکی بیگلاری سندھی (۱۰۲۵ھ / ۱۶۱۶ء) طالب آملی (۱۰۳۵ھ / ۱۶۲۶ء)، مکتبی شیرازی (م ۱۰۴۲ھ / ۱۶۳۳ء) میرزا جلال امیر اصفہانی (۱۰۴۹ھ / ۱۶۳۹ء)، شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ / ۱۶۴۲ء)، ملا منیر لاہوری (م ۱۰۵۴ھ / ۱۶۴۴ء)، حاجی جان محمد قدسی (م ۱۰۵۶ھ / ۱۶۴۶ء) ابو طالب کلیم ہمدانی (م ۱۰۶۱ھ / ۱۶۵۱ء)، مرزا محمد علی صائب (م ۱۰۶۱ھ / ۱۶۵۱ء)، زیب النساء "مخفی" (م ۱۰۸۰ھ / ۱۶۶۹ء)، ملا محمد محسن فانی کشمیری (م ۱۰۸۱ھ / ۱۶۷۱ء) اور مسیحا پانی پتی (م گیارھویں صدی ہجری / ۱۷ویں صدی ہجری) ایسے ہی شعرا کی صف میں کھڑے دکھائی دیتے ہیں۔ ابو الفیض فیضی نعت کے میدان میں بالکل مختلف نظر آتا ہے۔ اس کی عقیدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر بڑھی ہوئی ہے کہ وہ کہتا ہے:

بر دانش ما انجم و افلاک بخندند   گر صاحب "لولاک لما" را نشناسیم

ان تمام شعرا کے موضوعات یہ ہیں: نور محمدی، شمائل و خصائل اور معجزات نبویؐ، احادیث مبارکہ، آپؐ کی حضرت آدم علیہ السلام سے تقدیم، آپؐ کا سایہ نہ ہونا، آپؐ کا انسان کامل ہونا، ختم نبوت۔

چونکہ اس دور کے بیشتر شعرا کا تعلق قصیدہ گوئی اور غزل گوئی سے رہا اس لئے ان کے نعتیہ کلام میں بھی قصیدہ گوئی اور غزل گوئی کی کیفیات اور خوبیاں پائی جاتی ہیں لیکن چونکہ معاملہ ذات نبویؐ کا ہے اس لئے کسی شاعر کے کلام میں مبالغہ آرائی نہیں ہے۔ دوسرے شعرا کے مقابلے میں اس دور میں جس شاعر کو نعت گو کی حیثیت سے شہرت ملی اور جس کی نعت آفاقی شہرت کی حامل ہے، وہ ہے، "محمد جان قدسی" اس کی نعت کا مطلع ہے:

مرحبا سید مکی مدنی العربی   دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

اور سعد اللہ مسیحا پانی پتی تو وہی بات کہتا ہے جو "جمالی" نے کہی کہ:

خدا نعت محمدؐ داند و بس   نیاید کار یزداں از دگر کس

بارھویں صدی ہجری میں سرزمین ایران میں دو قابل ذکر شعرا کے علاوہ کوئی شاعر نظر نہیں آتا۔ مثلاً" میر سید علی مشتاق اصفہانی (م ۱۱۷۱ھ / ۱۷۵۸ء)، شیخ محمدؐ علی حزیں (۱۱۸۰ھ / ۱۷۶۶ء) موخر الذکر بھی ایران سے نقل مکانی کر کے برصغیر پاک و ہند میں آ گئے تھے۔ اول الذکر نے سبک عراقی کو از سر نو زندہ کیا۔ غزل خوب کہی تاہم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نعتیہ قصیدے بھی خوب کہے۔ خود کہتا ہے:

منت برای رزق ز دونان چرا کشم؟   گیرم کہ کاست جانم و افزود قالبم

موخر الذکر یعنی شیخ محمد علی حزیں بھی سبک ہندی کو پسند نہ کرتے تھے۔ ان کی نعتیں ان کے احساسات قلبی کی یادگار ہیں۔ ان دو شعرا کے علاوہ برصغیر پاک و ہند میں ایک کثیر تعداد نے نعت لکھی ہے۔ ان شعرا میں وہ بھی ہیں جنھوں نے فارسی کے علاوہ اردو زبان میں بھی شعر کہے، وہ بھی ہیں جو دربار سے تعلق رکھتے تھے ہیں، وہ بھی ہیں جنھوں نے عزلت کدے میں

زندگی کے دن گزار دیئے اور وہ بھی ہیں جن کا تعلق دین اسلام کے بجائے کسی دوسرے مذہب سے تھا۔ ایسے شعرا کی صف میں ہمیں نظر آتے : مرزا داراب بیگ جویا (م ۱۱۱۸ھ / ۱۷۰۶ء)، میر شمس اللہ فقیر دہلوی (م ۱۱۱۵ھ / ۱۷۰۴ء)، محمد اسلم "سالم" (م ۱۱۱۹ھ / ۱۷۰۷ء)، شیخ عبدالاحد المتخلص بہ "وحدت" و گل (م ۱۱۲۶ھ / ۱۷۱۴ء)، مرزا عبدالقادر بیدل عظیم آبادی (م ۱۳۱۳ھ / ۱۷۲۱ء)، لالہ سکھ راج "سبقت" (م ۱۱۳۷ھ / ۱۷۶۵ء)، ملا عبدالحکیم عطا ٹھٹھوی (م ۱۱۴۰ھ / ۱۷۲۷ء)، فقیر اللہ "آفرین" (م ۱۱۵۴ھ / ۱۷۴۱ء)، محمد اکرم گنجاہی (م ۱۱۵۸ھ / ۱۷۴۵ء)، محمد محسن ٹھٹھوی (م ۱۱۶۳ھ / ۱۷۵۰ء)، دلشاد پسروری (م ۱۱۹۰ھ / ۱۷۷۶ء)، مرزا مظہر جان جاناں (م ۱۱۹۲ھ / ۱۷۷۷ء)، واقف بٹالوی (م ۱۱۹۴ھ / ۱۷۸۱ء)، خواجہ میر درد (م ۱۱۹۹ھ / ۱۸۸۴ء)۔ ـــــ اس دور کے نعت گو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائل و شمائل، ختم نبوت، عظمت انسانی اور بعثت نبوی، حضورؐ کے نور کی اولیت، اسوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مسئلہ حاضر و ناظر، اپنی غلطیوں کی معافی اور اپنے کردار پر شرمندگی پر زور دیتے ہیں۔

آن عالم جان و جان عالم — وان یوسف کاروان عالم
حق دادہ ز کبریاش مایہ — نفتادہ ازو بخاک سایہ

(میر شمس فقیر دہلوی)

شاید بدل شود بہوای مدینہ ات — از خلد ہر سحر ملک آرد نسیم را
ابر شفاعت، کہ ہمہ بحر رحمت است — تفسیر کردہ آئینہ عفو کریم را

(محمد اسلم "سالم")

ز مویش گر سخن در نامہ آرم — نخست از سنبل تر خامہ آرم
بزلفش بال کثرت بستہ تقدیر — بفرقش نقش وحدت کردہ تحریر

(عبدالاحد "وحدت" و گل)

زبانی باسرار حق ترجمان — دہانی ز غیب ہویت نشان
ز فیض کف دست دریا گہر — ید اللہ بچشم یقین جلوہ گر
ز آئینہ ذرہ تا آفتاب — ز نور تماشای او کامیاب

(عبدالقادر بیدل)

رفیع المکان آسمان سیر زن — ز مشرق **بمغرب** در خیر زن
توی آن کہ ہر مردہ را جان ز تست — پی درد بیمار درمان ز تست
توی آن کہ سر در شفاعت زنی — جہان را صلای رعایت زنی

لالہ سکھ راج "سبقت"

مصطفا سر دفتر پیدائش است — مصطفا این صنع را آرایش است

مصطفا آن منبع خیر الکلام مصطفا آن سرور خیر الانام
مصطفا باعث افلاک و زمین مصطفا آن رحمته للعامین
(عبدالحکیم عطا ٹھٹھوی)

محمد طلسم حقیقت نماست چو لفظی کہ معنیش بی متہاست
سر آغاز ایجاد ختم رسل سر مقبلاں قبلہ جز و کل
(فقیراللہ آفرین)

پناہ امتا ، عاجز نوازا جہان را جان و جان را چارہ سازا
نیارم گفت حال دل کہ چون است دہن ہنگام گفتن زخم خون است
(محمد اکرم کنجاہی)

شد سائبان سحاب بفرقش کہ تا مباد چون ابر آفتاب ز خجلت عرق کند
از تاب آفتاب رخش کفر محو شد باطل چگونہ جلوہ ای در پیش حق کند
(محمد محسن ٹھٹھوی)

چون تو شگفت گل بدین رنگ ای ختمی باغ آفرینش!
(دلشاد پسروری)

جان زندہ گرد و از نفس دلنواز رو ہر کس کہ دم زندنفسی در ہوای تو
(واقف بٹالوی)

آن ذات مقدس ست ہر دم حاضر برحال جہانیاں بہر جا ناظر
دست من و دامان رسول و آلش در ہر دوجہان ست محمدؐ ناصر
(خواجہ میر درد)

تیرہویں صدی ہجری میں سرزمین ایران پر قاچاریوں کی مضبوط اور پرامن حکومت قائم تھی لیکن برصغیرپاک و ہند میں یہ زمانہ سیاسی افراتفری اور بے سکونی کا تھا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے کلکتہ سے باہر اپنے پاؤں پھیلانے شروع کر دیئے تھے۔ ۱۲۱۳ھ / ۱۷۹۹ء میں سلطان ٹیپو کی شہادت کے بعد اس کے عزائم بہت بڑھ گئے تھے۔ یہاں تک کہ اٹھاون سال کے بعد انہوں نے دہلی کے تخت پر قبضہ کر لیا۔ سلطان ٹیپو کی شہادت سے سقوط دہلی تک کے زمانے میں ملک میں پائیدار حکومت کبھی نہیں رہی۔ اس کمزوری سے انگریز نے فائدہ اٹھایا۔ اس صدی میں ایران میں حاجی ملا سلیمان صباحی بیدگلی (م ۱۲۱۸ھ / ۱۸۰۳ء)، حبیب اللہ قا آنی (م ۱۲۷۰ھ / ۱۸۵۴ء)، مرزا محمد داوری (م ۱۲۸۳ھ / ۱۸۶۸ء) کا طوطی بول رہا تھا۔ ان آوازوں میں حبیب اللہ قا آنی کی آواز بہت بلند اور قوی تھی۔ قا آنی قصیدہ گو شاعر کی حیثیت سے مشہور ہے۔ وہ نعتوں میں رسول اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کی تمام صفات کا تذکرہ کرتا ہے۔ نئے اور زور دار القاب استعمال کرتا ہے۔ اس نے پرانے مضامین کو اس طرح ادا کیا ہے کہ بالکل نئے معلوم ہوتے ہیں۔

گر وجود او ندادی ذات واجب را ظهور تا ابد پنجہ تقدیر بودی در حجاب
در ہمہ عمر از وجود او خطای سر نہ زد زانکہ بود افعال نیکویش سراسر وحی ناب

برصغیر پاک و ہند میں، بالخصوص پنجاب میں انگریزوں کے ظلم و ستم اور سکھوں کی یلغار نے عوام الناس میں ایک بے چینی اور افراتفری پیدا کر دی تھی۔ تاہم اس پر آشوب دور میں بھی فارسی ادب پھلتا پھولتا رہا اور غلام رکن الدین "مراد" (م ۱۲۱۵ھ / ۱۸۰۰ء)، میر عظیم الدین ٹھٹھوی (م ۱۲۲۰ھ / ۱۸۱۶ء)، میر تقی میر (م ۱۲۲۶ھ / ۱۸۰۸ء)، محمد اشرف (م ۱۲۲۵ھ / ۱۸۱۰ء)، میر ضیاء الدین ضیاء ٹھٹھوی (م ۱۲۲۹ھ / ۱۸۱۶ء)، منشی رائے موہن داس ملکانی (آنجہانی م ۱۲۴۰ھ / ۱۸۴۴ء)، خالد کردی (م ۱۲۴۲ھ / ۱۸۲۷ء)، ولی محمد خاں لغاری (م ۱۲۴۷ھ / ۱۸۳۲ء)، قلندر شاہ لاہوری (م ۱۲۴۸ھ / ۱۸۳۲ء)، نیاز احمد بریلوی (م ۱۲۵۰ھ / ۱۸۳۵ء)، میر غلام علی مائل ٹھٹھوی (م ۱۲۵۱ھ / ۱۸۳۶ء)، سید غلام حسن شاہ امیر اللہ المعروف بہ حسن بھاری (م ۱۲۵۸ھ / ۱۸۴۲ء)، حسن ملتانی (م ۱۲۶۵ھ / ۱۸۴۸ء)، محمد عارف "صنعت" (م ۱۲۶۶ھ / ۱۸۴۹ء)، سید نور الدین بخاری (م ۱۲۶۸ھ / ۱۸۵۲ء)، مرزا اسد اللہ خاں غالب (م ۱۲۸۵ھ / ۱۸۶۹ء)، منشی ہرگوپال تفتہ (آنجہانی م ۱۲۸۵ھ / ۱۸۶۹ء)، نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ (م ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء)، غلام امام شہید (م ۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۶ء)، محمد حسن شعری (م ۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۱ء)، ایسے نوا سنج ہزار دستان گلستان سخن کی رونق افزائی کا سبب بنے ہوئے تھے۔ یہ سخن گو بلاشبہ نعت کو صنف سخن کے لحاظ سے مکمل طور پر نہ اپنا سکے لیکن ان کا کلام نعت سے کسی طور بھی معریٰ نہیں ہے۔ ان شعرا میں غزل گو، مثنوی نگار اور قصیدہ نگار سبھی ہیں لیکن یہ نعت لکھنے سے غافل نہ رہے۔ ان کے موضوعات میں ندرت اور تنوع ہے۔ اس دور میں پہلی مرتبہ نعت میں غزوات نبوی کا بیان ملتا ہے۔

محمدؐ مخزن اسرار عشق است محمدؐ مطلع الانوار عشق است
(غلام رکن الدین)

بود نعت او در کلام خدا رسد ہر دم او را سلام خدا
ز انس و ملک بشنوم صبح و شام علیہ الصلوت و علیہ السلام
(عظیم الدین ٹھٹھوی)

ای ختم رسل سخت در آزارم من بی چارہ و بی یاور و بی یارم من
غیر از تو شفیع خود نہ پندارم من پس پیش کہ این روی سیہ آرم من
(میر تقی میر)

ذات پاک تو رحمت عالم　　نکنم از گناہم شکایت ہا
(محمد اشرف پاندوکی)

کجا آید ز من حد ثنائش　　کہ خود او را ثنا گوید خدائش
(ضیاء الدین ضیاء ٹھٹھوی)

آن حبیب خدا و ختم رسل　　سرور انبیاء و ہادی کل
احمد مصطفیٰ رسول کریم　　کہ قمر شد ز میم او بہ دو نیم
الف احمد آیتی ست کہ ذات　　بر محمدؐ اساندہ الف صلوات
(منشی رائے موہن داس ملکانی)

رحمت عام تو آب زندگی من تشنہ　　آرزو مندم از بحر احسان تو ام
(خالد کروی)

راکب بخت و شہسوار براق　　رہروی رہ شناس سبع طباق
گرہمی موی من زبان گردد　　نعت ان شاہ کی بیان گردد
(ولی محمد خان لغاری)

ظہور کامل ذات و صفات حضرت یزدان　　حبیبی، سیدی، محبوب خاص الخاص ربانی
رحیمی، رحمتہ للعالمینی شافع خلقی　　کریم اکرم الخلقی، سراپا فیض رحمانی
حق اندر شان تشبیہی، محمد نام خود خواندہ　　محمد غیر حق نبود بحکم ذوق عرفانی
(نیاز احمد نیاز بریلوی)

احمدؐ کہ در انبیاست شاہ لولاک　　در شان وی است خلقت الافلاک
حق کرد چو بہر وی ظہور ثقلین　　در کنہ حقیقتش چہ جای ادراک
مدح او لا احصی آمد ہمچو حمد ایزدی　　مدح خوان مصطفایم بس خدای مصطفاست
(مائل ٹھٹھوی)

چو آن سلطان عالم بعد آنہا　　ندیدہ لائق این کار کس را
خود آمد جلوہ گر بر تخت شاہی　　روان شد حکمش از مہ تا بماہی
(حسن بہاری)

صد خضر شود زندہ و صد ہمچو مسیحا　　از لذت جان پرور گفتار محمدؐ

خورشید کہ آفاق جہان زو شدہ روشن　　یک ذرہ نوریست ز انوار محمدؐ
(حسن ملتانی)

بادشاہ ظاہر و باطن توی　　حاکم ارض و سما یا مصطفیٰ
آفتاب و مہ شگاف اندر جہان　　مثل تو باشد کجا یا مصطفیٰ
چون تو کردی دعوی پیغمبری　　شد بر آن آہو گوا یا مصطفیٰ
محمدؐ عارف "صنعت"

تسبیح خوان حضرت او نیست گر سپہر　　تسبیح کہکشاں بگلوی فلک چراست
ہر رہ روی کہ راہ رود کی رسد بحق　　شرع نبی مگر بخدا ہست راہ راست
(سید نور الدین بخاری)

ہر کس قسم بدانچہ عزیز است می خورد　　سوگند کردگار بجان محمدؐ است
"غالب" ثنای خواجہ بہ یزداں گذاشتیم　　کان ذات پاک مرتبہ دان محمدؐ است
(اسد اللہ خاں غالب)

محمدؐ آنکہ باشد سربسر نور　　ز مشرق تا بہ مغرب سایہ او دور
شفیع ما، ہمان شافع دل افروز　　نماید آنچہ فردا دانم امروز
(منشی ہرگوپال تفتہ)

سلطان دین، امام رسل، شاہ انبیاء　　کز بندگیش پایہ والا برآورم
شاہا، سپہر بارگہا، بندہ پرورا　　خواہم کہ نام کفر ز دنیا بر آورم
(نواب مصطفےٰ خاں شیفتہ)

از مقدم نور خدا، شمس الضحیٰ، بدر الدجیٰ، نجم الہدیٰ، خیر الوریٰ، بحر عطا، ابر سخا
کان حیا، کوہ صفا، جان ولا، شان علا، شمع بقا، مہر ضیا، ماہ صفا، شان زمن
(مولانا غلام امام شہید)

توی کہ بہر خودت از جہان گزیدہ خدا　　لباس ناز بقد تو خود بریدہ خدا
شد از نہایت تعظیم مورد قسمش　　بہ کلک صنع چو نقش ترا کشیدہ خدا
(محمد حسن شعری)

بندہ آن خواجہ ایم کز پی جنس بہشت　　معصیت خویش را برگ خریدن دہیم

روحی و قلبی فداک درد تو دل را خوراک　　　　در تن زار از غمت جان بدمیدن دہیم

(ضیاء الدین احمدؒ خاں "نیر")

چودھویں صدی ہجری میں سرزمین ایران پر نغزگو شعرا پیدا ہوئے جن میں حکیم صفای اصفہانی (م ھ ء)' غلام حسین مظفر شیرازی (م ھ ء)' محمد کاظم غمگین اصفہانی (م ھ ء)' اسد اللہ صابر ہمدانی (م ھ ء)' نمایاں ہیں۔ ان شعرا کی شاعری کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ (۱) ذوقی و عرفانی اور (۲) مذہبی۔ مذہبی شاعری نعت' منقبت اور مرثیہ پر مشتمل ہے۔ ان شعرا کے ہاں نعتیں قصائد کی صورت میں بھی ہیں اور ترکیب بند اور ترجیع بند کی صورت میں بھی۔ نعتیں بالعموم طویل ہیں۔ جن میں معجزات نبوی" شان رسالت اور اسوہ حسنہ بیان کیا گیا ہے۔ صفائی اصفہانی کا اسلوب اپنے معاصرین کے اسلوب سے مختلف ہے۔ وہ سبک خراسانی کا پیرو کار ہے۔ اس کی نعتوں میں خلوص' درد اور سوز و گداز موجود ہے۔ اس میں مضامین کی تکرار نہیں ہے۔ غمگین سبک اصفہانی کا پیروکار ہے۔ چاروں کے کلام سے مثالیں دیکھئے :

سید ای کہ ہست زندہ بدو باب و ام　　　　سیر تمام نفوس در سیر اوست گم
سایہ شبدیز او برسر جبریل سم　　　　ہست دم رفرفش سر فلک پیر دم
صبح سعادت دمید ساقی سرمست قم
پشت مگردان ز صبح روی بگردان ز خواب

(صفائی اصفہانی)

نار کفر از نور مہرش گشت آب　　　　خاک ظلم از یاد قہرش شد غبار
از حرم شد جملہ بتہا سرنگون　　　　پایہ اسلام ز و شد استوار
چون گردوں بہر تعظیمش خمید　　　　گشت بر گردسرش پرکار وار

(مظفر شیرازی)

اختری شد عیان کہ خورشیدش　　　　روشنی جستہ از مہ پرچم
آنکہ روح القدس ز فیض دمش　　　　روح بخشد بعیسی مریم

(غمگین اصفہانی)

سرش زیبندہ تاج نبوت　　　　یم جود و سخا کان فتوت
شہ طہ حسب ختم النبیین　　　　مہ یٰسین لقب سر منشا دین

(صابر ہمدانی)

اس دور میں برصغیر میں سائنسی ایجادات ہو رہی تھیں' غیر ملکی حکومت عوام الناس کی بہتری کے لئے کام کر رہی تھی لیکن عوام الناس کی بے چینی اپنی جگہ موجود تھی۔ شعرا دیگر اصناف سخن کے ساتھ نعت سے غافل نہ تھے بلکہ نعت تو ان کے

ایمان کا جزو تھی- چنانچہ اس دور میں اسے شاعر ہی تسلیم نہیں کیا جاتا تھا' جو نعت نہ کہتا ہو- اس طرح یہ دور گذشتہ ادوار کی نسبت نعت گو شعرا سے مالا مال ہوا- ان شعرا کے یہاں سائنسی ایجادات کے تنوع کی طرح اصناف سخن میں بھی رنگا رنگی نظر آتی ہے- چنانچہ اب نعت' غزل یا قصیدہ کے قالب تک ہی محدود نہ رہی- اب قصیدہ گوئی کا دور تولد گیا تھا- اس لئے قصیدہ کا قالب تو ختم ہو گیا چنانچہ اب نعت نے اپنے لئے رباعی' مسدس اور مخمس کے قالب تلاش کر لئے- دوسرے شعرا کی نعتوں پر تضمینیں بھی کہی جانے لگیں- اس دور کی ایک خاص بات یہ ہے کہ ماضی میں شاعر بارگاہ رسالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنی شفاعت کے لئے گزارش کرتے وقت اپنی آواز کو کافی سے زیادہ مدھم رکھتا تھا لیکن اب اگرچہ ایسی آواز تو مدھم رہی لیکن اس میں گونج پیدا ہو گئی- شاعر نے اپنی گذارشات کو آفاقی گذارشات میں تبدیل کر دیا اور یوں ذاتی دکھ اور قومی دکھ کو یکجا کر کے پیش کیا جانے لگا- یہ کیفیت آج تک موجود ہے- ہم تفصیل میں جانے کی بجائے اس دور کے معروف شعرا کے کلام سے تمام اصناف سخن کے نمونے بلا تبصرہ دینے پر اکتفا کریں گے-

ای غبار مقدمت در نور کان آفتاب ... ذرہ کویت دری بر تاج شان آفتاب
ظل پای پا بہ بوس آستان انورت ... مردمک در دیدہ نور روان آفتاب
شب چراغ خوش شب بزم ترا با نقد جان ... مشتری از مہر باشد کاروان آفتاب

(نواب فیروز الدین (م ۱۹ ویں صدی ہجری) نعت گوئی میں تغزل

میکشد دامن دل شوق طلب سوی حجاز ... یا الٰہی تو کنی زود مرا ہم ممتاز
خوانم این بیت بمدح شہ اقلیم ناز ... "بر در فیض تو استادہ بصد عجز و نیاز
رومی و طوسی و ہندی' یمنی و حلبی"

میر انتظام علی "علی پہر سری" (م ۱۳۰۸ھ / ۱۸۹۰ء) محمد جان قدسی کی نعت پر تضمین

ای رحمت حق صاحب شان لولاک ... از مرکز خاک تا فراز افلاک
معمور ز رحمتت کہ در مصحف پاک ... آمد صفت ذات تو ما ارسلنک

محمدؐ عبدالروف "وحید" (دیوان مطبوعہ ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۸ء) نعتیہ رباعی

الحق کہ بود ذات تو مشق ز نور حق ... زان رو نبود سایہ ات ای سایہ خدا
جای کہ مادح تو بود خالق جہان ... ما از کجا و مدحت ذات تو از کجا

سردار غلام محمد خاں "طرزی افغان" (م ۱۳۶۹ھ / ۱۸۹۲ء) نعت

"واللیل" بگیسوی تو سوگند ... "والشمس" برویت ای دل آرا
"طٰہٰ" بہ جبین تست طغرا ... منقوش بہ بازویت "فتحنا"
عالم بعدم نہان چنان بود ... گر نور تو می نہ گشت پیدا

(خواجہ مستان شاہ کابلی (م ۱۳۲۱ھ / ۱۹۰۳ء) نعت

از شقاوت بود ہر قطعه زمین کز مقدش ہر طرف آمد سعادت ہر تنی شد نیک بخت
رحمت ہر دوجہان آمد خطاب از ایزدش دوجہان شد پر ز رحمش نیست جای ملغت
سید محمود بلخی قادری شطاری برہانپوری (دیوان مطبوعہ ۱۳۰۹ھ / ۱۸۹۲ء) نعت

ایکہ در ہر دوجہان بعد از خدا برتو توی انبیا را پیشوا و سرور و افسر توی
عاجزاں را دستگیر و گمرہان را رہنما ای پناه عاصیان در عرصہ محشر توی
حافظ محمد سعید خاں سعیدی بجنوی (دیوان مطبوعہ ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء) نعت

شہ سریر نبوت شفیع جملہ امم کہ شاہی دوجہانش ز حق شد ارزانی
ببین کہ مظہر حق است و مصدر لولاک عیان بادست ز حق راز ہای پنہانی
(نواب غلام محبوب سبحانی م ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء) نعت

آن تاجدار ملک دین' دارای اقلیم یقین دانای علم اولین' فرمان برش روح الامین
عالم شدش زیر نگین چرخش ہمی بوسد زمین آدم ہمان در ما و طین' او گشتہ میر انجمن
محمد شبلی نعمانی (م ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء) نعت

اعجاز از خواص لسان محمدؐ است عین الحیات گم بدہان محمدؐ است
گر نور و گر ہدی کہ از آن محمدؐ است "حق جلوہ. گر ز طرز بیان محمدؐ است
آری کلام حق بزبان محمد است"
الطاف حسین حالی (م ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء) تضمین بر غالب

صلوۃ خدای گیتی دار باد در ہر نفس ہزار ہزار
برسولی کہ افضل البشر است مہربان تر از مادر پدرست
صوفی الہ یار خاں (دیوان مطبوعہ ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۴ء) نعت

عزیزان گشتہ دور از من ہمہ یاران نفور از من درین وحشت ترا خوانم اغثنی یا رسول اللہ
گدای آمد ای سلطان بامید کرم نالاں تہی دامان مگر دانم اغثنی یا رسول اللہ
مولانا احمدؐ رضا خاں بریلوی (م ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء) نعت

بگیرم دامن آن سید لولاک در محشر کہ محشر برنتابد حسن بی حجابش را
قضا گیرد' قدر گیرد' ازل گیرد' ابد گیرد رکابش را' عنانش را' عنانش را' رکابش را
غلام قادر گرامی (م ۱۳۴۶ھ / ۱۹۲۷ء)

در دل مسلم مقام مصطفیٰ ست | آبروی ما ز نام مصطفیٰ ست
طور موجی از غبار خانه اش | کعبه را بیت الحرم کاشانه اش

علامه محمد اقبال (م ۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ء) مثنوی

نرگس سیراب بکشا یا نبی الله ز خواب | کمترین امتانت بین به احوال خراب
از حریمت حلقه در گونه ام بیرون مکش | ز انکه ملجای ندارم درجهان جز این جناب
یا شفیع المذنبین٬ یا رحمته للعالمین | من سگ کوی تو ام رو از سگ کویت متاب

محمدؐ اسماعیل "روشن" (م ۱۳۶۱ھ / ۱۹۴۲ء) نعت

کهکشاں از خاک راهت سرمه سا | باده از چشم تو٬ در جام ما
کنت کنزا" را ز اسم تو کلید | هستی تو نقش لولاکی کشید

غلام غوث صمدانی (م ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء) مثنوی

کنی نخل امل را آبیاری یا رسول الله | بباغ زندگی٬ باد بهاری٬ یا رسول الله
غم دنیا٬ غم عقبیٰ٬ غم الفت٬ غم هستی | درین غمهای پیهم غمگساری٬ یا رسول الله

(شیخ محمدؐ ایوب) نعت

خواهم که شوم خاک سرکوی مدینه | دارم نه تمنای دگر٬ چرخ کهن هیچ

عزیز الدین عظامی (م ۱۳۷۶ھ / ۱۹۵۷ء) نعت

فرستاده او را بروی زمین | که رحمت بود بهر کل عالمین
بشیر و نذیرست بر بندگان | ز سوی خداوند کون و مکان

مرزا شیر احمدؐ خاں (شاه نامه چترال مطبوعه ۱۹۶۶ء) مثنوی

بادشاه هر دو کونی کز لعرک کرده حق | تاج در تارک عطایت یا محمدؐ مصطفیٰ
خلعت لولاک آمد ای شه دنیا و دین | از مزل شد قیامت یا محمدؐ مصطفیٰ

(مرزا غلام حیدر) (دیوان بعنوان دیوان قاضی) نعت

خلق عظیم٬ خد ترا حلیه جمال | فضل عظیم٬ قد ترا حله صفا
ابر شفاعت تو بهای بهار خلد | بحر عنایت تو٬ یم لطف پر عطا

سید منظور احمدؐ مهجور مکان شریفی (م ۱۳۸۸ھ / ۱۹۶۹ء) نعت

یا رسول اللہ گاہی جلوہ فرما در دلم | بہر تو عرش خدا را بارگاہی ساختم
بین چہ کاری کردہ ام ای شاہ خوبان جہان | کفش پایت زینت تاج و کلاہی ساختم

ابو ظفر نازش رضوی (م ۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء) نعت

نظر رحم سوی امت عاصی فرما | حال احباب بہر روز بتر می بینم
اف ز محرومی آن گنبد خضرا "انور" | داغ بر سینہ نہم زخم جگر می بینم

(کبیر انور جعفری)

ہر جا کہ بود کفر و ضلال از میان ربود | ہر جا کہ بود شرک و دغل بر کراں نہاد
در یک قدم ز وسعت کونین در گذشت | مسند فراز کنگرہ لامکاں نہاد

صوفی غلام مصطفےٰ تبسم (م ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء)

بگرداب حوادث در فتادم | پناہی یا رسول اللہ پناہی
بدرگاہت رسیدم یا محمدؐ | امید عفو دارم از گناہی

غلام دستگیر قادری (دیوان مطبوعہ ۱۴۰۰ھ / ۱۹۸۰ء)

چودہویں صدی ہجری کے نصف آخر میں، جنگ عظیم دوم کے بعد، دنیا میں سیاسی، سماجی، علمی، معاشرتی اور اقتصادی میدانوں میں بہت سی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ ان تبدیلیوں نے ادبیات کو بھی متاثر کیا۔ ہیئت اور معانی، دونوں لحاظ سے۔ مگر نعت میں محور و مرکز چونکہ ایک ہی ذات گرامی تھی اس لئے اس کے عقیدت و محبت کے پیمانہ ہائے اظہار میں تو تبدیلی آئی لیکن مضمون یکساں رہے مگر طرز ادا نے ان مضامین میں تنوع اور دلچسپی پیدا کر دی۔ چودہویں صدی کے آخری ربع میں اور پندرہویں صدی ہجری ربع اول میں استاد خلیل اللہ خلیلی (م ۱۴۰۷ھ / ۱۹۸۷ء)، سید نصیر الدین "نصیر" گیلانی، سید محمد اکرم شاہ "اکرام" (پ ۶ دسمبر ۱۹۳۲ء) حافظ محمد افضل "فقیر" (پ ۱۰ جون ۱۹۳۶ء)، محمد امین علی نقوی (پ ۱۳۵۹ھ / ۱۹۴۰ء)، محمد صدیق تاثیر (پ ۱۰ اکتوبر ۱۹۵۱ء) ایسی آوازیں تھیں جنہوں نے نعت کو ایک نئی جہت دی۔ ہیئت اور آہنگ کے لحاظ سے اس میں تجربے کئے۔ خلیلی کے رگ و پے میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سرایت کئے ہوئے ہے۔ خلیلی نعت میں عام موضوعات کے علاوہ انسانی محبت اور اخوت کا بیان بھی کرتے ہیں وہ بارگاہ نبوی میں مسلمانوں کا استغاثہ پیش کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استمداد کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی بخشش کے لئے بھی التجا کرتے ہیں۔ ان کی نعت میں جوش اور تغزل نمایاں ہے۔ ان کے مضامین میں تنوع پایا جاتا ہے۔

سید نصیر الدین "نصیر" گیلانی کی نعت میں جوش و جذبہ کا غلبہ ہے۔ وہ نعت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائل و شمائل بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی معروضات بھی بارگاہ رسالت میں پیش کرتے ہیں۔

خم زلف تست مرا، امان سرکوی تست، بہار جان | نہ روم بہ طور تجلی، ز درت بہ عظمت نام تو

شده غرق ز ورق ناتواں' بہ ہجوم لجہ این و آن　　کرم ای نصیر تنکشاں کہ "نصیر" خستہ غلام تو

سید محمدؐ اکرم شاہ "اکرام" اور حافظ محمد افضل "فقیر" دونوں حضرات سے راقم الحروف کو شرف تلمذ حاصل ہے۔ دونوں حضرات فارسی زبان و ادبیات کے متبحر عالم ہیں۔ دونوں حضرات شعبہ تدریس سے وابستہ رہے۔ اول الذکر نے اپنی ساری عمر اسی پیشے میں گذار دی لیکن موخر الذکر جلد ہی اس پیشے کو ترک کر کے تصوف کے کوچے میں آ نکلے۔ جناب سید محمد اکرم شاہ "اکرام" کا کوئی نعتیہ مجموعہ منظر عام پر نہیں آیا۔ تاہم ان کا نعتیہ کلام اندرون و بیرون ملک فارسی مجلوں میں شائع ہوتا رہتا ہے۔ جناب حافظ محمد افضل "فقیر" کا اردو' فارسی اور عربی نعتوں کا مجموعہ "جان جہاں" کے عنوان سے (۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء) میں شائع ہو چکا ہے۔ اس مجموعے میں رباعیات بھی ہیں۔ ان کی نعت سوز و گداز اور حب رسولؐ سے معمور ہے۔ وہ الفاظ اور تراکیب کو اس انداز میں استعمال کرتے ہیں کہ یہ زبان و بیان کو دائمی حسن عطا کر دیتے ہیں۔

تنویر مقامات جمال آیدہ یٹیین　　تفسیر نہایات کمال آمدہ طہ
وقت است دگر بارہ نوازی بنگاہی　　ماندیم در آفاق گرفتار بلاہا
در جان "فقیر" است تمنائی مدینہ　　طوبیٰ لمن اشتاق الیہا فراہا

جدید فارسی گو شعرا میں محمد امین نقوی ایک نیا نام ہے۔ محمد امین نقوی نے اپنے الفاظ و آہنگ' رفعت تخیل اور انداز بیان کی وجہ سے نقادان فن کو اپنی طرف متوجہ کر لیا ہے۔ محمد امین نقوی کا نعت گوئی میں ایک مہتم بالشان کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے صنعت غیر منقوط اور صنعت محذوف میں شعر کہے ہیں۔ چنانچہ ان کا اردو نعتیہ کلام "محمدؐ ہی محمدؐ" صنعت غیر منقوط میں ہے اور "حسن محمدؐ" میں حرف "الف" استعمال نہیں ہوا ہے۔ یوں یہ صنعت محذوف کی ایک نادر اور عمدہ مثال ہے کہ اردو' فارسی' عربی یا پنجابی ادب میں اس کی مثال اس سے پہلے نہیں ملتی۔ مذکورہ بالا کتابوں کے علاوہ "عشق محمدؐ" "محمد رسول اللہ" اور "لانبی بعدی" بھی محمد امین نقوی کی تصانیف ہیں۔ "محمد رسول اللہ" عربی نعتیہ مجموعہ ہے اور سارے کا سارا صنعت غیر منقوط میں ہے۔ محمد امین نقوی کا تعلق تصوف سے ہے وہ عشق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار ہیں۔ وہ صرف نعت لکھتے ہیں اور ایک خاص سرشاری اور جذبہ کے تحت لکھتے ہیں۔ چنانچہ ان کی نعت میں درد و سوز و گداز کی ایک لہر دوڑتی ہوئی صاف دکھائی دیتی ہے۔ عالم دین ہونے کے علاوہ تاریخ اور معاشرت اسلامی پر ان کی نظر بہت وسیع اور گہری ہے۔ وہ اپنے نعتیہ کلام میں خصائل و شمائل پر زور دیتے ہیں۔

منم دیوانہ کوی محمدؐ　　فدای چشم و ابروی محمدؐ
زبانم واصف حسن و جمالش　　دلم شیدای خوشبو محمدؐ
اسیرم حلقہ زلف سیاہش　　فقیرم اسوہ خوی محمدؐ

محمد صدیق تاثیر کا تعلق شیخوپورہ سے ہے۔ تاحال کوئی مجموعہ نعت شائع نہیں ہوا۔ البتہ ان کا فارسی کلام مجلہ "دانش" میں چھپتا رہتا ہے۔ تاثیر صنف نعت کو تمام اصناف سے افضل و برتر جانتے ہیں۔ عشق نبی ان کے لئے سرمایہ حیات ہے۔ نعت' ان کے لئے سکون و طمانیت کا سرچشمہ ہے۔

فضای دوعالم معطر معطر عجب گیسوی مشکبوی محمدؐ
زہی آرزو، آرزوی مدینہ خوشا جستجو، جستجوی محمدؐ
چہ باک است "تاثیر" از روز محشر کہ احسان و لطف است خوی محمدؐ

فارسی شعرا میں کوئی شاعر ایسا نظر نہیں آتا، جس نے صرف اور صرف نعت کہی ہو۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ماضی میں نعت رسماً" کہی گئی ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں عمید لوئکی پہلا شاعر ہے جس کے ہاں نعتوں کی ایک کثیر تعداد ملتی ہے۔ (جبکہ اس کے کہے ہوئے بادشاہوں اور امرا کے قصیدوں کی تعداد نعتوں سے بھی زیادہ ہے)

ایک دوسرا شاعر جس کے مولد و مسکن اور زمانے کی تعین نہیں ہو سکی، "ملا حسن" ہے۔ اس کا مجموعہ کلام "کلیات ملا حسن" کے نام سے طبع ہو چکا ہے۔ اسے کتاب خانہ فاروقیہ، زاہدان چہار راہ رسولی نے شائع کیا ہے۔ کتاب پر سن اشاعت درج نہیں اور نہ کوئی دیباچہ (شاعر یا مرتب کی طرف سے) دیا گیا ہے۔ جس سے شاعر کے بارے میں کچھ پتا چل سکتا۔ اس کلیات میں سوا دو سو سے زیادہ نعتیں ہیں۔ یہ نعتیں طویل ہیں اور رواں بحروں میں ہیں۔ ایک نعت میں سے چند شعر منتخب کر کے ذیل میں دیئے جا رہے ہیں۔ یہ نعت ہمیں احمد جام کی نعت "ای صدر ایوان رسل، ای شمع جمع انبیاء" کی یاد دلاتی ہے۔

الحمد للہ الذی ارسل علینا مصطفےٰ والشکر للہ الذی ہادی ہدانا مصطفےٰ
آن معدن جود و کرم، فخر عرب، میر عجم بدر الدجیٰ، نور حرم، ختم رسل، شمس الضحیٰ
منجی بمحشر آن امین، از ہیبت روز پسین خواہد ز رب العالمین، جرم امم آن پیشوا
آن سید شق القمر، و آن شاہ ما زاغ البصر آن منجی نار سقر، آن تکیہ شاہ و گدا
نامش محمدؐ در زمین وینش شدہ حبل المتین حاجب ورا روح الامین، احمد مسما در سما
شد قاب قوسینش مکان، ہم درگہش دارالامان گرد بیانش چاکران، در یتیم بی بہا
او ہست ختم المرسلین، انگشتر دین را نگین ذاتش ز جملہ بہترین، عرش مجیدش متکا

جدید فارسی ادب میں، نعت گوئی کی طرف توجہ دی جا رہی ہے۔ چنانچہ کیا ایران اور کیا پاکستان، دونوں ممالک میں نعتیہ ادب تیزی سے وجود میں آ رہا ہے۔ شعرا کی نئی نسل نے اسلامی تحریکوں کے زیر اثر نعت گوئی کی طرف زیادہ توجہ دی ہے اور یہ امر خوش آیند ہے۔



پنجابی زبان میں نعتیہ شاعری

☆ ------------ تاریخ و رجحانات

ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی

جہاں تک پنجابی زبان میں نعت رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا تعلق ہے یہ زبان بھی برصغیر کی دوسری زبانوں کی طرح ذکر رسالتمآب کے حوالے سے ہر دور میں مالا مال رہی ہے۔ پنجابی زبان صوفیائے کرام اور علمائے دین کے ہاتھوں پروان چڑھی ہے۔ اس لئے اس میں حمد باری تعالٰی کے ساتھ ساتھ نعت رسول کا بھی ایک بہت بڑا قابل قدر ذخیرہ ملتا ہے۔ حمد و نعت کی یہ روایت ہر دور میں نہ صرف مستحکم رہی ہے بلکہ اس پر غیر مسلم شاعروں نے بھی عمل کرکے پنجابی زبان سے اسلام کے مضبوط رشتے کی گواہی دی ہے۔

پنجاب میں اشاعت اسلام کے حوالے سے صوفیائے کرام کی خدمات جلیلہ سے کسے انکار ہو سکتا ہے۔ ہمارے ان صوفیا نے ہمیشہ تبلیغ دین کے سلسلے میں مقامی زبانوں سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول سے قریب تر کرنے کے لئے ان کا بھرپور سہارا لیا ہے چنانچہ پنجاب کے ان صوفیائے کرام نے جو شاعر بھی تھے' پنجابی زبان میں بہت کچھ لکھا --- گو انہوں نے ابتدائی ادوار میں نعت کے عنوان کے تحت اگرچہ بہت کم لکھا ہے لیکن ان کی کافیوں اور شلوکوں وغیرہ میں جو کچھ بھی لکھا ہے وہ تمام تر اسلام کے ابدی پیغام کی تشریحات ہی تو ہیں۔ چنانچہ نعت کا ابتدائی سرمایہ جو زمانے کی دستبرد سے محفوظ ہو کر ہمارے عہد تک پہنچا ہے وہ نعت کے ابتدائی خدوخال کی تفہیم کے سلسلے میں بڑا اہم مقام رکھتا ہے۔

پنجابی زبان میں نعت کے جو ادوار ہمارے سامنے آئے ہیں وہ وہی ہیں جنہیں عام طور پر ہمارے مورخین اور تذکرہ نگاروں نے پنجابی زبان کی عہد بہ عہد ترویج و ترقی کے ادوار قرار دیا ہے۔ نعت کا مطالعہ کرتے ہوئے اس مضمون میں انہی ادوار کی مدد سے بات کو آگے بڑھایا جائے گا تاکہ معلوم ہو سکے کہ نعت نے مقدار و معیار کے حوالے سے مختلف ادوار میں کس طرح اپنا سفر جاری رکھا ہے۔

ابتدائی دور

جہاں تک پنجابی زبان میں نعت کے ابتدائی دور کا تعلق ہے یہ وہی دور ہے جسے ہم پنجابی زبان کا پہلا یا ابتدائی دور کہہ سکتے ہیں۔ اس دور کو ہمارے محققین نے ۱۷۰۷ عیسوی تک پھیلا ہوا قرار دیا ہے کیونکہ اس دور میں بالعموم برصغیر پر ایک مضبوط اور توانا مسلمان حکومت قائم رہی ہے --- صدیوں پر پھیلے ہوئے اس عرصے میں مسلمان فاتحین باری باری ہندوستان پر حملہ آور ہوتے رہے --- اگرچہ مورخین ان کے ان حملوں کو شک و شبے کی نگاہ سے دیکھتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان مسلمان حملہ آوروں میں بیشتر کا مقصد ہندوستان میں اسلامی قدروں کا فروغ اور دین برحق کی اشاعت تھا۔ چنانچہ مسلمان فاتحین نے برصغیر کو جہاں نئے نظام کار سے متعارف کرایا وہاں یہاں کے لوگوں کی اخلاقی اور روحانی تربیت کا سامان بھی بہم پہنچایا۔ علم و ادب کے نئے گوشے بھی سامنے لائے گئے جب کہ عربی فارسی کی لسانی اور تہذیبی روایات نے بھی یہاں کی مقامی

بولیوں اور خاص طور پر پنجابی زبان پر اثر ڈالا۔

مسلمان فاتحین کے ساتھ ساتھ مسلمان صوفیاء کا اپنا الگ رول رہا ہے۔ لیکن ان ہر دو طبقات میں اگرچہ براہ راست کوئی زیادہ عملی اتحاد کا مظاہرہ تو نہیں ہوا لیکن مجموعی طور پر مقاصد کا اشتراک اپنے اثرات ضرور مرتب کر گیا چنانچہ صدیوں پر محیط اس دور میں پنجابی زبان کی ترویج و ترقی کے سلسلے میں خاصا کام ہوا اور یہ تمام تر کام مسلمان صوفیا اور علماء کے ہاتھوں سرانجام پایا --- جس کا خاطر خواہ نتیجہ یہ ضرور برآمد ہوا کہ پنجابی زبان کی جڑوں نے اسلام کے صدا بہار چشمے سے جی بھر کر سیرابی حاصل کی۔ اس دور، جو بذات خود کئی ادوار پر مشتمل ہے، میں ہمیں بابا فرید گنج شکر، حاجی بابا رتن، گورونانک، عبدی کودھن، عبداللہ لاہوری، شاہ حسین، نوشہ گنج بخش، حافظ برخوردار، سلطان باہو، پیر محمد کاسی، شاہ مراد وغیرہ کے ایسے نام ملتے ہیں جن کا تھوڑا بہت لکھا ہوا ادب زمانے کی دستبرد سے محفوظ ہو کر ہم تک پہنچا ہے۔

بابا فرید تیرھویں صدی عیسوی کے بزرگ ہیں جب کہ پیر محمد کلسبی کا سال وفات ۱۶۸۱ بتایا جاتا ہے --- اس طرح یہ عہد تقریباً" پانچ چھ سو سال پر محیط ہے۔ جس میں برصغیر پر مسلمانوں کی مضبوط ترین حکومتیں بھی رہیں جب کہ طوائف الملوک کی کیفیتیں بھی سامنے آتی رہیں۔

پنجابی ادب کے حوالے سے اس دور میں شلوک، کافی، بیت وغیرہ ہی زیادہ تر ملتے ہیں۔ جب کہ موضوع کے اعتبار سے تصوف کے ساتھ ساتھ فقہ جیسے موضوعات پر بھی قلم اٹھایا گیا ہے۔ نعت کے حوالے سے اس دور میں ارتقائی منازل طے ہوتی نظر آتی ہیں۔ بابا فرید کی تعلیمات میں فکر رسالتماب کی جھلکیاں نمایاں ہیں جب کہ عبدی کو دھن اور عبداللہ لاہوری فقہی حوالے سے سرکاری دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو عام کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ نوشہ گنج بخش اور سلطان باہو تصوف اسلامی کے نامور نقیب کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ جن کے ہاں نعت کا تصور زیادہ وسعت کے ساتھ ملتا ہے۔ گورونانک کو اگرچہ سکھ مت کا بانی سمجھا جاتا ہے لیکن اس کے حج نامہ لکھنے کی روایت بھی تواتر کے ساتھ ادبی تاریخوں میں ملتی ہے جب کہ نعتیہ اشعار بھی اس کے خاصے معروف ہیں۔ ویسے بھی گورونانک کی اسلامی تعلیمات سے وابستگی اب کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔

ابتدائی دور میں نعت عربی فارسی قصیدیوں کے تراجم کی صورت میں بھی سامنے آئی ہے جب کہ اس دور میں لکھے گئے ادب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آپ کی تعلیمات اور سیرت کے حوالے سے بھی خاصا ملتا ہے۔ پنجابی زبان میں نعتیہ اصناف کے حوالے سے بھی ابتدائی نین نقش اجاگر کرنے کی بھی اس عہد میں روایت پنپتی اور پھلتی پھولتی نظر آتی ہے۔ چنانچہ باراں انواع میں معراجنامہ کی ابتدائی شکل بہت واضح طور پر سامنے آتی ہے۔

درمیانی دور

اورنگ زیب عالمگیر کی وفات (۱۷۰۷ء) سے لے کر پنجاب پر انگریزوں کے قبضے تک کے دور کو ہم آسانی کے ساتھ دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

۱۔ مغل حکومت کا زوال (۱۷۰۷ سے ۱۷۹۹ء تک)

ب- پنجاب پر سکھوں کی حکومت (۱۸۴۹ء تک)

اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد مغل حکومت کمزور سے کمزور تر ہوتی گئی جس کے نتیجے میں برصغیر میں مضبوط حکومت کی بجائے کمزور حکومتیں قائم ہونے لگیں۔ جس سے برصغیر میں اسلامی حکمرانوں کی عظمت و وقار ان کی آپس کی لڑائیوں اور باہمی چپقلشوں کی نظر ہونے لگی جس کا پنجاب میں فائدہ سکھوں نے اٹھایا اور وہ اپنی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہوئے۔ گویا یہ دور سیاسی اعتبار سے دو حصوں میں منقسم ہونے کے ساتھ ساتھ مجموعی طور پر سکھوں کے چند سالہ مضبوط حکومت کے دور کے علاوہ پنجاب میں بے چینی اور طوائف الملوکی کا دور ہے۔ سکھوں کا دور بھی اسلامی تعلیم و تبلیغ کے حوالے سے ظاہر ہے اسلام کی بالادستی کی بجائے سکھ مت کی بالا دستی کی نشاندہی کرتا ہے۔ لیکن ان ڈیڑھ سو سالوں میں پنجابی ادب کو وہ مایہ ناز تخلیق کار میسر ہوئے جنہیں بلا شبہ کسی بھی ترقی یافتہ زبان کے مقابلے میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ اس دور کے شعراء میں محمد صدیق لالی، چراغ اعوان، علی حیدر، بلھے شاہ، غلام قادر بٹالوی، حافظ برخوردار رانجھا، لطف علی بہاولپوری، وارث شاہ، سچل سرمست، حامد شاہ عباسی، احمد یار مرالوی، غلام محی الدین قصوری اور قادر یار ایسے شعراء ہیں جنہیں ہماری ادبی دنیا کسی نہ کسی صنف ادب کے ماہر اور قادر الکلام شعراء کے طور پر تسلیم کرتی ہے۔ ان تمام شعراء نے نعت لکھی اور خوب لکھی۔ اس دور میں نعت ادب کا باقاعدہ شعبہ قرار پائی۔ مثنویوں میں نعتیہ اشعار کے ساتھ ساتھ کافیوں میں بھی نعت کا تصور اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ وحدت الوجود کے زیر اثر پروان چڑھا جب کہ موضوع کے اعتبار سے نعت کی نو بہ نو صورتیں اور شکلیں بھی سامنے آئیں۔ اس دور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو عام کرنے کے سلسلے میں احادیث کے منظوم تراجم کی روایت بھی آگے بڑھتی ہے جب کہ سیرت رسول کے مختلف واقعات با[illegible] النبی کے موضوع پر تاریخی کتب لکھنے کا رواج بھی عام ہوا۔ وفات نامہ رسول بھی اسی دور کی یادگار ہے جب کہ منظوم [illegible] حجاز بھی لکھنے کا ثبوت اس دور میں ملتا ہے۔ اس سلسلے میں غلام محی الدین قصوری کا نام لیا جاسکتا ہے۔ اس دور میں عربی نعت کے تراجم بھی ہوئے جب کہ سیرت رسول سے آگاہ کرنے کے سلسلے میں وفات نامے غزوات نامے اور معراجنامے بھی لکھے گئے۔ قادر یار کا طویل معراج نامہ اس دور کی یادگار ہے۔

یہ دور چونکہ ابتلاء اور مصائب کا دور تھا اس لئے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور منظوم التجائیں بھی کی گئیں جنہیں استغاثہ کہا جاتا ہے۔ گویا آشوب عصر اس دور کی نعت کا ایک اہم موضوع بھی قرار پاتا ہے۔ اس سلسلے میں علی حیدر اور صدیق لالی کے اشعار پیش کئے جاسکتے ہیں۔

نعتیہ شاعری کے اس دور میں جہاں موضوعات میں تنوع دکھائی دیتا ہے۔ وہاں ہیئت کے اعتبار سے بھی نعت مثنوی کافی اور دوہڑوں وغیرہ میں بھی لکھی گئی۔ اگرچہ اس دور کی زبان سادہ اور صاف ہے تاہم بلھے شاہ کے ہاں علامتی رنگ بھی نظر آتا ہے جو ان کی نعتیہ کافیوں میں بالخصوص محسوس ہوتا ہے۔

مجموعی اعتبار سے اس دور میں نعت ارتقائی منازل نہ صرف طے کرتی نظر آتی ہے بلکہ یہاں اس کی واضح شکل بھی سامنے نظر آنے لگی جب کہ ادب میں اس کی حیثیت کے تعین کے حوالے سے بھی یہ نعت کا سنہری دور ہے جس نے اگلے دور میں نہایت توانائی کے ساتھ داخل ہونا تھا۔

انگریزی دور

اگرچہ انیسویں صدی کے شروع میں ہی برصغیر میں انگریزوں کے عمل دخل کے مضبوط آثار ملتے ہیں لیکن دہلی کے لال قلعے پر انگریزی پرچم بہر حال ۱۸۵۷ء کو جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد لہراتا دکھائی دیتا ہے جب کہ پنجاب کی بدقسمتی یہ ہے کہ یہاں سکھ حکومت کی بے اعتدالیوں، کوتاہیوں اور کمزوریوں کی وجہ سے ۱۸۴۹ء میں ہی انگریز قابض ہو جاتا ہے۔ اس طرح پنجاب پر انگریزوں کا قبضہ تقریباً" سو سال تک رہتا دکھائی دیتا ہے۔

انگریزوں کے پنجاب پر قبضے کے بعد برصغیر کے لوگوں کو احساس ہوگیا تھا کہ اب انگریز جانے کے لئے نہیں آیا چنانچہ جہاں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے دیگر بہت سے اسباب گنوائے جاتے ہیں وہاں پنجاب اور دیگر علاقوں پر انگریز کا قبضہ بھی ایک محرک بنتا ہے چنانچہ ۱۸۵۷ء متحدہ ہندوستان کی تاریخ میں بڑی ہی اہمیت کا حامل سال ہے کیونکہ اس سال یہاں کے مقامی باشندوں نے انگریز سے نجات حاصل کرنے کی ٹھان لی اور جس بے یقینی کے عالم میں تھے اسی عالم میں وطن کی حفاظت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے لیکن عدم منصوبہ بندی کے باعث یہ جنگ آزادی کامیابی سے ہمکنار نہ ہو سکی۔ بلکہ انگریزوں کو فوری طور پر دہلی کے لال قلعے پر جھنڈا لہرانے اور متحدہ ہندوستان کے مستقبل سے کھیلنے کا موقع فراہم کر گئی۔ البتہ اس جنگ آزادی نے جسے انگریز اور اس کے حاشیہ نشینوں نے غدر کا نام دیا تھا۔ یہاں کے لوگوں کو انگریز سے مستقل نجات پانے کی تدبیریں سوچنے اور عمل کرنے کی دعوت ضرور دے گئی جس سے یہاں کی ہندو اور مسلم اقوام ۱۹۴۷ء میں انگریز سے آزادی حاصل کرنے میں کامیاب ہوئیں۔

غلامی کا یہ دور پنجابی زبان و ادب کے لئے بھی ایک اہم ترین دور ہے۔ یہاں کے مسلمانوں نے انگریز کی غلامی کے اثرات کو بری طرح محسوس کیا اور اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے سیاست، تعلیم اور ادب کے میدان میں نئے سے نئے انداز اور اسلوب کے ساتھ اترنے کا فیصلہ کیا چنانچہ اس دور میں پنجابی زبان کے شاعروں نے جہاں تحریک آزادی کے لئے بہت کچھ لکھا وہاں غلامی کے زیر اثر حاکم وقت کی شاطرانہ چالوں جن کے ذریعے وہ اپنے مذہب کا نہ صرف پرچار کر رہا تھا بلکہ جگہ جگہ کلیساؤں اور گرجوں کی مدد سے عیسائیت کے فروغ میں بھی مصروف عمل تھا' کا منہ توڑ جواب بھی دیا اور مسلمانوں کو اسلام اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و تعلیمات سے آگاہ رکھنے کی بھی کوشش کی۔ چنانچہ اس دور میں جہاں بے شمار اسلامی لٹریچر لکھا گیا وہاں نعت کے حوالے سے بھی خاطر خواہ کام ہوا۔

انگریزی دور کے نعت لکھنے والے اہم ترین شعراء میں مولوی غلام رسول غلام، مولوی محمد مسلم، حکیم غلام احمد، فضل شاہ نواں کوٹی، غلام رسول عالم پوری، خواجہ غلام فرید، مولوی حمید الدین، میاں محمد بخش، مولوی عبدالستار، امام الدین حکیم ہزاروی، مولوی روشن دین، غلام نبی کلانوری، میاں ہدایت اللہ، غلام رسول غلام عادل گڑھی، محمد بوٹا گجراتی، حاجی محمد دین گجراتی، پیر نیک عالم، سائیں مولا شاہ، مولوی عمرالدین، مولوی احمد دین بھکھوی، منشی غلام حسین، دلپذیر بھیروی ملکھی رام، غلام فرید عارف، نور بیگم، عبداللطیف عارف، اسد جالندھری، حزنیہ لاہوری، دین محمد سودائی، عنایت محمد صوفی، راقب قصوری، حافظ جھنڈا، سائیں احمد علی، پیر مہر علی شاہ، محمد بخش فرشی، نبی بخش حلوائی، محمد یار فریدی، محمد اسماعیل، عشق لہر، سرشاب الدین، سید ظہور شاہ، حبیب اللہ نعمانی، مولا بخش کشتہ، غلام محمد جلو آنوی، فضل حق صابر، میلا رام، عبدالکریم قریشی، استاد کرم

امرتسری، محمد شفیع عاشق، محمد اسماعیل حنفی، مولوی محبوب العالم، جندن ملتانی اور حافظ چنن دین شامل ہیں۔ ان شعراء میں زندگی کے مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والے افراد شامل ہیں۔ علمائے دین بھی ہیں تو سیاسی کارکن بھی۔ مورخین بھی ہیں تو مقبول شعراء بھی --- لیکن ایک بات جو کھل کر سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ ان شعراء کی تحریریں بہرحال انگریز اور اس کی تبلیغی مساعی جو وہ عیسائیت کے فروغ کے لئے کر رہا تھا کا بہرحال رد عمل بھی ہیں۔ چنانچہ ایسے ماحول میں جب اسلام کی بات ہو گی تو لوگوں کی اخلاقی اور سیاسی تربیت کے کام کو آگے بڑھایا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ یہ کام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و شخصیت کے حوالے سے ہی یہ ہو سکیں گے۔ چنانچہ غلامی کے اس دور میں نعت کا کینوس اور بھی وسعت اختیار کرتا ہے۔ موضوع کے اعتبار سے اور نعتیہ اصناف کے حوالے سے معراجنامے، حلیہ شریف، شمائل نامے، مولود نامے ہی نہیں بلکہ سیرت کو بھی منظوم کیا گیا --- حالی کی مسدس کے پنجابی تراجم ہوئے جب کہ حالات و واقعات پر شعراء کی گہری نظر نے نعت کو اپنے عصر کا عکاس بھی بنایا۔ شعراء نے غلامی کی ان زنجیروں کو توڑنے اور مسلم قوم کی حالت زار کو دربار رسالتماب میں نہایت ہی عقیدت و احترام سے پیش کرنے کی سعی کی۔ اس سلسلے میں صوفی عنایت محمد پسروری کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں ۔

اٹھ خبر لے سبز گنبد وچ ستے ہوئے سائیاں
سخت مصیبت امت اتے توں کیوں دیراں لائیاں
تیرے دین اسلام دے اندر دخل دتا اغیاراں
بے سامانی لئی فرعوناں مندیاں کاراں چائیاں
جرم ہے تیرا ناں اج لینا یا سرکار مدینہ
تیرا نام مٹانا چاہندے ظالم وانگ سودائیاں

نعت میں احساس کی یہ شدت اگرچہ غلامی کے زیر اثر تھی لیکن نعت کے فروغ کے حوالے سے یہ ایک انتہائی اہم پہلو تھا۔ چنانچہ عصر موجود کے دکھوں کا کرب نامہ جہاں انگریزی دور کی نعت کا موضوع بنا وہاں نعت کے حوالے سے شعراء نے آقا حضور سے انسانوں کے رشتے کو مضبوط اور مستحکم تر کرنے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ چھوٹے چھوٹے قصوں کی صورت میں قصہ نگار شاعروں نے عظمت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عام کرنے کے سلسلے میں معجزات کو نظم کا لبادہ پہنایا۔ قصہ نگاروں میں مولوی روشن دین، محمد بخش فرشی، محمد اسماعیل عیسیٰ اور محمد شفیع عاشق کے نام لئے جا سکتے ہیں۔

اس دور میں فلم اور گراموفون کمپنیوں کی آمد بھی ہوئی چنانچہ بعض فلمی گیتوں کی شہرت سے متاثر ہو کر شعراء نے معروف گیتوں کی طرزوں پر بھی نعتیہ کلام تحریر کیا۔ اگرچہ معیار کے اعتبار سے ہم اسے کوئی اعلیٰ درجے کی نعت تو قرار نہیں دے سکتے لیکن اس ماحول میں جب فلمی گیت عام ہو رہے تھے نعت کے ان شاعروں نے ایسی نعتیں لکھ کر یقیناً" ایک برائی کے خلاف بند باندھنے کی ضرورت کو ضرور پورا کیا۔

نعت کے موضوعات میں رنگا رنگی اور تنوع کے ساتھ ساتھ پچھلے ادوار میں لکھی گئی نعت کے عام موضوعات پر بھی لکھا گیا۔ اس دور میں خواتین شاعرات کی نعتیہ شاعری بھی پروان چڑھی جب کہ غیر متعصب غیر مسلموں نے بھی نعت لکھنے میں باک محسوس نہیں کی۔ صوفی شعراء کی نعتیہ شاعری کا رنگ بھی نمایاں رہا جب کہ علماء نے بھی نعت کے میدان میں نہ

صرف خاطر خواہ حصہ لیا بلکہ انتہائی بلند تر معیار کا نعتیہ کلام بھی تخلیق کیا۔ چنانچہ موضوع اور ہیئت کے اعتبار سے اس دور میں نعت گوئی میں خاطر خواہ کام ہوا۔ نظم اور غزل کے ساتھ ساتھ سی حرفی' دوہڑہ' گلزار' باراں ماہ' اٹھوارہ' سٹ واڑہ' مسدس' مخمس اور ڈھولا تک میں نعت لکھی گئی جب کہ لوک روایت میں بھی مہندی سہرہ اور جنڈڑی تک میں نعت کے اعلیٰ درجے کے نمونے ملتے ہیں۔

مجموعی طور پر انگریزی دور کو نعت کا سنہری دور بھی کہا جا سکتا ہے۔ جس میں غلامی کے احساس کے ساتھ ساتھ علم و ادب اور تہذیب و ثقافت کی ترقی کو بھی ایک اہم محرک گردانا جاسکتا ہے۔

پاکستانی دور

۱۹۴۷ء کو دنیا کے جغرافیے پر پاکستان ایک ملک ہی کے طور پر نہیں ابھرا بلکہ عالم اسلام میں اسلام کے نظریے کے حوالے سے ایک ایسے اسلامی ملک کے طور پر سامنے آیا جس کا وجود اس نظریے کی عطا ہے اور اس نظریے سے ہی اس کا تحفظ ممکن ہوسکتا ہے۔ ۱۹۴۷ء کو اسلامیان برصغیر نے پاکستان میں ہجرت کرکے ہجرت مدینہ کی یاد تازہ کر دی لیکن اس ہجرت نے لاکھوں مسلمانوں کی نہ صرف قربانیاں حاصل کیں بلکہ خاندانوں کے خاندان صفحہ ہستی سے ایسے مٹ گئے جیسے ان کا نام و نشان تک نہ تھا۔ لاکھوں بچے یتیم ہوئے جب کہ اتنی ہی بڑی تعداد میں عورتیں بیوہ ہوئیں --- گھروں کے چراغ بجھ گئے لیکن یہ سب کچھ قوم نے وطن عزیز کی مانگ بھرنے کے لئے قربان کر دیا ---

پاکستان بننے کے بعد ملک میں اسلامی نظریے کا فروغ اور دین مصطفوی سے محبت ایک لازمی امر تھا۔ صدیوں کی غلامی سے آزادی کا سفر اگرچہ تاریخ کا حصہ بن چکا تھا لیکن اس کے مثبت اثرات کو سمیٹنے کا موقع ضرور آچکا چنانچہ نعتیہ شاعری اب ادب کا مزید نکھرتا ہوا حصہ محسوس ہونے لگی۔ ریڈیو اور پھر ٹی وی کے آنے کے بعد نعتیہ مشاعروں اور نعت خوانی کی محافل کے ساتھ ساتھ وطن عزیز میں نعت نہ صرف اخبارات و رسائل کی زینت بنی بلکہ بہت سے رسائل نے نعت و سیرت نمبر بھی شائع کئے۔ بہت سی نعتیہ کتب طبع ہوئیں جب کہ نعت کے حوالے سے کئی ایک کتب اور تحقیقی مقالے بھی لکھے گئے جن میں نعت کے حوالے سے تحقیقی کام کے ساتھ ساتھ نعت کے معتبر انتخاب بھی سامنے آئے۔

پنجابی نعت کے حوالے سے پاکستان بننے کے بعد جو شاعر ابھر کر سامنے آتے ہیں ان میں جوہر جالندھری' حشمت شاہ' عبدالحق صابر' محمد بشیر بٹ' عبدالکریم عباسی' مولوی محبوب عالم' صادق امرتسری' حکیم صمصام' پیر فضل گجراتی' چراغ دین جونیکے' امام الدین مجاہد' فقیر محمد فقیر' حافظ برکت علی' ابر وارثی' دائم اقبال دائم' محمد اسماعیل سفری' حامد الوارثی' فقیر قادری' محمد حیات پسروری' عارف عبدالمتین' غلام حسین صوفی' مسلم اویسی' صدف جالندھری' مکرم لدھیانوی' حفیظ تائب' اعظم چشتی' محمد علی ظہوری' صائم چشتی' حافظ محمد حسین' محمد بخش رنگیلا' نذیر احمد منظور بٹ' عبدالستار نیازی' راجا رشید محمود' تنویر بخاری' عبدالمجید شفیقی' محمد یوسف علی نگینہ' محمد شفیع مجبور' زیارت حسین جمیل' بشیر قادری' نجم نعمانی' عبدالکریم ثمر' شیر افضل جعفری' قمر یزدانی' ریاض مجید' یونس احقر' منصور احمد خالد' محمد اکرم رضا' کلیم شہزاد' محمد سلیم آسی شامل ہیں۔ یہ فہرست تو صرف مشتے از خروارے چند کے مترادف ہے وگرنہ پاکستان بننے کے بعد سے آج (۱۹۹۳ء) تک کونسا شاعر ہے جس نے نعت کہنے کا شرف حاصل نہ کیا ہو۔

پاکستانی نعت نگاروں میں ایسے نام بھی آتے ہیں جو اردو کے ممتاز ترین شعراء ہیں لیکن مادری زبان پنجابی میں بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرنے میں پیچھے نہیں رہے۔ جب کہ ان میں ایسے بھی ہیں جن کا مقام ہر دو زبانوں میں برابر کا بنتا ہے ایسے لوگوں میں حفیظ تائب کا نام لیا جاسکتا ہے۔ پنجابی نعت کے حوالے سے اعظم چشتی، محمد علی ظہوری، عبدالحق صابر، حافظ محمد حسین، صائم چشتی، عبدالستار نیازی، عارف عبدالمتین، ابر وارثی، دائم اقبال دائم کی خدمات سے کون انکار کرسکتا ہے جب کہ ڈاکٹر فقیر محمد فقیر اور پیر فضل گجراتی جیسے شعراء بھی نعت لکھتے رہے ہیں جو پنجابی ادب میں اپنا الگ اور توانا حوالہ بھی رکھتے ہیں۔

پاکستان بننے کے بعد نعت کے فروغ کے سلسلے میں ایک ایسا دور بھی آیا جب ترقی پسند نظریات کے زیر اثر آزادی خیال کے نام پر وطن عزیز کے ایک طبقے نے حمد و نعت سے گریز کی روش بھی اپنائی اور صدیوں پر مشتمل ادب کی اسلامی روایت کے مقابلے میں اپنے مجموعہ ہائے کلام کو حمد و نعت کے بغیر پیش کرنے کی "جسارتیں" بھی کیں لیکن یہ رجحان محض چند سرپھروں تک محدود رہا اور اب جب کہ کمیونزم اور ترقی پسندی کے نام پر قائم ہونے والی روسی حکومت خود اپنے فطری انجام کو پہنچ چکی ہے تو یہ رجحان بھی اپنی موت آپ مرتا ہوا دکھائی دے رہا ہے۔

پاکستان میں نعت کا فروغ ایک فطری عمل تھا۔ اس سلسلے میں تفصیلی بات چیت کرنے سے پیشتر یہ جاننا ضروری ہے کہ پاکستان بننے کے بعد نعت کی قدیم روایت کو بھی شعراء نے مسلسل آگے بڑھایا ہے جب کہ تعلیم یافتہ طبقے نے جدید علوم و فنون اور غیر ملکی زبانوں کے ادب کے مطالعہ سے نعت کے کینوس کو وسیع تر کرنے کے سلسلے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ جسے ہم نعت کے نئے رجحانات کے تحت زیر بحث لائیں گے۔

نعت کے نئے رجحانات

نعت کے نئے رجحانات کا مطالعہ کرتے ہوئے اگر ہم پنجابی میں نعتیہ شاعری کے مطالعے پر ایک نظر ڈال لیں تو ہمیں صدیوں پر مشتمل نعت کے اس سفر میں نعت کا جو ماضی نظر آتا ہے وہ کچھ یوں ہے۔

۱۔ نعت کے ابتدائی دور میں شعراء نے نعت پر توجہ نعت کے عنوان کے ساتھ نہیں دی بلکہ اپنی شاعری میں ذکر رسول کی روایت کو کبھی آپ کے اسم گرامی اور کبھی آپ کی تعلیمات کی روشنی میں لکھا ہے۔ اس سلسلے میں بابا فرید کے شلوک مثال کے طور پر پیش کئے جاسکتے ہیں۔

۲۔ نعت کی روایت قصے کہانی کے آغاز میں بطور تبرک اختیار کی گئی ہے۔ شعراء کے پیش نظر اس سے محض برکت کا حصول تھا۔ جو حضور کی ایک حدیث کے مفہوم "کہ خدا اور رسول خدا کے ذکر سے شروع ہونے والا کام بابرکت ہوتا ہے۔" کو پیش نظر رکھتے ہوئے رسماً" اختیار کی گئی۔

۳۔ تصوف کے زیر اثر نعتیہ شاعری میں توحید و رسالت میں فرق کے پہلو کو عام طور پر سامنے نہ رکھا گیا۔

۴۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور زندگی کے واقعات پر مشتمل سیرتی نعت لکھی گئی۔ اس سلسلے میں مولود ناموں، وفات ناموں، شمائل ناموں، تولد ناموں اور نور ناموں وغیرہ کو پیش کیا جاسکتا ہے جن کی مدد سے قاری ذات

رسالتماب کی عظمت کو محیر العقول واقعات کی روشنی میں سمجھنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ حالانکہ آپ کے یہ فضائل اپنی جگہ اہم ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کی ذات اور آپ کا اسوۂ حسنہ بھی ایک بہت بڑے معجزے سے کم نہیں۔

۵۔ آپ کی ذات گرامی اور زندگی کو واقعاتی ترتیب سے لکھنے کی روایت بھی عام رہی جس سے سیرت کی بعض اہم کتابیں لکھی گئیں۔

۶۔ شاعروں نے گیتوں کی بحروں میں آپ کی مدح و ثنا کرنے کے انداز کو اپنایا۔ جس سے بعض مقامات پر آپ کے اور محبوب مجازی کے فرق کو محسوس کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں فلمی گیتوں کی طرزوں پر لکھی گئی نعتوں کو خاص طور پر زیر بحث لایا جاسکتا ہے۔

۷۔ غزلیہ اسلوب نعت بھی سامنے آیا جس میں شعراء نے آپ کی ذات سے وابستہ اشیاء و مقامات سے اپنی محبت کا ذکر کیا۔

ان مختلف حوالوں سے نعت کا مطالعہ ماضی میں لکھی گئی نعت کی اہمیت کو اگرچہ کم تو نہیں کرتا لیکن نعت کے اس کردار کو جس سے نئے دور کا مسلمان جدید تر حالات و واقعات کا مشاہدہ کرتے ہوئے اپنے دینی افکار کی روشنی میں آگے بڑھ سکے میں پورے طور پر معاونت کرنے سے عاری نہ سہی اس سلسلے میں کمزور ضرور دکھائی دیتا ہے۔ چنانچہ عہد حاضر کی نعتیہ شاعری میں اس حوالے سے کام ضرور شروع ہوا ہے --- اس سلسلے میں یہ کام دراصل جنگ آزادی کی ناکامی اور مسلم قوم کی غلامی کے عہد سے شروع ہوتا ہے اور پاکستان بننے کے بعد مزید آگے بڑھتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

خود پاکستان بننے کے بعد سیاسی اور ملی اعتبار سے چند ایسے واقعات بھی سامنے آتے ہیں جن سے ہماری پنجابی نعتیہ شاعری نہ صرف متاثر ہوتی ہے بلکہ اپنے اندر گہرے اثرات بھی محسوس کرتی نظر آتی ہے۔ اس سلسلے میں تحریک ختم نبوت، ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ، ۱۹۷۱ء میں المیہ مشرقی پاکستان اور ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفٰیؐ کو بطور خاص محسوس کیا جاسکتا ہے۔ اس تاریخی تناظر میں شاعروں کے محسوسات ایک طرف بھارت کی پاکستان سے دشمنی کو پیش نظر رکھتے ہیں تو دوسری طرف خود پاکستان کے اندر ایسے پاکستان کی تلاش کا سفر بھی ہے جسے قائداعظم اور مسلم لیگ نے عطا کرنے کا وعدہ کیا تھا لیکن قائداعظم اور اس کے ساتھیوں کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد وہ پاکستان جب کہیں نظر نہ آیا تو محسوسات میں اور بھی شدت محسوس ہونے لگتی ہے۔ چنانچہ سیاسی و سماجی حالات کا یہ کرب نامہ ہمارے معروف نعت گو شعراء کے ساتھ ساتھ ہمارے دیگر شعراء کی نعتوں میں بھی عام ملتا ہے۔ اس سلسلے میں دور حاضر کے بہت سے شعراء کے نعتیہ کلام کے نمونے پیش کئے جاسکتے ہیں۔

ہمارے لحہ موجود میں سائنس کی ترقی نے جہاں ذرائع ابلاغ کے ذریعے سالوں کا سفر منٹوں اور سیکنڈوں میں طے کر کے علم و ادب اور تہذیب و ثقافت کے نئے در وا کئے ہیں وہاں لایعنی افکار و نظریات کا سیل بے کراں بھی عام کیا ہے جس سے نبرد آزما ہونے کی صورت نے جہاں ہمارے منکرین کو سوچنے پر مجبور کیا وہاں نعت گو شعراء بھی اس سے غافل نہیں رہے۔ چنانچہ ہماری آج کی نعتیہ شاعری ذات کے اس سفر سے کائنات کے سفر تک کے مضامین و موضوعات کو محسوس کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ چنانچہ ان حوالوں سے ہماری نعتیہ شاعری میں جہاں موضوعاتی تنوع دکھائی دیتا ہے وہاں جدید شعری رویے اور اسالیب بھی نعت میں در آئے ہیں۔ آزاد نظم اور نثری نظم تک میں نعت لکھی جانے لگی ہے۔

نعت کے اس رنگ جدید میں شریف کنجاہی، عارف عبدالمتین، حفیظ تائب، عبدالعزیز خالد، اقبال صلاح الدین، منظور وزیر آبادی، محمد اسلام شاہ، نادر جاجوی، تحسین فراقی، اجمل نیازی، آثم میرزا، تنویر ظہور، سلیم طاہر، منصور احمد خالد، کلیم شہزاد اور نئے لکھنے والے بہت سے شاعروں کے نام گنوائے جاسکتے ہیں۔ نعت میں ہائیکو کے حوالے سے ڈاکٹر ریاض مجید، سعادت علی ثاقب اور محمد اقبال نجمی نے خاصا کام کیا ہے۔ نعت کے عہد جدید کے مطالعہ سے جو نئے امکانات روشن ہوئے ہیں اور جو نئے رجحانات داخل ہوئے ہیں ان کے مطالعہ سے ہم کہہ سکتے ہیں۔

اب ہماری پنجابی نعت محض لکھی اور پڑھی جانے والی شعری کاوش ہی نہیں رہی بلکہ ایک ایسی عملی صنف اظہار بن چکی ہے جس سے ایک طرف تبلیغ و اشاعت دین کا کام بھی ہو رہا ہے تو دوسری طرف اصلاح احوال کے لئے سیرت رسول کے آئینے میں اپنے آپ کا تجزیہ اور ناقدانہ جائزہ لینے کا موقع بھی فراہم کرنے لگی ہے۔ جب کہ ہیئت و اسلوب کے نئے تجربے، جدید سائنسی انکشافات اور علمی ترقیات کے حوالے سے بھی انسانیت کو نئے معروضی حالات کے لئے تیار کر رہی ہے جس سے نعت کا کینوس بھی وسیع ہو رہا ہے اور خالق کائنات کے وعدے **ورفعنا لک ذکرک** کی عملی تکمیل بھی ہو رہی ہے۔

جدید تناظر میں نعت کا یہ ہمہ پہلو مطالعہ جہاں نعت کے حوالے سے نئے دن کی گواہی دے رہا ہے وہاں ضرورت اس امر کی بھی ہے کہ نعت کو ایک عام صنف سخن سمجھتے ہوئے تجربات کی آماجگاہ بنانے سے ہمیں گریز بھی کرنا ہو گا۔ کیونکہ نعت کا تعلق ہمارے وجدان سے بھی ہے۔ نعت کا یہی وجدانی اور روحانی مقام ہے جہاں عشق رسالتماب کے سوتے بھی پھوٹتے ہیں اور ظاہر ہے کہ نعت پڑھنے اور سننے کی ایسی صنف ہے جس سے ہماری دلوں کی دنیا روشن اور روح میں انقلاب اترتا ہوا محسوس ہوتا ہے --- جدید تر نعتیہ رویے اگر اس سلسلے کو آگے بڑھائیں تو **امنا و صدقنا** --- لیکن اگر اس سلسلے میں کوئی کوتاہی یا کمی رہ گئی تو وہ بھی لائق گرفت ہے کیونکہ نعت کا تعلق ایک ایسی ذات گرامی سے ہے جو "بعد از خدا بزرگ توئی" کی مصداق ہے۔ بہرحال پنجابی نعت کا ماضی اور حال اس کے روشنی مستقبل کی دلیل ہے اور ایسا کیوں نہ ہو ذکر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو عام کرنے کا وعدہ تو خود خدا نے بھی کیا ہے۔

(بزبان براہوی) (پیر محمد نیر غمی)

خداوند مس مخلوقائے مہربان — کرے پیدا محمد ﷺ مصطفےٰ ﷺ جان
جہاں ٹی بلو عزت اودے رب کس — خواہس معراج ٹی بے حد شرف کس
دبن مہرو وفا اونا کہ اسک — وکل مخلوق نا غم خوار ئس
نبی ﷺ آخر زمان پہل اس دنیا نا — ونا ہر بیت ہچا ذکر ئس خدا نا
اسک اونا کچاری است پلو کا — دنیا نا غم تے مر دو کا

سندھی زبان میں نعتیہ شاعری

ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی

نعت کی تعریف: "نعت" کے لغوی معنی ہیں۔ "خوبصورت وصف" یعنی کسی کی خوبیاں بیان کرنا لیکن اب لفظ نعت مستقل اصطلاح کی صورت اختیار کر چکا ہے اور اس کے معنی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا اور صفت بیان کرنا۔ سرکار دو عالم رحمتہ للعالمین نبی آخر زماں، سبب وجہ تخلیق کائنات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف کے لئے عربی زبان میں بھی اس مقصد کے لئے "مدح" کا لفظ مستعمل ہے۔ نعت میں خاص طور پر دو چیزیں داخل ہیں۔ مدح اور اظہار محبت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح بیان کرنا اور آپ سے اظہار محبت ایک مسلمان کا جزو ایمان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شعراء کرام نے نعت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کا ذکر بھی کیا ہے اور آپ سے اظہار محبت بھی کیا ہے۔ آپ کی سیرت پاک کی خوبیاں اور خصوصیتیں بھی بیان کی ہیں اور اخلاق اور کردار کی توصیف بھی کی ہے۔

سندھی زبان میں نعت کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ سندھی زبان میں جتنی بھی اصناف شعر موجود ہیں ان میں نعت کہی گئی ہے۔ سندھی شاعری کی قدیم اصناف مثلاً بیت (دو ہو کی قسم) وائی، کافی، الفا اشباع، سی حرفی وغیرہ بھی نعت بیان کہی گئی ہے اور عروضی اصناف سخن مثلاً غزل، مخمس، مسدس، مسمط، مثنوی، رباعی، قطعہ اور قصیدہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا اور صفت بیان کی گئی ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ سندھی شعراء نے اس مقصد کے لئے ایک خاص صنف سخن "مولود" بھی ایجاد کی ہے اور بے شمار شعراء نے مولود کہے ہیں۔ مولود پڑھنے کا انداز بھی مختلف نوعیت کا ہے، جو صرف مولود کے لئے ہی مخصوص ہے۔ اس کے علاوہ اور صنفیں بھی ایجاد کیں۔ مدح، مناجات، مناقبہ اور معجزہ۔ مدح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف بیان کی جاتی ہے اور مناجات میں شاعر توصیف بیان کرنے کے ساتھ اپنی فروتنی کا اظہار کر کے عرض گذار بھی ہوتا ہے۔ "معجزہ" میں سرکار دوجہاں کے معجزے نظم میں بیان کئے جاتے ہیں۔

سندھی زبان میں نعتیہ مضمون کی ابتداء

تاریخ کے حوالے سے سندھی شاعری کے نمونے عرب دور سے ملتے ہیں لیکن سمہ دور تک سندھی ابیات کا بہت کم ذخیرہ ملتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سندھی شاعری کا بہت بڑا ذخیرہ زمانہ کے حالات کی نذر ہو گیا۔ سمہ دور (۱۳۸۱ء --- ۱۵۲۱ء) کے آخر میں سندھی زبان کے عظیم شاعر قاضی قاضن (وفات ۱۵۲۲ء) کا نام ملتا ہے۔ جن کے ابیات کی بڑی تعداد مستند ذرائع سے ملی ہے۔ انہوں نے ابیات میں تصوف کے اسرار و رموز بیان کئے گئے ہیں۔ ان کے ایک بیت (دوہو) میں نعتیہ مضمون بھی ملتا ہے۔ کہتے ہیں:

"محشر کے روز جب بیشمار سورجوں کی تپش ہو گی۔ وہ تمام سورج بادل کی طرح محسوس ہوں گے، جب وہاں محبوب کا مشاہدہ ہو گا۔"

اس کے بعد کے دوسرے بڑے شاعر مخدوم پیر محمد لکھوی (لکھی ضلع شکارپور) کا نام ملتا ہے۔ جن کا انتقال (۱۵۹۰ء یا ۱۶۰۰ء) کے قریب ہوا۔ ان کی ایک نظم "الفا اشباع" کی ساخت میں ملی ہے جس میں باد صبا کو خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ

ان کا سلام حضور انوار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں پہنچائیے۔ اس میں روضہ اقدس پر حاضری کا اشتیاق بھی ظاہر کیا ہے۔ نظم میں سوز و گداز کے ساتھ سلاست اور روانی بھی ہے۔ اس نظم کی ابتداء اس طرح ہوتی ہے :

اے صبا! اے نسیم صبح
تو محبوب کا قاصد ہے اور ان کا پیغام لانے والا ہے
تو محبوب کے پاس آنے جانے والا ہے
تو محبت کرنے والوں کا رفیق ہے اور عشاق کا محرم راز
تو محبوب کی جانب سے اچھی خبریں لانے والا ہے
فراق کے درد مندوں کا پیغام لے جا
درد فراق والوں کی دوا تمہارے پاس ہے

اخیر میں مدعا کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں :

تو حضور کے روضہ اقدس کے سامنے عجز کے ساتھ حاضر ہو
(اور عرض کر) کہ پیرو' ہارون کا بیٹا اور الیاس کا پوتا
جو سندھی ہے' سندھ کا باشندہ ہے اور رقیق القلب عاشق ہے
جسے قسمت نے لکھی میں قید کر رکھا ہے

اس کے بعد بے شمار شعراء کرام نے مختلف اصناف سخن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف بیان کی ہے' اظہار محبت کیا ہے۔ روضہ اقدس پر حاضری کا اشتیاق ظاہر کیا ہے۔ مناجات میں عرض گذار ہوئے ہیں اور تفصیل کے ساتھ معجزات اور سیرت اور کردار کی خصوصیات بیان کی ہیں۔ ذیل میں ان اصناف سخن کا تاریخی جائزہ پیش کیا جاتا ہے جن میں نعتیہ مضمون ملتا ہے۔

بیت : قدیم سندھی شاعری کی ایک صنف جس میں دوہے کی طرح دو سطریں بھی ہوتی ہیں اور دو سے زیادہ بھی ہے۔ قافیہ پہلی اور آخری سطر کے درمیان میں یا آخر میں ہوتا ہے لیکن درمیانی سطروں میں آخر میں ہی ہوتا ہے۔

نعتیہ مضمون کا پہلا بیت قاضی قاضن کا ملا ہے۔ جس کا ترجمہ دیا گیا ہے۔ اس کے بعد کئی شعراء نے بیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف بیان کی ہے۔ مثلاً شاہ عبداللطیف بھٹائی' شاہ عنات رضوی' خواجہ محمد زمان لواری والے مخدوم عبدالرحیم گرھوڑی' سچل سرمت' فقیر قادر بخش بیدل وغیرہ چند شعراء کے ابیات کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے :

وہ خوش نصیب ہیں جن کے دل میں عرب جانے کا اشتیاق ہے۔
وہاں جانے کے لئے ایک قوم پر کبیرہ گناہ بھی معاف ہوتے ہیں۔
وہاں سے ہی روشنی ملتی ہے جہاں عالموں کے امیر جلوہ افروز ہیں۔
ان کا ہی گھر صاف اور پاک ہے۔ جن کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔

(شاہ عنات رضوی، وفات ۱۱۲۸ھ اور ۱۱۳۸ھ کے درمیان)

شاہ عبداللطیف بھٹائی (ولادت ۱۶۸۹ء وفات ۱۷۵۲ء) کے "رسالو" (مجموعہ کلام) کے بیشمار ابیات میں نعتیہ مضمون ملتا ہے۔ کچھ ابیات میں آپ نے واضح الفاظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا اور صفت بیان کی ہے۔ بعض میں علامتی انداز اختیار کیا ہے۔ مندرجہ ذیل بیت واضح طور پر ثنا اور صفت بیان کرتے ہیں:

جہان کو تخلیق کر کے جب اس کو وجود میں لایا
اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کر کے بھیجا،
اس کریم (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) پر واضح طور پر کلمہ پڑھوایا،
(آپ کو مخاطب کر کے) انا مولاک و انت محبوبی کہا،
دونوں جہاں آپ کو بخشش کے طور پر دیئے

سندھ میں "بکھرو" نامی ایک سخی اور بہادر حکمران گذرا ہے۔ اس کو علامت کے طور پر پیش کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف اس طرح بیان کرتے ہیں:

بکھرو جیسا جوان میں نے جہان میں کوئی بھی نہیں دیکھا۔
وہ تمام انبیاء کے سرتاج ہیں اور ان کی شان بلند و بالا ہے۔
فکان قاب قوسین او ادنیٰ، یہ مقام ان کو میسر ہوا۔
اس مالک کا احسان ہے، جس نے ایسا ہادی ہمیں ملایا۔

سسی پنوں اور سسی کے شہر بھنبھور کی علامتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و کردار بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

بھبھور بہت ہی برا تھا، آریانی (پنھوں کی ذات) نے اس کو پاک اور صاف کیا۔ ہاڑھے کے مالک (پنھوں) نے تمام انسانوں کا غم اور خطرہ دور کر دیا۔ لاوارث اور بے بہرہ عورتوں کا نقش و نگار بنانا سیکھ لیا اور پنھوں کو چھاپا بنا لیا (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی روشنی میں پاک و صاف تہذیب کو جنم دیا) وہ بے مثل ہستی آئی جس نے دکھی انسانوں کو عزت اور وقار بخشا۔

سلطان الاولیاء خواجہ محمد زمان لواری والے (ولادت ۱۷۱۲ء وفات ۱۷۷۴ء) کہتے ہیں:

محبوب کی ماہیت بالکل عجیب ہے۔
اس کو خدا بھی نہیں کہا جا سکتا اور مخلوق بھی نہیں۔
وہ شفق کی مانند ہے جو دن اور رات کی جامع ہوتی ہے۔

الفا اشباع: یہ طویل بیت ہوتے ہیں، جن کے ہر سطر کے آخر میں ۃ آۃ قافیہ ہوتا ہے۔ اس نوعیت کی ساخت میں متعدد

مکمل کتابیں لکھی گئیں، جو مکتبوں میں پڑھائی جاتی تھیں۔ اس نوعیت کی نظمیں علماء کرام نے لکھی ہیں۔ پہلی کتاب ٹھٹہ کے عالم مخدوم ابوالحسن کی ضخیم کتاب "مقدمتہ الصلوۃ" ہے۔ جو ۱۷۰۰ء میں لکھی گئی جس میں نماز کے متعلق تمام مسائل تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ بعد میں آنے والے علماء نے اسی طرز پر متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ "مقدمتہ الصلوۃ" کو "ابوالحسن کی سندھی" بھی کہا جاتا ہے۔ اس طرح کی کتابیں جن علماء کرام نے تصنیف کیں ان میں مخدوم ضیاء الدین (وفات ۱۷۵۷ء)، مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی (وفات ۱۷۶۰ء)، مولوی عبدالخالق، مولوی محمد حسن، مخدوم ابراہیم بھٹی، مخدوم غلام محمد بگائی، مخدوم عبداللہ نر کے والے (کچھ، بھارت) مخدوم عبدالرحیم گرہوڑی اور قاضی عبدالکریم کے نام قابل ذکر ہیں۔ ان کتابوں میں بھی بعض جگہوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا اور صفت بیان کی گئی ہے اور آپ کی سیرت مبارک کی خصوصیتیں واضح کی گئیں ہیں۔ ان کتابوں میں سے چند ابیات کا ترجمہ نمونہ کے طور پر دیا جاتا ہے۔

خدا کرے نیک لوگوں کے طفیل گنہگار بھی نجات حاصل کریں۔
ان کے پیشوا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے، جو پیغمبروں کے سردار ہیں۔ (مخدوم ابوالحسن ٹھٹوی)

میرے رہنما عربی احمدؐ امین ہیں
جس کی شفاعت میں ہمیں امید ہے
وہ ہی وسیلہ بن کر ہمیں منزل مقصود پر پہنچائیں گے
وہ شفیع بن کر، جنت میں جگہ دلوائیں گے

(حاجی شاہ محمد دائرے والے (وفات ۱۸۷۰ء) کتاب: (مصلح الفتاح عرف دائرے والوں کی)

ان پر لاکھوں سلام اور بے شمار درود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوں جو احمد مجتبیٰ ہیں۔
(مولوی محمد حسین، وفات ۱۷۶۳ء کتاب قصص الانبیاء)

اللہ تعالیٰ نے نور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل فرمایا۔
بے حد و حساب درود اور سلام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوں۔
ہر ایک ساعت اور ہر ایک سانس میں۔
(قاضی عبدالکریم اٹھارویں صدی عیسوی کے عالم متوطن: کھاہی کنڈھا، ضلع نواب شاہ، کتاب: ترجمہ سورۃ یٰسین)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نور اور سراپا حسن حقیقی ہیں
ان کو مرسل کہا جائے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ ہیں
ان کو علی بھی کہا جائے، جو تمام انبیاء کا شان ہوتا ہے
عین غین حق حقیقت اور ظاہر میں ظل
اس نور کا نام روح ہے، جن کا نام احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے
تمام مخلوق کا مسجود وہی نور ہیں
و نفخت فیہ من روحی فقعوالہ ساجدین، احمدؐ کی پہچان ہے

ملائکوں نے جس کو سجدہ کیا وہ وہی نور ہے
رحمان نور احمدی، جو تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں
وماراسلناک الا رحمتہ للعالمین، قرآن حکیم میں آیا ہے
(حسن اٹھارہویں صدی کے بزرگ، عثمان انصاری کی کتاب "عشقیہ" کا سندھی ترجمہ)

پہلے منہ صاف کر کے مشک اور عنبر لگا لے
پھر ان کی صفت بیان کر، جو ختم الانبیاء ہیں
روز محشر وہی شافع شفیع ہوں گے
قیامت کے دن کمزوروں اور گنہگاروں کے حامی ہوں گے (کتاب جنگ نامہ محمد حنیفہ، لکھا ہوا: ۱۸۵۷ء)

تمام انبیاء کے سردار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
انہوں نے چاند کی طرح جہان میں روشنی پھیلائی
ان سیدؐ کی روشنی کی وجہ سے تاریکی ختم ہوئی
کافر پشیمان ہوئے اور ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئے
اس محبوب کی آواز کی وجہ سے بت ٹوٹ گئے
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے مدینہ منورہ مشکبار ہو گیا
اس خوشبو کی وجہ سے جہاں کی ہر چیز معطر ہو گئی
اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف اور شان بلند کیا
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، جو نور اور حسن و جمال میں یکتا ہیں،
اللہ تعالیٰ نے آپ کا شان بلند کیا زمینوں اور آسمانوں میں ایک طرح ظاہر ظہور ہوئے۔ (معراج نامہ: احمد)

سب سے اول ہیں اور بعد میں پیدا ہوئے
احمد مجتبیٰؐ تمام انبیاء کے سردار ہیں
یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان سے ملایا
جس سے ملنے کے لئے تمام انبیاء ترستے تھے (تنبیہہ الجاہلین، شائع سندھ ۱۹۱۷ء)
اس مالک کا شکر بجا لانا فرض ہے، جس نے شاہ مرسلاں کو بھیجا
جنہوں نے آکر امر و نواہی بیان فرمائے
ان کا شان ارفع اور اعلیٰ ہے
جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ جہان پیدا کیا
اور ان پر قرآن کریم نازل کیا

(مولوی حافظ شجاع الدین، کتاب: سراج الاسلام شائع شدہ ۱۹۲۷ء)

تمام تعریفیں اس خالق حقیقی کے لئے
جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم کا امام بنا کر بھیجا
اس ہادی کی ہدایت سے مشکلیں آسان ہوتی ہیں
اس محبوب کی متابعت ہی حقیقی ایمان ہے

(ترتیب الصلوۃ: مخدوم فضل اللہ)

تمام ماہیتوں کی، میرے محبوب کی ماہیت ہے
انہیں خدا نہ کہئے، لیکن مخلوق بھی نہیں کہئے
فرشتے ان کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتے اور حسین و جمیل ان کے در کے بھکاری ہیں۔
دنیا میں ان کا قطعا" کوئی شریک نہیں ہے
وہ پدموں میں بھی ظاہر و ممتاز ہیں،
بلکہ تعداد و اعداد کا حساب بالکل ہے ہی نہیں ان کو جو حسن عطا ہوا ہے وہ غیر منقسم جوہر ہے
یعنی جزء لا ینجزیٰ، وہاں کثرت کی کوئی گنجائش نہیں ہے
دس لاکھ دیئے جلائے جائیں تو بھی ان کی روشنی ان کے حسن کے آگے ماند ہے
ہمارے سردار بظاہر آخر میں ہیں، لیکن دراصل سب سے اول ہیں
اس عالم کے وجود میں آنے کی بنیادی وجہ اور علل العلل وہی ہیں
آدم اگرچہ باپ ہیں، لیکن حقیقت میں ان کے بیٹے ہیں
باپ (آدم) درخت کی طرح ہیں، اور بیٹے (ہمارے آقا) اس کے پھول کی طرح
اگر محبوب کی ماہیت کو سمجھنا ہو تو "اول الفکر، آخر العمل" پر غور کیجئے
(یعنی تخلیق کائنات کے وقت، بلکہ ازل اور قدم میں مشیت ایزدی کو انہی کی تخلیق کی فکر تھی،
لیکن یہ بھی مصلحت ایزدی ہی تھی کہ وہ بظاہر بعد میں ظہور پذیر ہوئے)
میرے محبوب کا حسن، ان کا ذاتی اور اصل حسن ہے
دوسروں کو جو حسن ملا ہوا ہے وہ انہی کے طفیل ہے
میرے محبوب سراپا نور ہیں،
دوسروں کو انہیں کے نور سے ایک حصہ عطا ہوا ہے،
اصل حسن و جمال شفیع المذنبین کا ہے اور دوسروں کو ان کے ہاتھ سے ملا ہے۔
دیگر لوگ بھی شہنشاہ کونین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی حسن حاصل کریں گے
وہ میرے محبوب کی حقیقت کو سمجھ کر مطمئن ہو چکے ہیں۔
محمد مصطفیٰ کی ماہیت ایسی ہی عجیب ہے
جن لوگوں کی ان سے صلح ہے وہ خوش و خرم ہیں

اور جن کی صلح نہیں ہے وہ آگ میں جل رہے ہیں
فرشتوں نے حضرت آدم کو انہی کی وجہ سے تسلیم کیا تھا
حضرت نوح کی کشتی انہی کی نظر کرم سے طوفان سے بچ کر نکلی تھی
حضرت سلیمان کو جو شوکت و منزلت تھی، وہ انہی کی نظر کرم کا نتیجہ تھی
فرعون کی روگردانی اور انحراف بھی انہی کے دست قدرت کا کرشمہ تھا

(مخدوم عبدالرحیم گرہوڑی شہادت 1778ء کی طویل نظم "حقیقت محمدی" سے اقتباس یہ نظم حقیقت محمدی کی معرفت حاصل کرنے کے لئے عظیم علمی اور فکری شاہکار سمجھی جاتی ہے۔)

لاکھوں درود و سلام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوں
جس کو اللہ تعالیٰ نے حسن و جمال، صورت و سیرت میں کامل اور مکمل بنا کر بھیجا
جو تمام جہانوں کے لئے رحمت اور تمام جہانوں کے امام ہیں
جس کے دیپ اسلام نے تمام جہان کو منور کیا
جو روز محشر شفاعت کرنے والے اور رحم کرنے والے ہوں گے
وہ ہی میرا وسیلہ ہیں، مجھ میں دوسری کوئی طاقت نہیں ہے

(مخدوم محمد ہاشمی ٹھٹوی، وفات ۱۱۷۱ء، کتاب: تفسیر ہاشمی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ولادت کے دن، مجوسیوں نے معلوم کیا
کہ اللہ جل کے عذاب سے ڈرائے جائیں گے، ان پر بڑا وبال آیا
آگ جلاتے تھے، لیکن جل نہیں رہی تھی
قلعہ گر گیا، بت ٹوٹ گئے، کافر پریشان ہو گئے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے اتنے احسان ہوئے
یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ جہانوں کے امام تولا ہوئے
انسانوں کی مشکلیں، مصیبتیں اور پریشانیاں دور ہوئیں

(مخدوم غلام محمد بگائی، گا، ضلع نوشہرفیروز وفات ۱۷۶۸ء کے بعد کتاب: شرح قصیدہ بردہ شریف)

مدح، مناجات اور معجزہ: یہ قدیم سندھی شاعری کی صنفیں ہیں، جو طویل نظمیں ہوتی ہیں اور ان میں کئی بند ہوتے ہیں۔ فنی ساخت کے لحاظ سے یہ بند قدیم سندھی شاعری کی بحروں میں بھی ہوتے ہیں اور علم عروض کے مطابق بھی ہوتے ہیں۔ الف اشباع کی ساخت میں بھی ہوتے ہیں اور مثنوی اور مسمط کی صورت میں بھی۔

مدح میں آقائے دو جہاں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح اور ثنا بیان کی جاتی ہے۔ اہل بیت عظام اور اولیائے کرام کی منقبت میں بھی مدحیں کہی گئی ہیں۔ لفظ مناجات کا مادہ "نجگی" ہے جس کے معنی ہے راز کی بات کہنا۔ اصطلاحاً اس

کا اطلاق ایسی نظم پر ہوتا ہے جس کے ذریعہ شاعر بارگاہ ایزدی میں آہ و زاری کرتا ہے اور اپنی مشکل کشائی اور حاجت روائی کے لئے التجا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ شاعر کبھی حضور انور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں یا دیگر بزرگان دین اور اولیائے کرام کی خدمت میں بھی اپنا سوال پیش کرتا ہے۔ اگرچہ شاعر ضمنی طور پر مدح میں بھی اپنی حاجت بیان کرتا ہے لیکن مناجات' آہ وزاری اور مشکل کشائی اور حاجت روائی کے لئے عرض پرداز ہونے کے واسطے شاعری کی مخصوص صنف ہے۔ فنی لحاظ سے مناجات بھی مدح ہی کی طرح ہے۔

سندھی شعراء نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بھی منظوم کئے ہیں۔ اس طرح سندھی شاعری میں الگ صنف شاعری "معجزو" وجود میں آئی ہے۔ ان تینوں صنفوں کا تاریخی ارتقاء سترہویں صدی عیسوی سے ملتا ہے۔ اب تک جو مداحیں' مناجاتیں اور معجزے ملے ہیں ان میں سے پہلی مناجات مخدوم عبداللہ عرف میاں موابوا ٹھٹہ کے رہنے والے کی ملی ہے۔ اس مناجات میں ایک بند بطور نمونہ پیش کیا جاتا ہے:

مجھے اپنے محبوب کا انتظار ہے
قیامت کے روز خود ہی عاصیوں کے طرف آئیں گے
دوسری تمام باتیں چھوڑ کر' مشکل کے وقت میرے پاس پہنچ جانا
محبوب کو یاد کرتے ہوئے سب کے سب پل صراط پر سے گذر جائیں گے
اے مصطفیٰ! اپنے غلام کو کامیاب بنائیے گا

سب سے اول مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی کے معجزے دستیاب ہوئے ہیں جو ان کی تصنیف "قوۃ العاشقین" میں درج ہیں۔ ان کے منظوم کردہ ایک معجزے سے نمونہ پیش کیا جاتا ہے:

سرور پر درود ہو' جو عالم کے امام ہیں
ازل سے لے کر ابد تک ہمیشہ
جو تمام مخلوق کے پیشوا ہیں اور آدم بلکہ تمام عالم سے قدیم ہیں
"اول ما خلق اللہ نوری" سے ثابت ہیں کہ وہ سب سے پہلے ہیں

سندھی زبان میں مداحوں' مناجاتوں اور معجزوں کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ نمونہ کے طور پر کچھ بند پیش کئے جاتے ہیں۔

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق گھر سے نکل کھڑا ہوا
نہ کھانا کھایا' نہ پانی پیا بلکہ وجود ہی کو بھلا دیا
اور عرض کرنے لگا: کہ اے میرے اللہ! اے میرے مہربان مولا! اے میرے خالق
اے خدا! آ اور مجھے مدینہ کی راہ دکھا
اور اللہ نے اسے مدینہ منورہ تک پہنچا دیا (مخدوم غلام محمد بگائی کے منظوم معجزے سے ایک بند کا ترجمہ)
جس سمہ داتا "سپڑ" نامی نے سائل کا سوال پورا کیا تھا اسی طرح

آپ بھی میرا سوال پورا کیجئے۔

میں شروع ہی سے آپ کا ہوں' کسی اور کے دروازہ پر کیسے جاؤں

میری تمام حاجتیں آپ پوری کر دیجئے (مداح : جمن چارن' وفات ۱۷۳۸ء)

(۱) میں جاہل اور کاہل ہوں' ناپختہ کار اور ہیچ ہوں

نہ میں صاحب مال ہوں اور نہ صاحب قال' آپ کرم کیجئے

اے خیر الانام! اس غلام کی فریاد سن لیجئے

(۲) میں خامکار ہوں' غمزدہ ہوں' اے صادق مصدوق! میری پکار سن لیجئے

میرا حال خود دیکھ لیں' نظر کرم کریں اور میرے درد کا مداوا کریں

اے خیر الانام اس غلام کی فریاد سن لیجئے

(مداح : میاں سرفراز بن غلام شاہ کلہوڑہ جو ۱۷۷۲ء میں تخت نشیں ہوئے۔ ٹالپوروں سے اختلاف کی وجہ سے انہوں نے اس کے خلاف بغاوت کی اور معزول کر کے حیدر آباد کے قلعہ میں نظربند کر دیا اور میاں عبدالنبی کلہوڑہ کو تخت پر بٹھایا جنہوں نے میاں سرفراز کو قید میں قتل کروایا۔ یہ مدح اس نے ۱۷۷۴ء میں نظربندی کے عالم میں لکھی۔ فن' فکر' تاثیر اور روانی کے لحاظ سے یہ مدح سندھی ادب کا بہت بڑا شاہکار سمجھی جاتی ہے۔ ہر مصرع کا ایک ایک فقرہ مقفیٰ' مسجع اور مرصع ہے' جس نے مدح کو پراثر بنا دیا ہے اور اس میں غیر معمولی روانی پیدا کی ہے۔)

وہ محبوب ظہور پذیر ہوں گے' جو صاحب جود و کرم ہیں

درد مندوں کے دکھ' مدد اور خوف دور کریں گے

وہ محبوب ظہور پذیر ہوں گے جو تمام دنیا کے بادشاہ ہوں گے

وہ پناہ دیں گے' سائباں بنیں گے اور مشکل میں کام آئیں گے

پل صراط عبور کرائیں گے' غمزدوں کو چھوڑ نہیں دیں گے

اور وہ محبوب جو احمد ہیں' خود آ کر اطمینان دیں گے

وہ جب جلوہ گر ہوں گے تو اسلام کی سربلندی حاصل ہو گی (مخدوم غلام محمد بگائی)

رسول اکرم چاند ہیں اور صحابہ کرام ستارے' صحابہ کرام ان کی محفل کی زیب و زینت ہیں۔

چاروں خلفا ان کے دلی دوست' بہادر اور صاحب ولایت ہیں۔

چاروں بڑے طاقتور ہیں' اور عرش و فرش ان کی بیٹھک ہے۔

اے بد ہمت! تو ان سے بغض کیوں رکھتا ہے' چاروں رسول اکرم کے ساتھ سجتے ہیں

اپنے دل میں چاروں کے ساتھ محبت کر۔ (فتح فقیر حیدر آباد' وفات ۱۸۴۳ء)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہور پذیر ہو گئے ہیں'

ہزاروں درود و سلام پڑھ

ہمارے سید، تمام سرداروں کے سردار ہیں اور اس کائنات کے مرکز و محور ہیں۔
وہ سب کی زیب و زینت ہیں اور تمام رسولوں کے پیشوا ہیں۔
وہ داتا ہیں، لینا دینا ان ہی کے ہاتھ میں ہے،
وہ گنہگاروں کی شفاعت اور سب کی حمایت کرنے والے ہیں۔

(پیر محمد اشرف کامارہ والے، وفات ۱۸۶۰ء)

ث۔ ثنا اور صفت آپ کی، دنیا میں ہر جگہ عیاں ہے
آپ کی عظمت تمام انبیائے کرام سے بڑھ کر اور بیان سے باہر ہے
آسمان آپ کے سامنے ہمیشہ سر تسلیم خم کرتا ہے
اے سراپا نور! میں ہمیشہ آپ کی ثناگوئی اور ستائش گری کرتا ہوں
اے احمدؐ! صبح و شام میری زبان پر آپ کا ہی ذکر ہے
اے حبیبؐ اے عالم پناہ! میری عرض سن لیجئے

(سی حرفی میں مداح آخوند محمد انور، وفات ۱۸۶۱ء متوطن: ٹمیاری ضلع حیدر آباد)

الف۔ اول، اے سچے سید اور رہبر! میری خبر گیری کیجے
اے محمد مجتبیٰؐ اے رسول، اے مختار کل! میری دستگیری کیجئے
اے احمد! تیرے بغیر عاجزوں اور بے یارومددگاروں کا جینا محال ہے
اے مجسم نور! اے نبی خیرالبشر! میری فریاد رسی کیجئے اور میری مدد کو آیئے
اے نور! اے نافع! اے نامور! اس غمزدہ کے حال فرار پر غور کیجئے

ملاصا جٹدنہ کی مدح: "اغثنی یا سیدا" سے ایک بند، جو سی حرفی کی ساخت میں ہے۔ یہ مدح لوگ بڑے سوز و گداز سے پڑھتے ہیں اور دل پر براہ راست اثر کرتی ہے۔ ملاصا جٹدنہ شکار پور کے رہنے والے تھے اور ۱۸۴۳ء میں فوت ہوئے۔

کیا کروں کہاں جاؤں، دیوروں (پنھوں کے بھائی سسی کے دیور) کا پتہ کس سے پوچھوں
"تحیر العقول فی ذاتہ" (اس کی ذات کو پہچاننے میں عقل حیرت زدہ ہے) ایسا خیال ہی فضول ہے۔
اوصاف دیکھ کر دل یقین کرلیتا ہے اور طبیعت میں سکون و اطمینان پیدا ہوتا ہے۔
عقل، ناقص، نا اہل اور نجس ہے، جو دشمن بن کر وسوسے پیدا کرتا ہے۔
تعوذ (اعوذ باللہ) کی تلوار کا اس کا ذرہ برابر بھی خوف نہیں ہے۔
مدد پہنچ گئی، دشمن دفع ہوا اور مجھ پر کامیاب نہیں ہو سکا۔
اسم ذات کا ورد کر جیسے گھڑیال کی آواز آتی ہے
بارگاہ ایزدی سے بلاتاخیر سمجھ محتاج کی مقصد براری کرا دے

یارسول اللہ ! اس غلام کے سر پر مہرو کرم کا ہاتھ رکھئے (صدر الدین چارن کی مدح)
میں نہایت ہی عاجز ہوں' مجھ سے کئی گناہ سرزد ہوئے ہیں
میں ان گناہوں کو دیکھ کر بار بار ڈرتا ہوں' اے قریشی ! اپنا کرم کر
اے امت کے سردار ! اب مجھ پر فضل کر
روز محشر بڑا ہیبت ناک اور ہنگامہ خیز ہے' اے بادشاہ وہاں میری لاج رکھنا
اے رہبر ! اے رسول ! جب نکیرین قبر میں مجھ پر یلغار کریں تو میری مدد کرنا (سید حیدر شاہ' حیدر آباد)

تم پر قوسین کا قرب ہے
تم صاحب ثقلین ہو
تم قرۃ العینین ہو
مصطفیٰ مجھ پر رحم فرما (اجمل خان لغاری' وفات ۱۸۷۸ء)
ان کا قائم القامت قد بہت خوب تھا
حد درجہ خوبصورت اور سیدھا قد تھا
دوسرے سرو قد محبوب کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے
شمشاد ان کے آگے بیکار اور خراب معلوم ہوتا ہے
طوبیٰ ان کو دیکھ کر شرمسار ہو گیا (شاہ محمد دیوڑ' ضلع لاڑکانہ' وفات ۱۸۹۲ء)

میں بغیر کسی احتیاط کے عمیق بحر میں کود پڑا
اطراف و جوانب میں کیا دیکھوں؟ (کیونکہ) دوسرا کوئی بھی وسیلہ منجدھار میں نہیں ہے-
(اس لئے) اے رہنما ! تیری رحمت ہی درکار ہے
یا رسول اللہ عربی' الغیاث (حسین دیوڑ' ضلع لاڑکانہ' وفات ۱۸۷۳ء کی مناجات)

وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم) یتیموں کے وارث' بے کسوں کے سہارے ہیں'
میرے دلبر ہیں' مجھے بھی امید یا دلاسا دیں گے
ایسے لاکھوں معجزے' نبی صد سراپا نور کے ہیں
"رمضان فقیر"' مصطفیٰ کے در پر دست سوال دراز کرتا ہے
وہ (رمضان فقیر) جاہل' بھکاری آپ کے سپرد ہے' آپ اس کو دوہرہ دانائی دے دیں
وہ گنہگار اور بہت ہی جاہل اور ابتر ہے اور عیوب سے عاجز ہے
("معجزہ" رمضان واڈھو' متعلقہ بالا' ضلع حیدر آباد' وفات ۱۹۱۱ء)

مولود : "مولود" کے لغوی معنی ہیں نوزائیدہ بچہ۔ اس صف پر یہ نام اس لئے پڑگیا کہ اس میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا ذکر کیا جاتا ہے اور اس پر مسرت اور شادمانی کا اظہار ہوتا ہے۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح گوئی و ستائش گری کی جاتی ہے۔ آپ کی ذات بابرکات کے فضائل و محاسن کا بیان ہوتا ہے۔ مدینہ منورہ کی زیارت کے لئے اشتیاق اور بے تابی ہوتی ہے۔ مسجد نبوی کی فضیلت اور عظمت اور اس کے میناروں کا ذکر ہوتا ہے۔ بعض مولودوں میں پنجتن صلواۃ اللہ علیہم اجمعین کے مناقب بھی بیان کئے جاتے ہیں۔

فارسی اور اردو میں اس قسم کے شعر کو نعت کہا جاتا ہے۔ سندھی میں "نعت" بھی مروج ہے لیکن اس کی نوعیت غزل جیسی ہوتی ہے اور مولود کی ساخت وائی یا کافی جیسی۔ اس لئے "مولود" سندھی شاعری کی الگ صنف ہے۔ نعت اور مولود کا مضمون بالکل ایک جیسا ہے لیکن فنی ساخت کے اعتبار سے یہ دو الگ الگ صنفیں شمار ہوتی ہیں۔ کبھی ان میں فرق نہیں بھی کیا جاتا کیونکہ بعض مولود علم عروض کی بحروں میں بھی ہوتے ہیں، بلکہ غزل کی ساخت کے مطابق بھی ہوتے ہیں۔ وائی، کافی اور مولود کی صنفوں میں یہ فرق ہے کہ وائی اور کافی سازو سرود کے ساتھ گائی جاتی ہے، اور مولود الحان سے پڑھا جاتا ہے۔ جیسے نعت پڑھی جاتی ہے۔ مولود اور نعت کے پڑھنے میں بھی فرق ہے۔ مولود پڑھنے کا الحان قدیم دور سے چلا آرہا ہے لیکن وقت کے لحاظ سے اس کے انداز میں جدت پیدا ہوتی رہتی ہے۔ نعت پڑھنے کا طریقہ موجودہ دور کی پیداوار ہے۔
تاریخی اعتبار سے سب سے پہلے اس قسم کا مضمون شاہد عنات رضوی (وفات ۱۱۲۵ھ --- ۱۳۳۵ھ کے درمیان) کی بعض وائیوں میں پایا گیا ہے۔ ایسی ہی وائی سے دو بیت بطور نمونہ پیش کئے جاتے ہیں :

سید مجھے یاد فرمائیں گے، مجھے اللہ سے یہی امید ہے

۱۔ محبوب سجدہ میں سر رکھ کر اظہار عجز بھی کریں گے اور اصرار بھی
مجھے اللہ سے یہی امید ہے

۲۔ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) امت کی شفاعت کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے آئے گے
مجھے اللہ سے یہی امید ہے۔

مخدوم عبدالرشرف بھٹی (وفات ۱۷۵۲ء) "مولود" کے پہلے شاعر ہیں جنہوں نے "مولود" کو باقاعدہ صنف کے طور پر رائج کیا۔ ان کے مولود بہت مشہور اور مقبول ہیں۔ جن میں حضور انور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف ہے اور روضہ اقدس کی زیارت کے لئے اشتیاق کا اظہار بھی کیا گیا ہے۔ مخدوم صاحب کے مولود فنی اعتبار سے نہایت ہی پختہ ہیں۔ جس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ یہ صنف سندھی شاعری میں پہلے سے موجود تھی اور سندھ میں مقبول عام تھی۔ مخدوم صاحب کے مولود علم عروض کی بحروں میں بھی موزوں کئے گئے ہیں۔ مخدوم صاحب کے مولودوں سے کچھ بند نمونہ کے طور پر پیش کئے جاتے ہیں :

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھ کر اپنا دل خوش کروں، جن کے لئے مشتاق ہوں

سید کو دیکھ کر اشتیاق پورا کروں، جن کے لئے مشتاق ہوں

آج محبوب سنگھار کر کے آئے ہیں

عجب اسرار ہے، مرحبا بسم اللہ

خدا کرے تمام ممالک کو طے کر کے جاؤں اور میر مرسل کے منارے جا کر دیکھوں

ہالا سے چلوں اور "سیا" اور "انڑپور" سے گذر جاؤں

(مخدوم صاحب ہالا (ضلع حیدر آباد) کے رہنے والے تھے "سیا" اور "انڑپور" شہروں کے نام ہیں- جہاں سے گذر کر وہ کراچی بندرگاہ تک پہنچے- ان کی وفات مدینہ طیبہ میں ہوئی-) اس کے بعد بے حد و حساب مولود کہے گے ہیں- آج بھی مولود نعت بیشمار شعراء کرام لکھ رہے ہیں- نمونہ کے طور پر چند شعراء کے مولودوں اور نعتوں سے ابیات کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے

حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے روضہ اقدس پر سلام عرض کر

ان کا وعدہ ہے کہ وہ ضعیفوں کی مدد فرمائیں گے

مدینہ کے میر ہمیشہ سے بے سہاروں کے سہارا ہیں

وہ حشر میں ہماری حمایت کریں گے، تو ان پر درود اور سلام بھیج (سچل سرمست، وفات ۱۸۳۹ء)

اے راحم! اے راہبر! آپ خود آ کر میری خبری گیری کیجئے

۱- ستارے آپ کا حسن دیکھ کر بار بار حیرت زدہ رہ گئے

۲- سورج اور چاند تیرا مقدس حسن دیکھ سر بسجود ہو گئے

(حضرت پیر پاگارہ، پیر محمد راشد روضہ دھنی، شہادت ۱۸۱۷ء)

میں محبوب کے دیدار کے بغیر بہشت کی آرائش و زیبائش

اس کے باغ و بستان اور تمام دنیا کے عیش و عشرت کو ٹھکراتا ہوں

۱- محبوب نے محبت کی ایسی عجیب لذت عطا فرمائی ہے کہ اٹھتے بیٹھتے اسی کی یاد اور اسی کی بات ہے،

اس کی محبت کے بغیر کوئی چیز اچھی نہیں لگتی-

۲- من لہ المولی فلہ الکل کا مقصد جنہوں نے سمجھا، انہی کو حاصل ہوا ہے-

محبوب کی مدد سے ان کی ہر مشکل آسان ہے-

۳- شہر بھر میں یہی صدا سننے میں آتی ہے کہ کوئی ہے، جو عشق میں مرنا قبول کرے؟

سید ان سے دور نہیں ہیں، جو سولی پر چڑھنے سے نہیں ڈرتے

۴- یہ محل، یہ قصر، یہ دنیا، یہ دولت، یہ مکان، یہ زیور اور یہ زیب و زینت قیامت کے روز کام نہیں آئیں گے،

صرف محبوب کا دیدار کام آئے گا-

۵- اے "حا جیڈنہ"! محبوب نے خود آ کر میرے درد کا مداوا کیا-

اور جب میں محبوب کے قرب سے سرفراز ہوا تو دل سے تمام خدشے اور وسوسے نکل گئے

(ملا صا جنڈنہ' وفات ۱۸۳۴ء' رہائش : شکار پور)

اے پیارے نبیؐ! مشکل کے وقت میں فریاد رسی فرمائیے
اے نبی سردار! میں آپ کو یاد کرتا ہوں اور پکارتا ہوں

۱- اے غمخوار! میں درد مند فریاد کرتا ہوں اور پکارتا ہوں' یاد کرتا ہوں

۲- اے میرے محبوب' اے میرے داتا! مجھ سے جو خطائیں سرزد ہوئی ہیں وہ معاف کر دیجئے

۳- اے سید سالار! آیئے اور بیمار کی پکار سنئے

۴- اے قریشی! "کرم اللہ" کو دکھ درد سے نجات عطا فرمائیے

(خلیفہ کرم اللہ' شکار پور' وفات ۱۸۵۴ء)

۱- تیری زلف کی زنجیر نے کمندیں پھینک کر ہزاروں انسانوں کو زندان میں ڈال دیا صرف مجھے ہی نہیں۔
تیرے شاہی دسترخوان پر ہزاروں مہمان ہیں' صرف میں ہی نہیں ہوں۔

۲- تیرے گھورنے سے کئی لوگوں کے دل مجروح ہو گئے اور کئی لوگوں نے کیف و سرور حاصل کیا۔
تیرے نور' ظہور اور حضور کو دیکھنے والے ہزاروں ہیں' صرف میں ہی نہیں ہوں۔

۳- تیغ ابرو نے کئی لوگوں کو محبوب کر دیا اور ناز و ادا نے اور بھی گرویدہ بنا لیا۔
تیری نگاہوں نے ہزاروں سلطانوں کو بلا قیمت خرید لیا' صرف مجھے ہی نہیں

۴- تیرے حسن کے جلوہ اور عشوہ گری نے دنیا بھر کو مطیع بنا دیا۔
ہزاروں جنوں' فرشتوں' حوروں' پریوں اور غلمانوں کو بھی' صرف مجھے ہی نہیں۔

۵- کئی اکابر آپ کے غلام ہیں اور کئی خاقان آپ کے نوکر ہیں
سینکڑوں سکندر اور داتا تیرے در پر دربان ہیں' صرف میں ہی نہیں

۶- اے ماہ لقا' اے پیارے محبوب! میری جان تیرے ناز و ادا پر قربان
ہزاروں امیر اور فقیر تیرے دا منگیر ہیں اور حیران کھڑے ہیں' صرف میں ہی نہیں

۷- اے پیارے محبوب! اپنی نوری نظر میری طرف منعطف کر' آپ جنوں' انسانوں اور سارے جہان کے سردار ہیں۔
شمس و قمر اور ستارے بھی آپ کے دیوانے ہیں۔ صرف میں ہی نہیں

(مولانا عبدالغفور ہمایونی' ہمایوں (ضلع شکار پور) وفات ۱۹۱۳ء : سندھی نعتیہ شاعری میں یہ مولود عظیم شاہکار کی حیثیت رکھتا ہے۔ کئی شعراء مثلاً میر علی نواز علوی' عبدالرؤف عبد' آغا غلام نبی صوفی' مولانا تاج محمود امروٹی' ابو محمد صالح شاہ جیلانی' مولوی غلام رسول جتوئی' پیر محمد معشوق شاہ راشدی' لطف اللہ بدوی وغیرہ نے اس غزل کا تتبع کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ان کی نعتوں اور اس نعت میں فنی اور فکری اعتبار سے بڑا فرق ہے۔)

۱۔ یا رسول اللہ !اس عاجز کی آہ وزاری سن کر پہنچ جایئے
یا رسول اللہ ! اپنی شفقت بھری نظر سے آکر نواز دیجئے

۲۔ مجھے فراق کے زخموں نے اور بھی کمزور، عاجز اور درماندہ بنا دیا ہے
یا رسول اللہ ! وصال کے مرہم کا پتہ بتا دیجئے

۳۔ اے محبوب ! آپ کو دیکھ کر میں خوش و خرم ہو جاؤں گا اور
یا رسول اللہ ! فراق کا زنگ دل سے اتر جائے گا

۴۔ اگرچہ تقدیر نے مجھے امروٹ میں قید کر دیا ہے
لیکن یا رسول اللہ میرا دل ہر وقت مدینہ کی گلیوں میں رہتا ہے۔

(مولانا تاج محمود امروٹی، امروٹ، ضلع شکار پور (وفات ۱۹۲۹ء)

اہل جہاں، مدینہ کے ماہتاب کی ہمسری نہیں کر سکتے
گل نرگس اس کی آنکھوں کے آگے ہیچ ہے
میرا محبوب اپنے مقدس منہ سے مردوں کو زندہ کر دیتا ہے
اعجاز عیسوی ان کے منہ کی کیا برابر کر سکتا ہے

(مولانا محمد قاسم گڑھی یاسین، ضلع شکار پور، وفات ۱۹۳۰ء)

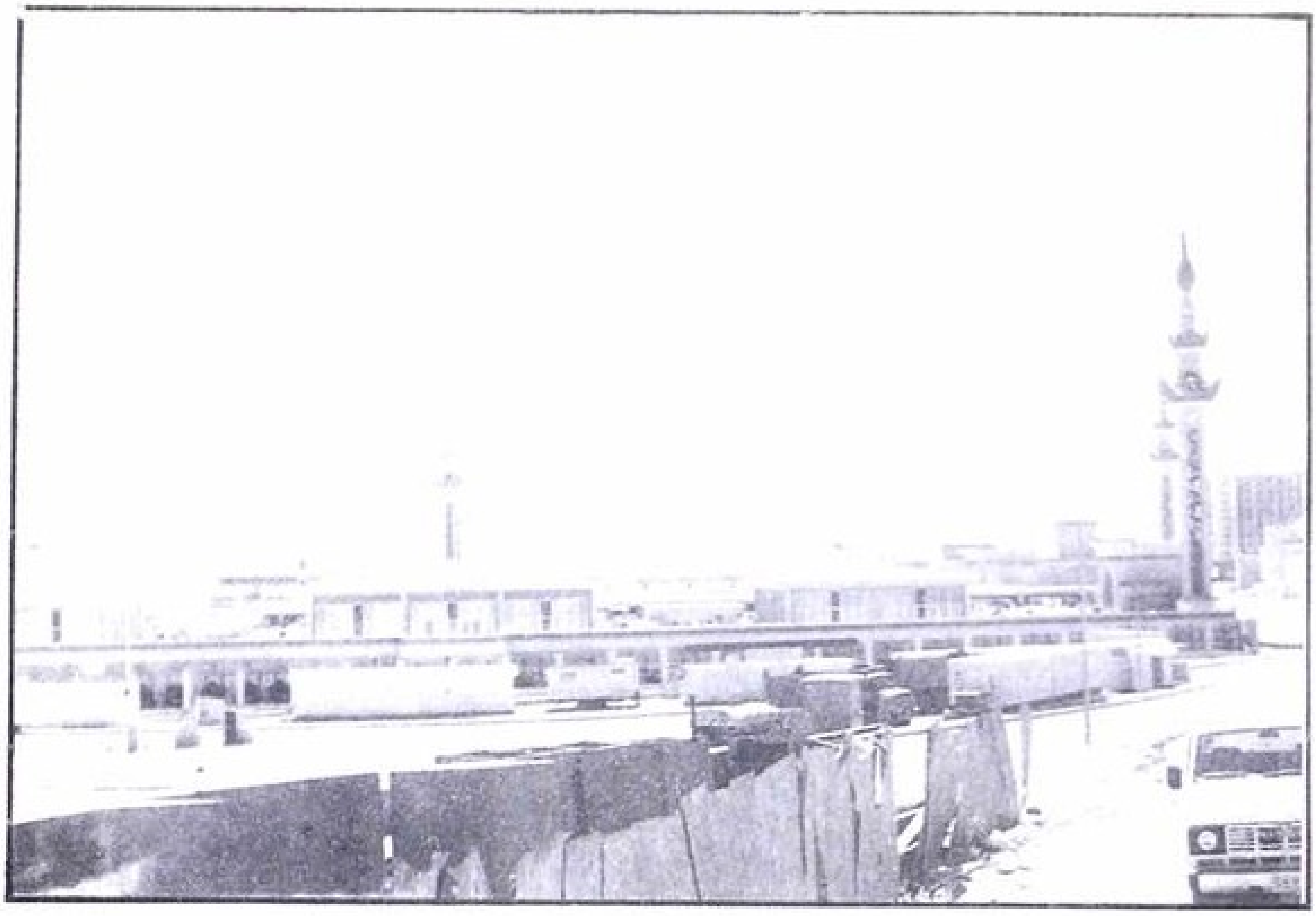
وہ محبوب آگئے، وہ آقا آگئے
جن کے لئے میں برسوں مشتاق تھا
میں نے اس دلبر دوست کا دیدار کر لیا

(مقیم سمہ، پور بندر اور بمبئی میں رہتے تھے، کاتب تھے، وفات بیسویں صدی کے شروع میں ہوئی)

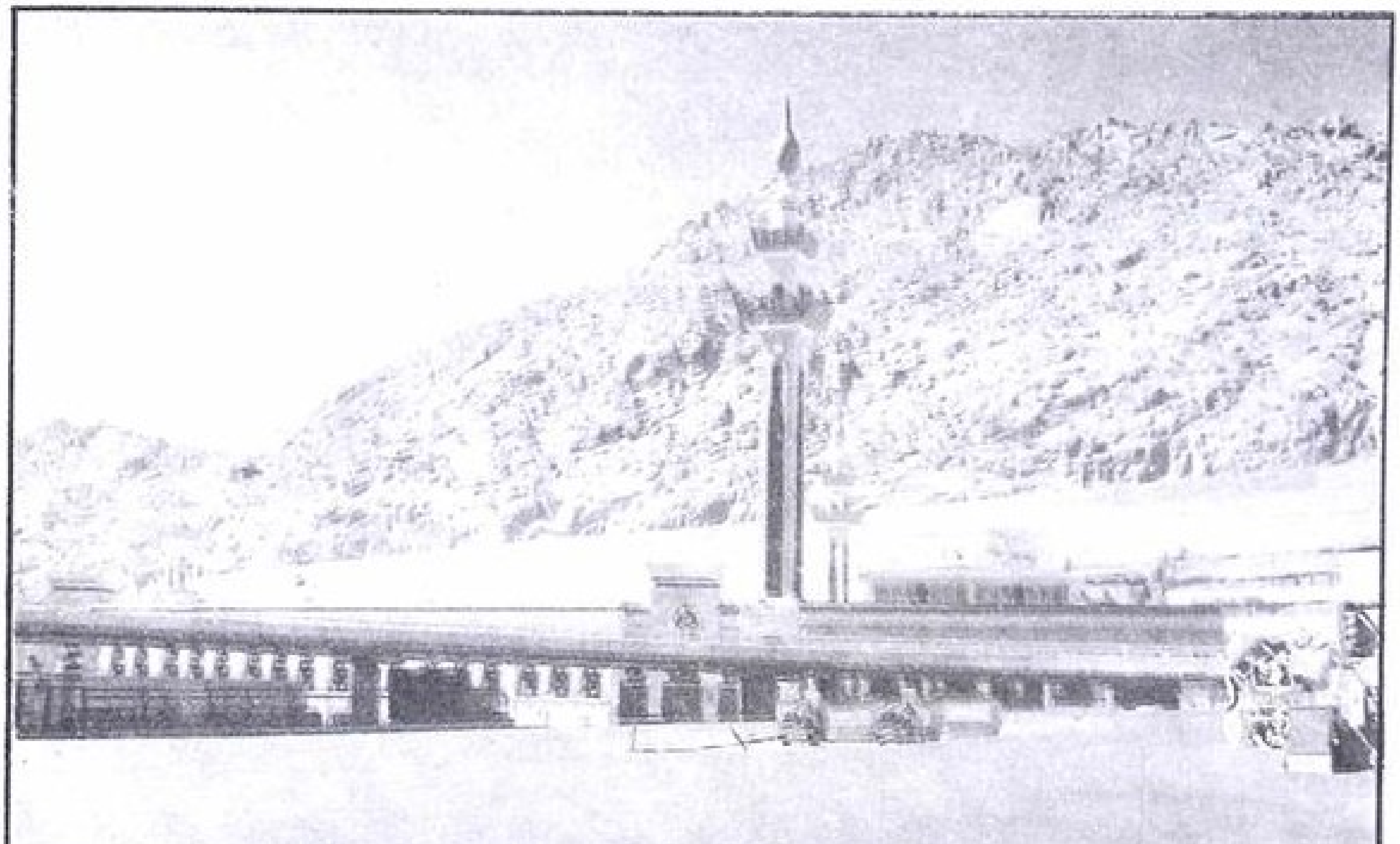
نسیم صبح کے جھونکے دل سے ٹکرا رہے ہیں، جو دیار عرب سے آئے ہیں
وحدت کی تلقین نے طبیعت کو سکون بخشا
ایک پل کے اندر دل بیدار اور ہوشیار ہو گیا ہے اور اس میں ہمت پیدا ہو گئی ہے
پیارے محبوب کی محبت میں اور بھی اضافہ ہو گیا ہے

(مولانا شفیع محمد پاتائی، پاٹ، ضلع دادو، وفات ۱۸۹۸ء)

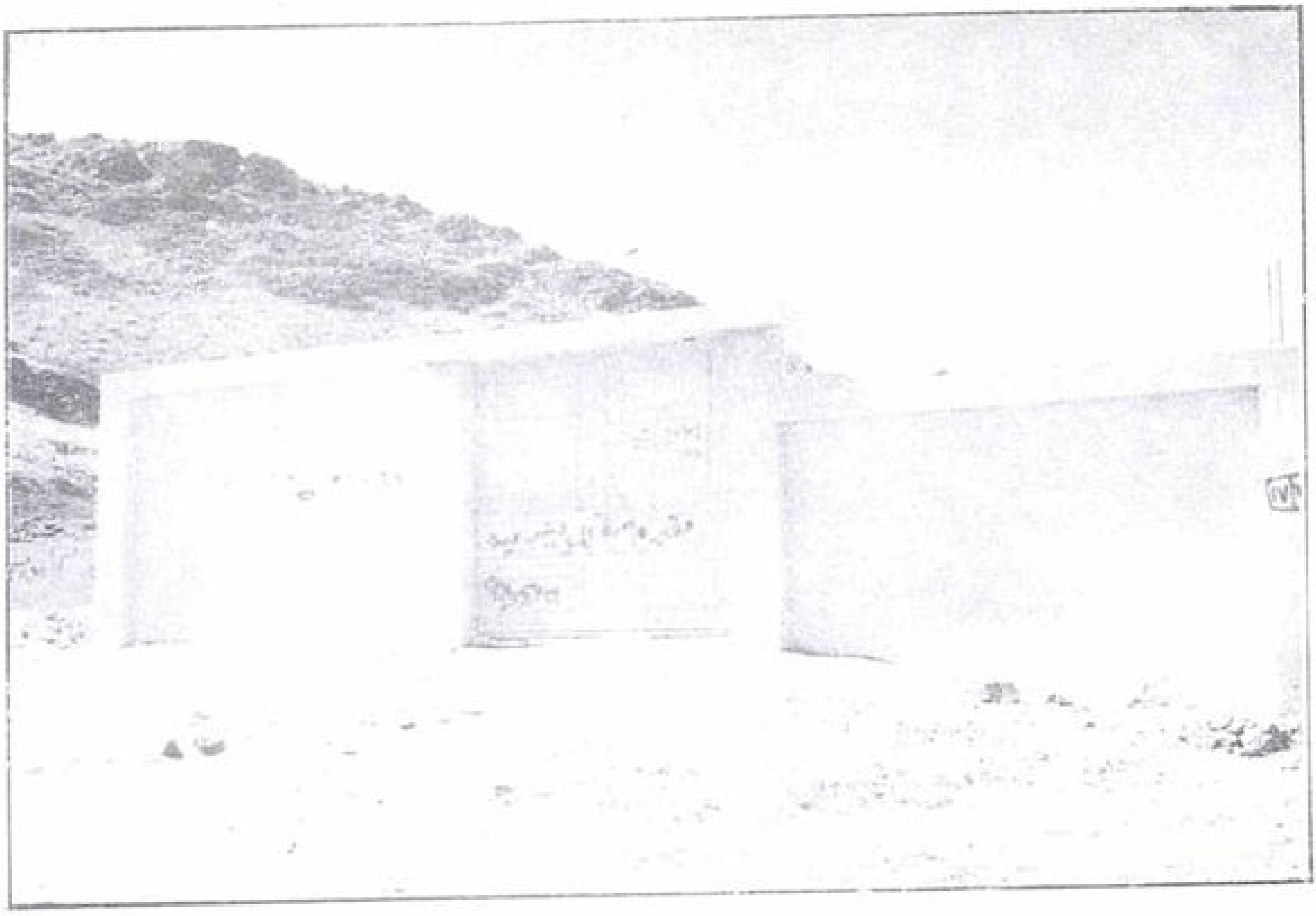
مرحبا یا مصطفیٰ، سردار سرور مرحبا
مرحبا شاہ رسل، یا میر مدنی مرحبا
خالق اکبر نے معراج کی رات مرحبا کہتے ہوئے آپ سے کہا:
اے شفیع المذنبین ! اے گنہگاروں کے یارومددگار تشریف لے آیئے (درگاہ مخدوم نوح ہالا کے سجادہ نشین



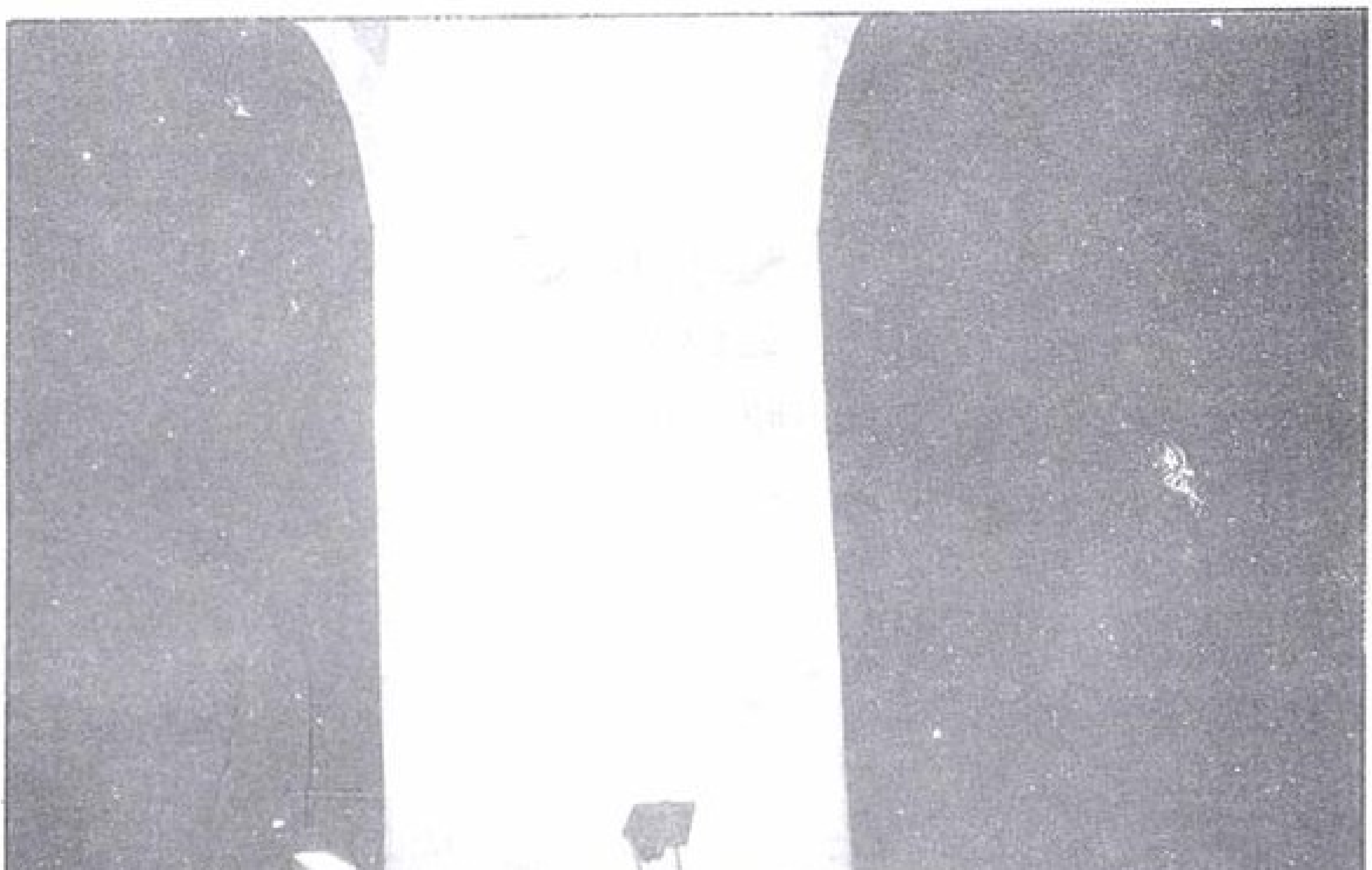
مسجد کوثر — درمیانی شیطان کے قریب چھوٹی سی مسجد جہاں سورہ کوثر نازل ہوئی



مسجد خیف — عقب میں جبل صفائح نظر آرہا ہے جہاں ایک غار میں سورہ مرسلات نازل ہوئی



[illegible]



[illegible]

(امین محمد ثالث' وفات ۱۸۸۶ء)

دل میں ہمیشہ سچے سردار کی محبت جاگزین ہے
اے رسول خدا! بیماروں کو دیدار کی دوا عطا فرمایئے
اے محبوب! آپ باعث تخلیق کائنات ہیں' اور پیشوا اور میر کارواں
میں عاجز و درماندہ ہوں اور کیچ کے راستوں سے بے خبر اور غیر واقف ہوں

(مولانا محمد عاقل' عاقل' ضلع لاڑکانہ' وفات ۱۹۴۱ء)

خدا نے کیا شان شایان محمد
بلند از عرش ایوان محمد
امام المرسلین' خیر الخلائق
زہے شوکت' زہے شان محمد
ان کی عزت پر میرا سر تصدق
دل و جان میرا قربان محمد
ہمیشہ طلب کرتا ہوں' اور مجھے چاہیے
خدا کا فضل و احسان محمد

(غلام محمد شاہ گدا' وفات ۱۹۰۵ء)

والشمس والضحیٰ وصف ہے روئے محمد
واللیل بیان وصف ہوئی گیسوئے محمد
ہے مطلع انوار خدا روئے محمد
دل میرے کا کعبہ ہے ہمیشہ کوئے محمد
گردوں میں خورشید ہلال ان کی صفت ہے
یہ روئے محمد' وہ آبروئے محمد
اللہ کی وحدت کا اشارہ دکھاتا ہے
صورت میں الف کے قد دلجوئے محمد
کیا حسن کا جذبہ ہے اللہ کی قدرت
خالق بھی ہے شفیتہ روئے محمد
چوکھٹ پر رکھیں کیوں نہ دنیا کے شہنشاہ
ہے دست خدا قوت بازوئے محمد

(فقیر غلام سرور قادری فقیر' لاڑکانہ' وفات ۱۹۳۲ء)

آج دیا مژدہ ملائک نے' مصطفیٰ پیدا ہوئے

خاتم پیغمبراں' خیر الوریٰ پیدا ہوئے
تمام کفر کافور ہوا'اور ان کی ظلمت زبوں ہوئی
تمام جہاں منور ہوا' نور خدا پیدا ہوئے
آمنہ کے گھر میں ہے رحمت کا نزول
کیا عجب' آج رحمت رب العلیٰ پیدا ہوئے
ملکوں سے مصیبت ٹل گئی' آج عالم میں امن ہوا
مامن غربا رسول دوسرا پیدا ہوئے
ان کے فیض سے تمام ممالک معمور ہوئے
گمراہوں اور بے سہاروں کے رہنما پیدا ہوئے
آقا کی ولادت سے دنیا میں حق کا غلغلہ ہوا
مرحبا صلی علیٰ' شاہ ہدیٰ پیدا ہوئے (محمد ہاشم مخلص' وفات ۱۹۳۴ء)

تو ہے ختم المرسلیں' روحی فدا قلبی فدا
تو اولیں تو آخریں' روحی فدا قلبی فدا
اے تاجور لولاک کے' سیتار ہفت افلاک کے
اے مالک روئے زمیں' روحی فدا قلبی فدا
واللیل مدح موئے تو والفجر وصف روئے تو
تو طیبین الطاہرین روحی فدا قلبی فدا
اکمل و اعلیٰ اتم روز جزا شافع امم
عزت فزا عرش بریں روحی فدا قلبی فدا
اے افصح الفصحای دھر' اے ابلغ ابلغای دھر
تیرا تکلم خوش ترین' روحی فدا قلبی فدا
تو خاک کو ایک دم کرتا ہے زر اور سنگ و خذف کو بناتا ہے گوہر
گوہر اندر خاتم نگین' روحی فدا قلبی فدا
مہر سپہر اتقیا' شاہ سریر اولیا
تو ہے تاج العارفین' روحی فدا قلبی فدا
آپ کے اعلیٰ اخلاق ہمیشہ عالم کو مسخر کرتے ہیں
تو دلربائے واصلب' روحی فدا قلبی فدا
جہاں ظلمت سے آزاد ہو' عالم آپ کا پیروکار ہو گیا

قوم الکافرین، مسلمان ہو گئی روحی فدا قلبی فدا (ہدایت علی نبھنی، تارک، لالور اٹک ضلع لاڑکانہ، وفات ۱۹۳۹ء)

مزمل مدثر و طٰہٰ و یٰسین، یہ اسمائے حسین ثنائے محمد
نبی کریم مرسل، بشیر و نذیر، حقیقت سچی بتاتے ہیں محمد
من اللہ نور کتاب مبین، اول پڑھتے ہیں، پھر پڑھاتے ہیں محمد
بروز حشر کوئی حامی نہیں ہو گا، ہم عاصیوں کا سوائے محمد (حافظ جان محمد، ہالا، وفات ۱۹۴۲ء)

شہوں کے شاہ، شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم
گمراہوں کا ہادی رہبر، صلی اللہ علیہ وسلم
نور خدا، منظور خدا، محبوب خدا، مقبول خدا
سب کے پیارے پاک پیغمبر، صلی اللہ علیہ وسلم
صاحب عزت، صاحب عزمت، شمع نبوت، شان رسالت
اعلیٰ، اولیٰ، بالا، برتر، صلی اللہ علیہ وسلم
نور خدا کا، مظہر کامل، شافع نافع، عالم عامل
افصح ابلغ، افضل، افسر، صلی اللہ علیہ وسلم
روشن کیا اللہ کا نام، عالم میں ہوا اس کا اجالا
نور سے اس کے ملک منور، صلی اللہ علیہ وسلم
آقا جمال کمال کے صاحب، حضرت حال و قال کا صاحب
جو کہتا ہوں، ہیں اس سے بہتر، صلی اللہ علیہ وسلم
کامل اکمل، احسن، اجمل، فیض رساں، فیاض
اقدس اطہر، اظہر، انور، صلی اللہ علیہ وسلم
درود کے سوا کوئی ثنا نہیں ہے رہے ورد "حکیم" وہ ہی
ورد زباں پر ہوا ہے اکثر، صلی اللہ علیہ وسلم (حکیم فتح محمد سیوہانی، حکیم، وفات ۱۹۴۲ء)

محمد عربی، ہاشمی و مطلبی
پیغمبروں کے سردار السلام علیک
تو ماہ مکی و مدنی گواہ جنتاتک
تو شاہ زمرد ابرار، السلام علیک
ہزاروں جرم کرنے والوں کے آپ ضامن ہیں
ہزاروں کے عیوب کے ستار، السلام علیک
آپ کا قرب لعمرک، آپ کا خلق عظیم

آپ کی وجہ سے ویران زمین بھی گلزار' السلام علیک
آپ کے شان میں اسریٰ بعبدہ لیلا
آپ سے رب کی گفتار' السلام علیک (گل محمد خان "زیب" مگسی' جھل مگسی۔ بلوچستان' وفات ۱۹۵۳ء)

اے دل' اگر محبوب حق کا حال شان لکھنا چاہتے ہو
نعت احمدؐ کے لئے جبرئیل کے پر کا قلم اپنے پاس رکھ
لولاک کا تاج سر پر رکھ کر' سرور دو عالم ہوا
کسی نبی کو "قاب قوسین" کا درجہ نہ ملا
مبارک قد ہے ان کا' الف اللہ کی صورت
مثال ہے غلط شمشاد کا سرو اور صنوبر کا
جہاں کا ذرہ ذرہ آپ کے انوار سے روشن ہوا
جب عالم پر اس مہر منور کا پر تو پڑا
آپ کے چشم طٰہٰ اور در دندان یٰسین ہیں
رخسار مصحف ہے اور آپ انور کا رخ پر نور ہے (جمع خان غریبہ دادو' وفات ۱۹۵۳ء)

جہاں آپ کا راز خفی و جلی' وہاں کوئی بھی ولی و نبی نہیں پہنچ سکا
آپ کی شان لولاک لما ہے' یا حبیب خدا یا حبیب خدا
حسن یوسف کہوں' دم عیسیٰ کہوں' خواہ موسیٰ کا ید بیضا کہوں
لیکن کسی کا بھی دست' دست خدا نہ ہوا' یا حبیب خدا یا حبیب خدا

(محمد بخش واصف' حیدر آباد' وفات ۱۹۸۴ء)

قسیم' نسیم' جسیم' وسیم' عجب دلربا مصطفیٰ ہو گیا
آپ کی یہ دلربائی دیکھو' ہر ایک زلف دوتا پر فدا ہو گیا
ظلمات کا دور ختم ہوا' محمدؐ شمس الضحیٰ ہو گیا
غلامی باقی نہیں رہی' مغروروں کا غرور ہوا ہو گیا
غلاموں کا رتبہ برابر دیکھ کر' تکبران کا فنا ہو گیا

(قادر بخش .شیر' ٹھل' ضلع جیکب آباد' وفات ۱۹۸۴ء)

جن کی ولادت سے ہر ایک خوشحال ہو گیا' بھوکا اور پیاسا شکم سیر ہو گیا
مشرق و مغرب' شمال جنوب تمام جہان روشن ہو گیا

وہ ہے اختر کون؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

جس کا اعلیٰ خلق عظیم، جس کی صفت رؤف رحیم

جس کا شاہ رسول کریم، جس کا اعلیٰ لطف عمیم

وہ ہے اکبر کون؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

جو خالق ہے، مخلوق بھی ہے، عاشق اور معشوق بھی ہے

رازق اور مرزوق بھی ہے، صادق اور مصدّق بھی ہے

اول آخر کون؟ محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم

طالب و مطلوب بھی ہے، راغب اور مرغوب بھی ہے

مولا کا محبوب بھی ہے، تمام مخلوق میں خوب بھی ہے

باطن ظاہر کون؟ محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم

حامد وہ محمود بھی ہے، شاہد وہ مشہود بھی ہے

واعد اور موعود بھی ہے، ساعد اور مسعود بھی ہے

صادق مخبر کون؟ صلی اللہ علیہ وسلم

(پیرو محمد سائل، ہالا، وفات ۱۹۵۹ء)

۱۔ ہے محمد مصطفیٰ گویا: الف، فے، تے، الف، بے (آفتاب)

نور حضرت کا ہے نور! میم، نون، واوَ، رے (منور)

۲۔ م، ن، و، رہے م، ح، اور م، د (محمد)

عرش اعلیٰ پر بلایا، الف، لام، الف، ہے (اللہ)

۳۔ الف، ل، الف، ھ (اللہ) جو خاص الخاص ہے رسول

جنہوں نے ربانی راستہ بتایا: ش، ر، ی، ع، ت (شریعت)

۴۔ ش، ر، ی، ہا، ت پر ملک مستقیم ہو گیا

دور دنیا کے اندر ہے: ھ، ن، و، ز (ھنوز)

۵۔ ھ، ن، و، ز (ھنوز) تو اگر دل میں بٹھا دے

پھر کھل جائے تم پر: ح، ق ی، ق ت (حقیقت)

۶۔ شیخ سعدی نے ایسا شعر فارسی میں کہا ہے

سندھی میں کہا: ث۔ ن، الف، ہمزے کے ساتھ ی (ثنائی)

(مولوی ثناء اللہ، ضلع لاڑکانہ، وفات ۱۹۷۷ء)

منور ہو گیا عالم، ہوا نور خدا پیدا

قریشی، ہاشمی، سید محمدؐ مصطفیٰ پیدا

سر تسلیم خم ہیں حور و ملک، جن و بشر
فطرت نے کہا، ان جیسا پیشوا پہلے پیدا نہیں ہوا
دماغ کفر میں بھی حق و باطل کی تمیز آئی
ہو گیا مطلع فاراں پر شمس الضحیٰ پیدا
رسالت جس پر شیدا، اور نبوت جان فدا جس پر
مبارک، وہ ہوا دنیا میں ختم الانبیا پیدا
مبار صد مبارک، بانی صد انقلاب آیا
قدم جس سے ہو گیا، فیض قدرت جا بجا پیدا
مٹایا جس نے فرق ہے امیری اور غریبی کا
اخوت کا علمبردار ہو گیا، مرحبا پیدا

(عبداللہ اثر لاڑکانہ ضلع، وفات ۱۹۷۶ء آپ نے قصیدہ بردہ اور اور قصیدہ بانت سعاد کا منظوم ترجمہ بھی کیا ہے)

آپ کے اخلاق نیک تھے اور سیرت مبارک پاک تھی
آدمیوں سے بہت نیکی کرتے تھے
خود نیکوکار تھے اور نیکی کرتے تھے
امانت صداقت کے ساتھ ہوشمند تھے
بغض اور کینہ سے ہر طرح پاک تھے
کبھی کسی پر خشمناک نہیں ہوئے
یتیموں اور بے سہارا عورتوں کے سہارا تھے
تکبر اور غرور سے ان کو نفرت تھی
ہمیشہ عجز و محبت ان کی سیرت تھی
آپ کے سخن شیریں اور دل لبھانے والے تھے
دھن پاک سے گویا پھول گرتے تھے (حافظ عبداللہ بسل، سکھر، ضلع حیدر آباد، وفات ۱۹۵۰ء)

تصورات کی حد سے اوپر، گماں سے اوپر
مقام صاحب لولاک، لا مکاں سے اوپر
بلند اوج، ثریا سے، کہکشاں سے اوپر
جمال یار کی ضو، ہفت آسماں سے اوپر
ان کے سامنے، سیم وزر کے کیا معنی؟
عطائے عشق محمد، متاع جاں سے اوپر

نہ تخت و تاج پہنچ سکے نہ بخت پہنچ سکے
نصیب بندہ شاہ امم' بیاں سے اوپر
خطاب طٰہٰ و یٰسین' و الضحیٰ و اللیل
رسول پاک کا رتبہ' اوپر سے اوپر
کرتا ہوں مدح' خلوص دل سے اے دوست!
ثنائے خواجہ مگر' طاقت زباں سے اوپر
"ذاکر" کو زندگی میں یہ یقین ہے
نہ کوئی مونس غم میرے مہربان سے اوپر (سید سردار علی شاہ "ذاکر" ضلع سکھر وفات ۱۹۸۱ء)

میرے محبوب مرحبا! تجھ پر سر قربان کر دوں
گلیوں اور راستوں پر پھول بچھا دوں' بے شمار جواہرات نچھاور کر دوں۔
آپ کے حسن کے سامنے ہنس' ہرن' حوریں' پریاں' ہیرے ماند پڑ جاتے ہیں۔
آپ کے جمال کے جلوے پر' خوبصورت جواہرات نچھاور کر دوں۔

(حاجی احمد ملاح' بدین' وفات ۱۹۶۹ء)

یہ انتخاب نمونہ کے طور پر ہے۔ اس سے معلوم ہوگا کہ سندھی شعراء نے نعت سے متعلق مختلف مضامین بیان کئے ہیں۔ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال' سیرت و کردار' حسن اخلاق کے اوصاف بیان کئے ہیں۔ آپ سے محبت کا اظہار کیا ہے' حقیقت محمدی بیان کی ہے' آپ کی شفاعت کا ذکر کیا ہے' آپ کو باعث وجہ کائنات سمجھ کر اس کی وضاحت کی ہے اور آپ کو سراپا نور کہا ہے۔ انہوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد مبارک کا ذکر کیا ہے' آپ کے پیغمبرانہ اوصاف بیان کئے ہیں! آپ کے معجزات اور معراج کا بیان کیا ہے۔ انہوں نے تفصیل سے بتایا ہے کہ آپ رحمتہ للعالمین' سرتاج الانبیاء' ختم المرسلین' حیات النبی' شفیع المذنبین' انسانیت کے علمبردار' بے سہاروں کا سہارا' منبع جود و کرم ہیں۔ بہرحال انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جامع الکمالات ذات اقدس کے بے حد و حساب ذاتی فضائل' صفاتی محاسن کا دل کی گہرائیوں سے بڑی محبت سے ذکر کیا ہے۔ اس کے ساتھ انہوں نے آپ کے مولد اور مسکن' مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی گلیوں' بازاروں' روضہ اقدس' مسجد نبوی کے مناروں کی زیارت کی خواہش کا ذکر بڑے اشتیاق اور سوز و گداز سے کیا ہے۔ غرضیکہ انہوں نے اپنے فہم اور ادراک کے مطابق آنحضرت کی ذات والا صفات کے حسن و جمال' سیرت و کردار دونوں جہانوں میں امت کی رہبری اور دستگیری' قیامت میں شفاعت اور آپ سے اللہ تعالیٰ کا بے پایاں قرب اور محبت کا ذکر بڑے پر اثر اور دلکش انداز میں کیا ہے۔

مولودوں میں سندھی شاعری کی دوسری اصناف سخن کے مقابلے میں روانی اور اثر انگیزی زیادہ ہوتی ہے۔ بہت سے مولودوں اور نعتوں میں تو اتنی روانی ہے کہ سہل ممتنع' بلکہ بے ساختگی کا گمان ہوتا ہے۔ ان میں درد' سوز' مٹھاس اور عشق و محبت کا اتنا بھرپور جذبہ ہوتا ہے کہ غیر مرئی ہونے کے باوجود ایک مرئی چیز کی طرح معلوم ہوتے ہیں۔ مولود خواں اگر خوش

الحان ہے اور مولود خوانی کے وقت اپنی آواز کو شاعر کے جذبات سے ہم آہنگ کر کے مولود خوانی کرتا ہے تو جسم میں لرزہ پیدا ہو جاتا ہے' آنکھوں سے بے اختیار آنسو ٹپکنے لگتے ہیں اور مولود کے الفاظ براہ راست قلب و روح پر اثر انداز ہوتے ہیں اور ان میں جو مفہوم ہے' یا مناظر کا ذکر ہے وہ گویا کہ متشکل ہو کر تصور کے سامنے پھرنے لگتے ہیں۔

اوپر بے حد و حساب مولودوں اور نعتوں میں سے چند مولود اور نعت کے اشعار کا ترجمہ دیا گیا ہے۔ ویسے تو بہت سے شعراء نے مولود اور نعتیں کہی ہیں لیکن ان میں سے کچھ شعراء نے نعت گوئی پر زیادہ توجہ دی ہے اور نعتیں کثرت سے کہی ہیں۔ اس نوعیت کے شعراء کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ جن شعراء کے مولود عوام میں زیادہ مقبول اور مشہور ہیں ان میں سے چند نام یہ ہیں : مولوی غلام رسول جتوئی' مولوی ثناء اللہ ثنائی' عبداللہ درکھن' مسیر' رمضان واڈھو' رمضان کنبھر' مولانا تاج محمد امروٹی' مولانا عبدالغفور ہمایونی' مولوی عبدالکریم کہاڑو' پیرو محمد سائل وغیرہ۔ موجودہ دور میں جن عروضی شعراء کی نعت گوئی میں زیادہ دلچسپی رہی ہے۔ ان میں سے چند نام یہ ہیں : غلام احمد نظامی' محمد بخش واصف' احمد خان آصف' حافظ محمد احسن چند' سید سردار علی شاہ ذاکر' مخدوم محمد زمان طالب المولیٰ' حاجی احمد ملاح' غالب سندھ' فیض بخشاپوری' عبداللہ اثر' ڈاکٹر محمد ابراہیم خلیل وغیرہ۔ عبداللہ اثر مرحوم کا نعتیہ دیوان اور قصیدہ بردہ شریف اور قصیدہ بانت سعاد کے ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔ موجودہ زندہ نعت گو شعراء میں حاجی علی بخش جمالی' رحیم بخش قمر اور سید گل محمد شاہ گل کے نام قابل ذکر ہیں۔ سید گل محمد شاہ گل کے دو نعتیہ مجموعے اور ایک نعتیہ دیوان شائع ہو چکے ہیں۔

مولٰینا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحؒ

فَلَسْتُ أَرَىٰ اِلَّا الْحَبِيْبَ مُحَمَّداً

میں بجز محمدؐ کے کسی اور کو محبوب نہیں پاتا

رَسُوْلُ اِلٰہِ الْخَلْقِ جَمُّ الْمَنَاقِبِ

وہ خداوند مخلوقات کے رسول ہیں تمام مناقب کے جامع

وَمُعْتَصَمُ الْمَكْرُوْبِ فِىْ كُلِّ غَمْرَةٍ

ہر مصیبت میں مصیبت زدوں کا سہارا ہیں

وَمُنْتَجَعُ الْغُفْرَانِ مِنْ كُلِّ تَائِبِ

اور ہر توبہ کرنے والے کی مغفرت چاہنے والے

مَلَاذُ عِبَادِاللہِ مَلْجَأُ خَوْفِهِمْ

خدا کے بندوں کے ماوی ہیں اور خوف و ہراس میں ان کے ملجا

اِذَا جَاءَ يَوْمٌ فِيْهِ شَيْبُ الذَّوَائِبِ

اس دن جب ہر جوانی پر بڑھاپا آجائے گا

بلوچی میں نعتیہ شاعری

ڈاکٹر انعام الحق کوثر

بلوچی شاعری میں قدما اور متوسطین کے ہاں نعت سرور کونینؐ کا اپنا ایک منفرد رنگ ہے۔ یہ شعراء جو اکثر طویل منظومات نظم کرتے تھے۔ نظم کی ابتدا حمد باری تعالیٰ سے کرتے ہوئے ایک دو شعروں کے بعد حضور پاک سرور کائنات آنحضرت کی نعت کی جانب رجوع کرتے، خلفاء راشدین کی مدحت کے بعد غوث پاک اور دوسرے اولیاء کی ستائش کرتے، تب اپنے مقصد کی طرف دھیان دیتے۔

قدیم بلوچی شاعری چونکہ سینہ بہ سینہ روایات کی مرہون منت رہی ہے اور ناخواندگی اور قبائلی جنگوں کے باعث لوگوں نے نعتیہ اشعار کو چھوڑ کر صرف ان اشعار کو حفظ کیا جن کی انہیں جنگی رجز یا بزم کی ہماہمی میں ضرورت تھی۔ اسی لئے جو تھوڑی بہت مذہبی اور اخلاقی نظمیں ملتی ہیں۔ انہیں دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلے حصے میں اسلامی عقائد کا بیان ہے۔ دوسرے حصے میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک، حضرت علیؓ اور درویشوں کے متعلق قصے ملتے ہیں۔

میر چاکر رند نے اپنی نظم کی ابتداء یوں کی ہے۔ ترجمہ ملاحظہ ہو:

یاد کرتا ہوں نام اللہ کا　　　　صبح کا ستارہ نکلتے وقت
ہماری پشت و پناہ حیدر علیؓ ہے، اور حضرت آخر زمان (محمدؐ)

میر چاکر رند کا لخت جگر میر شہداد نہ صرف شجاع اور سخی تھا بلکہ مذہب و تصوف کا دلدادہ تھا۔ اسے بلوچوں میں آج بھی صوفی یا عالم سمجھا جاتا ہے۔ وہ اپنی نظم میں کہتا ہے:

تعریف خداوند کریم کی کرتا ہوں
میرے مددگار ہیں محمدؐ مصطفیٰ
اور حضرت علیؓ جو شیر خدا ہیں

ابراہیم شمبانی کی نظم میں آتا ہے:

میں نے نبیؐ پاک کو تخت پر بیٹھے دیکھا
جہاں وہ شرع کے مطابق عدل کر رہا تھا
منصب معراج پر فائز
جسے لالچ تھا نہ حرص

"زحم ء زیمر" مولفہ غوث بخش صابر کو بلوچی اکیڈمی کوئٹہ نے ۱۹۷۴ء میں قلات پریس کوئٹہ سے چھپوایا۔ یہ ۱۴۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں مختلف بلوچی شعراء کے اسلامی جنگ نامے درج کئے گئے ہیں۔

بلوچی کا دور متوسط پڑھے لکھے شعرا کا دور ہے۔ جنہیں بلوچی میں عموماً ملا کہا گیا۔ ملا عالم کے علاوہ بلوچی میں پڑھے لکھے

کے لئے بھی مستعمل ہے۔ اس مجموعہ میں ہمارے موضوع سے بھی متعلق اشعار آئے ہیں۔ ملا عبداللہ کی نظم کے پہلے دو شعروں کا ترجمہ یہ ہے:

عالم الغیب سرمدی حمد کا سزا وار ہے
جو نو افلاک کا آقا اور مالک ہے
میں محمدؐ اور آل محمدؐ کی مدحت کرتے ہوئے
رسالت پر ایمان شہادت دیتا ہوں
گاجاں کا خیال دیکھئے
اے پنجتن پاک تو گا جاری پر نظر کرم کر
رسول پاکؐ کی خاک پا کے بھی قربان ہو جائیں

ملا بہرام کہتا ہے: ۔

بحق حق شناس احمدؐ جو یسین و طہ ہیں   امت مسلمہ کو نار جحیم سے رستگاری عطا فرما

ملا بہادر اپنی مناجات میں گویا ہوتا ہے:
اے بدر الدجی کے مالک آپؐ خوف اور مایوسی سے مبرا ہیں۔ میں آپؐ کی درگاہ میں ملتجی ہوں، میری دعائیں مقبول فرما۔

ملا فاضل رند الملقب بہ "غالب مکران" اپنی ایک عبرت انگیز نظم میں کہتے ہیں نبیوں کے سردار (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نعت کا درود سے آغاز کرتا ہوں۔ سو درود اور سو سلام یہی میرا ارمغاں ہے۔

جام درک (درک یعنی در نایاب کی مانند اور جام تخلص) بلوچی زبان کا ملک الشعرا میر نصیر خاں نوری کے زمانے میں تھا۔ بہت حساس شاعر ہے۔ نعت کی روایت تو اس کے ہاں نہیں ملتی۔ مگر اس کی ایک نظم رمز میں ہے جو نعت کا تاثر دیتی ہے ملاحظہ ہو: ۔

اے کہ خوشبوؤں میں معطر، چاند سی منور جبیں ہے
ہم بے شک اس سے وفادار نہ ہوئے
وہی نگر لطف سے ہم پر نظر کرے
وہ مجسم خوبی اپنی بہت سی اداؤں سے
بلا شبہ بادشاہ ہے۔
لال کی طرح درخشندہ
سلاطین کی طرح با جبروت
یہ ہمارے محبوب کا تعارف ہے

مست توکلی نے دل کی گہرائیوں میں ڈوب کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ مثلاً:

منزل اچھی ہے یعنی سرزمین حجاز رہنے کے قابل ہے۔

یہاں ہمارے دردانہ مالک (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) مقیم ہیں۔ ملا عمر مری کا کلام بلوچی کے علاوہ فارسی اور اردو میں بھی موجود ہے۔ اس نے حمد' مدح اور مولود بھی کہے ہیں۔ مولود میں حضورؐ کی ثنا اور صفت ہوتی ہے۔ یہ صنف سندھی سے بلوچی میں آئی ہے۔ جو انسال دور متوسط کے شعرا کی آخری کڑی ہے۔ اس کے ہاں نعت اردو فارسی شاعری کی روایات کے عین مطابق ہے۔

یہ فیصلہ کرنا بہت مشکل ہے کہ جدید بلوچی شاعری کے مکتب فکر کی ابتداء ملا مزار بنگلزئی سے ہوئی یا درخانی مکتبہ فکر کے قادر الکلام شاعر حضرت میاں حضور بخش جتوئیؒ سے۔ جن کا عظیم ترین کارنامہ قرآن مجید کا صاف و شستہ بلوچی میں ترجمہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دونوں ہمعصر تھے۔ البتہ اول الذکر کا رجحان سیاسی اور موخر الذکر کا خالصتاً دینی تھا۔ حضور بخش کہتے ہیں ہمارے دونوں دین اور دنیا کی روشنائی آپؐ ہیں۔ آپؐ کی وجہ سے چاروں طرف روشنائی ہے۔

نئے شعرا انگریزوں سے آزادی کے لئے برسرپیکار نسل کے نمائندہ ہونے کے ناطے سے غلامی اور قوم کی بدحالی کے خلاف صف آرا ہوئے۔ ان میں میر عیسیٰ قومی' گل خاں نصیر' سید ظہور ہاشمی' میر محمد حسین عنقا' قاسم ہوت اور بہت سے دوسرے شامل ہیں۔ میر عیسیٰ خاں قومی گویا ہوتے ہیں۔

تیری امت کے گناہگاروں کو شاہ مدینہؐ تیرا ہی سہارا ہے تیری درگاہ ہی کے امیدوار ہیں۔

جدید شعرا میں مولانا عبدالباقی درخانی' مولانا عبدالغفور درخانی' حاجی محمود مومن' محمد حسین عاجز' عبدالحکیم حق گو' عبدالمجید سورابی' عطا شاد' انور صاحب خلیل' عبدالغنی پرواز' غوث بخش صابر' خدائے رحیم حکیم' ملک رمضان بلوچ' قاضی عبدالرحیم صابر' پیر محمد زبیرانی' عبدالرحمن غور' احسن خارانی' اشیر عبدالقادر شاہوانی اور عبداللہ جمالدینی وغیرہ نے بڑے اچھے نعتیہ شعر کہے ہیں۔ یہ مضمون بلوچی اشعار کے اردو ترجمہ پر ختم ہوتا ہے۔ جو اشیر عبدالقادر شاہوانی کے ہیں۔

مہر و محبت کی ابھری ہے روشنی چاروں سمت پھیلی ہے روشنی
سب سے اونچی ہے شان اس کی عرش پر ہے اس کا نام نامی
صل علیٰ صل علیٰ

کشمیری میں نعت گوئی

ڈاکٹر صابر آفاقی

کشمیر میں حسین مناظر فطرت کی فراوانی ہے۔ تصوف اور عرفان ایسے ہی ماحول میں پروان چڑھتے ہیں۔ فطرت کے مظاہر خالق کائنات کی طرف توجہ دلاتے ہیں اور یوں انسان ابدی صداقتوں اور عالمگیری حقیقتوں کو مان کر خدا کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔ علامہ اقبال نے خدا کو کشمیر میں ہی بے حجاب دیکھا تھا:

من خدا را دیدم آنجا بی حجاب

سر زمین کشمیر ہر عہد میں مذھب و روحانیت کا مرکز رہی ہے۔ اسی لئے تو مورخ کشمیر پنڈت کلہن نے اپنی شہرہ آفاق تاریخ "راج ترنگنی" میں لکھا ہے کہ:

> "کشمیر پر فقط روحانی قوتوں سے قبضہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ خطہ ہندو اور بودھ تہذیب کے ادوار میں بھی روحانیت کا گہوارہ رہا ہے۔ مگر جب اسلام یہاں پہنچا تو لوگ خدا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر پاکیزہ زندگی گزارنے لگے۔ کشمیر کے شعراء دیگر زبانوں کے ساتھ ساتھ کشمیری میں بھی حمد و نعت اور منقبت کہہ کر اپنی عقیدت کا اظہار کرنے لگے۔"

یوں تو کشمیر کے ہر بڑے شاعر نے نعت ضرور کہی ہے۔ مگر جن شعراء نے نعت گوئی کو ایک فن کی حیثیت سے اپنایا، ان میں عزیز اللہ حقانی، عبدالاحد ناظم، میر ثناء اللہ کریری، مولوی صدیق ارحاجنی، غام احمد جید، مولوی عبدالغفار تائب اور عبدالاحد نادم قابل ذکر ہیں۔۔۔ میری ثناء اللہ کریری (متوفی ۱۸۷۵ء) کشمیری کے مانے ہوئے نعت گو تھے۔ ان کی ایک نعت کا نمونہ ملاحظہ ہو:

ہا وا وہ وا تکنا ستوی یتہ ڈاف تراوت مصطفیٰؐ   احوال میانی تس و تک سوی ے کریم واوین دوا
ونتس اکھابے پاو سربے کس چھ گومت دربدر   لولہ چھ درومت تس جگر کرتس نظر بخش شفا
لولہ تتندے گوم ہیہ و مہ چاک جامن کھمہ وہہ   للہ ژء نکھنا تور میہ اے با وفا باد صبا
مکہ مدینہ یلہ اژک میانیو اچھر والو ڈوک   اوش میون چھنک لاگک سقا
دربار یامت ڈیشہ ہن یا ڈیڈوانا کریشہ ہن   دن میون یدِ پر ژھ نے شن تتھ چھی خدا صاحب گواہ
وٹلی گرشنہ وادو کوژھ دمے انعام پژھ زوہیت یے   پادن ہنیمے لادن ہنیمے آون ژء کر وعدہ وفا
سوی چھی زون پے سون تے سوی چھی حمایت سون تے   سوی جان سوی نندہ بون تے سوی ہنما سوی پیشوا
استادہ روزت عرض کر کاشر و غریب پیو پتھر   بیچارہ بے کس بے ہنر بے یار و یارو بے نوا
شیطانہ نی آور متوی نفس بدن را ور متوی   بدکامنی گومت ستوی پیومت چھہ ورحرص و ہوا
للہ پتھر پیومت تلیون یا ایرہ گومت بوتھ انیون   یا از لحد مومت کڈیون ونکین تغافل چھاروا

کیا منہ یلیغنا میون عاربوزت گرٛ ھیمنا زاروپار بالله سیٹھاہ ووُنی گوس خوار والله میہ کوہ چھم توہہ سوا
یارب وون تھادم قبول راضی تھوم حضرت رسولؐ رحمت چھہ چانی مٔرتہ مول بخشم تی لش اکھ جوا
مسکین "ثناء الله" گدا برتل چھہ لایانی صدا کینژھا دیو راہ خدا چھو وون جہانن پادشاہ

ترجمہ : ا۔ اے ہوا وہاں پہنچ جہاں حضرت محمد مصطفےٰؐ خواب استراحت میں ہیں اور ان سے میرے دلی احوال بیان کرتا کہ میری بیماریوں کا مداوا فرمادیں۔

۲۔ انؐ سے عرض کر کہ ایک شخص بے سروپا دربدر ہوا ہے کیونکہ آپؐ کی محبت میں اس کا دل و جگر جل گیا' اس لئے اس پر نظر عنایت کریں تاکہ وہ شفایاب ہوسکے۔

۳۔ ان کی محبت میں دم بخود ہوں اور چاہتا ہوں کہ اپنے کپڑے پھاڑ کر نکل جاؤں۔ اے بادفا بادصبا تو راہ للہ مجھے ان تک پہنچا دے۔

۴۔ جب تو مکہ اور مدینہ میں داخل ہوگی تو میری آنکھوں کی پلکوں سے وہاں جھاڑو دینا اور میرے آنسوؤں سے چھڑکاؤ کرنا۔

۵۔ جونہی تیری نظر دربار نبیؐ پر پڑے' تو خدا را میری یاد دلا دینا۔

۶۔ جو بھی انعام طلب کرے میں بلا توقف تجھے دینے کے لئے تیار ہوں۔ میں تیرے پاؤں پکڑتا ہوں اور لجاجت سے استدعا کرتا ہوں۔

۷۔ وہی ہمارے دل جان کے مالک ہیں اور ان کی ہی حمایت ہمیں درکار ہے۔ وہی ہماری جان' خوبصورت راہنما اور رہبر ہیں۔

۸۔ با ادب کھڑے ہو کر عرض کرنا کہ ایک بے سہارا' بے یارومددگار کو شیطان نے گھیرا ہے۔ اور نفس امارہ کے تابع پابند حرص و ہوا کیا گیا ہے۔

۹۔ خدا کے لئے اس گرے ہوئے کو تھام لیجئے یا ڈوبتے کو کنارے لگایئے یا مرے ہوئے کو لحد سے نکالیئے۔ ایسے وقت پر تغافل نہ فرمایئے۔

۱۰۔ کیا انہیں مجھ پر رحم نہیں آئے گا اور میری منت سماجت اثر انداز نہ ہوگی۔ خدا کی قسم میں بہت خوار و ذلیل ہوگیا ہوں اور ثم و للہ دنیا میں ان کے بغیر میرا اور کوئی پرسان حال نہیں۔

۱۱۔ اے میرے پروردگار میرا رونا قبول کر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے راضی رکھ۔ تیری رحمت بے پایاں ہے۔ اس سے مجھے بھی نواز۔

۱۲۔ مسکین ثناء اللہ تیرے در پر سوالی بن کر آیا ہے۔ اے دو جہاں کے بادشاہ! راہ خدا اسے بھی کچھ بخش دیجئے۔

غلام احمد جید (وفات ۱۹۰۸ء) شیخ غلام رسول شیوا کے فرزند اور مورخ کشمیر پیر حسن کھوئی ہامی کے بھائی تھے۔ عربی و فارسی کے بے نظیر عالم تھے۔ ان کی نعت کا نمونہ اس طرح ہے :

گگے یا سید مختار پاڑی   اولوالعزمن اندر چھے تاجداری
بلا شک سارہ نی پیغمبرن پیٹھ   تحرز دیو تمت ژء چھونے ذات باڑی
ہمیشہ سارہ نی پیٹھ چھک ژء سردار   ژیہ کن محتاج وقت کار ساری
تہندے شوقہ نارن سینہ زولم   کرو تو می رحمتک دریا و جاڑی
بہ چھس اکھ مشت خاکا سینہ چاکاہ   میہ کر تو سبز از ابر بہاڑی
سفر نزدیک است گوس غافل   کرء منہ و تہ خر چھی کینہ تیاڑی
میہ رٹھتو از عنایت در حمایت   عذا بہ ء نش میہ آسیم رستگاڑی
ہمیشہ نفس شیطان چھم میہ دشمن   یژھن میانی خرابی تہ بیواڑی
غلاماہ پست پایا دست بستہ   چھہ "جید" آمت از امیدواڑی
دو مشہ وہنی عالمن اندر بہرجا   کروتس یا رسولؐ اللہ یاڑی
ونن ـتھ پنہ ء ہے تیتھو کتہ زانے   بہ چھس نادان کو شیور کوہساڑی

ترجمہ: ۱۔ یا سید مختارؐ! میں آپؐ پر قربان' آپ اولوالعزم پیغمبروںؑ کے تاجدار ہیں۔
۲۔ بلاشک تمام انبیاءؑ اور پیغبروںؑ پر آپ کو ذات باری تعالیٰ نے فضیلت بخشی ہے۔
۳۔ ہمیشہ کے لئے آپؐ تمام انبیاءؑ کے سردار ہیں۔ جو بوقت ضرورت سب کے سب آپؐ کے محتاج ہیں۔
۴۔ آپؐ کے شوق و فراق کی آگ نے میرا سینہ بھسم کر دیا ہے۔ آپؐ ہی اپنی رحمت کے دریا کو جاری فرما دیں۔
۵ میں ایک معمولی مشک خاک اور سینہ چاک ہوں ۔ مجھے اپنی ابر بہاری سے سرسبز و شاداب کر دیں۔
۶۔ فاصلہ سفر (آپؐ تک پہنچنے کے لئے) نزدیک ہونے کے باوجود میں غافل ہوگیا۔ میری زاد راہ کا کوئی بندوست فرمایئے۔
۷۔ از راہ عنایت مجھے اپنی حمایت میں لے لیجئے تاکہ مجھے عذاب سے رستگاری ملے۔
۸۔ شیطان ہمیشہ کے لئے میرا دشمن ہے جو میری خرابی۔بے عزتی اور بربادی کا خواہاں ہے۔
۹۔ ایک شخص پست پا دست بستہ غلام "جید" بھی ہے۔ جو بہت سی امیدیں لے کر حاضر ہوا ہے۔
۱۰۔ دونوں جہانوں میں ہر جگہ یا رسولؐ اللہ اس پر نوازش و مہربانی فرمایئے۔
۱۱۔ جس انداز میں عرض و معروض لازم ہے میں اس سے واقف کہاں۔ میں تو کشمیر کا ایک نادان کوہساری ہوں۔

مولوی غفار بابا تائب (متوفی ۱۹۱۴ء) خانہ پورہ بارہ مولہ کشمیر کے رہنے والے تھے۔ ان کی نعت سادگی' خلوص اور روانی کے لئے مشہور ہے۔

بہ آئے بے نوا بروز کرم کر یا رسولؐ اللہ   .رش رلد چھس مژر تم برکرم کر یار رسولؐ اللہ
فدا سپنے ندا بوزم صدا بہر خدا بوزم   ژء چھک مشاہ و گدا پرور کرم کر یا رسولؐ اللہ

کرم یائری ژلیم خوائری بلیم یکبار بیمائری بنا دائری چھوسے مضطر کرم کر یا رسولؐ اللہ
تس کیا غم یس یاور چھ ور دنیا و در محشر ژیہ ء ہیو غم خوار پیغمبر کرم کر یا رسولؐ اللہ
سیٹھا چھم غم میہ کم جانس بہ زانہ پوشش نہ شیطانس ولس چھم زر زوس چھم شر کرم کر یا رسولؐ اللہ
پو رم پردس تہ بیگانس میہ کر حرفا ترم پانس گناہ کر کر برم دفتر کرم کر یا رسولؐ اللہ
فراقہ چانہ حنانن وش تم نالہ در دانن کھو تک یا مت ژء برمنبر کرم یا رسولؐ اللہ
سنگ و گل ژی نشن گویا کرت باغ جنان گویا گل و ریحان و صنوبر کرم کر یا رسولؐ اللہ
فراقہ چانہ دئت بارو کنو کو ہو بیہ یارو وفاتہ چانہ وتھ محشر کرم کر یا رسول اللہ
تمنا "تائبس" چو نوی ژء یکنا اکھ ثبا سو نوی یتم پادن وندے بو سرکرم کر یا رسولؐ اللہ

ترجمہ: ۱۔ میں بے نوا و بے آسرا آپؐ کے در پر حاضر آیا ہوں۔ یا رسول اللہ میری کہیں شنوائی نہیں ہوئی۔ آپ مجھ پر اپنا دروازہ کھول دیں یا رسولؐ اللہ۔

۲۔ میں آپؐ پر قربان، بہر خدا میری صدا سنیے۔ آپؐ شاہ گدا پرور ہیں۔ مجھ پر بھی کرم کیجئے یا رسولؐ اللہ۔

۳۔ مجھ پر مہربانی کیجے تاکہ میری خواری ختم ہو اور میری تمام بیماریاں یکبار ختم ہوجائیں۔ میں نادار مضطرب ہوں، مجھ پر کرم کریں یا رسولؐ اللہ۔

۴۔ اس کو کیا غم ہے جس کا یاور دنیا اور محشر میں آپؐ جیسا امت کا غمخوار پیغمبرؐ ہو۔ مجھ پر بھی کرم ہو یا رسولؐ اللہ۔

۵۔ مجھ کمزور و ناتواں انسان پر بہت غم ہیں کیونکہ میں شیطان کا مقابلہ نہ کر سکا۔ میرا دل ڈوبتا ہے اور میری جان میں شر ہے۔ مجھ پر کرم کریں یا رسول اللہ۔

۶۔ میں نے اوروں سے قطع نظر اپنے آپ پر کبھی کوئی نیکی نہیں کی البتہ اپنے گناہوں سے دفتروں کے دفتر پر کئے ہیں۔ آپ ہی مجھ پر کرم کریں یا رسول اللہ۔

۷۔ میں نے آپ کے فراق میں بڑی آہ و زاری کی اور جب بھی آپ منبر پر رونق افروز ہوئے تو میں نے عرض کی، مجھ پر بھی کرم کیجئے یا رسول اللہ۔

۸۔ آپؐ کے کرم و التفات سے سنگ و گل کے باغ جناں میں گل و ریحان اور صنوبر نظر آتے ہیں۔ مجھ پر بھی کرم کیجئے یا رسول اللہ۔

۹۔ آپؐ کے فراق اور جدائی میں سبھی آہ زاوی کرتے ہیں۔ کیونکہ آپؐ کے وصال سے حشر برپا ہوگیا ہے۔ تاہم مجھ پر کرم کریں یا رسول اللہ۔

۱۰۔ "تائب" کے دل میں ایک عجیب سی تمنا ہے کہ صرف ایک رات کے لئے میرے گھر تشریف لایئے تاکہ آپ کے قدموں پر میں اپنا سر نثار کردوں۔ مجھ پر کرم کیجئے یا رسول اللہ۔

عبدالاحد ناظم بیج بہاڑہ کشمیر کے باشندے تھے۔ "گلشن نعت" کے نام سے ان کا کشمیری مجموعہ نعت طبع ہو چکا ہے۔ ان کی یہ نعت دیکھئے۔

چھس دور پیومت گژھتھ رودم یار مدینس | تمہ نورہ روشن گے درو دیوار مدینس
واللیل مویکہ بوبیہ سیتین مست چھہ زہ عالم | والشمس تھندوئی جلوہ رخسار مدینس
ما زاغ چشمن چھکنہ نندر از غم امت | بوتہ سوزہ وزت روزہ ہا بیدار مدینس
گل روے عنبر بوے سنبل موے نرگس چشم | تمہ حسنہ فولمت جنتوک گلزار مدینس
سوی جاے بہتر پیش حق ار کعبہ و از عرش | یت جایہ بہت پانہ سہ سردار مدینس
پا بوسہ تھند یوک عرش کرت رود تمنا | سی پارہ جگر لارہ ہا یکبار مدینس
آمہ تاوہ عشقنہ دود میہ جگر بادہ کس حال | مر ژت بہ گژھہ ہاسینہ افگار مدینس
کیا کرہ زر چھم لو لہ سیتین ذرہ جدا پیوس | تمی آفتابن تروونم انوار مدینس
در گریہ پیومت ابر و چھت اشک شفاعت | از خندہ سپن روز شب تار مدینس

ترجمہ :۱۔ میں دور پڑا ہوں اور میرا یار مدینہ میں ہے۔ اس کے نور سے مدینہ کے در و دیوار روشن ہیں۔
۲۔ واللیل جیسے خوبصورت موئے یار سے دونوں عالم اور اس کے والشمس جیسے پرنور رخسار سے مدینہ روشن ہے۔
۳۔ ان کی مازاغ چشموں میں غم امت کی وجہ سے نیند نہیں ہے۔ سوز و فراق میں جل کر میں بھی مدینہ میں بیدار رہتا۔
۴۔ ان کے گلروئے، عنبربوئے، سنبل موئے اور نرگس چشم حسن سے محبت کی پھلواری کھلی ہوئی ہے۔
۵۔ جس جگہ پر سرکارؐ مدینہ بیٹھتے تھے وہ جگہ کعبہ اور عرش معلی سے بھی بہتر ہے۔
۶۔ عرش معلی نے انؐ کے پائے مبارک کو بوسہ دینے کی تمنا کی ہے (میری بھی حسرت ہے کہ) میں بھی اپنے پارہ پارہ جگر کو لے کر ایک بار مدینہ جاؤں۔
۷۔ انؐ کے عشق کی آگ سے میرا جگر جل کر راکھ ہو چکا ہے۔ کاش میں اس جلے ہوئے سینے کو لے کر ایک بار مدینہ جاتا۔
۸۔ میں کیا کروں، میں بہرہ ہوگیا ہوں، اسؐ کی جدائی میں جس آفتاب کی کرنوں نے مدینہ کو منور کیا ہوا ہے۔
۹۔ میں اسؐ کی نگاہ کرم کی تن میں آہ و زاری کر رہا ہوں، جس کی مسکراہٹ سے مدینہ کے تاریک روز و شب منور ہوگئے۔

کشمیری کے مشہور و مقبول نعت گو عبدالاحد نادم کے حالات زندگی اس طرح ہیں :

پنڈت گنیش کول و تاتریہ سلطان العارفین مخدوم حمزہ کے ذریعے مسلمان ہو کر شیخ غازی کہلائے تھے۔ ان کی اولاد میں شیخ محمدؐ فاضل ہوئے ہیں۔ اب ان کے اخلاف فاضل کہلاتے ہیں۔ فاضل کی اولاد میں شیخ غلام رسول شیوا نے علم اور شاعری میں نام پیدا کیا۔ شیوا کے دو بیٹوں حسن اور غلام احمد جید نے بہت شہرت پائی۔ حسن نے چار جلدوں میں فارسی زبان میں کشمیر کی تاریخ لکھی ہے۔ جید زبردست عالم اور شاعر تھے۔ عبدالاحد نادم کے والد غلام محی الدین نے غلام رسول شیوا کی دختر نیک اختر سے شادی کی تھی۔ اس طرح شیوا نادم کے نانا اور حسن وجید ماموں ہوئے۔

نادم کے والد محلہ بیشاہ سرینگر کے رہنے والے تھے۔ اور درگاہ میاں شاہ کے خادم بھی۔ مگر وہ گزر اوقات کتابت سے

کرتے تھے۔ ان کے والد مسلمہ عالم و صوفی تھے۔ خوش قسمتی سے نادم کو باپ اور ماں دونوں کی طرف سے علمی و مذہبی ماحول ملا تھا۔ نادم نے بچپن بانڈی پورہ کشمیر میں گزارا اور ۱۳۲۹ء میں وفات پائی۔

عبدالاحد نادم کشمیری کا سب سے بڑا نعت گو ہے اس نے اپنی زندگی کو نعت گوئی کے لئے وقف کر دیا تھا۔ کشمیر کے ممتاز نقاد غلام رسول نازکی نے نادم کو نعت گوئی میں بوصیری اور جامی کا ہم پایہ قرار دیا ہے۔

"نادم" نے ۵۰ کے قریب نعتیں کہیں ہیں---- ان کا شمائل شریف بھی بے حد مشہور و مقبول ہے۔جو اس مضمون کے آخر میں دیا جا رہا ہے۔ ونہ ون کشمیری کا لوک گیت ہے جسے شادی بیاہ کے موقعوں پر عورتیں گاتی ہیں۔ "نادم" نے اسی نمونے پر نعتیں کہیں۔ نعتوں کی زبان سادہ، شیریں اور عام فہم ہے۔ اسی لئے ان کی نعتیں سبھی طبقوں میں یکساں مقبول ہیں۔

نادم کی نعتوں کے کچھ بند ملاحظہ ہوں:

کن ون او سوی گنج کتما نی نون ور او تس ء کنی در بازار
بوون چھنہ نون بوز من رآنی سہ چھہ لاثانی بانی کار

ترجمہ: حق تعالیٰ ایک گنج مخفی تھا۔ خدا کی ذات رسولؐ اکرم کے ذریعے ظاہر ہوئی۔ اس پر حدیث من رآنی فقد راء اللہ گواہ ہے۔ وہ لاثانی ہیں اور تمام امور میں مختار۔

عشقک مقصد سہ چھہ حقانی حسنک مصدر سوی دلدار
محبوب حقہ سند امہ جانانی سہ چھہ لاثانی بانی کار

ترجمہ: وہ بے شک عشق کا مقصد اولین ہیں اور حسن کا مصدر ہیں۔ حسن و جمال کے باعث محبوب خدا ہیں۔ وہ لاثانی ہیں اور تمام امور میں مختار۔

ابرہ پتہ آفتابہ ـتھ آسانی فاش نتہ گاش چھس پیداوار
سہ تھوی مخفی بنیہ اعلانی سہ چھہ لاثانی بانیکار

ترجمہ: تم نے بادل کے پیچھے سورج کو دیکھا ہوگا۔ وہ آنکھوں سے اوجھل ہوتا ہے مگر روشنی تو ظاہر رہتی ہے۔ یہی حال حضورؐ کی موت کا ہے۔ آپؐ انتقال تو کر گئے۔ لیکن آپؐ کا نور ظاہر موجود ہے۔ وہ لاثانی ہیں اور تمام امور میں مختار۔

اور اب "نادم" کی شمائل شریف اور اس کا اردو ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

شمائل شریف، عبدالاحد نادم

۱۔ تورہ اندام دلربا سارئ تانہ کھوعہ تہ تان خود شا سارئ

ترجمہ: حضورؐ کے تمام اندام دلربا اور دلکش تھے۔ اعضا کو دیکھئے تو ایک سے ایک خوبصورت و جاذب نظر۔

۲۔ معرکن منز سہ سرورؐ والا قد میانہ تھدین گرشھان بالا

ترجمہ: لوگوں میں حضورؐ کا قد مبارک دور ہی سے نظر آتا تھا اور میانہ قدوں سے اونچا تھا۔

۳۔ بوڈ تمن بو سر لعرک تاج

چھک خدا دادا دودن جھانن راج

ترجمہ: سر مبارک جس پر خدا نے لعرک کا تاج رکھا تھا' بڑا تھا۔ دیکھ کر معلوم ہوتا گویا خدا نے اس پر دارین کی سلطنت کا بار رکھ دیا ہے۔

۴۔ سوم تمن قد ولے بہ رعنائی بوڈ تمن سر مگر زیبائی

ترجمہ: قد مبارک اونچا تھا مگر دلکش بھی۔ سر مبارک بڑا تھا لیکن حسین و زیبا بھی۔

۵۔ موی خوہ شبوی گون سرس او سکھ عنبر و مشک انبرس او سکھ

ترجمہ: سر مبارک پر بال گھنے تھے' لگتا تھا جیسے مشک و عنبر کا انبار ہو۔

۶۔ ژھوٹ تھو وکھ موے نانبر مہ گوش یلہ تھوک زیوٹھ ییوکھ تا سرددش

ترجمہ: آپؐ نے موئے مبارک چھوٹے کروالئے تو کانوں کی لوؤں تک رہنے لگے۔ لمبے رکھتے تو کاندھوں تک آجاتے۔

۶۔ سم گڈتھ رم بشانہ شیرن اسی ژور گیسو دو سوی پیرن اسی

ترجمہ: بالوں کے بیچ میں مانگ نکال لیا کرتے تھے۔ اور ان میں ہر روز کنگھی کیا کرتے۔ گیسوؤں کے سر کے دونوں طرف لٹکا لیا کرتے۔

۸۔ رت کشادہ جبین نورانی سورہ نور کوی سوہ پیشانی

ترجمہ: جبین مبارک کشادہ و نورانی تھی' گویا سورہ نور کا عنوان ہے۔

۹۔ ا-نیکی پاؑ ٹھی گینی بویک نہ ڈیکس سہ تنند ہیو ڈیکہ بجرتہ چھہ کس

ترجمہ: آئینہ کی طرح جبین شکنوں سے پاک تھی۔ کشادہ پیشانی اس بات کی دلیل تھی کہ آپؐ کے برابر کوئی خوش نصیب نہیں۔

۱۰۔ ژرٔ سیاہی اچھن سفیدی جان آسہ مازاغ چشمہ کیاہ شو بان

ترجمہ: آنکھوں میں سیاہی زیادہ اور سفیدی کم تھی۔ آپؐ کی مازاغ آنکھیں بے حد حسین تھیں۔

۱۱۔ نست زا وجی بویک درا زی ساں تھز ہناہ برونٹھ سنی موہ یاہ منزہ جاں

ترجمہ: آپؐ کی ناک مبارک باریک اور لمبی تھی' آگے کی طرف سے ذرا اوپر کو ابھری ہوئی اور بیچ سے ذرا پست' مگر تھی بہت خوبصورت۔

مولوی صدیق اللہ حاجنی (متوفی ۱۹۰۰ء) نے نعت گوئی میں شہرت پائی۔ ان کی "شکل و شمائل" پیش خدمت ہے :

شکل و شمائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

شکل

سرخ و سفید حضرتہ سندرنگ آو
خوش یوہ ون دل نوہ ون یاد تھاو
سر مبارک بجرہ سان اوس
عقلہ برت گنج فرا وان اوس
ڈیکہ و سوٹ اوس رسولؐ کریم
کانسہ ڈیکس و ہخنہ تمن گین قدیم
اوس بنا بینے پاکس تھر بر
نور تمیوک دورہ یوان در نظر
روی مبارک نہ ڈلوم نے دراز
اس زء رخسار برابر بناز
پرینی تہ مہین دند بردنمی دور دور
کتھ کر نکہ وتہ ہران اوس نور
ریش مبارک نبسؐ شوبہ ون
اوس ڈلوم بونہ سیٹھاہ یوٹھ گن
عمرہ دویے مرتبہ چھک کو سمت
مست رچھن رسم عرب او سمت
اوس فیکس کھو دری منز عیاں
مہر نبوت ہتہ تمیوگ پی بیاں
رنگ دوزل کو ترے ٹھولک بجر
کلمہ توحید لیکھت نینی اچھر !

ترجمہ :

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ سرخ و سفید تھا۔ جو نہایت پسندیدہ اور دل لبھانے والا تھا۔

۲۔ سر مبارک نہایت متناسب، پر از عقل اور خزانہ دانش تھا۔

۳۔ آپؐ کی پیشانی کشادہ تھی۔ اتنی کشادہ کہ کسی نے آج تک ان سے زیادہ کشادہ پیشانی اور کسی کی نہ دیکھی۔

۴۔ چمکتی روشن پیشانی کا نور دور دور نظر آتا تھا۔

۵۔ دندان مبارک نازک موتیوں کی طرح متناسب فاصلے پر جڑے ہوئے تھے۔ اور کلام فرماتے وقت ان میں سے نور برستا معلوم ہوتا۔

۶۔ روئے مبارک نہ زیادہ لمبا نہ گول، بلکہ بھرے ہوئے خوشنما سرخ رخسار جن سے نور کی ضیا پاشیاں ہوتی دکھائی دیتیں۔

۷۔ ریش مبارک خوبصورت اور پسندیدہ، گولائی نما موئے دراز، روئے مبارک پر نہایت جچلے۔

۸۔ ساری عمر مبارک میں دو دفعہ تراشیدہ بال اور رسم عرب کے مطابق پالا ہوا خوبصورت ریش مبارک۔

۹۔ دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت عیاں جس کی تفصیل یہ کہ

۱۰۔ سرخ رنگ، کبوتر کے انڈے کی جسامت جیسے کلمہ توحید شانوں کے درمیان لکھا ہوا۔

شمائل

۱۔

گو یہ ونن میون انن سترہ کون — یوسف صدیق ہمن مولی میہ زون
دوہ دنم لعل بدل بارہ نبی — جمع بنم سیت خریدار نبی
نتہ دلرس ژانڈھ بہ گوت کیا کرہ؟ — آبہ ریکھا دوہ بوتہ جائزی کرہ !

۲۔

میوٹھ تہ ژھوٹ اوس کلام رسولؐ — معنیہ کہنی زیوٹھ دلن منز قبول
پرتھ کتھ ژھین حرف تہ الفاظ ننی — سیر گرژھان استہ زانہہ بوزہ وٹی
کتھ کرنکہ وتہ سہ جان جہاں — شعلہ نور اوس ہران از دہان
گوش کران اسی بشوق تمام — نقش کھنان اسی دلش آں کلام
کانہہ اکھاہ بونہ کران تھووتہ نٔن — تنترے آوازہ پیٹھ آلو پن
مجلسے والین سہ و تان اوس نٔن — ونزہ بین وارہ کینژھر حامیہ دون
مغز چھہ دنیوک یم میانے کتھ — وارہ رٹو یاد میہ تراود اتھ

۳۔

لذت دنیا تمسن نہ زا نتہ ٹوٹھ — زیاد پسند اوس تمسن و تکہ اوٹ
اس لو کٹی تہ ڈلوی ژوٹ کھیوان — ہر کہ ژوچن سیتی دوپک کھیون چھ جان
حسرت تہ خربوزہ شکر ہیندہ وند — و چھہ بتہ گیو حلوہ تمو کور پسندؐ
کھو نہ تمو پران روہن اندرہ ماز — جائے نجس بوتہ کرکھ احتراز
ماز خوش اوسکھ کھنکہ یوک ماز ژو — وند دوان اسی تتھ ید اوس دور

۴۔

عائشہ صدیقہؓ روایت کران — اوس نبیؐ سون رعایت کران
رنجہ کران اوسہ زا نہہ سون دل — پانہ کران کوم گرچی مستقل
دود تہ ہیوان ترپ تہ دوان ژھینتس — ہر تہ دوان' زا ننہ طلب رہنتس
زا ننہ منگن تورہ سہ بو نہ غذا — یورہ یہ دمہ ہوکھ کھیوان یا رضا
آسے نہ کیمتہ غذا در نہار — اس و پان روزہ بہ از روزہ دار

شربت شیرین موونز تہ ترہنی   تس نبیؐ اس سیٹھاہ خوش تہ چینی
مانچھ ڑھنت آب، گمے دود تہ آب   زیادہ چیوان اوس سہ عالی جناب

۵۔

فرش نبیؐ او سنہ فرشا ملول   والہ دو گن منزلدت خضرہ دیول
گاہ ترا وان اوس روا شاہ دین   گاہ وگہ دوی گاہ شوہ نگان بر زمین
کر نہ غنی خلق، نہ ہانسن روٹن   مال بین پانہ سہ مولی روٹن
ڑاو نبیؐ حجرہ پاکس اندر   دوپنہ یوان پھک میہ چھم از سیم و زر
عائشہ صدیقہؓ وڑ ھکی انی اکی   ہدیہ اسے نشہ زہ تریہ درہم روپکی
دوپ کھہ نبسؐ جلد فقیرن نیو   پھک میہ یو ان چھم تہ مہ محنت دیو

۶۔

بونہ کران زانتہ نبیؐ رو سوال   یا سہ غنی آسے یا ختہ حال
خندہ قہقہ نبینؐ کو نہ زانہ   جز غم امت نبینؐ سورنہ زانہ
پیش نبیؐ گرشتہ ڑلان اوس بیم   اوس سہ تاثیر رسولؐ کریم

۷۔

اوس بہت مسجدے اندر نبیؐ   دوت مسافر نفرا اجنبی
آمگنی مسجدے بندس اندر   بول کرن بوز ادب بے خبر
ڈیوٹھ صحابو تہ تلک شور و شر   لاینے لاریس کہ اے گاؤخر
دو پکہ نبین کیا زہ تکو ہاں ہول   بد بچہ کرن مرد مسافر ملول
جاے چھلو کیا بچہ کرن شوروشر   خلق نبیؐ اوس چوقند و شکر

ترجمہ:

۱۔ میرا بیان ایسا ہی ہے، جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے خریدنے کے لئے کوئی سوت کی انٹی لے کر جائے۔
۲۔ مجھے لعل کے بدلے میں نبیؐ تک رسائی کون دے گا۔ البتہ خریداران نبیؐ میں میرا نام آنا ہی کافی ہے۔
۳۔ ورنہ مجھ جیسا بے بضاعت جھیل ولر میں کیا کر سکتا ہے۔ ہاں پانی کے چند چھینٹوں سے میں بھی منہ کو تر کر لوں گا۔

۴۔ میٹھا اور مختصر ہوتا تھا کلام نبیؐ جو معنی کے لحاظ سے طویل مگر دلوں کے اندر اترنے والا اور قابل قبول۔

۵۔ ہر بات الفاظ و معنی کے لحاظ سے علیحدہ اور مختصر۔ سننے والا ان کی بات سے کبھی سیر نہ ہوتا تھا۔

۶۔ بات کرتے وقت معلوم ہوتا تھا کہ وہ جان جہاں نور کی کرنیں منہ سے برسا رہے ہیں۔

۷۔ سننے والا بگوش ہوش سنتا اور ان کا کلام دلوں پر نقش ہوجاتا۔

۸۔ کوئی بھی شخص اپنی آواز کو ان کی آواز سے بلند اور نمایاں نہ کرتا تھا۔

۹۔ مجلس میں بیٹھے لوگوں سے وہ وضاحت سے اور کھلے الفاظ میں فرماتے اور سننے والے جو سنتے پلے باندھ لیتے۔

۱۰۔ فرماتے، میری باتیں دین کا مغز ہیں، غور سے سنیں۔ یاد رکھیں اور ان پر عمل کریں۔

۳

۱۱۔ دنیا کی لذتیں انہیں کبھی پیاری نہ ہوئیں اور ساری عمر آپؐ نے جو کا آٹا پسند فرمایا۔

۱۲۔ روٹی بہت کم تناول فرماتے اور جب روٹی تناول فرماتے تو سرکہ کے ساتھ زیادہ پسند فرماتے۔

۱۳۔ ہریسہ، خربوزہ اور شکر پسند فرماتے اور کبھی کبھار حلوہ بھی نوش جاں فرماتے۔

۱۴۔ پیاز، لہسن اور کلیجی پسند نہ تھی اور ناپاک جگہوں اور چیزوں سے احتراز فرماتے تھے۔

۱۵۔ گوشت عام طور پر پسند فرماتے۔

۴

۱۶۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ ہمارا بہت لحاظ فرماتے تھے۔

۱۷۔ کبھی ہمارے دلوں کو رنج نہ پہنچاتے تھے۔ اور گھر کا سارا کام خود فرماتے تھے۔

۱۸۔ دودھ تک جانوروں سے خود دوہتے تھے۔

۱۹۔ از خود آپؐ نے کبھی کھانا نہ مانگا۔ جب ہم پیش کرتے تو بڑی رضا و رغبت سے کھاتے۔

۲۰۔ گھر میں جب کھانا موجود نہ ہوتا تو فرماتے، میں آج روزے سے ہوں۔

۲۱۔ شیریں شربت نبیؐ کو بہت مرغوب تھا۔

۲۲۔ شہد، دودھ اور پانی ملاکر آپ زیادہ تر استعمال فرماتے۔

۵

۲۳۔ نبیؐ کا فرش کوئی خاص نہ تھا۔ چمڑے میں کھجور کے پتے رکھے ہوئے تھے۔

۲۴۔ کبھی شاہ دیں چادر بچھاتے اور کبھی اوپر لیتے۔ گاہے چمڑے کے گدیلے پر راحت فرماتے، گاہ زمین پر ہی لیٹ جاتے۔

۲۵۔ لوگوں کو غنی بنا دیا اور اپنے پاس کچھ نہ رکھا۔ مال دوسروں کو دیا اور خود خالی ہاتھ رہے۔

۲۶۔ جب نبی پاکؐ اپنے حجرے میں داخل ہوتے تو فرماتے مجھے سیم و زر سے بدبو آتی ہے۔

۲۷۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو کسی نے تین درہم ہدیتاً" پیش کئے۔

۲۸- نبیؐ نے حکم دیا جلد ان کو فقیروں میں بانٹ دیں کیونکہ مجھے ان سے بدبو آتی ہے۔

۶

۲۹- غنی یا خستہ حال اگر دست سوال دراز کرتا تو آپؐ کبھی سوال رد نہ فرماتے۔

۳۰- نبیؐ با آواز کبھی نہ ہنستے اور غم امت کے بغیر آپؐ کبھی ملول نہ ہوتے۔

۳۱- نبیؐ کے سامنے پیش ہوتے ہی تمام خوف و ہراس دور ہوجاتا' یہ اعجاز تھا نبوت کا۔

۷

۳۲- ایک دن نبیؐ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک اجنبی مسجد میں داخل ہوا۔

۳۳- بے ادب نے مسجد کے اندر ہی بول و براز کر دیا۔

۳۴- صحابہؓ نے شور مچا دیا اور اس اجنبی کو مارنے دوڑے۔

۳۵- آپؐ نے فرمایا' کیوں شور غوغا اٹھایا ہے۔ مسافر آدمی کو ناراض کرنا مناسب نہیں۔

۳۶- اس جگہ کو دھو کر پاک و صاف کیا جائے اور شور اور شر سے کیا حاصل ہوگا۔ نبیؐ کا خلق گڑ شکر سے زیادہ میٹھا تھا۔

(ملک داد قلاتی)

براہوی

اول پیدا کرے نورے نبی ﷺ نا — گڑا ظاہر کرے احمدی ء تنا
کرینے برکتٹ پیدا نبی ﷺ نا — جہاں کل کائنات حق تخنیا
فرشتہ جن وانس پیدا کرینے — ولے سر دفتر ، حضرت کرینے
محمد ﷺ ابنِ عبداللہ اعرب — ہم عبداللہ ابنِ عبدالمطلب
ارے عبدالمطلب ابنِ ہاشم — کہ عبدالہاشم ابنِ مناف ہم
کرے صلوت حق تینٹ رسولے ﷺ — کہ حقنا نور پاک باقبولے
محمد ﷺ افضل ء کل انبیاً تا — محمد ﷺ خاتم ء پیغمبر تا
محمد ﷺ رحمت للعالمین اے — محمد ﷺ سید الکل مرسلین ے
محمد ﷺ دوست حقنا ہم حبیب ے — محمد ﷺ جانسا استا تا طبیب اے
ملک داد ناکچکا تہ گچک ے — کروک نا صفتاتہ صفت اے

پشتو میں نعت گوئی

خاطر غزنوی

پشتو زبان کو قدیم زبانوں کی صف میں جگہ دی جاتی ہے۔ اس کی قدامت پر کئی مستشرقین نے صاد کیا ہے اور اسے سنسکرت اور ژند اوستا کی بہن قرار دیا ہے۔ بعض اسے نہ ایرانی اور نہ ہندی گھرانے کی زبان سمجھتے ہیں' بلکہ ان کا دعوی ہے کہ پشتو اصل آریائی زبان ہے۔ اور آریائی زبان سے پیدا ہوئی ہے۔

پشتو زبان کے بارے میں نظریہ چاہے کوئی بھی ہو' یہ بات طے ہے کہ یہ زبان قدیم ترین زبانوں میں سے ایک ہے۔

اسی طرح پشتونوں کے بارے میں یہ بات بھی وثوق سے کہی جاتی ہے کہ یہ قوم اجتماعی طور پر اسلام لائی۔ اس ضمن میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ برصغیر میں اسلام سب سے پہلے بنوں کے علاقے میں آیا۔ بنوں کوہ سلیمان سے قریب ہے اور پشتونوں کا اولین ملجا و مرکز کوہ سلیمان ہی تھا۔

ا پٹھان کے ہاں اس کے نام یعنی پشتو کا مفہوم صرف زبان پشتو ہی نہیں' غیرت و ننگ' قانون حیات بھی ہے۔ اور ایک پشتون کے لئے بنیادی وصف اس کا مسلمان ہونا ہے۔ برصغیر میں سب سے پہلے اسلام لانے والی یہ قوم خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح معنوں میں پیروکار ہے۔ پشتونوں میں نماز نہ پڑھنے والا نفرت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ ظاہر ہے ایسی قوم ذکر نبیؐ سے کیسے محروم رہ سکتی ہے۔

پشتو کی پہلی معلوم نظم جو امیر کروڑ سے منسوب ہے۔ ۱۳۹ھ کے لگ بھگ لکھی گئی۔ امیر کروڑ یا جہان پہلوان اسی سال غور مندیش کا امیر مقرر ہوا۔ امیر کروڑ کا والد امیر پولاد ابو العباس سفاح اور بنو امیہ کی جنگ میں شریک تھا۔ امیر کروڑ نے بھی بنو عباس کی جنگوں میں شریک کی۔ اسے لشکر اسلام کا غازی کہا گیا۔ امیر کروڑ نے ضرور نعتیہ کلام بھی کہا ہوگا جو دستیاب نہیں ہے۔

پشتو ادب کی قدیم ترین صنف ٹپہ ہے' جو لوک گیت کا درجہ بھی رکھتا ہے۔ ٹپوں میں دنیا کا ہر موضوع اپنایا گیا ہے۔ اس صنف میں نعتیہ کلیاں بھی ملتی ہیں' لیکن لوک گیت ہونے کے سبب اس صنف کے مصنف نا معلوم ہیں۔ نمونے کے طور پر چند ٹپے ملاحظہ ہوں:

منیہ د خدائے د رسولؐ خہ دہ   دا نورے مینے لباسی تیرے بہ شینہ

ترجمہ : "صرف خدا اور اس کے رسولؐ کی محبت ہی اچھی ہے۔ باقی جو کچھ بھی ہے' سب نمائشی ہے اور عارضی۔"

چہ والضحی د چا خطاب دے   د امتیانو شفاعت بہ ھغہ کڑینہ

ترجمہ : "جس کا خطاب والضحی ہے' وہی اپنی امت کی شفاعت کریں گے۔"

امیر کروڑ کے بعد پشتونوں کے کئی قبیلوں کا جدامجد بیٹ نیکہ کا نام اہمیت رکھتا ہے۔ یہ غور غشت اور سڑہ بن کا بھائی

تھا۔ بھٹنی قبیلہ براہ راست ان کے نام سے منسوب ہے۔ ابو الفضل بھی آئین اکبری میں ان کا تذکرہ کرتے ہیں۔ بیٹ نیکہ کا زمانہ ۳۰۰ اور ۴۰۰ ہجری کے درمیان ہے۔ ان کی ایک مناجات پشتو ادب میں بہت ہی اہمیت رکھتی ہے :

لو یہ خدایا' لو یہ خدایا ! ستا پہ مینہ کے ہر زا یا
غرو لاڑ پہ در نادی کے ٹول ژدی پہ زاری کے
ولتہ دی و غرو لمنے زمونگ گگری دی پکے پلنے
دا وگڑی ڈیر گڑے خدایا

ترجمہ : "اے عظیم خدا ! اے بزرگ و برتر خدا ! تیری محبت میں پہاڑ تعظیماً کھڑے ہیں۔ ساری مخلوق تیری عبادت میں مصروف ہے۔ یہاں دامن کوہ میں ہمارے خیمے گڑے ہیں۔ اس قوم کو برکت دے' خدایا!۔"

ظاہر ہے کہ اللہ کی ثناء کہنے والا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یقیناً مدح خواں ہوگا۔ لیکن دست برد زمانہ سے بیٹ نیکہ کی اس مناجات کے علاوہ اس کی اور کوئی تخلیق اس دور تک نہیں پہنچ سکی۔

اس کے بعد پانچویں اور چھٹی صدی ہجری میں شیخ خرشبون سڑبنی' اسعد سوری' اسماعیل سڑبنی' ملک یار غرشین شکار ندوئی' تا مینی جیسے شعراء گزرے' لیکن ان کی تخلیقات میں سے بھی ایک آدھ ہی بچ سکی۔ البتہ شیخ متی جو ساتویں صدی ہجری کا ایک بے بدل عالم و شاعر تھا' اس کی کتاب "عشق خدا" کا ذکر تواریخ میں ملتا ہے۔ یہ کتاب ان کے مزار پر پڑی رہتی اور لوگ آکر پڑھا کرتے۔ لیکن وہ مغلوں کی یلغار میں ضائع ہوگئی۔ اس کتاب میں مناجات اور عارفانہ کلام تھا۔ چند اشعار جو ہم تک پہنچ سکے' یہ حمد و ثناء پر مبنی ہیں۔ اے کاش ان کا نعتیہ اور دوسرا کلام بھی ہم تک پہنچ سکتا۔

ہمیں پشتو ادب کے ابتدائی شعراء میں نعتیہ کلام' ملامست زمند کے ہاں ملتا ہے۔ یہ دسویں صدی ہجری کے وسط میں پیدا ہوئے' وہ ایک نامور عالم' مصنف اور شاعر تھے۔ ان کی کتاب "سلوک الغزات" جہاد کے بارے میں ایک اہم تصنیف ہے۔ اس کے علاوہ بھی کئی رسائل لکھے۔ نعت کے چند اشعار ملاحظہ ہوں :

چہ دوہ کونہ بہ سردار حق اللہ کا پیروی چہ د سرور نبیؐ اللہ کا

ترجمہ : "خدا اسے دونوں جہانوں کا سردار بنائے گا' جو بھی نبیؐ مکرم کی پیروی کرے گا۔"

حال ئی روغ پر شریعت و مصطفےؐ دی هر غازی چہ سرکا غوچ صورت تباہ کا

ترجمہ : "محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر وہی شخص درست ہے' جو جہاد میں اپنا سر دے دے اور خود کو تباہ کر دے۔"

دولت لوہانی

دولت لوہانی پیر روشان کے زمانے کا ایک اہم شاعر تھا۔ خیال ہے کہ وہ بایزید انصاری ہی کے حلقہ ارادت میں سے تھا۔

مرزا خان اونصاری سے شعرو سخن کے ضمن میں اکتساب فن کرتا تھا۔ اس نے اپنے اشعار میں اس کا اظہار بھی کیا ہے۔ بعض غزلوں میں نعت کے شعر ملتے ہیں۔ ان کا ایک شعر ملاحظہ ہو:

معتقد و پیغمبرؑ پہ معجزہ شہ و انگشت پہ اشارت ئی کہ قمر مات

ترجمہ: "پیغمبر برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات پر ایمان لا کہ اس نے انگلی کے اشارے سے چاند کو ٹکڑے کر دیا۔"

دولت دکن کی لڑائی میں ۱۰۵۸ھ میں شہید ہوا۔

بی بی نیک بخته

بی بی نیک بخته (غوث الزمان، قطب دوراں، شیخ میاں قاسم افغانی کی والدہ) جو دسویں صدی ہجری کے وسط میں حیات تھیں اور حضرت اخوند درویزہ جو عارف و عابد تھے۔ انہوں نے یقیناً نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہنے کا اعزاز حاصل کیا ہوگا۔ لیکن دستیاب نہیں۔

مرزا خاں انصاری بایزید انصاری

مرزا خاں انصاری بایزید انصاری (پیر روشان) کا نواسہ اور اس کے عقیدے کا ایک سرگرم رکن تھا۔ اس نے شاعری میں بھی پیر کے خیالات و عقائد کی تبلیغ کی۔ یہ بایزید انصاری وہی ہے جو شہنشاہ اکبر سے گرم پیکار رہا اور پنجابی ادب میں وجیہہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس نے پنجابی میں بلند پایہ اشلوک لکھے ہیں۔

مرزا خاں انصاری آخری عمر میں اپنے اس عقیدے پر بہت پشیمان ہوا۔ اپنے ان عقائد سے تائب ہو کر رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم کا مدح خواں بن گیا۔ ایک مخمس کی ابتداء ان خیالات سے کرتا ہے:

دا پیغام د پیغمبر دے لکہ شمع منور دے
پیدا کڑے ئے شجر دے دا فانی ظاہر بشر دے
پہ فانی دے نہ باور دے

ترجمہ: "یہ پیغمبر آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ہے اور شمع کی مانند روشن ہے کہ اس نے یہ اشجار پیدا کئے۔ بشر فانی ہے، فانی کا کیا اعتبار۔"

امیر:

امیر ایک گمنام شاعر ہے۔ یہ ۹۵۰ھ کے لگ بھگ پیدا ہوا۔ عربی فارسی کا عالم تھا۔ اس کی ایک مثنوی دستیاب ہوئی ہے۔ چند اشعار سے نعت کا رجحان واضح ہوتا ہے:

تل ثنا دائم شکر د نہ د خاوند پہ نعمتو نہ
چہ قرآن ئے راستو لے بہ سرور باندے را ظللے
چہ ایمان ی لہ عرفانہ موںگ تہ و خولہ قرانہ
صد ہزار رحمت صلواۃ شہ پہ سرور نبیؐ لازیات شہ
چہ پاک نوم ی سر دفتر اے او سردار د بحر و بر دے

ترجمہ : ”سدا اس کی ثنا کرتا ہوں۔ اس کی عطا کردہ نعمتوں کو سراہتا ہوں۔ جس نے قرآن نازل کیا اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا۔ ایمان اور عرفان کی باتیں بھی ہمیں قرآن ہی کی وساطت سے معلوم ہوئیں۔ اس پر صد ہزار رحمتیں اور درود پہنچے۔ نبیؐ مکرم پر اس سے بھی زیادہ، جن کا اسم پاک مطہر اور سر دفتر ہے۔ وہ بحر و بر کے سردار ہیں۔“

ملا الف ہو تک

ملا الف ہو تک محمود غزنوی کا ہم عصر تھا۔ اس نے ”بحر الایمان“ کے نام سے ایک مثنوی اور نصیحت نامہ کے عنوان سے ایک منظوم کتاب لکھی۔ اخلاقی مسائل پر قلم اٹھایا۔وہ اسلامی علوم کا ماہر تھا۔ مثنوی کے چند اشعار اس کی محبت رسولؐ کا ثبوت ہیں :

راشہ دا وره اے فرزنده تا نہ وایم ارجمنده !
تہ دا پاک نبیؐ بر لارشہ د نبیؐ برا لاره و لارشہ

ترجمہ : ”آ اے فرزند، سن ! اے ارجمند تجھ سے کہتا ہوں کہ تو پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ پر چل اور وہی راستہ اپنا لے۔“

شیخ رضی لودھی اور شیخ عیسی مشوانی بھی عالم اور مبلغ اسلام تھے۔ خیال ہے کہ انہوں نے بھی نعت رسولؐ کی طرف ضرور توجہ دی ہوگی۔

بارہویں اور تیرہویں صدی ہجری پشتو شاعری کا زریں دور ہے۔ اس دور میں صاحب سیف و حکم خوشحال خاں خٹک صوفی اور درویش شاعر رحمان بابا، حمیدبابا، علی خان، کاظم خاں، شیدا اور احمد شاہ درانی جیسے عظیم شعراء گزرے۔

خوشحال خاں خٹک ایک عظیم شخصیت کا مالک تھا۔ عظیم شاعر، عظیم نثر نگار اور عظیم سیاستدان۔ اس کے قلمی کارناموں کی فہرست بہت طویل ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ زندگی بھر جنگ و جدل میں مصروف رہنے والا، قید و بند کی صعوبتیں سہنے والا اتنا وافر (شعری اور نثری) ادبی ذخیرہ کیسے تخلیق و تالیف کر گیا۔ وہ ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھا۔ رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت کرتا تھا۔ اس نے نعتیہ کلام لکھا جو ”دیوان خوشحال“ کی زینت ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں :

د خدائے عرفان و شو پہ عرفان د محمدؐ پاک دے محمدؐ پاک دے سبحان و محمدؐ

ترجمہ : مجھے عرفان محمدؐ سے عرفان خدا ہوا۔ محمدؐ پاک ہیں اور خدا بھی پاک ہے۔"

راشہ نظر و کڑہ پہ طہ پہ یسین باندے خدائے دے صفت کڑے پہ قرآن و محمدؐ

ترجمہ : آ اور طہ اور یسین کو غور سے پڑھ۔ خدا نے قرآن میں خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف کی ہے۔"

ڈیر خلق پیدا دی انبیاؑ کی اولیا دی نشتہ بہ خلقت کے بل پہ شان د محمدؐ

ترجمہ : "بے شمار انبیاء اور اولیاء پیدا ہوئے ہیں۔ لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا کوئی دوسرا اس جہان میں نہیں۔"

لاس دی لگولی ما خوشحال بہ دواڑہ کونہ غم اندوہ م نشتہ پہ دامان و محمدؐ

ترجمہ : "میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن تھام لیا ہے۔ اب مجھے دونوں جہانوں میں کوئی غم اور فکر نہیں رہی۔"

رحمان بابا

رحمان بابا پشتو جاننے والوں میں ایک ایسا نام ہے جو بہت ہی جانا پہچانا ہے۔ پڑھا لکھا ہر شخص ان پڑھ رحمان بابا کے نام اور ایک آدھ شعر سے ضرور واقف ہوگا۔ وہ صحیح معنوں میں عوامی شاعر ہے۔ درویش شاعر کا پورا کلام تصوف کا مرقع ہے۔ ان کی نعت کا اندازہ دیکھئے :

کہ صورت و محمدؐ نہ دے پیدا پیدا کڑے بہ خدائے نہ وہ دا دنیا

ترجمہ : "اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت پیدا نہ ہوتی، تو اللہ تعالیٰ یہ دنیا ہی پیدا نہ کرتا :

کل جہان د محمدؐ بہ روئی پیدا شو محمدؐ دے د تمام جہان آبا

ترجمہ : "یہ سارا عالم محمدؐ کی بدولت تخلیق ہوا۔ محمدؐ ہی تخلیق عالم کا سبب ہیں۔"

نبوت پہ محمدؐ باندے تمام شو نشتہ پس د محمدؐ انبیاءؑ

ترجمہ : "نبوت سرور کائناتؐ پر ختم ہوجاتی ہے۔ بعد محمدؐ یہ سلسلہ منقطع ہوگیا۔"

نور ھالہ د محمدؐ وو پیدا شوے چہ بوئی نہ وو د آدمؑ او د حواؑ

ترجمہ : "جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی کا ہالہ تخلیق ہوا۔ اس وقت آدمؑ و حواؑ کی بو بھی نہ تھی۔"

خوشحال خان خٹک کے خاندان میں کئی صاحب قلم شخصیات پیدا ہوئیں اور انہوں نے پشتو ادب میں نام پیدا کیا۔ ان میں عبدالقادر خٹک، سکندر خان خٹک، اشرف خان ہجری، صدر خان خٹک، بی بی حلیمہ، کاظم خان شیدا بہت نامور ہوئے۔ ان سب نے نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم رقم کرنے کی سعادت حاصل کی۔

معزاللہ مہمند

معزاللہ مہمند ۱۰۸۵ھ کے لگ بھگ زندہ تھا۔ اس نے پشتو میں ایک مکمل دیوان چھوڑا ہے۔ اس کی اردو غزلیات ولی دکنی کا رنگ اور لذت لئے ہوئے ہیں۔ معزاللہ ایک اچھا شاعر تھا اور فنی لحاظ سے باکمال تھا۔ اس نے فارسی میں بھی طبع آزمائی کی:

بل لہ خدایہ پہ رائستہ محمدؐ دے چہ دے سردے د تمامو انبیاء

ترجمہ: "بعد از خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو تمام انبیاءؑ کے سردار ہیں۔"

بہ ظاہر کے کہ آخر دے پیدا شوے بہ باطن کے تر آدم دے اولا

ترجمہ: "بظاہر وہ آخر میں پیدا ہوئے۔ بباطن وہ آدمؑ سے بھی پیش ہیں۔"

خدائے تمام جہان د دہ پہ روئی پیدا کہ عرش، کرسی، لوح و قلم، ارضی و سما

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ہر چیز اس کے لئے پیدا کی۔ عرش، کرسی، لوح و قلم، ارض و سما۔"

خواجہ محمدؒ بنگش

خواجہ محمدؒ بنگش قبیلے سے تھا۔ اورنگ زیب عالمگیرؒ کے دور میں زندہ تھا اور خوشحال خان خٹک کا ہم عصر تھا۔ وہ بہت عرصہ ہندوستان میں رہا اور اپنا شجرہ مشہور صوفی بزرگ حضرت معین الدین چشتیؒ سے ملاتا تھا۔ وہ چشتیہ طریق کا بزرگ تھا۔ اس کا دیوان پشتو اکیڈیمی پشاور نے شائع کر دیا ہے۔ ایک نعت کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

محمدؐ عربی محبوب د رب بذاتی د کل عجم او د عرب

ترجمہ: "محمدؐ عربی اللہ کے محبوب تھے۔ وہ عجم اور عرب کی عظمت کے حامل تھے۔"

مرتبہ د قاب قوسین سے وہ ورکڑے ترکلی مرسلو خدائی تہ مقرب

ترجمہ: "اس کو قاب قوسین کا مرتبہ دیا گیا۔ وہ تمام انبیاءؑ سے زیادہ اللہ سے قریب ہیں۔"

زہ خواجہ محمدؐ بہ ولے د گیری کڑم چہ مے نیولے دے محکم د وہ جلب

ترجمہ: "اے خواجہ محمدؐ! میں کیوں غم کروں۔ میں نے تو اس کا دامن محکم تھاما ہوا ہے۔"

کاظم خان شیدا

کاظم خان شیدا کی نازک خیالی پشتو شاعری کی آبرو ہے۔ غزل میں اس نے جو حسن پیدا کیا ہے، وہ اس کی انفرادیت ہے۔ نعت میں بھی اس کی توجہ ایک عاشق کا انداز پیش کرتی ہے:

اے پہ فرق د آدم تا جہ د تمام عالم سرا جہ

ترجمہ: "اے آدمؑ کے سر کے تاج۔ اے سارے عالم کی روشنی۔"

بتو ہر نعت لائق ئے بے نظیر و خلائق ئے

ترجمہ: "آپؐ ہر نعت کے لائق ہیں، کہ آپؐ خلائق میں بے نظیر ہیں۔"

چہ نظیر نہ لرے نہ کہ ستا سایہ نہ وہ پہ ز مکہ

ترجمہ: "آپؐ اپنا ثانی نہ رکھتے تھے، اسی لئے آپؐ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔"

پیر محمدؒ کاکڑ

پیر محمدؒ کاکڑ پشتو شعر میں ایک نمایاں نام ہے۔ وہ صاحب دیوان شاعر تھا۔ ژوب (بلوچستان) کا رہنے والا تھا اور پشتونوں کے مشہور قبیلے کاکڑ کا چشم و چراغ تھا۔ یہ احمد شاہ درانی کا ہمعصر تھا۔ جب احمد شاہ ۱۱۶۱ھ میں تخت نشین ہوا تو پیر محمدؒ اس وقت سفید ریش تھا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ ۱۱۲۰ھ کے لگ بھگ پیدا ہوا تھا۔ وہ ایک عارف و عالم شخص تھا۔ احمد شاہ ابدالی کی فرمائش پر ایک تاریخ بھی لکھی، جس کا نسخہ امیر عبدالرحمٰن خان والئی کابل کے دربار میں موجود تھا لیکن بعد میں وہ افغانستان سے باہر لے جایا گیا اور اب ناپید ہے۔ عشق رسولؐ کا ثبوت اس کے اشعار سے ملتا ہے:

اول نور کہ رسول نہ وہ پیدا روشنائی بہ پیدا نہ وہ پہ دنیا

ترجمہ: "اگر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا نور تخلیق نہ ہوا ہوتا تو دنیا ضیا سے محروم ہوتی۔"

تل صلوۃ بر محمدؐ پہ اخلاص دا یہ آئینہ کڑہ د خاطر پرے مصفا

ترجمہ: "ہمیشہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاص پر درود بھیجو۔ دل کا آئینہ اسی سے مصفا کرو۔"

بظاہر محمدؐ ختم النبیینؐ دے بمعنی کے مقدم دی تر ہر چا

ترجمہ: "بظاہر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ختم النبیین ہیں، لیکن دراصل وہ ہر ایک سے مقدم ہیں۔"

احمد شاہ ابدالی

احمد شاہ ابدالی کو لوگ ایک فاتح کی حیثیت سے جانتے ہیں لیکن انہوں نے پشتو کی ادبی دنیا پر بھی اپنی لازوال طاقت کی بدولت حکومت کی ہے۔ انہوں نے نعت صلی اللہ علیہ وسلم بڑے خلوص اور بڑی تفصیل سے لکھی ہے :

مصطفےٰ یا مصطفےٰ ، مصطفےٰ یا مصطفےٰ مصطفےٰ یا مصطفےٰ ، فریاد رس یا مصطفےٰ
پہ رسول م زڑہ بازیگی، کل امت پر ہو یگی چہ پہ مونگ بہ درحمیگی، فریاد رس یا مصطفےٰ

ترجمہ : "مصطفےٰ یا مصطفےٰ" فریاگد رس یا مصطفےٰ" رسول پر میرا دل نازاں ہے۔ ساری امت اس کی مشتاق ہے۔ وہ ہماری شفاعت کریں گے۔ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فریاد رس ہیں۔"

د گنا ہو شرمندہ یم، لہ خجلت سر انگندہ یم د دے نفس پہ خولہ گندیم، فریاد رس یا مصطفےٰ

ترجمہ : "میں اپنے گناہوں کی وجہ سے شرمندہ ہوں۔ شرمندگی سے سرنگوں ہوں۔ اس نفس کے ہاتھوں آلودہ ہوں۔

حافظ الپوری نے بھی رحمان بابا کی طرح، وسیع شہرت پائی۔ وہ بھی عوام کے شاعر تھے۔ انہوں نے غزل کا موضوع عرفان اور پندونصائح کو بنایا۔

قاسم علی خاں آفریدی ہفت زبان شخص تھا۔ اس نے اردو، فارسی،پشتو میں شاعری کی۔ کشمیری، انگریزی، پشتو، فارسی اور اردو میں نعت لکھی۔ وہ اٹھارہویں صدی کا شاعر تھا۔ اس نے نعت بھی لکھی۔

جدید دور میں تقریباً" سبھی شعراء نے نعت نبیؐ لکھنے کی سعادت حاصل کی۔ ان میں حاجی سمندر بدر شوی اور امیر حمزہ شنواری کا مرتبہ بہت بلند ہے۔

امیر حمزہ شنواری نے "وزڑہ آوار" یعنی آواز دل کے نام سے نعتیہ کلام کا ایک مجموعہ بھی شائع کیا۔

حاجی سمندر خاں نے "د قرآن ژڑا" یعنی "گریہ قرآن" کے نام سے ایک اسلامی شعری مجموعہ شائع کیا۔ حال ہی میں صرف بسم اللہ کی تفسیر کرتے ہوئے چالیس ہزار اشعار لکھے۔ جدید دور کے ہر شاعر کے ہاں نعت کا نیا انداز ملتا ہے۔

گوجری نعت

ڈاکٹر غلام حسین اظہر

گوجری میں دیگر زبانوں کی طرح نعتیہ کلام کا وقیع ذخیرہ موجود ہے اور یہ کئی صدیوں پر پھیلا ہوا ہے۔ دکنی دور سے اب تک اس صنف سخن میں طبع آزمائی کرنے والے شعراء اس میں برابر اضافہ کرتے چلے آرہے ہیں۔ دکنی دور سے اب تک کے ذخیرہ کا کسی ایک مقالہ میں کما حقا جائزہ لینا ممکن نہیں۔ پھر یہ حقیقت بھی ملحوظ رکھنی ضروری ہے کہ دکنی دور کا جائزہ بہت سے محققین لے چکے ہیں۔ اردو کے دکنی دور کی ساری شاعری گوجری میں ہے۔ اس وجہ سے اس کا دور کا جائزہ لینا تکرار محض ہوگا۔ اس لئے ہم اگر جدید دور کی شاعری پر ہی نگاہ ڈالیں تو زیادہ بہتر ہے۔

جدید گوجری ادب میں نعت کے میدان میں سب سے نمایاں نام رانا فضل حسین کا ہے اور صرف ان کا ہی نعتیہ کلام کتابی صورت میں منظر عام پر آیا ہے۔ رانا فضل حسین کی نعت میں قدیم و جدید کا ایک حسین امتزاج ہے۔ ان کے یہاں احترام و عقیدت کا وہ بے پایاں جذبہ موجود ہے جو نعت کی جان ہے۔ ان کے نزدیک زندگی کے وہی لمحات حاصل زیست ہیں جو ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں گزریں۔ انہیں دونوں جہانوں میں ملجا و مادی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو اپنے لئے شہرپناہ خیال کرتے ہیں:

تم او ہماری شہر پناہ ہم سدو اڈیکاں رحمت تاں

"آپ ہماری شہر پناہ میں، ہم ہمیشہ آپ کی رحمت کے منتظر رہتے ہیں۔"

اور جب وہ اپنی تر دامنی پر نگاہ ڈالتے ہیں تو پھر بھی نجات کا ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا رشتہ خاطر ہی نظر آتا ہے:

ہوں دور تھارا تیئیں ترسوں نت مناں اپنے کول بلا لیے
ہے ڈونگی ڈاب گناہاں کی بیڑی ڈبتی آن بچالیے

ترجمہ: "میں آپ سے دور ہمیشہ ملنے کو ترستا ہوں۔ مجھے اپنے پاس بلا لیجئے۔ میں گناہوں کی گہری ڈاب میں ڈوب رہا ہوں، میری کشتی ڈوبنے سے بچا لیجئے۔"

اور حرص و ہوا کی ناگن سے بچانے کا وہ ذریعہ بھی یہ تصور کرتے ہیں کہ محسن انسانیت انہیں "چانبا" دیں:

کول بلا کے چانبادیو، حرص کی ناگن لڑھ لڑھ گئی

مدینہ طیبہ تک پہنچنے اور وہاں کی ارض مقدس کو اپنی آنکھ کا سرمہ بنانے کی آرزو ان کے یہاں باربار ابھرتی ہے:

سدھتا نئیں تم شہرمدینے جندڑی سولی پر چڑھ گئی

"آپ شہر مدینے مجھے نہیں بلاتے، میری جان سولی پر چڑھی ہوئی ہے۔"

راہ نگر تیرا کالبھ لبھ کے ہوں دکھیاڈاہڈو ہو چلیو:

"میں آپؐ کے نگر کا راہ ڈھونڈ ڈھونڈ کے بہت دکھیا ہوگیا ہوں۔"

وہ رحمت عالمؐ سے اک نظر کرم کی طلب بار بار کرتے ہیں۔ تاکہ ان کا مقدر سنور جائے۔

رحمت عالم تمناں کہیں اک نظر عنایت انگا دی

"آپ کو رحمت عالم کہتے ہیں' اک نظر عنایت ادھر بھی کیجئے اور پھر فرماتے ہیں:

پھر پھر تھکیو ساری دنیاں پکھیا خیر نئیں لبھتی
سدھ مدینے کو لے رکھیو رحمت کو سر سائیو

ترجمہ: "میں تلاش کر کر تھک گیا ہوں' ساری دنیا میں مجھے خیر کی بھیک کہیں نہیں ملتی۔ مجھے مدینہ منورہ بلا کے اپنے پاس رکھیے اور میرے سر پر رحمت کا سایہ کیجئے۔"

مدینے کی جانب لوگوں کو جاتے دیکھتے ہیں تو وہ بیقرار و بیتاب ہوجاتے ہیں کہ انہیں حاضری کا شرف اور سعادت نہ جانے کب نصیب ہوگی۔ والہانہ شیفتگی اور شوق بے پایاں کی وجہ سے وہ بڑے سادہ الفاظ میں اپنی آرزو کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن ان سیدھے سادے الفاظ میں جو سوزوگداز اور دل نشینی ہے۔ وہ بھاری بھرکم الفاظ سے بڑھ کر ہے:

لوں لوں بولے صلی علیٰ میری ولڑی ہد کے سینے میں

"میرے ایک ایک رونگٹے سے صلی علیٰ کے الفاظ نکلتے ہیں۔ اور میری جان سینے میں پھڑ پھڑانے لگتی ہے۔"

والہانہ شیفتگی کے بے ساختہ اظہار کے ساتھ ساتھ ان کے یہاں اس انقلاب کی اہمیت کا گہرا شعور بھی ہے۔ جو محسنؐ انسانیت نے پیدا کیا۔ اس انقلاب کی اہمیت اور عظمت کا احساس دلانے کے لئے وہ اکثر دور جاہلیت اور ظہور اسلام کے بعد کے دور کا تقابلی انداز میں جائزہ پیش کرتے ہیں اور اس تقابل سے اخوت و مساوات کی ان اقدار کی پاسداری اور ترجمانی پر ابھارتے ہیں' جو اسلامی تعلیمات کی بنیاد ہیں۔

قرآن حکیم نے دور جاہلیت کی جو معنی خیز تصویر ان الفاظ پر پیش کی ہے:

ظهر الفساد فی البر و البحر (سورہ روم ۔ ۴۱)

اس فساد آدمیت کی جھلک رانا فضل حسین کی نعتوں میں بار بار سامنے آتی ہے۔ لیکن سب سے زیادہ بھرپور اور موثر نقش اس نعت میں ابھرا ہے۔

۱۔

رب کی بستی باس بے بس تھی' کعبہ جیا دل توڑیں تھا جراں تے ظلماں کا راغس لیتے چڑھتے دوڑیں تھا

۲۔

تھی قتلام خدا کی بستی، آدم تھو آدم کو بیری — گھر عرباں کے دھی جے تھی، جیتی ناں دب چھوڑیں تھا

۳۔

موئی سامی بندا فریہ کعبہ پر وی قابض تھا — لساں ماڑاں انساناں کا اجڑ اجڑ ہوڑیں تھا

۴۔

بے نیائیں عام ہوئی تھی میٹو تھو انصاف کوناں — انسانیتی کی ہتیا تھی، آدمیت ناں گوڑیں تھا

۵۔

لاکے ریشم کا پہناوا کعبہ کا کھڑ پینچ ڑیں تھا — لوک غریب طواف کے بیلے ننگے جسم دروڑیں تھا

۶۔

اونچ تے نیچ کو چکر چلا کے آدمیاں ناں بنڈیو تھو — بھائی چارا کی ریتاں ناں ڈنگی کھات دبوڑیں تھا

۷۔

ایویں کیویں جنگ چھڑے تھی، قتل کی منڈی لگے تھی — آپت ماں تکوار چلے تھی، سر اپناں کا پھوڑیں تھا

۸۔

بولی چڑھ انسان بکیں تھا، آدمیت نیلام ہووے تھی — کا ماں چاکر آدمیاں نا بھکیں پیٹیں چوریں تھا

ترجمہ : ۱۔ رب کی بستی بہت بے بس تھی، کعبہ جیسا دل توڑا جا رہا تھا۔ جبر اور ظلم کے جھکڑ مشرق اور مغرب میں چل رہے تھے۔

۲۔ خدا کی بستی مقتل بن گئی تھی، آدم ہی آدم کا دشمن تھا۔ عربوں کے گھر میں بیٹی پیدا ہوتی تو پیدا ہوتے ہی اس کو دفن کر دیتے تھے۔

۳۔ بڑے بڑے امراء اور طاقتور لوگ کعبہ پر بھی قابض تھے اور کمزوروں اور بے سہارا لوگوں کو جانوروں کے گلے کی طرح ہانکتے تھے۔

۴۔ بے انصافی عام ہوگئی تھی۔ انصاف کا نام و نشان مٹ گیا تھا۔ انسانیت اور آدمیت کو بالکل ہی مٹا کے رکھ دیا گیا تھا۔

۵۔ کعبہ کے کھڑ پینچ تو ریشم کا لباس پہنے پھرتے تھے، اور غریب لوگ طواف بھی ننگے جسم کے ساتھ کرتے تھے۔

۶۔ اونچ اور نیچ کا چکر چلا کر آمیت کو طبقوں میں بانٹ دیا گیا تھا۔ بھائی چارا کی ریت بالکل ملیا میٹ ہو چکی تھی۔

۷۔ بلاوجہ جنگ چھڑ جاتی اور قتل کی منڈی لگ جاتی تھی۔ اپنوں میں تکوار چلتی تھی اور اپنوں کا ہی سر قلم کیا جاتا تھا۔

۸۔ انسانوں کا نیلام ہوتا تھا' آدمیت بکتی تھی۔ ملازموں اور غلاموں کو ساری زندگی بھوکے رہ کر خدمت بجا لانا پڑتی تھی۔

دور جاہلیت کا یہ بھیانک منظر پیش کرنے کے بعد ظہور اسلام کا نقشہ سامنے لایا گیا ہے:

۱۔
عرب کا چن کا چانن غار حرا کی کھوڑیں تھا　　آخر آہ غریب کی چمکی' عرش کا کنگرا لرز گیا

۲۔
رحمت کی رت ڈیک رہی جد آساں کا پھل اوہڑیں تھا　　رب کی بستی اجڑ بسے رے' رب اپنی مرضی کو مالک

۳۔
رحمت بن کے آپے آیو جس ناں دکھیا دوڑیں تھا　　بس گئی فیر خدا کی بستی حق آیوتے باطل نٹھو

۴۔
آپے ذرد منداں کا دردی پاک محمدؐ بوہڑیں تھا　　عرب کا آجڑیں ناں آکے دین دنی کی جاچ سکھائی

۵۔
سچاں کی فرجت ہوئی تے کوڑا تلیں مروڑیں تھا　　بدل دتو سنسار ظلم کو' مکر کا بندا ہار گیا

ترجمہ: ۱۔ غریب کی جب آہ چمکی تو عرش کے کنگرے لرز اٹھے۔ عرب کے چاند کی چاندنی نے غار حرا کو روشن کر دیا۔

۲۔ رب اپنی مرضی کا مالک ہے۔ کسی بستی کو آباد کرنا اور اجاڑ دینا اس کے بس میں ہے۔ جب آسوں کے پھول مرجھا رہے تھے تو رحمت کی رت بھی منتظر تھی۔

۳۔ پھر خدا کی بستی آباد ہوگئی' حق آیا اور باطل بھاگ گیا۔ وہ خیرالبشرؐ رحمت بن کے آگئے۔ جن کی انسانیت کو تلاش تھی۔

۴۔ محسن انسانیتؐ نے عرب کے گلہ بانوں کو دین اور دنیا دونوں کی تعلیم دی۔ دکھیوں کا درد بانٹنے کے لئے اس وقت سرور کائناتؐ مبعوث ہوئے۔

۵۔ آپؐ نے کایا پلٹ دی' ظالم ہار گئے۔ ظلم ختم ہوا' سچائی کی جیت ہوئی اور جھوٹ کو شکست۔

اس نعت میں اس انقلاب عظیم کا پرتو دکھائی دیتا ہے جس کے بارے میں قرآن مجید میں یہ ارشاد ہے:

و کنتم علی شفا حضرۃ و من النار فانقذکم منھا (آل عمران ـ ۱۰۳)

ترجمہ: "اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے' خدا نے تم کو اس سے بچا لیا۔"

سیرت طیبہ میں غریبوں' ناداروں اور بے سہاروں کی دستگیری کے پہلو کو نمایاں کرنے کے لئے کہیں کہیں رانا فضل حسین

نے استفہامیہ انداز بھی اپنایا ہے:

کس نے ڈھتا گڑتا چایا' لسا کروتا تھا تگڑا
کس نے بھائی چارا دسیا' ختم کیارے سارا جھگڑا
اس بن کہڑو ساتھی بگڑے اوکھت بیلے چارو کون

ترجمہ: "کس نے گرے پڑوں اور بے سہاروں کو طاقتور اور معزز بنایا۔ کس نے جھگڑے ختم کر کے بھائی چارے کی راہ دکھائی۔ اس کے بغیر کون ساتھی ہے اور کون مشکل میں چارہ گر بنتا ہے۔"

اس استفہامیہ اندار سے بھی اصل مقصد بالواسطہ طور پر سیرت: طیبہ کے اخوت و مساوات سے متعلق پہلوؤں کی ترجمانی ہے۔رانا فضل حسین کی نعت یوں محض احترام و عقیدت کی مظہر ہی نہیں بلکہ ہمیں اپنے معاشرے کو اس ڈھانچے میں ڈھالنے کی ترغیب بھی دیتی ہے۔ جس سانچے میں حضورؐ نے عرب کے معاشرے کو ڈھالا ---- اور شتربانوں کا گہوارہ' تمدن آفرین سرزمین بن گیا۔

مولانا محمدؐ اسماعیل ذبیح کی نعت بھی ہمیں دنیا پر محسن انسانیتؐ کے عظیم احسانات سے آشنا کرتی ہے۔ ان کی نعت میں ہمیں اس حقیقت کا جا بجا اظہار ملتا ہے کہ رنگ و نسل اور دیگر امتیازات کو مٹا کر بنی نوع انسان کو ہر قسم کی غلامی سے نجات دلانے کا عظیم کارنامہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انجام دیا۔ان کی نعت میں سرور کائناتؐ کی ذات اقدس ایک ایسے مینارہ نور کی صورت میں نظر آتی ہے۔ جس کے ایک طرف اوہامی تمدن ہے اور مختلف نوع کی غلامی کے پنجے میں لہولہان انسانیت اور دوسری طرف روشنی کا نور' جس نے عقل و شعور کا اجالا پھیلایا اور ہر نوع کی غلامی اور امتیازات کو مٹا دیا اور جہاں ہر طرف جبر و تشدد اور آہ و فغاں تھی' وہ سرزمین فردوس بداماں بن گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ الوداع میں واشگاف الفاظ میں کہہ دیا کہ:

"اب کسی کو کسی پر فوقیت نہیں۔ سب انسان بحیثیت انسان برابر ہیں۔ خواہ ان کا تعلق کسی رنگ' کسی خطے' کسی نسل سے ہو ---- اب بنائے امتیاز مال و دولت جاہ و حشم نہیں۔ بلکہ تقوی ہے۔"

مولانا اسماعیل نے ان احساسات کے ہمہ گیر اثرات کی نشاندہی کی۔ جنہوں نے پوری انسانی دنیا کو بدل کر رکھ دیا ---- اس انقلاب عظیم کی مختلف جہتوں کی نشاندہی ان کی نعت کا اصل مرکز و محور ہے:

۱۔ وہ جو کون جے فرق مٹا دیہے' وطن' نسل تک رنگ زبان کوئے
کرے دلاں کی مرض ناں دور جگ تیہی' عرب عجم ناں کرے یکساں کوئے

۲۔ اسو کون جے رب کو رنگ چاہڑے' بھرے دلاں ماں نور ایماں کوئے
رب کی بندی باجھ ہر بندگی کو دیہے توڑ زنجیر' ذی شان کوئے

۳۔

دے آدمیاں ناں آدمیت سدھا راہ پر کرے روان کوئے
ایکن صف ماں کھلیں غلام آقا' دے انہاں کر اخوان کوئے

۴۔

تخت تاج کوناں مٹا دیے' دیے رہن نہ شاہاں کی شان کوئے
"ذبیح" کرے نظام اسلام قائم' جس ماں ہوئے نہ شاہ سلطان ہوئے

ترجمہ :۱۔ سرور کائناتؐ کے علاوہ دوسرا کون ہے' جو وطن' رنگ اور نسل کا فرق مٹا دے' تمام جہان سے دلوں کی مرض دور کر دے اور عرب اور عجم کو یکساں کر ڈالے۔

۲۔ ایسا کون ہے' جو دلوں پر رب کا رنگ چڑھائے' اور دلوں کو نور ایمان سے بھر دے۔ رب کی بندگی کے بغیر ہر بندگی کی زنجیریں توڑ ڈالے۔

۳۔ آدمیوں کو آدمیت سکھائے اور انہیں سیدھے راہ پر رواں کر دے۔ ایک ہی صف میں غلام اور آقا کھڑے ہو جائیں اور انہیں آپس میں بھائی بھائی بنا دے۔

۴۔ تخت و تاج کا نام تک مٹا دے اور شاہوں کی شان کا نشان تک نہ رہنے دے۔ ذبیح وہ ایسا نظام قائم کرے جس میں کوئی شاہ اور سلطان نہ ہو۔

تمام امتیازات مٹا کر اخوت و مساوات کی بنیادوں پر سماج کی تعمیر کے اس احسان کو "ذبیح" جب یاد کرتے ہیں' تو ان کا سر فرط عقیدت سے خیرالبشرؐ کی بارگاہ میں جھک جاتا ہے اور ان کی زبان پر درود و صلواۃ کا ورد جاری ہوجاتا ہے۔

وہ جس نے مٹایا یہ سب امتیاز
یہ یہ عربی عجمی تے محمود ایاز
یہ کالا یہ گورا یہ اعلیٰ یہ عام

علیہ الصلواۃ علیہ السلام

وہ جس کو خطاب ہے رؤف الرحیم
تے سیرت ملی جس ناں خلق عظیم
عرب تے عجم کو سراج الانام

علیہ الصلواۃ علیہ السلام

ترجمہ : وہ ذات گرامی جس نے عربی' عجمی' محمود اور ایاز' کالے اور گورے' اعلیٰ اور عام کا امتیاز مٹا دیا' اس پر

درود و سلام :

وہ ذات مقدس جس کا خطاب رؤف الرحیم ہے جس کا خلق، خلق عظیم ہے۔
اور جو عرب اور عجم کی روشنی ہے اس پر درود اور سلام۔

سارا جگ تیں اکرم، ارحم
سب تیں مکرم، سب تیں معظم
سب تیں افضل، سب تیں اعلم

صلی اللہ علیہ وسلم

انسانی قدراں کو معلم
دکھیاراں کو مددی، ہمدم
جس کی عظمت جگ ناں مسلم

صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ : وہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سب سے اکرم، ارحم، مکرم، معظم، افضل اور اعلیٰ ہیں۔
وہ انسانی قدروں کے معلم، دکھیوں کے ہمدرد اور ہمدم ہیں۔ ان کی عظمت تمام جگ میں مسلم ہے۔ ان پر صلواۃ و سلام۔

مولانا اسماعیل ذبیح کی نعت میں وارفتگی نے ایسی بے ساختگی اور صوتی آہنگ پیدا کیا ہے جو تا دیر مسحور کئے رکھتا ہے۔

رانا فضل حسین اور مولانا اسماعیل ذبیح کی نعت میں عقیدت و احترام اور اسوہ حسنہ کو پیش کرنے کا جو دل نواز اور فکر انگیز رجحان کار فرما ہے، وہ گوجری نعت میں اب ہمہ گیر رجحان کی حیثیت رکھتا ہے۔

نئی نسل میں سے سرور صحرائی، صابر آفاقی، مخلص وجدانی، فیض اللہ جوشی، سرتاج راجوری اور دیگر شعراء کے یہاں یہی رجحان نئی فنی اور فکری رفعتوں سے آگے بڑھ رہا ہے۔ جواں سال شاعر سرور صحرائی کے یہاں اس رجحان کا نقش ملاحظہ کیجئے

بگڑی بگڑی حالت تھی جد ظلم ظلم کا پھندا تھا
سارو مند مٹا نو تھو، تد مدحت رب کی آئی تھی
ہرپاسے لوٹی کوٹی تھی، مسکین غریب نماناں تھا
لوڑ تھی سوہنا ہادی کی، جد ظلم نے اتی مچائی تھی
رحمت رب نے عام کری اک نور کی لاٹ جگائی تھی
ڈھٹھا گڑیا چاکے اچا انساناں کی قدر بدھائی

لوڑ پئی اک چنگا کی جد لوک ہو یا دامندا تھا
کفر اندھیرا کھنڈیا تھا اکھ ہو تاں لوکی اندھا تھا
عزت رہن تے گروی تھی انسان نے رکھیا بندھا تھا
شرم شرافت کھرچی تھی تے پھر وتا وارندا تھا
توحید کا نور ظہور ہویا، فاران تیں چمکیا چندا تھا
قسمت جاگی انساں کی نہ منت تھی نہ چھندا تھا

سچا کروت دساں تھا۔ محبوبؐ خدا نے آکے تے ستھرا صاف بناناں تھا' دل کفر ماں ہویا گندا تھا
نیک عمل کی سب نا آکے آپے جاچ سکھائی تھی درس ہدایت دین آیا تے برا چھڑاناں دھندا تھا
عربی عجمی کالا گورا "سرور" ہو گیا بھائی بھائی باغ محمدیؐ اندر سوہنا پھل پھل لایا پندھا تھا

ترجمہ : ا۔ جب حالات بگڑ گئے۔ ظلم کے پھندے میں سارا جہان جکڑا گیا' لوگوں کے اعمال برے ہوگئے' تو ایک اچھے انسان کی ضرورت پڑی۔

۲۔ اس صورت حال میں ساری برائیاں مٹانے کے لئے رب کی رحمت ظاہر ہوئی۔ کفر کا اندھیرا ہر سو پھیلا ہوا تھا۔ لوگ آنکھیں ہوتے ہوئے اندھے تھے۔ ہر طرف لوٹ مچی ہوئی تھی۔ مسکین اور غریب بے حد بے بس تھے۔

۳۔ ان کی عزت رہن تھی اور انسانوں نے انہیں غلام بنایا ہوا تھا۔ جب ظلم حد سے بڑھ گیا تو ایک سوہنے ہادیؐ کی ضرورت لاحق ہوئی۔ اس وقت شرافت کو کھرچ ڈالا گیا تھا۔ بلکہ اس پر رندا پھیر دیا گیا تھا۔

۴۔ اس ہادی کو توحید کی روشنی پھیلانی تھی۔ یہ کام خاصا کٹھن تھا۔ جو لوگ اغراض کے غلام تھے۔ انہیں سیدھے راستے پر لانا تھا۔

۵۔ خداوند تعالیٰ نے اس ہادیؐ کو بھیج کر اپنی رحمت عام کی اور اک نور کی لاٹ جگا دی۔ توحید کا نور ظہور ہوااور فاران پر چاند چمکا۔

۶۔ اس راہبرؐ نے گرے پڑے لوگوں کو اٹھا کر ان کی قدر بڑھائی۔ کمزوروں کی قسمت جاگ اٹھی' انہیں اب منت و سماجت کی ضرورت نہ رہی۔

۷۔ محبوبؐ خدا نے آکر سچائی کی راہ دکھائی تھی۔ جو دل کفر سے گندے ہو چکے تھے۔ انہیں پاک اور صاف بنانا تھا۔

۸۔ انہیں آکر سب کو نیک اعمال کی انگل سکھائی تھی۔ درس ہدایت دینا تھا اور ان سے برے اعمال چھڑانے تھے۔

۹۔ اے سرور! عربی اور عجمی بھائی بھائی ہوگئے اور باغ محمدیؐ میں رنگارنگ' خوبصورت پھول کھل اٹھے۔

سرور صحرائی نے رواں دواں اور خوش آہنگ انداز میں جس روایت کو آگے بڑھایا' اسی کا پرتو ہی نئی نسل کے یہاں دکھائی دیتا ہے۔ دلنشین انداز میں اسوہ حسنہ کو سامنے لانے اور اس روایت کے ساتھ ساتھ نعت کی وہ روایت اب تک گوجری نعت میں جاری و ساری ہے جس میں حضورؐ سے بے پناہ عشق کو ہی حاصل حیات کہا جاتا ہے۔

اس سوز و گداز کی نمایاں جھلک مہرالدین عمر کے یہاں ہے۔ مہرالدین عمر مرحوم نے بڑی پر سوز نعتیں کہی ہیں۔ ان میں سے ایک نعت کی چند جھلکیاں دیکھئے :

۱۔ اس ذات پر ہوویں سلام لکھ لکھ رب نے کیا اچا اختیار جس گا
شافع امتاں گو' حامی عاصیاں گو' احسان ہیں بے شمار جس گا

۲۔ پاک آل دے پاک اصحاب جس کا' اچو شان رکھیں چار یار جس گا
کامل پیر ہے پیرا گو پیر میراں خدمتگار ہیں ولی ابرار جس گا

۳۔ جناں مرسلاں گی ملی تاجداری' جبرائیل جہیا کاردار جس گا
گنہگاراں گو آسر و ذات جس کی' اوگنہگار جس کا خطا کار جس گا

۴۔ جس گا باغ رضواں تے حوض کوثر جنت تحت الانہار جس گا
جناں قاب قوسین گو شرف حاصل درجہ عرش عظیم دے پار جس گا

۵۔ علی ولی جہیا ولی چار جس گا' خالد جہیا ہیں سپہ سالار جس گا
حمزہ جہیا شہید شہید ہو گئے گیا جتیں جاں نثار جس گا

۶۔ ابو جہل جہیا مردود ازلی دشمن' دوزخیں گیا کفار جس گا
جس گی ذات سچی' جس کوناں سچو سچا عہد دے قول قرار جس گا

۷۔ ہو مست الست بلالؓ بن گئے جلوہ دیکھ لیا یک وار جس گا
کشتی نیں رکتی اگی مشگلاں ماں کرے آپ سوہنو بیڑا پار جس گا

۸۔ بھرؔ ولی مع اللہ کا بھیت جانے نہیں سمجھتو کوئے اسرار جس گا
اکھیں اسے گی دھیر دلگیریاں ماں ستمند ہیں "قمر" بیکار جس گا

ترجمہ :۱۔ اس ذات پاکؐ پر لاکھ لاکھ سلام ہوں' جس کو رب نے اونچا اختیار عطا کیا ہے۔ وہؐ امتوں کے شافع ہیں' عاصیوں کے حامی ہیں اور ان کے انسانیت پر بے شمار احسانات ہیں۔

۲۔ جس کی آلؓ پاک' جس کے اصحابؓ پاک ہیں' جس کے چاروں یاروں کی شان اونچی ہے۔ کامل پیر' پیر پیراں جن کی امت میں ہیں۔ جن کے تمام ولی اور ابرار خدمتگار ہیں۔

۳۔ جنہیں مرسلوں کی تاجداری حاصل ہے۔ جن کا جبرائیلؑ جیسا عالی مقام فرشتہ خدمتگار ہے۔ جن کی ذات گنہگاروں کے لئے آسرا ہے' جو گنہگاروں اور خطاکاروں کا ملجا ہیں۔

۴۔ باغ رضوان' حوض کوثر اور جنت تحتہا الانہار جس کی ہیں۔ جسے قاب قوسین کا شرف حاصل ہے اور جس کا درجہ عرش عظیم سے بلند تر ہے۔

۵۔ حضرت علیؓ ولی جیسے جس کے ولی ہیں اور حضرت خالدؓ جیسے جس کے سپہ سالار ہیں۔ حضرت حمزہؓ جیسے جس کے شہید ہیں' جو انؐ کے جاں نثار تھے۔

٦۔ جس کا ابوجہل جیسا مردود ازلی دشمن کافر دوزخ میں گیا۔ جس کی ذات سچی' جس کا نام سچا اور جس کا وعدہ اور قول و قرار سچا ہے۔

۷۔ جس کا ایک جلوہ دیکھ کر بلالؓ جیسے مست الست ہوگئے۔ جس کا وہ بیڑا پار کرے' اس کی کشتی کسی مشکل میں نہیں رکتی۔

۸۔ جو ولی اللہ کا بھید جان لے' اس کے اسرار کو کوئی نہیں جان سکتا۔ اے قمر! اس کی ذات دلگیریوں اور بیماریوں کو دور کرنے والی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو دانائے سبل اور مولائے کل جاننے کا یہ میلان ''قمر'' کی تمام نعتوں میں جلوہ گر ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں:

توں طہ یاسین مزمل شان نرالو تیرو   تو روف رحیم مدثر رتبو بالو میرو

ترجمہ: ''آپؐ طہٰ' یاسین اور مزمل ہیں۔ آپؐ کی شان نرالی ہے۔ آپؐ روف رحیم اور مدثر ہیں۔ آپؐ کا رتبہ بہت بلند اور ارفع ہے۔''

جذب و کیف کی یہی کیفیت محمدؐ اسرائیل مہجور کی نعت میں کارفرما ہے:

ہووے تیرا تیں کد تعریف ان کی   دعود ایڈ نہ وہم گمان ماں اے
برکت انہاں کا نام تیں کروں حاصل   مقصد نیک یوہ صرف دھیان ماں اے

ترجمہ: ''مجھ سے ان کی تعریف کب ہوسکتی ہے۔ ایسا دعویٰ میرے وہم و گمان میں بھی نہیں ---- میں ان کے نام سے برکت حاصل کروں' صرف یہی نیک مقصد میرے دھیان میں ہے۔''

گوجری نعت کے اس مختصر جائزے سے ظاہر ہے کہ نعت کے میدان میں گوجری زبان دوسری زبانوں کی ہم پلہ ہے اور اس میں فکر کی عظمت اور بیان و زبان کی حلاوت کے کئی ایسے دلاویز اور فکر انگیز رجحانات موجود ہیں' جو اس کے نعتیہ ذخیرہ کو ایک بلند مقام عطا کرتے ہیں۔

براہوئی نعت

ڈاکٹر انعام الحق کوثر

میر نصیر خان نوری کے عہد حکومت (۱۱۶۴ھ تا ۱۲۰۹ھ بمطابق ۱۷۵۰ء تا ۱۷۹۴ء) میں عربی، فارسی، پشتو، بلوچی اور براہوئی کے ایک جید عالم اور شاعر ملا ملک دادا بن آدین غرشین نے نور اسلام کو یہاں کے قبائلیوں تک پہنچانے کا پختہ ارادہ کیا چنانچہ انہوں نے اپنی معروف براہوئی منظوم کتاب "تحفتہ العجائب" ۱۱۷۳ھ بمطابق ۱۷۵۹ء میں لکھی۔ دو تین نعتیہ شعروں کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

محمدؐ اللہ تعالیٰ کے پاک رسول ہیں۔ محمدؐ اللہ تعالیٰ کے پاک خلیل بھی ہیں۔
محمدؐ اللہ تعالیٰ کے غلاموں کا غلام اور آپ کے محاسن کی تعریف کرنے والا ہے۔

ملا ملک داد کا اثر اس قدر ہمہ گیر تھا کہ وہ انہی کے زمانے تک محدود نہ رہا۔ چودھویں صدی ہجری کے آغاز میں درخاں (ڈھاڈر) سے جو تحریک، نشاۃ الاسلامیہ شیخ البلوچستان جناب مولانا فاضلؒ کے زیر قیادت ابھری وہ نہ صرف لسانی بلکہ موضوعاتی اور ذہنی اعتبار سے بھی ملا ملک داد کی روایت کو لئے ہوئی تھی اور چونکہ درخانی مدرسہ فکر اور اس کی نگارشات عالیہ اب بھی مصروف تخلیق و تطہیر ہیں لہٰذا یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ ملا ملک داد کی روایت اب بھی براہوئی علم و ادب اور ذہن و قلب میں رچی بسی ہے۔ عشق محمدیؐ سے سرشار مولانا محمدؐ فاضل کے نامور شاگردوں میں ان کے نواسے مولانا محمد عبداللہ درخانی کے علاوہ مولانا بنو جان، مولانا عبدالمجید چوتوئی اور مولانا عبدالحی تھے۔ ان سب نے نعتیہ شعر کہے ہیں۔ مولانا محمد عبداللہ درخانی کہتے ہیں:

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک تعالیٰ کے نور ہیں۔ تمام جہاں آپؐ کے لئے پیدا کیا اور آپؐ اس کی روح ہیں۔

آپؐ کا معراج عرش سے بھی اس پار ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے طور، تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے آسمان، تھا۔

مولانا بنو جان یوں مشورہ دیتے ہیں:

اے مسلمانو! تم خدا کا ذکر کرو اے لوگو تم محمد مصطفیٰ پر کثرت سے درود و سلام بھیجو۔

مولانا عبدالمجید کے مجموعہ کلام "جوش حبیب" کے اشعار آنحضرتؐ کے فراق میں دل کی پہنائیوں سے نکلے ہیں۔ رواں اور شیریں ہونے کے ساتھ ساتھ درد و اثر میں ڈوبے ہوئے ہیں جیسے

میرے حبیب آپؐ کی شان، شرافت سب سے زیادہ ہے۔ آپؐ سے استدعا ہے کہ آپؐ مجھے اپنی قربت سے دور نہ رکھیں۔

مولانا عبدالحی کے عظیم ترین شاگرد مولانا محمد عمر دین پوریؒ تھے۔ جنہوں نے اڑتالیس کتب براہوئی زبان میں تصنیف و تالیف کیں۔ آپ نظم و نثر دونوں پر یکساں طور پر حاوی تھے۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ قرآن مجید کا براہوئی زبان میں ترجمہ ہے۔ آپ نے اپنی کتابوں جیسے "سودائے خام"، "مشتاق مدینہ"، "فی الفراق"، "و بعض الطیب فی ذکر الحبیب"

"نصیحت نامہ" وغیرہ میں حضور پاک سرور کائنات آنحضرت صلعم کی خدمت اقدس میں گل ہائے عقیدت پیش کئے ہیں۔ مثلاً

محمدؐ کی صفت ہر جگہ موجود ہے
دریاؤں' میدانوں اور پہاڑوں پر
مجھے بتاؤ آپؐ سے بہتر کون ہے (کوئی نہیں)
یہ بندہ عاجز قربان ہے

مولانا محمد عمر دین پوری کی صاحبزادی مائی تارج بانو' حمد' نعت' منقبت' مرثیہ' اخلاقی غزل اور دینی کلام سے خصوصی لگاؤ رکھتی ہیں۔ آپ براہوئی زبان کی اولیں ادیبہ' شاعرہ اور مرثیہ نگار ہیں۔ ویسے تو علامہ دین پوری نے درجنوں اچھے شاگرد چھوڑے۔ مگر ان کا شاہکار ان کی صاحبزادی مائی تارج بانو ہیں۔

تاج محمد تاجل کا کلام بلوچستان بھر میں مقبول ہوا۔ منکر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کیفیت تاجل کی زبان میں کیا سے کیا ہو جاتی ہے۔ دیکھئے:

اگر تم اللہ کے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عاشق ہو
اور نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین کے چاہنے والے ہو
اگر تم محبوب سے منکر ہو
جو کوئی محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) سے منکر ہو!
(تو سمجھ لو) چکی کے ٹوٹے پاٹ کی طرح ہے!
اسے دنیا میں پریشانی اور بیقراری ملے گی
وہ (محبوب سے منکر) جہاں بھی جائے
اسے
لق و دق صحرا کی طرح آبادی نہیں ملے گی

بلو شاعر کلی بڑ احمد وال ضلع چاغی کا رہنے والا تھا۔ بدیہہ گوئی میں ماہر تھا۔ اس کی صرف ایک طویل نظم بطرز مثنوی ملی ہے۔ جس میں ضلع چاغی کی "ماہ گل" کی داستان بیان ہوئی ہے۔ اس میں نعتیہ اشعار موجود ہیں۔

چھ زبانوں (فارسی' اردو' بلوچی' سندھی' سرائیکی اور براہوئی) کے صوفی شاعر فیض محمد فیضل کا مجموعہ کلام "گلشن اشعار" کے نام سے بلوچی اکیڈمی کوئٹہ نے نومبر ۱۹۶۸ء میں چھپوایا۔ جو زیادہ تر نعتیہ کلام (۳۵۵ شعر) پر مشتمل ہے۔

مولانا محمد عمر ولد شیر محمد بنگل زئی کی ایک منظوم تصنیف "معجزات مصطفیٰ معروفات نامہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم" ۹۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

حاجی محمد عمر ابن حاجی علی محمد نے اپنی منظوم تصنیف "راغب المسلمین" میں اسلامی تاریخ کے بعض واقعات کو براہوئی اشعار میں پیش کیا ہے۔ نعتیہ اشعار بھی موجود ہیں۔

حاجی گل محمد نوشکوی نے اپنی منظوم تصنیفات جیسے "گلشن مصطفیٰ" "تحفہ الفقرا" "گلدستہ نوشکوی" اور "رفیق راہ مدینہ" میں جا بجا حضور پاک سرور کائنات آنحضرت صلعم کا ذکر مبارک کیا ہے۔ ایک شعر کا ترجمہ ہے۔

میری آرزو ہے کہ آپؐ مجھے اپنا شاہی دربار دکھائیں۔
اے محبوبوں کے سرتاج میں صرف ایک بار آپؐ کی آواز سننا چاہتا ہوں۔

محمد اسحاق سوز ولد مولوی عطا محمد صوفی کے مجموعہ کلام "گلشن سوز" کا پہلا باب توحید، رسالت، منقبت وغیرہ پر مبنی ہے۔
مولوی مراد علی رئیسانی کے مجموعہ کلام موسومہ بہ "گلشن بلوچستان" میں نعتیہ اشعار موجود ہیں۔
مولوی نور محمد کے مجموعہ کلام "کلام نور" میں جو نعتیہ شعر درج ہیں۔ ان میں سے ایک کا ترجمہ یہ ہے۔:

زندگی کے ہر شعبہ میں تم سنت رسولؐ کی پیروی کرو
اگرچہ تم مفلس ہو پھر بھی اپنی کامیابی کا یقین کر لو

رئیس نبی داد لانگو کے مرتب کردہ منظوم "گلدستہ" میں بھی براہوئی نعتیہ اشعار موجود ہیں۔
حافظ سعید احمد المعروف طوفان میل کی "معراج محمدیؐ" ۱۳۸۹ھ میں طبع ہوئی۔ انداز بیان شگفتہ اور متاثر کن ہے۔
کریم بخش سائل کے مجموعہ کلام "غزلیات سائل" پیر محمد ولد کرم خاں کے مجموعہ کلام "مہرو وفا" واحد بخش رند کے مجموعہ کلام "استنا ٹپاک" (زخم ہائے دل) اور قدم قدم آباد، میں نعتیہ اشعار موجود ہیں۔ تراب لاڑ کاغوی کہتے ہیں:

ہر وقت میرا دل رسول اللہؐ (پکارتا) ہے
میرا ذکر صبح و شام رسول اللہؐ ہے
جب رسول اللہؐ کہتا ہوں تو میرا دل خوش ہو جاتا ہے
اے سید! اے سید رسول اللہؐ

عبدالصمد شاہین سورابی نے جناب محشر رسول نگری کی شہرہ آفاق مثنوی فخر کونینؐ (حصہ اول تا سوم) کا منظوم براہوئی ترجمہ کیا ہے۔ جو قابل توصیف ہے۔

مولانا محمد فاضل مینگل نوشکوی مرحوم، مولانا الباقی درخانی، مولانا عبدالغفور درخانی، مولانا صالح محمد شاد جنہیں نعت گوئی سے خصوصی شغف ہے۔ بابا عبدالحق شاہوانی، گل بنگل زئی اور غلام حیدر حسرت وغیرہ نے بھی براہوئی میں نعتیہ اشعار کہے ہیں۔ یہ مضمون مولانا عبدالباقی درخانی کے ایک مشہور شعر پر ختم ہوتا ہے:۔

زمین آسماں ستارہ ئی محمدؐ اس محمدؐ اس   نا فکر و اشارہ ئی محمدؐ اس محمدؐ اس

یعنی: زمین، آسمان اور ستاروں میں محمدؐ ہی محمدؐ ہے اور ہمارے فکر و اشارہ میں بھی محمدؐ ہی محمدؐ ہے۔

نعت میں کلاسیکی سرائیکی شعرا کا حصہ

ڈاکٹر مہر عبدالحق

اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان اولاد آدم پر یہ بھی ہے کہ اس ذات کبریا نے اس اشرف المخلوقات کو بیشمار صلاحیتیں عطا کرنے کے ساتھ ساتھ اسے زبان و بیان کی قدرت بھی بخش دی ہے جس کے ذریعے وہ "درون سینہ" اٹھنے والے طوفانوں کو سکون آشنا بنا سکتا ہے اور قلب و نظر کی واردات کو نہایت موثر انداز میں دوسروں تک پہنچا دیتا ہے۔ خاص طور پر شعرو شاعری کا فن تو کسی معجزے سے کم نہیں ہے۔ تاہم اس فن کے حسن اور تاثر آفرینی کا دارومدار تشبیہہ اور استعارے پر ہے۔ اس دنیا میں اشیائے فطرت ایک سے ایک بڑھ کر حسین اور دلکش موجود ہیں اور ہر نظارہ دامن دل کشد کہ جا ایں جا است۔ ہم کسی کی تعریف کرنا چاہیں تو اس کی خوبیوں کو ہم دوسری چیزوں کی خوبیوں سے متماثل کر کے اپنے کلام میں حسن اور تاثر پیدا کر لیتے ہیں۔ چنانچہ اس طرح نازک سے نازک خیال' لطیف سے لطیف جذبہ اور باریک سے باریک احساس کی ترجمانی بھی' الفاظ کا جادو جگا کر' ہو جاتی ہے۔ تاہم دنیا بھر کی زبانوں کی شعرو شاعری کے سامنے ایک اور صرف ایک مقام ایسا بھی ہے جہاں بیان کی ساری قوتیں' زبان کی تمام فصاحتیں اور بلاغتیں' الفاظ و محاورات کی بے پناہ وسعتیں اپنی تہی دامنی کا اعتراف کر لیتی ہیں اور انسان یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ میں تو بالکل گونگا ہوں۔ یہ مقام ہے خاتم النبین' سید الانبیا' فخر موجودات' سرور کائنات' حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اوصاف عالیہ اور صفات ستودہ کے بیان و اظہار کا مقام جسے عرف عام میں نعت گوئی کہتے ہیں۔ انسان کی زبان اور کہیں نہیں رکتی بس یہیں آ کر لڑکھڑا جاتی ہے۔ تخیل کی پرواز میں کوئی بلندی حائل نہیں ہوتی لیکن یہاں پہنچ کر اس کی ہمت کے شہپر ٹوٹ جاتے ہیں۔ فصاحت و بلاغت کی تلاطم خیزیاں راستے کی کسی چٹان کو بھی خاطر میں نہیں لاتیں لیکن اس مقام کا تصور کرتے ہی اس کا تموج آب آب ہو جاتا ہے۔ زبان بے چاری کرے تو کیا کرے! اس کے سامنے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی سی کوئی صورت' کوئی سیرت' کوئی وصف' کوئی خوبی' تاریخ عالم کے آئینے میں دکھائی دے تو یہ لب کشائی کرے۔ تشبیہہ اور استعارے کو کام میں لائے یا تخیل کی پرواز سے فائدہ اٹھائے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بے نظیر سیرت' بے مثال حسن عمل اور منفرد و بے عدیل کردار' جسے ارض و سما اور مافیہا نے صرف ایک بار دیکھا ہے اور پھر آئندہ تاقیامت کبھی نہ دیکھ سکیں گے اسے کس طرح کوئی زبان' کوئی بیان یا کسی ادیب یا شاعر کا قلم اپنی گرفت میں لے سکتا ہے۔ پھر یہ بھی دیکھیں کہ جس عالی مرتبت ذات اقدس کی ثنا خوانی خود اللہ پاک کرے اس کی تعریف و توصیف کوئی ضعیف البیان انسان کیسے کر سکتا ہے۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آئید جنید و بایزید اینجا

تاہم "محبت" ایک ایسا جذبہ ہے جو زبان و بیان کی محتاجی سے بے نیاز ہوتا ہے۔ اسے اپنے اظہار کے لیے کسی تشبیہہ اور استعارے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ چونکہ کسی مسلمان کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک وہ حضور علیہ الصلوۃ کی محبت کو باقی تمام محبتوں پر فوقیت نہ دے اس لیے جس کسی کو جو بھی ٹوٹی پھوٹی زبان میسر آئی اس نے اسے غنیمت جانا اور

اسی ٹوٹی پھوٹی زبان میں اپنی محبت کے جذبے کو نطق عطا کرنے کی کوشش کی۔ سرائیکی زبان اس اعتبار سے بڑی خوش قسمت ہے کہ اس کی علمی اور ادبی ترقی کے ابتدائی مراحل میں اس کے سامنے صرف دین اسلام اور اس کی تعلیمات کے مختلف گوشے تھے جنہیں روشن تر بنانے کے لیے سرائیکی زبان کے شاعروں اور نثر نگاروں نے تشریحات و توضیحات کے انبار لگا دیئے۔ چنانچہ آج ہم زمانے کی دستبرد سے بچ جانے والے اس ادبی سرمائے کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں یقین ہو جاتا ہے کہ ان کھنڈرات کی تعمیر اولین واقعی عظیم تھی۔ ماضی کے اس ادب میں خواہ کوئی قصہ کہانی یا داستان بیان ہوئی ہے خواہ کوئی تاریخی واقعہ محفوظ کیا گیا ہے، کسی رومان کا ذکر ہے یا خالص شعر و شاعری کی سحر آفرینی ہے، کچھ بھی ہے اس کی ابتدا باری تعالیٰ کی حمد اور حضور علیہ الصلوۃ و السلام کی نعت سے کی گئی ہے۔ سیف نامے ایسی بے مثال نظم (بصورت مثنوی) کی یہ نعت دیکھئے۔

گل گلزار شرح دا سرور، سرو سہی فردوسی — حوراں رہن حضور نبیؐ دے ملک کرن پا بوسی
زلزل روز قیامت دے جتھ سب خلقت پئی روسی — کارن ہر مجرم دے حامی میر محمد ہوسی
بہرہ بخش امت کوں سائیں ساقی قدح قدوسی — لطف علی تھیا شاد جڈاں درباروں خیر ڈھوسی
وہ نوری پیشانی روشن کھلیا ماہ بدر دا — ڈو ابرو محراب ہکو بیاخال سیاہ عنبر دا
شیریں سخن زبانی دل کوں ڈیون قوت شکر دا — ڈیکھ صفائی گردن دی تھیا بردا آہو بردا
شاہ پریاں آکھڑیاں گردوں تروڑ حجاب ستردا — ملک سہنس دربانی در تے نہیں شمار بشر دا

اسی طرح میاں عبدالحکیم بہاولپوری، سید اکبر شاہ، چراغ اعوان اور دوسرے قصہ گو شاعروں نے اپنی داستانوں کی ابتدا حمد وثنا کے بعد نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کی ہے اور خاصی طویل نظمیں لکھی ہیں۔ صوفیائے کرام کا تو خاص موضوع سخن ہی یہی تھا۔ تاہم جن حضرات نے صرف سی حرفیاں یا ابیات لکھے ہیں انہوں نے نعتیں علیحدہ نہیں لکھیں بلکہ اپنے ابیات، ڈوہڑہ جات اور بندوں میں ہی حضور علیہ الصلوۃ و السلام کی توصیف بیان کر کے نعت گوئی کا فریضہ ادا کیا ہے۔ مثال کے طور پر علی حیدر ملتانی کے یہ دو بند دیکھئے:

ض ضحیٰ تے لیل تجی سمجھو زلف اتے رخسار ڈیؤ — شمس ضحی تے قمر تجی وصف میڈے دلدار ڈیؤ
یٰسین، طٰہٰ، اتے مزمل، مدح میڈے سردار ڈیؤ — چوانہہ کتابوں ثابت حیدر نعت نبی مختار ڈیؤ

ط طوبیٰ قد تے خد گلستاں، باغ بہشت جمال تھیا — سنبل زلفاں تے لب کوثر، خال سیاہ بلال تھیا
نین جھروکڑے پلکاں چھجے، مومن نور مثال تھیا — حوراں رضواں، رمزاں غمزے حیدر ڈیکھ نہال تھیا

معلوم ہوتا ہے کہ سرائیکی زبان کا قدیم ترین لٹریچر شروع ہی نعتیہ کلام سے ہوا ہے۔ اس میں ہمیں سب سے پہلے نور نامہ ملتا ہے جس کے مصنف کا یقینی نشان پتہ نہیں ملتا لیکن تاریخ تصنیف چھٹی صدی ہجری ہے۔ یہ نظم اتنی مقبول ہوئی ہے کہ نو سو سال سے آج تک مسلسل شائع ہو رہی ہے اور کروڑوں کی تعداد میں چھپ چکی ہے۔ بچوں کو درسا" پڑھائی جاتی رہی ہے اور عورتیں اسے زبانی یاد رکھتی ہیں۔ اس نظم کی خوبی

اس کی سادگی اور پر تاثیر زبان میں ہے۔ نمونے کے طور پر یہ اشعار دیکھئے۔

نور حضور ظہور آ کیتا عشق محبت والا
جیندی صفت بیان نہ کوئی افضل تے نہ اعلی

عرش آفتاب تے چن کرسی جو کجھ کل ستارے
کے وال نبیؐ دے کولوں چارے ٹول سنوارے

اٹھ بہشت تے نعمت انواع میوہ مشک معطر
اے وی نور نبیؐ دے کولوں جدا تھیا ہک قطر

جو کچھ چوڈاں طبقاں دے وچ پیدا کل خلائق
نبی محمدؐ جیہاں رتبہ نہیں کہیں دے لائق

نورنامے کی تصنیف کے بعد نعتیہ کلام کا ایک انبار لگ گیا۔ معراج نامے، حلیہ مبارک، ہرنی دا قصہ اور اسی قبیل کی نظمیں درسوں سے نکل کر عام گھروں تک پہنچنے لگیں۔ نعتوں کو مولود شریف کا نام دیا گیا اور نعتیں پڑھنے والے "مولودی" کہلانے لگے۔ معراج نامے کی مقبولیت بھی نور نامے کے برابر ہے تاہم اس میں نعت گوئی کا انداز زیادہ تر دعائیہ ہے مثلاً"

تو خدا دا دوست خاصہ یا محمد نور تو
رخ تجلی نور دا منصب وڈا منظور تو

تو ہدایت کر عنایت تھی وسیلہ راہ نما
تو اگے فریاد میڈی یا محمد مصطفیٰ

تو نبیؐ کونین سرور، پاک سید مرسلین
دین روشن شان افضل تو پیغمبر آخرین
تو نبی سرتاج سدا یا محمد خاتمین

حوض کوثر دا تو ساقی، ہر نبی دا پیشوا
تو اگے فریاد میڈی یا محمد مصطفیٰ

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تعریف و توصیف بیان کرنے میں بہت زیادہ محتاط رہنے کا یہ دستور حضرت خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ کے زمانے تک بڑی پابندی کے ساتھ قائم رہا ہے۔ شعرا، غلو، تنقیص اور سوئے ادب سے خائف رہ کر سیدھی سادی مسلمہ باتوں کو شعر کا لباس پہناتے تھے اور تخیل آرائی اور عامیانہ تشبیہات سے دامن بچا کے رہتے تھے۔ قاضی فخر الدین راضی اگرچہ سرائیکی زبان کو ادبی زبان کا مرتبہ دینے والے ابتدائی لوگوں میں سے ہیں اور ایسے شاعر ہیں جو عوامی رنگ کو زیادہ پسند کرتے ہیں، تاہم انہوں نے بھی نعت کہنے میں احتیاط کو نہیں چھوڑا۔ فرماتے ہیں:

اساڈے وات وچ جے تین زبان ئے
محمد دی بزرگی دا بیان ئے

خدا دا دوست ہے جگ دا امام ئے
ہمیشہ عرش تے اوندا مقام ئے

نہ تھیا کئی آپؐ جہاں ہادی تے مہدی
جو اندھیں کوں وی تھی گئی چیٹ رہ دی

خدا ڈتین نبیؐ کوں ڈھیر عزتاں
خدا رکھین نبیؐ وچ ڈھیر صفتاں

خدا دے بعد اونھیں دی بزرگی　　غلام ء ن آپ دے ہندی تے ترکی
ہمیشہ ہوونس ادب دیاں براتاں　　درود اتیں سلم اتیں صلواتاں

یہ نعت مثنوی کی مقبول بحر میں ہے۔ جہاں مضمون آفرینی نہ ہو سکتی تھی وہاں ہیئت اور اسلوب نگارش میں راہیں کھلتی چلی گئیں ہیں اور حضور علیہ الصلوۃ و السلام کے ثنا خواں مختلف اصناف سخن کے ذریعے اپنی عقیدت مندی کے اظہار میں آزاد ہوتے چلے گئے ہیں۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو سرائیکی زبان کی اپنی مقامی اصناف سخن مثلاً" بیت' ڈوڑھا' کافی' بارہ ماسہ اور سی حرفی وغیرہ نے خاصی وسعت کا ثبوت دیا ہے اور شعرا کو بہت سے مواقع فراہم کیے ہیں کہ وہ نعت گوئی کیلئے جو صنف سخن چاہیں اختیار کرلیں۔ سی حرفی کا بھرپور استعمال ہمیں نور الدین کے کلام میں ملتا ہے :

ب بار گناہوں ہوئی گردن باری　　پلے عمل نہ کوئی' ساری اوگن ہاری
تیڈے باجھ نہ سانول' کوئی کرسم کاری　　سارے جگ کوں ڈھولا ہے تیڈی انتظاری
خ خاص تساڈڑا رتبہ اول نوری　　ہے لو لاک لما دے سر کلغی پوری
تیڈی ڈھلک دی ڈھولا ہے تجلی طوری　　ہے وچ شان تساڈی پالن لاج ضروری

اسی زمانے میں سانول' ڈھولا' کنتھ وغیرہ کے الفاظ بھی "نعت" میں داخل ہونے لگے اور فن نعت گوئی نے مضمون آرائی کے اعتبار سے نیا رنگ اختیار کر لیا۔ حضرت خواجہ غلام فرید نے کافی کا فراقیہ رنگ برقرار رکھ کر آنے والے نعت گو شعرا کیلئے ایک نیا اسلوب مہیا کر دیا۔ اس رنگ کی جھلک دیکھیے :

اتھ میں مٹھڑی نت جان بلب　　اوتاں خوش وسدا وچ ملک عرب
ہر ویلے یار دی تانگھ لگی　　سنجے سینے سک دی سانگ لگی
ڈکھی دلڑی دے ہتھ تانگ لگی　　تھئے مل مل سول سمولے سب
واہ سونڑھاں ڈھولن یار سجن　　واہ سانول ہوت حجاز وطن
آ ڈیکھ فرید دا بیت حزن　　ہم روز ازل دی تانگھ طلب

خواجہ فرید سائیں نے ڈھولا' ڈھولن' سانول' یار سجن' ہوت وغیرہ کے الفاظ استعمال کر کے گویا دوسروں کے لئے سند مہیا کر دی۔ اس سند کے ملتے ہی شعرا نے اپنی نعتوں کو یہ عنوان دینے شروع کر دیئے : عربی ڈھولا ۔ مولود شریف بہ طرز مہندی۔ مولود شریف بطرز سہرا۔ مولود شریف بطرز تورا وغیرہ پھر ایسے مصرعے لکھے جانے لگے :

آسونڑھاں' دلدار عرب دا　　رانجھا سانجھا شرق غرب دا

وادی سندھ کی کلاسیکی شاعری میں "کافی" کو وہی مقام حاصل ہے جو اردو اور فارسی میں غزل کو دیا گیا ہے۔ تاہم ان دونوں میں اتنا سا فرق ملحوظ رکھا گیا ہے کہ کافی میں مضمون ایک "وحدت" پر قائم رہتا ہے جبکہ غزل میں بالعموم مضامین متنوع رہتے

ہیں۔ حسن و عشق اور فراق دونوں اصناف سخن کے اشتراکات ہیں لیکن "کافی" میں تصوف کا بیان لازمی ہے۔ سرائیکی نعت گوئی "کافی" تک محدود نہ رہی تو اس نے مقامی اصناف سخن کی طرف قدم بڑھایا۔ تاہم "سی حرفی" زیادہ موزوں ثابت ہوئی اور نعت گو شعرا نے اسے اپنا لیا۔ خواجہ فرید سائیں کے بعد کی نعت گوئی اسی صنف سخن کا طرہ امتیاز ہے۔ یہ گویا کلاسیکی نعتگوئی کے عروج کا دور ہے۔ زبان اور بیان میں بھی سادگی اور سلاست کو ملحوظ رکھا گیا اور جذبات کو بھی فراقیہ شاعری میں استعمال ہونے والے الفاظ و تراکیب سے ہم آہنگ کر دیا گیا۔ اس دور کی سی حرفیوں کے چند نمونے دیکھئے :

اللہ بخش خادم چھوٹی بحر میں کہتے ہیں :

ص صورت آوازی سڑیم روز الستی
کلمے قالوا بلی دے ڈتی آن کے مستی
ض ضایو گزری عمراں وچ مستیاں
بھل گئے مکر اندیشے جیں ڈینہہ لائم پیتاں
عربی ڈھول سکھائیاں حب القلب دیاں ریتاں
خادم عشق دی بازی شالا جلدی جیتاں
ع عقل قیاسوں کیتا عشق نکماں
گل وچ طوق پرم دا گولاں ہند سندھ لماں
وسریے خویش قبیلے بھل گیا' بابل اماں
خادم بن عربی دے کیویں گھر وچ سماں

اس سی حرفی میں کلام کی پختگی بھی ہے' سادگی بھی ہے۔ نثر آفرینی بھی ہے اور جذبات کا خلوص بھی ہے۔ اسی انداز کی ایک صاف ستھری اور نکھری ہوئی سی حرفی نورن گدائی کی دیکھئے :

الف آ مل میکوں عربی ڈھولا ہوون باغ بہاراں تھیواں صدقے گھولا
کیتو ازلوں نکھیڑا ڈلو درد ارولا نورن عربی باجھوں گھناں کیندا اولا

مرزا مصاحب بیگ پرگو شاعر ہیں۔ نعت گوئی میں خاص مقام رکھتے ہیں۔ انہوں نے مقامی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے اپنے عشق کا اظہار عورت کی زبان میں اس طرح کیا ہے :

صبا تیڈا گزر جد روضہ اقدس تے جا تھیوے صلوۃ اللہ' سلام اللہ' میڈی طرفوں ادا تھیوے
بہوں مدت دی ماندی تے غماں دے درد سہندی تے کرم تھیوے عطا تھیوے' لقا جلوہ نما تھیوے
توڑے جوہاں میں بے عملی' مگر ہم آسرا تیڈا توں ہیں آقا' توں ہیں سائیں' میڈی حاجت روا تھیوے

مرزا مصاحب بیگ کی دعائیہ نعت کے ان اشعار سے رنگ تغزل ٹپک رہا ہے گویا سرائیکی نعت گوئی اب غزل اور

قصیدے کی تشبیب کی طرف بڑھنے لگی اور اس کے ساتھ حسن طلب میں بھی شدت آگئی۔ دیکھئے فردوسی ملتان جناب غلام حیدر یتیم کے ان اشعار میں جذباتیت کتنے عروج پر ہے:

غم درد فراق دے ہٹیاں دی جے توں نہ کریں ہیا کون کرے
میڈے زخم تے مرہماں پٹیاں دی جے توں نہ کریں ہیا کون کرے
میڈے جرم قصوردیاں چٹیاں دی جے توں نہ کریں ہیا کون کرے
سر سدے پتھر وٹیاں دی جے توں نہ کریں ہیا کون کرے
ڈدھ' پاندے مکھن مٹیاں دی جے توں نہ کریں ہیا کون کرے
وچ بیلے منجھیاں کٹیاں دی جے توں نہ کریں ہیا کون کرے
اساں کہتر مہتر گھٹیاں دی جے توں نہ کریں ہیا کون کرے

ان کا ایک مولود شریف اس قدر مقبول و مشہور ہوا کہ آج یہ سرائیکی لوک ورثے کا حصہ بن چکا ہے۔

محمد نبیاں داں سردار مدنی ساڈا دین مدنی تے ایمان مدنی
خدا تاں خدا ہے نبی ناخدا ہے ہے ساری خدائی تے احسان مدنی
شفیع ئے خلیل ئے حکیم ئے منیرے رسول ئے نبی ئے مہربان مدنی
محمد ہے قاسم براتاں ونڈیندے عنایات ربی دا دربان مدنی
ولی اولیا' غوث' اقطاب سائل نبیاں تے رحمت کرے دان مدنی
یتیم خطاکار کوں یاد رکھی قیامت دے ڈینہہ روز میزان مدنی

سرائیکی شعر و ادب کو دوسری علاقائی زبانوں کے شعر و ادب پر کسی قدر فوقیت حاصل ہے تو وہ اس وجہ سے ہے کہ اس میں مرثیہ نگاری کو منتہائے عروج تک پہنچا دیا گیا ہے۔ مرثیے کی ابتدا بھی حمد و نعت سے ہوتی ہے۔ بلکہ یہاں اسے لازمی قرار دیا گیا ہے۔ سرائیکی مرثیہ نگاروں کی تعداد سینکڑوں سے بھی متجاوز ہے۔ ایک سے ایک بڑھ کر شہسوار سخن عقیدتمندی کے اس میدان میں جولانیاں دکھاتا رہا ہے اور مرثیہ گوئی کو ہر اعتبار سے آگے بڑھاتا رہا ہے۔ تاہم جو زور بیان' شوکت الفاظ' دریا کی سی روانی' تاثر آفرینی اور زبان پر قدرت انیس پنجاب غلام حیدر فدا کو حاصل ہے وہ کسی اور شاعر کو نصیب نہیں ہوئی۔ کمال یہ ہے کہ ان کی نعتیں بھی انہی اوصاف سے متصف ہیں۔ یہ نمونہ دیکھئے:

محمد مہر دی طلعت محمد شافع امت
محمد آیت رحمت
محمد منبع حکمت محمد ماحی بدعت
محمد معنی آیت
محمد مخزن برکت محمد دین دی عظمت
محمد مالک قدرت

جدید پشتو ادب میں نعت گوئی

اشرف بخاری

نعت گوئی مسلم اقوام کی ادبیات کا ایک لازمہ ہے۔ مسلمان کا عقیدہ ہے کہ ذات رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کے بغیر ایمان کی تکمیل نہیں ہوسکتی۔ جناب سرور کائناتؐ سے بے حد و نہایت محبت و عقیدت کے طفیل مسلم ادبیات میں جس صنف سخن نے نشوونما پائی اسے قصیدہ یا نعت کہا جانے لگا۔ دنیا بھر میں مسلمانوں کی زبانوں میں نعت گوئی کا جو بیش بہا سرمایہ موجود ہے۔ ادبیات میں اس کی کہیں نظیر نہیں ملتی۔ پشتو ادب بھی اس لحاظ سے بہت خوش نصیب واقع ہوا ہے کہ اس میں کیفیت و کمیت ہر لحاظ سے نعت رسولؐ کا ایک بدرجہ غایت بلند اور گراں ارز سرمایہ موجود ہے۔ اقوام عالم میں غالباً یہ خصوصیت صرف پٹھانوں کو حاصل ہے کہ وہ من حیث القوم مسلمان ہیں۔ بالفاظ دیگر ان کا کوئی فرد اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب سے وابستہ نہیں رہا۔ اس سے اندازہ لگائیے کہ افغانوں کی اسلام اور پیغمبر اسلام سے شیفتگی کا کیا عالم ہے۔

پشتو ادب میں قدیم الایام ہی سے نعت کا سراغ ملتا ہے اور اکابر پشتو شعراء کی صنف میں کوئی ایک شاعر بھی ایسا نظر نہیں آتا جو نعت کہنے کی سعادت سے محروم رہا ہو۔ یہ سلسلہ آج بھی اسی طرح جاری ہے۔ جدید دور کے ممتاز شعراء میں حمزہ شنواری، قلندر مہمند، اجمل خٹک، ولی محمدؐ طوفان، عبداللہ استاد، مرزا زخمی جگر، حاجی محمدؐ امین، سید رسول رسا، سمندر خان سمندر، پریشان خٹک، سردار خاں فنا، ایوب صابر، ساحر آفریدی، محمد اعظم اعظم، طاہر کلاچوی، مطیع اللہ قریشی، سید بشریٰ بیگم، داور خاں داؤد، وغیرہ کے مجموعہ ہائے کلام میں کم از کم ایک آدھ نعت ضرور نظر آجاتی ہے۔ ان میں کچھ شعراء تو ایسے ہیں جو خالصتاً نعت گو ہیں۔ انہوں نے زندگی بھر نعت کے علاوہ کچھ نہیں کہا۔ وصافی رسولؐ ہی ان کا مقصد حیات رہا ہے۔

فارسی، اردو اور پشتو شعراء بالخصوص متقدمین کے یہاں روایت پائی جاتی ہے کہ ان کے دواوین کا آغاز حمد و نعت سے ہوتا ہے۔ بعض جدید شعراء نے اس تسلسل کو برقرار رکھا ہے۔ یہاں ایک امر کی طرف اشارہ کرنا بے محل نہ ہو گا کہ پشتو زبان میں شعراء کا ایک طبقہ ایسا ہے جن کو "اولسی شعراء" یعنی عوامی شاعر کہا جاتا ہے۔ یہ شعراء نہ کہیں چھپتے ہیں اور نہ ان کا کلام محفوظ کیا جاتا ہے۔ یہ عوام میں سے ہوتے ہیں۔ ان کی ذہنی سطح بھی عامتہ الناس ہی کی ہوتی ہے۔ ان "اولسی شعراء" نے نعت کے ذخیرے میں معتدبہ اضافہ کیا ہے۔ جدید شعراء کے یہاں نعت کی ہیئت میں تو کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی کہ ان کے لئے اکثر و بیشتر غزل، مثلث، مخمس اور مستزاد کی ہیئتیں ملتی ہیں۔ البتہ مضامین نعت میں بھرپور تبدیلیوں کا احساس ضرور ملتا ہے۔ چار بیتہ پشتو کی ایک مشہور صنف کلام ہے۔ بہت سے شعراء نے اس ہیئت کو بھی اختیار کیا ہے اور ولولہ انگیز نعتیں لکھی ہیں۔

جن شعرائے عہد حاضر کا ذکر اوپر ہوا ہے ان میں سے بعض کے نعتیہ کلام کے نمونے دیکھئے :

حاجی محمدؐ امین

ترجمہ : "یہ پاؤں رکھنے کی جگہ نہیں، اے میرے دل، اس مقام کو تو اپنی آنکھوں سے چوم۔ اسے آنکھوں سے لگا۔ یہ کوئی معمولی جگہ نہیں۔ اس جگہ کو حضرتؐ کے قدم چھو چکے ہیں۔"

سید رسول رسا

ترجمہ : بہ لحاظ جسم بے شک کہ محمدؐ ایک انسان ہیں، مگر ان میں صفات الہیہ کا رنگ پایا جاتا ہے۔ محمدؐ عربی انسان کے پردے میں شان خداوندی کا مظہر ہیں۔ نبی اکرمؐ پیغمبر آخر الزمان ہیں۔ سارے عالم کے ہادی اور رہبر ہیں۔ ہر انسان کے لئے باعث رحمت ہیں۔ دنیا انہیں کے جلوؤں سے منور ہے۔ اے قادر برتر! تیری نظر انتخاب بھی کیا لاجواب ہے۔ اگر میں یہ کہہ دوں کہ محمدؐ تیرا جواب ہے تو کہہ نہیں سکتا، ڈر ہے کہ کافر نہ ہوجاؤں۔"

سید بشریٰ بیگم

ترجمہ : "روز و شب میں جس ایک محبوبؐ کے تصور میں محو رہتا ہوں، اے پروردگار عالم مجھے اس محبوبؐ کے وصال سے ہمکنار کر۔ مجھے نبی کریمؐ کی پاک سیرت بیٹیوں کی سی نیک سیرت بخش اور جناب رابعہ بصریؒ اور جناب مریمؑ کی سی خوش خصالی عطا کر۔"

ایوب صابر

پشتو کے جدید ادباؤ و شعراء میں ایک منفرد حیثیت کے مالک ہیں۔ نظم و نثر دونوں میں عبور رکھتے ہیں۔ اردو میں بھی ان کا قلم ان گہرائیوں کو چھو آتا ہے جس کے لئے وہ پشتو ادبیات میں امتیاز خاص رکھتے ہیں۔ صابر صاحب اچھے انسان ہیں۔ بے حد حساس اور سوز و گداز سے بھرپور طبیعت رکھنے والے۔ ان کی ایک تازہ نعت ملاحظہ کیجئے:

ترجمہ : میں محمدؐ محمدؐ پکار رہا ہوں۔ یہی نام میرا سازوسامان ہے۔ میرا دین و ایمان یہ ہے کہ محمدؐ میر لشکر ہوں گے۔ حضورؐ کی ذات اقدس طٰہٰ و یٰسین ہے۔ خود ہی قاری اور خود ہی قرآن ہیں۔ زمین ہو یا آسمان، سب ان کی تعظیم کے لئے جھکے ہوئے ہیں۔ حضورؐ عرش تک بھی رسائی رکھتے ہیں اور زمین پر بھی انہیں کی حکمرانی قائم ہے۔

پریشان خٹک

جناب پریشان خٹک پشتو زبان کے مایہ ناز ادیب اور شاعر ہیں۔ تقریر و تحریر دونوں میں یکساں مہارت رکھتے ہیں۔ ان کا ایک مجموعہ کلام بھی شائع ہوچکا ہے۔ "عید میلاد" کے نام سے ان کی ایک نعت دیکھیے:

ترجمہ : بیٹیاں زندہ زمین میں گاڑی جاتی تھیں۔ ماؤں کی کوئی شنوائی نہ تھی۔ غلاموں پر بے حدوحساب ظلم ڈھائے جاتے تھے۔ عقل ایک کونے میں یتیم کی طرح حیران و درماندہ پڑی تھی۔ ساری دنیا ابوجہل اور ابو لہب کی دنیا تھی۔ ناگاہ جہان ظلم و تیرگی میں ایک زلزلہ سا برپا ہوا۔ کعبے کی فضاؤں سے لا الہ الا اللہ کا نعرہ بلند ہونے لگا۔ یعنی عربستان میں محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی کہ جن کے طفیل ظلمتوں اور اندھیروں کی دنیا ایک سیل نور میں تبدیل ہوگئی۔"

سردار خان فنا

سردار فنا ان لوگوں میں سے ہیں، جن کی تخلیقات پشتو ادب کے دور جدید کی نشاندہی کرتی ہیں۔ ان کا اسلوب سخن اپنے اندر تازگی اور جوش و خروش رکھتا ہے۔ اپنے صحت مند افکار کے لئے پشتو ادیبوں میں بڑے احترام کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ جبر و ستم کہیں بھی ہو سردار خاں فنا اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ ان کی نعت گوئی کا انداز متقدمین کی راہوں سے ہٹ کر ہے۔

ترجمہ : "میری یہ آشفتہ سری اور سرکش کسیؐ کے بل بوتے پر ہے۔ یہ میرا جنون اور (باشعور) دیوانگی بلاوجہ نہیں۔ حیا، محبت اور غیرت یہ سب قدریں اسلام کی عطا کردہ ہیں۔ اگر میرادل بلحاظ عقیدہ پختون ہے تو یونہی نہیں (کہ پختون اقدار اور اسلام ہم معنی ہیں۔) اگر انسان آج تحقیق و تجسس کی راہوں میں آگے بڑھ بڑھ کے قدم مار رہا ہے اور کائنات کو مسخر کر رہا ہے تو یہ سب محمدؐ عربی کا اعجاز ہے۔"

مطیع اللہ قریشی

جدید نسل کے خوشگو شاعر ہیں۔ وسیع المطالعہ انسان ہیں۔ ادب کے جدید رجحانات نے ان کی تخلیق پر بھی گہرا اثر ڈالا ہے۔ "بعثت رسولؐ" کے نام سے ان کی ایک نعت ملاحظہ کیجئے :

ترجمہ : خلوص کی کلیاں شگفتہ نہ تھیں۔ چمن اجاڑ اور ویران تھے۔ منحوس خزاں کا ہر طرف تسلط تھا۔ پھول مرجھائے ہوئے تھے۔ خدائے واحد کی عبادت کہیں نہیں ہو رہی تھی۔ ہر فرد کا اپنا الگ خدا تھا۔ دنیا پر ہر سمت شیطنت مسلط تھی۔

دے و سو ژوندون گو ان دوانے رسولہؐ ! تاند نځ کبق
دا جہان شہ بل جہان دوائے رسولہؐ ! تا نہ نځ کبنں
"اے رسولؐ ! آپ سے پہلے زندگی کٹھن تھی۔ آپؐ سے پہلے اے رسولؐ ! یہ دنیا کچھ اور دنیا تھی۔"

طاہر کلاچوی

عہد حاضر کے نغز گو شاعر ہیں۔ ان کا طرز اظہار کلاسیکی ہے۔ غزل بھی خوب کہتے ہیں اور نعت بھی۔ سچ پوچھئے تو نعت گوئی ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ نعت گوئی سوز و گداز اور ضیائے قلب کی متقاضی ہے۔ طاہر کلاچوی کو یہ صفات ارزانی ہوئی ہیں۔ نمونہ کلام ملاحظہ کیجئے۔

ترجمہ : حضورؐ جس جگہ آرام فرما ہیں، وہ یثرب کی سر زمین ہے، جہاں ہمیشہ رحمت برستی رہتی ہے۔ وہ یثرب کامقام ہے۔ میں اس کے مقام بلند کی کسی سے کیا تعریف و توصیف کروں۔ جس شہر کی مٹی بھی چومی جاتی ہے، وہ یثرب ہے۔ وہ یثرب کی سرزمین ہے، جہاں سلاطین زمانہ کے پر غرور سر ادب سے جھک جاتے ہیں۔ جہاں آج تک سرور دو عالمؐ کی برکت سے فیض کا قلزم بہہ رہا ہے، وہ مدینہ کی دھرتی ہے۔"

پشتو کی جدید نعت مسلسل نظم کی صورت میں کم نظر آتی ہے۔ چنانچہ ایک ہی نظم میں قاری کو قومی' وطنی' مذہبی اور معاشرتی احساسات کی جلوہ گری ملے گی۔اس طرح انقلابی' عشقیہ' حمدیہ اور نعتیہ اشعار ایک ہی نظم میں بکھرے ملیں گے۔

ایک خاص بات جو پشتو ادب کے قاری کو نظر آتی ہے' یہ ہے کہ بعض جدید نعتیں' جنہیں بہت شہرت ملی "چار بیتہ" میں لکھی گئی ہیں۔ چار بیتہ پشتو کی ایک مشہور اور مقبول صنف سخن ہے۔ عوامی مقبولیت میں کوئی دوسری صنف سخن اس کی سہیم و شریک نظر نہیں آتی۔ واضح رہے کہ چار بیتہ ایک بہت ہی قدیم صنف سخن ہے۔اس دور کے جن شعراء نے طبع آزمائی کے لئے اس میدان کو چنا ہے' ان میں عبداللہ استاد۔ مرزا زخمی جگر' عبدالواحد ٹھیکیدار وغیرہ بہت شہرت رکھتے ہیں۔ داور خان داؤد جدید نسل کے نمائندہ شعراء میں ہیں۔ادبیات کے وسیع مطالعہ نے ان کی تحقیقات میں وسعت'گہرائی اور گیرائی پیدا کر دی ہے۔ان کا ایک نعتیہ چار بیتہ پیش خدمت ہے :

ترجمہ : "وہ امت سے بے پناہ محبت کرنے والا۔ رحمت للعالمینؐ تھا۔ اسلام کا پیغمبرؐ اور نبیوں کا امام تھا۔ اور اولین بھی تھا اور آخرین بھی۔ وہ چاند کی طرح نور بکھیرتا ہے اور پھول کی طرح خوشبو دیتا ہے۔ وہ رحمت للعالمینؐ ہے۔ وہ صداقت کا نور تھا اور امانت و دیانت کی جلتی ہوئی مشعل۔ دنیا کے ہر حسین سے زیادہ حسین تھا۔"

فقیر محمدؐ عباس قادری

ایک مشہور نعت گو شاعر ہیں۔ انہوں نے پشتو شعراء کی نعتوں سے ایک دو مجموعے بھی ترتیب دیئے ہیں۔ جو چھپ چکے ہیں۔ ان کی نعت میں قدیم روایت کی پاسداری ملتی ہے۔ ایک نعت نمونہ دیکھئے :

ترجمہ : "حمد کے بعد جناب محمد مصطفےٰؐ پر درود' جن کے پاک نام مجتبیٰؐ اور محمدؐ ہیں۔ جس نے بھی رسولؐ کا اتباع کیا اسے قیامت کو نادم نہیں ہونا پڑے گا۔ اے باری تعالیٰ! ہمیں اس دنیا میں نیک عمل کی توفیق دے اور ایمان پر ہمارا خاتمہ کر۔"

ترجمہ : "اے محمدؐ آپ ساری کائنات کی روشنی ہیں۔ خدا نے یسین و طہٰ کہہ کر آپؐ کی تعریف کی ہے۔ لا علاج مریض آپؐ کے علاج سے صحت مند ہوتے ہیں۔ اے محمدؐ آپ ہر مرض کی دوا ہیں۔"

فقیر حسین سرور

نوجوان نسل کے شاعر ہیں۔ اردو میں بھی لکھتے ہیں۔ ان کا رنگ کلام ملاحظہ ہو :

ترجمہ : غم دوراں کی مجھے کیا پروا۔ جب میں محمدؐ پر ایمان رکھتا ہوں۔ دنیا میں میرا ثانی نہیں ملے گا کہ محمدؐ جیسا محبوب رکھتا ہوں۔"

یہ تھا مختصر سا جائزہ پشتو کی جدید نعت کے متعلق۔ اس سے کم از کم یہ اندازہ ضرور ہو سکے گا کہ پشتو کی جدید نعت کن راہوں پر گامزن ہے۔

پاکستان میں انگریزی نعت گوئی

سید ظفر حسین بخاری

نعت گوئی کبھی بھی زمان و مکان اور زبان و بیان کی پابند نہیں رہی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے اب تک مختلف زمانوں اور مختلف زبانوں میں کیا شعرا اور کیا نثر نگار، سبھی نعت کہتے آئے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ مسلمان جس خطہ میں بھی پائے جاتے ہیں، وہاں کی زبان میں، وہاں کے شعر و ادب میں نعت کے گلہائے رنگا رنگ راحت جاں کا سامان فراہم کر رہے ہیں۔ مسلم ممالک کا تو کیا مذکور، کہ یہاں تو نعت گوئی اور نعت خوانی ایک بدیہی امر ہے، غیر مسلم ممالک میں مقیم مسلمان شعراء نے بھی اپنی مادری زبان کے علاوہ اس ملک کی زبان میں نعت کہی ہے اور بعض مقامات پر تو استثنائی صورت بھی پیدا ہو گئی ہے کہ غیر مسلموں نے اپنی زبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں ہدیہ عقیدت پیش کیا ہے۔ چنانچہ فرانسیسی، ولندیزی، چینی اور جاپانی میں نعت گوئی کے ارفع و اعلیٰ نمونے دستیاب ہیں۔

انگریزی بولنے والے یا انگریزی خواں شعراء کے یہاں بھی ہمیں نعت گوئی کے عمدہ نمونے مل جاتے ہیں۔ آج پاکستان میں انگریزی زبان میں شعر کہنے والوں کی ایک اچھی تعداد موجود ہے۔ جن میں پروفیسر صدیق کلیم، پروفیسر ارشاد الحسن، جمیل نقوی، عبدالرؤف لوتھر اور محمد اطہر جاوید کے نام نمایاں ہیں۔ اگر سراغ لگایا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ پاکستان میں ان سے پہلے بھی انگریزی میں شعر کہنے والوں کی کمی نہیں رہی اور ان شعراء نے انگریزی زبان میں نعت کہی ہے۔ ایک پشتو شاعر قاسم علی خان آفریدی کے بارے میں تذکروں میں لکھا ہے کہ اردو، فارسی، اور پشتو کے علاوہ کشمیری اور انگریزی میں بھی نعت کہتا تھا۔ البتہ کسی تذکرہ نگار نے اس کی کشمیری یا انگریزی نعت کا نمونہ نہیں دیا ہے اور نہ کتابی شکل میں اس کا انگریزی نعتیہ مجموعہ ہی ہم تک پہنچا ہے۔ اس لئے وثوق سے نہیں کہا جاسکتا کہ اس کی انگریزی نعت کی کیا نوعیت رہی ہو گی۔ پروفیسر محمد حسین آسی نے بھی اپنے ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ انہوں نے اپنی شاعری کے آغاز میں اپنے ہی ایک نعتیہ شعر کا ترجمہ انگریزی زبان میں کر لیا تھا۔ ان کا اردو کا نعتیہ شعر حسب ذیل ہے۔

وہ جس نے شرک کی ساری ہی شیخی کرکری کر دی
شکست فاش گویا شرک نے کافور ہو کھائی

پروفیسر محمد حسین آسی نے اس کا انگریزی زبان میں یوں ترجمہ کیا تھا۔

Friends at once accepted the message given by Ahmad
But every opponent Understood it by and by

لیکن ایک شعر پوری نعت کا بدل تو نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح لاہور کے ایک نعت گو حسرت حسین حسرت نے انگریزی زبان میں نعتیں کہی ہیں۔ وہ اردو زبان میں بھی نعت کہتے ہیں۔ لیکن ابھی تک کسی بھی زبان میں نعتیہ کلام منصہ شہود پر نہیں آیا ہے اس لئے ان کی انگریزی نعتیہ شاعری پر تبصرہ ممکن نہیں۔ محشر رسول نگری نے "فخر کونین" کے نام سے تین حصوں میں کتب لکھی ہے۔ اس کے پہلے حصے کا ترجمہ

انگریزی زبان میں ہو چکا ہے اور طبع بھی ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ بشیر حسین ناظم اور مکرم حسین خورشید نے بھی انگریزی میں نعتیں لکھی ہیں۔

۱۹۸۱ء میں "EPIC OF fAITH" کے عنوان سے عبدالرؤف لوتھر کی کتاب طبع ہوئی۔ عبدالرؤف لوتھر کا دعویٰ بایں الفاظ کتاب کا طراز عنوان ہے۔ "First Versified Biography in English" تین سو اڑسٹھ صفحات کی یہ کتاب جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگریزی زبان میں منظوم سوانح عمری ہے۔ یہ سوانح عمری نامکمل ہے۔ کیونکہ اس کا اختتام فتح مکہ پر ہوجاتا ہے۔ اس کے بعد شاعر نے اسلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن پاک کی عظمت بیان کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کے اسمائے حسنہ کی صفات انگریزی اشعار میں بیان کی ہیں اور آخر میں ہبوط آدم علیہ السلام کا قصہ بیان کیا ہے۔ اس کتاب کو انگریزی زبان کا شاہنامہ اسلام کہنا چاہئے۔ جس انداز سے شاعر نے اپنے کلام کا آغاز کیا ہے اس میں ممکن نہیں تھا کہ نعت کو انگریزی متن کا حصہ بنایا جاتا۔ لیکن یہ بھی ناممکن تھا کہ اس قسم کے مجموعے میں نعتیہ اشعار شامل نہ کئے جاتے۔ چنانچہ اس کمی کو شاعر نے یوں پورا کیا کہ فہرست مضامین CONTENTS سے پہلے صفحہ ۵ سے صفحہ ۱۰ تک یعنی چھ صفحات پر ایک نعت دے دی ہے۔ عنوان ہے۔

AN HUMBLE PETITION TO THE CROWN OF CREATION, THE PROPHET OF ISLAM, MERCY FOR EVERY NATION.

یہ اشعار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں ایک دردمند دل کی پر سوز التجا ہیں۔ بظاہر یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ اشعار عبدالرؤف لوتھر کی اپنی تصنیف ہیں۔ لیکن غور سے پڑھئے تو اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ تو مولانا الطاف حسین "حالی" کے ان اشعار کا ترجمہ ہے جو "عرض حال بجناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوت و اکمل التحیات" کے عنوان سے ۱۸۸۸ء میں لکھے گئے تھے۔ یہ اشعار کلیات نظم حالی (مرتبہ ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی مطبوعہ مجلس ترقی ادب لاہور) کے صفحات ۱۷۷ تا ۱۸۲ پر درج ہیں۔ "حالی" کے اشعار کی تعداد ۶۳ ہے جب کہ " لوتھر" نے اٹھاون اشعار کا ترجمہ کیا ہے۔ "لوتھر" نے "حالی" کے شعر نمبر ۵۲، ۵۳، ۶۱، ۶۲ اور ۶۳ کا ترجمہ نہیں کیا ہے۔ ان پانچ اشعار میں سے شعر ۶۲ میں "حالی" نے اپنا تخلص استعمال کیا ہے۔ "حالی" کی اس "عرض حال" کا مطلع زبان زد عام ہے۔

اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے

"حالی" نے جس سوز و گداز میں ڈوب کر اپنی یہ التجا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش کی تھی اس سے "حالی" کا خلوص اور امت مسلمہ کے لئے ان کا درد دل واضح ہوتا ہے۔ یہ "عرض حال" "حالی" کا ایک شاہکار ہے اور غالباً" "لوتھر" نے ان اشعار کو اپنی کتاب کے آغاز میں درج کرنے کو ترجیح دی لیکن یہ کتنی ستم ظریفی ہے کہ انہوں نے ان اشعار کے سلسلے میں کوئی وضاحت کرنا مناسب نہیں سمجھی اور نہ انہیں "حالی" کے اشعار کا ترجمہ قرار دیا۔ یہ بات ادبی دیانت داری کے اصولوں کے منافی بھی ہے اور غیر شائستہ بھی۔ یہ معاملہ اس

وقت اور بھی اہم ہو جاتا ہے جب شعر میں تخیل کا معاملہ در پیش ہو۔ کیونکہ تخیل ہی وہ اصل چیز ہے جو الفاظ کے قالب میں ڈھلتا ہے۔ الفاظ، بلاشبہ، قاری کے دل و دماغ کو متاثر کرتے ہیں۔ لیکن یہ تخیل ہی ہوتا ہے جو شعر کے قالب میں ڈھل کر ہمارے سامنے آتا ہے۔ اس لحاظ سے اگر پرکھا جائے تو یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ "لوتھر" کی اس "عرض حال" میں تخیل تو "حالی" کا کار فرما ہے اور انگریزی الفاظ کا چناؤ "لوتھر" کا ہے۔

"لوتھر" نے "حالی" کی نعتیہ شہر آشوب کا ترجمہ کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا ہے کہ جو بات "حالی" نے کہی ہے اس میں سر موفرق نہ آئے۔ چنانچہ جب ہم دونوں ادب پاروں کا موازنہ کرتے ہیں تو ہمیں "لوتھر" کے ترجمے پر لفظی ترجمے کا گمان گزرتا ہے۔ لیکن اردو متن سامنے نہ ہو تو یہ ادب پارہ اصلی، ذاتی اور رواں دکھائی دیتا ہے۔ یوں محسوس ہو رہا ہے کہ شاعر نے اپنا دل کھول کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں رکھ دیا ہے۔ اپنا اور ملت مسلمہ کا نوحہ بڑی درد مندی سے انگریزی زبان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا ہے۔ انگریزی الفاظ کا برمحل، موزوں اور ہنر مندانہ ہے۔ کوئی لفظ زائد ہے نہ بے جان۔ اردو کے ایک شعر کا ترجمہ انگریزی کی چار سطروں میں کیا ہے۔ اردو کا اصل ادب پارہ پڑھنے والے کو تو یہ محسوس ہوگا کہ "لوتھر" نے "حالی" کے ایک مصرعے کو دو حصوں میں بدل دیا ہے۔ اور یوں ایک شعر کا ترجمہ انگریزی کی چار سطروں میں کیا ہے۔ لیکن جن قارئین کی نظروں سے اصل متن اوجھل ہے وہ اسے پڑھیں گے اور داد دیں گے۔ فنکارانہ لحاظ سے یہ نظم واقعی داد دینے کے قابل ہے۔

یہاں مولانا الطاف حسین "حالی" اور عبدالرؤف "لوتھر" کے سارے اشعار تو درج نہیں کئے جاسکتے البتہ چند بند ایک دوسرے کے بالمقابل بلا تبصرہ دیئے جا رہے ہیں۔ جس سے قارئین محظوظ بھی ہوں گے اور ہمارے خیال کی تصدیق بھی کریں گے۔ ابتدا کے چار اشعار ملاحظہ ہوں۔

الطاف حسین "حالی"	عبدالرؤف "لوتھر"
اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے	O' Noble of the noblest, Now's time to bless the nation; Ye Crown of every Prophet, Faithfuls are in dejection.
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے	TEH FAITH which had sprung up, In native land with radiance; Humble in foreign set up, Shorn of its sweetest elegance,
جس دین کے مدعو تھے کبھی قیصر و کسریٰ	THE FAITH which had invited, Magnificent kings and emperor,

خود آج وہ مہمان سرائے فقرا ہے

Today is only vested,
With rotten huts of poor.

وہ دین ہوئی بزم جہاں جس سے چراغاں
اب اس کی مجالس میں، بتی نہ دیا ہے

THE FAITH which was the fountain,
Of love and truth for nation;
No wick, no lamp, no action.
Bereft of all attraction.

انیسواں اور بیسواں شعر دیکھئے۔

جس قوم میں اور دین میں ہو علم نہ دولت
اس قوم کی اور دین کی پانی پہ بنا ہے

If the nation and the FAITH,
Are bankrupt, of learning all;
The base of nation and FAITH,
Surely rests on water-fall.

گو قوم میں تری نہیں اب کوئی بڑائی
پر نام تری قوم کا یاں اب بھی بڑا ہے

Though there is in your people,
No goodness and no vanting;
Yet scintillates the crystal,
Of name that is not wanting.

بلاشبہ "لوتھر" نے "حالی" کی نعتیہ شہر آشوب کا ترجمہ کیا ہے۔ لیکن بعض الفاظ جن کا ترجمہ ضروری تھا۔ (تا کہ انگریزی دان طبقہ ان کے مفاہیم و مطالب کو سمجھ لیتا) "لوتھر" نے بعینہ رہنے دیئے ہیں۔ حالانکہ ان کی جگہ انگریزی کا لفظ آسانی کے ساتھ لایا جاسکتا تھا۔

الطاف حسین "حالی"

چاؤش تھے للکارتے جن رہ گزروں میں
دن رات بلند ان میں فقیروں کی صدا ہے

عبدالرؤف "لوتھر"

The Choush who ever challeng'd
The robbers on all highways;
The beggars bleats are now heard
Over there all nights and days.

یہاں "لوتھر" نے "چاؤش" کا ترجمہ نہیں کیا۔ اور یہ لفظ بعینہ رہنے دیا ہے۔ حالانکہ اس کا ترجمہ "The heralds" یا "The Ushess" آسانی سے کیا جاسکتا تھا۔ اور وہ مناسب بھی تھا۔ "The Ushess" وہی مطلب ادا کرتا ہے جو "لوتھر" نے "حالی" کے شعر سے سمجھا ہے۔ حالانکہ "حالی" کا مطلب یہ نہیں ہے۔ "حالی" کے شعر میں "چاؤش" کا لفظ Herald کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

بہرحال' زبان و بیان کے لحاظ سے "لوتھر" کے یہاں کسی قسم کا ابہام ہے نہ گنجلک۔ اس میں شاعرانہ جذبہ اور خلوص ہے۔ کتاب کے آخر میں "لوتھر" نے ABRAHAM TO MUHAMMAD کے عنوان سے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک کے محاسن و مناقب بیان کئے ہیں۔ یہ اپنی نوعیت کی واحد نظم ہے اس سے پہلے انگریزی زبان میں ایسی نظم نہیں ملتی۔ اس میں شاعر نے نمایاں اور چیدہ پیغمبران علیہم السلام کے عقائد' محاسن و مناقب پر روشنی ڈالی ہے۔ جب "لوتھر" رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل و شمائل بیان کرتا ہے تو اس کا رہوار قلم رکنے کا نام نہیں لیتا۔ اور اکتیس اشعار --- آب دار و تاب دار اشعار --- نعتیہ کیفیت لئے ہوئے نمودار ہوتے ہیں۔ جب وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تذکرے پر پہنچتا ہے تو سورۃ احزاب کی آیت **ان اللہ و ملئکتہ' یصلون علی النبی --- علیہ وسلموا تسلیما** سے اپنے کلام کی ابتدا کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔

God and angels shower blessings
On the Prophet. Send ye blessings
On him; and greet him with respect,
O believer; Never forget.

"لوتھر" نے ان اشعار میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بھی بیان کئے ہیں اور انبیائے ماسبق پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فوقیت بھی بیان کی ہے۔ ایک شعر STANZA دیکھئے۔

For Moses gushed out twelve springs,
For the twelve tribes in Jewish rings;
Streams of water flowed from fingers,
Of Muhammad for Believers.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب خدا ہونے کے بارے میں لکھا ہے۔

He is beloved of his God,
He is the lover of his Lord;
With perfect religion blessed us all,
Surrendered himself to His will.

اور اسی لقب کی کیفیت کو یوں بیان کیا ہے۔

Imparted knowledge to all men,
Unlettered though peopled know him;

Trusty is he, and trustworthy,
Owner of piety and purity.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائل یوں بیان ہوئے ہیں۔

Well wissher of humanity,
He preaches truth, sincerity,
Intercessor for men in claws,
He gave us comprehensive laws,
His righteousness is evident,
Graceful was heaven's ascent;
Triumphant was he in aim of life,
Led life in hardship and strife.

اور شمائل نبوی کا بیان اس طرح ہے۔

He is the Light for universe,
He is the Light of universe,
He is bearer of giad tidings,
He is giver of glad tindings,

He is the chosen love of God,
Of judgement Day he is the Lord,
God's effulgence, love and light,
His message is of hope and blight.

عبدالرؤف "لوتھر" نے نعت نبی کے لئے چھوٹی بحر کا انتخاب کیا ہے۔ اور چار مصرعوں میں ایک خیال مکمل کیا ہے۔ الفاظ کا انتخاب برمحل اور برموقع ہے۔ وہ معجزات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خصائل و شمائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر زور دیتا ہے۔ شاعر کے جذبہ صادق نے اسے انگریزی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوانح حیات اور اس طرح بالواسطہ طور پر نعت کہنے پر مجبور کیا ہے۔ کسی کو اپنی زبان پر مکمل عبور ہونے کا دعویٰ نہیں ہو سکتا۔ کجا یہ کہ غیر ملکی زبان کے بارے میں یہ دعویٰ کیا جا سکے لیکن عبدالرؤف "لوتھر" اس لحاظ سے ایک کامیاب شاعر نظر آتا ہے۔ تاہم اسے اپنی کم مائیگی کا احساس ہے۔ اسی لئے وہ کتاب کے آغاز میں اپنے تعارف کے آخر میں لکھتا ہے۔

In all my verses runs a shriek,

Which is the gift of trodden meek;
To shdding sorrows, Aegean grief,
I went on writing for relief,

Drunk from Hippoerenes's fount,
I say, I do not know or count
Rhyme and Rhythm which I have covered,
Composed I poems when over-powered.

"لوتھر" کی یہ کوشش نظر استحسان کی مستحق ہے کہ اس نے واقعی نعت کہنے کا حق ادا کیا ہے۔
کراچی سے ۱۹۸۷ء میں ایک کتاب طبع ہوئی اس کا نام تھا

Lyric homage to the last Prophet Hadrat Muhammad (Peace Be Upon Him).

اسے مختصراً" LYRIC HOMAGE کہا جاتا ہے۔ اس کے خالق جمیل احمد نقوی (پ ۱۹۱۴ء --- امروہہ) قلمی نام، جمیل نقوی) ہیں۔ جمیل نقوی کو شاعر اور ادیب کی حیثیت سے کافی شہرت حاصل ہے۔ نعت گو کی حیثیت سے بھی ان کی فنی پختہ کاری مسلم ہے۔ ان کے اردو نعتیہ مجموعہ "ارمغان جمیل" نے اس شہرت پر مہربقائے دوام ثبت کر دی ہے۔

LYRIC HOMAGE بھی انگریزی زبان میں حمد و نعت کا مجموعہ ہے۔ اس کتاب نے ناقدین فن کی توجہ اپنی طرف مبذول کروا لی۔ اور نقادان فن نے اس کاوش کو عقیدت و محبت اور استحسان کی نظر سے دیکھا اور یوں اس کتاب کو "ارمغان جمیل" کی طرح کافی پذیرائی حاصل ہوئی۔ "ارمغان جمیل" ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ (۱۹۸۴ء) میں طبع ہوئی تھی۔ "ارمغان جمیل" یعنی اردو مجموعہ نعت میں تین حمدیں، ستاون نعتیں اور بائیس رباعیات شامل ہیں۔ جب کہ LYRIC HOMAGE یعنی انگریزی مجموعہ نعت میں تین حمدیں، اسی نعتیں اور تیرہ رباعیات موجود ہیں۔

بادی النظر میں یوں دکھائی دیتا ہے کہ دونوں نعتیہ مجموعوں میں نعتیں اور حمدیں وغیرہ ایک دوسرے سے مختلف ہوں گی۔ لیکن دونوں مجموعوں کا موازنہ کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اردو کی ستاون نعتوں میں سے پچپن نعتوں اور بائیس نعتیہ رباعیوں میں سے تیرہ رباعیوں کا انگریزی میں منظوم ترجمہ LYRIC HOMAGE میں شامل ہے۔ گویا اردو کی دو نعتوں کا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے، تاہم اس کے عوض پچیس مزید نعتوں کو انگریزی مجموعہ نعت میں شامل کیا گیا ہے۔ اور یہ پچیس نعتیں ترجمہ نہیں، بلکہ طبع زاد ہیں۔ اس طرح یہ مجموعہ نعت جمیل نقوی کو سب سے پہلے انگریزی نعت گو شاعر کی حیثیت سے شہرت دوام بخشتا ہے۔ ہمارا یہ دعویٰ بے معنی اور خالی از علت نہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ جمیل نقوی سے پہلے انگریزی نعت لکھنے کی کوئی مبسوط کوشش نہیں کی گئی۔ LYRIC HOMAGE، انگریزی زبان کا پہلا مجموعہ نعت ہے۔ جس میں تین حمدیں، اسی نعتیں اور تیرہ نعتیہ رباعیات ہیں۔ بلاشبہ ان میں سے پچپن نعتیں ایسی ہیں جو پہلے اردو زبان میں لکھی گئی ہیں۔ اور پھر ترجمہ کر کے اس میں شامل کی گئی ہیں۔ لیکن ایک تو بذات خود یہ نعتیں اپنی جگہ وقیع مقام کی حامل ہیں اور دوسرے ان کے علاوہ پچیس نعتیں قطعاً" طبع زاد ORIGINAL ہیں (ہم انہی نعتوں میں سے نمونے دکھائیں گے۔) ہر نعت کا ایک ایک لفظ "کرشمہ

دامن دل می کشد کہ جا ایں جاست" کا مظہر ہے۔ انگریزی مجموعہ نعت کے فلیپ پر لکھا ہے کہ جمیل نقوی نے دنیا بھر میں اسلامی لہر کے پھیلنے اور اقصائے عالم میں مسلمانوں کے پائے جانے کے پیش نظر انگریزی زبان کو ذریعہ اظہار بنایا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ (یہ محض میرا خیال ہے' حقیقت تو جمیل نقوی جانتے ہیں!) کہ "ارمغان جمیل" کی اشاعت کے بعد جمیل نقوی کو خیال آیا کہ اس مجموعہ نعت کو انگریزی زبان میں منتقل کر لیا جائے تاکہ انگریزی دان طبقہ بالخصوص مغربی ممالک کے باشندے اس سے مستفید ہو سکیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جمیل نقوی کے ذوق نے انہیں انگریزی زبان میں شعر کہنے پر مجبور کیا ہو تو انہوں نے اپنی ہی لکھی ہوئی نعتوں کو انگریزی کے قالب میں ڈھال دیا۔

"ارمغان جمیل" میں جو نعتیں دی گئی ہیں۔ ان میں بعض فارسی زبان میں بھی لکھی گئی ہیں۔ ہم ذیل میں ایک فارسی نعت اور اس کا انگریزی ترجمہ اور ایک اردو نعت اور اس کا انگریزی ترجمہ قارئین کی نذر کرتے ہیں۔ فارسی نعت دیکھئے۔

آئینہ جمال ازل شان کبریا   قندیل عرش، طلعت ایوان کبریا
عالی مقام صاحب معراج لا کلام   سدرہ نشین شاہد و مہمان کبریا
اے رہنمائے خیر سبل سید البشر   رحمت نشاں نہایت فیضان کبریا
لا یمکن الثناء کما کان حقہ   روحی فداک بلبل بستان کبریا
چون آمدی رسید بہ تکمیل دین حق   ختم رسل مخاطب قرآن کبریا
نطق الہ، شارع حق ہادی زمن   امی لقب معلم عرفان کبریا
خلق عظیم، فضل اتم، شاہ دیں پناہ   والا صفات، مصدر احسان کبریا

انگریزی ترجمہ ملاحظہ ہو۔

Mirror of Beauty eternal, image of Glory Infinite,
The lamp of Heaven, facade of Splendour's supernal Hall,
Of the highest station, the attainer of Mi'raj
Couched on the Lote-tree, beholder aand guest of the Lord.
O Leader of the noblest folk, most illustrious of men,
Emblem of mercy, the utmost Beneficence of the Almighty,
It is impossible to celebrate you as we ought.
My soul be your sacrifice, O nightigale of the garden
of the Oversoul.
With your coming the True Faith reached completion,
The Last of Prophets, addressed in the Divine Book.
Vox Dei, indicator of the Divine Path, guide of all times,

The unlettered teacher of Divine congnizance,

Of splendid demeanor, matchless, King upholding Faith,

Of lofty qualities, fount of Divine Beneficence.

اب اردو نعت دیکھئے۔

مرے آقا کا کیا کہنا سراپا رحمت یزداں   رسول ابطحی، پیغمبر حق، صاحب قرآں
انیس المذنبیں، ساقی کوثر، شافع محشر   امام الانبیاء، ختم رسالت، ہادی دوراں
عروج فخر آدم، صاحب معراج جسمانی   محمد مصطفیٰ، روحی فداک جان مشتاقاں
وہ جن کے حسن پر انوار سے آفاق تابندہ   انہیں کا چہرہ انور چراغ کعبہ ایماں
وہ اپنی ذات خود آگاہ میں اک مرد کامل ہیں   غلام ان کا ہر اک مرد حریف گردش دوراں
وہ جس کے اک اشارے سے قمر دونیم ہو جائے   جمیل اس ذات کی توصیف سے معذور ہے انساں

اور اب اس نعت کا انگریزی زبان میں ترجمہ دیکھئے۔

What shall I say of my master, God's mercy personified,

The Prophet of Bat-ha, Divine Messenger, bearer of the Qur'an,

Friend of the sinners, Saqi of Kauthar,

Intercessor on the Day of Judgment,

Leader of Prophet's last of apostles, guide of all times.

The peak of human dignity, scaler of heaven,

Muhammad the Pure one, my life be his sacrifice, soul of the lovers;

With the refulgence of whose beauty the world is full of luster.

His contenance luminous is the lamp of the sanctuary of Faith.

With his self-realising personality he is a perfect man,

Each and every bondsman of his overwhelming.

By a single motion

Of his finger the moon split into two.

Who can describe his virtues as is meet?

جمیل نقوی نے اپنی نعتوں کو عنوانات سے مزین کیا ہے۔ ان نعتوں میں ایک حساس مسلمان کے تڑپتے ہوئے دل کے جذبات صاف نظر آتے ہیں۔ جمیل نقوی فضائل و شمائل نبوی پر زور دیتے ہیں وہ اپنی نعت میں اسوۂ حسنہ بیان کرتے ہیں ان

کی نعت میں مدینے سے دوری کی وجہ سے سوز و گداز قلب دکھائی دیتا ہے۔

The streets through which the Prophet passed,
The lanes and paths which his feet graced,
Are all light, infinitely bright,
Light poured upon light,
The heart's boundless delight.
It seems as if the Light Divine
Itself descended to these
And made every-one more glittering;
Every street from end to end
Studded with brilliant lamps
Like stars in the Milky Way.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ میں آمد کے بعد مدینہ تہذیب و تمدن کا مرکز ہی نہیں بن گیا تھا' بلکہ یہاں سے تہذیب و تمدن فکر و فن اور علم و ادب کے وہ سوتے پھوٹے کہ چشم فلک نے کبھی نہ دیکھے تھے۔

Ever since Medina became the abode of the Prophet,
It became a theatre of action and cradle of learning and culture;
From whose light thought acquried luminosity,
His threshold became the centre of thought and reflection.

مدینے سے محبت ہمارے شاعر کو اس دور میں لے جاتی ہے' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مسعود نے اہل عرب میں ایک عجیب انقلاب برپا کر دیا تھا۔ شاعر یہ کہتا ہے کہ میرا دل اس ہستی کے ساتھ وابستہ ہے۔

There is a loveline ethereal
Between a heart and a heart,
It is the shortest of lines,
Infinetesimally short.
A spark arises every moment
And leaps athwart.
Time, distance, space, what do they matter

For the magnetic force of love,
So fast the pace of passion
It takes me across the centuries,
And the vast spaces that intervene,
To the Prophet and an overwhelming aspiration
Links the heart to a hear.

مدینے میں حاضری کی خواہش کا ایک اور انداز ملاحظہ ہو۔

They are coming with all reverence,
    The bondsmen of the noblest of men.
Holding in their hands cups of hope.
O my master! some slaves of yours are coming forth;
    Let them be granted the wine of the secret of Unity.
They are coming athirst from afar,
In their eyes flashing the paths of Taiba.
    What visions are their minds conjuring!
O God! whose name is on my lips?
    Salutations and benedictions are coming down from heaven.
    Desires have sprung up wings,
        Messages are coming up from Medina.

جمیل نقوی اپنے استغاثۂ مجبوری کو یوں پیش کرتے ہیں۔

I am but a mean slave of your
Bending low to salute your august self, O Prophet!
How happy of me that your wishing back
Comes to me through beautiful words from your mouth.
O that pinnacle of your glory heaven-scapering flight!
O the loftiness of your houses's parapet,
Beyond the reach of men and angles!

The Bird of Sidra tree can never reach its height.
For the forgiveness of the sinners of your Ummah,
Your compassion for one and all is sufficient.
I wish I could drink by the Grace of Almighty
The wine of Paradise from your Sacred Cup.

خصائل و شمائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جھلک دیکھیے۔

The bearer of the message of Unity and its interpreter too,
You are the crown of both the worlds and the animating sprit of diversity
God made you the bearer of good tidings and a warner.
He invested you with the lofty status of vicegerent.
You are a testifier, a witness and testimony in one;
O beloved of God, that miracle of the creative slogan
O whom even God's surpassing majesty is proud.

ایک اور نمونہ ملاحظہ ہو۔

This is called the height of guidance: every member
Of the Ummah was made the bearer of the Qur'an.
You made known the secrets of "Despair Not" in such a manner
That you made the world of desire a garden.
If it is not your beneficence, what is it?
You made this humble one the singer of your praises.

جمیل نقوی کی طبیعت عشق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخمور اور ان کی نعت کا ہر شعر سوز و گداز سے معمور ہے۔ انگریزی زبان کو بالعموم ایک غیر ملکی زبان سمجھ کر اس سے کچھ زیادہ اعتنا نہیں کیا جاتا۔ پھر اہل زبان اور غیر اہل زبان میں جو فرق ہوسکتا ہے وہ معلوم! لیکن ایک سو بائیس صفحات کی LYRIC HOMAGE میں شامل تمام کلام خواہ وہ شاعر کے اپنے اردو کلام کا ترجمہ ہے یا طبع زاد ہے اس بات پر شاہد ہے کہ جمیل نقوی کو انگریزی زبان پر پوری دسترس حاصل ہے۔ وہ اپنے کلام اور زبان و بیان کے لحاظ سے کسی اہل زبان سے کم دکھائی نہیں دیتے۔ ان کے ہاں زبان و بیان میں گنجلک برائے نام بھی نہیں ہے۔ وہ الفاظ کو ان کے معانی اور مطلب کے مطابق استعمال کرتے ہیں۔ گویا وہ انگریزی زبان میں نعت لکھتے وقت ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جو ان کے ماضی الضمیر کو بدیہی طور پر ادا کر سکیں اور کسی قسم کا ابہام پیدا نہ ہو۔

جمیل نقوی ہمارے ملک کے کثیر التصنیف ادیب ہیں۔ انہوں نے نظم و نثر دونوں اصناف میں لکھا ہے۔ لیکن نعت گوئی میں ان کا مقام منفرد نظر آتا ہے۔ بالخصوص انہوں نے انگریزی زبان میں نعت لکھ کر ایک مہتم بالشان کارنامہ انجام دیا ہے اور یوں اندرون ملک ہی نہیں، بیرون ملک بھی بالخصوص یورپی اقوام کو نظم کے ذریعے خصائل و شمائل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسوہ حسنہ سے روشناس کرایا ہے۔ انگریزی میں نعت گوئی نے فخر اولیت کا تاج ان کے سر پر رکھ دیا ہے۔

انگریزی زبان میں شعر کہنے والی ایک اور آواز نے نقادوں کو اپنی طرف مبذول کر لیا ہے۔ اور وہ ہے --- محمد اطہر جاوید --- جھنگ سے تعلق رکھنے والے اور انگریزی میں ایم۔ اے کرنے والے محمد اطہر جاوید ایران میں تدریس کے پیشے سے منسلک ہیں۔ اس بات کا تذکرہ انہوں نے اپنے انگریزی زبان کے نعتیہ مجموعہ PEACE BE UPON HIM کے دیباچے میں کیا ہے یہ کتاب مئی ۱۹۲۲ء میں طبع ہوئی۔ یہ کتاب ۶۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ چار صفحات کے دو دیباچے اس پر مستزاد ہیں۔ بارہ صفحات میں "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پاک" پر مضمون ہیں۔ یہ مضمون نثر میں ہیں باقی صفحات پر نعتوں کے گلہائے عقیدت کھلے ہوئے ہیں۔ یہ نعتیں تعداد میں چوبیس ہیں۔ اس کے علاوہ شروع میں ایک حمد اور ایک سلام بھی ہے۔ ایک صفحے پر ایک نعت ہے اس کے بعد اس سے اگلا صفحہ خالی چھوڑ دیا گیا ہے۔

یہ مجموعہ نعت مختصر ہونے کے باوجود خاصے کی چیز ہے۔ نوجوانی کے عالم میں شعر کہنا اور پھر شعر میں نعت پاک کو منتخب کرنا اور وہ بھی انگریزی زبان میں شاعر کے رجحان طبع، جدت خیال اور شوق جمال کا پتہ دیتا ہے۔ محمد اطہر جاوید کا یہ جذبہ بھی قابل صد ستائش ہے، جیسا کہ انہوں نے اپنے دیباچے میں لکھا ہے کہ یہ حقیر سی کوشش سلمان رشدی جیسے بدنام زمانہ اور معلون بے کرانہ مصنف کی کتاب کا جواب ہے۔ اطہر کو اپنے زبان و بیان کی کم مائیگی کا بھی احساس ہے۔ تاہم ان کا یہ کوئی دعویٰ نہیں کہ یہ مجموعہ نعت انگریزی زبان میں کسی قسم کے "معرکہ کی چیز" ہے۔ تاہم ان کے پیش لفظ نگار کرنل (ریٹائرڈ) غلام سرور نے ایسا دعویٰ ضرور کیا ہے کہ "انگریزی ادب میں نعتیہ ادب بہت کم ہے۔ اور انگریزی زبان میں کوئی مجموعہ نعت دستیاب نہیں ہے۔ اور اس خلا کو پر کرنے کے لئے ایک نوجوان محمد اطہر جاوید نے پہلی مرتبہ (made a debit) اس سمت میں کام کیا ہے۔" کرنل غلام سرور کا یہ بیان محل نظر ہے۔ جیسا کہ اس سے پہلے ہم دیکھ آئے ہیں، جمیل نقوی کی کتاب LYRIC HOMAGE محمد اطہر جاوید کی کتاب سے پہلے ۱۹۸۷ء میں شائع ہو چکی تھی۔

محمد اطہر جاوید کی روح، عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہے۔ وہ اپنی زندگی کو ایک مستعار چیز سمجھتے ہیں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف و توصیف اور مدح و ثنا کے لئے ملی ہے۔

I borrowed this life for his pray

It will become a river of happiness

If I'll pray for Muhammad's elevation

Ay God! give me a power of sea

I want to preserve your faith and Muhammad's elevation

وہ سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر کائنات نامکمل ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ تشریف نہیں

لائے تھے تو دنیا کی کشتی ڈگمگا رہی تھی۔ بے اعتقادی اور گمراہی کے عفریت کو آزادی تھی اور ناپسندیدہ عناصر کو کھل کھیلنے کا موقع ملا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر کائنات کا نقشہ ہی بدل دیا۔

Woe is me, winter is come and gone
Boat of Ummah at the verge of drowing
Grief returns with the revolving moments
Streams flowing in saddest mood
Snake of disbelief killing moral norms
Unpleasant figures were uncountable

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہی تھی جس نے بداخلاقی' بدکرداری اور بے راہ روی کا خاتمہ کیا۔

Ill age working in poignant way
Uncanny figures ruling the whole age
Abu Jehal torting God's property
Muhammad enjoined to cure humanity
God's shadow fought many wars
To save, to find the Godly path
The genial soul reflected the rightness
Muhammad aborted all blazon immorality
God purified age by purging the devil
Muhammad completed the task by chasing out the evil
His credibility proved this verity
Now icy lips is talking with warm words

محمد اطہر جاوید نے اپنی نعت میں زیادہ تر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی غرض و غایت کو موضوع بنایا ہے۔ وہ اپنی ہر نعت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر زور دیتے ہیں۔ اور بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر کس طرح دکھی انسانیت کو راستہ دکھایا اور جاہل اور اجڈ عربوں کو کس طرح راہ راست پر لائے۔

The dismal situation, waste and wild
A dungeon horrible, all sides round
No ligh, but rather darkness visible

Served only to discover sights of woe
Regions of sorrows, painful shades
People were far from God and light of Heaven
Severely beaten up by codes of life
Haphazard morality punning the humanity
Muhammad appeared with bliss of Heaven
Enlightened soul sanctify whole age

اس ضمن میں ہمارا شاعر معجزات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بھی کرتا ہے۔ وہ مدینے سے دوری گوارا نہیں کر سکتا۔ وہ مدینے سے دوری کی آگ میں جل رہا ہے۔ تاہم وہ خواب میں اپنے آپ کو مدینہ شریف میں پاتا ہے۔ اور اپنی اس کیفیت کو یوں بیان کرتا ہے۔ (یہ ایک طویل نظم ہے۔ چند شعروں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔)

My presence at Madinah is inevitable
The spiritual loneliness
The gulf between me and the sacred place
My dream bridging up the gulf
I am near the lightened way
My eyebrows are wet
I am tasting the sweet tear
Since the salty water diluting with sacred air
My mental canvas shaping a delicate beauty
A towering chamber prepared by my fancy
I am still feeling so humble
After decades of while
My eyes are still clos'd

ایک نعت میں محمد اطہر جاوید افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ دنیا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو نہیں سمجھا ہے۔ اہل دنیا اس سے بیگانہ ہیں۔ محمد اطہر جاوید اس بات پر زور دیتے ہیں کہ اگر ہم انسانیت کے دکھوں کا علاج چاہتے ہیں تو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور اسوۂ حسنہ پر عمل کرنا چاہیئے۔

Whe people thinking with barren minds?

Uncultivated figures dominating the age

Why world is not familiar with Muhammad?

Why the wild and awful feelings people have?

The are deceiving themselves

They are criminals of morality

Arrogant soil of Makkah telling about Muhammad

Streets of Madinah are proud for his footprints

We must detect the leading holy figure

Who is chasing God's Will

People are folowing the Islamic codes

Muhammad gave Muslims thoughtful shades

محمد اطہر جاوید کی نعتوں میں روانی اور جذبہ کی فراوانی ہے۔ ان کے نعتیہ کلام میں ادب و احترام کے ساتھ ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ، فضائل و شمائل اور معجزات کا بیان ہے۔

پاکستان میں انگریزی زبان میں نعت گوئی کا مستقبل درخشاں ہے۔ محمد اطہر جاوید ایسے نوجوان شعراء کے مجموعہ کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ نوجوان تعلیم یافتہ شعراء کے دل میں عشق رسول کی چنگاری اپنا کام کر رہی ہے اور نعت گوئی کی طرف نہ صرف خود راغب ہیں بلکہ اسے عام کرنے میں بھی کوشاں ہیں۔ ان کا یہ جذبہ صادق انہیں اپنی مادری زبان کے علاوہ غیر ملکی زبانوں میں شعر کہنے پر --- نعت کہنے پر --- مجبور کر رہا ہے۔ اور چونکہ پاکستان کے علمی حلقوں میں اردو کے علاوہ انگریزی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ اس لئے وہ اس کی طرف راغب ہو رہے ہیں۔

سندر لال حمید تلہری

(بزبان ہندی)

اک رام سنیہی گیانی گروکل مجھ کو ملا تھا یاروں میں — وہ نین رسیلے پریم بھرے دلدار تھا وہ دلداروں میں

وہ سندر چہرہ نور بھرا وہ رام سروپی متوالا — دلدار تھا وہ دلداروں میں سردار تھا وہ سرداروں میں

لولاک لما کا تاج دھرے وہ کملی والا من موہن — توحید کی مالا ہاتھوں میں یوں کہتا تھا ناداروں میں

کیوں لوبھ کی مایا نے یارو جی ہائے تمہارا موہ لیا — تم باغ ارم کو چھوڑ یہاں پر پھرتے ہو کیوں خاروں میں

سب مایا ہے اس خالق کی جو خالق ہے ہر کایا کا — تم اس کے ہوتے اپنا سر کیوں دھرتے ہو بے چاروں میں

وہ سورج بنسی غار حرا سے آیا اتم نگری میں — تھی کریا اب نارائن جلی کی مکتی کے اظہاروں میں

وہ جگت گیانی من موہن تھا واقف ہر کے رازوں سے — گن گیان کو لے کر آیا تھا وہ غفلت کے بیماروں میں

میں سیس نواؤں چرنن لاگوں نام محمد جس کا ہے
شودر، ویش کئے سب داخل جس نے ہر کے پیاروں میں

نعت ہی نعت

(مختلف زبانوں میں نعت کا انتخاب)

rendered into English by
J. WHALEY

Johann Wolfgang von Goethe

CHULD NAMEH

Book of Paradise

Huri

All we from the elements were created.
From water, fire, earth and air
Simple and straight: earth's scent down there
Is contrary to all our natures.
We don't descend to human creatures;
But when with us you come to rest
Why, then we're always most hard pressed.

Believers came, you see, in procession,
All by the Prophet well recommended.
Of Paradise they took possession,
Then there were we, as he commanded,
So lovable, and so charmant,
No angels had known us so plaisant.

And yet the first, the second, third,
They already had a favourite preferred
In comparison horribly jaded;
They though regarded us as down-graded:
We were attractive, gay, quick-witted;
Below once more the Moslems would have quitted.

Now our celestial noble breeding
Found such behaviour quite repelling
And so our thoughts were always leading
To thoughts of plots to start rebelling;

Then when the Prophet once through Heaven rode
We watched for him and found his track;
He didn't look when homewards he strode,
And we his winged horse kept back.

We had him surrounded a while!
Kindly grave, in prophetic style,
Briefly he gave his orders for action;
We though were left in great dissatisfaction.
In order to attain his aim
Everything needed us to direct it;
Thinking just as you thought, we should reflect it:
We should be as your loves the same.

Huri

Wir sind aus den Elementen geschaffen,
Aus Wasser, Feuer, Erd und Luft,
Unmittelbar, und irdischer Duft
Ist unserm Wesen ganz zuwider.
Wir steigen nie zu euch hernieder;
Doch wenn ihr kommt, bei uns zu ruhn,
Da haben wir genug zu tun.

Denn, siehst du, wie die Gläubigen kamen,
Von dem Propheten so wohl empfohlen,
Besitz vom Paradiese nahmen,
Da waren wir, wie er befohlen,
So liebenswürdig, so scharmant,
Wie uns die Engel selbst nicht gekannt.

Allein der erste, zweite, dritte,
Die hatten vorher eine Favorite;
Gegen uns warens garstige Dinger,
Sie aber hielten uns doch geringer;
Wir waren reizend, geistig, munter,
Die Moslems wollten wieder hinunter.

Nun war uns himmlisch Hochgebornen
Ein solch Betragen ganz zuwider.
Wir aufgewiegelten Verschwornen
Besannen uns schon hin und wieder;

Als der Prophet durch alle Himmel fuhr,
Da paßten wir auf seine Spur;
Ruckkehrend hatt er sichs nicht versehn,
Das Flügel-Pferd, es mußte stehn.

Da hatten wir ihn in der Mitte! –
Freundlich ernst, nach Propheten-Sitte,
Wurden wir kürzlich von ihm beschieden;
Wir aber waren sehr unzufrieden.
Denn, seine Zwecke zu erreichen,
Sollten wir eben alles lenken:
So wie ihr dächtet, sollten wir denken,
Wir sollten euren Liebchen gleichen.

Homage to Muhammad (PBUH)
(French)

By: Jagan Nath Azad
Translated by Muhammad Hamidullah

Salutation à sa sanctissime personne,
Salutation à celui dont le temps est fier,
A celui qui fit d'innombrables bienfaits au monde
du possible.

Salutation à celui qui vint comme le protecteur
des affligés,
A celui qui resta comme le sanctuaire des sans-amis,
comme l'ami des pauvres.

Salutation à celui qui vint comme miséricorde
pour les mondes.
Qui vint avec le message de l'ami,
comme le véridique en promesse,
comme le digne de confiance.

Salutation à celui à la lumière de qui s'illumine
le monde,
Salutation à celui dont la parole a fasciné le monde.

Salutation à celui qui procure la langue
à qui ne pouvait pas parler,
Salutation à celui qui rendit la force
à qui en était dépourvu.

Salutation à celui qui alluma la lampe
de la connaissance de la divinité dans les cœurs,
A celui qui rendit les fronts impatients
de se prosterner devant la vérité.

Salutation à celui qui rendit sages ceux qui étaient
fous,
A celui qui inonda le monde de la coupe du vin
de la sagesse.

A celui qui établit la fraternité entre grands et petits,
Qui abolit la différence entre maître et esclave.

Salutation à celui dont la royauté se dissimulait
sous la pauvreté,
Et dont les pieds foulaient la grandeur
et la splendeur impériales.

Salutation à celui qui se repose sous la Coupole
Verte
Sur le seuil de qui, aujourd'hui encore, l'univers frotte
le front.

Salutation à celui qui, tout en les subissant,
bénissait ses oppresseurs,
A celui qui, sous les injures et la pluie de pierres,
bénissait (ses ennemis).

Salutation à ce très saint personnage de la part
de la vie éternelle.
Salutation de la part d'Azâd, les hommages hauts en
couleur d'Azâd.

By: Mukarram Hussain Khurshid

The Holy Prophet (PBUM)

He lit the torch of brotherhood,
And showed the people the rightest Path,
He rescued them from Satan's brood,
And saved them He from God's wrath.

His beauty of face and beauty of mind,
His manners, wisdom, insight,
Leave all reformers far behind,
And take him to the towering height.

"He was the Book in human form",
Our Holy mother Aisha says,
To His qualities of head and heart,
Tribute even the opponent pays.

He broke the shackles of womenfolk,
He gave them honour as Mom and wife,
He hurt no one whenever he spoke,
He led in fact, an ideal life.

By: A Rauf Luther

Epic of Faith

God and angles shower blessings
on the Prophet. Send ye blessings
On him; and greet him with respect,
O Believer; Never forget.

Quran message for universe,
Mohammad mercy for universe;
Full of blessings and of guidance,
For all creations, human beings.

Hospitable and benevolent,
Gracious, kind, righteous, ardent;
He is Prophet of God to preach
Islam to men, thereafter teach.

Most tender is the Prophet's heart,
Radiates effulgence heart to heart;
God has exalted high his name,
God does never him abandon.

He taught us what we did not know,
Instructed us in wisdom grow;
He relieved us of our burden,
And of yokes that bruise and pain.

From numerous gods and goddesses,
He saved us from all distresses;
It grieved him that men be perished,
He gave us Faith, work accomplished.

Ever anxious over all men,
Humanity with his kith and kin;
Who can forget Mohammad's name?
Ever inspires Muslims' frame.

Who pledge their fealty to him,
Merciful hand of God on them;
He's not father of any man.
He is the seal of Revelation.

Instructed men is Scripture
In wisdom, taught each Believer;
He's elevated to praise and glory,
In perfection, Message to carry.

The Pulpit of a date-palm tree,
Hard cried like a woman, free;
But by patting of the Prophet,
It was silenced, quite in comfort.

Uthama to his life was brought;
After his death by the Prophet;
Though not Prophet of miracles,
But he did perform miracles.

For Moses gushed out twelve springs,
For the twelve tribes in Jewish rings;
Streams of water flowed from fingers,
Of Mohammad for Believers.

There was a well dried up. Surprise,
The Prophet made its water rise;
Some water for his ablution,
It was sufficed for eighty men.

At woman's house he demanded,
He had rehearsed the sings of God;
When the Prophet touched container,
Lo! There and then flowed out water.

And she took him for a wizard,
The Prophet to her calmy said;
"I am the Prophet of my God,
Who is her Master and her Lord."

She and her men embraced Islam,
They glorified truth of Islam;
A cup of milk had once sufficed,
For all companions of the Shed.

And the cup was full to brim,
Though every one had drunk for him;
He milk'd a goat which was so weak,
He fill'd two pots out of its milk.

And offered it to Umme Maabid;
What miracles of the Prophet-Lord!
At house of Talha food was served.
Although he had only one bread.

By the miracle of the Prophet,
Eighty companions ate out of it;
Similar was the case of dates,
There was no loss of heaps of dates.

He is beloved of his God,
He is the lover of his Lord;
With perfect religion blessed us all,
Surrendered himself to His will.

Imparted knowledge to all men,
Unlettered though people know him;
Trusty is he, and trustworthy,
Owner of piety and purity.

He is the Light for universe,
He is the Light of universe;
He is bearer of glad tidings,
He is giver of glad tidings.

By: Jamil Naqvi

Song of the Primal Maestro

The chief of all the prophets are you, the guide of all times.
The pride of all creation, the Mercy of the Bounteous Lord.
You are a spring without autumn, the hue of roses and jessamines.
An invaluable wealth in the world's workshop;
The illumminating loveliness of the beauty chamber of the Divine Being.
Quintessence of the beauty of land and sea, the purpose of humanity's creation:
The charm of the song of the Primal Maestro-
Source of heart's comfort in this bewildering world;
I swear, I swear, you dispel all sorrows.

By: Jamil Naqvi

The Unique

Reflection of Beauty Eternal, his beauty is without peer;
There is no man like him, his self has no equal.
From the earth to the sky with his own body and self,
His Ascension is unique, his accomplishment unparalleled.
He received the Book of Light whose application is for ever;
He is the tongue of the Unseen, his speech matchless.
His splendid virtues, superb to the highest degree;
His conduct matchless, his excelences boundless.
The guide of man and djinns, the chief of all apostles;
His Companions unique, his progeny the noblest.
Mercy of the universe, intercessor of the sinners;
His kindness infinite, his generosity unbounded.
Proud of his lowliness, a miracle this too;
Who has been endowed with these great qualities?
His bondsmen all saints, knower of the secrets of leadership,
Burning with the passion for cognition, both past and present unique.
His votaries the cream of the universe;
His Uvaises acknowledged on all hands, his Bilal without a peer.
Salutations to our Prophet, salutations to our intercessor.

By: Jamil Naqvi

Lovely Face

Those who behold can lift the curtain from their eyes;
Those who wish to observe can have the joy of sight.
O the glory of those pure-hearted votaries
Who behold the lovely face with their own eyes.
Who can estimate the measure of his greatness,
Who beheld unperturbed god on the Night of Asra.
I satiate the thirst of my eyes with the lips,
Let me have a kiss of your eyes, O you who behold Medina.
The object of your creation was the completion of self-realisation.
O Prophet, who saw the innermost core of Nature's beauty.
Show you loveliness to me, the nostalgic one,
O you who plainly saw that was hidden.

By: Hasrat Hussain Hasrat

Peace Be Upon Thee

Thy praise is such that piety sings,
Thy door is the door where Grace springs;
Thy memories, O King of all kings,
To ailing hearts are smoothing things,
Thou blessed the world to be agony-free
Peace be upon thee, peace be upon thee.

As witnessed even the Arabian Sand,
In both the worlds thou art so grand,
That Angles bowed to kiss thy hand,
As far and wide stretches, my land.
To kiss the waters of Arabian Sea
Peace be upon thee, peace be upon thee.

I utter thy name a beliss I take,
Thou gavest a faith that never can shake;
It beats in hearts asleep or awake,
Be it eve-time be it day-break.
On hearts and soul, thy reign shall be,
Peace be upon thee, peace be upon thee.

By: Hasrat Husain Hasrat

The Ascension

His journey to the Celestial World,
Fore-shadowed what is achieved today;
And Nature's secrets were unfurled,
What doubtful was, is believed today.
His words posses authenticity,
He is the source of Love and Pity.

The Good he embraced, the evil he fought
With love as weapon, peace as campaign;
He totally changed the course of thought;
A revolution of heart and brain;
He hated revenge, disdained enmity,
He is the source of Love and Pity.

His guidance covers the realm of Ages,
Yesterday, To-day and To-morrow;
Its witness are history's pages,
He caused the world to be rid of sorrow.
He lit the lamps of sublime;
He is the source of Love and Pity

He taught the lesson of fraternity,
From heart to heart, from mind to mind;
He changed the 'I's' and 'You's' in 'We',
The foot-prints he has left behind,
Are guiding lights for humanity,
He is the source of Love and Pity.

He is the redeemer of Mankind,
Who put the world on peaceful path,
Reformed the human heart and mind,
Rescued tribes from the blood-bath,
Proof thereof is Hodaibiya Treaty,
He is the source of Love and Pity.

Yathrib was a town diseased,
Ere the Prophet there migrated;
Its fortune then manifold increased,
From that very day it was delegated,
An ever lasting authority,
He is the source of Love and Pity.

Such had the Arabs every-day life;
Wine, women, wanton willing,
Fighting, killing, wicked strife,
No had ever human feeling.
He brought harmony, tranquility;
He is the source of Love and Pity.

Idols formed the Kaba's treasure,
Ills were everywhere prevailing,
Lawless mirth and satanic pleasure,
Minds were sickly, souls were ailing,
He rid the world of absurdity,
He is the source of Love and Pity.

Women, men, all young and old,
Worshipped idols, false images;
Bought they wrong and wrong they sold,
Earn they did all sinful wages,
But he imprinted conformity,
He is the source of Love and Pity.

Social abjection perceiving,
Natural love did nobody care;
Meccans buried their daughters living;
Stink was moral atmosphere;
But he crushed such depravity;
He is the source of Love and Pity.

When he ascended Arsh-i-Azam,
Angels chaunted hymns of welcome,
"He's the pride of Adam, Abraham,
"Sallal-Lah-o-Alaih-e-Wa-Sallam,
"Gifted with universality,
"He is the source of Love and Pity.

By: Bashir Hussain Nazim

A Blissful Advent

The entire cosmos,
Was in travail.
The humanity in totality,
Was in the quagmire,
Of audacity and ignorance.
The thorns of malice and abhorence,
Had spread on the surface of the earth.
The honour, glory and merit
Were in scarcity and dearth.
The diabolical temptations
Had conquered the minds and hearts.
The piety and continence,
The fortitude and confidence,
Had become, indeed, Rara Avis,
And there was no sign of bliss.
The Most Merciful,
The Most Compassionate,
Heard the pathetic Prayer
Of his creatures,
And sent His beloved Apostle--
The Soul of the cosmos,
The Essence of the Mercies,
The Mercy for the worlds,
The friend of the friendless,
The sympathiser of the needy,
The helper of the helpless,
Who filled the world with light,
Glee and glean,
Praise be to Allah,
The Omnipotent,
The Unseen.

By: Bashir Hussain Nazim

In Eulogy of the Holy Prophet
(May the choicest blessings of Allah be upon him)

O my haven and harbour,
Here and hereinafter,
The abode of existentionalism,
Shines by thy benediction.
The lips of jinn and the human-beings,
Are embellished with thy eulogy.
The grandeur,
Of my faith and conviction,
Is thy Love and Affection.
And the pillar of the palace
Of my creed,
Is thy love-potion.
Departing to the paradise
From thy rasiance,
IS a good-tiding
For the men of yearning
And burning in separation.
The parched field of soul and spirit,
The bivouac of heart,
And the camp of essence
Are waiting for the drizzles
Of thy Kindness and Mercy,
Since the day of Covenant.
O the source of my delight,
O my might,
In my plight,
Shower Mercy,
Shower Mercy,
Shower Mercy,

By: Muhammad Athar Javed

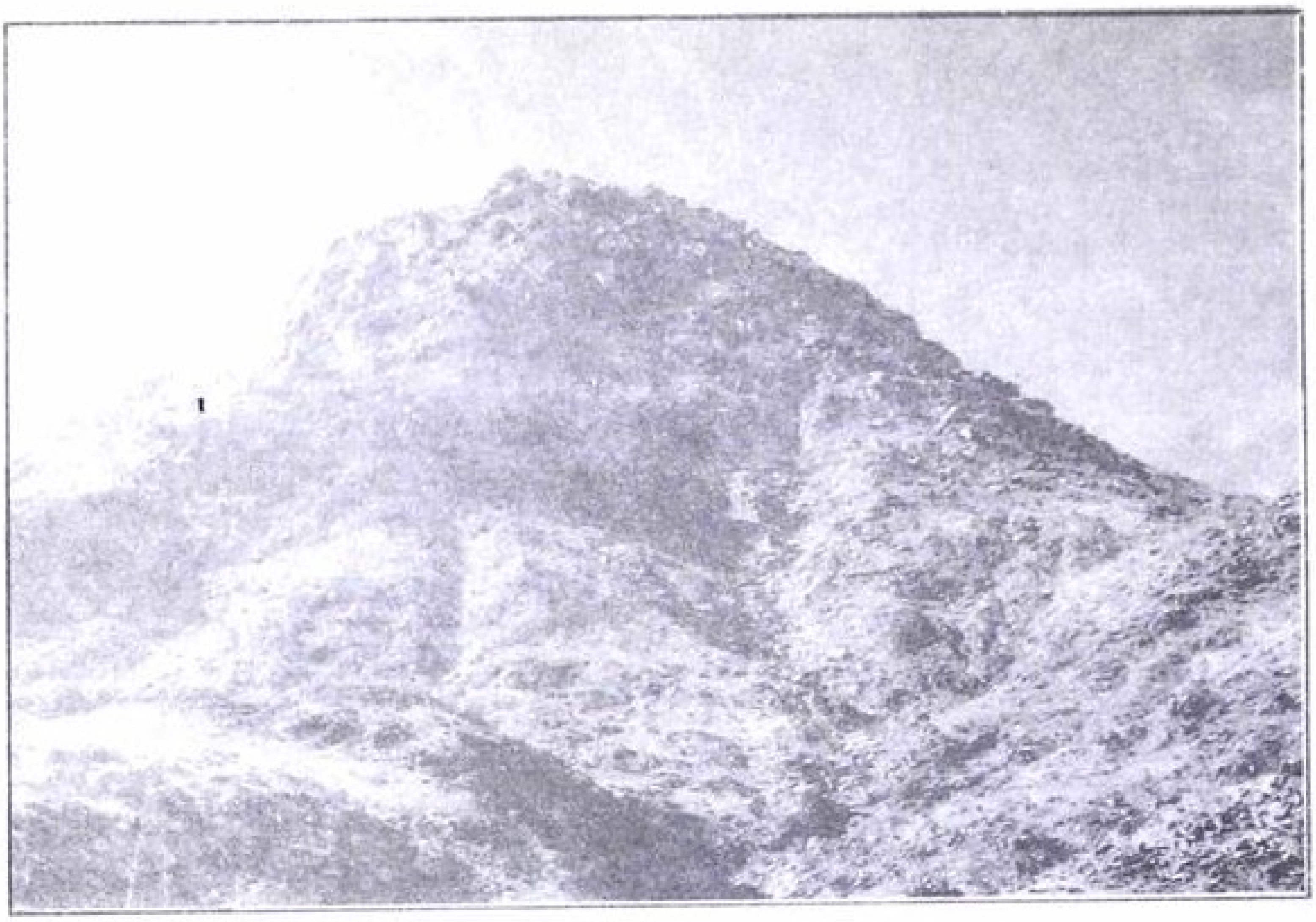
Muhammad Arabi

How can we praise sacred soul Muhammad Arabi
If sea can disguise an inky way
Trees start writing in a novel way
We cannot touch the glory of Muhammad Arabi
Angels were happy on his birth
Life itself was proud on that day
God consecrated day with the birth of Muhammad Arabi
He is the evidence of God's religion
He is the leader of Holy figures
And God completed the flaw'd life through Muhammad Arabi
Ay! people listen what wind is saying
The sweet odor, the sacred feeling got the tongue
Because this s first touch of it with Muhammad Arabi

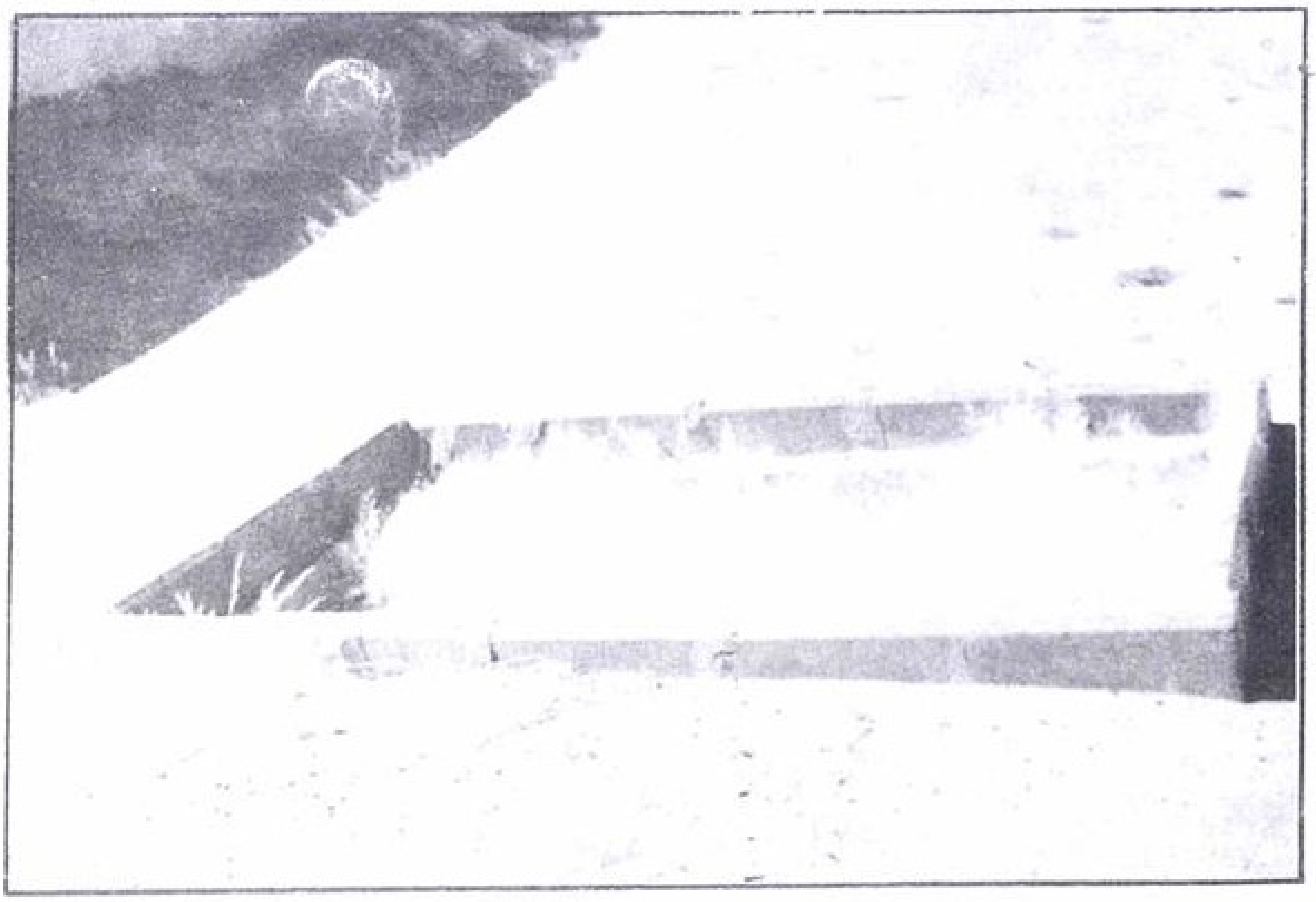
By: Muhammad Athar Javed

Salam To
(Peace Be Upon Him)

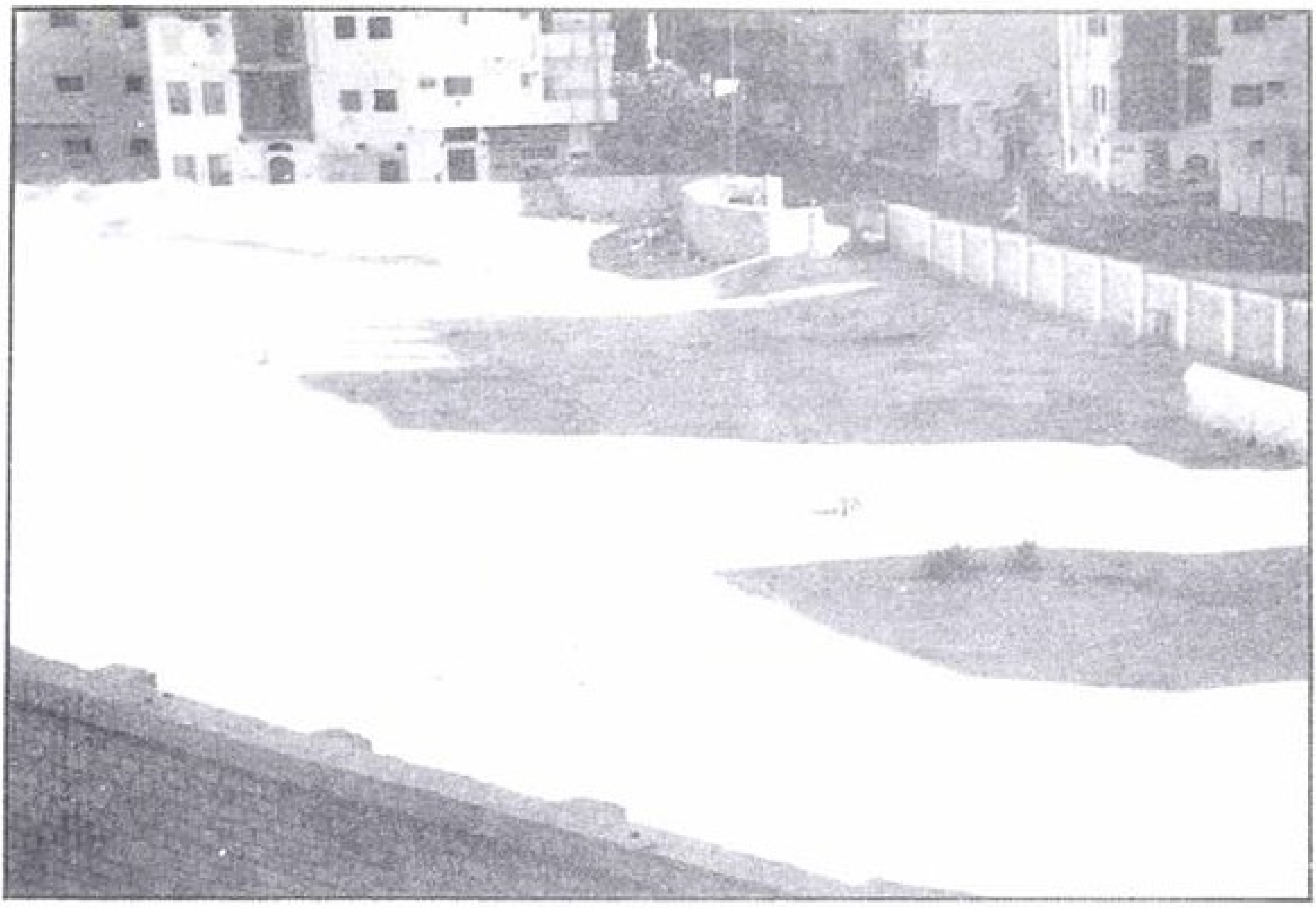
Salam Ay	Morning star of the dark night
Salam Ay	Spiritual soul of the world
Salam Ay	Prediction of Christ and Abraham
Salam Ay	Sea of sacredness
Salam Ay	Sea of knowledge
Salam Ay	Sea of kindness
Salam Ay	Leader of the Holy figures
Salam Ay	Towering soul of the Heaven
Salam Ay	Finder of the enlightened way
Salam Ay	Preacher of the right path
Salam Ay	God's last patch for humanity
Salam Ay	Filler of the last hole
Salam Ay	Symbol of morality for the world
Salam Ay	God's most loving messenger
Salam Ay	Rasool Allah on having Godly nature



غار ثور



ام المومنین حضرت میمونہ کی قبر مبارک



مسفلہ قبرستان — کفار مکہ نے مسلمانوں کو اپنے قبرستانوں میں دفن کرنے کی اجازت نہ دی تو ام المومنین حضرت خدیجہؓ نے اپنی یہ زمین قبرستان کیلئے وقف کردی



مسجد خالد — حضرت خالد بن ولیدؓ کا اس جگہ گھر تھا اور فتح مکہ کے روز اس جگہ پر کفار سے مڈبھیڑ بھی ہوئی۔

مولٰینا شاہ رفیع الدین دہلوی رح

یَا اَحْمَدَ الْمُخْتَارِ یَا زَیْنَ الْوَرٰی   یَا خَاتِماً لِلرُّسُلِ مَا اَعْلَاکَ

اے احمد مختار ! اے زینت مخلوقات عالم !   اے خاتم رسولاں ! کوئی آپ سے بڑھ کر نہیں ہے

یَا کَاشِفَ الضَّرَّاءِ مِنْ مُسْتَنْجِدٍ   یَا مُنْجِیاً فِی الْحَشْرِ مَنْ وَالَاکَ

اے مصائب سے نجات دینے والے، فریادی کو   اے حشر میں رہائی دلوانے والے، اس کو جو آپ سے محبت رکھتا ہو

هَلْ کَانَ غَیْرُکَ فِی الْاَنَامِ مَنِ اسْتَوٰی   فَوْقَ الْبُرَاقِ وَجَاوَزَ الْاَفْلَاکَ

مخلوق میں آپ کے سوا کون ہے جو سوار ہوا   براق پر اور آسمانوں کو عبور کر گیا

وَاسْتَمْسَکَ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ رِکَابَهٗ   فِیْ سَیْرِهٖ وَاسْتَخْدَمَ الْاَمْلَاکَ

اور جس کے رکاب کو روح الامین (جبریل) نے تھاما   اس کے سفر میں اور جس نے فرشتوں سے خدمت لی

قَعَدَتْ لَکَ الرُّسُلُ الْعِظَامُ تَرَقُّباً   فَعَلَوْتَ مَغْبُوْطاً لَهُمْ مَسْرَاکَ

انبیائے عظام بیٹھے آپ کی اس ترقی کو دیکھتے رہے   اور آپ بلندی کی طرف بڑھے، آپ کا یہ سفر سب کے لئے قابل رشک تھا

وَاَمَمْتَهُمْ فِی الْقُدْسِ بَعْدَ تَجَاوُزٍ   مِنْهُمْ بِاَمْرِ اللهِ اِذْ وَلَّاکَ

اور بیت المقدس میں آگے بڑھ کر آپ نے تمام انبیاء کی امامت کی   یہ اللہ کے حکم سے ہوا جس نے آپ کو اس کے لئے مقرر فرمایا تھا

وَتَزَیَّنَتْ جَوْهَرُ الْجَنَانِ بَشَاشَةً   بِکَ سَیِّدِیْ شَوْقاً اِلٰی لُقْیَاکَ

دل کے موتی خوشی سے چمک اٹھا ہے   آپکی وجہ سے اے میرے آقا ! آپکی ملاقات کے شوق میں

مولوی مناظر احسن دھرمی جی گیلانی (بزبان بہاری)

پیارے محمدؐ جگ ساجن تم پہ واروں تن من دھن
تمری صورتیا من موہن کیو کراتیو تو درشن
جیا کنکرے دلوا ترسے
کرپا کے بدر اکھیا برسے
تمری دواریا کیسے چھوڑوں تم سے توڑوں تو کس سے جوڑوں
تمری گلیک دھول بٹوروں تمرے نگر میں دم بھی توڑوں
جی کا اب ارمان یہی ہے
آٹھوں پہر اب دھیان یہی ہے

نذر غفوری (گجراتی) خادم کتیانوی (گجراتی)

શહે બત્હા (સલ.)

છે માનવી નિઃશંક ફરિશ્તાથી વધીને
એમાંય નથી કોઈ મુજ આકાથી વધીને
ક્યાંથી હો કોઈ શહર મદીનાથી વધીને
જન્નત નથી જન્નતના એ ટુકડાથી વધીને
વેરાયાં છે એ માંહે નબી-નૂરનાં કિરણો
છે ગારે હિરા વાદિયે સીનાથી વધીને
ત્યાં શીશ નમાવે છે ફરિશ્તાઓ અદબથી,
શું માન હો માનવનું ભલા આથી વધીને
દર્શનની તમા હો, તો મદીનામાં પધારો-
જલવા છે અહીં નૂરના જલવાથી વધીને
કુરઆન ભરેલું છે મુહમ્મદ (સલ.)ની સનાથી,
શું કોઈ સના કરશે વિધાતાથી વધીને
પદ-ચિહ્ન મળે આપનું તો પ્રેમથી ચૂમું.
'અસ્વદ' યે નથી આપના પગલાથી વધીને
મે'રાજ છે એહમદની ફઝીલતનું સમર્થન,
જિબ્રીલ યે ક્યાં જઈ શક્યા 'સિદરા'થી વધીને
ગુમરાહી વિના ગયરોથી શું પામશો "ખાદિમ"
રહબર નથી કોઈ શહે બત્હાથી વધીને

'ખાદિમ' કુત્યાનવી

'નઝર' ગફૂરી

નાતિયા ગીત

કાળી કમલી વાળા આકા
ઉત્તમ ઉત્તમ ન્યારા પ્યારા
કાળી કમલી...

આપનું જીવન રહમત રહમત
આપનો રસ્તો રાહે જન્નત
ઉચ્ચ લક્ષ્ય, સરકારે મદીના
કાળી કમલી...

આપની સીરત અલ્લાહ અલ્લાહ
દિવ્ય બશીરત અલ્લાહ અલ્લાહ
પાથરે નૂરાની અજવાળા
કાળી કમલી...

ભૂખ્યા રહી, બીજાને જમાડયા
કામ હમેશાં સૌને આવ્યા
ઉમ્મત ખાતર ગમ ખાનારા
કાળી કમલી...

આપ ઉપર થૈ ખત્મ નબુવ્વત
ઉચ્ચતા પામી આપની ઉમ્મત
રેહમતે આલમ શાહે મદીના
કાળી કમલી...

દ્રષ્ટિ કરમની કરજો 'નઝર' પર
જલ્દ એ આવે આપના દર પર
જોવા ચહે છે ગુમ્બદે ખિઝરા
કાળી કમલી...

هامسه ران نەسەب... هامسه ران نەسەب
مه حبو و بیم هەن شای عالی نەسەب
ئیسمش موحه مەد، قورەیشی وعەرەب
ئەداش ئامینه کناچەی وەهەب
تەمامی عومرش شەصت و سی سالەن
باب و با پیرش بەی طەرزو حالەن
عەبدوللا، عەبدولموطەلیب، هاشم
عەبدولمەنافەن، بزانەش لازم
نەکوتا و نە بەرز، سپی وگەندم گوون
نەکەوتەن سایەش نەرووی دنیای دوون
بە وەلەدبییەن جەمەککەی ئەنوەر
چل سال چاگە مەند بی بەپیغەمبەر
وە سیزدەی هەنی ئەوخورجە مینە
راهی بی، کوچ کەرد شی و مەدینە
چوگە موقیم بی تاموددەی دە سال
مەرگش پەی ئاماجەلای بی زەوال
بەرشی جە دنیای فانیی بی بنیاد
ئەبلەهکە سیوەن دل پیش کە روشاد
صد دو بیست و چارهە زار پیغەمبەر
سیصەدو سیزدە رەسول رەهبەر
ئیبراهیم و نووح، مووسی ئولوولعەزم
عیسی و موحەممەد بزانەش وەجەزم
سەییدولکەونەین، خەتمو لمورسەلین
جەدەسیوای حەق بیهتەرجەگردین

(بزبان مارواڑی)

شاہ خلیل الرحمٰن خلیل بانسوی

تھاں پر لاکھ ہجار سلام تھاں پر پڑھاں پکار سلام
تھاروں دل سے بنو گلام تھارو پلو لینو تھام

تھارو نبی محمدؐ نام
مھارو کرو کبول سلام

تھاں سو کھا لک رکھے پیار میں بھی تھاں پرچھوں بلہار
تھارو عالی چھجے دربار مھاں پر نجر کرو اک بار

تھارو نبی محمدؐ نام
مھارو کرو کبول سلام

تھاں کی جگ میں مچی دہائی تھاری پیت مورے من بھائی
تھاں نے اچھی کری کمائی تھاں پر صدکے سبھی کھدائی

تھارو نبی محمدؐ نام
مھارو کرو کبول سلام

تھیں چھوراجن کے پت راج تھیں چھوپر تھی کے سرتاج
تھارو سبھی ملک محتاج تھارے ہاتھ مھاری لاج

تھارو نبی محمدؐ نام
مھارو کرو کبول سلام

تھارو درسن کبھو نپایو مھاں نے مکھڑا نا دکھلایو
تھارو نیہہ کلیجہ کھایو تھارو نام مورے من بھایو

تھارو نبی محمدؐ نام
مھارو کرو کبول سلام

تھارو بنو کھلیل دیوانہ جیسے دیوے پر پروانہ
یاکو روجہ پر بلواتا یاکو اپنو دیس دکھاتا

تھارو نبی محمدؐ نام
مھارو کرو کبول سلام

اللھم صلی علی محمد یا رب صلی علیہ وسلم

گوجری

(محمد اسماعیل ذبیح)

مہارو راہبر، راہبرِ عالم   قربان اس تے دوئے عالم
جس ناں گُل انساناں کو غم   صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
عرب عجم کو قائدِ اعظم   سچو نبی، رسولِ اکرم
جیہڑو کل نبیاں کو خاتم   صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
انسانی قدراں کو معلّم   دکھیاراں کو دردی ہمدم
جس کی عظمت جگ ماں مسلّم   صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
اُچا سچا، جس کا عزائم   رات ماں قائم دن ماں صائم
جس نے کی اخوت قائم   صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
سارا جگ تیں اکرم ارحم   سب تیں مکرم سب تیں معظم
سب تیں افضل سب تیں اعلم   صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
ذات ہے جس کی نورِ مجسّم   وحیٔ الٰہی جس کو تکلّم
ذبیح وہ حسن ماں ماہ و انجم   صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

(ڈاکٹر صابر آفاقی)

آئیو سوہنو عجیب رفتار کے نال   گیو بدل جہان دیدار کے نال!
چڑھیو دیہنہ فاران کی چوٹیاں توں   نویں صبح تے نویں بہار کے نال
ہوا دلاں کا باغ شاداب، جہڑا   سکّا ہوا تھا بغض کی نار کے نال
آئیو ھوش گداؤں وے شاہ بنیا   لگے مست نہ کدے ہوشیار کے نال
مُک سکے نہ کیو احسان، جہڑو   سوہنا نبی نے کل سنسار کے نال
علم، عمل، اخلاق، تہذیب، صنعت   سکّھی انہاں نے بیس کے یار کے نال
وحشی قوم نے دتّی تہذیب جگ ناں   اُٹّھی چمک زمین انوار کے نال
کیو امن جہان ماں جنہاں کو تھو   دہاڑی رات بپار تلوار کے نال
جہڑا لڑیں تھا بھائی تمام ہُوا   نبی پاک کی مٹھی گفتار کے نال
ہوئی شرک توں پاک تمام دنیاں
پھیلی صابر توحید ابرار کے نال

(بلوچی)

(فضل مشتاق عاجز)

تئی شان ہر دو جہاں اِنت اللہ — مدینہ بہشت ء نشاں اِنت اللہ
تئی سر بلندی ءَ اے شاں اِنت اللہ — محمد ﷺ نبی آخر زماں اَنت اللہ
جمال انت خدا ءِ، کلاں اِنت خداء — زباں ءَ خدا اِن دلاں اَنت اللہ
تئی نور جلوہ مدام دیدگاں اِنت — نام تئی ہر دم بہ زباں اَنت اللہ
قائم بہ بیت ان اگاں دین عاجز — جنت پہ مومن ءَ مسلماں اِنت اللہ

(عنایت اللہ قومی)

حمدِ دیانِ ءَ ہر دمان ءَ زیات کناں — گوں خداوند ءَ روچ ءُ شپ فریات کناں
سیدِ کونین ء در ءَ صلوات کناں — ہر چہار یارانی صحبت ءَ حرکات کناں
نوبت ءَ فاروقؓ ء پدوشات کناں — دختراں او گاریں وتی سوغات کناں
گوں یلا چونیں مطلبے آیات کناں — نیک ءُ بد دوئیں مئے سر اشمات کن انت

سیدہ بانل دشتیاری

سردارءِ دو جہانءِ ما پر تو درودءُ صد سلام
آقائے نامدارءِ ما پر تو درودءُ صد سلام

یارب مدینہءِ آرزو منزل پہ منزل کو بہ کو
روضہ بیئت مئے روبرو پر تو درودءُ صد سلام

یارب من امتءِ رسولؐ مئے توبہ یا بکن قبول
پہ صدقہءِ زہرہ بتول پر تو درودءُ صد سلام

بانل تئی حالءِ خبر دُرّیں بنی یا بنتیں سر
بلکن بکنت منءَ نپر پر تو درودءُ صد سلام

شاه عبداللطيف ڀٽائيؒ (سنڌي)

المتوفی ۱۱۶۵ھ / ۱۷۵۲ع

جوڙي جوڙ جهان جي، جڏهن جوڙيائين
خاوند خاص خلقي محمدؐ مڪائين
ڪلمو تہ ڪريم تي چئو چايائين
اَنَا مَوْلاکَ وَ اَنْتَ مَحْبُوبِيْ اَئين اَتائين

○

جوڙي جوڙ جهان جي پاڻ ڪيائين پروار
حامي هادي هاشمي، سردارن سردار
سونهين صحابن سڀ ۾ منجهہ مسجد مٺيادار
چارئي چڱا چوڏار، هٿا هيڪاندا حبيب سين

○

وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ جان تو چئين ائين
تان مير محمد ڪارڻي نرتون منجهان نيهن
سوتون وڃيو ڪيئين تائين ڪنڌ ڀين ڪي؟

○

وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ جڏهن چيو جن
تن مڃيو محمدؐ ڪارڻي هيجان سان هنين
تڏهن منجهان تن اوتڙ ڪو نہ اوليو

وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ جن آتو سين ايمان
تن مڃيو محمد ڪارڻي قلب سان لسان
اوءِ فائق ۾ فرمان ؛ وتڙ ڪنهن نہ اوليا

○

پڙهيا پڙهيجا سبق انهين سور جو
ميم رکو منهن الف تنهن اڳيان
چتان چوريجا اهلات "لطيف" چئي

○

جڪرو جس ڪرو ٻيا مڙئي مل
سمي جي سهاڳ جي ڪنهين نہ پيئي ڪل
مٿي ان مرسل، اصل هٿي ايتري

○

جڪرو جس ڪرو ٻيا سڀ انبرا
جيائين جڙو جڪڙو تياٺين نہ ٻيا
مٿي انهين ماڳان، اصل هٿي ايتري

○

جڪري جهو جوان ڏسان ڪو نہ ڏينهن ۾
مهڙ مٿڙني مرسلين سرس سندس شان
فَکَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی اي ميسرتيس مڪان
اي اڳي جو احسان جنهن هادي ميڙيم مهڙو

○

ابڙو عبدالرحيم ارشد (سنڌي)

السلام اي سرورِ ڪونين، اي شاهِ اُمم
السلام اي شان و شوڪت جاهدارا السلام

السلام اي رحمت للعالمين عالي مقام
السلام اي ڪل بلائن کان بلارا السلام

تو مٿي توحيد جا پشمانا پيارا پرت مان
مرحبا صد مرحبا دلبر دلارا السلام

جو رکي توسان محبت ۽ طاعت ۾ ڪري
دين دنيا جا ويا ڪانئس خسارا السلام

تنهنجي محبت سان بندو، محبوب ٿئي مولیٰ سندو
تاملن قرآن ۾ اهڙا اشارا السلام

عرش اعلیٰ تي رسي معراج ماڻيو تو مٿا
قرب قادر هي ڪيا توتي نيارا، السلام

ڪو بہ سمجهي ڪين سگهيو، شان تنهنجو سيدا
وَالضُّحٰی وَاللَّيْل جا تو لئہ اشارا السلام

دل جي گهراين وچان ارشدؔ مڪا مرسل سلام
سي قبوليج پاڄهہ سان، ڪانئس خدارا، السلام

(سنڌي)

مخدوم محمد زمان "طالب المولیٰ"

منهنجي عشق جو يا محبوبِ خدا، آغاز بہ تون، انجام بہ تون
منهنجو طاعت، مِلت، مذهب تون منهنجو دين بہ تون اسلام بہ تون

آهين آس بہ تون، اُميد بہ تون، ٻيو ڪين ڏٺو سِوا تنهنجي مون
منهنجي قُرب جو ڪعبو قبلو تون، منهنجو حج بہ تون احرام بہ تون

هر شيءِ ۾ تنهنجو حُسن ڏٺم، سُڌ تو ڪان سِوا ٻي ڪا نہ پيم
منهنجو اَگ بہ تون ۽ پوءِ بہ تو منهنجو صُبح بہ تون ۽ شام بہ تون

آهي دل ۾ تنهنجي ذات مِڙا، ۽ وات ۾ تنهنجي بات مِڙا
منهنجو مقصد تون، منهنجو مطلب تون منهنجو ساقي تون ۽ جام بہ تون

آهين حُسن ازل جو راز بہ تون قدرت جو نُور عيان بہ تون
محبوب بہ تون، مطلوب بہ تون قاصد بہ تون ۽ پيغام بہ تون

آهين رونق ٻنهي جهانن جي تون هر روز سندء حُسن آهہ فزون
صياد بہ تون آهين، دام بہ تون ۽ ڳُن بہ تون، گُلفام بہ تون

جا عظمت، شوڪت ۽ سطوت، بي مثل وري تنهنجي رحمت
منهنجو درد بہ تون، منهنجو سوز بہ تون راحت بہ تون ۽ آرام بہ تون

ٻيو منهنجي نظر ۾ ناهي ڪو جنهن هردو جهان ۾ طالب جو
سردار بہ تون، سرڪار بہ تون، ارشاد تُون احڪام بہ تون

(سنڌي)

آخوند حاجي عبدالرحمٰن انجم هالائي

عين اطهر، نور انور، مُصطفیٰ يا مُصطفیٰ
گنج گوهر، منهنجا سرور، مُصطفیٰ يا مُصطفیٰ

تنهنجو ٿيو سيدا! جنهن دم ٻڌن جن و بشر،
تا پڙهن صلوٰة هر هر، مُصطفیٰ يا مُصطفیٰ

مان نہ هڪ آهيان فقط شيدا مگر آهن ڪئين،
تنهنجا عاشق منهنجا همسر، مُصطفیٰ يا مُصطفیٰ

تنهنجي فرقت ۾ رئان ٿو نام تنهنجو ياد آهہ
ورد منهنجو آهہ اڪثر، مُصطفیٰ يا مُصطفیٰ

جيب خالي ڪيئن مان پهچان دور منزل آهہ ٿي،
ور وسيلا ڪي ڪا واهر، مُصطفیٰ يا مُصطفیٰ

عاشق نادار کي تون پاڻ وٽ جلدي گهُراءِ،
دور تنهنکي ڪر نہ دلبر، مُصطفیٰ يا مُصطفیٰ

ڪين "انجم" کي وسارج آهہ جو عاصي اثيم
ڪج شفاعت روزِ محشر، مُصطفیٰ يا مُصطفیٰ

◎

(سنڌي)

شيخ عبدالحليم جوش

محبت جنهن جي فطرت هئي، صداقت جنهن جي سيرت هئي
عبادت زندگي ۽ زندگي جنهن جي عبادت هئي
اهو انسان ڪامل عرش تائين جنهن جي رفعت هئي
سڀن جي لاءِ رحمت هو، سڀن تي جنهن جي رحمت هئي
ڪڏهن ڪنهن سان عداوت هئي نہ ڪنهن جي لاءِ نفرت هئي
محمد جي نظر ۾ هر بشر جي لاءِ عزت هئي
ڪڪر وانگر وسايو مينهن جنهن پنهنجي مروت جو
بنا ڪنهن فرق جي پنهنجن پرائن تي عنايت هئي
جتي پاڇو ٿي پاڇاهه، اُتي انسان اُسري پيا
اُتي فانوس ٿيا روشن، جتي ظلمت ئي ظلمت هئي
اُتي ماحول پيدا ٿيو محبت جو اُخوت جو
جتي ويڇائي ويڇا ها، جتي نفرت ئي نفرت هئي
نظر ۾ سوچ ۾، گفتار ۾، ڪردار ۾ جنهنجي،
ڏني سڀ کي محمد مصطفیٰ قرآن جي دولت
عمل جي روشني عرفان ۽ ايمان جي دولت

(پشتو)

حمزه شنواری

قطرت یوسیم دے په عرفان دَ محمدؐ
یوکیف دے پسرلے دَ گلستان دَ محمدؐ

څرگند، دَ دوئی نه نُوره شو یو والے دَ وجود
هر څیز شو آینه خان نه حیران دَ محمدؐ

یونے نه شو څوک په سِردَ لی مع الله وقتهٔ
بس دو مره چه مبلمه په وو یزدان دَ محمدؐ

یو گل دَ تجلی نه دَ رخسار یے شفق دے
جنت یوه نغښته شوه دَ دامان دَ محمدؐ

خالق یے چه په عشق کے کړو توحید و ته نزول
خپل سورے په انوارو شو قربان دَ محمدؐ

برزخ د نقش و رنگ چه وو پاک هغه پکار
اُمّی ځکه لقب شو په قرآن دَ محمدؐ

هر شئ دَ کائنات لکه صدف شو وازه خُله
راځو رچه په دنیا کے شو نیسان دَ محمدؐ

راجوړه سلسله شوه دَ اشکالِ الٰهی
پیدا چه کړے رب زلفے پریشان دَ محمدؐ

حمزه هره ذره به دِ ثنا کړی دَ دنیا
ته شوے که ثنا گر شیوه بیان دَ محمدؐ

(پشتو)

منظر فریادی ملاکوری

تیښے د کفر شولے رفع دفع شمر او خلید   ښکلے بشرؐ او خلید
سپینه رڼا شوه په جهان چه سپین سحر او خلید   ښکلے بشرؐ او خلید
هر خوا وو ظلم او زور   زورکه زورته وے زور
دنیا یوهٔ او جهل   چال هر طرف ته و وخور
په دغه وخت کے عرش شمس و قمر او خلید   ښکلے بشرؐ او خلید
سپینه رڼا شوه په جهان چه سپین سحر او خلید   ښکلے بشرؐ او خلید
چاوو بتان نسولی   خپل معبودان نیولی
چا نمر، سپوږمئ او ستوری   وو د آسمان نیولی
جلوے خورے شوے د حضرت عبدالله وو او خلید   ښکلے بشرؐ او خلید
سپینه رڼا شوه په جهان چه سپین سحر او خلید   ښکلے بشرؐ او خلید
حق شو بالا په جهان   باطل کړو غیرت گریوان
د خدائے تعالیٰ دلوری راغے   پیغام د امن و امان
د "آمنے" د زړهٔ ټکور، نور البصر او خلید   ښکلے بشرؐ او خلید
سپینه رڼا شوه په جهان چه سپین سحر او خلید   ښکلے بشرؐ او خلید
په تا دے د پیروی سلام   یا نبی خیر الانام
مل نے شما "فریادی"   روز محشر په مقام
نیکی مے او نکړه وبښته شے سپین د سر او خلید   ښکلے بشرؐ او خلید
سپینه رڼا شوه په جهان چه سپین سحر او خلید   ښکلے بشرؐ او خلید

(پشتو)

خوشحال خان خټک

المتوفی سنه ۱۱۰۰ھ
۱۶۸۸ء

د خدائے عرفان م و شه په عرفان د محمدؐ
پاک دے محمدؐ پاک دے سُبحان د محمدؐ

راشه نظر و کړه په طٰهٰ په یٰسین باندِ
خدائے دے صفت کړے په قرآن د محمدؐ

ډیر خلق پیدا دِے انبیا که اولیا دِے
نشته په خلقت کښ یو په شان د محمدؐ

خدائے سره موسیٰ په کوه طور کړلے خبرے
دے د عرش د پاسه لا مکان د محمدؐ

پیک ئے جبریل وه در فرق جلب نیولے
پورته پاس معراج وه په آسمان د محمدؐ

خوان بر د موسیٰ خو مَن سلوے یولک و کړے
انس و جن هر یو ئے تل په خوان د محمدؐ

لاس دے لگولے ما خوشحال په واړه کړنه
غم اندوه م نشته په دَ امان د محمدؐ

(پشتو)

رحمان بابا

المتوفی سنه ۱۱۱۸ھ
۱۷۰۶ء

که صورت د محمدؐ نه وے پیدا   پیدا کړے به خدائے نهٔ وه دا دنیا
کل جهان د محمدؐ په روئ پیدا شو   محمدؐ دے د تمام جهان آبا
نبوّت په محمدؐ باندے تمام شو   نشته پس له محمدؐه انبیا
نُور هاله د محمدؐ وو پیدا شوے   چه بوئ نهٔ وود آدم او د حوا
که صورت ئے پیدا شوے آخرین دے   په معنیٰ کښے اولین دے تر هر چا
خدائے ئے مه گڼره بیشکه چه بنده دے   نور ئے کل واړه صفات دی په رښتیا
که نبی دے که ولی دے که عاصی دے   محمدؐ دے د همه واړه پیشوا
چه ئے دین د محمدؐ دے قبول کړے   جنتی دے، که فاسق دے که پارسا
محمدؐ د گمراهانو رهنما دے   محمدؐ دے د رندو د لاس عصا
که رڼا ده پیروی د محمدؐ ده   گڼره نشته په جهان بله رڼا
محمدؐ د بے چاره وُ چاره گر دے   محمدؐ دے هر دردمند له دوا

زهٔ رحمٰن د محمدؐ د در خاکروب یم :
که مے نهٔ که خدائے له دے دره جدا

کشمیری

(میر شاہ اللہ کریری)

باوِ وہ تکھنا تتوی یتہِ ڈاف تراوت مصطفیٰ ﷺ
احوال میانی تس ونکھ سوی مے کریم دادِین دوا

دتس کھہ بے پاوسر بے کس چھ گومت در بدر
لولِہ چھ دود مت تس جگر کرتس نظر بخش شفا

لولہ تتندے گوم ہیہ دمہ چاک جامن کھمہ وہہ
تتہ زہ نکھنا تور میہ اے باوفا بادِ صبا

مکہ مدینہ یلہ اژک میانیو اچھر والو ڈوک
اوش میون چھنک لاگک سقا

دربار یامت ڈیشہِ ہن یا ڈیڈوانا کریشہ ہن
ون میون یہ پرتھ نے شہن تتھ چھی خدا صاحب گواہ

وکلی گژھنہ وادو کورتھ دمے انعام پرتھ زوہنت یے
پاون پیے لاون ہینے آون زہ کر وعدہ وفا

سوی چھی زون پے سون تے سوی چھی حمایت سون تے
سوی جان سوی نندہِ بون تے سوی رہنما سوی پیشوا

استادہ روزت عرض کرکا شراہ غریبا ہیو پتھر
بیچارہ بے کس بے ہنر بے یارو یاور بے نوا

شیطانہ نی آور متوی نفس بدن راور متوی
بد کامنی گومت ستوی پیومت چھ در حرص و ہوا

تتہ پتھر پیومت تکیون یا ایرہ گومت بوتھ انیون
یا از لد موت کڈیون ونکین تغافل چھاروا

کیا منہ یلیمنا میون غار بوزت گژھینا زاروپار
باتہ سیٹھاوونی گوس خوار واتہ میہ گوہ چھم توبہ سوا

یارب ودن تھادم قبول راضی تھوم حضرت رسول ﷺ
رحمت چھ چانی مرتہ مول بخشم تمی نش اکھ جوا

مسکین شاہ اللہ گدا برتل چھ لایانی صدا
کینژھ ھادیو راہِ خدا چھو دون جہانن پادشاہ

(غلام احمد جنید)

لگے یا سید مختار پارَی
اولوالعزمن اندر چھے تاجدارَی

بلاشک سارہِ نی پیغمبرن پیٹھ
تھزر ویو تمت زہ چھونے ذات بارَی

ہمیشہ سارہ نی پیٹھ چھک زہ سردار
زہ یہ گن محتاج وقتِ کار سارَی

تہندے شوقہ نارن سینہ زولم
کرو تو مہی رحمتک دریا و جارَی

بہ چھس اکھ مشتِ خاکاہ سینہ چاکاہ
میہ کر تو سبز از ابر بہارَی

سفر نزدیک اَستَ گوس غافل
کرہ منہ وتہ خرہ بجی کینہ تیارَی

میہ رٹتو از عنایت در حمایت
عذابہ نش میہ آسم رستگارَی

ہمیشہ نفس شیطان چھم میہ دشمن
یرتھن میانی خرابی تہ بیوارَی

غلامہ بست پایا دست بستہ
چھ جنید آمت از امید وارَی

دوہ مشہ وہنی عالمن اندر بھر جا
کردتس یا رسول ﷺ اللہ یارَی

دنہ یتھ پرتہِ ہے تیتھو کتہ زانے
بہ چھس نادان کو شیور کوہسارَی

امید ملتانی (ملتان)

حبیب رب دا میکوں جان توں وی پیارا ہے — بلندیاں نے میڈے بخت دا ستارا ہے
خوشا نصیب جو میں ہاں غلام سرور دیں — ڈوہاں جہاناں تے میکوں ایہو سہارا ہے
ہر اک نگاہ نے ڈٹھا جو چن تھیا ٹکڑے — میڈے حضور دا کیا دل نشین اشارہ ہے
جے آگئی ہیں ہوا کجھ میکوں ڈساں تاں سہی — مدینے پاک دی گلیاں دا کیا نظارہ ہے
مدد کوں آ گئے سرکار ڈو جہان پل وچ — کتھائیں جو بے سر و سامان نے پکارا ہے
نبیؐ دا علم تاں ہک بیکراں سمندر ہے — خبر نی لگدی کہیں کوں کتھاں کنارا ہے
جے دور ہووے مدینہ تاں زندگی ہے فضول — نبیؐ دے در تے میکوں موت وی گوارا ہے
میڈے ایمان دی قوت نہ آزما ظالم — اے ساڑ ڈیندا ہے باطل کوں او شرارہ ہے
لباں تے نعت محمد دلاں دے وچ الفت — اساں غریباں دا شاہاں توں ودھ گزارا ہے
جے توں رکھیندا ہیں عقل و خرد تاں ڈیکھ ذرا — عرب دے چن دا زمانے تے نور سارا ہے
اے چن تے بجھ تے ستارے، شفق، بہار تے پھل — نبیؐ دا حسن زمانے تے آشکارا ہے
تیڈے غلاماں دی نظراں دے وچ نہیں چڑھدے — کتھائیں کوئی ہے سکندر یا کوئی دارا ہے
سمجھ تے سوچ توں ہے ماورا حضورؐ دی ہستی — اے عقل والو اتھاں عقل کوں خسارہ ہے

او نسل آدم و حوا دا محسن اعظمؐ
میڈی "امید" دی دنیا کوں جئیں سوارا ہے

(ہندکو)

سائیں پشاوری، استاد احمد علی
المتوفی ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء

بیعت سے جنت مکیں ہوئے تیرے دست مبارک اصحاب چم کے
باب کشورِ علم علی ہوئے تیری زبان رفیع الخطاب چم کے

پایا عرشِ معلیٰ دا چند پایا، تیرے قدم اے والاجناب چم کے
سائیاں کعبے توبیٹن دسیل کیتا کجھے نعل نے تیری رکاب چم کے

مسلمان دینی فرض سمجھ کے تے کھولن لگیاں پہلے قرآن چمدا
قلم نام محمد دا جدوں لکھدی ادبوں کاغذ حضور دی شان چمدا

براشاد اس راہبر دین دے نوں صدق نال ہر اہل ایمان چمدا
سائیاں صدقے محمد دی ذات اتو حسن پرست جھک جھک آستان چمدا

نعت خوانی

نعت خوانی کا اعصاب سے تعلق

حکیم نور احمد

گانا اور رونا کسے نہیں آتا؟ ہزاروں برس پرانی کہاوت آج بھی حرف بہ حرف درست ہے۔ میٹھے بول جسم اور روح کی غذا ہیں۔ ان کے سنتے ہی انسان پر کیف و سرور کی حالت طاری ہو جاتی ہے۔ وہ دنیا کی تلخیاں، شور و شغف اور مار دھاڑ کی فضا سے نکل کر ایک پر سکون ماحول میں داخل ہو جاتا ہے۔ دس بارہ گھنٹے رزق کی تلاش میں دوڑنا بھاگنا، ترش روئی، سخت کامی اور ناکامیوں سے انسان کے دل کو ضرور صدمہ پہنچتا ہے۔ قدرت کے کاریگر نے مدہوش نیند کو ہمیں تازہ دم کرنے کے لئے پیدا کر دیا ہے۔ آج گہما گہمی نے اس نیند کی نعمت کو بھی ہم سے چھین لیا ہے۔ ریڈیو کے فحش اور ننگے گانے ہمارے جذبات بھڑکا کر سکون کی جگہ پریشان خیالی میں اضافہ کر رہے ہیں۔

ہندوپاکستان کے نامور سپوت مولانا محمد علی جوہرؒ نے قرآن مجید کی قرآت سے لاکھوں انسانوں کے مجمع کو دنیا و مافیہا سے یک دم غافل کر دیا تھا۔ ہوا یہ کہ آل انڈیا کانگریس کا اجلاس پونا میں منعقد ہو رہا تھا۔ مولانا مرحوم اس کے صدر تھے۔ کرسی صدارت پر آتے ہی آپ نے ایک قاری سے قرآن کریم پڑھنے کی فرمائش کی۔ قاری صاحب کے قرآن کی تلاوت شروع کرتے ہی لاکھوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر یکسر خاموش ہوگیا۔ قاری صاحب اسٹیج سے اترے، تو ایک منچلے نے مطالبہ کر دیا کہ اس اسٹیج سے ہر مذہب والے کو اجازت ملنی چاہئے کہ وہ بھی اپنے مذہبی کتاب کے اشلوک پڑھ کر حاضرین کو مسحور کرے۔ مولانا نے اجازت دے دی مگر ۱۵ منٹ تک کوئی مائی کا لال اسٹیج پر نہ آسکا۔

خوش الحانی سے قرآن اور نعت پڑھنے سے دلوں پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ غم فکر دور ہو جاتے ہیں اور روح انسانی وجد میں آکر ماضی کی تلخیوں کو بھول جاتی ہے۔ موجودہ دور میں دل کی پریشانیاں ہر شخص کے پیچھے لگی ہوئی ہیں۔ ہم اپنے جذبات کو کسی دوسری جانب موڑ سکتے ہیں مگر روک نہیں سکتے۔ رات دن کا مشاہدہ ہے کہ جذبات کی رو سے ایک انسان ہنستا ہے دوسرا رونے لگتا ہے اور تیسرا کپڑے پھاڑ کر ویرانوں اور جنگلوں میں گھومنے لگتا ہے۔ یہ جذبات غلط ہوں یا صحیح ہماری خواہشوں، ولولوں اور تمناؤں کو بیدار اور نئی راہوں پر ڈال دیتے ہیں۔ کمزور، پست ہمت، وہمی اور کمزور دل ان خیالات سے مغلوب ہوجاتے ہیں۔ آزاد خیال لوگوں نے سرتان اور طبلہ سارنگی کے ذریعے گانے کو اور بھی مقبول بنانے کی راہیں نکال لیں۔ انسان تو اشرف المخلوقات ہے۔ اب تو سائنسدان ہمیں یہ بتلا رہے ہیں کہ گانے بجانے سے نباتات کے بڑھنے اور اگنے میں مدد ملتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ صبح و شام کے سہانے وقت میں خوشی سے چڑیاں چہچہاتی ہیں۔ ریگستان میں ساربان کے میٹھے بولوں سے اونٹ مست خرامی کرتا ہے۔ سیٹی کی آواز پر گھوڑا پانی پیتا اور سانپ بین کی لہروں پر جھومتا ہے۔ شہروں میں بسنے والی مہذب قوموں سے لے کر جنگلوں میں بسنے والے کالے کلوٹے سب اپنی اپنی زبان میں گیت گا کر اپنی تکان دور کرتے ہیں۔ دل کو مضبوط کرنے اور شجاعت کے کارنامے انجام دینے کے لئے صبح سپاہیوں کو بینڈ کی لوری دی جاتی ہے۔ دن بھر مارا مارا پھرنے والا مزدور رات کو لوک گیت گا کر بستر پر مزے کی نیند میں گم ہو جاتا ہے۔ ایک معصوم بچہ ماں کی لوری سے سو جاتا ہے اور مریض دلکش آواز کے گیت سن کر اپنے مرض کو بھول جاتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ موسیقی کی آواز کانوں کے

ذریعہ دماغ تک پہنچتی ہے اور اس کی قوت لاشعور پر قبضہ کرلیتی ہے۔ اس طرح ایک ہوش مند اور مریض اپنے دکھ درد کو بھول جاتا ہے۔

حکیم افلاطون نے کہا تھا کہ غمزدہ اور بجھے ہوئے دل والوں کو خوش الحان آوازیں سننی چاہئیں۔ ان آوازوں سے غم کے اثر سے بجھی ہوئی روشنی دوبارہ بیدار کردیتی ہے۔ راگ رنگ کی افادیت معاشرے کو ذہن نشین کرانے کے لئے ۱۹۸۵ء میں برطانیہ میں ایک انجمن کی بنیاد ڈالی گئی۔ اب تو ہر ترقی یافتہ ملک میں اس کی انجمنوں کا جال بچھا دیا گیا ہے۔ مرگی، وہم، صدمے کے اثر کی مار دھاڑ، دمہ، کم عقلی، جنون، کند ذہنی، نیند میں چلنا اور بڑبڑانا، کابوس (سینا گھٹنا) اختناق الرحم (ہسٹیریا) فالج، سرسام، اعصابی تکان، مختلف قسم کے بخار، بڑے چھوٹے جوڑوں کا درد، تیزابیت اور بد ہضمی کے مریضوں کو میں دوائی کے ساتھ نعت شریف پڑھنے کا مشورہ دے کر تندرست ہوتے دیکھتا ہوں۔

یا صاحبَ الجمالِ و یا سیّدَ البشر

مِن وجہکَ المنیرِ لقد نوّرَ القمر

لا یُمکِن الثناءُ کما کانَ حقّہٗ

بعد از خدا بزرگ توئی قصّہ مختصر

کیسے کیسے تھے ثنا خواں رسول

محمد علی ظہوری

وقت گذرتا جا رہا ہے اور انسان اپنی باری دیکر اس جہان فانی سے اگلے جہاں رخصت ہوتا جا رہا ہے۔ یہ قانون فطرت ہے' رہا ہے اور رہے گا۔ مداحان مصطفےٰ جنہیں اپنے ذکر سے غرض نہیں ہوتی مداحی رسول میں زندگی بسر کر جاتے ہیں۔ مداحان رسول میں شعراء اپنے مرنے کے بعد بھی اپنی شاعری کے حوالے سے پہچانے جاتے ہیں جبکہ نعت خوانوں کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔ موجودہ دور میں اگرچہ سائنس کی ترقی نے نعت خوانوں کی آواز کو بھی محفوظ کر لیا ہے بلکہ وڈیو فلم نے تصاویر کو بھی محفوظ کر لیا ہے لیکن کچھ ہی عرصہ پیشتر جو نعت خوان اس دار فانی سے کوچ کر چکے ہیں ان کے ذکر خیر کو محفوظ کرنے کی یہ چھوٹی سی سعی میں نے بھی کی ہے۔ یادوں کے دریچوں کو وا کر کے ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی صاحب مدیر اعلیٰ "اوج" کے ارشاد کی تعمیل میں جو کچھ بن پڑا۔ حاضر خدمت ہے۔ کوشش تو تھی کہ زیادہ سے زیادہ افراد کا ذکر محفوظ ہو سکے لیکن جن کا ذکر سکا ہوں ان سے بھی رابطہ ہی رہا ہے۔ انہیں رابطوں کا جتنا ممکن تھا شخصیت و فن کے حوالے سے ذکر سمیٹنے کی کوشش کی ہے۔

بابا محمد علیؒ

پاکستان بننے سے پہلے بابا محمد علی نعت خواں جنہیں طوطی ہند بھی کہا جاتا تھا۔ اپنی خوش الحانی اور منفرد انداز کی بدولت پورے برصغیر میں بے حد مقبول تھے۔ ضلع سیالکوٹ تحصیل شکرگڑھ کے موضع ٹرپی کے رہنے والے محمد علی معروف روحانی شخصیت حضرت پیر جماعت علی شاہ ثانیؒ علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ دینی جلسوں اور بڑے بڑے روحانی اجتماعات میں اپنی مسحور کن آواز اور سادہ نعتیہ کلام سے سامعین کو وجدانی کیفیات سے دو چار کرنے میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ ان دنوں لاؤڈ سپیکر کا استعمال عام نہیں ہوا تھا اس کے باوجود ان کی بلند صدائے شیریں جب فضا میں گونجتی تو ہزاروں سامعین جھوم جھوم جاتے۔

راقم الحروف نے ابھی نعت خوانی کا آغاز کیا تھا۔ اس وقت پاکستان معرض وجود میں آ چکا تھا۔ انہی دنوں ایک قصبہ کے جلسہ میں شرکت کے دوران ان کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ نحیف و نزار جسم' انتہائی سادہ لباس میں انہیں دیکھ کر میں بے حد متاثر ہوا۔ وہ بصارت سے محروم ہو چکے تھے۔ پابند صوم و صلوٰۃ' شب بیدار' ثنا خوان رسول تھے۔ نماز تہجد باقاعدگی سے ادا کرتے ان کے قریبی ذرائع سے معلوم ہوا کہ زندگی کے آخری ایام میں جب ان کے شیخ کامل حضرت پیر جماعت علی شاہ ثانیؒ کا سالانہ عرس انعقاد پذیر ہوتا تو علی پور سیداں میں ہزاروں عقیدت مندوں کے اجتماع میں انہیں نعت خوانی کے لئے صرف کھڑا کر دیا جاتا۔ ضعف بصارت اور جسمانی نقاہت کے باعث وہ اگرچہ لب کشائی سے قاصر ہوتے تاہم اس کیفیت میں بھی انہیں دیکھ کر سامعین پر رقت طاری ہو جاتی اور عوام و خواص ان پر اپنا سب کچھ نچھاور کر دیتے۔ ثنا خوان رسول کے ساتھ عقیدت و احترام کا یہ مظاہرہ بابا محمد علی پیر مرشد کی فیضان نظر کے باعث تھا۔ ان کے معمولات اتباع سنت کا مظہر تھے۔ ان جیسی مقبولیت بہت کم نعت خوانوں کے حصہ میں آئی ہے۔ وہ مقبول بارگاہ خیر الانام تھے۔ "اب کہاں دنیا میں ایسی ہستیاں"

الحاج حضرت محمد یوسف نگینہؒ

پنجاب کے عظیم رہبر شریعت و طریقت حضرت میاں شیر محمد شیر ربانی شرق پوری رحمتہ اللہ علیہ کے سالانہ عرس کی تقریب میں میری شرکت پرائمری تعلیم کے زمانہ میں اپنے والد قبلہ حاجی میاں نور محمد نقشبندیؒ (جو میاں صاحب موصوف کے ابتدائی مریدین میں سے تھے) کے ساتھ ہوتی تھی۔ ان دنوں ہم موضع رائیاں رائے ونڈ روڈ سے پیدل براستہ موہنوال دریائے راوی کو بذریعہ کشتی پار کر کے ایک بڑے ذخیرہ جنگل کے درمیان سے گذر کر شرق پور شریف میں داخل ہوتے۔ راستے میں کئی ایک مقامات پر لوگوں نے بڑی محبت سے عرس میں شرکت کرنے والے عقیدت مندوں کے لئے سبیل اور لنگر کا اہتمام کیا ہوتا۔ اسلامی اخوت اور محبت کے مظاہر طبیعت پر بے حد اثر انداز ہوتے۔ عرس کی تقریب میں سامعین جس آواز کو سننے کے لئے سب سے زیادہ بے تاب رہا کرتے تھے۔ وہ الحاج محمد یوسف نگینہؒ کی تھی۔ خطیب ملت حضرت مولینا محمد شفیع اکاڑویؒ کو بھی میں نے نعت پڑھتے پہلی مرتبہ اسی تقریب میں دیکھا اور ثانی لاثانی مولینا غلام اللہ رحمتہ اللہ علیہ جو حضرت شیر ربانیؒ کے برادر خورد اور سجادہ نشین تھے ان کی زیارت کا شرف بھی اپنے والد صاحبؒ کی ہمراہی میں حاصل ہوا۔

میری سماعت نعت خوانی کی جس پر تاثیر صدا سے پہلی بار آشنا ہوئی وہ الحاج یوسف نگینہؒ کی تھی۔ نعت خوانی کی طرف میری رغبت اور توجہ کا باعث بھی ان کی نعت خوانی کا انداز تھا جو انتہائی سادہ مگر سوز و گداز سے بھرپور تھا۔ وہ زیادہ تر پنجابی کا نعتیہ کلام پڑھا کرتے تھے اور کافی دیر تک پڑھنے کے باوجود تر و تازگی برقرار رہتی تھی۔ دنیا کی بے ثباتی کے متعلق ان کے پڑھے ہوئے کچھ اشعار جن کا آغاز "ایتھوں اڈ جا بھولیا پنچھیا" سے ہوتا تھا۔ ان دنوں بے حد مقبول ہوئے تھے اور انہیں وہ کچھ اس طرح ادا کرتے تھے جو انہی کا حصہ تھا۔ میں نے ایسی کیفیت بہت کم دیکھی ہے۔ مجھے وہ پورے اشعار تو یاد نہیں رہے صرف اتنا یاد ہے کہ ہزاروں سامعین ان کی ادائیگی کے دوران اشکبار ہو جاتے اور یہی چاہتے کہ نگینہ صاحب مسلسل پڑھتے رہیں اور یہ سلسلہ ختم نہ ہو۔ میرے اپنے اشتیاق کا یہ عالم تھا کہ مجھ پر جب نیند کا غلبہ ہوتا تو میں والد صاحب سے عرض کرتا کہ جب بھی محمد یوسف نگینہؒ کی نعت خوانی کا اعلان ہو تو مجھے ضرور جگا دیا کریں۔ مولینا الحاج محمد یوسف نگینہؒ نے مرشد کامل کی توجہ اور اپنی کڑی ریاضت اور محنت سے دینی علوم کی تکمیل کی اور سلسلہ نقشبندیہ کی دستار خلافت بھی باندھی۔ میری ان سے پہلی ملاقات مناظر اسلام حضرت علامہ محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ علیہ کے مکان پر ہوئی ان دنوں میرا نعتیہ کلام بھی ان تک رسائی حاصل کر چکا تھا۔ تعارف کے بعد بڑی محبت سے پیش آئے۔ انہوں نے جب مجھے عقیدت و احترام سے اپنے سامنے جھکتے دیکھا تو بہت متاثر ہوئے بعد میں میں نے جب انہیں اس کے پس منظر سے آگاہ کیا تو بڑے مسرور ہوئے پھر ان سے فیصل آباد میں ایک دو مرتبہ معروف نعت گو شاعر صائم چشتی صاحب کے کتب خانے پر بھی ملاقات ہوئی۔ سادگی و خلوص اور علم و عمل کا یہ پیکر پیر طریقت رہبر شریعت کی حیثیت سے ہزاروں مریدین اور عقیدت مندوں کو سوگوار چھوڑ کر ضلع فیصل آباد کے گاؤں پیلے گوجراں میں آسودہ خاک ہے۔ جہاں ہر سال ان کا عرس انتہائی عقیدت و احترام سے منعقد ہوتا ہے۔ ان کے عقیدت مندوں میں علماء کرام اور عوام و خواص شامل ہیں مریدین ان کے نام کی نسبت "یوسفی" کہلاتے ہیں۔

بابا محمد علی ملتانیؒ

طوطی ہند بابا محمد علی کے ہم عصر اور ہم نام محمد علی ملتانی صاحب اسلوب نعت خواں تھے۔ ان کی ادائیگی میں ایک

انفرادیت تھی جو انہی کے ساتھ رخصت ہو گئی۔ بے مثال حافظہ تھا ذہن میں نہ جانے کتنے ہندی، فارسی، اردو، پنجابی اور سرائیکی اشعار محفوظ تھے۔ وہ جب نعت سرا ہوتے اور موزوں اشعار کی گرہ سے نعت اور منقبت کو مزین کرتے تو بڑا روح پرور ماحول پیدا ہو جاتا۔ اشعار کی روانی کا تسلسل سامعین کو حیرت زدہ کر دیتا تھا۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ طوطی ہند بابا محمد علیؒ حاجی محمد یوسف نگینہؒ اور بابا محمد علی ملتانی ہمعصر ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی سادہ وضع قطع کے اعتبار سے بھی بے حد مماثلت رکھتے تھے اور بے تکان ادائیگی میں بھی تقریباً یکساں مہارت کے حامل تھے۔ اصل میں یہ دور بھی تصنع اور بناوٹ سے دور تھا۔ صوفی محمد علی بھی بظاہر کسی پرکشش شخصیت کے حامل نہ تھے مگر جب سرکار دو جہاں کی توصیف میں مدح سرائی کرتے تو سب کی نگاہوں کا مرکز بن جاتے۔ مجھے ان کے ساتھ بہت سی محافل میں شرکت کا موقع ملا۔ وہ بڑے ملنسار، خوش اخلاق اور وضع داری کا موقعہ تھے۔ ہمیشہ محبت سے پیش آتے اور نعت خوانی کے دوران داد و تحسین اور حوصلہ افزا کلمات سے نوازتے باہمی اخلاص و محبت کا یہ رویہ آج کے دور میں مفقود ہوتا جا رہا ہے۔

صوفی علی محمد جالندھری

متناسب جسم، موزوں قدو قامت، چہرہ پہ سجی ہوئی چھوٹی مگر تیز اور متحرک آنکھیں، خوش پوشاک، طبیعت میں کسی قدر نخوت اور تکلف بھی۔ یہ تھے صوفی مستری محمد علی جالندھریؒ۔ اللہ تعالیٰ نے حسن صوت کی دولت وافر عطا کی تھی۔ نعت کی ادائیگی کا مخصوص انداز تھا آواز میں کھنک مگر رسیلا پن تھا۔ انتخاب کلام میں سوجھ بوجھ رکھنے والے تھے۔ جب بھی مدح سرائی کا آغاز کرتے اجتماع پہ چھا جاتے تھے۔ ان کا نام جس اشتہار کی زینت ہوتا لوگ اسے پڑھ کر کشاں کشاں دور و نزدیک سے کھنچے چلے آتے۔ قصور شہر کی اکثر تقریبات میں انہیں قریب سے دیکھا اور سنا اور پھر جب یوم حسانؓ کا آغاز ہوا تو ابتدائی سالانہ تقریبات میں بھی ان کی شمولیت ہوتی رہی۔ نعت کی ادائیگی میں اپنے جداگانہ انداز کی وجہ سے بے حد مقبول تھے۔ اس انداز کی تقلید کسی سے نہیں ہو سکی۔ اساتذہ کے نعتیہ کلام اور پنجابی عام فہم اشعار کی آمیزش کو اپنے حسن ادائیگی سے اثر پذیری کے نقطہ عروج پہ پہنچا دیتے۔ پنجابی مادری زبان تھی لیکن زیادہ تر اردو میں گفتگو کرتے۔ مزاجاً عام آدمی سے مختلف تھے۔ آواز میں ایک طنطنہ اور دبدبہ تھا۔ گوجرانوالہ شہر میں مدفون ہیں۔ ؎ حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

سرفراز احمد

سرفراز مرحوم کو پہلے پہل میں نے ریڈیو پر سنا ان دنوں ابھی ٹیلی ویژن نشریات کا آغاز نہیں ہوا تھا۔ اس لئے ریڈیو کو ذرائع ابلاغ میں بے حد اہمیت حاصل تھی۔ اس زمانے میں ریڈیو پاکستان لاہور پر نعت خوانی کے زیادہ پروگرام نہیں ہوا کرتے تھے۔ کبھی کبھار دیہاتی پروگرام میں اعظم چشتی صاحب اور سرفراز صاحب کی نعت سننے کا اتفاق ہوتا تھا۔ سرفراز جب کبھی نعت پڑھتے معروف مزاحیہ فنکار نظام الدین مرحوم ان پر بڑا تحسین آمیز تبصرہ کیا کرتے۔ یہاں بھی نظام الدین مرحوم کے حوالے سے ایک بات بطور خاص عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ جس قدر مزاحیہ انداز گفتگو کے مالک تھے اسی قدر باطناً رقیق القلب انسان تھے۔ نعت سرور کونین سنتے وقت تو وہ اکثر اشکبار ہو جاتے تھے۔ میں نے یہ منظر بارہا دیکھا کہ براہ راست پروگرام نشر ہو رہا ہے اور وہ نعت سن کر آنسو پونچھتے ہوئے داد تحسین دیتے رہے تھے۔ میری لکھی ہوئی ایک معروف پنجابی نعت تو ان کا

وظیفہ بن چکی تھی۔ وہ (تھی : "ایہہ کون آیا جدھے آیاں بہاراں مسکرا پیاں"۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے بہرحال سرفراز صاحب کا ذکر ہو رہا تھا۔ وہ بھی اساتذہ کا فارسی' اردو' پنجابی کلام یکساں مہارت سے پیش کرنے پہ قادر تھے۔ ان کی نعت خوانی فنی لوازمات سے پر ہوتی تھی۔ آواز میں رسیلا پن تو زیادہ نہیں تھا مگر ذخیرہ اشعار اور ادائیگی کے انداز سے گھنٹوں مدح سرائی میں گذار دیتے۔

اچھرہ میں صوفی غلام حسین نقشبندی کے ہاں سالانہ محفل میلاد کا انعقاد ہوتا جس میں ان کے پیر و مرشد حضرت قبلہؒ صوفی محمد امین اویسی رحمتہ اللہ علیہ باقاعدہ شمولیت فرماتے۔ سرفراز ان کے مرید تھے۔ محفل کے آخر میں وہ اپنی مدح سرائی سے سماں باندھ دیتے۔ عمر کے لحاظ سے کافی بڑے تھے تاہم قدوقامت اور صحت مند جسامت کی بنا پر توانا نظر آتے تھے۔ آخر وقت تک چاق و چوبند رہے۔ گھر جانے کا تو ایک وقت معین ہے۔ ایک روز مزنگ چونگی لاہور سے بس پہ سوار ہو رہے تھے کہ حرکت قلب بند ہونے سے ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

عبدالشکور بیدل

ریڈیو پاکستان لاہور کے ذہین ترین پروڈیوسر ہونے کے علاوہ نعت خوانی کی ادائیگی میں بھی ان کا اپنا انداز تھا۔ وہ اپنی پیشہ ورانہ مصروفیات میں سے گاہے گاہے کچھ وقت نعت خوانی کے لئے بھی نکال لیتے تھے۔ علمی و ادبی ذوق تو انہیں ماحول سے ملا تھا۔ شعر فہمی کی صلاحیت بھی موجود تھی چنانچہ اہل علم سامعین کی موجودگی میں ان کی طبیعت کی جولانی کے جوہر نمایاں ہوتے۔ ریڈیو پاکستان لاہور سے محفل میلاد کا پروگرام جب ان کی نگرانی میں ہوتا تو وہ اس فریضے کو محض روائتی انداز سے نبھانے کی بجائے بڑی لگن عقیدت اور احترام سے نبھاتے۔ وہ تلفظ اور انتخاب کلام پہ گہری نظر رکھتے تھے۔ عربی' فارسی' اردو اور پنجابی کے اساتذہ نعت گو حضرات کا کلام انہیں ازبر تھا۔ جنہیں وہ اپنی نعت خوانی میں برموقعہ استعمال کرتے ان کا نام زندہ رکھنے کے لئے ریڈیو پاکستان لاہور کی ایک عربی نعت ہی کافی ہے۔ جو کورس کی شکل میں ہے۔
"الصبح بدامن ملحتہ" اس میں ان کی ادائیگی بڑی خوبصورت ہے۔ ملازمت کے آخری ایام میں وہ کراچی ریڈیو اسٹیشن تبدیل ہو گئے۔ مجھے اپنی شدید علالت کے ایام میں کسی نے ان کے انتقال کی خبر سنائی مجھے بے حد افسوس ہوا مگر وہ جس طرح دنیا سے رخصت ہوئے وہ ایک قابل رشک موت تھی جو انہیں نصیب ہوئی حضور کے ثنا خوان تھے جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد میں گئے اور بحالت سجدہ اپنی جان کا نذرانہ بارگاہ خداوندی میں پیش کیا۔ "اللہ اللہ یہ مقدر لوٹنے کے جائے ہے"

صوفی نواب دین گجراتی مرحوم

سادہ چک ضلع گجرات کے رہنے والے صوفی نواب دین مرحوم خود بھی بے حد سادہ شخصیت تھے۔ حضرت پیر ولایت شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ بلند آواز سے پڑھنے والے نعت خواں تھے۔ وہ ان پڑھ تھے۔ عام فہم پنجابی نعتیہ کلام جو زیادہ تر اکبر وارثی' راقب قصوری' دائم اقبال دائم' اعظم چشتی' مسلم اویسی' استاد عشق لہر اور امیر صابری کے اشعار کا انتخاب ہوتا تھا۔ وہ بڑی روانی سے پڑھتے تھے۔ ان کے آہنگ میں اس قدر قوت تھی کہ بغیر لاؤڈ سپیکر کے بھی ان کی آواز ہزاروں سامعین کے دلوں تک دستک دیتی تھی۔ میں نے تعلیم یافتہ نعت خوانوں کی موجودگی میں ان کے صوت و صدا کے مظاہرے

دیکھے ہیں، جن میں وہ سامعین سے بے پناہ داد وصول کرتے تھے۔ وہ میری لکھی ہوئی ایک پنجابی نعت: ''قرآن دس دا اے بڑائی حضور دی'' بڑے والہانہ انداز سے پڑھتے تھے۔ مجھے جب بھی ملے بڑی محبت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ استقبال کرتے۔ انجمن خدام الصوفیہ گجرات کے سالانہ اجتماع کے علاوہ اور بھی کئی محافل میں ان سے ملنا ہوتا تھا۔ قصور میں یوم حسان کی تقریب میں بھی ان کی شرکت ہوتی بڑے سادہ دل اور ملنسار انسان تھے۔ افسوس کہ اب ایسی عادات و خصائل کے حامل انسان کمیاب ہوتے جا رہے ہیں اور تصنع اور بناوٹ کی رنگ آمیزی زیادہ ہو رہی ہے۔

قاری زبید رسول مرحوم

مرکزی مجلس حسانؓ کی تحریک فروغ کی مساعی سے جو متعدد نوجوان ثنا خواں گذشتہ ربع صدی میں پاکستان بھر میں متعارف و مقبول ہوئے ان میں سب سے نمایاں اور منفرد مقام ہارون آباد کے قاری زبید رسول مرحوم کو حاصل ہوا۔ انہیں تقریباً پچیس سال قبل ہارون آباد کی ایک محفل میلاد میں قرآت کے دوران ان کے استاد گرامی جناب استاد العلما قاری احمد دین نے میرے حلقہ تلامذہ میں داخل کیا اور پھر نعت خوانی میں میری ادائیگی کے کچھ عناصر کے ساتھ اپنی بے پناہ محنت اور خداداد صلاحیت کے بل بوتے پر اس نے کچھ اس قسم کے مرصع فنی لوازمات شامل کئے جو حسن نعت کے مظاہرے کی ایسی جدید صورت اختیار کر گئے جن کی تقلید شاید کسی کے بس کی بات نہیں۔ وہ بڑی حیرت انگیز رفتار کے ساتھ بڑے بڑے پختہ انداز کی حامل ادائیگی کے افراد پر سبقت لے گئے۔ معیاری کلام، سوز و گداز سے بھرپور آواز۔ اتار چڑھاؤ کی انتہائی باریکیوں سے مزین آنکھیں بند کئے عقیدت و احترام کے پیکر کی صورت میں جب وہ نعت سرا ہوتے تو بارہا سامعین اشکباری اور رقت انگیزی کے ایسے مراحل سے گذرتے جو مقبول بارگاہ نبوی محافل نعت کا حقدار ہوتے ہیں۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی تردد نہیں کہ میرے شاگردوں میں اس کی کوئی مثال نہیں اور دور حاضر کے نعت پڑھنے والوں میں اس کا جواب مشکل سے ملے گا۔ ادب و احترام، ملنساری، خوش اخلاقی، وقار و شائستگی کے اوصاف سے اس کی شخصیت متصف تھی۔ میرے ساتھ وابستہ کئی شاگردوں اور دیگر حضرات کا ''حسن سلوک'' ایسا بھی رہا ہے کہ بقول ڈاکٹر عبدالوحید قریشی

نیش زن شاگرد اور حیران میں   سانپ میری گود میں کیا کیا پلے

اس کی اس سے زیادہ صحیح ترجمانی نہیں ہو سکتی۔ مگر ایسے افراد کے رویوں سے قطع نظر کرتے ہوئے جب قاری زبید رسول کی طرف توجہ مبذول ہوتی تو ایک قلبی اطمینان اور سکون آمیز فرحت کا احساس ہوتا کہ الحمد اللہ۔ ''ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں'' مگر افسوس یہ مجموعہ صفات مقبول نعت خوان اور بے لوث مخلص انسان عین عالم شباب میں ہمیں داغ مفارقت دے گیا۔ قاری زبید رسول نے قصیدہ بردہ شریف کو جو حسن صوت اور طرز ادائیگی دیا اس سے حضرت علامہ بوصیری رحمتہ اللہ علیہ کی روح یقیناً'' کیف و سرور سے سرشار ہوگی کیونکہ قاری زبید رسول نے اپنے صوتی آہنگ سے اس شاہکار نعتیہ قصیدہ کو لاکھوں مسلمانوں کے قلوب میں اتار دیا۔ قاری زبید رسول کی پڑھی ہوئی سبھی نعتیں خواص و عام میں بے پناہ مقبول ہوئیں مگر

بڑی امید ہے سرکار قدموں میں بلائیں گے   نیر سہروردی

ہمیں بادِ صبا لے جا اڑا کر ان کے کوچے میں — نیر سہروردی
خوشبو ہے دو عالم میں تری گل چیدہ — حفیظ تائب
ہر روز شب تنہائی میں فرقت کا جنوں تڑپاتا ہے — محمد علی ظہوری

نے سامعین میں خصوصی مقبولت حاصل کی۔ زندگی کے آخری ایام میں میری لکھی ہوئی ایک پنجابی نعت "وچھوڑے دے صدمے روز جھلاں یا رسول اللہ" کو اس نے کچھ اس انداز سے ادا کیا کہ پھر وہ جہاں بھی گیا ہر محفل میں یہی نعت پڑھتا رہا۔ الحمرا ہال کی ایک محفل میں تو اس نعت کی ادائیگی کے دوران کچھ ایسا منظر اور ماحول پیدا ہو گیا جو آہ و زاری اور اشکباری کے طوفان میں سب کو بہا کر لے گیا۔ نعت پڑھتے ہوئے اس کا وجود جذبات کی شدت میں تحلیل ہو جاتا تھا۔ وہ آخری لمحات میں بھی یہی نعت گنگنا رہا تھا کہ ٹریفک کے ایک جان لیوا حادثہ میں اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

وہ اگرچہ جوانی میں داغ جدائی دے گیا لیکن پاکستان کے طول و عرض میں جس طرح اس کی جدائی کو محسوس کیا گیا اور جتنی آنکھیں اس کی یاد میں اشکبار ہوئیں یہ محبت بھی کسی خوش بخت انسان کے حصہ میں ہی آتی ہے۔ ہارون آباد میں اس کا شاندار مزار تعمیر کیا گیا ہے جس میں ہر جمعہ کو بلاناغہ عصر سے مغرب تک نعت خوانی اور صلوۃ وسلام کی محفل ہوتی ہے۔ گھر گھر اس کی نعتوں کے کیسٹ موجود ہیں اور جب اس کی آواز فضا میں گونجتی ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وہ یہیں کہیں، آس پاس موجود ہے۔

جناب حفیظ تائب نے اس کے انتقال پر جو اشعار کہے وہ ایک نعت گو کا نعت خواں کے لئے زبردست خراج تحسین ہے۔

عاشق مصطفےٰ زبید رسول، سرور دیں کا مداح مقبول — چاند و اسمٰعیل کے گھر کا، کرماں والا کا خوبصورت پھول
وہ کہ تھا شان مجلس حسان، وہ کہ تھا بلبل ریاض رسول — بارگاہ نبیؐ میں ہو گا شاد، کر گیا ہے جو دوستوں کو ملول

میاں عبدالرشید گجراتی

ہمہ وقت مسکراتا گول چہرہ، دلکش خدوخال، موزوں قدو قامت اکثر اوقات کرتہ و تہہ بند میں ملبوس، چال میں عجیب وارفتگی۔ جب بھی ملتا میں "صدقے جاواں" ان کا استقبالیہ جملہ ہوتا۔ گجرات کے قریب قصبہ جٹوکل میں رہائش پذیر میاں عبدالرشید گجراتی بلندئی صوت کی صفات کے حامل نعت خواں بڑی باغ و بہار طبیعت کے مالک تھے۔ تقریباً تیس برس ان کے ساتھ ملنا جلنا رہا۔ اکثر تقاریب پر جب بھی ملتے علیک سلیک کے بعد حرف مطلب زباں پہ لاتے "او میری سرکار کوئی نواں کلام" چنانچہ میں ان کی خواہش حسب موقعہ پوری کر دیتا پھر وہ تقاریب میں کلام کی پذیرائی کا احوال سنانے لگتے۔ سالانہ یوم حسان کی مرکزی تقریب میں قصور بارہا تشریف لاتے۔ نعت کی ادائیگی بلند آواز سے کرنے والوں میں دور دود تک ان کے کوئی ہمسر نہیں تھا۔ یوں تو وہ نعت، قصیدہ، منقبت وغیرہ کی ادائیگی پر کامل عبور رکھتے تھے۔ مگر ان کا اصلی جوہر معروف صوفی بزرگ شاعر حضرت میاں محمد بخش صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے عارفانہ کلام کی ادائیگی پر ظاہر ہوتے۔ اس وقت ان کے جوش و خروش کا عالم دیدنی ہوتا۔ کافی عرصہ تک اکیلے پڑھتے رہے اور پھر ان کا ساتھ ریڈیو کے معروف لوک فنکار اور نعت خواں

محمود قادری کے ساتھ کچھ ایسا ہوا کہ ہر محفل نعت میں یہ دونوں حضرات مل کر میاں صاحب کے عارفانہ کلام کو پیش کرنے لگے اور یہ جوڑی ایک مقبول عام رفاقت بن گئی۔ محافل نعت کے معروف نقیب اور میرے دیرینہ رفیق جناب اختر سدیدی فیصل آبادی جب ان دونوں حضرات کا اپنے خاص انداز میں اعلان کرتے تو اجتماع میں ذوق و شوق کی لہر دوڑ جاتی۔ کافی عرصہ تک یہ دونوں حضرات اس طرح مل کر نعت خوانی کرتے رہے پھر ان میں علیحدگی ہو گئی اور میاں عبدالرشید حسب سابق تنہا نعت سرا ہوتے رہے۔ میاں صاحب کے عارفانہ کلام کو اگرچہ میاں عبدالرشید گجراتی کے کئی ایک معاصرین پیش کرتے تھے بالخصوص سائیں مستانہ بھی اس سلسلہ میں ملک گیر شہرت کے حامل تھے اور اپنا جداگانہ انداز رکھتے تھے۔ تاہم میاں عبدالرشید نے جو منفرد اسلوب اختیار کیا اس میں ان کی بلند آہنگی نے جو معاونت کی' اس کی اثر انگیزی نے انہیں عوام و خواص میں مقبول بنا دیا۔ میاں عبدالرشید کی تقلید کرنے کی کوشش کی گئی مگر ان جیسی شہرت کسی کو نہ حاصل ہو سکی۔ افسوس کہ یہ ہنستا مسکراتا ملنسار خوش اطوار انسان اور مداح خواں گوجرانوالہ کی ایک محفل نعت میں شرکت کے بعد ایک دوست کی کار میں سوار واپس گجرات جا رہا تھا کہ ٹریفک کے ایک حادثے نے اس کو ہم سے چھین لیا اور جس کسی نے بھی اس کے انتقال کی خبر سنی وہ سوگوار ہو گیا۔ نعت خوانی میں اس کے خصوصی انداز کا خلا مشکل سے پر ہو سکے گا۔

صوفی محمد رمضان نقشبندی

ماموں کانجن تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد کے ایک دور افتادہ چک کا رہائشی' معمولی خدوخال کا مالک' دبلا پتلا' پیکر سادگی صوفی محمد رمضان جب نعت خوانی کے لئے پکارا جاتا تو سامعین پہلی نظر میں اسے کوئی خاص اہمیت نہ دیتے۔ وہ جب لڑکھڑاتا ہوا مائیک کے سامنے نعت سرا ہوتا تو پورا اجتماع اس کی ادائیگی پر داد و تحسین کے پھول برسانے پر مجبور ہو جاتا۔ نعت پڑھتے ہوئے محمد رمضان کی سب سے بڑی خوبی اس کی آواز کا زیرو بم تھا۔ اس میں وہ اپنے مخصوص کلاسیکل ترنم کو اس طرح سے شامل کرتا تھا کہ سننے والے حیرت زدہ رہ جاتے۔ علاقائی طرزوں بالخصوص کافی اور سرائیکی زبان میں عارفانہ اشعار کی ادائیگی میں اسے خصوصی ملکہ حاصل تھا۔ اس کے لئے اس نے اس فن کے اساتذہ سے بھی اکتساب فیض کیا اور پھر اپنے اسلوب کو بے حد ریاضت اور محنت سے اس قدر پختہ کر لیا تھا کہ اب اس انداز کے حسن کلام کا مظاہرہ کہیں دیکھنے میں نہیں آتا۔ ایک زمانہ میں اسے ریڈیو پر نعت پڑھنے کا جنون کی حد تک شوق تھا اور پھر کافی تگ و دو کے بعد اس کی یہ آرزو پوری ہو گئی۔ اس وقت وہ بڑا مسرور تھا اور احباب کو بڑے اشتیاق سے بتایا کرتا تھا۔ وہ ایک سادہ مزاج اور ملنسار انسان تھا۔ اولاد نرینہ سے محروم اپنی محرومیوں کو سرکار دوجہاں کی ثنا خوانی میں محو ہو کر بھول جاتا تھا۔ انتقال سے قبل اس نے مجھے اپنے گاؤں لے جانے کا کئی دفعہ ارادہ ظاہر کیا مگر افسوس اس کی عمر نے وفا نہ کی اور یہ آرزو پوری نہ ہو سکی۔ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرے۔

عبدالحمید بٹ گجراتی

دلکش خدوخال' سرخ و سفید رنگ' کتابی چہرہ' ایک خوبصورت انسان مداح حبیب دوجہاں عبدالحمید بٹ عالم شباب میں ہم سے بچھڑ گیا۔ قاری زبید رسول کی المناک موت کے بعد یہ دوسرا نوجوان ثنا خوان رسول تھا جس کے انتقال نے بے شمار

آنکھوں کو رلا دیا۔ عبدالرشید گجراتی مرحوم کے بعد نعتیہ کلام کے علاوہ میاں محمد رحمتہ اللہ علیہ کا عارفانہ کلام پڑھنے میں اس نے اپنی محنت سے کافی دسترس حاصل کر لی تھی اور بلند آہنگ ادائیگی کرنے والوں میں اسے نمایاں حیثیت حاصل ہو گئی تھی۔ وہ اس عارفانہ کلام کی ادائیگی کا مظاہرہ انگلستان میں بھی کر آیا تھا جہاں میرپوری حضرات نے اسے بے حد پسند کیا۔ اگر اس کی زندگی وفا کرتی تو یہاں محمد صاحب کا عارفانہ کلام پڑھنے والوں میں وہ یقیناً سبقت حاصل کر لیتا۔

نعت خوانی کی محافل وہ خود بھی منعقد کیا کرتا تھا۔ وہ جیسا خوش رو تھا ویسا ہی خوش اخلاق بھی تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب اس کا جنازہ اٹھا تو ہر مکتب فکر کے عوام نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ یہ گجرات کی تاریخ کا بے مثال جنازہ تھا جو سرکار دو جہاں کی ثنا خوانی اور صلوۃ وسلام کی گونج میں اٹھایا گیا اور مدفون ہونے تک اللہ اور اس کے محبوب کا ذکر ہوتا رہا۔ یہ یقیناً اس خوش نصیب نعت خواں کی مغفرت کی سند ہے۔ مجھے اس کے چہلم میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔ بڑی سوگوار فضا تھی اور بڑے رقت انگیز مناظر دیکھنے میں آئے۔ خدا اسے آخرت میں قربت محبوب خدا سے نوازے۔ آمین

صوفی اللہ دتہ فریدی

ریڈیو پاکستان لاہور کی محفل میلاد میں ایک صدائے دلنواز جب ہوا کے دوش پر سوار سامعین کے کانوں تک پہنچتی تو سننے والوں کی زبان پر خودبخود نعت خوانی کا نام آ جاتا کیونکہ یہ انداز صرف اور صرف صوفی اللہ دتہ فریدی کے لئے مخصوص تھا۔ وہ اکثر اوقات معروف صوفی شاعر راقب قصوری" کا نعتیہ کلام پڑھتے تھے اور ان کے کلام میں سوز ہجراں اور درد فرقت کی جو کیفیت تھی۔ صوفی اللہ دتہ فریدی کی پرسوز صدا اس کی ترجمانی کا حق ادا کر دیتی تھی۔ صوفی اللہ دتہ مشہور صوفی بزرگ حضرت خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں شامل تھے اور فریدی صاحبان کا مخصوص رنگین پٹکا گلے میں لٹکائے رکھتے تھے۔ صوفی صاحب کا نعت کے لئے صوتی اظہار تمام پڑھنے والوں سے جدا تھا۔ وہ جب کسی شعر پر اس کی حسب ضرورت لمبی صدا کا مظاہرہ کرتے تھے تو سامعین عجیب کیف میں سرشار ہوتے تھے اور ایک پر تاثیر ماحول پیدا ہو جاتا تھا۔ صوفی صاحب بھی میرے پاس قصور میں تقریب یوم حسانؓ میں شرکت کے لئے آتے تھے۔ اس کے علاوہ بھی ان سے اکثر ملاقات ہو جاتی تھی۔ سادہ وضع قطع کے انسان تھے۔ مگر حلقہ صوفیا میں احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ پچھلے دنوں معروف ثنا خواں جناب ثنا اللہ بٹ میری عیادت کے لئے تشریف لائے تو انہوں نے مجھے صوفی اللہ دتہ مرحوم صاحب کے بارے میں بتایا کہ محترم المقام محسن ملت جناب حکیم محمد موسے امرتسری صوفی صاحب کے بارے میں تشویش میں مبتلا تھے کہ کافی عرصہ سے صوفی اللہ دتہ سے ملاقات نہیں ہو سکی وہ نارووال کے کسی گاؤں میں رہائش پذیر تھے۔ ایک عرصہ سے ان کی خبر نہیں مل سکی تھی۔ اسی اثنا میں انہیں خواب میں ایک بزرگ ملے جن کا کافی عرصہ پہلے وصال ہو چکا تھا انہوں نے فرمایا صوفی اللہ دتہ کے متعلق فکر نہ کریں وہ ہمارے پاس پہنچ چکا ہے چنانچہ اس خواب سے اندازہ ہو گیا کہ صوفی اللہ دتہ صاحب اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں چنانچہ بعد میں اس کی تصدیق ہو گئی یہ سب کچھ سرکار دوجہاں کی مدح سرائی کا اعجاز ہے۔

محمد یونس

دبلا پتلا وجود' پستہ قد' گندمی رنگت' سادگی اور خلوص کی تصویر۔ یہ تھے' محمد یونس مرحوم' ریڈیو پاکستان لاہور کے سٹاف

آرٹسٹوں میں شامل تھے۔ انہیں عارفانہ کلام پڑھنے کا ملکہ حاصل تھا تاہم وہ نعت خوانی کی محافل میں بھی بلوائے جاتے تھے۔
میرا ان سے تعارف ریڈیو پاکستان کی وساطت سے ہوا۔ جب پہلی دفعہ میں نے ان کی پڑھی ہوئی۔ یہ نعت سنی :

کبھی اے نسیم سحر ترا جو گذر ہو راہ حجاز میں
مری چشم تر کا سلام کہنا حضور بندہ نواز میں

میں نے اس نعت کے لئے یوم حسانؓ کی تقریب میں شرکت کی دعوت دی' جہاں شمولیت کر کے انہوں نے یہی نعت اپنے مخصوص ترنم میں پیش کی۔ جس سے سامعین بے حد محظوظ ہوئے۔ ریڈیو پاکستان لاہور میں اکثر ان سے ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ ان دنوں وہ میری لکھی ہوئی ایک پنجابی نعت : "کیڈا سوہنا نام محمد دا ایس نام دیاں ریساں کون کرے" اکثر محافل نعت میں پڑھا کرتے تھے اور حقیقت ہے ادائیگی کا حق ادا کر دیتے تھے۔ وہ ایک درویش منش سیدھے سادے انسان تھے۔ ان کی انفرادیت ان کی آواز میں تھی جس کی کسی بھی اور آواز سے کوئی مماثلت آج تک نظر نہیں آئی۔ ان کی آواز کا یہ رنگ ان کے ساتھ ہی قبر میں اتر گیا۔ آج بھی کبھی کبھی وہ اپنی آواز میں صدا دیتے ہیں۔ : "اللہ ہو دا آوازہ آوے کلی نی فقیر دی وچوں" اور میرے خیال میں اپنی تربت میں بھی وہی صدا لگا رہے ہوں گے۔ خدا مغفرت کرے۔

باصد ہزار شوق و طرب تا بروزِ حشر
مابندۂ جمالِ کمالِ محمدؐیم

عصر حاضر کے چند نعت خواں

محمد ثناء اللہ بٹ

موجودہ صدی میں جس انداز سے نعت نگاری اور نعت خوانی کو فروغ ہوا ہے اس سے قبل اس کی مثال نہیں ملتی۔ خاص طور پر مملکت خداداد پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد جو لوگ نعت گوئی اور نعت خوانی سے متعلق اپنے خیالات مناسب نہ رکھتے تھے آج وہ بھی نعت کی اہمیت و ضرورت کا احساس کر چکے ہیں۔ ایسا کیوں نہ ہوتا --- نعت دراصل مسلمان کا حضور سرور کائنات کے وسیلے سے خدا تعالیٰ سے رابطے کو استوار کرتی ہے اور اس کی شخصیت و کردار کو اسلام کے سانچے میں ڈھالنے میں اہم رول ادا کرتی ہے۔

برصغیر کی تقسیم سے قبل اکبر وارثی میرٹھی' مستری علی محمد جالندھری' محمد یونس سہارنپوری' حکیم منظور احمد ہمدانی لدھیانوی' پیر غلام مرتضیٰ امرتسری کے حلقہ تلامذہ میں جان بٹ امرتسری' صوفی دین محمد امرتسری' صوفی اللہ دتہ ناروالی اور محمد یونس امرتسری (سائیکلوں والے) نعت خوانی میں اپنا مقام بنا چکے تھے۔ ان کے علاوہ امرتسر شہر میں سید محمد ریاض الدین سہروردی' سید شریف الدین سہروردی' سید عبدالخالق گوہر سہروردی' محمد یٰسین بٹ رفوگر امرتسری' عبدالرشید بٹ' سید احمد علی شاہ' محمد شریف غازی امرتسری (بزم صادق) اور حاجی غلام قادر امرتسری' ضلع سیالکوٹ میں طوطیٔ پاکستان بابا محمد علی' ملتان میں صوفی محمد علی ملتانی' گجرات میں حاجی نواب دین' محمد یوسف چشتی' ایمن آباد میں مولوی نور محمد ایمن آبادی' مرید کے منڈی میں غلام محمد قریشی اور لاہور میں کریم بخش زرگر' رحیم بخش زرگر' فیروز دین پٹولی' حاجی غلام محی الدین' صوفی اللہ دین مجددی' حامد علی شاہ زلیخانی' حکیم فضل الٰہی' محمد اعظم چشتی' سرفراز خان پیا' جان محمد جانی' بابا محمد انور قادری' خلیفہ غلام الدین' ظفر ڈار' غلام قادر (داروغہ والا) مستری قدرت اللہ' مولوی نور محمد ایمن آبادی' فتح محمد مرتضائی' فریاد مرتضائی' محمد اشرف (بھا اشرف) محمد اشرف بلوچ (عشق لہر)' استاد حسام الدین' محمد بشیر بٹ بشیر اور حاجی غلام قادر زرگر محافل نعت کی زیب و زینت ہوتے تھے اور نعت خوانی سے سامعین کے قلب و جگر کو روحانی مسرتوں سے لبریز کرتے تھے۔ حکیم فضل الٰہی مرحوم کے شاگردوں میں محمد اعظم چشتی' عبدالقیوم ڈار اور جلالپور جٹاں میں صوفی عبدالشکور نے خوب نام پایا۔

الحاج میاں محمد اعظم چشتی مرحوم' موضوع برج برنالہ نزدیک جھمرہ ضلع فیصل آباد سے لاہور موضوع بھماں جھگیاں منتقل ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد محلہ عثمان گنج میں منتقل ہو گئے۔ یہاں پیر طریقت عاشق رسول مولانا نور محمد مرتضائیؒ کی صحبت میسر آئی۔ ابتدائی طور پر ان سے کچھ فارسی غزلیں سبقاً سبقاً پڑھیں اس کے بعد ابوالحسنات سید احمدؒ خطیب جامع مسجد وزیر خان سے ملاقات ہوئی۔ سالہا سال تک ان کے زیر تربیت رہے۔ ان سے بھی کچھ فارسی غزلیں با ترجمہ پڑھیں۔ ان کی معیت میں ہندوستان کے مختلف شہروں کے دورے کیے۔

برکت علی خان مرحوم کی گائیکی سے بہت متاثر تھے۔ کئی برس شب و روز نزاکت علی خان مرحوم اور سلامت علی خان کے ساتھ رفیق سفر رہے۔ صوفی غلام مصطفیٰ تبسم مرحوم کے علم و فضل کے معترف تھے۔ شاعری میں حمد' نعت' منقبت' کافی' غزل' دوہے' گیت' نظم' چوبرگے ہر صنف میں طبع آزمائی کی ہے۔ نیر اعظم' رنگ و بو' غذائے روح اور انیندرے کئی مرتبہ طبع ہو چکی ہیں۔ ان کے شاگردوں کی فہرست بے شمار مداحان رسول پر مشتمل ہے۔ چند ایک کے نام درج کیے جاتے ہیں۔

عبدالجبار قادری، محمد اشرف چشتی، محمد ثناء اللہ بٹ، بدرالدین بدر قادری، سید صداقت علی، قاری خوشی محمد الزہری، سید الطاف الرحمٰن پاشا، محمد رفیق چشتی، کرم الٰہی نقشبندی، محمد یوسف چشتی گجرات، محمد یوسف چشتی فیصل آباد، محمد یونس چشتی گوجرہ، غلام محمد، شیخ محمد بشیر، عبدالوحید چشتی، عبدالرشید سیانوالہ، منیر ہاشمی ملتان، شیخ غلام نبی، محمد سعید صابری، غلام محی الدین، عبدالشکور قادری، محمد الیاس زاہد، اصغر علی چشتی کنجاہ، اصغر علی چشتی لالہ موسیٰ، صفدر علی چشتی۔

محمد اعظم چشتی مرحوم کا حلقہ شاگردان پاکستان کے طول و عرض ہی نہیں بلکہ دنیا بھر میں پھیلا ہوا ہے۔ ان کے بیشتر شاگرد ان کا انداز اپنائے ہوئے ہیں جب کہ یہ بات کسی بھی اور استاد کے شاگردوں کے حصے میں نہیں آئی۔ جتنا بہتر اور معیاری کلام تقلید استاد میں ان کے شاگرد محافل میں پڑھتے ہیں اور کسی حلقہ کے نعت خوان نہیں پڑھتے۔ یہ بھی محمد اعظم چشتی مرحوم کے حلقہ تلامذہ کا طرہ امتیاز ہے کہ تمام کلام زبانی یاد ہے۔ کتاب کا استعمال نہیں کرتے۔

نور محمد جرال جدہ میں ایک کارخانہ کے مالک ہیں۔ محمد علی ظہوری صاحب کے شاگرد رشید ہیں۔ مگر "انداز جداگانہ" ہے۔ گلا آواز کی تمام تر لطافتوں سے بھرپور، خود شعر کہتے ہیں۔ قاری زبید رسول مرحوم کا ہو بہو نقشہ ہیں۔ آواز میں وہی کیفیت ہے۔

محمد شہزاد ناگی۔ یہ ایک نو عمر، شکیل، خوبرو، خوش گلو، پاکستان براڈکاسٹنگ کارپوریشن اور پاکستان ٹیلی ویژن کا اے، کلاس (A Class) آرٹسٹ ہے۔ بہترین غزل اور گیت گاتا ہے۔ علاوہ ازیں نعت پاک پڑھنے میں بھی کوئی ثانی نہیں رکھتا۔ عوام و خواص ہر دو حلقوں میں یکساں مقبولیت کا مالک ہے۔

کریم بخش زرگر کے شاگردوں میں حاجی غلام قادر زرگر نے خاص شہرت حاصل کی۔ جلوس معراج النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لاہور میں بانی تھے۔ ان کے شاگردوں میں صوفی اللہ دین اور حاجی محمد اقبال شیرازی بہت اچھے نعت خوانوں میں شمار ہوئے۔ صوفی اللہ دین مرحوم ہندو گھرانے میں پیدا ہوئے۔ مشرف بہ اسلام ہو کر کم و بیش ۸۰ (اسی) برس مسلسل نعت خوانی کی۔ ۲۴ اگست ۹۳ء میں انتقال ہوا ہے۔ حاجی محمد اقبال شیرازی بقید حیات ہیں اور نعت خوانی جاری ہے۔

حاجی غلام محی الدین قادری پارٹی کی صورت میں ساتھیوں کے ساتھ مل کر نعت خوانی کرتے تھے۔ ساتھیوں کا انتقال ہوتا گیا اور بیٹے ساتھی بنتے چلے گئے۔ تا دم آخر بیٹوں کی ہمنوائی میں درگاہ حضرت داتا صاحب میں ثناء خوانی کرتے رہے۔ دربار حضرت داتا صاحب کی جملہ تقریبات میں آپ کو پڑھایا جاتا تھا۔ ان کے شاگردوں میں محمد افضل مع برادران (افضل پارٹی) اور عبدالمجید چشتی شامل ہیں۔ محمد افضل نے افضل پارٹی کے نام سے الگ پارٹی بنا رکھی ہے۔ پارٹی کی صورت میں مل کر نعت پاک پڑھتے ہیں۔ عبدالمجید چشتی زیادہ تر عارفانہ کلام پڑھتے ہیں۔ سلطان باہوؒ، فضل شاہؒ نواں کوٹی، میاں محمد بخشؒ، وارث شاہؒ اور حضرت مولانا غلام رسولؒ عالم پوری کا کلام پڑھنے میں خاصی مہارت ہے۔

خلیفہ غلام دینؒ صاحب بہت اچھے سلجھے ہوئے نعت خوان ہیں۔ گڑھی شاہو لاہور کے محلہ میں شیخ فضل حسین مرحوم اور خلیفہ غلام دین ہر دو حضرات کی وجہ سے نعت خوانی کو بڑا فروغ ہوا۔ ان کے شاگردوں میں جان محمد جانی اور بابا محمد انور قادری نے بڑا نام پایا ہے۔ ان ہر دو شاگردوں میں خلیفہ غلام دین کی وجہ سے گڑھی شاہو اور باغبانپورہ میں نعت خوانی کو بہت فروغ ہوا ان کے شاگردوں میں محمد افضل، جیون علی خاں، صوفی محمد اصغر (عنایت کوٹ گکھڑ)، حافظ اللہ بخش نذر نے خوب

شہرت حاصل کی۔ بابا محمد انور قادری کے شاگردوں میں چودھری محمد ابراہیم' صوفی محمد بشیر' حافظ محمد یٰسین اور محمد افضل بھٹی (مکہ معظمہ) نے بھی نعت خوانی میں مقام حاصل کیا۔ سرفراز خان پیا مرحوم درگاہ حضرت شاہ محمد غوث کے سجادہ نشین آغا صاحب کی محافل ذکر میں نعت خوانی کرتے تھے۔ آپ کے وصال کے بعد حافظ محمد امینؒ اویسی کے ہاں فاروق گنج میں محافل نعت کی رونق کو دوبالا کرنے لگے۔ فاروق گنج سے حافظ صاحب' چوک یتیم خانہ منتقل ہو گئے تو سرفراز خان پیا ان کے ساتھ وہاں چلے گئے۔ یہاں تک کہ تربت بھی حافظ صاحب کے مزار کے جوار میں بنی ہوئی ہے۔ ان کے شاگردوں میں عبدالرشید گجراتی مرحوم' بشیر قادری اور عبدالرشید خان مرحوم قابل ذکر ہیں۔ میاں عبدالرشید گجراتی مرحوم تو پاکستان کے طول و عرض میں مقبول ترین نعت خوان تھے۔ اتنی خوبصورت آواز شاید ہی کسی نعت خوان کو نصیب ہوئی ہو۔

جان بٹ صاحب کے شاگردوں میں مولوی محمد حسین امرتسری (ملاں حسین) معروف نعت خوان ہیں۔ صوفی دین محمد صاحب کے شاگرد رشید صوفی محمد رفیق بٹ صاحب کہنہ مشق نعت خوان ہیں۔ صوفی اللہ دتہ مرحوم (نارووال) کے شاگردون میں خوشی محمد قادری اور ان کے برادر خورد ڈاکٹر محمد یونس (اسلام آباد) نعت خوان حضرات میں منفرد مقام کے حامل ہیں۔

محمد یونس سائیکلوں والے ریڈیو پاکستان کے بہترین غزل اور کافی گانے والوں میں شمار ہوتے تھے۔ علاوہ ازیں نعت خوانی میں بھی ارفع و اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ سید محمد ریاض الدین ریاض سہروردی فارسی' اردو اور پنجابی کے صاحب دیوان شاعر اور ممتاز نعت خوان ہیں۔ ان کے شاگردوں میں سید شریف الدین نیر سہروردی' محمد اشرف سہروردی' سید فصیح الدین سہروردی اور عبدالرشید چشتی سر فہرست ہیں۔ سید شریف الدین نیر سہروردی اردو اور پنجابی کے بہت اچھے شاعر ہیں۔ نعت پڑھنے میں اپنی مثال آپ ہیں۔ موسیقی کے اسرار و رموز سے بخوبی آگاہ ہیں۔ عبدالرشید چشتی بھی اردو اور پنجابی میں نعت گوئی کی مشق کر رہے ہیں۔ بہت اچھے نعت خوان ہیں۔ سید فصیح الدین سہروردی اور محمد اشرف سہروردی بھی خوب نعت پڑھتے ہیں۔ علاوہ ازیں خالد نقشبندی کراچی والے بھی آپ کے ہونہار شاگرد ہیں۔ نعت گوئی اور نعت خوانی دونوں میں طبع آزمائی کرتے ہیں۔

محمد یٰسین بٹ رفوگر مرحوم' عبدالرشید بٹ مرحوم' سید احمد علی شاہ مرحوم' سید منظور حسین شاہ' محمد شریف غازی مرحوم اور حاجی غلام قادر مرحوم بھی امرتسر کے عظیم نعت خوان شمار ہوتے تھے۔ عبدالرشید بٹ صاحب پاکستان بننے کے بعد لاہور رہے۔ گزشتہ بارہ برس قبل اسلام آباد منتقل ہو گئے اور وہیں جان' جان آفریں کے سپرد کی۔ ان کے صاحبزادوں میں مظفر علی کاشمیری اور لیاقت علی کاشمیری بہت اچھے مداحان رسول ہیں۔ محمد شریف غازی مرحوم اور سید منظور حسین نے مل کر بزم صادق تشکیل دی جو مدتوں بارگاہ رسالت میں نعتوں کے گلاب پیش کرتے رہے۔ حاجی غلام قادر بہت وجیہہ انسان تھے۔ سر پر جوگیا رنگ کی دستار سفید ریش سادہ لباس زیب تن ہوتا تھا۔ امرتسر سے گوجرانوالہ منتقل ہو گئے تھے۔ ہر جمعرات دربار داتا صاحب میں پچھلی رات نعت خوانی کرتے تھے۔

موضع ٹرپئی ضلع سیالکوٹ کے طوطیٔ پاکستان بابا محمد علی مرحوم مداح رسول' مرید حضرت ثانی علی پوری نعت خوانی میں خود لا ثانی تھے۔ آواز میں عجیب درد تھا۔

ملتان شہر میں صوفی محمد علی ملتانی بے مثال مداح ممدوح خالق و مخلوق تھے۔ چھوٹی سی آواز میں عجب درد و سوز۔ کشش' بے پناہ' کلام از بر تھا۔ ان کے شاگردوں میں محمد فاضل اور فقیر محمد کرم چشتی قابل ذکر ہیں۔ یہ دونوں حضرات بہت اچھی نعت

پڑھتے تھے۔ محمد فاضل (چھری) کو بہت سے شاعروں کا کلام یاد تھا اور پیر محمد معصوم زیب آستانہ عالیہ موہری شریف کے منظور نظر نعت خوان تھے۔ فقیر محمد کرم چشتی خود شعر بھی کہتے تھے آپ کا کرم تخلص تھا۔

مستری علی محمد جالندھری مرحوم بڑھاپے میں بھی خوب صحت مند نعت خوان تھے۔ آواز بڑی بارعب، تیکھی اور سریلی تھی۔ پاکستان بننے کے بعد گوجرانوالہ پسند آیا اور یہیں مستقل سکونت اختیار کی۔

غلام حسن صاحب پشاور شہر میں معروف نعت خوان ہیں۔ صوتی زیر و بم سے آشنا ہیں۔ عبدالستار نیازی صاحب کا کلام زیادہ پڑھتے ہیں۔ صاحبزادہ سید منظور الکونین پاکستان آرڈیننس فیکٹری واہ میں اعلیٰ عہدہ پر فائز ہیں۔ اساتذہ کا کلام پڑھ کر فخر محسوس کرتے ہیں۔ موسیقی کے نشیب و فراز استاد نیاز حسین شامی مرحوم سے سیکھے ہیں۔ اسلام آباد ریڈیو اور ٹیلیویژن سے ان کی نعتیں اکثر نشر ہوتی ہیں۔

الحاج میاں بشیر حسین ناظم صاحب وزارت مذہبی امور میں ڈپٹی ڈائریکٹر جنرل کی اہم ذمہ داریاں حکومت پاکستان نے انہیں تفویض کی ہوئی ہیں۔ کئی مرتبہ حجاز مقدس طلبی ہو چکی ہے۔ عربی، فارسی، اردو، پنجابی، انگریزی، پوٹھوہاری، سرائیکی اور دیگر کئی علاقائی زبانوں میں نعت نگاری کا شرف حاصل ہے۔ کئی ایک کتابوں کے مترجم و مصنف ہیں۔ نعت خوان برادری میں اتنا پڑھا لکھا مداح پاکستان میں نہ ہوا نہ ہے۔

این سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

تمغہ حسن کارکردگی حاصل کر چکے ہیں۔ فارسی میں "ماہیا اور جگنی" لکھ کر حکومت ایران سے بھی تمغہ لے لیا ہے۔ ایران ریڈیو سے ان کا ماہیا نشر بھی ہو چکا ہے۔ کئی ایک اساتذہ کا کلام ازبر ہے۔

منصور تابش صاحب پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن کے ایک با اختیار افسر تھے، آج کل ریٹائرڈ زندگی گزار رہے ہیں۔ سابق صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کے منظور نظر نعت خوان تھے۔ یہ نعت پاک کہ "یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے" خوب مشہور ہوئی۔ یہ انہی کی پڑھی ہوئی ہے۔

سرزمین گجرات نے جہاں اور بڑے بڑے لوگوں کو جنم دیا وہاں نعت خوانی کے میدان میں بھی یکتا لوگ نظر آتے ہیں۔ محمد یوسف چشتی نو عمری کے زمانہ میں ممتاز تھے۔ حاجی نواب دین مرحوم کی آواز بڑھاپے میں بھی نوجوانوں سے بہت بہتر تھی۔ عبدالحمید بٹ مرحوم جوانی میں ہی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ جتنا وہ حسین و جمیل اور کڑیل جوان تھا اس سے کہیں زیادہ اس کا لحن خوبصورت تھا۔ آج کل حافظ محمد صدیق تسلیم چشتی اور سید افتخار گجرات شہر کی محافل نعت کی رونق ہیں۔

محمد اقبال چشتی، گلزار نوشاہی، محمد یوسف نقشبندی، عارف ماجد اور، قاری محبوب سلیم گوجرانوالہ کے معروف نعت خوان ہیں۔ مرید کے منڈی میں غلام محمد قریشی اور ان کے شاگرد محمود قادری خاصی شہرت کے مالک ہیں۔ نارووال میں گل محمد اور مسکین قادری بہت اچھے نعت خوان ہیں۔ گل محمد اکثر پرانے بزرگوں کا کلام یاد کئے ہوئے ہیں جب کہ مسکین قادری زیادہ صائم چشتی فیصل آبادی کا کلام پسند کرتے ہیں۔ اختر حسین شکر گڑھی عبدالستار نیازی کے شاگرد ہیں اور انہی کا کلام پڑھتے ہیں۔ آواز میں کشش ہے۔ سائیں فقیر حسین مستانہ کئی برس قبل گجرات سے ہجرت کر کے سیالکوٹ آ کر سیالکوٹی ہو گئے

ہیں۔ یہ ہر لحاظ سے اتنا اچھا نعت خوان ہے اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔

تاج الدین اوکاڑوی پورے پاکستان میں متعارف ہیں۔ موسیقی کی بھول بھلیاں خوب جانتے ہیں۔ رمضان شکوری کا تعلق بھی اوکاڑہ سے ہے۔ نعت خوانی کا شوق انہیں لاہور لے آیا ہے۔

حافظ محمد طاہر بجلی چیچہ وطنی ان کا شہر عزیز ہے۔ بہت سریلے مداح ہیں۔ اکثر نعتوں میں ذکر مدینہ منورہ کرتے ہیں یا پھر پچھلی رات فراقیہ اشعار ان کا پسندیدہ موضوع ہیں۔

حافظ محمد حسین (کسو والے) نوجوان نعت خوان ہیں اکثر و بیشتر سامعین کو زیادہ اور خود کم نعت خوانی کرتے کراتے ہیں۔ آواز بڑی خوبصورت ہے۔

خالد ہاشمی صاحب کا تعلق بہاولپور شہر سے ہے۔ کلام معیاری آواز پختہ اور سریلا تلفظ ان کی نعت کے نمایاں اوصاف ہیں۔

قاری منظور احمد صاحب خانپور شہر کے پاس رہتے ہیں۔ یہ حسین و جمیل نوجوان خالد نقشبندی کا شاگرد ہے۔ اب کتابت کرتا ہے۔ نعت شریف بہت کم پڑھتا ہے یہ اتنا اچھا نعت خوان ہے کہ اس کا نعت شریف کم پڑھنا کئی ایک عشاق کے لئے تکلیف دہ امر ہے۔

منظور حسین ناظم صابری رحیم یار خان شہر کے رہنے والے ہیں۔ سرائیکی میں شعر بھی کہتے ہیں۔ آواز اتنی بارعب ہے کہ سامع بے اختیار داد دیتے ہیں۔ اسلم اویسی قصور شہر میں اپنی آواز کا جادو جگائے ہوئے ہیں۔ سن رسیدہ نعت خوان ہیں کئی برس گزرے کسی محفل نعت میں ملاقات نہیں ہوئی۔ اتنا کھلا۔ بلند اور درد ناک آواز بہت کم سننے میں آیا ہے۔ آواز میں تمام تر لطافتیں اور پھر آواز کا استعمال' انداز طور طریقے سے بہت کم دیکھنے میں آتا ہے جیسا کہ اس مرد درویش کا سنا اور دیکھا۔ ظفر علی ظفر اڈہ مرید والا فیصل آباد میں آباد ہے۔ آواز پر سوز ہے کلام سادہ اور مختصر پڑھنے پر اکتفا کرتا ہے۔ خوب نام پایا ہے۔ ملک غلام محمد صاحب ڈیرہ نواب کے رہنے والے ہیں۔ بہت پرانے نعت خوان ہیں۔ ان کا صاحبزادہ ملک عبدالمصطفیٰ سعیدی نوجوان نعت خواں ہے۔ مرکزی نعت کونسل لاہور پاکستان کے مقابلہ نعت خوانی منعقدہ ۱۸ دسمبر ۱۹۸۷ء الحمرا ہال نمبرا لاہور میں اول پوزیشن حاصل کر کے عمرہ کے ٹکٹ کے حقدار قرار پائے۔ عبدالستار نیازی فیصل آبادی اردو اور پنجابی کے مشہور شاعر ہیں۔ ہندوستان اور پاکستان کی فلمی دھنوں میں نعت کہنے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ اور پھر خود ہی انہیں اپنی دھیمی دھیمی خوبصورت سریلی آواز کو سنا کر حاضرین کے دل موہ لینے میں یکتا ہیں۔

نذیر حسین نظامی صاحب نے نعت خوانی کی تربیت اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ عوام و خواص سے اپنی نعت خوانی کا لوہا منوایا۔ ان کے شاگردوں میں عبدالرحمٰن نظامی' رؤف معصومی' محمد دین چشتی' محمد اقبال چشتی' نذیر سیالوی' امین قصوری' عبدالرحمٰن قریشی' رحمت علی شاد' حافظ محمد صدیق' نسیم چشتی شامل ہیں' مگر ابھی تک کوئی شاگرد بام عروج تک نہیں پہنچا۔ شاگردوں کی وجہ سے استاد کا نام نہیں بلکہ استاد کے نام سے شاگردون کی پہچان ہے۔

محمد علی ظہوری اردو اور پنجابی کے شاعر ہیں۔ نعت گوئی اور نعت خوانی میں خوب نام پایا شاگردوں میں قاری زبید رسول مرحوم' اختر قریشی' سلیم صابری' قاری افضل انجم' سرور نقشبندی اور محمد افضل شامل ہیں۔ ظہوری صاحب کے نام کی وجہ سے

شاگردوں کا نام نہیں بلکہ ظہوری صاحب کے جملہ شاگرد قابل ستائش ہیں۔ یہ ایک اچھا رویہ ہے جس کی وجہ سے استاد کا نام بھی ہے اور استاد کو ان شاگردان پر بجا طور پر فخر کرنا چاہیئے۔

ماڈل ٹاؤن لاہور میں نواب مشتاق احمد خان صاحب سابق سفیر حیدر آباد دکن کے ہاں عرصہ سے ربیع الاول شریف میں سالانہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہایت عقیدت و احترام سے منعقد ہوتی ہے۔ عبدالعزیز شرقی صاحب ملتان سے آتے ہیں اور شرکائے محفل کو میلاد پاک منثور انداز میں سناتے ہیں۔ کراچی سے عاشق رسول بہزاد لکھنوی مرحوم ان کے شاگرد سکندر لکھنوی ہوتے تھے لاہور سے راقم (محمد ثناء اللہ بٹ) محفل میں شمولیت کی سعادت سے مشرف ہوتا اور یہ سلسلہ نواب صاحب خاندان میں کئی روز تک جاری رہتا۔ کبھی کسی کے ہاں کبھی کسی کے ہاں محفل کا انعقاد ہوتا۔ بہزاد لکھنوی مرحوم سفید ریش لمبی لمبی سفید زلفیں سفید گورا چٹا رنگ' درد بھری آواز اور دھیما لہجہ۔ انداز بیان اتنا مسحور کن کہ ہر آنکھ اشکبار نظر آتی۔

کراچی شہر میں قمرالدین احمد انجم اور ادیب رائے پوری ہر دو حضرات نعت شریف بھی خوب پڑھتے ہیں۔ مگر نعت نگاری ان کی نعت خوانی سے کہیں آگے ہے۔ ان کے علاوہ کلیم سرور' عبدالرؤف بھٹی۔ خورشید احمد اور یوسف میمن کراچی شہر کے اچھے نعت خوانوں میں شمار ہوتے ہیں۔ خالد نقشبندی بھی نعت خوانی کا ذوق رکھتے ہیں۔ مگر ان کی نعت گوئی زیادہ مقبول ہے۔ انہوں نے بہت پہلے اپنے استاد سید محمد ریاض الدین ریاض سہروردی کے ساتھ مل کر انجمن' عندلیبان ریاض رسول کی بنیاد ڈالی۔ پھر علیحدہ ہو کر اپنی تنظیم حلقہ ذکر حبیب کے نام سے تشکیل دی ایک دو سال محافل بھی منعقد ہوئیں۔ اس کے بعد خدا جانے کیا ہوا۔

صوفی عبداللطیف صابری اور حافظ محمد صادق صابری دونوں برادران محلہ قاضی خانہ اندرون موچی گیٹ لاہور کسی وقت رہائش پذیر تھے۔ دونوں بھائی جب مل کر مولانا جامیؒ' امیر خسروؒ اور بیدمؒ وارثی کا کلام پیش کرتے تھے تو وجد و حال کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ دونوں بھائی اللہ کے فضل سے بقید حیات ہیں اور اب بھی کبھی کبھار احباب کے اصرار پر کچھ سنا دیتے ہیں۔ سن رسیدہ ہیں اب پڑھنے میں دقت محسوس کرتے ہیں۔ آج کل محمد انور بٹ' حاجی محمد بشیر نقشبندی' عبدالحمید ضیائی' سید اوصاف علی' قاری اعجاز' عاشق نقشبندی' مرغوب ہمدانی' شبیر گوندل' توفیق باجوہ' محبوب ہمدانی' یٰسین سروری' محمد عمر بٹ' بابا غلام محمد' سجاد حسن' صوفی اللہ دتا شیدائی' سید نجم نعمانی سبزواری' عرفان احمد نقوی' محمد زاہد' سرور بھٹی' محمد جہانگیر' طالب حسین نوشاہی' سید مستقیم شاہ گیلانی' محمد اشرف عرف بھائی شرف' لبھا مرتضائی اور محمد سرور جماعتی لاہور شہر کی محافل نعت کی جان ہیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مدح خواں تیرے اغیار بھی ہیں

چودھری دلو رام کوثری

مجھے نعت نے شادمانی میں رکھا
کہ مصروف شیریں بیانی میں رکھا
میں لکھتا رہا نعت اور حق نے شب بھر
قمر کو مری پاسبانی میں رکھا
نہیں اختیار اب سے کی نعت گوئی
یہی شغل ہم نے جوانی میں رکھا
در مصطفےٰ کی ملے گر گدائی
تو پھر کیا ہے صاحب قرانی میں رکھا
نبیؐ کے ہوئے نعت گو دو برابر
کہ دونوں کو اک مدح خوانی میں رکھا
ہے حسان پہلا تو میں دوسرا ہوں
نہیں فرق اول میں ثانی میں رکھا
خدا نے اسے سونپی محفل عرب کی
مجھے بزم ہندوستانی میں رکھا
اسے سیر دکھلائی دشت بیاں کی
مجھے غرق بحر معانی میں رکھا
عرب میں وہ صحرائے قدرت سے پہنچا
اسے ریگ ہی کی روانی میں رکھا
میں کوثر سے پنجاب میں آیا یارو
مجھے حق نے پانی ہی پانی میں رکھا
لکھیں کوثری عمر بھر ہم نے نعتیں
نہ کچھ اور غم زندگانی میں رکھا

بابو شیام سندر باصر کاشمیری

دنیا کو تم نے آ کر پرنور کر دیا ہے
اور ظلمتوں کو یکسر کافور کر دیا ہے
پیغام حق سنا کر مسرور کر دیا ہے
وحدت کی مے پلا کر مخمور کر دیا ہے
فاراں کی چوٹیوں پر وہ آفتاب چمکا
چشم فلک کو جس نے مسحور کر دیا ہے
غار حرا سے نکلیں یہ نور کی شعاعیں
تاریک وادیوں کو پرنور کر دیا ہے
سندر سے کیا رقم ہو وہ شان ہے تمہاری
جس نے گدا گروں کو فغفور کر دیا ہے

مہاراجہ سرکشن پرشاد

مدینے کو چلو دربار دیکھو
رسولؐ اللہ کی سرکار دیکھو
نظر آتی ہے واں شان خدائی
در و دیوار کے انوار دیکھو
زمیں پر دیکھ تو خلد بریں کو
پھلا پھولا ہوا گلزار دیکھو
اگر مومن ہوں یا کافر تمہیں کیا
مرا اللہ ہے غفار دیکھو
خدا کو جانتا ہوں دل سے واحد
کہ وحدت سے نہیں انکار دیکھو
فدا ہوں نام احمد مصطفےٰ پر
وہ بے شک ہیں مرے سردار دیکھو
کیا ادنیٰ سے اعلیٰ اس نے اے "شاد"
یہ شان حضرت جبار دیکھو

پنڈت گنیش لال خستہ دہلوی

بار عصیاں سے کل ملک عرب مخمور تھا — سوجھتا اس کو نہ تھا زنہار راہ ارتقا
اس خدائے دوجہاں کا دیکھئے لطف و کرم — ریت کے ذروں کو عالم میں کیا جلوہ نما
کاشف اسرار وحدت یا محمدؐ مصطفےٰ — آن کر تو نے عرب کا پار بیڑا کر دیا
ہاں کام تو نے وہ کیا کھا کر فقط نان جویں — زندہ جاوید جس سے دوجہاں میں بن گیا
آج امت کو تیری حاصل ہیں تن آسانیاں — ہائے پھر کار نمایاں کچھ نہیں اس سے ہوا
بزم میں دریائے الفت رزم میں جنگی جواں — الغرض ہر اک ہنر میں تھا تیرا رتبہ بڑا

جنگ خندق اور پیکار احد سے ہے عیاں
تیری جرات اور دلیری اور ترا جود و عطا

برجموہن لال تکو زیبا

سبق وحدت کا دنیا کو دیا حضرت محمدؐ نے — دوئی کو دور ہر دل سے کیا حضرت محمدؐ نے
اٹھا کر پردہ بیگانگی دل ہائے عالم سے — انہیں رنگ آشنائی کا دیا حضرت محمدؐ نے
وہ حسرت اور پریشانی وہ وحشت اور پشیمانی — گریباں چاک تھا، آ کر سیا حضرت محمدؐ نے
سبق پاکیزگی کا اور نیکی کا دیا سب کو — بڑا احسان دنیا پر کیا حضرت محمدؐ نے
شریک درد مظلوماں انیس حال محروماں — دل اک عالم کا ہاتھوں میں لیا حضرت محمدؐ نے

کہا ہر اک کو ہمسایہ سے الفت کر محبت کر
دل آزاری سے بچ، فرما دیا حضرت محمدؐ نے

منشی لچھمی نرائن

شرح اوصاف پیمبر میری تقریر میں ہے — میری تقریر میں جو ہے، وہی تحریر میں ہے
بات جب ہے وہ بلا لیں مجھے خود یثرب میں — عشق کا لطف اگر کچھ ہے تو تاثیر میں ہے
ہوں غلام شہ دیںؐ عرش پہ رکھتا ہوں دماغ — لطف دنیا کی یہ کب عزت و توقیر میں ہے
دل میں گر عشق نبیؐ ہو تو ہے انساں انساں — ورنہ کیا خاک پھر اس خاک کی تصویر میں ہے
ہم نے وہ شمس میں دیکھی نہ قمر میں دیکھی — بات جو روضہ پر نور کی تنویر میں ہے
جب سے ہے نام نبیؐ نقش نگین دل پر — عرش تک فرش سے جو ہے میری تسخیر میں ہے
ہے شفاعت میں تیرے کچھ بھی ہو راز بخشش — کچھ بھی ہو سر شفاعت میری تقصیر میں ہے
سفر یثرب و بطحا میں تامل کیسا! — شوق کہتا ہے کہ حرمان اسی تاخیر میں ہے
جبہ سائی ہے نصیب آپ کے در پر مجھ کو — اس سے کھلتا ہے کہ جنت میری تقدیر میں ہے

اے سخا جان گئے جاننے والے تجھ کو
نعت لکھتا ہے تو فردوس کی تدبیر میں ہے

پربھودیال عاشق لکھنوی

ہر جن و ملک کیوں نہ ہو شیدائے محمدؐ عالم میں ہوا کوئی نہ ہمتائے محمدؐ
ہیں شمس و قمر نقش کف پائے محمدؐ معراج فلک ہے قد زیبائے محمدؐ
ہے عرش تہ عالم بالائے محمدؐ

پُر آب رہے نرگس شہدائے محمدؐ بے تاب رہے زلف چلیپائے محمدؐ
تھی بخشش امت جو تمنائے محمدؐ تا عرش کئی بار گئے آئے محمدؐ
بیکل رہے امت کے لئے ہائے محمدؐ

انوار کہیں حضرت یوسف سے زیادہ رخسار تھے خجلت دہ گلزار مدینہ
کیا بات ہے ایسا نہ ہوا کوئی بھی واللہ کیا ڈھونڈ کے لاتا اسے خود گم ہوا سایہ
پایا ہے نہ پائے کہیں ہمتائے محمدؐ

چمن لال چمن

وہ خاتم پیغمبراں وہ شاہ وہ شاہ شہاں
وہ غمگسار بیکساں روح رواں عاشقاں
محبوب رب دوجہاں
وہ جس کے آنے سے کھلی دل کے گلستاں کی کلی!!
پھر پھولنے پھلنے لگی جو شاخ تھی سوکھی ہوئی
ٹوٹی ہوئی .... پھوٹی ہوئی
مشرق سے مغرب تک ہوا اک دم اجالا نور کا
اور کفر کی ظلمت جو تھی کافور گویا ہو گئی
آنے سے اس کے بیگماں
وہ شاہ وہ شاہ شہاں وہ خاتم پیغمبراں

پنڈت جگن ناتھ پرشاد آنند

دشت فاراں تک جو میر کارواں پہنچا نہیں معرفت کی منزلوں تک وہ جواں پہنچا نہیں
ایک قطرہ مل سکا اس کو نہ جام عشق سے تشنہ لب جو تا در پیر مغاں پہنچا نہیں
دل سلگتا ہی رہا فرقت میں ان کی عمر بھر گنبد خضرا تک لیکن دھواں پہنچا نہیں
مدح حسن مصطفےٰ ہے ایک بحر بیکراں اس کے ساحل تک کوئی شیریں بیاں پہنچا نہیں
یہ فریب نفس ہے آنند الفت تو نہیں
اب تک ان کے گوش تک شور فغاں پہنچا نہیں

برج گوپی ناتھ بیکل امرتسری

یا خدا تعریف میں کس کی ہوں میں رطب اللساں — چٹکیاں لیتا ہے کیوں دل میں مرا طرزِ بیاں
اے زبان کلک اب آتا ہے وقت امتحاں — آج دکھلانے کو ہے جوہر مری طبع رواں
آج لب پر ذکر محبوب خدا آنے کو ہے
ناز کا پھر وقت اے بخت رسا آنے کو ہے

اے رسول پاک، اے پیغمبر عالی وقار — چشم باطن بین نے دیکھی تجھ میں شانِ کردگار
تیرے دم سے گل نظر آئے رہ عرفاں کے خار — خوبیوں کا ہوتری کیونکر بھلا ہم سے شمار
نور سے تیرے اندھیرے میں درخشانی ہوئی
تیرے آگے آبرو کفار کی پانی ہوئی

لالہ بیلی رام کشمیری

آپؐ وہ ہیں کبریا کے دل میں ہے گھر آپؐ کا — آپؐ اس کے پیارے ہیں اور وہ ہے دلبر آپؐ کا
کیوں نہ مجھ کو آرزو ہو آپ کے در کی نبیؐ — بڑھ کے ہے خلد بریں سے بھی مجھے در آپؐ کا
رات ہو، دن ہو، سحر ہو، شام ہو یا دوپہر — منتظر رہتا ہے سائل کے لئے در آپ کا

نیر اعظم بنا ہر ذرہ ریگ عرب — اے محمدؐ دیکھ کر روئے منور آپؐ کا
فائدہ پاتے تھے یکساں دوست دشمن آپؐ سے — پیش تھا سب کے لئے دست مخیر آپؐ کا
رام کو چاہے زمانہ چھوڑ دے پرواہ نہیں
رام سے لیکن نہ چھوٹے گا، نبیؐ در آپؐ کا

منشی شنکر لال ساقی

جب مئے عشق نبیؐ سے مجھے مستی ہو گی — بے خودی ہو گی بلندی نہ یہ ہو گی
بزم عشاق میں جب بادہ پرستی ہو گی — یاد میں ساقی کوثر ہی کے مستی ہو گی
ہند سے کھنچے جاتے ہیں ہزاروں مشتاق — جنس دل اب مدینہ میں بھی سستی ہو گی
جیتے جی روضہ اقدس کو نہ آنکھوں دیکھا — روح جنت میں بھی ہو گی تو ترستی ہو گی
میں اگر خاک نشیں در احمدؐ ہوں گا — رفعت عرش کی ہمسر میری پستی ہو گی

حسرت دید ہے پیری میں خبر لو کہ اجل — اپنا زین توسن ایام پہ کستی ہو گی
آہ جو امسال گئے عزم مدینہ کر کے — ان کی تقدیر پہ تدبیر بھی ہنستی ہو گی
پی گیا بھر کے جو جام مئے عشق احمدؐ
اس کی مستی کو ہرگز نہ کبھی پستی ہو گی

ہری چند اختر

کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا
شوکت مغرور کا کس شخص نے توڑا طلسم
منہدم کس نے الٰہی قصر کسریٰ کر دیا
کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا در یتیم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا
کہ دیا لاتقنطوا اختر کسی نے کان میں
اور دل کو سربسر محو تمنا کر دیا
سات پردوں میں چھپا بیٹھا ہے حسن کائنات
اب کسی نے اس کو عالم آشکار کر دیا
آدمیت کا غرض ساماں مہیا کر دیا
اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

بابو روشن لعل نعیم

تجھے دل میں یا مصطفٰے دیکھتے ہیں
تیرا نور ہی جا بجا دیکھتے ہیں
تیرے معجزے جو کہ تھے یا محمدؐ
انہیں برحق و برملا دیکھتے ہیں
الٰہی تری یاد ہے دل میں ہر دم
ہم ہر گھر میں جلوہ تیرا دیکھتے ہیں
گنہ گار ہیں بخش دے ہم کو یارب
تیرا ہی فقط آسرا دیکھتے ہیں
تیرے پاک پند و نصائح میں حضرت
ہم اک جوش صدق و صفا دیکھتے ہیں
طبیب آپ ہیں یا محمدؐ دلوں کے
ہم اس در کو دارالشفا دیکھتے ہیں
ترا عشق ہے مومنوں کے دلوں میں
وہ ہر وقت شان خدا دیکھتے ہیں
"نعیم" آستانہ نہ چھوڑے گا تیرا
اسے سب یہاں جبہ سا دیکھتے ہیں

منشی مہادیو پرشاد سامی جبلپوری

عرش بریں پہ آج درخشاں وہ نور ہے
جس سے فروغ شمع سر کوہ طور ہے
تارے سے نام نامی حضرت عیاں ہوا
یہ معجزہ حضور کرامت ظہور ہے
یہ آنکھیں اور اس کا نظارہ زہے نصیب
دربار انبیاء میں جو صدر الصدور ہے
ہاں کیوں نہ ہو یہ نور ہے اس شاہ کا کہ جو
محبوب حق ہے شافع یوم النشور ہے
سلطان دیں کہ جن کے غلاموں کے واسطے
سب انتظام جنت و حور و قصور ہے
جنت کی سمت رخ نہ کروں آپ کے بغیر
حضرت کا ہوں گدا تو طبیعت غیور ہے
ممکن ہے مدح کس سے پھر اس ذات پاک کی
مدحت طراز جس کا خدائے غفور ہے

اروڑہ رائے، رائے

جان و دل سے ہیں فدائے احمدؐ مختار ہم
دیکھئے دیکھیں گے اس سرور کا کب دربار ہم
جلوہ حسن نبیؐ جاری ہے مثل بحر فیض
یا خدا پائیں گے کب اس سے در شہوار ہم
گیسوئے مشکین احمدؐ سے ہو پر جس کا دماغ
کیوں نہ عقبیٰ ہیں رہیں گے اس کے خدمت گار ہم
مجھ کو اب خوف جہنم کا تو کچھ خطرہ نہیں
کیونکہ رکھتے ہیں رسول اللہ حامی کار ہم

ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ رکن دین
بے شبہ چاروں سے کر سکتے نہیں انکار ہم

پنڈت ہرکشن لعل

اے سرور پیغمبراں
اے صاحب ہر این و آں
بہ ہر نفس، بہ ہر زباں
توئی شفیع عاصیاں
صل علیٰ محمدؐ

مشکل ز ما ثنائے تو
کہ دوجہاں بر آئے تو
لولاک زیر پائے تو
فرشتہ گاں فدائے تو
صل علیٰ محمدؐ

محبوب ذات کبریا
نشان شان مصطفیٰ
رفیع تر صبح و مسا
ز تو وقار انبیاؑ
صل علیٰ محمدؐ

پنڈت امرناتھ ساحر

میرا قلب مطلع نور ہے کہ حرم میں جلوہ یار ہے
دل و دیدہ محو نظارہ ہیں کہ نہ گرد ہے نہ غبار ہے
تیرے جلووں کا تیری رحمتوں کا حساب ہے نہ شمار ہے
کہ صفات کون و مکان کی تیری ذات دارو مدار ہے
تو نہاں ہے قلب صفات میں تو عیاں ہے جلوہ ذات میں
تو وہ نور پاک علیم ہے جسے اپنے سایہ سے عار ہے
تیرا عشق ہستی شجمت تیرا حسن پیکر معرفت
تیرا نور جان جہانیاں تیرا جلوہ جنت و نار ہے

جو فدا ہوا تیرے نام پر جو فنا ہو تیرے عشق میں
اسے تو نے اپنا بنا لیا کہ تیرا یہی قول و قرار ہے
تیرا نور شاہ نظام دیں تیرا حسن خسرو دلبراں
تیرا جلوہ بزم ہے خسروی کہ تیرے چمن کی بہار ہے

جو نہ حرف و صوت میں آ سکے جو دوکون میں نہ سما سکے
رگ جان ساحر خستہ میں وہ مکین لیل و نہار ہے

پنڈت راگھوند راؤ جذب

لکھتا ہوں ثنائے رخ نیکوئے محمدؐ
ہے روکش خورشید فلک روئے محمدؐ
لولاک لما خلقت الافلاک ہے بیشک
مخلوق کو ظاہر ہوئی ہر خوئے محمدؐ
اوصاف محمدؐ کے ہوں ظاہر نہیں ممکن
ہے غیرت خورشید فلک روئے محمدؐ
مکے سے مدینے سے ہی پہنچی سر افلاک
بوئے گل رخسارہ و گیسوئے محمدؐ
معراج میں سب چیزیں انہیں دیکھ رہی تھیں
پر حق کے سوا تھا نہ وہاں روئے محمدؐ
حوران جناں سب ہوئیں قربان شب معراج
دیکھا جو نہال قد دلجوئے محمدؐ
اس جذب دل افگار کو رویا میں کسی شب
یارب تو دکھا دے رخ نیکوئے محمدؐ

منشی شنکر لال ساقی سہارنپوری

تھی شب معراج میں سارے فلک پر چاندنی
نور محبوب خدا سے تھی منور چاندنی
عرش و کرسی پر کہاں تھا ماہ کا نام و نشان
روئے احمدؐ چاند تھا تھی اس سے یکسر چاندنی
نور افشاں جب ہوا وہ آپؐ کا نور جمال
ہو گئی تھی چاند سے بھی پھر تو بہتر چاندنی
خود بدولت جب براق باد پا پر تھے سوار
فرش نوری ہر قدم پر تھی برابر چاندنی
کھل گئی جاتے ہوئے جب کا کل عنبر فشاں
ہو گئی فیضان نکہت سے معطر چاندنی
کیا کہوں جلوہ تھا کیا صل علیٰ صل علیٰ
رہ گئی تھی دیکھ کر حیراں و ششدر چاندنی
ساقیا جس جا کہیں جاتے ہوئے ٹھہرا براق
بن گئے قندیل تارے فرش چادر چاندنی

گوری پرشاد ہمدم

شوق پابوس لئے چل تو مدینہ مجھ کو
زہے قسمت کہ بلایا ہے نبی نے مجھ کو
واپسیں دم ہے مجھے ذکر نبی کرنے دو
دوستو موت کے آتے ہیں پسینے مجھ کو
چشم مشتاق ہے در پر تو ہیں کان آہٹ پر
ان کے آنے کی خبر دی جو کسی نے مجھ کو
کیوں دل خستہ مرا ہجر میں بیتاب نہ ہو
ہو گئے ان کی زیارت کو مہینے مجھ کو
جلوہ احمدؐ مختار کا تو نام ہوا
پھونک کر خاک کیا دل کی لگی نے مجھ کو
اور یہ کہتے ہیں کہ ہیں ساری ادائیں تجھ میں
دی جگہ اپنے دلوں میں لو سبھی نے مجھ کو
عرض کیا حال کروں ہوش نہیں اپنے بجا
جلوہ بے پردہ دکھایا ہے، کسی نے مجھ کو
کیوں نہ ہو فخر یہ توقیر ہے. کیا کم ہمدم
بخش دی نعت کی جاگیر نبیؐ نے مجھ کو

منشی پیارے لال رونق دہلوی

نظر آئے نہ جلوہ ہر گھڑی کیونکر محمدؐ کا ازل سے ہے دل و دیدہ میں اپنے گھر محمدؐ کا
قلم لاؤں پر جبریل بن کر شاخ طوبے سے رقم ہو جب کہیں وصف رخ انور محمدؐ کا
فرشتوں نے پڑھیں جھک کر نمازیں ان کے دامن پر نظر آیا جو بے سایہ قد اطہر محمدؐ کا
نظر آتی ہے جو صورت سمجھتا ہوں نبی آئے ہوا کرتا ہے دھوکا خواب میں اکثر محمدؐ کا
نہ ڈر تر دامنی کا ہے نہ کچھ خوف معاصی ہے بھروسہ ہے پئے بخشش سر محشر محمدؐ کا
بجھے گی تشنگان آرزو کی پیاس جنت میں نظر آئے گا جلوہ جب لب کوثر محمدؐ کا
اگر مل جائے رہنے کو زمین یثرب و بطحا بناؤں سجدہ گاہ اپنی میں سنگ در محمدؐ کا
نہ ہو کیوں قدر رونق درہم داغ محبت کی
کہ ہے بیٹھا ہوا سکہ مرے دل پر محمدؐ کا

لالہ امرناتھ قیس

اے کہ تیرا وجود ہے وجہ قرار دوجہاں اے کہ تیری نمود ہے لطف خدائے لامکاں
اے کہ ترے درود پر سجدہ گزار آسماں اے کہ درود ہے ورد زباں انس و جاں
صل علیٰ محمد صل علیٰ محمد
تیرے ہی دم قدم سے ہے زینت بزم کائنات کون و مکاں ہے نور سے آئینہ تجلیات
دہر میں سب سے تو بڑا تجھ سے بڑی خدا کی ذات بھیج رہا خدا بھی ہے تجھ پہ سلام اور صلوت
صل علیٰ محمد صل علیٰ محمد

پنڈت بشن نرائن حامی بریلوی

ہو کس سے بیاں منزلت و شان محمدؐ ہے آپ خداوند ثنا خوان محمدؐ
ہو کیوں نہ بشر تابع فرمان محمدؐ فردوس میں جائیں گے غلامان محمدؐ
عاصی تپش مہر قیامت سے ڈریں کیوں کافی ہے انہیں سایہ دامان محمدؐ
پائیں گے اگر حکم تو محشر میں فرشتے آنکھوں سے بجا لائیں گے فرمان محمدؐ
از بسکہ گنہگار ہوں محشر میں الٰہی چھوٹے نہ مرے ہاتھ سے دامان محمدؐ
اب تک ہے گرفتار اسی پیچ میں سنبل دیکھی تھی کبھی زلف پریشان محمدؐ
رضواں بھی اشاروں سے بتائیں کے کہ وہ ہے ڈھونڈیں گے جو ہم حشر میں ایوان محمدؐ
دیکھیں گی رخ پاک جو فردوس میں حوریں ہو جائیں گی سو جان سے قربان محمدؐ
بخشیں مجھے توفیق اگر نعت کی حامی
بھولوں نہ کبھی عمر بھر احسان محمدؐ

مہر لال سونی ضیا فتح آبادی

جگایا تو نے اقوام عرب کو خواب غفلت سے
کیا آزاد عقل و ہوش کو دام جہالت سے

منظم کر دیا تو نے سب اجزائے پریشاں کو
سکھایا بیٹھنا مل جل کے آپس میں محبت سے

سبق توحید کا ہر روح کو ازبر ہوا آخر
تیرے ہمراہ دنیا ہو گئی تیری صداقت سے

غلام مادیت نہ رہ جائے تا کوئی انساں
کیا روحانیت کو عام تو نے علم و حکمت سے

رسالت در حقیقت جسم کا جاں سے تعلق ہے
کسی کو کس طرح انکار ہو تیری رسالت سے

یہ راز زندگی روشن کیا تو نے زمانے پر
کہ بنتا ہے مکمل آدمی حق کی عبادت سے

اگر تیرے اصولوں پر رہے قائم تیری امت
کوئی امت نہیں بڑھ کر جہاں میں تیری امت سے

جگن ناتھ کمال

غریبوں کے نہال آرزوئے دل میں پھل آئے
گرے مینار کسریٰ کفر و بدعت میں خلل آئے

بجھا آتشکدہ جب مظہر نور ازل آئے
زمیں چومی بتوں نے سجدے میں لات وہبل آئے

امین آمنہؓ سے بزم ہستی جگمگا اٹھی
زمانے بھر میں امیدوں کی کھیتی لہلہا اٹھی

مبارک باد دینے کے لئے روح الامیں آئے
مبارک ہو کہ بزم دہر میں خلوت نشیں آئے

امین جنس وحدت آئے ختم المرسلیں آئے
محمدؐ مصطفیٰ محبوب رب العالمین آئے

وہ استاد ادب عالی نسب ماہ عرب آیا
وہ مقصود طلب کل کا سبب امی لقب آیا

سلام اے سرور عالم سلام اے مہرباں تجھ پر
سلام اے ھادیٔ دیں اے رفیق بیکساںؐ تجھ پر

سلام اے فخر ہستی اے شفیع عاصیاں تجھ پر
سلام اے ظل رحماں اے نشاں بیکساں تجھ پر

کمال بے نوا کے دل کو درد آشنا کر دے
اسے بھی اپنے صدقے بے نیاز مدعا کر دے

امر چند قیس جالندھری

وہ ابر فیض نعیم بھی ہے نسیم رحمت شمیم بھی ہے
شفیق بھی ہے خلیق بھی ہے رحیم بھی ہے کریم بھی ہے

معنی حسن آفرینش نظر نواز ہر اہل بینش!
حبیب رب جلیل بھی ہے جمیل بھی ہے سلیم بھی ہے

کوئی یہ اس کا وقار دیکھے، پھر اس پہ یہ انکسار دیکھے
سر مبارک پہ تاج اطہر ہے، دوش پہ اک گلیم بھی ہے

اٹھائیں جن سے اذیتیں، پھر انہیں کے حق میں دعائیں دیں
کسی میں یہ شان حلم بھی ہے اور ایسا کوئی حلیم بھی ہے

یہ آپ کے قیس کا ہے ایماں حضورؐ ہیں رہنمائے انساں
حضورؐ کا جو نہیں ہے قائل شقی بھی ہے اور لئیم بھی ہے

منشی رام پرشاد کائستھ لکھنوی

ہائے اس مہماں سرا سے ہاتھ خالی گھر چلے
بار عصیاں مفت ہم تو اپنے سر پر دھر چلے
غور کر کے خوب دیکھا کوئی بھی اپنا نہیں
خواب غفلت میں عبث ہم عمر ضائع کر چلے
گو کہ ہوتا ہے وہی لکھا جو ہے تقدیر کا
ہر بشر کو چاہیے کچھ کام اچھے کر چلے
رام پرشاد ان کو جنت میں ملا جام طہور
تشنہ لب جو یاں سے بہر ساقی کوثر چلے

لالہ تارا چند تارا لاہوری

یوں انبیاء ہیں میرے پیمبر کے سامنے
جیسے چکور ہوں مہ انور کے سامنے
خالی رہے نہ جام عنایت سے یہ غلام
ہے اتنی عرض مالک کوثر کے سامنے
اللہ رے فیض بخشش امت کے واسطے
سر رکھ دیا حسینؓ نے خنجر کے سامنے
شبیرؓ کو جنہوں نے کیا قتل بے گنہ
کیا منہ وہ لے کے جائیں گے حیدرؓ کے سامنے
یہ وصف مصطفےٰ کبھی خالی نہ جائے گا
مل جائے گا صلہ مجھے داور کے سامنے
پرواز مرغ روح کرے میری یا خدا
جا کر نبیؐ کے روضہ اطہر کے سامنے

گوبند پرشاد فضا

محمد رہنمائے انس و جاں ہے
رسول کبریائے دوجہاں ہے
وہ ہے مہر سپہر رہنمائی
حبیب بارگاہ کبریائی
وہ محبوب جناب کبریا ہے
شفیع المذنبیں روز جزا ہے
زہے رکن رکین دیں پناہی
کلید مخزن سر الٰہی
لقب ہے سید کونین ذی شان
خدا قرآں میں ہے اس کا ثنا خواں
ہوا دنیا میں یہ رتبہ ہے کس کا؟
سر عرش بریں پایہ ہو جس کا
جہاں میں زینت آدم ہے اس سے
بنائے دین حق محکم ہے اس سے
نبی ایسا کوئی دنیا میں پیدا
نہ تھا آگے نہ اب ہے اور نہ ہو گا

پنڈت برجوہن دتاتریا کیفی دھلوی

ہو شوق نہ کیوں نعت رسول دوسرا کا
مضمون ہو عیاں دل میں جو لولاک لما کا
تھی بعثت محمود خداوند کو منظور
تھا پھل وہ بشارت کا نتیجہ تھا دعا کا
پہنچایا ہے کس اوج سعادت پہ جہاں کو
پھر رتبہ ہو کم عرش سے کیوں غار حرا
معراج ہو مومن کو نہ کیوں اس کی زیارت کا
ہے خلد بریں روضہ پر نور کا خاکا
دے علم و یقیں کہ مرے رفعت شہ عالم
نام اونچا ہے جس طرح حرا اور صفا کا
یوں روشنی ایماں کی دے دل میں کہ جیسے
بطحا سے ہوا جلوہ فگن نور خدا کا
ہے حامی و ممدوح مرا شافع عالم
کیفی مجھے اب خوف ہے کیا روز جزا کا

شوچرن داس اختر بھنگالوی

دل آویزاں ہے قابل داد ہے
محمدؐ کا کیا خوب ارشاد ہے
خلاصہ ہے قرآن کے فرمان کا
کہ لالچ نہ کر مال کا جان کا
یہ بیکار ہیں تاج و تخت و نگیں
اگر دل حقیقت کا قائل نہیں
اگر خوش روی خوش اساسی نہیں
نظر محرم حق شناسی نہیں
ارے زندگی ہے مثل حباب
پلٹ کر نہ آئے گا دور شباب
کرے گا اگر حق سے تو اجتناب
رہے گا ہمیشہ شکار عذاب
رہے گا اگر دل حق سے نا آشنا
نہیں اس میں کچھ زندگی کا مزا
نہیں قابل اعتنا زندگی
اگر دل نہیں قائل بندگی
تو "اختر" کسی کا بھی مت دل دکھا
اسی میں ہے پیغام عرفان کا

چندر پرکاش جوہر بجنوری

اللہ رے بلندی شبستان محمدؐ
ہے عرش بریں زینہ ایوان محمدؐ
رکھتے ہیں نہاں میں جو ارمان محمدؐ
پھر ان پہ نہ ہو کس لئے فیضان محمدؐ
لو مل ہی گیا حشر میں بخشش کا سہارا
ہاتھ آ ہی گیا گوشہ دامان محمدؐ
ہے ذات نبی باعث تکوین دو عالم
کونین کی ہر شے پہ ہے احسان محمدؐ
کیوں ان پہ نہ ہو رحمت باری کی نوازش
جو اصل میں ہیں بندہ خاصان محمدؐ
کونین ہے اک کوچہ محبوب دوعالم
فردوس ہے اک گوشہ دامان محمدؐ
ہر ایک کا حصہ ہیں نعت نبی "جوہر"
اللہ جسے بخش دے عرفان محمدؐ

پروفیسر جگن ناتھ آزاد

سلام اس ذات اقدس پر سلام اس فخردوران پر
ہزاروں جس کے احسانات ہیں دنیائے امکاں پر
سلام ا پر جو آیا رحمتہ للعالمین بن کر
پیام دوست لے کر صادق الوعد و امیں بن کر
سلام اس پر کہ جس کے نور سے پرنور ہے دنیا
سلام اس پر کہ جس کے نطق سے مسحور ہے دنیا
سلام اس پر جلائی شمع عرفان جس نے سینوں میں
کیا حق کے لئے بے تاب سجدوں کو جبینوں میں
سلام اس پر بنایا جس نے دیوانوں کو فرزانہ
مئے حکمت کا چھلکایا جہاں میں جس نے پیمانہ
سلام اس پر فقیری میں نہاں تھی جس کی سلطانی
کیا پامال جس نے فر کسرائی و خاقانی
سلام اس پر جو ہے آسودہ زیر گنبد خضرا
زمانہ آج بھی ہے جس کے در پر ناصیہ فرسا

سلام اس ذات اقدس پر حیات جاودانی کا
سلام "آزاد" کا آزاد کی رنگیں بیانی کا

پنڈت رام پرتاب اکمل جالندھری

کیا شان ہے جناب رسالت مآب کی
نظریں جھکی ہوئی ہیں مہ و آفتاب کی
بخشا کلام پاک سے رنگ حیات نو
تعلیم کہہ رہی ہے مقدس کتاب کی
مذہب کو زندگی کے عمل سے ملا دیا
ممنون التفات ہے امت جنابؐ کی
قرآن پاک اس کی صداقت پہ ہے گواہ
تھی کن بلندیوں پہ رسائی جنابؐ کی
مرہون لطف صرف مسلمان ہی نہیں
منت کش کرم ہے خدائی جنابؐ کی
میرے بھی حال زار پہ ہو اک نگاہ لطف
بگڑی بنانے والے جہان خراب کی

اکمل کہیں مقام ادب ہاتھ سے نہ جائے
توصیف لکھ رہے ہو رسالت مآبؐ کی

بھگوان داس بھگوان

یا نبی المحترم یا خواجہ ارض و سما
یا رسول المحتشم یا شافع روز جزا
ہادی کل امم یا مظہر نور خدا
مرحبا اھلا" و سھلا" یا حبیب کبریا

السلام والسلام یا محمد مصطفےٰ

مالک عرش عظیم و صاحب خلد بریں
رحمتہ للعالمین محبوب رب العالمین
یا حبیب المرسلین و یا نبی الاخرین
یا رسول المسلمین و المومنین العاشقین

السلام والسلام اے سرور دنیا و دیں

تاجدار ارض بطحا یا امام القبلتین
صاحب المعراج و اسرا یارئیس الکعبتین
یا جمال المرسلین و رسول العالمین
نور عین الانبیاء محبوب رب المشرقین

السلام والسلام اے فاتح بدر و حنین

کنور مہندر سنگھ بیدی سحر

تکمیل معرفت ہے محبت رسولؐ کی
ہے بندگی خدا کی اطاعت رسولؐ کی
تسکین دل ہے سرور کون و مکاں کی یاد
سرمایہ حیات ہے الفت رسولؐ کی
انسانیت' محبت باہم شعور و فکر
جو چیز بھی ہے سب ہے عنایت رسولؐ کی
ہے مرتبہ حضورؐ کا بالائے فہم و عقل
معلوم ہے خدا ہی کو عزت رسولؐ کی
ترتیب دی گئیں شب اسریٰ کی خلوتیں
صل علیٰ یہ شان یہ عظمت رسولؐ کی
فرمان رب پاک ہے فرمان مصطفٰے
احکام ایزدی ہیں ہدایت رسولؐ کی
اتنی سی آرزو ہے بس اے رب دوجہاں
دل میں رہے "سحر" کے محبت رسولؐ کی

ستیہ پال اختر رضوانی

جمہور و مساوات کا پیغمبر ہے
آئینہ حالات کا پیغمبر ہے
اے خطہ بطحا و عرب کے باسی
تو کشف و کرامات کا پیغمبر ہے
سچ ہے ترے اطوار کا ثانی نہ ملا
اس صدق کا ایثار کا ثانی نہ ملا
ویسے تو ملے لاکھ نقوش تازہ
لیکن ترے کردار کا ثانی نہ ملا
تاریکیوں کا نقش مٹایا تو نے
وحدت کا گیت سنایا تو نے
صدیوں سے جو روشن تھا چراغ باطل
تنویر صداقت سے بجھایا تو نے
از خاک عرب تابہ عجم مانتے ہیں
ہاں صاحب الطاف و کرم مانتے ہیں
ہم دیر نشیں بھی ہیں تیرے مدح سرا
رہبر جو تجھے اہل حرم مانتے ہیں

گرسرن لال ادیب لکھنوی

آؤ ہم سب مل کر بیٹھیں پیار کی باتیں کریں
سر زمین یثرب و سرکارؐ کی باتیں کریں
دوجہاں کے سرور و سردار کی باتیں کریں
فخر آدم احمدؐ مختار کی باتیں کریں
پریم کی گنگا بہائی جس نے ریگستان میں
روح تازہ پھونک دی مٹتے ہوئے ایمان میں
وہ صداقت کا علم بردار وحدت کا خطیب
ظاہر و باطن کے سب انوار تھے جس کے قریب
انبیاء پر برتری کا تھا شرف جس کو نصیب
وہ خدائے پاک و برتر نے کہا جس کو حبیبؐ
دم قدم سے جس کے حق کا بول بالا ہو گیا
نور وحدت ہر طرف پھیلا اجالا ہو گیا

سردار بشن سنگھ بیکل

اے رسول پاکؐ اے پیغمبر عالی وقار　　چشم باطن ہیں نے دیکھی تجھ میں شان کردگار
تیرے دم سے گل نظر آئے ہیں وہ عرفاں کے خار　　خوبیوں کا ہو تری کیونکر بھلا ہم سے شمار
نور سے تیرے اندھیرے میں درخشانی ہوئی
تیرے آگے آبرو کفار کی پانی ہوئی

اک جہالت کی گھٹا تھی چار سو چھائی ہوئی　　ہر طرف خلق خدا پھرتی تھی گھبرائی ہوئی
شاخ دینداری کی تھی بے طرح مرجھائی ہوئی　　لہلہا اٹھی تری جب جلوہ آرائی ہوئی
تیرے دم سے ہو گئیں تاریکیاں سب منتشر
پا گئی راحت تیرے آنے سے چشم خضر

منشی بشمشور پرشاد منور لکھنوی

بانی اسلام اے خورشید تابان عرب　　اے محمد مصطفےٰ جان عرب شان عرب
ظل اقدس میں پھلا پھولا گلستان عرب　　جگمگایا نور وحدت سے بیابان عرب
آپؐ کے پیغام کی بنیاد تھی الہام پر
اک نئی دنیا بسا ڈالی خدا کے نام پر

اپنے مسلک کے محافظ اپنی امت کے کفیل　　سینہ شفاف کی خاک مدینہ ہے دلیل
آپؐ نے کر دی نجات روح کی پیدا سبیل　　حشر میں اہل صفا کے آپ ہی ہوں گے وکیل
لاکھ کعبے ضو فشاں تھے دیدہ پرنور میں
روشنی پیدا نہ تھی ایسی چراغ طور میں

سرداری لعل نشتر

جناب محمدؐ شہ انبیاء تھے　　مگرؐ دستگیر امیر و گدا تھے
طلسم عداوت کو حضرت نے توڑا　　خلائق میں رشتہ محبت کا جوڑا
یتیموں کے محسن نگہبان تھے وہ　　غریبوں پہ سو دل سے قربان تھے وہ
کئے صاف پہلے تو دل کاوشوں سے　　جلا دی پھر اخلاق کی تابشوں سے
بچایا ہر انسان کو لغزشوں سے　　رہائی جہاں کو ملی شورشوں سے
ہدایت کا دنیا میں پیغام لائے　　وہ شمع تجلائے اسلام لائے
نہ کی رنج و غم کی شکایت کسی سے　　نہ رکھی جہاں میں عداوت کسی سے
نہ غصہ نہ خفگی نہ نخوت کسی سے　　نہ کینہ نہ رنجش نہ نفرت کسی سے
میسر یہ قدرت کسی کو کہاں تھی　　زبان محمدؐ زبان خدا تھی
زمانے میں کس طرح رہتی غلامی
کہ تھے آپ آزادیوں کے پیامی

لالہ لال چند فلک

نغمہ وحدت حق دہر میں گایا تو نے
کملی والے یہ عجب گیت سنایا تو نے
رب بے مثل کا دنیا میں بٹھا کہ سکہ
نقش اوہام پرستی کا مٹایا تو نے
پڑ گئے ماند سبھی شرک خودی کے اختر
مہر توحید کا جلوہ دکھایا تو نے
جو شراب اور نشے کے تھے ازل سے مشتاق
مے وحدت کا انہیں جام پلایا تو نے
باہمی نفرت و کینہ تھا وطیرہ جن کا
انس و الفت کا سبق ان کو پڑھایا تو نے
خواب غفلت میں پڑے سوتے تھے مکی مدنی
لب اعجاز سے قم کہہ کہ اٹھایا تو نے
آ گئے حلقہ اسلام میں انصار و یہود
جا کے آسن جو مدینے میں جمایا تو نے
ریت کے ذروں کو بارود کی طاقت بخشی
خاک ناچیز کو اکسیر بنایا تو نے
کر دیا ایک شہنشاہ و گدا کا رتبہ
اونچ اور نیچ کا سب فرق اڑایا تو نے
دختر حارث غمگین کو رہائی بخشی
قید پرغم سے غلاموں کو چھڑایا تو نے
کیوں نہ قرباں مسلماں تیرے نام پہ ہوں
حق پرستی کا جنہیں طور بنایا تو نے
گنبد و سقف فلک گوش زمین گونج اٹھے
کوس توحید عرب میں جو بجایا تو نے

رام جی لال گوندھر

ازل سے تھا رتبہ تیرا سب سے عالی
تیری ذات کہ تھی وہ رحمت خدا کی
کریں تیری توصیف کیونکر بیاں ہم
کہیں کس طرح سارے راز نہاں ہم
نہیں تجھ سے برتر ہوئے اس جہاں میں
تو ہے سب سے اشرف زمیں و زماں میں
ہے مشہور عالم میں بس نام تیرا
جہاں سارا لاریب ہے رام تیرا
کیا راز وحدت کا اظہار تو نے
زمانے کا بیڑا کیا پار تو نے
جہالت کا پردہ اٹھایا ہے تو نے
کہ خورشید عرفاں دکھایا ہے تو نے
رہے جب تلک مہر دنیا میں روشن
دکھائے ہمیں جب تلک چاند درشن
زمانے کی آنکھوں کا تارا رہے تو
حرارت کا عالم کی پارا رہے تو

غلام بھیک بیرنگ

سب بنی آدم کو اس نے ایک کنبہ کر دیا　　اس کے حسن و خلق سے اپنا ہر اک بیگانہ تھا
بن گیا فیض قدم سے اس کے فردوس بریں　　ورنہ ریگستان یثرب کیا تھا ایک ویرانہ تھا
اس کا اک اک فعل انسان کی محبت سے بھرا
اس کا اک اک قول دل سوزانہ ہمدردانہ تھا

دھرم پال گپتا وفا

چھڑا کے بت کی پرستش سکھائی تھی وحدت　　ترے خیال کی ترویج عام ہو جائے
شراب نوشی کی بدعت کو اس طرح روکا　　کہ اس کا پینا پلانا حرام ہو جائے
سکھایا اہل عرب کو برابری کا سبق　　کہ امتیاز کا قصہ تمام ہو جائے
سیاسیات سے مذہب ملا دیا تو نے　　کہ دین و دنیا کا سب انتظام ہو جائے
عرب کو تو نے جہالت سے پاک کر ڈالا　　تو کیوں نہ دل میں ترا احترام ہو جائے
ترے خیال میں یہ سخت نامناسب تھا　　بشر کوئی بھی بشر کا غلام ہو جائے
رفاہ عام ہی تیرا تھا جبکہ نصب العین　　لقب نہ کیوں ترا خیر الانام ہو جائے
وفا جہاں میں وہ عالی مقام ہوتا ہے
عطا جسے مے عرفان کا جام ہو جائے

بال مکند عرش ملسیانی

کہہ دل کا حال شاہ رسالت مآب سے　　ہو بے نیاز ذکر ثواب و عذاب سے
دل کو اگر ہے چاند بنانے کی آرزو　　کر اکتساب نور اسی آفتاب سے
ذکر نبی کروں گا تو کہہ دوں گا حشر میں　　لایا ہوں ارمغان یہ جہان خراب سے
سجدہ گزار ہو کے در مصطفےٰ پہ تو　　ہو ملتجی کرم کا خدا کی جناب سے
کہتی ہے خلق مجھ کو خراباتی نبی!　　اچھا کوئی خطاب نہیں اس خطاب سے
کیف خیال شاہ رسالت سے مست ہو　　بڑھ کر کوئی شراب نہیں اس شراب سے
ہوتا ہے عرش دولت دیں سے جو بہرہ ور
تو بھی رجوع کر شہ دیں کی جناب سے

باوا کرشن گوپال مغموم (نیو جرسی امریکہ)

نعت کہنے کی جہاں دل میں تمنا دیکھی — وہیں جذبات میں تحریک بھی پیدا دیکھی
تجھے دیکھا جو تصور میں نبی اکرمؐ! — تیرے جلووں سے تجلی برق تجلا دیکھی
گل و گلزار میں ہے تیری ہی زلفوں کی مہک — ذرے ذرے میں ترے حسن کی دنیا دیکھی
یوسفؑ و عیسیٰؑ و موسیٰؑ بھی نہ تھے تیری نظیر — تجھ سے بڑھ کر نہ کوئی ہستی رعنا دیکھی
انبیا آئے، ولی آئے، پیمبر آئے — ان میں اک ذات تری برتر و بالا دیکھی
تاب دیدار نہ موسیٰؑ میں تھی شاہ لولاک — اس نے کیا برق تجلی سر سینا دیکھی؟
تیرے اقوال و احادیث کا کیا کہنا ہے — ان میں کیا کیا تیری سیرۃ متجلی دیکھی
جاہلیت کے زمانے میں رہ مولا پر — اک تری ذات مطہر تن تنہا دیکھی
سامنے تیرے ہی اے راہبر راہ ہدیٰ! — اہل باطل ہی کی اک فوج صف آرا دیکھی
تو نے انسان کی تعظیم سکھائی ہم کو — قدر انسان کی اک تجھ سے دوبالا دیکھی
درس انسانی مساوات کا تو نے ہی دیا — درس توحید کی بھی شان ہویدا دیکھی
آج جس قسم کے ہنگامے ہیں دنیا میں بپا — تیری تعلیم ہی ان سب کا مداوا دیکھی
تیری تعظیم ہے، تکریم ہے بر روئے زمیں — تیری توقیر سر عرش معلی دیکھی

نعت میں صورت و سیرۃ ہے نبیؐ کی مغموم!
اسی آئینے میں اک ہستی یکتا دیکھی

نذیر قیصر

خامشی---، خار حرا---، دل میرا — تیرے قدموں کی صدا---، دل میرا
گنبد سبز پہ تاروں کا ہجوم — اور سر باب دعا---، دل میرا
صبح کے ساتھ جھکی شاخ گلاب — شاخ کے ساتھ جھکا دل میرا
لوح در لوح ترے نقش قدم — حرف در حرف لکھا دل میرا
ڈوبتی رات کے سناٹے میں — اک کتاب ایک دیا---، دل میرا
روشنی طاق ابد سے اتری — اور ستارے نے کہا--- دل میرا

جن زمانوں میں تری خوشبو تھی
ان زمانوں کی ہوا---، دل میرا

مطالعاتِ نعت

اردو میں مطالعات نعت

ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی

اردو زبان کو یہ فخر حاصل رہا ہے کہ اس کے دامن میں حضور سرور کائنات محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت کے پھول اور عقیدت کے گجرے ہمیشہ ہی رخشندہ رہے ہیں چنانچہ اردو کے انتہائی اولین دور سے لحہ موجود تک کے شعروادب میں ذکر رسالتماب کی تومند روایت اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ جاری و ساری ہے۔

اردو زبان میں نعت کی اس روایت کو جانچنے پرکھنے اور تحقیق کے آئینے میں محفوظ کرنے کی ضرورت سے کسے اختلاف ہوسکتا ہے' چنانچہ. تنقید و تحقیق نعت جسے ہم دوسرے لفظوں میں مطالعات نعت بھی کہہ سکتے ہیں' کی روایت اگرچہ خاصی تاخیر کے ساتھ ہماری نثر کا موضوع بنی ہے لیکن تھوڑے ہی عرصے میں یہ روایت بڑی ہی مستحکم ہو گئی ہے۔ اس سلسلے میں اگرچہ ہماری ادبی تاریخ اور تذکرے نعت گو شعراء کے حالات اور نمونہ کلام درج بھی کرتے رہے ہیں' لیکن ہچکچاتے بھی رہے ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد جیسے ہی اسلامی ادبیات کے موضوع پر لکھنے کی نئی روایت کی تشکیل ہونے لگی ویسے ہی ہمارے علمی و ادبی رسائل میں نعت کے حوالے سے مضامین شائع ہونے لگے۔ نعتیہ شاعری اور نعت گو شعراء پر مضامین عام طور پر مذہبی رسالوں میں پہلے شائع ہوئے --- خاص طور پر رسول نمبروں اور میلاد نمبروں میں نعت کے حوالے سے مضامین کی اشاعت مطالعات نعت کے حوالے سے ایک اہم قدم تھا جس سے نعت کو باقاعدہ موضوع تحقیق و تحسین بنایا جانے لگا۔

پاکستانی یونیورسٹیوں میں کافی عرصہ تک قیام پاکستان کے فوراً بعد اگرچہ نعت اور نعت گو شعراء کے بارے میں ایم اے یا پی ایچ ڈی کی سطح تک مقالات لکھنے کی حوصلہ افزائی نہیں ہوئی لیکن یہ امر انتہائی مسرت کا باعث ہے کہ ناگپور یونیورسٹی انڈیا نے اردو نعت پر برصغیر میں سب سے پہلی پی ایچ ڈی کی سند ۱۹۵۵ء میں ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق کو عطا کر دی تھی۔ بلاشبہ یہ مقالہ مطالعات نعت کے حوالے سے اولیت کا درجہ رکھتا تھا لیکن چونکہ یہ مقالہ ۱۹۷۶ء تک طبع نہ ہو سکا اس لئے ایک طویل عرصے تک مطالعہ نعت کی اس قابل قدر کاوش سے اخذ و استفادے کا کام نہ لیا جا سکا۔ بہرحال اردو میں مطالعات نعت کے ضمن میں اخبارات و رسائل میں جو کچھ شائع ہوا اس کی تفصیلی فہرست بنانے کی ضرورت سے انکار نہیں ہو سکتا لیکن فی الحال میرے پیش نظر ایسی کتب ہیں جو کسی بھی زبان کی نعتیہ شاعری کے حوالے سے اردو میں شائع ہوئی ہیں چنانچہ اس مضمون میں ایسی ہی کتب کو زیر بحث لایا جائے گا --- چونکہ چراغ سے چراغ جلتا ہے اس لئے یہ کتب خود جس معیار کی بھی تھیں لیکن ان چراغوں کی لو سے بہت سی کتب تحریر ہوئیں جن کی اپنی اہمیت و افادیت ہے لیکن جب ہم عربی' فارسی' اردو اور دیگر زبانوں میں نعت کے بے پناہ سرمائے کو دیکھتے ہیں تو مطالعات نعت پر مشتمل یہ کتابیں عام طور پر بہت کمزور دکھائی دیتی ہیں۔ ہوا یہ کہ کچھ لوگوں نے مطالعات نعت کے ضمن میں یونیورسٹیوں کے تحقیقی تقاضے پیش نظر رکھے جب کہ کچھ افراد نے محض عقیدت و محبت نعت میں ہی قلم اٹھا لیا۔ بہرحال آگے چل کر ایک ایک تصنیف پر کسی حد تک تفصیلی نظر ڈالی جائے گی۔

مطالعات نعت کے ضمن میں بالعموم جو انداز اور اسالیب اختیار کئے گئے ان میں نعت کے فکر و فن اور تاریخ و تذکرہ کو بھی پیش نظر رکھا گیا جب کہ مختلف اشخاص کی نعت گوئی پر بھی لکھا گیا ہے۔ مطالعات نعت کے قابل قدر انتخاب بھی شائع

ہوئے جو نعت کے فروغ میں اپنا ایک گرانقدر کردار رکھتے ہیں۔ نعت کے ان مجموعوں میں ارمغان نعت (شفیق بریلوی)، مخزن نعت (محمد اقبال جاوید)، اردو کے نعتیہ قصائد (ڈاکٹر خان رشید)، سلام قدس (طفیل احمد بدر)، انوار حرمین (صدیق اسماعیل)، خاتم المرسلین (راجا رشید محمود)، گلدستہ نعت (ضیا محمد ضیا - طاہر شادانی)، بہار نعت (حفیظ تائب) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ظاہر ہے ہر مجموعہ نعت کے مرتب کا اپنا اپنا نقطہ نظر ہر انتخاب میں بطور خاص محسوس ہوتا ہے جب کہ نعت کے حوالے سے چند ایک ایسی کتب بھی شائع ہوئی ہیں جن میں دینی نقطہ نظر سے نعتیہ شاعری کو پرکھنے کی کوشش بھی کی گئی ہے۔ ایسی کتب میں اردو نعت کا شرعی محاسبہ اور مدارج النعت کو پیش کیا جاسکتا ہے۔

مطالعات نعت کے حوالے سے جہاں نعت کے مجموعی تحقیقی و تنقیدی جائزوں پر مشتمل کتب شائع ہوئی ہیں وہاں بعض شخصیات کی نعتیہ شاعری کے حوالے سے بھی قابل قدر کتب طبع ہوئی ہیں۔ اس سلسلے میں مولانا احمد رضا بریلوی کی نعت نگاروں کے حوالے سے ملک شیر محمد اعوان، سید نور محمد قادری اور شاعر لکھنوی کے مضامین مختلف اوقات میں مرکزی مجلس رضا لاہور کی جانب سے پمفلٹوں کی شکل میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ جن میں اعلیٰ حضرت کی نعت نگاری کا موضوع اور فن کے حوالے سے جائزہ لیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں دو اہم ترین کتب امام نعت گویاں از اختر الحامدی اور کلام اعلیٰ حضرت کا تحقیقی و ادبی جائزہ مع حدائق بخشش از شمس بریلوی بھی بالترتیب مکتبہ فریدیہ ساہیوال اور مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی کی جانب سے شائع ہوئی ہیں۔

مخصی مطالعات کے حوالے سے علامہ اقبال کی نعت اور عشق رسول کو بھی کئی ایک مولفین نے موضوع بحث بنایا ہے جب کہ اشخاص کی نعت نگاری پر ہمارے علمی و ادبی پرچوں میں اکثر اوقات مضامین بھی شائع ہوتے رہے ہیں۔ مطالعات نعت کے ضمن میں شائع ہونے والی کتب نعت کے دیباچوں کو بھی پیش کیا جاسکتا ہے۔ جن میں بعض اوقات نعت کے حوالے سے بڑی اہم معلومات موجود ہوتی ہیں جنھیں مطالعات میں ہوا کا تازہ جھونکے بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے اس مضمون میں نعت کے موضوع پر شائع ہونے والی کتب کا ایک تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔ امکان کی حد تک میں نے تمام کتب کا ذکر کیا ہے لیکن پھر بھی ہوسکتا ہے کہ کوئی کتاب رہ گئی ہو۔

ارمغان نعت (ساجد صدیقی - والی آسی)

ارمغان نعت تاریخ تنقید اور جائزہ کے عنوان سے ۳۱۲ صفحات پر مشتمل ساجد صدیقی اور والی آسی کا ترتیب دیا ہوا مجموعہ نعت ہے جسے ۱۹۷۱ء میں مکتبہ دین و ادب لکھنؤ نے شائع کیا ہے۔ اگرچہ یہ مجموعہ نعت بنیادی طور پر عربی، فارسی اور اردو نعت کا انتخاب ہے لیکن والی آسی صاحب کے "مقدمے" کے بنا پر اسے تاریخ تنقید اور جائزہ کے عنوان سے شائع کیا گیا۔ جہاں تک مقدمے کا تعلق ہے یہ صفحہ ۱۷ سے شروع ہو کر صفحہ ۴۰ پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس اعتبار سے یہ ۲۴ صفحات پر مشتمل ہے جس میں نعت کی تعریف تاریخ، عربی، فارسی نعت اور اردو کی قدیم اور جدید نعت پر اظہار خیال کیا گیا ہے۔ ارمغان نعت کو اگرچہ نعت کا بھرپور تنقیدی و تحقیقی جائزہ تو قرار نہیں دیا جاسکتا لیکن برصغیر پاک و ہند میں نعت اور مطالعہ نعت کے حوالے سے یہ اولین مطبوعہ کتاب ہے جس میں نعت کو بحیثیت صنف اظہار زیر بحث بھی لایا گیا اور نعت کا ایک جامع انتخاب بھی کیا گیا ہے۔ کتاب میں پانچ صحابہ کبار کی عربی نعت کے نمونے دیے گئے ہیں جب کہ بارہ فارسی نعت گو شعراء

کی نعتیں بھی درج ہیں۔ قدیم اردو نعت کا باب سید محمد حسینی بندہ نواز گیسو دراز سے شروع ہو کر امیر مینائی تک پہنچتا ہے جب کہ جدید اردو نعت کا آغاز محسن کاکوروی سے خواجہ عزیز الحسن مجذوب تک پہنچتا ہے۔ دور حاضر میں نعت کا آغاز عارف شاہجہان پوری سے ہو کر منشی امیر اللہ تسلیم تک کیا گیا ہے۔ ۱۹۶۱ء میں بھارت میں شائع ہونے والی کتاب کو اردو نعت کا جامع انتخاب تو قرار ہی نہیں دیا جاسکتا لیکن ۱۹۶۱ء میں شائع ہونے والی یہ کتاب اپنے مقدمے اور انتخاب کے حوالے سے یقیناً" بڑی کتاب ہے کیونکہ اس کتاب کے ذریعے نعت اور مطالعہ نعت کی تحریک کو بڑی مدد ملتی ہے۔ یاد رہے میرے پیش نظر کتاب کا چوتھا ایڈیشن ہے جو جون ۱۹۶۴ء میں شائع ہوا ہے۔

اردو کی نعتیہ شاعری (ڈاکٹر طلحہ رضوی برق)

اردو کی نعتیہ شاعری ایک صد صفحات پر مشتمل ڈاکٹر طلحہ رضوی برق کی نعت کے حولے سے تحقیقی و تنقیدی کاوش ہے جسے جنوری ۱۹۷۴ء میں دانش اکیڈمی' ملکی محلہ' آرہ (بہار) بھارت نے شائع کیا ہے۔ اردو کی نعتیہ شاعری پر تنقیدی و تحقیقی جائزے کے حوالے سے اردو نعت کا یہ ایک معتبر مطالعہ ہے جو اپنے اندر اختصار کے ساتھ ساتھ جامعیت بھی رکھتا ہے۔ حسب روایت عربی فارسی نعت کے مطالعے کے بعد اردو کی قدیم نعت زیر بحث لائی گئی ہے۔ ۱۸۵۷ء کے بعد کی نعتیہ شاعری کے ساتھ ساتھ قیام پاکستان اور اس کے بعد کی نعتیہ شاعری کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔ دور جدید میں اگرچہ پاکستانی شعراء کی نعتیہ شاعری بھی زیر بحث آئی ہے تاہم بھارت کے نعت گو شعراء کا کلام بھی زیر بحث آیا ہے۔ غیر مسلم شعراء کی نعتیہ شاعری پر بھی سیر حاصل لکھا گیا ہے۔ یہ کتاب بنیادی طور پر علامہ ارشد القادری کے رسالے "جام نور" کے لئے لکھے گئے ڈاکٹر برق کے ایک مضمون "اردو کی نعتیہ شاعری" کی تفصیلی شکل ہے۔ کتاب کو اردو نعت کا ایک تفصیلی و جامع جائزہ تو قرار نہیں دیا جاسکتا لیکن مطالعہ نعت کے حوالے سے مطبوعہ کتب میں اسے جو اولیت کا اعزاز حاصل ہے وہ کسی اور کتاب کے حصے میں نہیں آیا۔ ارمغان نعت مرتبہ ساجد صدیقی اور والی آسی میں مطالعہ نعت کے لئے صرف ۲۴ صفحات وقف تھے جب کہ یہ کتاب نوے سے زیادہ صفحات مطالعہ نعت کے لئے وقف کئے ہوئے ہے۔ کتاب کے صفحہ ۹۶ پر مولف نے اعتراف کیا ہے "مجھے اس حقیقت کا شدید احساس ہے کہ سینکڑوں بلکہ اس سے بھی زیادہ نعت گو شعرائے اردو کا تذکرہ اس مضمون میں نہ ہو سکا جو اپنی خوبصورت نعتوں کے پیش نظر تفصیلی جائزے کے مستحق و سزا وار تھے۔ مجھے اپنی نارسائی و بے بضاعتی کا اعتراف ہے۔"

اردو کی نعتیہ شاعری (ڈاکٹر فرمان فتح پوری)

اردو کی نعتیہ شاعری ڈاکٹر فرمان فتح پوری کی ۲۰۸ صفحات پر مشتمل تالیف ہے جو آئینہ ادب لاہور کی جانب سے ۱۹۷۴ء میں شائع ہوئی ہے۔ پاکستان میں مطالعات نعت کے حوالے سے شائع ہونے والی یہ اولین کتاب ہے جس میں نعت اور اردو نعت کے حوالے سے ڈاکٹر صاحب نے ۹۹ صفحات پر مشتمل مضمون بعنوان "نعت ایک صنف سخن کی حیثیت سے" تحریر کیا ہے۔ جس میں نعت' مضمون' ہیئت' موضوع' عربی نعت اور اس کی صورتیں' حقیقی نعت گوئی تاریخ و ارتقاء اور دیگر مباحث پر بحث کی گئی ہے۔ یہ کتاب جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے ص ۱۵ پر خود اعتراف کیا ہے "میری کتاب نعت کے موضوع پر کوئی

محققانہ کتاب نہیں۔ اسے آپ اردو کی نعتیہ شاعری کی تاریخ بھی نہیں کہہ سکتے۔" تاہم ڈاکٹر صاحب کی یہ تالیف نعت کے حوالے سے ایک ایسی کتاب ضرور ہے جس نے نعت کے موضوع پر لکھنے والوں کے لئے بہت سی نئی راہیں ضرور دکھائی ہیں۔ چنانچہ یہ کتاب جس کا ایک بڑا حصہ اردو نعت کے انتخاب پر مشتمل ہے مطالعات نعت کے سفر میں ایک قابل قدر کتاب ہے۔

خیر البشر کے حضور میں (ممتاز حسن)

خیر البشر کے حضور میں ممتاز حسن کی ۲۸۸ صفحات پر مشتمل تالیف ہے جسے جنوری ۱۹۷۵ء میں ادارہ فروغ اردو لاہور نے طبع کیا۔ یہ کتاب بنیادی طور پر نعت کا ایک انتخاب ہے جس میں ممتاز حسن نے ایسے نعتیہ کلام کو یکجا کیا ہے جس میں سیرت رسول کے نو بہ نو پہلو سامنے آئے ہیں۔ جس سے ہماری روز مرہ کی زندگی روشنی اور نور حاصل کرسکتی ہے۔ کتاب کا مقدمہ ۳۸ صفحات پر مشتمل ہے جس میں ممتاز حسن نے اپنے نعتیہ انتخاب کے حوالے سے صفحہ ۲۲ پر لکھا ہے۔

"مگر میں ایسی نعتوں کی مثالیں زیادہ نہیں دینا چاہتا جو میرے خیال کے مطابق نعت کے معیار پر پوری نہیں اترتیں۔ البتہ یہ ضرور چاہتا ہوں کہ اردو نعت کے چند ایک ایسے نمونے آپ کی خدمت میں پیش کروں جو میرے نزدیک نعت کہلانے کے مستحق ہیں۔ میری رائے میں اردو میں کوئی نعت حالی کی مسدس کے برابر موجود نہیں ہے۔"

اردو نعت کے مطالعات کے حوالے سے ممتاز حسن کا نعت کا یہ انتخاب بھی جہاں نعت کے ایک انتہائی نمایاں ترین رخ کی نشاندہی کرتا ہے وہاں انہوں نے کتاب کے مقدمے میں اپنا "مقدمہ" بھی پورے دلائل کے ساتھ پیش کیا ہے جو بلاشبہ نعت کے حوالے سے ایک اہم ترین مضمون ہے جس میں رسمی اور حقیقی نعت کے مباحث کے ساتھ ساتھ اردو نعت کے مختلف شعراء کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ نعت کے تنقیدی مطالعے کے حوالے سے یہ انتخاب اور مقدمہ بے پناہ اہمیت کا حامل ہے۔

اردو میں نعتیہ شاعری (ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق)

"اردو میں نعتیہ شاعری" پروفیسر ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق کا ۶۸۴ صفحات پر مشتمل اردو نعت کے موضوع پر پہلا تحقیقی مقالہ ہے جسے اکتوبر ۱۹۷۶ء میں اردو اکیڈمی سندھ کراچی نے شائع کیا ہے' یہ مقالہ جو ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کی زیر نگرانی تحریر کیا گیا ہے پر فاضل مصنف کو ۱۹۵۵ء میں ناگپور یونیورسٹی انڈیا نے پی ایچ ڈی کی ڈگری عطا کی ہے۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو یقیناً" یہ مقالہ برصغیر میں نعت کے موضوع پر کتابی صورت میں نہایت ہی تفصیل کے ساتھ لکھی گئی اولین کتاب ہے --- اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ مقالہ بھارت میں لکھا گیا ہے۔ مقالہ نو ابواب پر مشتمل ہے۔ باب اول میں نعت کی تعریف' قرآن و حدیث میں مضامین نعت' نعت کے لوازمات اور نعت کی اقسام پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔ باب دوم میں اردو نعت کے ماخذ عربی اور فارسی نعت کی تاریخ بیان ہوئی ہے جب کہ اس باب میں اردو نعت پر ہندوستانی صنمیات کے اثرات بھی زیر بحث آئے ہیں۔ باب سوم اردو نعت کے آغاز اور چہارم قدما کی نعت گوئی پر بحث کرتا ہے باب پنجم نظیر اکبر آبادی کی نعت نگاری کے حوالے سے مخصوص ہے۔ ششم میں متوسطین' ہفتم میں متاخرین' ہشتم میں دور جدید اور

باب نہم میں دور حاضر کے نعت گو شعراء کی نعتیہ شاعری کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ آخر میں مقالے کا خلاصہ بھی درج ہے۔

"اردو میں نعتیہ شاعری" ترتیب و تحقیق کے حوالے سے انتہائی معتبر کتاب ہے جو تقریباً انیس سال کے بعد طبع ہوئی ہے لیکن مولف کا کمال یہ ہے کہ ۱۹۵۵ء میں لکھی گئی یہ کتاب نعت کے حوالے سے نہایت بنیادی کتاب ہی نہیں بلکہ اردو نعت پر بلاشبہ دائرۃ المعارف کا درجہ رکھتی ہے۔ اگر یہ مقالہ پہلے طبع ہو جاتا تو یقیناً" چند ایک کتب جو اس سے قبل شائع ہوئیں وہ اپنے دامن میں نعت کے بہت سے مباحث کو بھی جگہ دیتیں۔ اردو اور دیگر زبانوں میں نعت پر لکھے گئے تمام تر مقالوں نے اس مقالے سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ اس اعتبار سے یہ مقالہ اردو میں نعتیہ ادب کے حوالے سے ایک بنیادی مقام رکھنے والا مقالہ ہے۔ جسے مطالعات نعت میں سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے۔ اگرچہ اس مقالے کے بعد اردو نعت میں تحقیق کے نئے در بھی وا ہوئے ہیں۔ بہت سے ایسے شعراء بھی ہیں جو اس میں زیر بحث لائے نہیں جا سکے جن میں ماضی کے شعراء بھی ہیں جب کہ نعت کے کینوس میں وسعت اور جدید نعت گوئی بھی اس مقالے کا بطریق احسن موضوع نہیں بن سکی لیکن یہ تمام تر باتیں اس اعتبار سے کوئی وزن نہیں رکھتیں کہ یہ مقالہ ۱۹۵۵ء سے قبل لکھا جاچکا تھا جب کہ مقالہ نگار کے پیش نظر نعت کے موضوع پر کوئی ایک تفصیلی تحریر بھی نہ تھی۔ اور تو اور پاکستان میں نعت کے حوالے سے بھی جو تھوڑا بہت کام ہوا تھا فاضل مولف اس سے نہ صرف آگاہ نہیں تھے کیونکہ یہ تمام تر کام محض مضامین تک محدود تھا۔ کسی کتابی صورت میں شائع بھی نہیں ہوا تھا۔ جب کہ نعت میں جدید ترین خیالات و تصورات ۱۹۵۵ء سے کہیں بعد میں سامنے آئے ہیں۔ اختصار اس کتاب کا بنیادی وصف ہے۔ وگرنہ اس کے بعض موضوعات بذات خود مفصل کتب کے متقاضی ہیں۔

آنحضرت کے دور کی نعتیہ شاعری (بخت آور)

آنحضرت کے دور کی نعتیہ شاعری محترمہ بخت آور کی تالیف ہے جو ۱۹۸۱ء میں پاکستان ادبی سنگت لاہور کے زیر اہتمام ۸۰ صفحات پر شائع ہوئی۔ آنحضرت کے دور کی نعتیہ شاعری پر یہ کتاب عربی زبان' عربی شاعری کی ابتداء' دور رسالت کے شعراء کے طبقات جیسے موضوعات کے ساتھ ساتھ حضرت کعبؓ بن زہیر' اعشیٰ' حضرت لبیدؓ حضرت حسان بن ثابت اور حضرت خبیبؓ کے حالات زندگی اور نعتیہ شاعری پر ایک عمومی تبصرہ ہے۔ کتاب کے عنوان سے توقع تھی کہ یہ ایک مفصل اور جامع تذکرہ ہو گا جس میں صحابہ کبار کی نعت نگاری کے خدوخال اور مضامین و مباحث کے ساتھ ساتھ نمونہ ہائے کلام بھی شائع ہوئے ہوں گے۔ لیکن اوپر درج کئے نعت گو شعراء کے چند ایک نعتیہ اشعار اور تراجم تک یہ کتاب محدود ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ محترمہ کا مطالعہ انتہائی محدود ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ محترمہ بخت آور صحابہ کبار کے دور کے بہت سے نعت گو شعراء کا اپنی کتاب میں نام کی حد تک بھی ذکر نہیں کر سکیں۔

عربی میں نعتیہ کلام (ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی)

عربی میں نعتیہ کلام ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی کی ۲۹۴ صفحات پر مشتمل تالیف ہے جسے ۱۹۸۲ء میں اردو اکیڈمی سندھ کراچی نے شائع کیا ہے۔ اردو زبان میں عربی نعت کے مطالعات کے ضمن میں اس قابل قدر کتاب کا دیباچہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے تحریر کیا ہے۔ وہ کتاب کے صفحہ ۱۷ پر لکھتے ہیں۔

"اس کتاب میں عربی نعت کا تعارف اور اس کی مختصر تاریخ پیش کی گئی ہے۔ پھر عربی نعت کے عناصر ترکیبی اور مرکزی مضامین کا تعارف کرایا گیا ہے اس سلسلے میں وہ قصائد کا تحلیل و تجزیہ بھی کرتے ہیں۔ اور کلام پر تبصرہ بھی۔"

عربی نعت کے حوالے سے اردو میں بلاشبہ یہ کاوش لائق تحسین ہے کیونکہ اس کتاب میں صحابہ کبار کی نعتیہ شاعری سے لے کر موجودہ صدی تک کے اہم نعت نگاروں کا تذکرہ بیان ہوا ہے تاہم یہ کتاب عربی میں نعت کے تدریجی ارتقاء اور تحقیق و تنقید کی کتاب نہیں بلکہ بعض معروف نعت گو شعراء کا مختصر تذکرہ ہے جس میں برصغیر کے چند ایک عربی نعت نگاروں کا بھی ذکر ہوا ہے۔ تاہم عربی نعت کے انتخاب اور تذکرے کے حوالے سے کتاب کی اہمیت اس لئے بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ اس کے ذریعے اردو شناس طبقے کو عربی نعت سے پہلی بار متعارف کرایا گیا ہے۔

عصر حاضر کے نعت گو (گوہر ملیسانی)

عصر حاضر کے نعت گو گوہر ملیسانی کی ۲۷۲ صفحات پر مشتمل تالیف ہے جو ۱۹۸۳ء میں گوہر ادب پبلی کیشنز صادق آباد سے شائع ہوئی ہے۔ یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے پہلا حصہ نعت کی تاریخ سے متعلق ہے۔ دوسرے حصے میں عصر حاضر کے ان نعت گو شعراء کو شامل کیا گیا ہے جنہوں نے نعت کو اپنا تشخص گردانتے ہوئے نعت میں گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ اس حصے میں ۲۶ شعراء کے نعتیہ کلام پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان شعراء میں حفیظ جالندھری، ماہر القادری، حافظ مظہرالدین، احسان دانش، محشر رسول نگری، نعیم صدیقی، عزیز حاصل پوری، حافظ لدھیانوی، عبدالعزیز خالد، راز کاشمیری، عاصی کرنالی، حفیظ تائب، خالد بزمی، قمریزدانی اور راجا رشید محمود شامل ہیں۔ تیسرا حصہ ۱۹ مزید شعرا کے نعتیہ کلام کے نمونے اور بنیادی معلومات (نام، ولدیت، سال پیدائش، تعلیم، آبائی وطن، موجودہ مسکن اور تخلیقات کے نام) پر مشتمل ہے۔ کتاب جیسا کہ نام سے ظاہر ہے عصر حاضر کی نعت کو زیر بحث لاتی ہے لیکن حیرت ہے بعض انتہائی معتبر نعت کے شاعروں کے یا تو ذکر سے مکمل طور پر عاری ہے یا پھر چند ایک کو انہیں حصہ سوم میں درج کیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے کتاب کو دور حاضر کی نعت کا ایک معتبر مطالعہ تو قرار نہیں دیا جاسکتا البتہ زیر بحث نعت گو شعراء کے حوالے سے بنیادی معلومات اور نعت کے موضوعات و مباحث کے حوالے سے ایک اہم ترین کتاب ضرور ہے۔

نبی کریمؐ کا ذکر بلوچستان میں (ڈاکٹر انعام الحق کوثر)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بلوچستان میں ڈاکٹر انعام الحق کوثر کی ۴۳۲ صفحات پر مشتمل تحقیقی کاوش ہے۔ جسے ۱۹۸۳ء میں اسلامک پبلی کیشنز لاہور نے طبع کیا ہے۔ یہ کتاب آٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔ جس میں پہلا باب بلوچستان کے جغرافیائی اور تہذیبی پس منظر سے بحث کرتا ہے۔ دوسرا باب "براہوی کتب اور نعت گوئی" تیسرا باب بلوچی کتب اور نعت گوئی، چوتھا باب "پشتو کے نعت گو شعراء" پانچواں باب "فارسی گو شعراء کا نعتیہ کلام" اور چھٹا باب "اردو نعت گوئی اور چند متعلقہ کتب" کے عنوانات پر مشتمل ہے یوں یہ کتاب پاکستان کی چند ایک اہم ترین زبانوں، براہوی، بلوچی، پشتو، فارسی اور اردو نعت کے مطالعے پر مشتمل ہے اور یہ مطالعہ جیسا کہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے بلوچستان سے متعلق ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق کوثر کثیرا تصانیف مصنف ہیں اور ان کے اکثر و بیشتر موضوعات کا تعلق بلوچستان سے ہے اس لئے نعت کے حوالے

سے ان کے یہ مضامین بلوچستان میں نعت کے فروغ و ارتقاء کے سفر کی داستان بھی ہیں اور مستقبل کے گواہ بھی۔

تذکرہ نعت گویان اردو (پروفیسر یونس شاہ)

تذکرہ نعت گویان اردو پروفیسر سید یونس شاہ کی دو جلدوں پر مشتمل تالیف ہے۔ پہلی جلد جس پر سال اشاعت درج نہیں ہے (حرف آغاز مولف نے ۹ اپریل ۱۹۸۲ء کو لکھا ہے) ا لگیسلان پبلشرز ایبٹ آباد نے ۴۳۲ صفحات پر شائع کی ہے جب کہ دوسری جلد جسے مکہ بکس لاہور نے ۱۹۸۴ء میں شائع کیا ہے، ۴۱۶ صفحات پر مشتمل ہے یوں تذکرہ کی دونوں جلدیں ۸۴۸ صفحات پر مشتمل ہیں۔ یہ کتاب ضخامت کے اعتبار سے نعت کے موضوع پر شائع ہونے والی کتب میں سب سے بڑی کتاب ہے۔ پہلی جلد آٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں سیرت رسول کا اجمالی خاکہ بیان ہوا ہے۔ دوسرا باب عربی اور فارسی کی نعتیہ روایت کو زیر بحث لاتا ہے۔ تیسرا اور چوتھا باب دکنی دور کی نعت اور پانچواں باب شمالی ہند میں نعت کے مضامین زیر بحث لاتا ہے۔ چھٹے باب میں مومن، قاضی عبدالسلام، کرامت علی شہیدی اور کافی مراد آبادی کی نعت نگاری پر بحث کی گئی ہے۔ باب ہفتم لکھنؤ کے دبستان شاعری کی نعت کے سلسلے میں وقف ہے جب کہ باب ہشتم میں دہلی کی بزم آخر اور نعت گوئی کا رجحان شعراء کے تذکرے کے ساتھ زیر بحث آیا ہے۔

تذکرہ نعت گویان اردو کا حصہ دوم جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے بعد کی نعت سے بحث کرتے ہوئے موجودہ دور کی نعت تک پہنچتا ہے۔ پہلا باب جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد کے شعرائے نعت سے بحث کرتا ہے۔ جب کہ دوسرے باب میں مرثیہ گو شعراء کی نعت نگاری زیر بحث آئی ہے۔ تیسرا باب جدید اردو شاعری کے بانیوں اور ان کے عہد کی نعت پر بحث کرتا ہے جب کہ باب چہارم میں بیسویں صدی کے نعت گو شعراء کا تذکرہ ملتا ہے۔ باب پنجم اقبال اور اس کے ہم عصر نعت گو شعراء کے ذکر پر مشتمل ہے۔ جب کے چھٹے باب میں غیر مسلم شعراء کی نعت نگاری زیر بحث آتی ہے۔ باب ہفتم میں عصر حاضر کی نعت گوئی زیر بحث لائی گئی ہے جب کہ آخری باب کتابیات حصہ اول و دوم پر مشتمل ہے۔

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے دو جلدوں پر مشتمل یہ کتاب بنیادی طور پر نعت گو شعراء کا ایک تذکرہ ہے جس میں نعت نگاروں کے حالات کے ساتھ ان کا نمونہ کلام درج کیا گیا ہے تاہم معروف نعت گو شعراء جن کا نعتیہ کلام ملتا ہے ان کی نعتیہ شاعری پر سیر حاصل بحث بھی کتاب میں ملتی ہے۔ کتاب کے ابواب کی تقسیم اور اردو شاعری میں نعت کے سفر کی روداد بیان کرتے ہوئے مولف محقق اور نقاد بھی نظر آتے ہیں تاہم کتاب کی ترتیب و تسوید میں کہیں کہیں تسامحات بھی سرزد ہوتی ہیں مثلاً" باب ششم میں جہاں غیر مسلم شعرائے نعت کا ذکر ہے وہاں بہزاد لکھنوی کا ذکر بھی ملتا ہے۔ بہزاد کا مولف نے اگرچہ بطور مسلمان شاعر ہی ذکر کیا ہے لیکن اس باب میں ان کا ذکر کسی طرح بھی مناسب نہ تھا۔ اسی طرح چھٹا باب جب اس موضوع کے لئے مخصوص تھا تو پھر تیسرے اور چوتھے باب میں غیر مسلم نعت گو زیر بحث لانے کی ضرورت نہ تھی۔ عصر حاضر کے باب میں مولف نے بعض انتہائی اہم ترین شعرائے نعت سے صرف نظر بھی کیا ہے۔ غالباً" اس کی وجہ تذکرہ نعت گویان اردو کی تیسری جلد ہے جس کے لکھنے کا ذکر مولف نے دوسری جلد کے حرف سپاس میں بھی کیا ہے۔ اگرچہ یہ کتاب ۱۹۸۴ء میں شائع ہوئی ہے لیکن اس کی فہرست کتابیات میں ۱۹۷۶ء میں شائع ہونے والی ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق کی کتاب "اردو میں نعتیہ شاعری" کا نام تک درج نہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ فاضل تذکرہ نگار نے موضوع کے حوالے سے اس

اہم ترین کتاب سے بھی استفادہ نہیں کیا۔ مجموعی طور پر اردو کی نعتیہ شاعری کی تفہیم کے سلسلے میں اس تذکرے کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔

تذکرہ نعت گو شاعرات (ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہان پوری)

تذکرہ نعت گو شاعرات ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہان پوری کی ۱۱۲ صفحات پر مشتمل مختصر تالیف ہے جسے ۱۹۸۴ء میں ادارہ تصنیف و تحقیق پاکستان کراچی نے شائع کیا ہے۔ خواتین کی نعت نگاری کے حوالے سے یہ پہلی کاوش ہے جس میں مولف نے ۵۰ شاعرات کے حالات زندگی اور نمونہ کلام درج کیا ہے۔ یہ کتاب انحصار کے حوالے سے مطالعات نعت میں اپنی الگ شناخت رکھتی ہے لیکن یہ امرباعث حیرت ہے کہ آخر اتنے اختصار کی فاضل مولف کو ضرورت کیا تھی۔ صفحہ خالی پڑا ہے لیکن بعض شاعرات کا نمونہ کلام ایک ایک اور دو اشعار تک محدود ہے۔ اسی طرح فاضل مولف نے کتاب اردو میں نعتیہ شاعری (ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق) سے استفادہ کرتے ہوئے بعض نعت گو شاعرات کا ذکر بھی کیا ہے اور بعض کو چھوڑ بھی دیا ہے۔ محسوس ہوتا ہے کہ یہ تذکرہ انتہائی عجلت میں لکھا گیا ہے بہر حال خاتون نعت گو شاعرات کے اولین تذکرے کے طور پر اس کتاب کی اپنی اہمیت ہے۔

سوء ادب فی حسن ادب (بخار علیگ)

سوء ادب فی حسن ادب ع - ع - بخار علیگ کی ۸۰ صفحات پر مشتمل ایک مختصر سی کتاب ہے جو ۱۹۸۵ء میں ادارہ تعمیر ادب منصورہ کراچی کے زیر اہتمام شائع ہوئی ہے۔ یہ کتاب دراصل مولف کی ایک تالیف "اردو ادب اور اسلام" کا ایک باب ہے جس میں مرثیہ گوئی اور نعت گوئی کا تاریخی پس منظر میں تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ نعت کے حوالے سے بحث ص ۲۹ سے ۸۰ تک پھیلی ہوئی ہے جس میں فاضل مولف نے شرعی نقطہ نظر سے ہماری اردو نعتیہ شاعری کو پرکھنے کی کوشش کی ہے۔ اسس سلسلے میں وہ ماضی کے شعراء کے ساتھ ساتھ غیر مسلم شعراء کی نعتیہ شاعری میں بھی خلاف اسلام باتوں کو بیان کرتے ہیں۔ مولف کے خلوص نیت سے انکار نہیں ہوسکتا لیکن مولف کے صرف ایک جملے جو انہوں نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۹ پر درج کیا ہے کے پڑھنے کے بعد موصوف کی ادبی اور علمی سوچ اور مقام کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔

"محسن کاکوروی کی ہندی نعتیہ شاعری پر نظرڈالی جائے تو سوائے حماقت اور گمراہی کے کیا رکھا ہے۔"

ایسے محسوس ہوتا ہے کہ موصوف ادب کے دائرہ کار اور اس دور کے پس منظر کے بغیربات کرتے ہیں۔ جس میں نعت نے برصغیر میں ہماری تہذیبی اور ادبی زندگی میں جو رول ادا کیا ہے اس کی اہمیت سے کون ہے جو انکار کر سکے گا۔

مدارج النعت (ادیب رائے پوری)

مدارج النعت جناب سید حسین علی ادیب رائے پوری کی ۴۰۰ صفحات پر مشتمل تالیف ہے جسے مولف نے فروری ۱۹۸۶ء میں شائع کیا ہے۔ ادیب رائے پوری خود بھی نعت کے شاعر ہیں جب کہ فروغ نعت کے لئے ان کی خدمات جلیلہ سے کسے انکار ہو سکتا ہے۔ کتاب میں نعت کے حوالے سے تعریف، اہم نعت گو شعراء کا تذکرہ، قرآن حکیم اور دیگر آسمانی کتابوں

میں تصور نعت' عہد رسالت کی نعت' نعت کے حوالے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوچ' غیر الہامی کتابوں میں نعت اور دیگر بے شمار موضوعات بیان ہوئے ہیں جن کا کسی نہ کسی حوالے سے نعت سے تعلق بنتا ہے' پر یہ نہایت اختصار کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔ کتاب میں ایسے مباحث بھی زیر بحث آئے ہیں جو اگرچہ نعت سے براہ راست متعلق نہیں لیکن مولف نعت کے قاری کو ان سے آگاہ کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ علمی حوالے سے نعت کے موضوع پر اپنے انداز کی یہ ایک منفرد کتاب ہے جس میں نعت کے فکر و فن کے حوالے سے سیر حاصل معلومات یکجا کر دی گئی ہیں۔ لیکن اس تمام تر کتاب میں مولف ایک عالم کے طور پر نظر آتے ہیں۔ محقق اور ناقد کے طور پر نہیں۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ کتاب کے مختلف مباحث جنہیں اپنے زمانی اور موضوعاتی ترتیب کے ساتھ بیان ہونا چاہئے کہ مولف نے بس جہاں ضروری خیال کیا بیان کر دیا ہے۔ کتاب کے مقام اور مرتبہ کے حوالے سے شفیق بریلوی کی رائے پیش کر رہا ہوں تاکہ کتاب کی قدر و قیمت کا صحیح ادراک ہو سکے۔

"تاریخ نعت گوئی کے اس خلا کو جو ہماری تاریخ ادب میں مدتوں سے چلا آ رہا تھا' بڑی ہی دیدوری' فکر و نظر کی کاوشوں اور صد ہا کتب کے مطالعے کے نتائج اخذ کرکے پر کر دیا ہے۔ فن یہ ہے کہ انہوں نے جس چاہت اور حسن ذوق و شوق سے اس کام کی ابتدا کی تھی اور چند در چند دشواریوں اور موانع کے باوجود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ بندہ پرور کا سہارا لے کر اختتام کو پہنچا دیا ہے۔"

اردو نعت کا شرعی محاسبہ (شمس بدایونی)

اردو نعت کا شرعی محاسبہ شمس بدایونی کی ۹۸ صفحات پر مشتمل تالیف ہے جو ۱۹۸۸ء میں روشن پبلی کیشنز بدایوں انڈیا سے طبع ہوئی ہے جیسا کہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے مولف نے اردو کی نعتیہ شاعری کو شرعی نقطہ نظر سے پرکھنے کی کوشش کی ہے باب اول میں نعت نبی کے آغاز و سفر پر بحث کی گئی ہے۔ دوسرے باب میں شعر و نعت کی شرعی حیثیت بیان ہوئی ہے۔ باب سوم نعت نبی کے غیر مشروع موضوعات اور باب چہارم نعت کے مشروع موضوعات سے بحث کرتے ہیں۔ زیر نظر کتاب دراصل مولف کی کتاب "شعرائے بدایوں دربار رسول میں" کا مقدمہ تھا جسے انہوں نے موضوع کی افادیت کے پیش نظر نظر ثانی اور ضروری اضافوں کے ساتھ کتابی صورت میں طبع کیا ہے۔

اردو نعت کا شرعی محاسبہ موضوع کے اعتبار سے ایک منفرد نوعیت کی کتاب ہے جس میں نہایت ہی جامعیت کے ساتھ مولف نے اپنے عقائد کی روشنی میں اردو کی نعتیہ شاعری کو پرکھنے کی کوشش کی ہے۔ مولف کے نزدیک غیر مشروع موضوعات میں آنحضرت کا مختار کل ہونا' قاب قوسین کا تصور' حضور کی محبوبیت' آپ کا علم غیب' آنحضرت کا نور من نور اللہ ہونا' سایہ مبارک کا نہ ہونا' سبب تخلیق کائنات ہونا' عرش اعظم کا تصور' میم کا پردہ' آپ کا دیگر انبیاء سے تقابل' حضرت جبریل کو دربان رسول کہنا وغیرہ شامل ہیں۔ ان موضوعات سے ہی مولف کے مذہبی نقطہ نظر کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ اس لئے وہ نعت میں ان مضامین کے حق میں نہیں ہیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے اگرچہ حوالوں سے بات کی ہے لیکن نعت گو شعراء بالعموم ایسے عقائد بھی رکھتے ہیں جب کہ شاعری کا ایک اپنا مزاج بھی ہے جو شاعر کی تخلیقی صلاحیتوں کے آئینے میں اظہار پاتا ہے۔ اس

لئے ایسی کتب کو نعت کے مطالعہ کے سلسلے میں اگرچہ بالکل غیر مفید تو قرار نہیں دی جاسکتیں لیکن ایسی کڑی شرائط کے ساتھ شاید نعت لکھنا ممکن نہ ہو کیونکہ شاعری جذبات و احساسات کے رنگین اور دلنواز پرایہ ء اظہار کا نام ہے۔ بہرحال کتاب کا انداز تحریر عالمانہ ہے، مناظرانہ نہیں۔

اردو نعت تاریخ و ارتقاء (سید افضال حسین نقوی فضل فتح پوری)

اردو نعت تاریخ و ارتقاء سید افضال حسین نقوی فضل فتح پوری کی تالیف ہے۔ جسے ڈار پبلی کیشنز کراچی نے ۲۰۸ صفحات پر شائع کیا ہے۔ کتاب پر سال اشاعت درج نہیں ہے تاہم کتاب کا ادارتی تعارف سید محمد رضا نے لکھتے ہوئے ۲۲ جنوری ۱۹۸۹ء کی تاریخ درج کی ہے۔ جب کہ فاضل مولف نے حرف آغاز میں ۲۸ اپریل ۱۹۸۳ء کی تاریخ درج کی ہے۔ اندازہ ہے کہ کتاب ۱۹۸۹ء میں ہی شائع ہوئی ہو گی۔ فضل فتح پوری خود بھی شاعر ہیں ان کی یہ کتاب اردو نعت کے مطالعہ کے حوالے سے نعت کا ایک نیا موضوع سامنے لاتی ہے۔ مولف غزل کی ہیئت میں لکھی ہوئی نعت ہی کو نعت کا اعلیٰ معیار تصور کرتے ہیں۔ نعتیہ قصیدہ، مثنوی ان کے ہاں اعلیٰ درجے کی نعت میں شامل نہیں ہیں۔ اس سلسلے میں وہ نعت کے انتہائی اولین معتبر شاعر امیرمینائی کو تسلیم کرتے ہیں۔ بہرحال یہ کتاب جس کے دیباچے میں ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے لکھا ہے۔

"یہ سارا کام ایسے شعور ناقدانہ کے ساتھ کیا گیا ہے کہ اردو میں نعت گوئی کی ایک جامع تاریخ مرتب ہوگئی۔ نعت گوئی کے اس مورخانہ اور ناقدانہ جائزے میں جناب فضل فتح پوری اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اردو میں نعت گوئی کے لئے موزوں ترین ہیئت وہ ہے جس کا تعلق غزل سے ہے۔ ص ۱۸"

جہاں تک فاضل مولف اور دیباچہ نگار کے خیالات کا تعلق ہے اس سے اختلاف تو بہر حال ممکن ہے لیکن جہاں تک کتاب کو تاریخ و ارتقاء کہنے کا تعلق ہے وہ کتاب سے ظاہر نہیں ہے۔ مولف نے زیادہ تر نعتوں کا انتخاب کیا ہے اور اس انتخاب میں اپنے قائم کردہ تصور کے برخلاف اطہر نفیس اور محمود شام کی نظم معریٰ میں بھی دو نعتیں شامل کتاب کر دی ہیں۔

مجموعی اعتبار سے کتاب کو غزل کی ہیئت میں لکھی گئی نعتوں کا انتخاب قرار دیا جاسکتا ہے بہرحال مطالعہ نعت کے حوالے سے یہ کاوش بھی ہونی چاہئے تھی جس کو پورا کرنے کی طرف اس کتاب کو ایک قدم ضرور کہا جاسکتا ہے۔

اردو میں نعت گوئی (ڈاکٹر ریاض مجید)

ڈاکٹر ریاض مجید کی کتاب اردو میں نعت گوئی ۸۱۷ صفحات پر مشتمل ہے جسے ۱۹۹۰ء میں اقبال اکادمی پاکستان لاہور نے شائع کیا ہے۔ اردو میں نعت گوئی بنیادی طور پر پاکستان میں اردو نعت کے موضوع پر پی ایچ ڈی کے لئے لکھا جانے والا پہلا تحقیقی مقالہ ہے۔ جس پر فاضل مقالہ نگار کو پنجاب یونیورسٹی نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری عطا کی ہے۔ یاد رہے اس موضوع پر تحقیقی مقالہ لکھنے پر ۱۹۵۵ء میں ناگپور یونیورسٹی انڈیا ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق کو پی ایچ ڈی کی سند عطا کر چکی تھی۔ ڈاکٹر اشفاق کا مقالہ نعت کے حوالے سے انتہائی معتبر کام ہے۔ لیکن ۱۹۵۵ء سے لے کر ۱۹۹۰ء تک کا عرصہ اردو نعت کے موضوع اور ہیئت کے حوالے سے اتنا اہم ہے کہ نعت کا کوئی محقق اور ناقد اس سے صرف نظر نہیں کرسکتا۔ چنانچہ یہی وہ ضرورت ہے جس کو ڈاکٹر ریاض مجید کا مقالہ بطریق احسن پورا کر رہا ہے۔ ڈاکٹر ریاض مجید کا مقالہ چھ ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب

میں نعت کے لغوی و اصطلاحی مفہوم اور موضوع و فن کے حوالے سے نہایت ہی جامعیت کے ساتھ بحث کی گئی ہے۔ دوسرا باب نعت کے محرکات و ماخذات اور عربی فارسی نعت کے پس منظر کے ساتھ بحث کرتا ہے۔ تیسرے باب میں اردوئے قدیم کے نعتیہ نمونے اور جنوبی ہند میں نعت گوئی کا جائزہ لیا گیا ہے۔ چوتھا باب شمالی ہند میں اردو نعت گوئی کے مطالعے کے لئے مختص ہے۔ پانچویں باب میں عصر جدید اور چھٹے باب میں عہد حاضر کی نعت گوئی زیر بحث آئی ہے۔ مقالے میں احادیث نبوی میں لفظ نعت کا استعمال' اسمائے رسول مقبول' شروح بردہ' میلاد نامے' غیر مسلم شعراء کا نعتیہ کلام' خواتین کی نعت گوئی' نعتیہ ریکارڈ اور فلمی طرزوں پر لکھی گئی نعتوں کا جائزہ سات ضمیموں کی صورت میں الگ سے لیا گیا ہے۔ کتاب کے آخر میں اشاریہ بھی طبع ہوا ہے۔

ڈاکٹر ریاض مجید جو خود بھی نعت کے ایک اہم شاعر ہیں اس مقالے میں نعت کے ایک بڑے محقق کے طور پر سامنے آئے ہیں۔ ترتیب و تدوین اور تحقیق کا عمدہ معیار اس مقالے سے عیاں ہے۔ بقول پروفیسر شہرت بخاری "اس مقالے میں نعت کی پوری تاریخ تمام نعتیہ مجموعوں اور تمام نعت گو شعراء کا تذکرہ اس خوبی سے ہوا ہے کہ یہ مقالہ نعت گوئی کا تذکرہ بن گیا ہے۔"

نہایت ہی محنت اور عرق ریزی سے لکھا گیا یہ مقالہ ڈاکٹر صاحب کے مزاج کے ایک اور پہلو کی بھی نشاندہی کرتا ہے کہ فہرست تفصیلی ہے جب کہ صفحات کے نمبر ہی نہیں ہیں۔ کتابت کی ان گنت اغلاط اس کے علاوہ ہیں۔ محسوس یہی ہوتا ہے کہ پروف ریڈنگ کے وقت ڈاکٹر صاحب کسی تصنیفی و تالیفی کام میں مصروف ہوں گے لیکن نعت کے موضوع پر اس اعلیٰ درجے کے تحقیقی کام کے سلسلے میں فاضل مقالہ نگار اور اقبال اکادمی کی یہ کوتاہیاں کسی صورت بھی قابل معافی نہیں ہیں۔

اسلامی نعتیہ شاعری اور شاہ ولی اللہ (محمد شعیب)

اسلامی نعتیہ شاعری اور شاہ ولی اللہ پروفیسر محمد شعیب کی ۲۲۹ صفحات پر مشتمل تصنیف ہے جسے شاہ عنایت قادری اکیڈمی لاہور نے اگست ۱۹۹۱ء میں شائع کیا ہے۔ یہ کتاب جیسا کہ نام سے ظاہر ہے بنیادی طور پر حضرت شاہ ولی اللہ کے معروف نعتیہ قصیدے کے ترجمے اور تعارف پر مشتمل ہے لیکن کتاب کے بڑے حصے کے چند ایک عنوانات جن میں شعر و شاعری کا ارتقاء' عربی شاعری' مذہب اور شاعری' اسلام میں شاعری کا تصور' اسلام سے قبل شاعری' نعتیہ شاعری' نعت کا لغوی و معنوی مفہوم' نعتیہ شاعری کا ارتقاء مختلف شعراء کی نعتیہ شاعری' نبی کریم کی وفات کے بارے میں شاعری' علماء کی نعتیہ شاعری' فارسی میں نعتیہ کلام' غیر مسلم شعراء کا نعتیہ کلام اور اردو میں نعتیہ شاعری شامل ہیں' پر محیط ہے۔ فہرست عنوانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف نے اپنی کتاب میں شعر اور نعت کے حوالے سے بہت سی معلومات اور مختلف ادوار کے نعت گو شعراء کا کلام اکٹھا کر دیا ہے جو بالعموم نعت کے انتخاب پر مشتمل کتب میں عام ملتا ہے۔ مولف باہمت نوجوان ہیں اور کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے ہیں۔ اس لئے ان سے نعت کے حوالے سے تحقیقی و تنقیدی کتب لکھنے کی توقع ضرور کی جاسکتی ہے۔ تاہم زیر نظر کتاب تحقیق کے جس سلیقے کی محتاج تھی وہ اس میں کم ہی نظر آتا ہے۔ کتاب کا نام بذات خود "اسلامی نعتیہ شاعری" لائق توجہ ہے۔

مطالعات نعت کے ضمن میں یہ تو تھا مطبوعہ کتب کا تعارف و تذکرہ --- لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کتب کے علاوہ بھی بعض افراد نے نعت کے حوالے سے اتنا کچھ لکھا ہے جو بعض مطبوعہ کتب سے کہیں بڑھ کر ہے۔ ایسے افراد میں حفیظ تائب، راجا رشید محمود، خالد بزمی، ڈاکٹر انور سدید، ڈاکٹر تحسین فراقی، جعفر بلوچ، ڈاکٹر ابوالخیر کشفی، منیر قصوری، نظیر لدھیانوی اور بہت سے دیگر افراد شامل ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان مضامین و مقالات کا سلسلہ کتابی صورت میں بھی طبع ہو جائے تو یقیناً" اس سے نعت کے کئی دیگر پہلو بھی سامنے آ سکیں گے جب کہ ایم اے کی سطح تک بھی کئی مقالے لکھے گئے ہیں۔ جن میں نعت گوئی زیر بحث آئی ہے لیکن یہ مقالے چونکہ طبع نہیں ہو سکے اس لئے ان کے بارے میں کچھ کہنا فی الحال ممکن نہیں۔ سنا ہے بھارت میں پی ایچ ڈی کی سطح پر بھی کام ہوا ہے لیکن وہ بھی مطبوعہ شکل میں سامنے نہیں آیا۔

اس مطالعہ سے یہ حقیقت بھی سامنے آتی ہے کہ نعت کے حوالے سے اردو میں اگرچہ ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق اور ڈاکٹر ریاض مجید کے مقالے بڑی اہم کتب ہیں لیکن ابھی تک تحقیق کے بہت سے پہلو سامنے لانے کی ضرورت ہے جن سے مختلف زبانوں میں تاریخ نعت گوئی ترتیب پائے گی اس لئے اس کام کو ابھی تک ابتدائی کام ہی قرار دیا جاسکتا ہے۔

جہاں تک نعت کے حوالے سے نقد و نظر کا تعلق ہے اس سلسلے میں ایک رائے تو یہ پائی جاتی ہے کہ نعت پر تنقید ہو ہی نہیں سکتی۔ جب کہ دوسرا مکتب فکر اسے بہت ضروری خیال کرتا ہے --- یہ دونوں مکتبہ ہائے فکر خلوص نیت کے حوالے سے سچ کہتے ہیں لیکن نعت کو نہ صرف تنقید کی ضرورت ہے بلکہ اس سے فروغ نعت میں نہ صرف کام آگے بڑھے گا بلکہ ایسی نعتیہ منظومات جس میں شرعی حدود کا خیال نہیں رکھا جاتا کی حوصلہ شکنی ہوتی۔ جب کہ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات جہاں اپنی ذات میں بے مثال ہے تو کیوں نہ ان کا ذکر زبان و بیاں کی تمام تر خوبیوں سے مرصع ہو --- تاکہ اس بے مثال ذات سے شاعر اپنی محبت کا اظہار نو بہ نو پیرایہ اظہار کے ساتھ کر سکے، اس لئے نعت کے اس پہلو پر توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے۔ ہماری مطالعات نعت کے ضمن میں مطبوعہ کتب میں تنقید کے معانی عام طور پر تحسین لئے گئے ہیں۔ جس کی اہمیت اپنی جگہ ہے لیکن دوسرے پہلو پر توجہ دینے کی ضرورت بھی ہے۔ کراچی سے بعض نعت نگاروں کی نعتیہ شاعری پر تنقیصی حوالوں سے مضامین ضرور طبع ہوئے ہیں۔ جن میں شاعروں کی آپس کی گروہ بندیوں کو بہرحال بنیادی دخل حاصل ہے۔ ایسی کاوشیں بہرحال لائق تحسین نہیں ہیں۔

نعت کے موضوع پر مجموعی طور پر جو کام ہوا ہے اس کا تعلق تاریخ تذکرہ اور نعت کے انتخاب تک محدود ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ تنقید کا کام بھی ہو کیونکہ اب تک ہونے والا کام تنقیدی سے زیادہ تحسینی ہے --- یہاں میرا مقصود تحسینی تنقید کی نفی نہیں ہے، اس کی ضرورت سے انکار بھی نہیں ہے لیکن وہ سب کچھ جو نعت کے نام پر ماضی کے بزرگوں اور حال کے جدیدیوں نے نعت کو دیا ہے ایسا نہیں ہے کہ ہم اسے آسانی کے ساتھ نعت کہہ سکیں۔ اس لئے نعت کی پرکھ اور بھی ضروری ہو گئی ہے۔

پاکستان میں نعت نمبروں کی روایت

ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی

پاکستان میں فروغ نعت کے حوالے سے جہاں اخبارات و رسائل نے ان گنت ایسے خصوصی ایڈیشن شائع کیے ہیں جن میں سیرت رسول کے ساتھ ساتھ نعت رسول کی اشاعت کا اہتمام کیا گیا ہے وہاں پاکستان میں بعض رسائل نے باقاعدہ نعت نمبر بھی شائع کیے ہیں جن میں نعت کے انتخاب بھی طبع ہوئے ہیں جبکہ نعت گوئی، نعت خوانی اور تحقیق نعت کے حوالے سے گرانقدر مضامین بھی شائع ہوئے ہیں۔ پاکستان میں سب سے پہلا نعت نمبر شائع کرنے کا اعزاز کس مدیر کے حصے میں آیا اس سلسلے میں کچھ وثوق سے تو نہیں کہا جا سکتا تاہم پروفیسر ڈاکٹر ریاض مجید نے اپنے تحقیقی مقالے "اردو میں نعت گوئی" کے صفحہ ۶۰۵ پر "سیر و سفر" ملتان کے نعت نمبر کو اولین قرار دیا تھا جبکہ اس سے قبل اگست ستمبر ۱۹۶۱ء میں محمد علی ظہوری کی ادارت میں "نور و ظہور" قصور کا نعت نمبر شائع ہو چکا تھا۔ مجلّہ حضرت حسانؓ نعت ایوارڈ ۱۹۹۲ء میں "پاکستان میں مطبوعات حمد و نعت" کے موضوع پر مجلّے کے مدیر غوث میاں نے ۱۹۴۷ء سے ۱۹۹۲ء تک شائع ہونے والی کتابوں میں ۹ نعت نمبروں کا ذکر کیا ہے اور "صریر خامہ" کے نعت نمبر کو جو ۱۹۷۸ء میں طبع ہوا تھا کو پہلا نمبر خیال کیا ہے۔ راجا رشید محمود نے اپنے مقالے "پاکستان میں فن نعت" جو ماہنامہ "فکر و نظر" اسلام آباد میں طبع ہوا ہے میں ۱۶ نعت نمبروں کا ذکر کیا ہے جبکہ الحمدللہ آپ کے ہاتھوں میں موجود اس مضمون میں ۲۶ نعت نمبروں کا تعارف کرایا جا رہا ہے۔

پاکستان میں شائع ہونے والے ان نعت نمبروں میں ضخامت اور معیار کے حوالے سے بہت فرق محسوس ہوتا ہے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ "نور و ظہور"، "سیر و سفر" اور "پگڈنڈی" کے بعد "صریر خامہ" کا نعت نمبر ہے جو اپنے اندر بے پناہ جامعیت رکھتا ہے۔ یہ پرچہ اگرچہ نعت نمبروں کی روایت کے بہت بعد طبع ہوا ہے لیکن یہ نمبر اردو نعت کے حوالے سے خاصا وقیع شمارہ ہے۔

پاکستان میں نعت نمبروں کی روایت کا تذکرہ کرتے ہوئے جہاں ان نعت نمبروں کی اہمیت و افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا وہاں یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ یہ نعت نمبر نعت کے مطالعات کے سلسلے میں کتابوں کے مقابلے میں انتہائی کمزور بھی ہیں۔ یہ کمزوری مطالعات نعت (نثری مضامین) کے حوالے سے بھی ہے اور انتخاب نعت کے حوالے سے بھی ---- ظاہر ہے اس سلسلے میں پرچے کے مدیر کی ذہنی و قلبی صلاحیتوں، معاشی حالات، ادارتی استعداد اور پرچے کے دائرہ کار کو بنیادی دخل حاصل ہے۔ اس طرح ان تمام تر نعت نمبروں کو مدیران کی خلوص نیت پر شبہ کیے بغیر ہم فروغ نعت کے سلسلے میں ایک قدم ضرور قرار دے سکتے ہیں۔

اس سے قبل کہ نعت نمبروں کا تعارف کرایا جائے یہ جاننا ضروری ہے کہ نعت کی اشاعت و فروغ کے حوالے سے بعض کتابی سلسلوں کے ساتھ ساتھ باقاعدہ نعت کے موضوع پر ماہنامے بھی شائع ہو رہے ہیں۔ اس سلسلے میں راجا رشید محمود کی ادارت میں ماہنامہ "نعت" لاہور سے شائع ہو رہا ہے جس کا ہر شمارہ خاص نمبر ہوتا ہے۔ ماہنامہ "نعت" میں بالعموم نعت کے موضوع پر سیر حاصل مضامین و مقالات شائع ہوتے ہیں جبکہ موضوع کے حوالے سے نعتیہ کلام کا انتخاب بھی شامل اشاعت ہوتا ہے۔

ماہنامہ نعت کے علاوہ کراچی سے ماہنامہ حمد و نعت بھی شائع ہوتا رہا ہے جس کے مدیر شہزاد احمد تھے۔ ناچیز کو اس پرچے کے جو چند ایک شمارے دیکھنے کو ملے ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ پرچہ تحقیق نعت کے ساتھ ساتھ نعتیہ محافل و مجالس کے خبرنامے کے طور پر بھی کام کرتا رہا ہے۔

کراچی سے شائع ہونے والا سہ ماہی "نوائے نعت" سید علی حسین ادیب رائے پوری کی ادارت میں شائع ہوتا رہا ہے۔ مجھے دو شمارے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ یہ بھی نعت کے سلسلے میں ملا جلا پرچہ ہے۔

ماہنامہ "حمد و نعت" اور "نوائے نعت" کے علاوہ کراچی میں فروغ نعت کے سلسلے میں کام کرنے والے ادارے اپنی سالانہ تقریبات کے موقع پر خصوصی مجلّے بھی شائع کر رہے ہیں جن میں حضرت حسان بک بینک کراچی کی طرف سے طبع ہونے والے دو شمارے نظر نواز ہوتے ہیں۔ جن میں نعت کے مختلف موضوعات پر مضامین طبع ہوئے ہیں۔ اسی طرح مجلّہ "لیلۃ النعت" مرکزی گل بہار نعت کونسل پاکستان کراچی کی طرف سے شائع ہوتا ہے۔ جس میں بھی نعت کے حوالے سے مضامین اور نعتیہ کلام طبع ہوتا ہے۔ حافظ آباد سے عبدالغنی تائب کی ادارت میں بزم نعت کی جانب سے "نعت" اور "تنویز نعت" کے عنوان سے مختصر مجلّے شائع ہوئے ہیں۔

نعت نمبروں کے سلسلے کی ایک کڑی نعت گو شعراء کے حوالے سے خصوصی شماروں کی اشاعت بھی ہے جن میں کسی ایک نعت گو پر تفصیلی مواد طبع کیا جاتا رہا ہے۔ اس سلسلے میں ماہنامہ "برقاب" لاہور نے "عندلیب باغ مجاز" کے عنوان سے حفیظ تائب نمبر شائع کیا تھا جبکہ مرزائیوں کی طرف سے "الاصلاح" کا ایک نعت نمبر بھی شائع ہوا تھا جس میں مرزا غلام احمد قادیانی کے ان اشعار کو جمع کیا گیا تھا جن میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر جمیل ملتا ہے۔ نعت گو شعراء کے شخصی مطالعہ و انتخاب کلام پر مشتمل شماروں کو میں نے زیر نظر مضمون میں نعت نمبروں میں شمار نہیں کیا کیونکہ اس طرح تو بہت سے دیگر پرچوں نے بھی نعت گو شعراء کی شاعری پر سیر حاصل مضامین شائع کئے ہیں۔

پروفیسر منیر قصوری کے زیر اہتمام ایوان نعت کے چند شمارے بھی طبع ہوئے ہیں جس کے مرتب ملک فاروق احمد ہیں۔ یہ شمارے مکتبہ "ایوان نعت" کی جانب سے شائع کئے گئے تھے جن میں نعتیہ کلام کے علاوہ نعت گو شعراء پر مضامین طبع ہوتے رہے ہیں جبکہ ممتاز نعت خوانوں کے انٹرویوز بھی ان میں شائع ہوئے ہیں۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی "سیرت مشن پاکستان" لاہور کے زیر اہتمام مجلّہ "گل چیدہ" کی اشاعت تھی جس میں نعت گو شعراء کا تعارف و کلام شائع ہوا ہے۔ یہ مجلّہ حفیظ تائب نے ترتیب دیا تھا۔ اس مجلّے کا صرف ایک شمارہ ہی شائع ہوا تھا۔

نور و ظہور ـــــ اگست ستمبر ۱۹۶۱ء

ماہنامہ "نور و ظہور" قصور کا نعت نمبر اگست ستمبر ۱۹۶۱ء کے مشترکہ شمارے کے طور پر شائع ہوا ہے جس کے مدیر محمد علی ظہوری اور نگران اعلیٰ محمد شریف نوری ہیں۔ نعت نمبر ۶۴ صفحات پر مشتمل ہے جس میں فارسی، اردو اور پنجابی کا نعتیہ کلام طبع ہوا ہے۔ تاہم صفحہ نمبر ۳ پر حضرت حسان بن ثابت کے دو عربی نعت کے اشعار بھی شائع کئے گئے ہیں۔ نثری حصہ صرف ایک اداریے پر مشتمل ہے جبکہ باقی تمام تر صفحات نعتیہ شاعری کے لئے وقف کئے گئے ہیں۔ نعتیہ کلام کے انتخاب کے سلسلے میں ماضی و حال کی نمائندگی موجود ہے۔ اردو حصہ مولانا احمد رضا بریلوی اور پنجابی حصہ پیر مہر علی شاہ کے نعتیہ کلام سے شروع

ہوتا ہے۔ ۶۴ صفحات پر مشتمل یہ شمارہ ایک مناسب انتخاب ہے۔ جس میں ماضی و حال کی نمائندگی ہو رہی ہے۔

سیر و سفر ------ اگست ۱۹۶۳ء

ہفت روزہ "سیر و سفر" ملتان نے عارف دہلوی کی ادارت میں ۳ اگست ۱۹۶۳ء کو ۱۴۸ صفحات پر مشتمل نعت نمبر شائع کیا جس میں مولانا مودودی کا پیغام اور عارف دہلوی کا الوداعی اداریہ شائع ہوا ہے۔ زیر نظر نعت نمبر عربی اور فارسی کی معروف نعتوں سے شروع ہوتا ہے۔ اردو نعتیہ شاعری کا انتخاب زمانی ترتیب کے ساتھ شائع ہوا ہے جس میں سب سے پہلے الطاف حسین حالی کی نعت شامل ہے۔ دو پنجابی نعتوں کے علاوہ چھ غیر مسلم شعراء کی نعتیں بھی اس نمبر کی زینت بنی ہیں۔ مجموعی اعتبار سے "سیر و سفر" کا یہ شمارہ نعت کا ایک مناسب انتخاب ہے۔

پگڈنڈی ------ دسمبر ۱۹۶۴ء

کتاب لڑی "پگڈنڈی" لاہور کا دوسرا شمارہ "نعت شریف نمبر" کے نام سے دسمبر ۱۹۶۴ء میں اختر کاشمیری نے ترتیب دیا ہے۔ سرپرست عنایت حسین بھٹی اور سرپرست اعلےٰ مقصود احمد بٹ ہیں۔ پاکستان پنجابی ادبی پرہیا کے زیر اہتمام شائع ہونے والا یہ نعت نمبر گنبد خضریٰ کے خوبصورت ٹائیٹل سے مزین ہے جو ۷۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ نثری حصہ پنجابی زبان میں لکھے گئے ایک صفحے کے اداریے پر مشتمل ہے نعتیہ کلام جس کا غالب حصہ اردو کلام پر مشتمل ہے (جبکہ پنجابی زبان میں بھی نعتیہ کلام شائع ہوا ہے) میں عہد حاضر کے معروف اور غیر معروف نعت لکھنے والوں کا نعتیہ کلام شامل ہیں۔ "پگڈنڈی" کے زیر اہتمام حمد باری تعالیٰ نمبر بھی شائع ہوا ہے۔

صریر خامہ ------- ۱۹۷۶

صریر خامہ شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی کا علمی و ادبی مجلّہ ہے جس کا حمایت علی شاعر کی ادارت میں نعت نمبر رمضان المبارک ۱۳۹۸ ھ / ۱۹۷۸ء میں شائع ہوا ہے۔ وائس چانسلر کی حیثیت سے نگران شیخ ایاز ہیں جبکہ مجلّہ ۱۷۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ مضمون نگاروں میں شیخ ایاز، ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان، ڈاکٹر سید یحیٰ احمد ہاشمی، ڈاکٹر شاہ محمد نعیم ندوی اور ڈاکٹر نجم الاسلام شامل ہیں۔ مضمون نگاروں کے ناموں سے ہی مضامین کی تحقیقی نوعیت کا بخوبی احساس ہو جاتا ہے۔ شہیدی، محسن اور امیر مینائی کی نعتیہ شاعری پر مضامین کے علاوہ بعض اہم مباحث بھی اس نعت نمبر میں زیر بحث آئے ہیں۔ ڈاکٹر نجم الحسن کا مضمون "اردو نعت کے مطالعے" شمارے کا خاص مضمون ہے جس میں ۱۹۷۸ء تک نعت کے حوالے سے شائع ہونے والی کتب پر سیر حاصل تبصرہ کیا گیا ہے جبکہ عفت بانو کا مضمون نعتیہ مجموعے اور دواوین بھی نعت کے مطالعہ کے لئے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ صریر خامہ کے نعت نمبر کا اہم ترین حصہ حمایت علی شاعر نے "اردو میں نعتیہ شاعری کے سات سو سال" کے زیر عنوان تحریر کیا ہے۔ اگرچہ یہ جائزہ اردو نعت کا مکمل جائزہ نہیں ہے جس کا اعتراف خود مرتب نے بھی ابتدائی صفحات میں کیا ہے تاہم اردو نعت کے ابتدائی مطالعات میں یہ جائزہ اور انتخاب اپنی بے پناہ اہمیت رکھتا ہے۔ صریر خامہ کے اس نعت نمبر میں صرف مرحوم نعت گو شعراء کا نعتیہ کلام ہی ملتا ہے۔ اس اعتبار سے یہ نعت نمبر ۱۹۷۸ء میں شائع ہونے کے باوجود عصری نعت

سے خالی ہے۔ تاہم نعت نمبروں کی روایت کے سلسلے میں یہ شمارہ اپنے مرتب حمایت علی شاعر کی تخلیقی اور تحقیقی صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ صریرِ خامہ کے اس نعت نمبر کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ یہ کسی جامعہ کی جانب سے پہلا نعت نمبر ہے۔

اقراء ------ ۱۹۸۰

"اقرا" گورنمنٹ ایم اے او کالج لاہور کا علمی و ادبی مجلّہ ہے جس نے بعض نہایت وقیع اور یادگار شمارے شائع کیے ہیں۔ "اقرا" نے ۱۹۸۰ء میں ایک جامع سیرت نمبر شائع کیا ہے جبکہ اسی سال نعت کے حوالے سے "اقراء" کا ایک الگ شمارہ سیرت نمبر کے ٹائیٹل کے ساتھ نعت نمبر کے طور پر بھی شائع ہوا ہے۔ جس کے حصہ اردو کے مدیر پروفیسر حفیظ صدیقی اور حصہ پنجابی کے مدیر پروفیسر محمد یونس احقر ہیں۔ سرپرست پروفیسر میاں محمد بشیر ہیں۔ جبکہ طالب علم مدیران رب نواز مجوکہ، عنبر تاجور، طارق نذیر اور رانا نکا خان ہیں۔ "اقرا" کے اس نعت نمبر میں دو مضامین جدید اردو نعت (عارف عبدالمتین) اور پنجابی شاعری وچ نعت رسول (ڈاکٹر شہباز ملک) شائع ہوئے ہیں۔ جبکہ باقی تمام شمارہ اردو اور پنجابی نعتیہ کلام پر مشتمل ہے جس میں ایم اے او کالج کے اساتذہ اور بعض دیگر اہم ترین نعت گو شاعروں کا نعتیہ کلام بھی شائع کیا گیا ہے۔ نعتیہ کلام بالعموم غزل اور نظم پر مشتمل ہے تاہم علیم ناصری کا نعتیہ قصیدہ بھی شاملِ اشاعت ہے۔ ۱۳۸ صفحات پر مشتمل اس نعت نمبر کے ۱۱۶ صفحات اردو نعت پر مشتمل ہیں جبکہ باقی حصہ پنجابی نعت کی نمائندگی کرتا ہے۔ "اقرا" کے اس شمارے کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ یہ پنجاب کے تعلیمی اداروں کی طرف سے شائع ہونے والا پہلا نعت نمبر ہے۔

شام و سحر ------ جنوری فروری ۱۹۸۱

ماہنامہ "شام و سحر" لاہور نے پہلا نعت نمبر جنوری، فروری ۱۹۸۱ء کے مشترکہ شمارے کے طور پر ۴۰۰ صفحات پر محیط شائع کیا جس کے مدیرِ اعلیٰ شیخ صفدر علی اور مدیر خالد بٹ (اصل قلمی نام خالد شفیق) ہیں۔ زیرِ نظر شمارے میں عربی، فارسی، پنجابی، سندھی اور پشتو نعت پر مضامین کے علاوہ احمد شوقی، خواجہ غلام فرید، راقب قصوری اور حفیظ تائب کی نعتیہ شاعری پر سیر حاصل مضامین بھی شائع کیے گئے ہیں۔ نعتیہ کلام میں عہدِ حاضر کے اکابر نعت گو شعراء کے ساتھ ساتھ نئی نسل کے نعت گو بھی دکھائی دیتے ہیں۔ ایک حصہ پنجابی نعت کے لیے وقف ہے جس میں پنجابی کے معروف اور غیر معروف شعراء کے نعتیہ کلام کے ساتھ ساتھ نثری حصہ بھی شاملِ اشاعت ہے۔ اس خاص نمبر میں زیادہ تر نعتیہ کلام لاہور کے شاعروں کا شائع ہوا ہے۔ ضخامت کے اعتبار سے یہ شمارہ ۱۹۸۱ء تک شائع ہونے والے نعت نمبروں میں سب سے بڑا ہے۔

کارواں ------ ۱۹۸۱ء

گورنمنٹ کالج جھنگ کے علمی و ادبی مجلّے کارواں کا نعت رسول نمبر ۱۹۸۱ء میں پروفیسر عبدالستار چاولہ کی سرپرستی اور پروفیسر محمد حیات خان سیال مرحوم کی ادارت میں شائع ہوا جس کے معاونین پروفیسر دیوان الیاس نصیب، منظر عباس بخاری اور منظور احمد ہاشمی ہیں۔ حصہ پنجابی کے نگران پروفیسر سمیع اللہ قریشی، انچارج پروفیسر نور احمد ثاقب، مدیر ذوالفقار علی اور نائب مدیر ظفراللہ مرجانہ ہیں۔ مجلّہ تین حصص پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں ضلع جھنگ کے شعراء کا نعتیہ کلام طبع ہوا ہے۔

دوسرا حصہ پنجاب کے کالج اساتذہ کی نعتیہ شاعری پر مشتمل ہے جبکہ تیسرا حصہ پنجابی نعت کے انتخاب پر مشتمل ہے جو سلطان باہو سے شروع ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے کارواں کا یہ نعت نمبر منفرد مقام رکھتا ہے کہ اس میں ایک علاقے کی نعتیہ شاعری کا انتخاب شائع ہوا ہے۔ ۱۶۸ صفحات پر مشتمل اس نعت نمبر میں اردو اور پنجابی کے الگ الگ اداریوں کے علاوہ "کر صفتاں پاک رسول دیاں" کے عنوان سے پنجابی حصے میں صرف ایک مضمون ملتا ہے۔ اس طرح کارواں کے نعت نمبر کا یہ شمارہ جھنگ کی اردو اور پنجابی نعت کا ایک انتخاب ہی کہا جا سکتا ہے۔ تاہم پنجاب کے تعلیمی اداروں کی جانب سے شائع ہونے والے نعت نمبروں میں یہ دوسرا نعت نمبر قرار دیا جا سکتا ہے۔

شام و سحر ----- جنوری فروری ۱۹۸۲ء

ماہنامہ شام و سحر لاہور نے نقش ثانی کے طور پر دوسرا نعت نمبر جنوری فروری ۱۹۸۲ء میں خالد بٹ (خالد شفیق) کی ادارت میں ۴۱۶ صفحات پر مشتمل شائع کیا جس میں حسب روایت ایک حصہ پنجابی نعت کے لئے وقف ہے۔ نثری حصے میں بلوچی، براہوی، کشمیری، گوجری اور اردو نعت کے مطالعے کے ساتھ ساتھ بعض معروف نعت کہنے والے شعراء کی نعتیہ شاعری پر مضامین شامل اشاعت ہیں۔ قرآن حکیم میں نعت رسول اور اردو نعت پر قرآنی اثرات جیسے موضوعات پر بھی مقالات طبع ہوئے ہیں۔ شعری ادب میں لاہور اور پنجاب کے نعت کہنے والے شاعروں کی نعتیں طبع ہوئی ہے۔

الہام ----- دسمبر ۱۹۸۲ء

ہفت روزہ "الہام" بہاولپور کا نعت نمبر ۷ دسمبر ۱۹۸۲ء کو مسعود حسن شہاب دہلوی کی زیر ادارت شائع ہوا ہے جس کے ۱۴۴ صفحات ہیں۔ اداریہ "حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا" کے زیر عنوان شائع ہوا ہے جس سے مدیر کی سوچ کی پاکیزگی کا بخوبی اظہار ہوتا ہے۔ مطالعہ نعت کے حوالے سے یہ ایک جامع شمارہ ہے جس میں علامہ محمد فیض احمد اویسی، میاں ظاہر شاہ قادری، پروفیسر فیاض کاوش، افسر صدیقی امروہوی، سید محمد ریاست علی قادری، ڈاکٹر نبی بخش بلوچ، راجا رشید محمود، سید نور محمد قادری، رحیم بخش شاہین، مسعود حسن شہاب دہلوی اور دیگر معروف اہل قلم کے نعت، مطالعہ نعت اور مختلف افراد کی نعت کے حوالے سے مضامین شائع ہوئے ہیں۔ اگرچہ مضامین کا معیار عمومی نوعیت کا ہے لیکن مطالعہ نعت کے حوالے سے یہ مضامین نعت کے بنیادی مباحث پر مشتمل ہیں۔ نعت کا انتخاب زیادہ تر مرحوم شعراء تک محدود ہے تاہم عہد حاضر کے چند نامور شعراء کا نعتیہ کلام بھی شامل اشاعت ہے۔

شام و سحر ----- جنوری فروری ۱۹۸۳ء

خالد شفیق کی زیر ادارت ماہنامہ "شام و سحر" کا تیسرا نعت نمبر جنوری فروری ۱۹۸۳ء میں ۲۶۰ صفحات پر مشتمل شائع ہوا جس کے نثری حصے میں نعت کے حوالے سے ڈاکٹر ریاض مجید کے "تحقیقی مقالے اردو میں نعت گوئی" کے تین ابواب شائع ہوئے۔ جبکہ نعت کی بعض کتابوں کے تفصیلی مطالعات بھی زیر نظر شمارے میں طبع ہوئے ہیں۔ آزاد نعتیہ نظموں کے علاوہ بہت سا نعتیہ کلام بھی شائع ہوا ہے جبکہ پنجاب رنگ کے زیر عنوان پنجابی زبان میں نعتیں اور پروفیسر یونس احقر کا ایک مضمون

بھی شامل اشاعت ہے۔

لکھاری ------ فروری ۱۹۸۳ء

کتاب لڑی لکھاری کا ۴۸ صفحات پر مشتمل پہلا نعت نمبر اشرف پال' اقبال زخمی' افضل باقی اور طفیل خلش نے ترتیب دیا ہے۔ یہ نعت نمبر پنجابی نعت کے حوالے سے پہلا نعت نمبر ہے۔ جس میں تین مضامین نعت کے حوالے سے شائع ہوئے ہیں جبکہ کئی ایک شاعروں کی پنجابی نعتیں اس شمارے میں طبع ہوئی ہیں۔ لکھاری کے اس نعت نمبر میں اردو کی بعض نعتیں بھی چھپی ہیں۔ لکھاری کا آغاز دراصل ادارہ پنجابی لکھاریاں کے ماہانہ مشاعرے میں پڑھی گئی تخلیقات کی اشاعت سے ہوا تھا اس طرح یہ نعت نمبر فروری ۱۹۸۳ء کے ادارہ پنجابی لکھاریاں کے ایک مشاعرہ کی تفصیلی روداد ہے جس میں پڑھا گیا کلام اقبال زخمی اور ان کے ساتھیوں نے شائع کیا تھا۔

نقوش ------ جنوری ۱۹۸۴ء

نقوش لاہور سے شائع ہونے والا وہ ادبی پرچہ ہے جس نے ادب کے حوالے سے یادگار نمبر شائع کر کے اردو کی ادبی اور علمی صحافت میں اپنا منفرد مقام پیدا کر لیا ہے۔ نقوش کا تیرہ جلدوں پر مشتمل "رسول نمبر" اسلامی دنیا میں شاید سب سے بڑا "رسول نمبر" ہے جو اردو زبان میں اسلام اور پیغمبر اسلام کے حوالے سے ایک ممتاز ترین کاوش ہے۔ "رسول نمبر" کی دسویں جلد ۷۵۶ صفحات پر مشتمل مطالعہ نعت کے سلسلے میں ایک اہم ترین کاوش ہے۔ جو جنوری ۱۹۸۴ء میں محمد طفیل کی ادارت میں شائع ہوئی ہے۔ اس جلد میں چھ نثری مضامین شائع ہوئے ہیں جن میں تین مقالات عربی' فارسی اور اردو نعت کے مطالعہ کے لئے وقف ہیں۔ نعت کے بنیادی مباحث سے متعلق ڈاکٹر ریاض مجید کے مقالے کا ایک باب بھی شامل اشاعت ہے۔ اردو کی نعتیہ شاعری پر قرآن و حدیث کے اثرات اور اردو کے نعتیہ گلدستے دیگر موضوعات ہیں جن پر سیر حاصل مقالات شائع ہوئے ہیں۔ رسول نمبر کی زیر بحث دسویں جلد میں چودہ سو سالہ عربی' فارسی اور اردو نعت کے انتخاب بھی شامل ہیں جو مرحوم شعراء تک محدود ہیں۔ اردو نعت کا انتخاب درود و سلام' قصائد' مثنوی' مسدس' **مخمس**' نظم' آزاد نظم' تضمین' رباعیات و قطعات اور نعتیہ غزل کے ذیلی عنوانات پر مشتمل ہے۔ زیر نظر انتخاب اردو نعت کے سلسلے میں موضوع اور صنف کے حوالے سے ایک کامیاب اور مفید ترین انتخاب ہے جبکہ عربی اور فارسی نعت کا انتخاب بھی اپنی جگہ پر خاصا مفید اور معیاری ہے۔ مدیر مجلّہ مرحوم محمد طفیل نے اداریے میں وعدہ کیا تھا کہ ایک جلد زندہ شعراء کے انتخاب نعت پر مشتمل ہو گی۔ دیکھئے یہ وعدہ "نقوش" کی جانب سے کب ایفا ہوتا ہے۔ بہرحال نقوش کا یہ زیر نظر شمارہ مطالعہ نعت کے حوالے سے ایک اہم ترین دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔

تحریریں ----- مارچ اپریل ۱۹۸۴ء

ماہنامہ "تحریریں" لاہور نے ۹۶ صفحات پر مشتمل اپنا پہلا نعت نمبر مارچ اپریل ۱۹۸۴ء میں زاہدہ صدیقی کی ادارت میں شائع کیا۔ معاون مدیر شاہدہ صدیقی ہیں جبکہ اعزازی مدیران میں پروفیسر حفیظ صدیقی منور سلطانہ اور اطہر صدیقی شامل ہیں۔ حمد

باری تعالٰی کے بعد جدید اردو نعت کے موضوع پر عارف عبدالمتین کا مضمون شائع ہوا جبکہ مطالعہ نعت کے عنوان سے شاہدہ صدیقی کا مختصر مضمون بھی نثری حصے کی نمائندگی کرتا ہے۔ "تحریریں" کا یہ نعت نمبر زیادہ تر ایم اے او کالج کے اساتذہ کی نعتیہ شاعری کی نمائندگی کرتا ہے تاہم لاہور کے چند معروف نعت گو شعراء کا نعتیہ کلام بھی اس نمبر میں شائع ہوا ہے۔ اس طرح یہ نعت نمبر محض نعتیہ شاعری کا انتخاب ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔

لفظ ہمارے ---- جون ۱۹۸۴ء

کتاب لڑی "لفظ ہمارے" کا مبشر وسیم لودھی کا ترتیب دیا ہوا نعت نمبر حلقہ ارباب ذوق لودھراں کی جانب سے جون ۱۹۸۴ء میں شائع ہوا۔ نعت نمبر ۱۱۲ صفحات پر مشتمل ہے جس کے ٹائیٹل پر مواجہ شریف کی تصویر شائع ہوئی ہے۔ انتساب مرتب نے اپنے پیر و مرشد سید ولی محمد شاہ کے نام کیا ہے۔ نثری حصے میں مرزا ادیب، حکیم محمد سعید، سید اصغر علی شاہ، ڈاکٹر طاہر تونسوی، ڈاکٹر تحسین فراقی، حفیظ تائب، ڈاکٹر سید عبداللہ، مسعود ہاشمی، ملک آفتاب اعوان اور کرامت حسین بخاری کے مضامین شامل اشاعت ہیں جبکہ عہد حاضر کے معروف اور غیر معروف شعراء کا نعتیہ کلام بھی اسی شمارے میں شائع ہوا ہے۔

تحریریں ----- جنوری ۱۹۸۵ء

ماہنامہ "تحریریں" لاہور نے ۱۰۰ صفحات پر مشتمل دوسرا نعت نمبر جنوری ۱۹۸۵ء میں زاہدہ صدیقی کی ادارت میں شائع کیا۔ یہ شمارہ "تحریریں" کے نعت کے انتخاب کے حوالے سے پہلے شمارے سے زیادہ جامع ہے۔ اس میں حافظ لدھیانوی، حفیظ تائب، عارف عبدالمتین، عبدالعزیز خالد، حفیظ صدیقی، طاہر شادانی، ضیا محمد ضیا، خالد بزمی، خالد شفیق اور تحسین فراقی کی چار چار نعتیں شائع کی گئی ہیں۔ لاہور، پسرور اور چند ایک دیگر شہروں سے تعلق رکھنے والے شعراء کے نعتیہ کلام کے علاوہ چار نعتیں پنجابی نعت کی نمائندگی بھی کرتی ہیں۔ "تحریریں" کے اس نعت نمبر میں کوئی نثری مضمون حتیٰ کہ اداریہ تک بھی شائع نہیں ہوا۔

شام و سحر ---- جنوری فروری ۱۹۸۵ء

شام و سحر کا چوتھا نعت نمبر ۳۹۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ جو جنوری فروری ۱۹۸۵ء کے مشترکہ شمارے کے طور پر شائع ہوا ہے۔ زیر نظر شمارے میں مطالعات نعت کے حوالے سے نثری حصہ خاصا دقیع ہے جبکہ نعت گو شعراء کا نعتیہ کلام بھی شائع ہوا ہے۔ پنجابی حصے میں نعت کے چار اہم شاعروں پر مضامین کے علاوہ نعتیہ کلام بھی شائع ہوا ہے۔ اردو حصے میں بعض معروف نعتیہ کتب کا مطالعہ مضامین کی صورت میں جلوہ فگن ہے۔

لکھاری ---- اپریل ۱۹۸۵ء

کتاب لڑی "لکھاری" لاہور نے پنجابی زبان میں نعتیہ شاعری کے مطالعہ کے حوالے سے اپنے شمارے نمبر ۲۸-۲۹ کا نعت نمبر اپریل ۱۹۸۵ء میں اقبال زخمی، افضل باقی اور انور اداس کی ادارت میں شائع کیا۔ ۳۵۲ صفحات پر مشتمل یہ نعت نمبر

پنجابی زبان میں مطالعات نعت کے حوالے سے سب سے اہم ترین مطبوعہ اشاعت ہے جس میں نثراور نظم کا خوبصورت اور معیاری انتخاب کیا گیا ہے۔ زیر نظر شمارے میں پنجابی ہند کو اور سرائیکی نعت کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ فیصل آباد اور اوکاڑہ کی نعتیہ شاعری پر سیر حاصل مضامین شامل اشاعت ہیں۔ پنجابی نعت کے مطالعات کے حوالے سے راقم الحروف کا مضمون بھی طبع ہوا ہے۔ حفیظ تائب، اعظم چشتی، تنویر بخاری، نادر جاجوی، صائم چشتی، دائم اقبال دائم اور حافظ محمد حسین کی نعتیہ شاعری پر الگ الگ مضامین طبع ہوئے ہیں جبکہ تبرکات کے تحت پنجابی کے معروف ترین شاعروں کا نعتیہ کلام بھی شامل اشاعت ہے۔ عہد حاضر کے نامور نعت گو شعراء کے نعتیہ کلام کی اشاعت کے ساتھ ساتھ پنجابی کے نعتیہ بارہ ماہ کا انتخاب بھی چھپا ہے۔ آزاد نعتیہ نظموں کے علاوہ اردو اور فارسی کے معروف نعت گو شعراء کے نعتیہ کلام کے پنجابی تراجم بھی اس اشاعت کا خاص حصہ ہیں۔ ماہنامہ لکھاری کا یہ نعت نمبر پنجابی نعت کے بہت سے گوشوں پر محیط ہے اور نعت کے قاری اور محقق کے لئے بہت سی نئی راہیں سجھاتا ہے۔ یہ نعت نمبر پنجابی زبان کے معروف شاعر اقبال زخمی کی کاوشوں اور حوصلوں کا دلنواز امتزاج ہے۔

تحریریں ------ جولائی اگست ۱۹۸۵ء

ماہنامہ تحریریں لاہور نے ۴۰ صفحات پر مشتمل تیسرا نعت نمبر جولائی اگست ۱۹۸۰ء میں زاہدہ صدیقی کی ادارت میں شائع کیا۔ اس شمارے میں بھی تحریریں کی روایت کے مطابق نثری حصہ نہیں ہے تاہم نعتیہ کلام شائع کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ علاقوں کے نعت گو شعراء کا کلام شامل اشاعت ہے۔ تاہم چالیس صفحات میں بھرپور نمائندگی کی توقع ہی نہیں کی جا سکتی تھی۔ اس خاص شمارے میں غزل، قصیدہ، قطعے اور نظم پر مشتمل نعتیہ کلام طبع ہوا ہے جبکہ دو صفحات پنجابی نعت کی نمائندگی بھی کر رہے ہیں۔

شام و سحر ------ جنوری فروری ۱۹۸۶ء

"شام و سحر" کا پانچواں نعت نمبر جنوری فروری ۱۹۸۶ء میں ۴۹۲ صفحات پر مشتمل شائع ہوا جس کے نثری حصے میں بعض شعراء کی نعتیہ شاعری اور کتابوں کے تفصیلی مطالعے پیش کئے گئے ہیں۔ پنجابی کے دو معروف نعت گو شعراء صائم چشتی اور راجا رشید محمود کی نعتیہ شاعری پر مضامین کے علاوہ پنجابی میں نعتیہ کلام بھی اس شمارے کی زینت ہیں۔ مجموعی طور پر یہ اشاعت "شام و سحر" کے نعت نمبروں میں خوبصورت اضافہ ہے۔

شام و سحر ------ جنوری فروری ۱۹۸۸ء

"شام و سحر" کا چھٹا نعت نمبر جنوری فروری ۱۹۸۸ء میں شائع ہوا جو ضخامت کے اعتبار سے "شام و سحر" کا سب سے بڑا نعت نمبر ہے۔ یہ شمارہ ۶۲۸ صفحات پر مشتمل ہے جو اپنے دامن میں نعت کے کئی ایک منفرد موضوعات پر سیر حاصل مضامین و مقالات رکھتا ہے جو بذات خود کتابوں کا درجہ رکھتے ہیں۔ کئی ایک معروف نعت کہنے والوں کی تین تین چار چار نعتیں بھی شائع کی گئی ہیں تاکہ ان کے فکر و فن کی تفہیم میں مدد مل سکے۔ راقم کے پی ایچ ڈی کے مقالے کے دو ابواب پنجابی حصے میں

طبع ہوئے ہیں جبکہ پنجابی نعتیہ شاعری میں آزاد نعتیہ نظمیں، نعتیہ ہائیکو، نعتیہ غزلیں اور چوبرگے بھی شامل اشاعت ہیں۔ مطالعات نعت کے حوالے سے یہ شمارہ اپنی مثال آپ ہے۔

تحریریں ----- اکتوبر ۱۹۸۸ء

ماہنامہ تحریریں نے ۸۰ صفحات پر مشتمل اپنا چوتھا نعت نمبر اکتوبر ۱۹۸۸ء میں زاہدہ صدیقی ہی کی ادارت میں شائع کیا۔ یہ شمارہ بھی نثری حصے سے محروم ہے تاہم نعت کا انتخاب خاصا کڑا ہے۔ چند ایک نعت گو شعراء کی چار چار نعتیں بھی شائع کی گئی ہیں جبکہ بعض شعراء کی ایک ایک نعت شامل اشاعت ہے۔ غیر مسلموں میں جگن ناتھ آزاد کا نعتیہ کلام طبع ہوا ہے۔ نعتیہ کلام کو کئی ایک ذیلی عنوانات کے تحت شائع کیا ہے۔ ڈاکٹر رشید انور اور عادل صدیقی کا پنجابی نعتیہ کلام پنجابی زبان کی نمائندگی کر رہا ہے۔

اقلیم ----- مئی ۱۹۸۹ء

ششماہی اقلیم ساہیوال نے اکرم کلیم کی ادارت میں مئی ۱۹۸۹ء میں "نعتیہ انتخاب نمبر" کے عنوان سے ۱۲۶ صفحات پر مشتمل نعت نمبر شائع کیا۔ نعتیہ انتخاب میں تبرکات کے زیر عنوان عربی اور فارسی نعتوں کا ایک جاندار انتخاب شامل اشاعت ہے جبکہ اردو نعت کو کئی ایک ذیلی عنوانات کے تحت ترتیب دیا گیا ہے۔ اردو نعت کے مرحوم شعراء کے لئے "گلہائے عقیدت" کے عنوان سے حصہ بنایا گیا ہے جبکہ عصری ادب میں نعت کے انتخاب کو ہدیہ نعت، نذرانہ عقیدت اور دیگر عنوانات کے تحت شامل کیا گیا ہے۔ نعتیہ نظم اور نعتیہ قطعات کے الگ الگ حصے بنائے گئے ہیں جبکہ دو غیر منقوط نعتیں بھی شامل اشاعت ہیں۔ اقلیم کا زیر نظر نعتیہ انتخاب بلاشبہ ایک معیاری انتخاب نعت ہے۔

لکھاری ----- اکتوبر نومبر ۱۹۸۶ء

ماہنامہ "لکھاری" لاہور نے پنجابی زبان میں نعتیہ شاعری کے مطالعہ کے حوالے سے اکتوبر نومبر ۱۹۸۹ء میں ۹۶ صفحات پر مشتمل ایک اور نعت نمبر شائع کرنے کی سعادت حاصل کی۔ پرچے کے مدیر اقبال زخمی اور نائب مدیر انور اداس ہیں۔ اس شمارے میں مقصود ناصر چوہدری، ضیاء الحق، انور اداس، عامر مقصود اور ناصر آغا کے نثری مضامین طبع ہوئے ہیں جن میں پنجابی زبان میں نعت کے ارتقاء کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ جبکہ عامر مقصود نے "لکھاری" کے اپریل ۱۹۸۵ء میں شائع ہونے والے نعت نمبر پر تعارفی مضمون قلمبند کیا ہے۔ اس شمارے میں دور حاضر کے معروف اور غیر معروف نعت گو شعراء کا پنجابی نعتیہ کلام بھی طبع ہوا ہے جبکہ عام شمارے کے طور پر بھی چند صفحات اس شمارے میں شامل اشاعت ہیں جن کا تعلق نعت نمبر سے نہیں بنتا۔ یہ شمارہ لکھاری کے قائم کردہ نعت نمبر کے معیار سے کہیں کمزور دکھائی دیتا ہے۔ ظاہر ہے محدود ضخامت بھی اس کی ایک وجہ قرار دی جا سکتی ہے۔

محراب و منبر

سہ ماہی "محراب و منبر" کراچی کے نعت نمبر کی اشاعت کے بارے میں اطلاع مجلّہ حضرت حسان نعت ایوارڈ کے ۱۹۹۲ء

کے شمارے کے صفحہ ۸۷ سے ملی ہے لیکن تمام تر کوشش کے باوجود اس نعت نمبر کی زیارت سے محروم رہا ہوں۔ "محراب و منبر" کے مدیر کے علاوہ جناب غوث میاں مدیر اعلیٰ مجلّہ حضرت حسان نعت ایوارڈ ۱۹۹۲ ء سے بھی رابطہ ہوا لیکن یہ تمام کوششیں بار آور ثابت نہ ہوئیں۔ "محراب و منبر" کا یہ نعت نمبر کیا ہے؟ اور کیا نہیں اسے دیکھنے کے بعد ہی کچھ عرض کیا جا سکتا ہے۔

تحریریں ----- ستمبر ۱۹۹۱ء

ماہنامہ "تحریریں" لاہور نے ۶۴ صفحات پر مشتمل اپنا پانچواں نعت نمبر ستمبر ۱۹۹۱ء میں شائع کیا۔ مدیر زاہدہ صدیقی ہیں۔ اس شمارے میں بھی کوئی مضمون طبع نہیں ہوا تاہم معروف نعت گو شعراء کو "تحریریں" نے پہلی بار حروف تہجی کے اعتبار سے شائع کیا ہے۔ تمام تر نعتیہ کلام غزل کی ہیئت میں شائع کیا گیا ہے تاہم دو نعتیہ نظمیں اور دو سلام بحضور خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم بھی زیر نظر اشاعت میں شامل ہیں۔ ۶۴ صفحات پر مشتمل یہ نعت نمبر اردو نعت کا ایک مناسب انتخاب ہے جس کے زیادہ تر شعراء کا تعلق پنجاب سے ہے۔

الرشید ----- نومبر ۱۹۹۲ء

ماہنامہ "الرشید" لاہور نے نومبر ۱۹۹۲ء میں دو جلدوں پر مشتمل ایک ضخیم نعت نمبر عبدالرشید ارشد کی زیر ادارت شائع کیا ہے جو ۱۴۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس وقت تک شائع ہونے والے نعت نمبروں میں ضخامت کے اعتبار سے یہ سب سے زیادہ ضخیم نمبر ہے جس کا نثری حصہ تین مضامین اور اداریات پر مشتمل ہے۔ مضامین کے موضوعات قران حکیم میں نعت نبویؐ (محمد اشرف سلیمانی) نعت النبیؐ (ڈاکٹر ریاض مجید) عقیدہ ختم نبوت نعتیہ ادب میں (شبیر حسین شاہ زاہد) ہیں جبکہ باقی ماندہ تمام تر نعت نمبر اردو، عربی، فارسی اور دیگر زبانوں کے نعتیہ کلام پر مشتمل ہے۔ جبکہ آخر میں فہرست اور اشاریہ بھی شائع کئے گئے ہیں۔ جہاں تک نعتیہ کلام کے انتخاب کا تعلق ہے۔ مدیر مسئول نے جو کچھ حاصل ہوا شائع کر دیا ہے۔ البتہ عربی میں نعتیہ کلام تلاش کرنے میں خاصی محنت کی گئی ہے۔ نعتیہ کلام کی ترتیب عموماً شاعروں کے حرف تہجی کو پیش نظر رکھتے ہوئے کی گئی ہے۔ جس کے فوائد و نقصانات سے ہر کوئی واقف ہے۔ اردو اور فارسی کا نعتیہ کلام کئی ایک ذیلی عنوانات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پشتو، براہوی، گوجری، کشمیری، بلوچی اور سندھی کا مختصر سا کلام بھی شامل اشاعت ہے۔ الرشید کا یہ نعت نمبر پیش کش کے اعتبار سے انتہائی دلاویز ہے۔ اگرچہ کمپیوٹر کمپوزنگ میں کتابت کا حسن تو نہیں ہوتا لیکن ادارے نے ہر صفحے پر کئی رنگ استعمال کر کے نعت نمبر کو خاصا جاذب نظر اور ایمان افروز بنا لیا ہے۔

ان نعت نمبروں کے مطالعہ سے جو حقائق سامنے آتے ہیں اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ نعت نمبر عام طور پر لاہور سے شائع ہوئے ہیں۔ تاہم ملتان، قصور، ساہیوال، لودھراں اور کراچی سے بھی چند ایک نعت نمبر طبع ہوئے ہیں۔ ضخامت کے اعتبار سے "شام و سحر" لاہور نے فروغ نعت کے حوالے سے سب سے زیادہ کام کیا ہے۔ جس کے ہزاروں صفحات پر مشتمل چھ نعت نمبر طبع ہوئے ہیں۔ نعت کو جمع کرنے میں الرشید کو کمال حاصل ہے۔ جس نے پندرہ سو صفحات کے لگ بھگ نعت نمبر کے دو حصے طبع کئے ہیں۔

پنجاب سے شائع ہونے والے نعت نمبروں میں بالعموم اردو نعت پر زیادہ مواد طبع ہوا ہے تاہم "شام و سحر" اور "تحریریں" نے پنجابی نعت کے حوالے سے بھی لکھا ہے۔

پاکستان کے تعلیمی اداروں کی جانب سے سب سے پہلا نعت نمبر شائع کرنے کا اعزاز شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی کو حاصل ہوا۔ جبکہ پنجاب کے کالجوں کی طرف سے ایم اے او کالج لاہور اور گورنمنٹ کالج جھنگ کو یکے بعد دیگر نعت نمبر شائع کرنے کی توفیق ملی ہے۔ جبکہ اب گورنمنٹ ڈگری کالج شاہدرہ لاہور کو یہ اعزاز حاصل ہو رہا ہے کہ اس نے اپنے مجلّے کا دو جلدوں پر مشتمل ضخیم نعت نمبر شائع کیا ہے۔

پنجابی نعت کے حوالے سے لکھاری کے تین شمارے طبع ہوئے ہیں جن میں دوسرا شمارہ خاصا ضخیم ہے۔ لکھاری کے نعت نمبر اقبال زخمی کی کوششوں کا نتیجہ ہیں۔ پنجابی نعت کے مطالعہ کے سلسلے میں ان نمبروں کی خاص اہمیت ہے۔ یہ بھی ایک اعزاز سے کم نہیں کہ یہ تینوں نعت نمبر ایک ہی ادارے کو شائع کرنے کا اعزاز حاصل ہوا ہے۔

نعت نمبروں کی روایت مسلسل آگے بڑھ رہی ہے۔ نعت کی ترویج و اشاعت کے سلسلے میں یہ تمام تر کام اگرچہ کوئی بڑا کام تو قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ نعت نمبروں کے علاوہ بہت سی کتب بھی شائع ہو چکی ہیں جس میں نعت کے حوالے سے خاصا مواد طبع ہوا ہے لیکن یہ نعت نمبر اپنے اپنے حلقے میں فروغ نعت کے حوالے سے رابطے کا کام بھی سرانجام دے رہے ہیں۔ باعث مسرت یہ بات بھی ہے کہ نعت نمبروں کا یہ سفر معیار اور مقدار کے اعتبار سے مسلسل آگے بڑھ رہا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ نعت نمبروں کو محض معیاری اور غیر معیاری نعتیں شائع کرنے کی بجائے نعت اور اس کے مباحث پر تنقیدی و تحقیقی کام کو آگے بڑھانے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ زیادہ سے زیادہ ایسی نعتیہ شاعری فروغ پائے جو مدحت سرکار دو عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ساتھ معاشرے کی تشکیل جدید کا باعث بھی ہو اور ظاہر ہے معاشرے کی بہتر تشکیل جدید اسوہ رسول کے بغیر کیسے ممکن ہو سکتی ہے۔



”شام و سحر“ کے نعت نمبر---- ایک تعارف

پروفسر خالد بزمی

ماہنامہ ”شام و سحر“ لاہور کو یہ امتیاز اور سعادت حاصل ہے کہ اس نے کچھ عرصہ پہلے یکے بعد دیگرے چھ نعت نمبر شائع کئے اور ان میں سے ہر شمارہ اپنے مندرجات کے اعتبار سے اپنی جگہ انفرادی اہمیت کا حامل ہے۔

○ ان میں سے پہلا نعت نمبر جنوری فروری ۱۹۸۱ء کا مشترکہ شمارہ ہے جو چار سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اس شمارے کے مندرجات پر ایک نظر ڈالی جائے تو پہلے حصے میں تحقیقی اور تنقیدی مضامین نظر آتے ہیں۔ جن میں جناب نظیر لدھیانوی کا مضمون ”تذکرہ عندلیبان ریاض رسولؐ“ سب سے پہلے آتا ہے۔ اس مضمون میں خاص طور پر جن نعت گو شعرائے کرام کا تعارف کرایا گیا ہے۔ ان میں غلام امام شہید، کرامت علی شہیدی، کفایت علی کافی، میر مہدی مجروح، محسن کاکوروی، بیان و یزدان میرٹھی، احمد رضا بریلوی، حسن بریلوی، مولینا حالی، علامہ اقبال، مولینا ظفر علی خاں، آغا حشر، سیماب اکبر آبادی، راجا محمد عبداللہ نیاز، جوش ملیح آبادی، ماہر القادری اور خود نظیر لدھیانوی شامل ہیں۔ ہر مذکورہ شاعر کا یہ ذکر مختصر ہونے کے باوجود ایک حد تک مفصل اور بھرپور ہے۔ اس اعتبار سے اس مضمون کو انتہائی اہمیت اور وقعت حاصل ہے۔

مجموعی طور پر اگر اس نمبر میں ایک یہی مضمون ہوتا تو اس نعت نمبر کی اہمیت پھر بھی اپنی جگہ پر بہت زیادہ تھی۔

نثری مضامین کے اس حصے میں عربی نعتیہ شاعری، فارسی نعتیہ شاعری، پنجابی نعتیہ شاعری، سندھی نعتیہ شاعری اور پشتو نعتیہ شاعری کے بارے میں بالترتیب خالد بزمی، علیم ناصری، حفیظ تائب، ڈاکٹر نواز شفق اور خاطر غزنوی کے مضامین اپنے اپنے موضوع پر ایک حد تک سیر حاصل بحث پیش کرتے ہیں۔

اس خاص نمبر میں ”ہدیہ نعت“ کے زیر عنوان زیادہ تر جدید نعتوں کا انتخاب درج ہے جبکہ آخر میں پنجابی نعتوں کو بھی شامل اشاعت کیا گیا ہے۔

○ ”شام و سحر“ کا دوسرا نعت نمبر جنوری فروری ۱۹۸۲ء میں منظر عام پر آیا۔ جس کو ”نقش ثانی“ کا عنوان دیا گیا اور واقعی:

نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول

کے مصداق اس نمبر میں بعض مضامین خاص طور پر قابل مطالعہ ہیں۔

ابتداء حمد اور نعتوں سے ہوئی ہے۔ جن میں سے نظیر لدھیانوی، یزدانی جالندھری، خالد بزمی، علیم ناصری، ریاض حسین چودھری اور خالد علیم کی نعتیں طویل ہونے کے باعث نعتیہ قصائد کی مانند ہیں۔ یہ سارا حصہ ایک طرح انتخاب ہے۔

حصہ نثر میں سب سے پہلا مضمون ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی نے لکھا ہے۔ عنوان ہے ”قرآن حکیم میں نعت رسولؐ“ یہ مضمون اپنی جگہ پر انتہائی قابل قدر ہے۔ جو مضمون نگار کے مطالعہ اور کاوش کی گواہی دیتا ہے۔ یہ مضمون خاصا طویل ہے اور موضوع کا بہت حد تک مفصل احاطہ کرتا ہے۔ یہ مضمون اس شمارے کا نہایت جاندار حصہ ہے۔

اس حصے کے دیگر خاص طور پر قابل ذکر مضمونوں میں ڈاکٹر تحسین فراقی کا جدید اردو نعت گوئی (ایک جائزہ) دکن میں اردو نعت گوئی کی روایت از خالد علیم، بلوچی میں نعت گوئی از کامل القادری، براہوی نعت گوئی از ڈاکٹر عبدالرحمان براہوی، کشمیری میں نعت گوئی از ڈاکٹر صابر آفاقی گوجری نعت از غلام حسن اظہر اور جدید پشتو ادب میں نعت گوئی از اشرف بخاری

سب اپنی اپنی جگہ پر انتہائی قابل قدر اور خاص طور پر لائق مطالعہ ہیں۔

اس کے بعد نظیر لدھیانوی کے قلم سے "تذکرہ عندلیبان ریاض رسولؐ" ہے جو ان کے اس مضمون کا تتمہ ہے جو پہلے نعت نمبر میں چھپا ہے۔ اس قسط میں نعت گو شعرائے کرام کے سلسلے میں اکبر الہ آبادی، حسرت موہانی اور عیش فیروز پوری کا ذکر ملتا ہے۔

اس نمبر میں نثر کے مضامین کے بعد پھر نعتوں کا ایک بہت اچھا انتخاب ہے جس میں مسرور کیفی، مختار بخاری، قمر یزدانی، طاہر شادانی، حفیظ الرحمان احسن، ناصر زیدی، محمد اکرم رضا، محمد اجمل نیازی، ظفر اکبر آبادی، رشک خلیلی، خاور لدھیانوی، اشرف جاوید، سرور کاشمیری، حامد حسن حامد، نثار محمد نثار، بشیر منذر، افتخار احمد مظہر، نقش ہاشمی، فیروز نظر، بشر افغانی، حفیظ صدیقی، صابر گیلانی، آفتاب احمد نقوی، خالد شفیق، صابر جالندھری، زاہدہ صدیقی اور انجم وزیر آبادی شامل ہیں۔

اس کے بعد پھر نثر کے مضامین ہیں جن میں محمد عبداللہ نیاز پر جعفر بلوچ کا مضمون ایک قابل قدر کاوش ہے۔ اسی طرح حافظ مظہر الدین کی نعت گوئی از ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، ساغر صدیقی کی نعتیہ شاعری از حفیظ تائب، حفیظ تائب ایک منفرد اور صاحب طرز نعت گو از حافظ لدھیانوی بھی قابل قدر تحریریں ہیں۔ اس حصے میں محمد دین کلیم کا مضمون "لاہور کے نعت گو شعراء" بھی ایک معرکے کی تحریر ہے جس میں مسعود سعد سلمان، عرفی شیرازی، قدسی، مولینا فیض الحسن سہارنپوری، محمد الدین فوق، تاجور نجیب آبادی، غلام بھیک نیرنگ، مولا بخش کشتہ، احمد حسین خان، عبدالمجید سالک، ساحر صدیقی، تاج عرفانی، غلام محمد ترنم، اکرم امرتسری، خواجہ دل محمد، تاج محمد خیال، اثر صہبائی، شوکت تھانوی، نصرت قریشی، امتیاز علی تاج، حکیم احمد شجاع، عابد علی عابد، حکیم شیر محمد ناصر، شرقی بن شائق، ساغر صدیقی، شورش کاشمیری، نشتر جالندھری، محمد زکی کیفی، قمر میرٹھی، رسا

جالندھری، جسٹس ایس اے رحمان، صوفی غلام مصطفیٰ، تبسم، غلام رسول مہر، نصر اللہ خان عزیز اور بیدار بخت کے نام شامل ہیں۔ اس فہرست سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ بعض شاعروں کا نعتیہ کلام تلاش کرنا کس قدر کاوش کا کام ہے۔

اس نمبر میں حضور اکرمؐ کے سراپا مبارک پر منظومات خصوصاً قابل حوالہ ہیں جبکہ پنجابی نعتیہ شاعری کا انتخاب شامل اشاعت ہے۔ پنجابی حصے میں مسعود ہاشمی، آفتاب احمد نقوی اور حفیظ تائب کے گرانقدر مقالات بالترتیب حاجی محمد دین گجراتی، عبدالحق صابر اور غلام رسول عالم پوری کی نعتیہ شاعری کا بھرپور احاطہ کرتے ہیں۔

○ "شام و سحر" کا تیسرا نعت نمبر جنوری فروری ۱۹۸۳ء کا مشترکہ شمارہ ہے۔ اس نمبر کا آغاز یزدانی جالندھری اور راز کاشمیری کی حمدوں سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد شعرائے کرام نے حبیبؐ کبریا کی ثنا میں حصہ لیا ہے۔

گزشتہ کچھ برسوں میں (الحمد اللہ) نعت گوئی کو خاصا فروغ حاصل ہوا ہے۔ اس دوران میں نعتیہ مشاعرے بھی ہوتے رہے اور بعض قابل قدر نعتیہ مجموعے بھی منظر عام پر آئے۔ "شام و سحر" کے زیر نظر تیسرے نعت نمبر میں بعض نعتیہ مجموعوں پر راقم خالد بزمی، جعفر بلوچ اور علیم ناصری کے مضامین شامل اشاعت ہیں۔ اس شمارے میں ثنائے رسولؐ کے عنوان سے یزدانی جالندھری کا نعتیہ قصیدہ اور محمد اکرم رضا کا "سراپا" دونوں قابل مطالعہ ہیں۔ "شام و سحر" کے اس نعت نمبر کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں پہلی بار پنجابی نعت کے بارے میں بھی خاصا جاندار اور شاندار تعارف ہو جاتا ہے۔ اس حصے میں "پنجابی نعت دا موضوعی پاکھ" کے عنوان سے محمد یونس احقر کا مضمون بہت خوب ہے اور بہت حد تک عنوان اور موضوع کی تشفی کر دیتا

ہے۔ "نعت دے پھل" کے زیر عنوان پنجابی کی نعتوں کا انتخاب ہے۔ "**نعتیہ نظمان**" کے حصے میں بشیر منذر منظور وزیر آبادی اور طالب چشتی شامل ہیں۔ اس نمبر میں "**آزاد نعتیہ نظمان**" کا حصہ جن شاعروں کے کلام سے مزین ہے ان میں عارف عبدالمتین، راشد حسن رانا اور نادر جاجوی شامل ہیں۔

○ "شام و سحر" کا نعت نمبر 4 اپنے سرورق کے لحاظ سے پہلے تینوں نمبروں کے مقابلے میں نسبتاً جاذب نظر اور خوشنما ہے۔ یہ شمارہ بھی حسب سابق حمد باری تعالیٰ سے شروع ہوتا ہے۔ جو نظیر لدھیانوی کی کاوش فکر کا نتیجہ ہے۔ اس کے ساتھ ہی "یا اللہ" کے نام سے جعفر بلوچ کی "حمد" ہے۔ اس کے بعد عبدالعزیز خالد اور حفیظ تائب کے قلم سے حضرت حسانؓ بن ثابت اور شیخ سعدی شیرازیؒ کے قطعوں کا منظوم ترجمہ ہے۔

خوب تر تجھ سے کوئی آنکھ نے دیکھا نہ کبھی — عورتوں نے نہ جنا تجھ سے حسیں تر بیٹا
ہوا ہر عیب سے تو پاک و مبرا پیدا — حسب منشا ترے گویا ہوئی تخلیق تری

پہنچا بلندیوں پہ وہ اپنے کمال سے — کیں دور اس نے ظلمتیں اپنے جمال سے
مجمع ہے خوبیوں کا وہ اپنے خصال سے — بھیجو صلوۃ اس پہ سدا (حال و قال سے)
اور اس (نجستہ دم) پہ جو اس کی ہے آل سے

(عبدالعزیز خالد)

ہوئے کمال سے اپنے وہ فائز رفعت — چھٹی جمال سے ان کے تمام ظلمت شب
خصائل ان کے سبھی خوب اور پسندیدہ — درود بھیجیں نبیؐ پر اور ان کی آل پہ سب

(حفیظ تائب)

نعتیہ کلام کے بعد "جائزے" کے عنوان سے اردو میں نعتیہ مثنوی از خالد علیم، اردو نعتیہ مسدس از راجا رشید محمود، اردو نعت میں صلوۃ وسلام از نظیر لدھیانوی اور آزاد نعتیہ نظمیں ایک جائزہ از حامد یزدانی اچھے مطالعے ہیں۔

اس نمبر کا ایک قابل قدر و قابل مطالعہ گوشہ "عندلیبان ریاض رسولؐ" کے نام سے مزین ہے۔ اس میں بعض نعت گو شعرائے کرام کا تعارف کرایا گیا ہے۔ اس سلسلے میں "ایک بلند پایہ نعت گو شاعرہ ------ زاہدہ خاتون شیروانیہ" جناب علیم ناصری کے قلم سے ہے جو ایک قابل قدر مطالعہ ہے۔ اس کے علاوہ "نظیر لدھیانوی کی نعت نگاری" جعفر بلوچ کے قلم سے ہے۔ محمد اکرم رضا نے "حافظ لدھیانوی ------ صاحب اسلوب نعت گو" کے زیر عنوان مضمون لکھا ہے۔ حفیظ تائب نے سید عاصم گیلانی کی نعتیہ شاعری پر مضمون لکھا ہے۔ پروفیسر محمد اقبال جاوید نے "غلام رسول عدیم کی نعت" کے عنوان سے جائزہ پیش کیا ہے۔ "جویا تبریزی کی نعت" پر خواجہ عبدالمجید یزدانی کا مضمون ہے "چند بھولے بسرے نعت گو" محمد دین کلیم کی

تلاش و تحقیق کا قابل قدر نتیجہ ہے۔ "قنوان مدحت" میں پھر بعض اعلیٰ پایہ نعتوں کا انتخاب ہے۔ اس کے بعد "حاصل مطالعہ" کا ذیلی عنوان ہے جس میں بعض نعت گو شعرائے کرام کے نعتیہ مجموعوں کا تعارف کرایا گیا ہے۔ اس گوشے کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔ یہ سب مضامین لکھنے کی سعادت راقم الحروف کو حاصل ہے۔ (الحمد للہ) اس کے بعد "آہنگ نو" کے نام سے بعض بہت اچھی نعتیہ منظومات ہیں۔ اس نمبر کے آخر میں حصہ پنجابی نثر کے بعض مضامین اور نعتوں پر مشتمل ہے۔ مضمون لکھنے والوں میں آفتاب احمد نقوی' حفیظ تائب اور اکرم رضا شامل ہیں۔ یہ نمبر اپنے بعض مندرجات کے اعتبار سے پہلے تینوں نمبروں سے بہتر ہے۔

○ "شام و سحر" کا پانچواں نعت نمبر جنوری فروری ۱۹۸۶ء میں منظر عام پر آیا۔ اس میں اداریہ کے بعد حافظ لدھیانوی' علیم ناصری' حفیظ صدیقی ور ارشد میر کی لکھیں ہوئیں "حمدوں" کے بعد "ارمغان نعت" کے عنوان سے نعتوں کا انتخاب درج ہے "منشور مدحت" میں راجا رشید محمود کا مضمون اردو نعت میں صلوۃ وسلام اور نظیر لدھیانوی کا تحریر کردہ جائزہ "نعتیہ مخمس یا خمسہ" کے عنوان سے ہے۔

"چمن نعت" پھر اس نمبر کا ایک ایسا گوشہ ہے جس میں ریاض حسین چودھری' محمد اکرم رضا' بلال جعفری' جعفر شیرازی' ناصر زیدی' مناظر حسین نظر' غالب عرفان' غلام رسول عدیم' عارف رضا' خاور لدھیانوی' ہارون الرشید ارشد' فاروق روکھڑی' منظور وزیر آبادی' عزیز لدھیانوی' خالد علیم' اسلم یوسفی' اقبال ارشید' محمد فیروز شاہ' اشرف جاوید' جاوید حسن' فروز نظر' زکی زاکانی اور بشیر افغانی کی نعتوں کے پھول لکھتے ہیں۔ اس نمبر کا ایک خاص گوشہ "عندلیبان ریاض رسولؐ" کے زیر عنوان ترتیب دیا گیا ہے جس میں علامہ بوسیری اور ان کی نعتیہ شاعری' شورش کاشمیری ----- بارگاہ رسالت ماب میں' صاحبزادہ فیض الحسن ----- نعتیہ شاعری کے حوالے سے' یزدانی جالندھری کی نعتیہ شاعری' خالد بزمی ----- ایک منفرد نعت گو' علیم ناصری کا اسلوب نعت نگاری' راجا رشید محمود ----- کاروان نعت کا ممتاز رکن' شاعر چادر رحمت ----- منیر قصوری' محمد علی شیخ ننکانوی ----- ایک گمنام نعت گو اور "انجم نیازی کی نعت" کے عنوان سے مختلف مضامین شامل ہیں۔ ان کے قلمکار بالترتیب منیر قصوری' محمد اقبال جاوید' محمد اکرم رضا' آفتاب احمد نقوی' ڈاکٹر انور سدید' جعفر بلوچ' محمد اکرم رضا' پروفیسر سید مشتاق احمد' محمد اقبال جاوید اور ڈاکٹر انور سدید ہیں۔ اس کے بعد حاصل مطالعہ کے نام سے نعت گو شاعروں کی شخصیات اور ان کی نعتیہ شاعری کے جائزے پیش کئے گئے ہیں۔ ان میں درد کاکوروی کے مجموعے "جام کوثر" عاصی کرنالی کے "مدحت" سید عاصم گیلانی کے "وسیلہ" مسرور کیفی کے "چراغ حرا" سید محمد امین نقوی کے "محمد ہی محمد" شمل ہیں۔ مجموعہ کلام پر خالد بزمی اور نظیر لدھیانوی نے لکھا ہے۔ ان میں سے پہلے چار مضامین خالد بزمی کے قلم سے ہیں۔ اس شمارے میں ڈاکٹر انور سدید کے قلم سے "اردو نعت نگاری ----- ۱۹۷۰ء تک ایک جائزہ" نہایت بیش قیمت مضمون ہے۔

"آہنگ نو" کے زیر عنوان "پیشوائے اولین و آخرین" عبدالعزیز خالد' "خنک ساعتوں کا موسم" ریاض حسین چودھری' "رسول کریمؐ کی مدلت گستری" جعفر بلوچ' "شرف زندگی" رؤف ظفر نعتیہ نظم "رحمتہ للعالمین کے حضور التجا" آثم مرزا اور "یہ بڑی عظمتوں کا دن ہے" جاوید احسن کی نہایت شاندار نعتیہ منظومات ہیں۔ اس کے بعد آخر میں پنجابی نعت کے بارے میں دو مضامین نثر اور تیرہ نعتیں ہیں۔

○ "شام و سحر" کا چھٹا نعت نمبر جنوری فروری ۱۹۸۷ء کا شمارہ ہے۔ یہ نمبر بھی اپنے مندرجات کے اعتبار سے بہت حد تک منفرد اور خصوصی ہے۔ مدیر کے قلم سے "حرف آغاز" کے بعد اس کا پہلا گوشہ "حمد" کے مختصر عنوان سے مزین ہے۔ حمد باری تعالیٰ کے بعد "بساط قدس" کا خوبصورت عنوان دیا گیا ہے جو مختلف شعرائے کرام کی نعتوں کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ "کیف وکم" کے زیر عنوان محمد اکرم رضا نے "نعت ---- تعریف، تاریخ، رجحانات، تقاضے" ڈاکٹر تحسین فراقی نے "اردو شاعری میں نعتیہ شہر آشوب کی روایت" راجا رشید محمود نے "عدم سایہ حضور اور شعراء" کے عنوان سے تحقیق و کاوش کا ثبوت دیا ہے۔

"حدیث نعت نگاراں" کے زیر عنوان خالد علیم نے "اردو شاعرات کی نعت گوئی" اور انور جمال نے "ملتان کے نعت گو" شاعروں پر قلم اٹھایا ہے۔ یہ دونوں مضمون خصوصی مطالعے کے حامل ہیں۔ اس کے "بعد عندلیباں ریاض رسولؐ" کے زیر عنوان نعت گو شعراء پر مختلف مضامین ہیں۔ جن میں ضیا القادری بدایونی، اختر الحامدی اور محمد شریف غیرت پر محمد اکرم رضا راز کاشمیری پر غلام رسول عدیم، حمید لوکی پر خواجہ عبدالحمید یزدانی، راسخ عرفانی پر حفیظ تائب، عارف عبد المتین پر خالد بزمی، قمریزدانی پر ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی، عابد نظامی پر ساجد ترمذی، ریاض حسین چودھری پر محمد اکرم رضا، خالد علیم پر حامد یزدانی اور محمد امین نقوی پر ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی نے لکھا ہے اور ان کی نعتیہ شاعری کا جائزہ لیا ہے۔ اس کے بعد حاصل مطالعہ کے زیر عنوان خالد بزمی کے قلم سے احمد رضا خاں کی "حدائق بخشش" بہزاد لکھنوی کی "کرم بالائے کرم" ساغر صدیقی کی "سبز گنبد" اور ذکی قریشی کی کتب "خورشید حرا" پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے بعد "قنوان مدحت" کے عنوان سے مختلف شاعروں کی نعتیہ منظومات شامل ہیں اور آخر میں پنجابی حصہ ہے جس میں نظم اور نثر دونوں طرح کے قابل مطالعہ مضامین شامل ہیں۔ اس حصے میں ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی کے "پنجابی نعت دیاں سنفاں" اور "ارتقائی دور دی پنجابی نعت" انتہائی محنت سے لکھے گئے مضامین ہیں جو بلاشبہ زیر تبصرہ نعت نمبر کا ایک اہم اور معتبر ترین حصہ ہیں جبکہ غلام رسول عالم پوری اور اعظم چشتی کی نعتیہ شاعری پر ڈاکٹر صادق جنجوعہ اور ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی کے لائق توجہ مضامین شامل ہیں۔

"شام و سحر" کے مذکورہ سارے شمارے اپنے مضامین نظم و نثر کے اعتبار سے اس قدر وقیع اور بلند پایہ ہیں کہ ہماری نعتیہ شاعری میں انشاء اللہ ان کو تاریخی دستاویزات کا مرتبہ حاصل ہو جائے گا اور مستقبل کا کوئی نعتیہ مضمون نگار ان نمبروں سے صرف نظر نہیں کر سکے گا۔

شام و سحر کے ان نمبروں کی ترتیب انتخاب اور تزئین کا قابل قدر کارنامہ ہمارے دوست خالد شفیق کی محنت، لگن، محبت اور خلوص کا نتیجہ ہے۔ یہ کام انہوں نے جس اخلاص سے کیا ہے غالباً اسی کے اجر کے طور پر اللہ تعالیٰ نے خالد شفیق کو حج بیت اللہ اور زیارت روضہ رسول کی سعادت سے مشرف فرمایا ہے۔ ؎ ایں سعادت بزور باز و نیست

ان نمبروں کی اشاعت کے سلسلے میں شام و سحر کے مالک شیخ صفدر علی کو بھی حسن نیت کا ثمرہ ضرور ملے گا۔ آخری دو تین نمبروں میں شیخ صاحب کے ایک فرزند سجاد حیدر کا نام بھی شامل ہے۔

شام و سحر کے یہ مذکورہ شمارے اس کے مرتبین اور مضمون نگاروں کے لئے ضرور دنیوی اعزاز اور اخروی سعادت کا ذریعہ ہوں گے۔ انشاء اللہ!

ماہنامہ "نعت" لاہور کے خاص نمبر

پروفیسر محمد مظہر عالم

لاہور پاکستانی تہذیب و ثقافت کا ایک ایسا حسین مرکز ہے جس کا مماثل کوئی اور شہر نہیں ہے۔ تاریخی حوالے سے برصغیر کی تہذیب پر اسلامی اثرات کی دلنواز تصویریں جس خوش سلیقگی سے یہاں ملتی ہیں اس کی دنیا ہی الگ ہے۔ اسلامی ادبیات کے فروغ میں لاہور کے کردار کو کوئی مورخ فراموش نہیں کر سکتا۔

لاہور محبت رسول کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے۔ یہاں کے باشندے صدیوں سے غلامی رسول پر نازاں و شاداں ہیں۔ پنجاب کا خمیر جو محبتوں اور الفتوں کی داستاں ہے کے نو بہ نو گل بوٹے یہاں عام ملتے ہیں۔ لاہور بلا شبہ ہماری ثقافت کا آئینہ ہے جس میں ہمارا شاندار ماضی بھی جھلکتا ہے اور حال بھی روشن تر ہے۔ علم و ادب کے میدان میں اس شہر کی خدمات سے ایک زمانہ آگاہ ہے۔ آج بھی وطن عزیز کے کئی ایک علمی و ادبی پرچے یہاں سے شائع ہو کر پاکستان ہی نہیں بلکہ دنیا بھر میں علم و حکمت کی روشنی پھیلا رہے ہیں۔ ایسے ہی پرچوں میں ماہنامہ "نعت" بھی شامل ہے جس نے تمام تر رسائل و جرائد سے اپنی الگ دنیا بسائی ہے۔

ماہنامہ نعت کے مدیر اعلیٰ راجا رشید محمود ہیں جو عہد حاضر کے ممتاز ترین نعت گو اور اسلامی فکر کے دانشور ہیں۔ جن کی سیرت و سوانح، حدیث و نعت اور پاکستان کے حوالے سے کئی ایک کتب شائع ہو چکی ہیں۔ انہوں نے بعض نعت گو شعراء کے کلام کو مدون بھی کیا ہے۔ جبکہ نعت کے حوالے سے ان کے منتخبات بھی شائع ہوئے ہیں۔ اس حوالے سے دیکھا جائے تو ماہنامہ "نعت" کی ادارت انہی کا حق ہے اور وہ اسے بخوبی سرانجام دے رہے ہیں۔

ماہنامہ نعت کا سفر جنوری ۱۹۸۸ء سے شروع ہوتا ہے۔ الحمد للہ اس وقت (جون ۱۹۹۳ء) تک ہر ماہ باقاعدگی سے پرچہ شائع ہو رہا ہے۔ اس سے پیشتر کہ ماہنامہ "نعت" کے حوالے سے کچھ عرض کیا جائے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک شائع ہونے والے خاص نمبروں کی فہرست آپ تک پیش کر دی جائے تاکہ ماہنامہ "نعت" کے ذریعے ہونے والے کام کا سرسری مطالعہ ہو سکے۔

۱۹۸۸

حمد باری تعالیٰ ۔نعت کیا ہے۔ مدینۃ الرسول (اول ۔ دوم) اردو کے صاحب کتاب نعت گو (اول تا دوم) ۔ نعت قدسی ۔ غیر مسلموں کی نعت (اول) رسول نمبروں کا تعارف (اول) ۔ میلاد النبی (اول ۔ دوم ۔ سوم)

۱۹۸۹ء

لاکھوں سلام (اول، دوم)، رسول نمبروں کا تعارف (دوم)، معراج النبی (اول، دوم) غیر مسلموں کی نعت (دوم) ۔ کلام ضیا القادری (اول، دوم)۔ اردو کے صاحب کتاب نعت گو (سوم)۔ درود و سلام (اول، دوم، سوم)۔

۱۹۹۰ء

حسن رضا بریلوی کی نعت، رسول نمبروں کا تعارف (سوم)۔ درود و سلام (چہارم، پنجم، ششم)۔ غیر مسلموں کی نعت (سوم)

اردو کے صاحب کتاب نعت گو (چہارم)۔ وارثیوں کی نعت۔ آزاد بیکانیری کی نعت (اول) ۔ درود و سلام (ہفتم و ہشتم)۔

۱۹۹۱ء

شہیدان ناموس رسالت (اول، دوم، سوم، چہارم، پنجم) غیریب سہارنپوری کی نعت، نعتیہ مسدس، فیضان رضا، عربی ادب میں ذکر میلاد، سراپائے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم، اقبال کی نعت، حضورؐ کا بچپن۔

۱۹۹۲ء

نعتیہ رباعیات۔ آزاد بیکانیری کی نعت (حصہ دوم)۔ نعت کے سائے میں حیات طیبہ میں پیر کے دن کی اہمیت -(اول، دوم، سوم)۔ غیر مسلموں کی نعت (چہارم)۔ آزاد نعتیہ نظم، سیرت منظوم، سراپائے سرکار (دوم)۔ سفرسعادت (اول، دوم)۔

۱۹۹۳ء

۹۲ (قطعات) عربی نعت اور علامہ نبہانی۔ ستار وارثی کی نعت گوئی۔ حضورؐ اور بچے۔ حضور کے سیاہ فام رفقا۔ بہزاد لکھنوی کی نعت۔

ماہنامہ "نعت" کے مختلف شماروں کے عنوانات سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ ماہنامہ "نعت" کے حوالے سے نعت کا ایک دائرۃ المعارف بنتا جا رہا ہے۔ اپنی زندگی کے چھٹے سال میں داخل یہ ماہنامہ مدیر اعلیٰ کے حسن ذوق کا نہ صرف معنوی شاہکار ہے بلکہ صوری اعتبار سے بھی اسے کسی بھی اعلیٰ طباعتی معیار کے حامل ماہنامے کے مقابلے میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ جہاں تک مندرجات کا تعلق ہے وہ اس کے عنوانات سے ظاہر ہیں۔ کمال کی بات یہ ہے کہ ہر شمارہ خاص شمارہ ہے جس میں نعت کا کوئی نہ کوئی پہلو ضرور زیر بحث آیا ہے۔ اس سلسلے میں مدیر نے صاحب مضمون کو نہیں بلکہ مضمون کو پرکھا ہے اگر وہ موضوع سے متعلق ہے تو اسے متعلقہ خاص نمبر میں شائع کر دیا ہے۔ اس سلسلے میں مطبوعہ اور غیر مطبوعہ مضمون کی کوئی قید نہیں رکھی گئی۔

ماہنامہ "نعت" کے موضوعات اگرچہ بالعموم نعت ہی رہے ہیں لیکن کچھ عرصے سے سیرت طیبہ کے موضوعات کو بھی شائع کرنا شروع کر دیا گیا ہے۔ بلکہ سفرنامہ حرمین شریفین کو بھی ماہنامہ نعت کا موضوع بنا دیا گیا ہے۔ اگرچہ ایسے موضوعات کا بالواسطہ تعلق نعت سے ضرور بنتا ہے لیکن نعت کا پرچہ نعت کے شعبے میں بہتر خدمات سرانجام دے سکتا ہے۔

ماہنامہ "نعت" کے مضمون نگاروں میں نعت کے تمام لکھنے والے شامل ہیں لیکن زیادہ تر مضامین مدیر اعلیٰ راجا رشید محمود، نائب مدیر شہناز کوثر اور منیجر اظہر محمود کے شائع ہوتے ہیں۔ یقیناً" اس سلسلے میں وقت مضامین کی عدم دستیابی ہے وگرنہ مدیر اعلیٰ نے ہر مکتبہ فکر کے افراد کے لکھے ہوئے مضامین شائع کئے ہیں۔

نعت کے حوالے سے شائع ہونے والے اس جریدے میں اگرچہ عہد حاضر کے شعراء کا نعتیہ کلام بھی کبھی کبھار شائع ہوتا ہے۔ لیکن مباحث و موضوعات کے اعتبار سے اس سلسلے میں ماضی پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے جس سے مدیر اعلیٰ کے ذوق تحقیق کی نشاندہی ہوتی ہے۔ مجموعی اعتبار سے فروغ نعت کے سلسلے میں ماہنامہ "نعت" کی خدمات لائق صد تحسین ہیں۔

ماہنامہ حمد و نعت کراچی

محمد نواز جٹ

کراچی پاکستان کا جہاں سب سے بڑا شہر ہے وہاں علم و ادب اور تہذیب و فن کا مرکز و محور بھی ہے۔ برصغیر میں نور اسلام کی کرنیں اسی شہر سے پھوٹی ہیں۔ یہی وہ باب الاسلام ہے جہاں سے عرب کی چند بیٹیاں غیرت و حمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے محمد بن قاسم کے برصغیر پر حملے کا باعث بنیں۔ چنانچہ اسلامی تاریخ میں کراچی کو ہمیشہ ہی اہم مقام حاصل رہا ہے۔ آج کا کراچی اپنے شاندار ماضی سے روشن مستقبل کی طرف گامزن ہے۔ یہاں سے جہاں بہت سے دینی، علمی، ادبی پرچے طبع ہو رہے ہیں وہاں حمد و نعت کے حوالے سے بھی خاصا کام ہو رہا ہے۔ اس شہر سے جہاں انتہائی خوبصورت انتخاب نعت شائع ہوتے رہتے ہیں وہاں نعتیہ مجموعے بھی سینکڑوں کی تعداد میں طبع ہو چکے ہیں۔

کراچی شہر میں بہت سے ادارے جن میں انجمن ترقی نعت، گلبہار نعت کونسل، حضرت حسان حمد و نعت بک بینک، پاکستان نعت اکیڈمی شامل ہیں۔ فروغ و اشاعت نعت میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ یہ ادارے بالعموم اپنی سالانہ تقریبات کے موقع پر انتہائی خوبصورت کتابی سلسلے بھی شائع کر رہے ہیں جن میں اگرچہ ان کے اپنے ادارے کی زیادہ پبلسٹی ہوتی ہیں تاہم ان میں نعت سے متعلق گرانقدر مضامین و منظومات بھی طبع ہوتے ہیں۔ ان مجلوں میں مجلّہ حضرت حسان نعت ایوارڈ (مدیر اعلےٰ غوث میاں) "لیلتہ النعت" (مدیر شیخ محمد اقبال قادری) "نوائے نعت" (مدیر سید علی حسین ادیب رائے پوری) بالخصوص قابل ذکر ہیں۔

ان مجلوں کے ساتھ ساتھ کراچی کو یہ اعزاز بھی حاصل رہا ہے کہ اس شہر سے ماہنامہ "حمد و نعت" بھی کچھ عرصے تک باقاعدگی کے ساتھ تقریباً" شائع ہوتا رہا ہے۔ اس وقت میرے پیش نظر "حمد و نعت" کے جولائی ۱۹۹۰ء سے جولائی ۱۹۹۱ء تک کے کئی شمارے ہیں جنہیں شہزاد احمد نے ترتیب دیا ہے۔ معاون مدیر فرزانہ یاسمین ہیں جبکہ شعبہ ادارت میں مسرور کیفی، پروفیسر ریاض احمد بدایونی، رشید وارثی، عتیق احمد غوری، غوث میاں، محمد شاہین صدیقی، نصراللہ خاں نوری اور محمد عرفان عرفی شامل ہیں۔ مجلس ادارت کے نام پڑھ کر احساس ہوتا ہے کہ ان میں کئی ایک نعت کے ایسے شاعر ہیں جنہیں وطن عزیز میں کون نہیں جانتا۔

ماہنامہ حمد و نعت کراچی کی پیشانی پر "دنیائے نعت کی خبروں پر مشتمل منفرد نعتیہ ماہنامہ" کے الفاظ تحریر ہیں۔ جس سے اس ماہنامے کی غرض و غایت کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ مجموعی طور پر اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پرچے میں زیادہ تر مواد ایسا شائع کیا جاتا رہا ہے جس میں کراچی میں ہونے والی نعتیہ محافل، سیرت کے جلسے اور نعتیہ مشاعروں کی روداد یں طبع ہوتی رہی ہیں۔ یہ بھی اپنی جگہ حقیقت ہے کہ یہ ماہنامہ محض حمد و نعت کا خبرنامہ ہی رہا بلکہ اس میں حمد و نعت کے جاندار انتخاب، دور حاضر کے شعراء کا حمدیہ اور نعتیہ کلام، اکابر نعت گو شعراء پر مضامین، معروف نعت خوانوں کے انٹرویو، کتب نعت پر جامع اور مختصر تبصرے بھی طبع ہوتے رہے ہیں۔ ظاہر ہے یہ ایسا مواد ہے ہے جس سے کسی پرچے کی ہمہ گیری کا بخوبی احساس ہوتا ہے۔ ماہنامہ "حمد و نعت" کے کئی ایک شماروں میں فروغ نعت کے لئے کام کرنے والی تنظیموں اور افراد کا تعارف بھی کرایا گیا ہے۔

ماہنامہ "حمد و نعت" مجموعی طور پر شہزاد احمد کی ادارت میں شائع ہونے والا محض ایک ماہنامہ ہی دکھائی نہیں دیتا بلکہ نعت کا دائرۃ المعارف بھی نظر آتا ہے۔ یاد رہے کہ نعت کے موضوع پر لاہور سے ماہنامہ "نعت" راجا رشید محمود کی ادارت میں شائع ہو رہا ہے۔ یہاں مقصود دونوں ماہناموں کا موازنہ نہیں ہے کیونکہ دونوں کا دائرہ کار اگرچہ نعت ہے تاہم ماہنامہ "نعت" کا ہر شمارہ خاص شمارہ ہوتا ہے جبکہ ماہنامہ "حمد و نعت" حمد و نعت کے موضوع پر ایک اخبار کی حیثیت رکھتا ہے۔ بہرحال شہزاد احمد نعت کے ایک مخلص کارکن ہیں۔ ان سے توقع ہے کہ وہ ماہنامہ حمد و نعت کے تسلسل کو قائم کرتے ہوئے اسے مستقل طور پر جاری کرنے کی کوشش کریں گے ---- ہمیں امید ہے کہ ماہنامہ "حمد و نعت" کا دور جدید معیار کی اعلیٰ بلندیوں کو بھی چھوئے گا اور استقامت کا بھی مظاہرہ کرے گا۔

